اللہ اکبر

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

عکسی

اسلامی

تبلیغی نصاب

[illegible] صاحب دامت برکاتہم

[illegible] قرآن مجید	فضائل نماز
[illegible] موجودہ پستی کا	فضائل ذکر
[illegible]	فضائل رمضان

[illegible] خواجہ محمد اسلام

پاکستان
لاہور

MASOOD FAISAL JHANDIR LIBRARY ★ MAILSI ★
ACC No 059511

TECHNICAL SUPPORT BY
CHUGHTAI
PUBLIC LIBRARY

لقد كان في قصصهم عبرة لأولي الألباب

حکایاتِ صحابہ

مصنفہ

شیخ الحدیث حضرۃ مولانا محمد زکریا صاحب

رحمۃ اللہ تعالیٰ

خواجہ محمد اسلام ادارہ اشاعت دینیات انارکلی لاہور

فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	تمہید	۷
	باب اول	
	دین کی خاطر سختیاں برداشت کرنا اور تکالیف و مشقت کا جھیلنا	۱۰
۱	حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر طائف کا قصہ	۱۰
۲	قصہ حضرت انس بن نضرؓ کی شہادت کا	۱۲
۳	صلح حدیبیہ ابو جندلؓ اور ابو بصیرؓ کا قصہ	۱۴
۴	حضرت بلال حبشیؓ کا اسلام اور مصائب	۱۶
۵	حضرت ابوذر غفاریؓ کا اسلام	۱۷
۶	خبابؓ بن ارت کی تکلیفیں	۱۹
۷	حضرت عمارؓ اور انکے والدین کا ذکر	۲۰
۸	حضرت صہیبؓ کا اسلام	۲۱
۹	حضرت عمرؓ کا اسلام لانا اور ان کی بہن کی تکلیف	۲۲
۱۰	مسلمانوں کی حبشہ کی ہجرت اور شعب ابی طالب میں قید ہونا	۲۴
	دوسرا باب	
۱۱	اللہ جل جلالہ کا خوف اور ڈر	۲۸

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	آندھی کے وقت حضورؐ کا طریقہ	۲۸
۲	اندھیرے میں حضرت انسؓ کا فعل	۲۹
۳	سورج گرہن میں حضورؐ کا عمل	۲۹
۴	حضورؐ کا تمام رات روتے رہنا	۳۰
۵	حضرت ابوبکرؓ پر اللہ کا ڈر	۳۰
۶	حضرت عمرؓ کی حالت	۳۱
۷	حضرت ابن عباسؓ کی نصیحت	۳۳
۸	تبوک کے سفر میں قوم ثمود کی بستی پر گزر	۳۴
۹	تبوک میں حضرت کعبؓ کی حاضری اور توبہ	۳۵
۱۰	صحابہؓ کے ہنسنے پر حضورؐ کی تنبیہ اور قبر کی یاد	۴۱
۱۱	حضرت حنظلہؓ کو نفاق کا ڈر	۴۲
	(تکمیل) اللہ کے خوف کے متفرق احوال	۴۳
	تیسرا باب	
	صحابہ کرامؓ کے زہد اور فقر کے بیان میں	۴۷
۱	حضورؐ کا پہاڑوں کو سونا بنا دینے سے انکار	۴۷
۲	حضرت عمرؓ کے وسعت طلب کرنے پر تنبیہ اور حضورؐ کے گذر کی حالت	۴۷

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۲	حضرت ابوہریرہؓ کی بھوک میں حالت	۴۹
۳	حضرت ابوبکرؓ کا بیت المال سے وظیفہ	۵۰
۵	حضرت عمرؓ کا بیت المال سے وظیفہ	۵۱
۶	حضرت بلالؓ کا حضورؐ کے لیے ایک مشرک سے قرض لینا	۵۲
۷	حضرت ابوہریرہؓ کا بھوک میں مسئلہ دریافت کرنا	۵۵
۸	حضورؐ کا صحابہؓ سے دو شخصوں کے بارہ میں سوال	۵۶
۹	حضورؐ سے محبت کرنے والے پر فقر کی دوڑ	۵۶
۱۰	سریۃ العنبر میں فقر کی حالت	۵۸

چوتھا باب

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	صحابہؓ کا تقویٰ	۵۹
۱	حضورؐ کی ایک جنازہ سے واپسی اور ایک عورت کی دعوت	۵۹
۲	حضورؐ کا صدقہ کی کھجور کے خوف سے تمام رات جاگنا	۶۰
۳	حضرت ابوبکرؓ کا ایک کاہن کے کھانے سے قے کرنا	۶۰
۴	حضرت عمرؓ کی صدقہ کے دودھ سے قے	۶۱
۵	حضرت ابوبکرؓ کا احتیاطاً باغ وقف کرنا	۶۱
۶	علی بن معبدؒ کا کرایہ کے مکان سے تحریر خشک کرنا	۶۲
۷	حضرت علی رضؓ کا ایک قبر پر گذر	۶۲
۸	حضورؐ کا ارشاد جس کا کھانا پینا حرام ہو اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔	۶۳
۹	حضرت عمر رضؓ کا اپنی بیوی کو مشک تولنے سے انکار	۶۳
۱۰	حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کا حجاج کے حاکم کو حاکم نہ بنانا	۶۵

پانچواں باب

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	نماز کا شغف اور ذوق و شوق	۶۶
۱	اللہ کا ارشاد نوافل والے کے حق میں	۶۶
۲	حضورؐ کا تمام رات نماز پڑھنا	۶۷
۳	حضورؐ کا چار رکعت میں چھ پارے پڑھنا	۶۷
۴	حضرت ابوبکرؓ حضرت ابن زبیرؓ حضرت علیؓ وغیرہ کی نمازوں کے حالات	۶۸
۵	ایک مہاجر اور ایک انصاری کی چوکیداری اور مہاجر کا نماز میں تیر کھانا	۷۰
۶	ابوطلحہ رضؓ کا نماز میں خیال آجانے سے باغ وقف کرنا	۷۱
۷	حضرت ابن عباسؓ کا نماز کی وجہ سے آنکھ نہ بنوانا	۷۲
۸	صحابہؓ کا نماز کے وقت فوراً دوکانیں بند کرنا	۷۳
۹	حضرت خبیبؓ کا قتل کے وقت	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	نماز پڑھنا اور زیدؓ و عاصمؓ کا قتل	۷۴
۱۰	حضورؐ کی جنت میں معیت کیلئے نماز کی مدد	۷۸
	چھٹا باب	
	ایثار، ہمدردی اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنا	۷۹
۱	صحابیؓ کا مہمان کی خاطر چراغ بجھا دینا	۷۹
۲	روزہ دار کے لیے چراغ بجھا دینا	۸۰
۳	ایک صحابیؓ کا زکوٰۃ میں اونٹ دینا	۸۰
۴	حضرات شیخینؓ کا صدقہ میں مقابلہ	۸۱
۵	صحابہؓ کا دوسروں کی وجہ سے پیاسے مرنا	۸۲
۶	حضرت حمزہؓ کا کفن	۸۲
۷	بکرے کی سری کا چکر کاٹ کر واپس آنا	۸۴
۸	حضرت عمرؓ کا اپنی بیوی کو زچگی میں لیجانا	۸۴
۹	ابوطلحہؓ کا باغ وقف کرنا	۸۶
۱۰	ابوذرؓ کا اپنے خادم کو تنبیہ فرمانا	۸۷
۱۱	حضرت جعفرؓ کا قصہ	۸۹
	ساتواں باب	
	بہادری، دلیری اور موت کا شوق	۹۱
۱	ابن جحشؓ اور ابن سعدؓ کی دعا	۹۱
۲	احد کی لڑائی میں حضرت علیؓ کی بہادری	۹۲
۳	حضرت حنظلہؓ کی شہادت	۹۲
۴	عمرو بن جموحؓ کی تمنائے شہادت	۹۴
۵	مصعب بن عمیرؓ کی شہادت	۹۵

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۶	یرموک کی لڑائی میں سعدؓ کا خط	۹۶
۷	وہبؓ بن قابوس کی احد میں شہادت	۹۷
۸	بیر معونہ کی لڑائی	۹۸
۹	عمیرؓ کا قول کہ کھجوریں کھانا طویل زندگی ہے	۱۰۰
۱۰	حضرت عمرؓ کی ہجرت	۱۰۱
۱۱	غزوۂ موتہ کا قصہ	۱۰۱
۱۲	سعید بن جبیرؓ اور حجاج کی گفتگو	۱۰۵
	آٹھواں باب علمی ولولہ	۱۰۹
۱	فتویٰ کا کام کرنیوالی جماعت کی فہرست	۱۱۰
۲	حضرت ابوبکرؓ کا مجموعہ کو جلادینا	۱۱۱
۳	تبلیغ مصعب بن عمیرؓ	۱۱۲
۴	ابی بن کعبؓ کی تعلیم	۱۱۳
۵	حذیفہؓ کا اہتمام فتن	۱۱۴
۶	ابوہریرہؓ کا احادیث کو حفظ کرنا	۱۱۵
۷	قتل مسیلمہ و جمع قرآن	۱۱۷
۸	ابن مسعودؓ کی احتیاط روایت حدیث میں	۱۱۸
۹	ابودرداءؓ کے پاس حدیث کیلئے جانا	۱۲۰
۱۰	ابن عباسؓ کا انصاری کے پاس جانا	۱۲۲
	متفرق علمی کارنامے	۱۲۳
	نواں باب	
	حضورؐ کی فرمانبرداری اور امتثال حکم	۱۳۰
۱	ابن عمرؓ کا چادر کو جلادینا	۱۳۰

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۲	انصاری کا مکان کو ڈھا دینا	۱۳۱
۳	صحابہؓ کا سرخ چادروں کو اتار دینا	۱۳۲
۴	وائلؓ کا ذباب کے لفظ سے بال کٹوا دینا	۱۳۳
۵	سہیلؓ بن حنظلہ کی عادت اور خریم کا بال کٹوا دینا	۱۳۳
۶	ابن عمر رضہ کا اپنے بیٹے سے نہ بولنا	۱۳۴
۷	ابن عمرؓ سے سوال کہ نماز سفر قرآن میں نہیں	۱۳۵
۸	ابن مغفلؓ کا حذف کی وجہ سے کلام چھوڑ دینا	۱۳۶
۹	حکیم بن حزامؓ کا سوال سے عہد	۱۳۶
۱۰	حذیفہؓ کا جاسوسی کے لیے جانا	۱۳۷
	دسواں باب عورتوں کا دینی جذبہ	۱۳۹
۱	تسبیحات حضرت فاطمہ رضہ	۱۳۹
۲	حضرت عائشہ رضہ کا صدقہ	۱۴۱
۳	ابن زبیرؓ کا حضرت عائشہؓ کو صدقہ سے روکنا	۱۴۲
۴	حضرت عائشہؓ کی حالت اللہ کے خوف سے	۱۴۳
۵	ام سلمہؓ کے خاوند کی دعا اور ہجرت	۱۴۳
۶	ام زیادؓ کی چند عورتوں کے ساتھ خیبر میں شرکت	۱۴۶
۷	ام حرامؓ کی غزوۃ البحر میں شرکت کی تمنا	۱۴۶
۸	ام سلیمؓ کی لڑکے کے مرنے پر خاوند سے ہمبستری	۱۴۷
۹	ام حبیبہؓ کا اپنے باپ کو بستر پر نہ بٹھانا	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۰	حضرت زینبؓ کا افک کے معاملہ میں صفائی اور صدقہ	۱۵۰
۱۱	خنساءؓ کی اپنے چاروں بیٹوں سمیت جنگ میں شرکت	۱۵۲
۱۲	حضرت صفیہؓ کا یہودی کو تنہا مارنا	۱۵۳
۱۳	اسماءؓ کا عورتوں کے اجر کے بارہ میں سوال	۱۵۴
۱۴	ام عمارہؓ کا اسلام اور جنگ میں شرکت	۱۵۶
۱۵	ام حکیمؓ کا اسلام اور جنگ میں شرکت	۱۵۸
۱۶	سمیہؓ ام عمار کی شہادت	۱۵۹
۱۷	اسماءؓ بنت ابی بکرؓ کی زندگی اور تنگی	۱۶۰
۱۸	حضرت ابوبکرؓ کا ہجرت کے وقت مال لیجانا اور اسماءؓ کا اپنے دادا کو اطمینان دلانا	۱۶۱
۱۹	حضرت اسماء رضہ کی سخاوت	۱۶۳
۲۰	حضورؐ کی بیٹی حضرت زینبؓ کی ہجرت اور انتقال	۱۶۳
۲۱	ربیعؓ بنت معوذ کی غیرت دینی	۱۶۴
	معلومات حضورؐ کی بیٹیاں اور اولادؓ	۱۶۶
	گیارھواں باب بچوں کا دینی جذبہ	۱۸۴
۱	بچوں کو روزہ رکھوانا	۱۸۴
۲	حضرت عائشہ رضہ کی احادیث اور آیت کا نزول	۱۸۵

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۳	عمیرؓ کا جہاد میں شرکت کا شوق	۱۸۶
۴	عمیرؓ کا بدر کی لڑائی میں چھپنا	۱۸۶
۵	دو انصاری بچوں کا ابوجہل کو قتل کرنا	۱۸۷
۶	رافعؓ اور جندبؓ کا مقابلہ	۱۸۸
۷	زیدؓ کا قرآن کی وجہ سے تقدم	۱۹۰
۸	ابوسعید خدریؓ کے باپ کا انتقال	۱۹۰
۹	سلمہؓ بن اکوع کی غابہ پر دوڑ	۱۹۱
۱۰	بدر کا مقابلہ اور براءؓ کا شوق	۱۹۲
۱۱	عبداللہ بن عبداللہ بن ابیؓ کا اپنے باپ سے معاملہ	۱۹۴
۱۲	جابرؓ کی حمراء الاسد میں شرکت	۱۹۶
۱۳	ابن زبیرؓ کی بہادری روم کی لڑائی میں	۱۹۷
۱۴	عمروؓ بن سلمہ کا کفر کی حالت میں قرآن یاد کرنا	۱۹۸
۱۵	ابن عباسؓ کا اپنے غلام کے پاؤں میں بیڑی ڈالنا	۱۹۹
۱۶	ابن عباسؓ کا بچپن میں قرآن شریف حفظ کرنا	۱۹۹
۱۷	عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ کا حفظ حدیث	۲۰۰
۱۸	زید بن ثابتؓ کا حفظ قرآن	۲۰۱
۱۹	امام حسنؓ کا بچپن میں علمی مشغلہ	۲۰۲
۲۰	امام حسینؓ کا علمی مشغلہ	۲۰۳

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	بارھواں باب	
	حضورؐ کے ساتھ محبت	۲۰۶
۱	ابوبکرؓ کا اعلان اسلام اور تکلیف	۲۰۶
۲	حضرت عمرؓ کا حضورؐ کے وصال پر رنج	۲۰۹
۳	ایک عورت کا حضورؐ کی خبر کے لیے بیقرار ہونا	۲۱۰
۴	حدیبیہ میں ابوبکرؓ اور مغیرہؓ کا فعل اور عام صحابہؓ کا طرزِ عمل	۲۱۱
۵	ابن زبیرؓ کا خون پینا	۲۱۴
۶	مالکؓ بن سنان کا خون پینا	۲۱۵
۷	زید بن حارثہ کا اپنے باپ کو انکار	۲۱۵
۸	انسؓ بن نضر کا عمل احد کی لڑائی میں	۲۱۸
۹	سعدؓ بن ربیع کا پیام احد میں	۲۱۸
۱۰	حضورؐ کی قبر دیکھ کر ایک عورت کی موت	۲۱۹
۱۱	صحابہؓ کی محبت کے متفرق قصے	۲۱۹
	خاتمہ	
	صحابہ کرامؓ کے ساتھ برتاؤ اور ان کے اجمالی فضائل	۲۲۵
	تمت	

تمہید

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَاَتْبَاعِہِ الْحُمَاۃِ لِلدِّیْنِ الْقَوِیْمِ ؛

اما بعد اللہ کے ایک برگزیدہ بندے اور میرے مربّی و محسن کا ارشاد ۵۳ھ میں ہوا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے چند قصّے بالخصوص کم سن صحابہ اور عورتوں کی دینداری کی کچھ حالت اردو میں لکھی جائے تاکہ جو لوگ جو قصّوں کے شوقین ہیں وہ واہی تباہی اور جھوٹی حکایات کے بجائے اگر ان کو دیکھیں تو ان کے لیے دینی ترقی کا سبب ہو، اور گھر کی عورتیں اگر راتوں میں بچوں کو جھوٹی کہانیوں کے بجائے ان کو سنائیں تو بچوں کے دل میں صحابہؓ کی محبت اور عظمت کے ساتھ دینی امور کی طرف رغبت پیدا ہو، میرے لیے اس ارشاد کی تعمیل بہت ہی ضروری تھی کہ احسانات میں ڈوبے ہوئے ہونے کے علاوہ اللہ والوں کی خوشنودی دو جہاں میں فلاح کا سبب ہوتی ہے مگر اس کے باوجود اپنی کم مائیگی سے یہ امید نہ ہوئی کہ میں اس خدمت کو اپنی مرضی کے موافق ادا کر سکوں گا، اس لیے چار برس تک بار بار اس ارشاد کو سنتا رہا اور اپنی نااہلیت سے شرمندہ ہوتا رہا کہ صفر ۵۷ھ میں ایک مرض کی وجہ سے چند روز کے لیے دماغی کام سے روک دیا گیا تو مجھے خیال ہوا کہ ان خالی ایام کو اس بابرکت مشغلہ میں گذار دوں کہ اگر یہ اوراق پسندِ خاطر نہ ہوئے تب بھی میرے یہ خالی اوقات تو بہترین اور بابرکت مشغلہ میں گذر ہی جائیں گے

اس میں شک نہیں کہ اللہ والوں کے قصّے، ان کے حالات یقیناً اس قابل ہیں کہ ان کی تحقیق اور تفتیش کی جائے اور ان سے سبق حاصل کیا جائے، بالخصوص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی جماعت جس کو اللہ جلّ شانہٗ نے اپنے لاڈلے نبی اور پیارے رسول کی مصاحبت کے لیے چنا اس کی مستحق ہے کہ اس کا اتباع کیا جائے، اس کے علاوہ اللہ والوں کے ذکر سے اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے، صوفیا کے سردار حضرت جنید بغدادی کا ارشاد ہے کہ حکایتیں اللہ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے جس سے مریدین کے دلوں کو تقویت حاصل ہوتی ہے کسی نے دریافت کیا کہ اس کی کوئی دلیل بھی ہے؟ فرمایا!

ہاں! اللہ جلّ شانہٗ کا ارشاد ہے :-

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ وَجَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ

اور پیغمبروں کے قصّوں میں سے ہم یہ سارے قصّے آپ سے بیان کرتے ہیں جن کے ذریعہ ہم آپ کے دل کو تقویت دیتے ہیں، ایک فائدہ تو یہ ہوا، اور ان قصّوں میں آپ کے پاس ایسا مضمون پہنچتا ہے جو خود بھی راست اور واقعی ہے اور مسلمانوں کے لیے نصیحت ہے (اور اچھے کام کرنے کی) یاد دہانی ہے (بیان القرآن)

ایک ضروری بات یہ بھی دل میں جما لینے کی ہے کہ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی حدیثیں ہوں یا بزرگوں کے حالات، اسی طرح مسائل کی کتابیں ہوں یا معتبر لوگوں کے وعظ و ارشادات یہ ایسی چیزیں نہیں ہوتیں کہ ایک مرتبہ دیکھ لینے کے بعد ہمیشہ کو ختم کر دیا جائے، بلکہ اپنی حالت اور استعداد کے موافق بار بار دیکھتے رہنا چاہیے، ابو سلیمان دارانی ایک بزرگ ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ "میں ایک واعظ کی مجلس میں حاضر ہوا، ان کے وعظ نے میرے دل پر اثر کیا مگر جب وعظ ختم ہوا تو وہ اثر بھی ختم ہو گیا، میں دوبارہ ان کی مجلس میں حاضر ہوا تو اس وعظ کا اثر فارغ ہونے کے بعد گھر کے راستہ میں بھی رہا، تیسری مرتبہ پھر حاضر ہوا تو اس کا اثر گھر میں پہنچنے پر بھی رہا، میں نے گھر جا کر اللہ کی نافرمانی کے جو اسباب تھے سب توڑ دیئے اور اللہ کا راستہ اختیار کیا"۔ اسی طرح دینی کتابوں کا بھی حال ہے کہ محض سرسری طور پر ایک مرتبہ ان کے پڑھ لینے سے اثر کم ہوتا ہے۔ اس لیے کبھی کبھی پڑھتے رہنا چاہیے۔ پڑھنے والوں کی سہولت اور مضامین کے دل نشین ہونے کے خیال سے میں نے اس رسالہ کو بارہ بابوں اور ایک خاتمہ پر تقسیم کیا ہے :-

پہلا باب :- دین کی خاطر سختیوں کا برداشت کرنا اور تکالیف و مشقّت جھیلنا۔
دوسرا باب :- اللہ جلّ جلالہٗ کا خوف اور ڈر جو صحابۂ کرام کی خاص عادت تھی۔
تیسرا باب :- صحابہ رضؓ کی زاہدانہ اور فقیرانہ زندگی کا نمونہ۔
چوتھا باب :- صحابہؓ کے تقوے اور پرہیزگاری کی حالت۔

پانچواں باب:- نماز کا شوق اور اس کا اہتمام
چھٹا باب:- ہمدردی اور ایثار اور دوسروں کو ترجیح دینا اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنا
ساتواں باب:- بہادری، دلیری، ہمت و شجاعت اور موت کا شوق
آٹھواں باب:- علمی اشتغال اور علمی انہماک کا نمونہ
نواں باب:- حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی تعمیل
دسواں باب:- عورتوں کا دینی جذبہ اور حضور کی بیبیوں اور اولاد کا بیان
گیارھواں باب:- بچوں کا دینی ولولہ اور بچپن میں دین کا اہتمام
بارھواں باب:- حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کے نمونے
خاتمہ:- صحابہ کے حقوق اور ان کے مختصر فضائل

موت کا منظر

یعنی

مرنے کے بعد کیا ہوگا؟

اردو - عربی - فارسی - انگریزی ایڈیشن

آپ خواجہ محمد اسلم کی [illegible] تمام کتابیں

جنت کا منظر
[illegible]

[illegible] کا منظر
محبوب خدا کی وصیتیں

پہلا باب — حکایاتِ صحابہؓ

دین کی خاطر سختیوں کا برداشت کرنا اور تکلیف و مشقت کا جھیلنا

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دین کے پھیلانے میں جس قدر تکلیفیں اور مشقتیں برداشت کی ہیں ان کا برداشت کرنا تو درکنار اس کا ارادہ کرنا بھی ہم جیسے نالائقوں سے دشوار ہے۔ تاریخ کی کتابیں ان واقعات سے بھری ہوئی ہیں مگر ان پر عمل کرنا تو علیحدہ رہا ہم ان کے معلوم کرنے کی بھی تکلیف نہیں کرتے اس باب میں چند قصوں کو نمونہ کے طور پر ذکر کرنا ہے ان میں سب سے پہلے خود حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک قصہ سے ابتدا کرتا ہوں کہ حضور کا ذکر برکت کا ذریعہ ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طائف کے سفر کا قصہ

۱ نبوت مل جانے کے بعد نو برس تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں تبلیغ فرماتے رہے اور قوم کی ہدایت اور اصلاح کی کوشش فرماتے رہے لیکن تھوڑی سی جماعت کے سوا جو مسلمان ہو گئی تھی اور تھوڑے سے ایسے لوگوں کے علاوہ جو باوجود مسلمان نہ ہونے کے آپ کی مدد کرتے تھے اکثر کفار مکہ آپ کو اور آپ کے صحابہؓ کو ہر طرح کی تکلیفیں پہنچاتے تھے مذاق اڑاتے تھے اور جو ہو سکتا تھا اس سے درگذر نہ کرتے تھے حضور کے چچا ابو طالب بھی انہی نیک لوگوں میں تھے جو باوجود مسلمان نہ ہونے کے حضور کی ہر قسم کی مدد فرماتے تھے۔ دسویں سال میں جب ابو طالب کا بھی انتقال ہو گیا تو کافروں کو اور بھی ہر طرح کھلا موقعہ اسلام سے روکنے اور حضور کو تکلیف پہنچانے کا ملا حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس خیال سے طائف تشریف لے گئے کہ وہاں قبیلہ ثقیف کی بڑی جماعت ہے اگر وہ قبیلہ مسلمان ہو جائے تو مسلمانوں کو ان تکلیفوں سے نجات ملے اور دین کے پھیلنے کی بنیاد پڑ جائے وہاں پہنچ کر قبیلہ کے تین سرداروں سے جو بڑے درجہ کے سمجھے جاتے تھے گفتگو فرمائی اور اللہ کے دین کی طرف بلایا اور اللہ کے رسول یعنی اپنی مدد کی طرف متوجہ کیا مگر ان لوگوں نے بجائے اس کے کہ دین کی بات کو

قبول کرتے یا کم از کم عرب کی مشہور مہمان نوازی کے لحاظ سے ایک نووارد مہمان کی مدارات کرتے صاف جواب دے دیا اور نہایت بے رخی اور بد خلقی سے پیش آئے۔ ان لوگوں نے یہ بھی گوارا نہ کیا کہ آپ یہاں قیام فرمائیں، جن لوگوں کو سردار سمجھ کر بات کی تھی کہ وہ شریف ہوں گے اور مہذب گفتگو کریں گے ان میں سے ایک شخص بولا کہ اوہو آپ ہی کو اللہ نے نبی بنا کر بھیجا ہے، دوسرا بولا کہ اللہ کو تمہارے سوا کوئی اور ملتا ہی نہیں تھا جس کو رسول بنا کر بھیجتا، تیسرے نے کہا کہ میں تجھ سے بات کرنا نہیں چاہتا، اس لیے کہ اگر تو واقعی نبی جیسا کہ دعویٰ ہے تو تیری بات سے انکار کر دینا مصیبت سے خالی نہیں، اور اگر یہ جھوٹ ہے تو میں ایسے شخص سے بات کرنا نہیں چاہتا، اس کے بعد ان لوگوں سے ناامید ہو کر حضور نے اور لوگوں سے بات کرنے کا ارادہ فرمایا کہ آپ تو ہمت اور استقلال کے پہاڑ تھے، مگر کسی نے بھی قبول نہ کیا بلکہ بجائے قبول کرنے کے حضور سے کہا کہ ہمارے شہر سے فوراً نکل جاؤ اور جہاں تمہاری چاہت کی جگہ ہو وہیں چلے جاؤ، حضور جب ان سے بالکل مایوس ہو کر واپس ہونے لگے تو ان لوگوں نے شہر کے لڑکوں کو پیچھے لگا دیا کہ آپ کا مذاق اڑائیں، تالیاں پیٹیں، پتھر ماریں حتیٰ کہ آپ کے دونوں جوتے خون کے جاری ہونے سے رنگین ہو گئے، حضور اقدس اسی حالت میں واپس ہوئے جب راستہ میں ایک جگہ ان شریروں سے اطمینان ہوا تو حضور نے یہ دعا مانگی:-

اللهم إليك أشكو ضعف قوتي وقلة
حيلتي وهواني على الناس يا أرحم الراحمين
أنت رب المستضعفين وأنت ربي
إلى من تكلني إلى بعيد يتجهمني
أم إلى عدو ملكته أمري إن لم يكن بك علي
غضب فلا أبالي ولكن عافيتك هي أوسع
لي أعوذ بنور وجهك الذي أشرقت له
الظلمات وصلح عليه أمر الدنيا والآخرة

اے اللہ تجھی سے شکایت کرتا ہوں میں اپنی
کمزوری اور بے کسی کی اور لوگوں میں ذلت و
رسوائی کی۔ اے ارحم الراحمین تو ہی ضعفاء
کا رب ہے اور تو ہی میرا پروردگار ہے
تو مجھے کس کے حوالہ کرتا ہے، کسی اجنبی
بیگانہ کے جو مجھے دیکھ کر ترش رو ہوتا ہے
اور منہ چڑھاتا ہے یا کہ کسی دشمن کے جس کو
تو نے مجھ پر قابو دے دیا۔ اے اللہ اگر تو

مِنْ اَنْ تُنْزِلَ بِيْ غَضَبَكَ اَوْ يَحِلَّ عَلَيَّ سَخَطُكَ لَكَ الْعُتْبٰى حَتّٰى تَرْضٰى وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِكَ. كذا في سيرة ابن هشام قلت واختلفت الروايات في الفاظ الدعاء كما في قرة العيون

مجھ سے ناراض نہیں ہے تو مجھے کسی کی بھی پروا نہیں ہے تیری حفاظت مجھے کافی ہے میں تیرے چہرہ کے اس نور کے طفیل جس سے تمام اندھیریاں روشن ہو گئیں اور جس سے دنیا اور آخرت کے سارے کام درست ہو جاتے ہیں اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ مجھ پر تیرا غصہ ہو یا تو مجھ سے ناراض ہو تیری ناراضگی کا اس وقت تک دور کرنا ضروری ہے جب تک تو راضی نہ ہو نہ تیرے سوا کوئی طاقت ہے نہ قوت۔

مالک الملک کی شان قہاری کو اس پر جوش آنا ہی تھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر سلام کیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کی وہ گفتگو جو آپ سے ہوئی سنی اور ان کے جوابات سنے اور ایک فرشتہ کو جس کے متعلق پہاڑوں کی خدمت ہے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ آپ جو چاہیں اس کو حکم دیں اس کے بعد اس فرشتہ نے سلام کیا اور عرض کیا کہ جو ارشاد ہو میں اس کی تعمیل کروں اگر ارشاد ہو تو دونوں جانب کے پہاڑوں کو ملا دوں جس سے یہ سب درمیان میں کچل جائیں یا اور جو سزا آپ تجویز فرمائیں حضور کی رحیم و کریم ذات نے جواب دیا کہ میں اللہ سے اس کی امید رکھتا ہوں کہ اگر یہ مسلمان نہیں ہوئے تو ان کی اولاد میں سے ایسے لوگ پیدا ہوں جو اللہ کی پرستش کریں اور اس کی عبادت کریں۔

فائدہ: یہ ہیں اخلاق اس کریم ذات کے جس کے ہم لوگ نام لیوا ہیں کہ ہم ذرا سی تکلیف سے کسی کی معمولی سی گالی دینے سے ایسے بھڑک جاتے ہیں کہ پھر عمر بھر اس کا بدلہ نہیں اترتا ظلم پر ظلم اس پر کرتے رہتے ہیں اور دعوے کرتے ہیں اپنے محمدی ہونے کا نبی کے پیرو بننے کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اتنی سخت تکلیف اور مشقت اٹھانے کے باوجود نہ بددعا فرماتے ہیں نہ کوئی بدلہ لیتے ہیں۔

قصہ حضرت انس بن نضر کی شہادت کا

۲ حضرت انس بن نضر ایک صحابی تھے جو بدر کی لڑائی میں شریک نہیں ہو سکے تھے ان کو اس چیز کا صدمہ تھا اس پر اپنے نفس کو ملامت

حسرت تھی کہ اسلام کی پہلی عظیم الشان لڑائی اور تو اس میں شریک نہ ہو سکا۔ ان کی تمنا تھی کہ کوئی دوسری لڑائی ہو تو حوصلے پورے کروں۔ اتفاق سے احد کی لڑائی پیش آگئی جس میں یہ بڑی بہادری اور دلیری سے شریک ہوئے۔ احد کی لڑائی میں اول اول تو مسلمانوں کو فتح ہوئی مگر آخر میں ایک غلطی کی وجہ سے مسلمانوں کو شکست ہوئی۔ وہ غلطی یہ تھی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ آدمیوں کو ایک خاص جگہ مقرر فرمایا تھا کہ تم لوگ جب تک میں نہ کہوں اس جگہ سے نہ ہٹنا کہ وہاں سے دشمن کے حملہ کرنے کا اندیشہ تھا۔ جب مسلمانوں کو شروع میں فتح ہوئی تو کافر بھاگنے لگے۔ یہ لوگ بھی اپنی جگہ سے یہ سمجھ کر ہٹ گئے کہ اب جنگ ختم ہو چکی ہے اس لیے بھاگتے ہوئے کافروں کا پیچھا کیا جائے اور غنیمت کا مال حاصل کیا جائے۔ ان لوگوں کے سردار نے منع بھی کیا کہ حضور کی ممانعت تھی تم یہاں سے نہ ہٹو مگر ان لوگوں نے یہ سمجھ کر کہ حضور کا ارشاد صرف لڑائی کے وقت کے واسطے تھا، وہاں سے ہٹ کر میدان میں پہنچ گئے۔ بھاگتے ہوئے کافروں نے اس جگہ کو خالی دیکھ کر اس طرف سے آ کر حملہ کر دیا۔ مسلمان بے فکر تھے، اس اچانک بے خبری کے حملہ سے مغلوب ہو گئے اور دونوں طرف سے کافروں کے بیچ میں آ گئے جس کی وجہ سے ادھر ادھر پریشان ہو کر بھاگ رہے تھے۔ حضرت انسؓ نے دیکھا کہ سامنے سے ایک دوسرے صحابی حضرت سعد بن معاذؓ آ رہے ہیں۔ ان سے کہا کہ اے سعد کہاں جا رہے ہو، خدا کی قسم جنت کی خوشبو احد کے پہاڑ سے آ رہی ہے۔ یہ کہہ کر تلوار تو ہاتھ میں تھی ہی کافروں کے ہجوم میں گھس گئے اور جب تک شہید نہیں ہو گئے واپس نہیں ہوئے۔ شہادت کے بعد ان کے بدن کو دیکھا گیا تو چھلنی ہو گیا تھا، اسّی سے زیادہ زخم تیر اور تلوار کے بدن پر تھے۔ ان کی بہن نے انگلیوں کے پوروں سے ان کو پہچانا۔

ف: جو لوگ اخلاص اور سچی طلب کے ساتھ اللہ کے کام میں لگ جاتے ہیں ان کو دنیا ہی میں جنت کا مزہ آنے لگتا ہے۔ یہ حضرت انسؓ زندہ ہی میں جنت کی خوشبو سونگھ رہے تھے۔ اگر اخلاص آدمی میں ہو جائے تو دنیا میں بھی جنت کا مزہ آنے لگتا ہے۔ [illegible] جنت کا مزہ آ رہا ہے۔

صلح حدیبیہ، ابوجندلؓ اور ابوبصیرؓ کا قصہ

(۲۱) ۶ھ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کے ارادہ سے مکہ تشریف لے جا رہے تھے۔ کفار مکہ کو اس کی خبر ہوئی اور وہ اس خبر کو اپنی ذلت سمجھے اس لئے مزاحمت کی اور حدیبیہ میں آپ کو رکنا پڑا، جاں نثار صحابہ ساتھ تھے جو حضور پر جان قربان کرنا فخر سمجھتے تھے، لڑنے کو تیار ہو گئے، مگر حضور نے مکہ والوں کی خاطر سے لڑنے کا ارادہ نہیں فرمایا اور صلح کی کوشش کی اور باوجود صحابہ کی لڑائی پر مستعدی اور بہادری کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کی اس قدر رعایت فرمائی کہ ان کی ہر شرط کو قبول فرما لیا، صحابہ کو اس طرح دب کر صلح کرنا بہت ہی ناگوار تھا، مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے سامنے کیا ہو سکتا تھا کہ جاں نثار تھے اور فرمانبردار، اس لئے حضرت عمرؓ جیسے بہادروں کو بھی دبنا پڑا، صلح میں جو شرطیں ہوئی تھیں ان میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ کافروں میں سے جو شخص اسلام لائے اور ہجرت کرے مسلمان اس کو مکہ واپس کر دیں اور مسلمانوں میں سے خدانخواستہ اگر کوئی شخص مرتد ہو کر چلا آئے تو وہ واپس نہ کیا جائے، صلح نامہ ابھی پورا لکھا بھی نہیں گیا تھا کہ حضرت ابوجندلؓ ایک صحابی تھے جو اسلام لانے کی وجہ سے طرح طرح کی تکلیفیں برداشت کر رہے تھے اور زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے اسی حالت میں گرتے پڑتے مسلمانوں کے لشکر میں اس امید پر پہنچے کہ ان لوگوں کی حمایت میں جا کر اس مصیبت سے چھٹکارا پاؤں گا۔

ان کے باپ سہیل نے جو اس صلح نامہ میں کفار کی طرف سے وکیل تھے اور اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے بعد میں مسلمان ہوئے، ان کے منہ پر طمانچہ مارا اور واپس لے جانے پر اصرار کیا، حضور نے ارشاد فرمایا کہ ابھی صلح نامہ مرتب نہیں ہوا اس لئے ابھی پابندی کس بات کی؟ مگر انہوں نے اصرار کیا، پھر حضور نے فرمایا کہ ایک آدمی مجھے مانگا ہی دے دو، مگر وہ لوگ ضد پر قائم رہے، ابوجندلؓ نے مسلمانوں کو دہائی دے کر فریاد بھی کی کہ میں مسلمان ہو کر آیا اور کتنی مصیبتیں اٹھا چکا اب واپس کیا جا رہا ہوں، اس وقت مسلمانوں کے دلوں پر جو گذر رہی ہوگی اللہ ہی کو معلوم ہے، مگر حضور کے ارشاد سے واپس ہوئے، حضور نے تسلی فرمائی اور صبر کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ عنقریب حق تعالیٰ شانہ تمہارے لئے راستہ [illegible]

صلح نامہ کے مکمل ہو جانے کے بعد ایک دوسرے صحابی ابو بصیرؓ بھی مسلمان ہو کر مدینہ منورہ پہنچے، کفار نے ان کو واپس بلانے کے لیے دو آدمی بھیجے، حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حسبِ وعدہ واپس فرما دیا۔ ابو بصیرؓ نے عرض بھی کیا کہ یا رسول اللہ! میں مسلمان ہو کر آیا، آپ مجھے کفار کے پنجہ میں پھر بھیجتے ہیں۔ آپؐ نے ان سے بھی صبر کرنے کو ارشاد فرمایا اور فرمایا کہ انشاء اللہ عنقریب تمہارے لیے راستہ کھلے گا۔ یہ صحابی ان دونوں کافروں کے ساتھ واپس ہو گئے۔ راستہ میں ان میں سے ایک سے کہنے لگے کہ یار تیری یہ تلوار تو بڑی نفیس معلوم ہوتی ہے۔ شیخی باز آدمی ذرا سی بات میں پھول ہی جاتا ہے، وہ نیام سے نکال کر کہنے لگا کہ ہاں میں نے بہت سے لوگوں پر اس کا تجربہ کیا ہے، یہ کہہ کر تلوار ان کے حوالہ کر دی، انھوں نے اسی پر اس کا تجربہ کیا، دوسرا ساتھی یہ دیکھ کر کہ ایک کو تو نمٹا دیا اب میرا نمبر ہے، بھاگا ہوا مدینہ آیا اور حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرا ساتھی مر چکا ہے اب میرا نمبر ہے۔ اس کے بعد ابو بصیرؓ پہنچے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ اپنا وعدہ پورا فرما چکے کہ مجھے واپس کر دیا اور مجھ سے کوئی عہد ان لوگوں کا نہیں ہے جس کی ذمہ داری ہو، وہ مجھے میرے دین سے ہٹاتے ہیں، اس لیے میں نے یہ کیا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ لڑائی بھڑکانے والا ہے، کاش کوئی اس کا معین و مددگار ہوتا۔ وہ اس کلام سے سمجھ گئے کہ اب بھی اگر کوئی میری طلب میں آئے گا تو میں واپس کر دیا جاؤں گا۔ اس لیے وہ وہاں سے چل کر سمندر کے کنارے ایک جگہ آ پڑے، مکہ والوں کو اس قصہ کا حال معلوم ہوا، تو ابو جندلؓ بھی جن کا قصہ پہلے گزرا چھپ کر وہیں پہنچ گئے اسی طرح جو شخص مسلمان ہوتا وہ ان کے ساتھ جا ملتا، چند روز میں یہ ایک مختصر سی جماعت ہو گئی، جنگل میں جہاں نہ کوئی کھانے کا انتظام نہ باغات اور آبادیاں، اس لیے ان لوگوں پر جو گزری ہو گی وہ تو اللہ ہی کو معلوم ہے، لیکن ان ظالموں سے پریشان ہو کر یہ لوگ بھاگے تھے ان کا ناطقہ بند کر دیا، جو قافلہ ادھر کو جاتا اس سے مقابلہ کرتے اور لڑتے، حتی کہ کفار مکہ نے پریشان ہو کر حضورؐ کی خدمت میں الحاح و خوشامد کر کے اللہ کا اور رشتہ داری کا واسطہ دے کر آدمی بھیجا کہ اس بے سری جماعت کو آپ اپنے پاس بلا لیں کہ یہ معاہدہ میں تو داخل ہو جائیں اور ہمارے لیے آنے جانے کا راستہ کھلے۔ لکھا ہے کہ حضورؐ کا اجازت نامہ جب ان حضرات کے پاس پہنچا ہے، تو

ابو بصیرؓ مرض موت میں گرفتار تھے حضور اقدس ﷺ کا والا نامہ ہاتھ میں تھا کہ اسی حالت میں انتقال فرمایا رضی اللہ عنہ وارضاہ (بخاری، فتح)

فائدہ: آدمی اگر اپنے دین پر پکا ہو بشرطیکہ دین بھی سچا ہو تو بڑی سے بڑی طاقت اس کو اس سے نہیں ہٹا سکتی اور مسلمان کی مدد کا تو اللہ کا وعدہ ہے بشرطیکہ وہ مسلمان ہو۔

حضرت بلال حبشیؓ کا قصہ: حضرت بلال حبشیؓ مشہور صحابی ہیں جو مسجد نبوی کے ہمیشہ مؤذن رہے، شروع میں ایک کافر کے غلام تھے، اسلام لے آئے جس کی وجہ سے طرح طرح کی تکلیفیں دی جاتی تھیں، امیہ بن خلف جو مسلمانوں کا سخت دشمن تھا ان کو سخت گرمی میں دوپہر کے وقت تپتی ہوئی ریت پر سیدھا لٹا کر ان کے سینہ پر پتھر کی بڑی چٹان رکھ دیتا تھا تاکہ وہ حرکت نہ کر سکیں اور کہتا تھا کہ یا اس حال میں مر جائیں اور زندگی چاہیں تو اسلام سے ہٹ جائیں مگر وہ اس حالت میں بھی اَحد اَحد کہتے تھے یعنی معبود ایک ہی ہے۔ رات کو زنجیروں میں باندھ کر کوڑے لگائے جاتے اور اگلے دن ان زخموں کو گرم زمین پر ڈال کر اور زیادہ زخمی کیا جاتا تاکہ بیقرار ہو کر اسلام سے پھر جاویں یا تڑپ تڑپ کر مر جائیں، عذاب دینے والے اکتا جاتے تھے کبھی ابوجہل کا نمبر آتا کبھی امیہ بن خلف کا کبھی اوروں کا اور ہر شخص اس کی کوشش کرتا کہ تکلیف دینے میں زور ختم کر دے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس حالت میں دیکھا تو ان کو خرید کر آزاد فرمایا۔

فائدہ: چونکہ عرب کے بت پرست اپنے بتوں کو بھی معبود کہتے تھے اس لئے ان کے مقابلہ میں اسلام کی تعلیم توحید کی تھی جس کی وجہ سے حضرت بلالؓ کی زبان پر ایک ہی ایک کا ورد تھا، یہ تعلق اور عشق کی بات ہے ہم جھوٹی محبتوں میں دیکھتے ہیں کہ جس سے محبت ہو جاتی ہے اس کا نام لینے میں لطف آتا ہے بے فائدہ اس کو رٹا جاتا ہے تو اللہ کی محبت کا کیا کہنا جو دین اور دنیا میں دونوں جگہ کام آنے والی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت بلالؓ کو ہر طرح سے ستایا جاتا تھا سخت سے سخت تکلیفیں پہنچائی جاتی تھیں، مکہ کے لڑکوں کے حوالہ کر دیا جاتا کہ وہ گلی کوچوں میں چکر دیتے پھریں اور یہ کہے کہ ایک ہی ہے ایک ہی ہے کی رٹ لگاتے تھے، اسی کا یہ صلہ ملا کہ پھر حضور کے دربار میں مؤذن بنے، اور

سو حضرت بلالؓ ہمیشہ اذان کی خدمت ان کے سپرد ہوئی۔

حضورؐ کے وصال کے بعد مدینہ طیبہ میں رہنا اور حضورؐ کی جگہ کو خالی دیکھنا مشکل ہو گیا اس لیے ارادہ کیا کہ اپنی زندگی کے جتنے دن ہیں جہاد میں گزار دوں، اس لیے جہاد میں شرکت کی نیت سے چلے گئے، ایک عرصہ تک مدینہ منورہ لوٹ کر نہیں آئے، ایک مرتبہ حضورؐ کی خواب میں زیارت کی، حضورؐ نے فرمایا، بلال یہ کیا ظلم ہے ہمارے پاس کبھی نہیں آتے، تو آنکھ کھلنے پر مدینہ طیبہ حاضر ہوئے، حضرت حسنؓ حسینؓ نے اذان کی فرمائش کی، لاڈلوں کی فرمائش ایسی نہیں تھی کہ انکار کی گنجائش ہوتی، اذان کہنا شروع کی اور مدینہ میں حضورؐ کے زمانہ کی اذان کانوں میں پڑ کر کہرام مچ گیا، عورتیں تک روتی ہوئی گھروں سے نکل پڑیں، چند روز قیام کے بعد واپس ہو گئے، اور ۲۰ھ کے قریب دمشق کے قریب وصال ہوا۔ (اسد الغابۃ)

حضرت ابوذر غفاریؓ کا قصہ (۵) حضرت ابوذر غفاریؓ مشہور صحابی ہیں جو بعد میں بڑے زاہدوں اور بڑے علماء میں سے ہوئے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے کہ ابوذرؓ ایسے علم کو حاصل کیے ہوئے ہیں جس سے لوگ عاجز ہیں مگر انہوں نے اس کو محفوظ کر رکھا ہے۔ جب ان کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی پہلے پہل خبر پہنچی تو انہوں نے اپنے بھائی کو حالات کی تحقیق کے واسطے مکہ بھیجا کہ جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میرے پاس وحی آتی ہے اور آسمان کی خبریں آتی ہیں اس کے حالات معلوم کریں اور اس کے کلام کو غور سے سنیں، وہ مکہ مکرمہ آئے اور حالات معلوم کرنے کے بعد اپنے بھائی سے جا کر کہا کہ میں نے ان کو اچھی عادتوں اور عمدہ اخلاق کا حکم کرتے دیکھا اور ایک ایسا کلام سنا جو نہ شعر ہے نہ کاہنوں کا کلام ہے۔ ابوذرؓ کی اس مجمل بات سے تشفی نہ ہوئی تو خود سامان سفر کیا اور مکہ پہنچے اور سیدھے مسجد حرام میں گئے، حضورؐ کو پہچانتے نہیں تھے اور کسی سے پوچھنا مصلحت کے خلاف سمجھا۔ شام تک اسی حال میں رہے، شام کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے دیکھا کہ ایک پردیسی مسافر ہے، مسافروں کی، غریبوں کی، پردیسیوں کی خبرگیری، ان کی ضرورتوں کا پورا کرنا ان حضرات کی گھٹی میں پڑا ہوا تھا، اس لیے ان کو اپنے گھر لے آئے، میزبانی فرمائی لیکن اس کے پوچھنے کی کچھ ضرورت نہ سمجھی کہ کون ہو کیوں آئے، مسافر نے بھی کچھ ظاہر نہ کیا، صبح کو پھر مسجد میں آ گئے اور دن

جب تک حال پتہ نہ چلا، خود پتہ نہ چلا اور دریافت کسی سے کیا نہیں، غالباً اس کی وجہ یہ ہوگی کہ حضور کے ساتھ دشمنی کے قصے بہت مشہور تھے، آپ کو اور آپ کے ملنے والوں کو ہر طرح کی تکلیفیں دی جاتی تھیں، ان کو خیال ہوا کہ صحیح حال معلوم نہیں ہوگا اور بدگمانی کی وجہ سے مفت کی تکلیف علیحدہ رہی۔ دوسرے دن شام کو پھر حضرت علیؓ کو خیال ہوا کہ پردیسی مسافر ہے بظاہر جس غرض سے آیا ہے وہ پوری نہیں ہوئی، اس لیے پھر اپنے گھر لے گئے اور رات کو سلایا مگر پوچھنے کی اس رات کو بھی نوبت نہ آئی۔ تیسری رات کو پھر یہی صورت ہوئی تو حضرت علیؓ نے دریافت فرمایا کہ تم کس کام سے آئے ہو کیا غرض ہے؟ تو حضرت ابوذرؓ نے اول ان کو قسم اور عہد و پیمان دیئے اس بات کے کہ وہ صحیح بتائیں اس کے بعد اپنی غرض بتلائی۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ وہ بیشک اللہ کے رسول ہیں اور جب صبح کو میں جاؤں تو تم میرے ساتھ چلنا میں وہاں تک پہنچا دوں گا لیکن مخالفت کا زور ہے اس لیے راستہ میں اگر مجھے کوئی شخص ایسا ملا جس سے میرے ساتھ چلنے کی وجہ سے تم پر کوئی اندیشہ ہو تو میں پیشاب کرنے لگوں گا یا اپنا جوتا درست کرنے لگوں گا تم سیدھے چلے چلنا میرے ساتھ ٹھہرنا نہیں جس کی وجہ سے تمہارا میرے ساتھ ہونا معلوم نہ ہو۔ چنانچہ صبح کو حضرت علیؓ کے پیچھے پیچھے حضور کی خدمت میں پہنچے وہاں جا کر بات چیت ہوئی، اسی وقت مسلمان ہو گئے۔ حضور نے ان کی تکلیف کے خیال سے فرمایا کہ اپنے اسلام کو ابھی ظاہر نہ کرنا، چپکے سے اپنی قوم میں چلے جاؤ جب ہمارا غلبہ ہو جائے اس وقت چلے آنا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اس کلمۂ توحید کو ان بے ایمانوں کے بیچ میں چلا کر پڑھوں گا۔ چنانچہ اسی وقت مسجد حرام میں تشریف لے گئے اور بلند آواز سے اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھا، پھر کیا تھا چاروں طرف سے لوگ اٹھے اور اس قدر مارا کہ زخمی کر دیا، مرنے کے قریب ہو گئے۔ حضور کے چچا حضرت عباسؓ جو اس وقت تک مسلمان بھی نہیں ہوئے تھے ان کے اوپر بچانے کو لیٹ گئے اور لوگوں سے کہا کیا ظلم کرتے ہو، یہ شخص قبیلہ غفار کا ہے اور یہ قبیلہ ملک شام کے راستہ میں پڑتا ہے، تمہاری تجارت وغیرہ سب ملک شام کے ساتھ ہے اگر یہ مر گیا تو ملک شام کا جانا آنا بند ہو جائے

[illegible] راستہ بند
[illegible] دوسرے دن پھر اسی طرح [illegible]
[illegible] اس لیے ان پر لوٹ پڑے
[illegible] تمہاری تجارت کا راستہ بند
[illegible]

[illegible] اپنے اسلام کو چھپا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] اس لیے حضرت ابوذر
[illegible]

[illegible]
[illegible] شہادت [illegible]
[illegible]
[illegible]

حضرت [illegible]
[illegible] سخت
[illegible] مسلمان ہو گئے تھے، اس لیے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

کی تفصیل پوچھی جو ان کو پہنچائی گئی تھیں، انہوں نے عرض کیا میری کمر دیکھیں، حضرت عمرؓ نے دیکھ کر فرمایا ایسی کمر تو کسی کی دیکھی ہی نہیں، انہوں نے عرض کیا کہ مجھے آگ کے انگاروں پر ڈال کر گھسیٹا گیا، میری کمر کی چربی اور خون سے وہ آگ بجھی۔

ان حالات کے باوجود جب اسلام کو ترقی ہوئی اور فتوحات کا دروازہ کھلا تو اس پر رویا کرتے تھے کہ خدانخواستہ ہماری تکالیف کا بدلہ کہیں دنیا ہی میں تو نہیں مل گیا۔

— حضرت خبابؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضورؐ نے خلاف عادت بہت ہی لمبی نماز پڑھی، صحابہؓ نے اس کے متعلق عرض کیا تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ یہ رغبت و ڈر کی نماز تھی، میں نے اللہ تعالیٰ سے تین دعائیں کی تھیں، دو ان میں سے قبول ہوئیں اور ایک کو انکار فرما دیا، میں نے یہ دعا کی کہ میری ساری امت قحط سے ہلاک نہ ہو جائے، یہ قبول ہو گئی، دوسری یہ دعا کی کہ ان پر کوئی ایسا دشمن مسلط نہ ہو جو ان کو بالکل مٹا دے، یہ بھی قبول ہو گئی، تیسری یہ دعا کی کہ ان کے آپس میں لڑائی جھگڑے نہ ہوں، یہ بات منظور نہیں ہوئی۔

حضرت خبابؓ کا انتقال ۳۷ھ میں ہوا اور کوفہ میں سب سے پہلے صحابی یہی دفن ہوئے ان کے انتقال کے بعد حضرت علیؓ کا گذر ان کی قبر پر ہوا تو ارشاد فرمایا اللہ خبابؓ پر رحم فرمائیں، اپنی رغبت سے مسلمان ہوا اور خوشی سے ہجرت کی اور جہاد میں زندگی گذار دی اور مصیبتیں برداشت کیں، مبارک ہے وہ شخص جو قیامت کو یاد رکھے اور حساب کتاب کی تیاری کرے اور گذارہ کے قابل مال پر قناعت کرے اور اپنے مولیٰ کو راضی کرلے۔

فائدہ: حقیقت میں اللہ کو راضی کرنا انہی لوگوں کا حصہ تھا کہ ان کی زندگی ہی اس مولیٰ کی رضا کے واسطے تھی۔

حضرت عمارؓ اور ان کے والدین کا ذکر (۷) حضرت عمارؓ اور ان کے ماں باپ کو بھی سخت سے سخت تکلیفیں پہنچائی گئیں، مکہ کی سخت گرم اور ریتلی زمین میں ان کو عذاب دیا جاتا اور حضورِ اقدس ﷺ کا ادھر سے گذر ہوتا تو صبر کی تلقین فرماتے اور جنت کی بشارت فرماتے، آخر ان کے والد حضرت یاسرؓ اسی حالت تکلیف میں وفات پا گئے کہ ظالموں نے مرنے تک چین نہ لینے دیا، اور ان کی والدہ حضرت سمیہؓ کی شرمگاہ میں ابوجہل ملعون نے ایک برچھا مارا جس

سے وہ شہید ہو گئیں مگر اسلام سے نہ ہٹیں حالانکہ بوڑھی تھیں ضعیف تھیں مگر اس بدنصیب نے کسی چیز کا بھی خیال نہیں کیا۔ اسلام میں سب سے پہلی شہادت ان کی ہے اور اسلام میں سب سے پہلی مسجد حضرت عمارؓ کی بنائی ہوئی ہے۔ جب حضورؐ ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لے گئے تو حضرت عمارؓ نے کہا حضورؐ کے لیے ایک مکان سایہ کا بنانا چاہئے جس میں تشریف رکھا کریں دوپہر کو آرام فرما لیا کریں اور نماز بھی سایہ میں پڑھ سکیں تو قبا میں حضرت عمارؓ نے اول پتھر جمع کیے اور پھر مسجد بنائی۔ لڑائی میں نہایت جوش سے شریک ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ مزے میں آ کر کہنے لگے کہ اب جا کر دوستوں سے ملیں گے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی جماعت سے ملیں گے۔ اتنے میں پیاس لگی اور کسی سے پانی مانگا۔ اس نے دودھ سامنے کیا۔ اس کو پیا اور پی کر کہنے لگے کہ میں نے حضورؐ سے سنا ہے کہ تو دنیا میں آخری چیز دودھ پیئے گا۔ اس کے بعد شہید ہو گئے۔ اس وقت ۹۴ برس کی عمر تھی بعض نے ایک آدھ سال کم بتلائی ہے۔ (اسد الغابہ)

حضرت صہیبؓ کا اسلام | (۸) حضرت صہیبؓ بھی حضرت عمارؓ کے ساتھ مسلمان ہوئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ارقمؓ صحابی کے مکان پر تشریف فرما تھے۔ یہ دونوں حضرات علیحدہ علیحدہ خدمت میں حاضر ہوئے اور مکان کے دروازہ پر دونوں اتفاقیہ اکٹھے ہو گئے۔ ہر ایک نے دوسرے کی غرض دریافت کی تو ایک ہی غرض یعنی اسلام لانا اور حضورؐ کے فیض سے مستفید ہونا دونوں کا مقصود تھا۔ اس پر اسلام لائے اور اسلام لانے کے بعد جو اس زمانہ میں اس قلیل اور کمزور جماعت کو پیش آتا تھا وہ پیش آیا۔ ہر طرح ستائے گئے۔ تکلیفیں پہنچائی گئیں۔ تنگ آ کر ہجرت کا ارادہ فرمایا تو کافروں کو یہ چیز بھی گوارا نہ تھی کہ یہ لوگ کسی دوسری جگہ جا کر آرام سے زندگی بسر کریں۔ اس لیے جس کسی کی ہجرت کا حال معلوم ہوتا تھا اس کو پکڑنے کی کوشش کرتے تھے کہ تکلیف سے نجات نہ پا سکے۔ چنانچہ ان کا بھی پیچھا کیا گیا اور ایک جماعت ان کو پکڑنے کے لیے گئی۔ انہوں نے اپنا ترکش سنبھالا جس میں تیر تھے اور ان لوگوں سے کہا کہ دیکھو تمہیں معلوم ہے کہ میں تم سب سے زیادہ تیر انداز ہوں۔ جب تک ایک تیر بھی میرے پاس باقی رہے گا تم لوگ مجھ تک نہیں آ سکو گے اور جب ایک بھی تیر نہ رہے گا تو میں اپنی تلوار سے تم لوگوں کا مقابلہ کروں گا یہاں تک کہ تلوار بھی میرے ہاتھ میں نہ رہے۔ اس کے بعد جو تم سے ہو سکے کرنا۔ اس لیے اگر تم چاہو تو اپنی جان کے بدلہ میں اپنے مال کا پتہ بتلا سکتا ہوں جو مکہ میں ہے اور دو باندیاں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اتنا ضرور ہوا کہ مسلمان مکہ کی مسجد میں نماز پڑھنے لگے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ عمرؓ کا اسلام لانا مسلمانوں کی فتح تھی اور ان کی ہجرت مسلمانوں کی مدد تھی اور ان کی خلافت رحمت تھی۔ (اسد الغابۃ)

(۱۰) مسلمانوں کی حبشہ کی ہجرت اور شعب ابی طالب میں قید ہونا

مسلمانوں کو اور ان کے سردار فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کفار سے تکلیفیں پہنچتی ہی رہیں اور آئے دن ان میں اضافہ ہی ہوتا رہا تو حضور ﷺ نے صحابہؓ کو اس کی اجازت فرما دی کہ وہ یہاں سے کسی دوسری جگہ چلے جائیں تو بہت سے حضرات نے حبشہ کی ہجرت فرمائی۔ حبشہ کے بادشاہ اگرچہ نصرانی تھے اور اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے مگر ان کے رحم دل اور منصف مزاج ہونے کی شہرت تھی۔ چنانچہ نبوت کے پانچویں برس رجب کے مہینہ میں پہلی جماعت کے گیارہ یا بارہ مرد اور چار یا پانچ عورتوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ مکہ والوں نے ان کا پیچھا بھی کیا کہ یہ نہ جا سکیں مگر یہ لوگ ہاتھ نہ آئے۔ وہاں پہنچ کر ان کو یہ خبر ملی کہ مکہ والے سب مسلمان ہو گئے اور اسلام کو غلبہ ہو گیا۔ اس خبر سے یہ حضرات بہت خوش ہوئے اور یہ حضرات اپنے وطن واپس آ گئے۔ لیکن مکہ مکرمہ کے قریب پہنچ کر معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط تھی اور مکہ والے اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ دشمنی اور تکلیف پہنچانے میں مصروف ہیں تو بڑی دقت ہوئی۔ ان میں سے بعض حضرات وہیں سے واپس ہو گئے اور بعض کسی کی پناہ لے کر مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ یہ حبشہ کی پہلی ہجرت کہلاتی ہے۔ اس کے بعد ایک بڑی جماعت نے جو تراسی مرد اور اٹھارہ عورتیں بتلائی جاتی ہیں متفرق طور پر ہجرت کی اور یہ حبشہ کی دوسری ہجرت کہلاتی ہے۔ بعض صحابہ نے دونوں ہجرتیں کیں اور بعض نے ایک۔ کفار نے جب یہ دیکھا کہ یہ لوگ حبشہ میں چین کی زندگی بسر کرنے لگے ہیں تو ان کو اور بھی غصہ آیا اور بہت سے تحفے تحائف لے کر نجاشی شاہ حبشہ کے پاس ایک وفد بھیجا جو بادشاہ کے لئے بھی بہت سے تحفے لے کر گیا اور اس کے خواص اور پادریوں کے لئے بھی بہت سے ہدیے لے کر گیا۔ جا کر اول پادریوں سے ملا اور ہدیے دے کر ان سے بادشاہ کے یہاں اپنی سفارش کا وعدہ لیا اور پھر بادشاہ کی خدمت میں یہ وفد حاضر ہوا۔ اول بادشاہ کو سجدہ کیا اور پھر تحفے پیش کر کے اپنی درخواست پیش کی اور رشوت خور پادریوں نے تائید کی۔ انہوں نے کہا کہ اے بادشاہ! ہماری قوم کے چند بیوقوف لڑکے اپنے قدیمی دین کو چھوڑ کر ایک نئے دین میں داخل ہو گئے ہیں جس کو نہ ہم جانتے ہیں نہ آپ

ملک میں آکر رہنے لگے۔ ہم کو شرفائے مکہ نے اور ان لوگوں کے باپ، چچا اور رشتہ داروں نے بھیجا ہے کہ ان کو واپس لائیں۔ آپ ان کو ہمارے سپرد کر دیں۔ بادشاہ نے کہا کہ جن لوگوں نے میری پناہ پکڑی ہے بغیر تحقیق ان کو تمہارے حوالے نہیں کر سکتا۔ اوّل ان کو بلا کر تحقیق کر لوں اگر یہ صحیح ہوا تو ان کو تمہارے حوالہ کر دوں گا۔ چنانچہ مسلمانوں کو بلایا گیا۔ مسلمان اوّل بہت پریشان ہوئے کہ کیا کریں مگر اللہ کے فضل نے مدد کی اور ہمت سے یہ طے کیا کہ چلنا چاہیے اور صاف بات کہنا چاہیے۔ بادشاہ کے ہاں پہنچ کر سلام کیا۔ کسی نے اعتراض کیا کہ تم نے بادشاہ کو آداب شاہی کے موافق سجدہ نہیں کیا۔ ان لوگوں نے کہا ہم کو ہمارے نبی نے اللہ کے سوا کسی کو سجدہ کرنے کی اجازت نہیں دی۔ اس کے بعد بادشاہ نے ان سے حالات دریافت کیے۔ حضرت جعفرؓ آگے بڑھے اور فرمایا کہ ہم لوگ جہالت میں پڑے ہوئے تھے۔ نہ اللہ کو جانتے تھے نہ اس کے رسولوں سے واقف۔ پتھروں کو پوجتے تھے۔ مردار کھاتے تھے۔ بُرے کام کرتے تھے، رشتے ناتوں کو توڑتے تھے۔ ہم میں کا قوی ضعیف کو ہلاک کر دیتا تھا۔ ہم اسی حال میں تھے کہ اللہ نے اپنا ایک رسول بھیجا جس کے نسب کو، اس کی سچائی کو، اس کی امانتداری کو، پرہیزگاری کو ہم خوب جانتے ہیں۔ اس نے ہم کو ایک اللہ وحدہ لاشریک لہٗ کی عبادت کی طرف بلایا اور پتھروں اور بتوں کے پوجنے سے منع فرمایا۔ اس نے ہم کو اچھے کام کرنے کا حکم دیا۔ بُرے کاموں سے منع کیا۔ اس نے ہم کو سچ بولنے کا حکم دیا۔ امانتداری کا حکم دیا۔ صلہ رحمی کا حکم دیا۔ پڑوسی کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کا حکم دیا۔ نماز، روزہ، صدقہ، خیرات کا حکم دیا۔ اور اچھے اخلاق تعلیم کیے۔ زنا، بدکاری، جھوٹ بولنا، یتیم کا مال کھا جانا، کسی پر تہمت لگانا اور اس قسم کے بُرے اعمال سے منع فرمایا۔ ہم کو قرآن پاک کی تعلیم دی۔ ہم اس پر ایمان لائے اور اس کے فرمان کی تعمیل کی۔ جس پر ہماری قوم ہماری دشمن ہو گئی اور ہم کو ہر طرح ستایا۔ ہم لوگ مجبور ہو کر تمہاری پناہ میں اپنے نبی کے ارشاد سے آئے ہیں۔ بادشاہ نے کہا جو قرآن تمہارے نبی لے کر آئے ہیں وہ کچھ مجھے سناؤ۔ حضرت جعفرؓ نے سورۂ مریم کی اوّل کی چند آیتیں پڑھیں جن کو سن کر بادشاہ بھی رو دیا اور اس کے پادری بھی جو کثرت سے موجود تھے سب کے سب اس قدر روئے کہ ڈاڑھیاں تر ہو گئیں۔ اس کے بعد بادشاہ نے کہا کہ خدا کی قسم یہ کلام اور جو کلام حضرت موسیٰ لے کر آئے تھے ایک ہی نور سے نکلے ہیں۔ اور ان لوگوں سے صاف انکار کر دیا کہ میں ان کو تمہارے

[illegible]

[illegible] کرتے تھے اور اس کا پورا [illegible] کی کوشش کرتے اور اس [illegible] کی وجہ سے
[illegible] حضرت [illegible] ایک گاؤں میں نظر بند رہے [illegible]
[illegible] سکتا تھا نہ [illegible] سکتے تھے [illegible] کوئی چیز [illegible]
[illegible] باہر سے آنے والے کسی کا [illegible] سکتے تھے اگر کوئی شخص باہر [illegible]

[illegible] جواب [illegible]
[illegible] اور
[illegible] اور [illegible]
[illegible]
[illegible] حضرت [illegible]
[illegible] حالت [illegible] وہ ظاہر
[illegible]
[illegible]
[illegible] اور اپنے [illegible]
[illegible]
[illegible] حضرت [illegible]
[illegible] مذہب کی [illegible] ناکامیابی [illegible] کوشش
[illegible] لوگ [illegible]
[illegible] اور اسلامی ترقی چاہتے ہو، یہ [illegible] ہو سکتا ہے۔

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی
کیں رہ کہ تو میروی بترکستان است

ترجمہ: [illegible] کعبہ تک نہیں پہنچ سکتا، اس لیے کہ یہ راستہ [illegible] ترکستان کو جاتا ہے۔

⁂

دوسرا باب

اللہ جل جلالہ عم نوالہ کا خوف اور ڈر

دین کے ساتھ اس جانفشانی کے باوجود جس کے قصے ابھی گذرے، اور دین کے لیے اپنی جان، مال، آبرو سب کچھ فنا کر دینے کے بعد جس کا نمونہ ابھی آپ دیکھ چکے ہیں، اللہ جل شانہ کا خوف اور ڈر جس قدر ان حضرات میں پایا جاتا تھا، اللہ کرے اس کا کچھ شمّہ ہم سیہ کاروں کو بھی نصیب ہو جائے، مثال کے طور پر اس کے بھی چند قصے لکھتا ہوں۔

آندھی کے وقت حضورؐ کا طرز

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب ابر، آندھی وغیرہ ہوتی تھی تو حضورؐ کے چہرۂ انور پر اس کا اثر ظاہر ہوتا تھا اور خوف کی وجہ سے کبھی اندر تشریف لے جاتے کبھی باہر تشریف لاتے اور یہ دعا پڑھتے رہتے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَیْرَهَا وَخَیْرَ مَا فِیْهَا وَخَیْرَ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِیْهَا وَشَرِّ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ۔ ترجمہ: یا اللہ اس ہوا کی بھلائی چاہتا ہوں اور جو اس ہوا میں ہو بارش وغیرہ اس کی بھلائی چاہتا ہوں اور جس غرض کے لیے یہ بھیجی گئی اس کی بھلائی چاہتا ہوں یا اللہ میں اس ہوا کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں اور جب بارش شروع ہو جاتی تو چہرہ پر انبساط شروع ہوتا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ سب لوگ جب ابر دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں کہ بارش کے آثار معلوم ہوئے مگر آپ پر ایک گرانی محسوس ہوتی ہے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ عائشہؓ! مجھے اس کا کیا اطمینان ہے کہ اس میں عذاب نہ ہو۔ قوم عاد کو ہوا کے ساتھ ہی عذاب دیا گیا اور وہ ابر کو دیکھ کر خوش ہوئے تھے کہ اس ابر میں ہمارے لیے پانی برسایا جائے گا حالانکہ اس میں عذاب تھا۔ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے۔ فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِیَتِهِمْ الآیۃ ترجمہ: ان لوگوں نے یعنی قوم عاد نے جب اس بادل کو اپنی وادیوں کے مقابل آتے دیکھا تو کہنے لگے یہ بادل تو ہم پر بارش برسانے والا ہے ارشاد خداوندی ہوا کہ نہیں برسنے والا نہیں بلکہ یہ وہی عذاب ہے جس کی تم جلدی مچاتے تھے اور نبی سے کہتے تھے کہ اگر تو سچا ہے تو ہم پر عذاب لا۔ ایک آندھی ہے جس میں دردناک

عذاب ہے جو ہر چیز کو اپنے رب کے حکم سے ہلاک کر دے گی۔ چنانچہ وہ لوگ اس آندھی کی وجہ سے ایسے تباہ ہو گئے کہ بجز ان کے مکانات کے کچھ نہ دکھلائی دیتا تھا اور ہم مجرموں کو اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں۔ ف: یہ اللہ کے خوف کا حال اسی پاک ذات کا ہے جس کا سید الاولین والآخرین ہونا خود اسی کے ارشاد سے سب کو معلوم ہے۔ خود کلام پاک میں یہ ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسا نہ کریں گے کہ ان میں آپ کے ہوتے ہوئے ان کو عذاب دیں۔ اس وعدۂ خداوندی کے باوجود پھر حضور پر خوف الٰہی کا یہ حال تھا کہ ابر اور آندھی کو دیکھ کر پہلی قوموں کے عذاب یاد آ جاتے تھے۔ اسی کے ساتھ ایک نظر اپنے حال پر بھی کرنا ہے کہ ہم لوگ ہر وقت گناہوں میں مبتلا رہتے ہیں اور زلزلوں اور دوسری قسم کے عذابوں کو دیکھ کر بجائے اس سے متأثر ہونے کے، توبہ استغفار، نماز وغیرہ میں مشغول ہونے کے دوسری قسم کی لغو تحقیقات میں پڑ جاتے ہیں۔

تیز ہوا میں حضرت انسؓ کا عمل (۲) نضر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ حضرت انسؓ کی زندگی میں ایک مرتبہ دن میں اندھیرا ہو گیا۔ میں حضرت انسؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضور کے زمانہ میں بھی اس قسم کی چیزیں پیش آتی تھیں۔ انہوں نے فرمایا خدا کی پناہ حضور کے زمانہ میں تو ذرا بھی ہوا تیز ہو جاتی تھی تو ہم لوگ قیامت کے آ جانے کے خوف سے مسجدوں میں دوڑ جاتے تھے۔ ایک دوسرے صحابی ابو الدرداءؓ فرماتے ہیں کہ حضور کا معمول تھا کہ جب آندھی چلتی تو حضور گھبرائے ہوئے مسجد میں تشریف لے جاتے۔ ف: آج کسی بڑے سے بڑے حادثہ اور مصیبت اور بلا میں بھی مسجد کسی کو یاد آتی ہے؟ عوام کو چھوڑ کر خواص میں بھی اس کا کچھ اہتمام پایا جاتا ہے؟ آپ خود ہی اس کا جواب اپنے دل میں سوچیں۔

سورج گرہن میں حضورؐ کا عمل (۳) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج گرہن ہو گیا۔ صحابہ کو فکر ہوئی کہ اس وقت میں حضور کیا عمل فرمائیں گے، کیا کریں گے۔ اس کی تحقیق کی جائے۔ جو حضرات اپنے اپنے کام میں مشغول تھے چھوڑ کر دوڑتے ہوئے آئے۔ نو عمر لڑکے جو تیر اندازی کی مشق کر رہے تھے ان کو چھوڑ کر لپکے ہوئے آئے تاکہ یہ دیکھیں کہ حضور اس وقت کیا کریں گے۔ نبی اکرم ﷺ نے دو رکعت کسوف کی نماز پڑھی جو اتنی لمبی تھی کہ لوگ غش کھا کر گرنے لگے۔ نماز میں نبی

---

[1] بیان القرآن [2] جمع الفوائد

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم روتے تھے اور فرماتے تھے اے رب کیا آپ نے مجھ سے اس کا وعدہ نہیں فرمایا کہ آپ ان لوگوں کو میرے موجود ہوتے ہوئے عذاب نہ فرمائیں گے اور جب تک وہ لوگ استغفار کرتے رہیں (سورۂ انفال میں حق تعالیٰ شانہ نے اس کا وعدہ فرمایا ہے وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ) اس کے بعد حضور نے لوگوں کو نصیحت فرمائی کہ جب کبھی ایسا موقع ہو اور آفتاب یا چاند گرہن ہو جائے تو گھبرا کر نماز کی طرف متوجہ ہو جایا کرو میں جو آخرت کے حالات دیکھتا ہوں اگر تم کو معلوم ہو جائیں تو ہنسنا کم کر دو اور رونے کی کثرت کر دو جب کبھی ایسی حالت پیش آئے نماز پڑھو دعا مانگو صدقہ کرو۔

حضور کا تمام رات روتے رہنا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ تمام رات روتے رہے اور صبح تک نماز میں یہ آیت تلاوت فرماتے رہے اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ اے اللہ اگر آپ ان کو عذاب دیں جب بھی آپ مختار ہیں کہ آپ کے بندے ہیں اور آپ ان کے مالک اور مالک کو حق ہے کہ بندوں کو ان کے جرم پر سزا دے اور اگر آپ ان کو معاف فرمائیں تب بھی آپ مختار ہیں کہ آپ زبردست قدرت والے ہیں تو معاف پر بھی قدرت ہے اور حکمت والے ہیں تو معافی بھی حکمت کے موافق ہوگی۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ سے بھی نقل کیا گیا ہے کہ ایک شب تمام رات وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ پڑھتے رہے اور روتے رہے۔ مطلب آیت شریفہ کا یہ ہے کہ قیامت کے دن مجرموں کو حکم ہوگا کہ دنیا میں تو سب ملے جلے رہے مگر آج مجرم لوگ سب الگ ہو جائیں اور غیر مجرم علیحدہ اس حکم کو سن کر جتنا بھی رویا جائے تھوڑا ہے کہ نہ معلوم اپنا شمار مجرموں میں ہوگا یا فرمانبرداروں میں۔

حضرت ابوبکر پر اللہ کا ڈر: حضرت ابوبکر صدیق جو باجماع اہل سنت انبیاء کے علاوہ تمام دنیا کے آدمیوں سے افضل ہیں ان کا جنتی ہونا یقینی ہے کہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جنتی ہونے کی بشارت دی بلکہ جنتیوں کی ایک جماعت کا سردار بتایا اور جنت کے سب دروازوں سے ان کی پکار اور بلاوے کی خوشخبری دی اور یہ بھی فرمایا کہ میری امت میں سب سے پہلے ابوبکر جنت میں داخل ہوں گے اس سب کے باوجود فرمایا کرتے کہ کاش میں کوئی

درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا، کبھی فرماتے کاش میں کوئی گھاس ہوتا کہ جانور اس کو کھا لیتے کبھی فرماتے کاش میں کسی مومن کے بدن کا بال ہوتا۔ ایک مرتبہ ایک باغ میں تشریف لے گئے اور ایک جانور کو بیٹھا ہوا دیکھ کر ٹھنڈا سانس بھرا اور فرمایا کہ تو کس قدر لطف میں ہے کہ کھاتا ہے پیتا ہے درختوں کے سایہ میں پھرتا ہے اور آخرت میں تجھ پر کوئی حساب کتاب نہیں، کاش ابوبکر بھی تجھ جیسا ہوتا۔ ربیعہ اسلمی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ کسی بات پر مجھ میں اور حضرت ابوبکر میں کچھ بات بڑھ گئی اور انہوں نے مجھے کوئی سخت لفظ کہہ دیا جو مجھے ناگوار گزرا۔ فوراً ان کو خیال ہوا، مجھ سے فرمایا کہ تو بھی مجھے کہہ دے تاکہ بدلہ ہو جائے۔ میں نے کہنے سے انکار کر دیا تو انہوں نے فرمایا کہ یا تو کہہ دو ورنہ میں حضور سے جا کر عرض کروں گا۔ میں نے اس پر بھی جوابی لفظ کہنے سے انکار کیا۔ وہ تو اٹھ کر چلے گئے۔ بنو اسلم کے کچھ لوگ آئے اور کہنے لگے کہ یہ بھی اچھی بات ہے کہ خود ہی تو زیادتی کی اور خود ہی الٹی حضور سے شکایت کریں۔ میں نے کہا تم جانتے ہو یہ کون ہیں۔ یہ ابوبکر صدیق ہیں اگر یہ خفا ہو گئے تو اللہ کا لاڈلا رسول مجھ سے خفا ہو جائے گا، اور اس کی خفگی سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائیں گے تو ربیعہ کی ہلاکت میں کیا تردد ہے۔ اس کے بعد میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور قصہ عرض کیا۔ حضور نے فرمایا کہ ٹھیک ہے، تجھے جواب میں اور بدلہ میں کہنا نہیں چاہئے، البتہ اس کے بدلہ میں یوں کہہ کہ اے ابوبکر اللہ تمہیں معاف فرمائیں۔

ف: یہ ہے اللہ کا خوف کہ ایک معمولی سے کلمہ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کو بدلہ کا اس قدر فکر ہوا کہ اول خود درخواست کی اور پھر حضور کے واسطہ سے اس کا ارادہ فرمایا کہ ربیعہ بدلہ لے لیں۔ آج ہم سینکڑوں باتیں ایک دوسرے کو کہہ دیتے ہیں ان کا خیال بھی نہیں ہوتا کہ آخرت میں اس کا بدلہ بھی دینا پڑے گا یا حساب کتاب بھی ہوگا۔

حضرت عمرؓ کی حالت

(۶) حضرت عمرؓ بسا اوقات ایک تنکا ہاتھ میں لیتے اور فرماتے، کاش میں یہ تنکا ہوتا۔ کبھی فرماتے کاش مجھے میری ماں نے جنا ہی نہ ہوتا۔ ایک مرتبہ کسی کام میں مشغول تھے، ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ فلاں شخص نے مجھ پر ظلم کیا ہے آپ چل کر مجھے بدلہ دلوا دیجئے۔ آپ نے اس کے ایک دُرّہ مار دیا کہ جب میں اس کام کے لیے بیٹھتا ہوں اس وقت تو آتے نہیں، جب میں دوسرے کاموں میں مشغول ہوتا ہوں تو آکر کہتے ہیں کہ بدلہ دلوادو۔

شخص چلا گیا، آپ نے آدمی بھیج کر اس کو بلوایا اور دُرّہ اس کو دے کر فرمایا کہ بدلہ لے لو، اس نے عرض کیا کہ میں نے اللہ کے واسطے معاف کیا۔ گھر تشریف لائے دو رکعت نماز پڑھی اس کے بعد اپنے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا، اے عمرؓ تو کمینہ تھا، اللہ نے تجھ کو اونچا کیا، تو گمراہ تھا، اللہ نے تجھ کو ہدایت کی، تو ذلیل تھا اللہ نے تجھے عزت دی، پھر لوگوں کا بادشاہ بنایا اب ایک شخص آ کر کہتا ہے کہ مجھے ظلم کا بدلہ دلوا دے۔ تو تو اس کو مارتا ہے، کل قیامت کے دن اپنے رب کو کیا جواب دے گا، بڑی دیر تک اسی طرح اپنے آپ کو ملامت کرتے رہے آپ کے غلام حضرت اسلمؓ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کے ساتھ حرہ کی طرف جا رہا تھا ایک جگہ جنگل میں آگ جلتی ہوئی نظر آئی، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ شاید یہ کوئی قافلہ ہے جو رات ہو جانے کی وجہ سے شہر میں نہیں گیا باہر ہی ٹھہر گیا، چلو اس کی خبر لیں، رات کو حفاظت کا انتظام کریں۔ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ ایک عورت ہے جس کے ساتھ چند بچے ہیں جو رو رہے ہیں اور ایک دیگچی چولہے پر رکھی ہے جس میں پانی بھرا ہوا ہے اور اس کے نیچے آگ جل رہی ہے انہوں نے سلام کیا اور قریب آنے کی اجازت لے کر اس کے پاس گئے اور پوچھا کہ یہ بچے کیوں رو رہے ہیں، عورت نے کہا کہ بھوک سے لاچار ہو کر رو رہے ہیں۔ دریافت فرمایا کہ اس دیگچی میں کیا ہے۔ عورت نے کہا کہ پانی بھر کر بہلانے کے واسطے آگ پر رکھ دی ہے کہ ذرا ان کو تسلی ہو جائے اور سو جائیں، امیر المؤمنین عمرؓ کا اور میرا اللہ ہی کے یہاں فیصلہ ہوگا کہ میری اس تنگی کی خبر نہیں لیتے۔ حضرت عمرؓ رونے لگے اور فرمایا کہ اللہ تجھ پر رحم کرے، بھلا عمرؓ کو تیرے حال کی کیا خبر ہے۔ کہنے لگی کہ وہ ہمارے امیر بنے ہیں اور ہمارے حال کی خبر بھی نہیں رکھتے۔ اسلمؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ مجھے ساتھ لے کر واپس ہوئے اور ایک بوری میں بیت المال میں سے کچھ آٹا اور کھجوریں اور چربی اور کچھ کپڑے اور کچھ درہم لیے، غرض اس بوری کو خوب بھر لیا اور فرمایا کہ یہ میری کمر پر رکھ دو۔ میں نے عرض کیا کہ میں لے چلوں۔ آپ نے فرمایا نہیں میری کمر پر رکھ دے۔ دو تین مرتبہ جب میں نے اصرار کیا تو فرمایا کیا قیامت میں بھی میرا بوجھ تو ہی اٹھائے گا، اس کو میں ہی اٹھاؤں گا اس لیے کہ قیامت میں مجھ ہی سے اس کا سوال ہوگا۔ میں نے مجبور ہو کر بوری آپ کی کمر پر رکھ دی آپ نہایت تیزی کے ساتھ اس کے

بیت المال میں تشریف لے گئے، وہاں سے ایک تھیلی میں آٹا اور کچھ چربی اور کھجوریں ڈالیں [illegible] ڈال دیا اور چولہے میں خود ہی پھونکیں مارنے لگے۔ اسلمؓ کہتے ہیں آپ کی گنجان داڑھی میں سے دھواں نکلتا ہوا میں دیکھ رہا تھا حتیٰ کہ حریرہ سا تیار ہو گیا۔ اس کے بعد آپ نے اپنے دست مبارک سے نکال کر ان کو کھلایا، وہ سیر ہو کر خوب ہنسی کھیل میں مشغول ہو گئے اور جو بچا تھا وہ دوسرے وقت کے واسطے ان کے حوالے کر دیا، وہ عورت بہت خوش ہوئی اور کہنے لگی، اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر دے، تم اس کے مستحق تھے کہ بجائے حضرت عمرؓ کے تم ہی خلیفہ ہوتے۔ حضرت عمرؓ نے اس کو تسلی دی اور فرمایا کہ جب تم خلیفہ کے پاس جاؤ گی تو مجھ کو بھی وہیں پاؤ گی۔ حضرت عمرؓ اس کے قریب ہی ذرا ہٹ کر زمین پر بیٹھ گئے اور تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد چلے آئے اور فرمایا کہ میں اس لئے بیٹھا تھا کہ میں نے ان کو روتے ہوئے دیکھا تھا، میرا دل چاہا کہ تھوڑی دیر ان کو ہنستے ہوئے بھی دیکھوں۔ صبح کی نماز میں اکثر سورۂ کہف، طٰہٰ وغیرہ بڑی سورتیں پڑھتے اور روتے کہ کئی کئی صفوں تک آواز جاتی۔ ایک مرتبہ صبح کی نماز میں سورۂ یوسف پڑھ رہے تھے انما اشکوا بثی وحزنی الی اللہ پر پہنچے تو روتے روتے آواز نہ نکلی۔ تہجد کی نماز میں بعض مرتبہ روتے روتے گر جاتے اور بیمار ہو جاتے تھے۔ ف: یہ ہے اللہ کا خوف اس شخص کا جس کے نام سے بڑے بڑے نامور بادشاہ ڈرتے تھے، کانپتے تھے۔ آج بھی ساڑھے تیرہ سو برس تک اس کا دبدبہ مانا ہوا ہے۔ آج کوئی بادشاہ نہیں، حاکم نہیں، کوئی معمولی سا رئیس بھی رعایا کے ساتھ ایسا برتاؤ کرتا ہے؟

حضرت ابن عباسؓ کی نصیحت (۷) وہب بن منبہؒ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی آنکھ کی بینائی جاتی رہنے کے بعد میں ان کو لیجا رہا تھا، وہ مسجد حرام میں تشریف لے گئے، وہاں پہنچ کر ایک مجمع کی طرف سے کچھ جھگڑے کی آواز آ رہی تھی۔ فرمایا مجھے اس مجمع کی طرف لے چلو، میں اس طرف لے گیا۔ وہاں پہنچ کر آپ نے سلام کیا۔ ان لوگوں نے بیٹھنے کی درخواست کی تو آپ نے انکار فرما دیا اور فرمایا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کی جماعت وہ لوگ ہیں جن کو اس کے خوف نے چپ کرا رکھا ہے، حالانکہ نہ وہ عاجز ہیں نہ گونگے، بلکہ فصیح لوگ ہیں، بولنے والے ہیں، سمجھدار ہیں، مگر اللہ تعالیٰ کی بڑائی کے ذکر نے ان کی عقلوں کو اڑا رکھا ہے، ان کے دل اس کی وجہ سے

ٹوٹے رہتے ہیں اور نہ بات چیت رہتی ہیں اور جب اس حالت پر ان کو بھلی بہتر بدلی ہے تو اس کی وجہ سے نیک کاموں میں وہ جلدی کرتے ہیں تو لوگ ان سے کہاں ہٹ گئے۔ وہب کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے دو آدمیوں کو بھی ایک جگہ جمع نہیں دیکھا۔ ف: حضرت ابن عباس رضی اللہ کے خوف سے اس قدر روتے تھے کہ چہرہ پر آنسوؤں کے ہر وقت بہنے سے دو نالیاں سی بن گئی تھیں۔ اوپر کے قصہ میں حضرت ابن عباس نے نیک کاموں پر ابھارا ہے کہ یہ ایک سہل نسخہ ہے۔ خدا کی عظمت اور اس کی بڑائی کا سوچا جایا کرے کہ اس کے بعد ہر قسم کا نیک عمل سہل ہے، اور پھر وہ نتیجہ نیکی سے بھرا ہوا ہوگا۔ رات دن کے چوبیس گھنٹوں میں اگر تھوڑا سا وقت بھی ہم لوگ اس سوچ کی خاطر نکال لیں تو کیا مشکل ہے؟

تبوک کے سفر میں قوم ثمود کی بستی پر گذر

(۸) غزوۂ تبوک مشہور غزوہ ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری غزوہ ہے۔ حضور اقدس کو اطلاع ملی کہ روم کا بادشاہ مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کر رہا ہے اور بہت بڑا لشکر لے کر شام کے راستہ سے مدینہ آ رہا ہے۔ اس خبر پر ۵ رجب ۹ھ پنجشنبہ کو نبی اکرم ﷺ مقابلہ کے لیے مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئے۔ چونکہ زمانہ سخت گرمی کا تھا اور مقابلہ بھی سخت تھا۔ اس لیے حضور ﷺ نے صاف طور سے اعلان فرما دیا کہ روم کے بادشاہ سے مقابلہ کے لیے چلنا ہے تیاری کر لی جاوے اور حضور ﷺ نے خود اس کے لیے چندہ فرمایا (یہی وہ لڑائی ہے جس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ گھر کا سارا سامان لے آئے اور جب ان سے پوچھا کہ گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا تو عرض کیا کہ ان کے لیے اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ آیا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھر کے سارے سامان میں سے آدھا لائے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایک تہائی لشکر کا پورا سامان مہیا کر دیا اور اسی طرح ہر شخص اپنی حیثیت سے زیادہ ہی لایا) مگر اس کے باوجود چونکہ عام طور سے تنگی تھی، دس دس آدمیوں کی ایک ایک اونٹ پر نوبت بہ نوبت سوار ہوتے تھے۔ اسی وجہ سے اس لڑائی کا نام جیش العسرۃ (تنگی کا لشکر) بھی ہے۔ یہ لڑائی نہایت ہی سخت تھی کہ سفر بھی دور کا تھا اور گرمی بھی سخت تھی جس سے ایک مصیبت یہ تھی کہ مدینہ طیبہ میں کھجور کے پکنے کا زمانہ قریب تھا، سارا سال کھجور پکنے کا انتظار تھا، اور کھجور ہی پر مدینہ طیبہ والوں کی گزران تھی اور سال بھر کی روزی جمع کرنے کا یہی زمانہ تھا

یہ وقت مسلمانوں کے لیے نہایت سخت امتحان کا تھا کہ ادھر اللہ کا خوف حضورؐ کا ارشاد جہاد کی شرکت پر مجبور کر رہا تھا اور دوسری جانب یہ ساری دقتیں کہ ہر وقت مستقل روک تھی بالخصوص سال بھر کی محنت اور پکے پکائے درختوں کا یوں بے یار و مددگار چھوڑ جانا سخت مشکل تھا۔ مگر اس سب کے باوجود اللہ کا خوف ان حضرات پر غالب تھا، اس لیے بجز منافقین و معذورین کے جن میں عورتیں اور بچے بھی شامل تھے اور وہ لوگ بھی جو بضرورت مدینہ طیبہ میں چھوڑے گئے تھے یا کسی قسم کی سواری نہ مل سکنے کی وجہ سے روتے ہوئے رہ گئے تھے جن کے بارے میں آیت تَوَلَّوْا وَّاَعْیُنُهُمْ تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ نازل ہوئی اور سب ہی حضرات ہمرکاب تھے۔ البتہ بعض ایسے بھی تھے جو شریک نہیں ہوئے تھے جن کا قصہ آئندہ آ رہا ہے۔ راستے میں قوم ثمود کی بستی پر گزر ہوا تو حضورؐ نے دامن سے اپنے چہرۂ انور کو ڈھانپ لیا اور اونٹنی کو تیز کر دیا اور صحابہ کو ارشاد فرمایا کہ [illegible] ظالموں کی بستیوں میں سے روتے ہوئے گزرو اور ڈرتے ہوئے گزرو کہ کہیں تم پر بھی خدا نخواستہ وہ عذاب کہیں نازل نہ ہو جائے جو ان پر نازل ہوا تھا۔ ف: [illegible] عذاب کی جگہ سے ڈرتے ہوئے گزرنے کا حکم فرماتا ہے [illegible] دوستوں کو [illegible] اس سخت گرمی میں بھی [illegible] روتے ہوئے گزرنے کا حکم فرماتا ہے کہ خدا نخواستہ وہ عذاب ان پر نازل نہ ہو جائے۔ [illegible] سیر گاہ بناتے ہیں، کھنڈروں کی تفریح کو جاتے ہیں اور رونے کا خیال بھی دل میں نہیں لاتے۔

(۹) حضرت کعبؓ کی غیر حاضری اور توبہ

تبوک کی لڑائی میں معذورین کے علاوہ بھی [illegible] زیادہ [illegible] تقریباً [illegible] میں تھے، ان کے [illegible] نہیں ہوئے اور انھی [illegible] دوسروں کو بھی لَا تَنْفِرُوْا فِی الْحَرِّ کہہ رہے تھے کہ گرمی میں نہ جاؤ [illegible] جہنم کی آگ بہت سخت ہے۔ ان کے علاوہ تین [illegible] ایسے تھے جو [illegible] شریک نہیں ہو سکے۔ ایک کعب [illegible] بن [illegible] تیسرے مرارہ بن ربیعؓ، یہ تینوں حضرات کسی نفاق یا عذر

جن میں سے ہر ایک کی مشغولی ہی رہ جانے کا سبب بن گئی۔ کعبؓ اپنی سرگزشت جو اس موقع پر پیش آئی مفصل سناتے ہیں جو آئندہ آ رہی ہے۔

مرارہ بن ربیعؓ کا باغ خوب پھل رہا تھا، ان کو خیال ہوا کہ اگر میں چلا گیا تو یہ سب ضائع ہو جائے گا، ہمیشہ میں لڑائیوں میں شریک ہوتا ہوں اگر اس مرتبہ رہ گیا تو کیا مضائقہ ہے۔ اس لیے رہ گئے، مگر جب تنبہ ہوا تو چونکہ باغ ہی اس کا سبب ہوا، اس لیے اس کو اللہ کے راستہ میں صدقہ کر دیا۔

ہلالؓ کے اہل و عیال جو باہر گئے ہوئے تھے، اتفاق سے اس موقع پر سب جمع ہو گئے، ان کو بھی یہ خیال ہوا کہ ہمیشہ شرکت کرتا ہی رہتا ہوں اگر اس موقع پر نہ جاؤں تو کیا حرج ہے۔ اس لیے شریک نہ ہوئے مگر تنبہ ہونے پر سب سے تعلقات منقطع کر لینے کا فیصلہ کیا کہ یہ تعلقات ہی اس لڑائی میں شرکت نہ کر سکنے کا سبب ہوئے۔

حضرت کعبؓ کا قصہ احادیث میں کثرت سے آتا ہے، وہ اپنی سرگزشت بڑی تفصیل سے سنایا کرتے تھے، وہ فرماتے ہیں کہ میں تبوک سے پہلے کسی لڑائی میں بھی اتنا قوی اور مالدار نہیں تھا، جتنا کہ تبوک کے وقت تھا۔ اس وقت میرے پاس خود اپنی ذاتی دو اونٹنیاں تھیں، اس سے پہلے کبھی بھی دو اونٹنیاں میرے پاس ہونے کی نوبت نہیں آئی۔ حضورؐ کی ہمیشہ عادت شریفہ یہ تھی کہ جس طرف لڑائی کا ارادہ ہوتا تھا اس کا اظہار نہیں ہوتا تھا، بلکہ دوسری جانبوں کے احوال دریافت فرماتے تھے، مگر اس لڑائی میں چونکہ گرمی بھی شدید تھی اور سفر بھی دور کا تھا، اس کے علاوہ دشمنوں کی بھی بہت بڑی جماعت تھی، اس لیے صاف اعلان فرما دیا تھا تاکہ لوگ تیاری کر لیں۔ چنانچہ مسلمانوں کی اتنی بڑی جماعت حضورؐ کے ساتھ ہو گئی کہ رجسٹر میں ان کا نام بھی لکھنا دشوار تھا اور مجمع کی کثرت کی وجہ سے کوئی شخص اگر چھپنا چاہتا کہ میں نہ جاؤں نہ پتہ چلے تو دشوار نہ تھا۔ اس کے ساتھ ہی پھل بالکل پک رہے تھے، میں بھی سامانِ سفر کی تیاری کا صبح ہی سے ارادہ کرتا، مگر شام ہو جاتی اور کسی قسم کی تیاری کی نوبت نہ آتی۔ میں اپنے دل میں خیال کرتا کہ مجھے وسعت حاصل ہے، جب ارادہ پختہ کر لوں گا فوراً ہو جائے گا، حتیٰ کہ حضورؐ روانہ بھی ہو گئے اور مسلمان آپؐ کے ساتھ ساتھ گئے، مگر میرا سامانِ سفر تیار نہ ہوا۔ پھر بھی یہی خیال

کہ ایک دو روز میں تیار ہو کر جا ملوں گا، اسی طرح ٹلتا رہا حتیٰ کہ حضورؐ کے وہاں پہنچنے کا زمانہ قریب آگیا، اس وقت میں نے کوشش بھی کی مگر سامان نہ ہو سکا، اب میں جب مدینہ طیبہ میں ادھر ادھر دیکھتا ہوں تو صرف وہی لوگ ملتے ہیں جن پر منافقت کا بدنما داغ لگا ہوا تھا یا وہ معذور تھے اور حضورؐ نے بھی تبوک پہنچ کر دریافت فرمایا کہ کعبؓ نظر نہیں پڑتے۔ کیا بات ہوئی۔ ایک صاحب نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کو اپنے مال و جمال کی اکڑ نے روک دیا۔ حضرت معاذؓ نے فرمایا کہ غلط کہا ہم جہاں تک سمجھتے ہیں وہ بھلا آدمی ہے۔ مگر حضورؐ نے بالکل سکوت فرمایا اور کچھ نہیں بولے حتیٰ کہ چند روز میں میں نے واپسی کی خبر سنی تو مجھے رنج و غم سوار ہوا اور بڑا فکر ہوا۔ دل میں جھوٹے جھوٹے عذر آتے تھے کہ اس وقت کسی فرضی عذر سے حضورؐ کے غصہ سے جان بچا لوں پھر کسی وقت معافی کی درخواست کر لوں گا اور اس بارے میں اپنے گھرانے کے ہر سمجھدار سے مشورہ کرتا رہا مگر جب مجھے معلوم ہو گیا کہ حضورؐ تشریف لے ہی آئے ہیں تو میرے دل نے فیصلہ کیا کہ بغیر سچ بولے کوئی چیز نجات نہ دے گی اور میں نے سچ سچ عرض کرنے کی ٹھان ہی لی۔ حضورؐ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو اول مسجد میں تشریف لے جاتے اور دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھتے اور وہاں تھوڑی دیر تشریف رکھتے کہ لوگوں سے ملاقات فرمائیں چنانچہ حضورؐ تشریف فرما رہے اور منافق لوگ آ کر جھوٹے جھوٹے عذر کرتے اور قسمیں کھاتے رہے۔ حضورؐ ان کے ظاہری حال کو قبول فرماتے رہے اور باطن کو اللہ کے سپرد فرماتے رہے کہ اتنے میں میں بھی حاضر ہوا اور سلام کیا۔ حضورؐ نے ناراضگی کے انداز میں تبسم فرمایا اور اعراض فرمایا۔ میں نے عرض کیا یا نبی اللہ آپ نے اعراض فرمایا۔ میں خدا کی قسم نہ منافق ہوں نہ مجھے ایمان میں کچھ تردد ہے۔ ارشاد فرمایا کہ یہاں آ۔ میں قریب ہو کر بیٹھ گیا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ تجھے کس چیز نے روکا، کیا تو نے اونٹنیاں نہیں خرید رکھی تھیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر میں کسی دنیا دار کے پاس اس وقت ہوتا تو مجھے یقین ہے کہ میں اس کے غصہ سے معقول عذر کے ساتھ خلاصی پا لیتا کہ مجھے بات کرنے کا سلیقہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے لیکن آپ کے متعلق مجھے معلوم ہے کہ اگر آج جھوٹ سے آپ کو راضی کر لوں تو قریب ہے کہ اللہ جل شانہ آپ کو مجھ سے ناراض فرما دیں اور اگر آپ سے صاف صاف عرض کر دوں

تو آپ کو غصہ آ جائیگا لیکن قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ پاک ذات آپ کے عتاب کو زائل کردے
گی۔ اس لئے سچ ہی عرض کرتا ہوں کہ واللہ مجھے کوئی عذر نہیں تھا۔ ویسا فارغ اور وسعت
والا میں اس زمانہ میں تھا کسی زمانہ میں بھی اس سے پہلے نہیں تھا۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ
انہوں نے سچ کہا۔ پھر فرمایا کہ اچھا اٹھ جاؤ تمہارا فیصلہ حق تعالیٰ شانہ فرمائیں گے۔ میں وہاں سے
اٹھا تو میری قوم کے بہت سے لوگوں نے مجھے ملامت کی کہ تم نے اس سے پہلے کوئی گناہ
نہیں کیا تھا۔ اگر تم کوئی عذر کر کے حضور سے مغفرت کی درخواست کرتے تو حضور کا استغفار تیرے
لئے کافی تھا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ کوئی اور بھی ایسا شخص ہے جس کے ساتھ یہ معاملہ ہوا ہو
لوگوں نے بتایا کہ دو شخصوں کے ساتھ اور یہی معاملہ پیش آیا۔ ان دونوں نے
بھی یہی گفتگو کی اور یہی جواب ملا۔ ایک ہلال بن امیہ، دوسرے
مرارہ بن ربیع۔ میں نے دیکھا کہ دو صالح شخص جو دونوں بدری ہیں وہ بھی میرے شریک حال ہیں
حضور اقدس نے ہم تینوں سے بولنے کی ممانعت فرمادی کہ کوئی شخص ہم سے بات نہ کرے
یہ قاعدہ کی بات ہے کہ غصہ اسی پر آتا ہے جس سے تعلق ہوتا ہے اور تنبیہ اسی کو کی جاتی
ہے جس میں صلاحیت کی ہو۔ جس میں صلاحیت ہی نہ ہو اس کو تنبیہ ہی
کی جاتی۔ کعب کہتے ہیں کہ حضور کی ممانعت پر لوگوں نے ہم سے بولنا چھوڑ دیا اور ہم
سے اجتناب کرنے لگے۔ اور گویا دنیا ہی بدل گئی حتیٰ کہ زمین باوجود اپنی وسعت کے مجھے
تنگ معلوم ہونے لگی۔ سارے لوگ اجنبی معلوم ہونے لگے۔ در و دیوار اوپرے بن گئے۔ مجھے
سب سے زیادہ فکر اس کا تھا کہ اگر اسی حال میں مر گیا تو حضور جنازہ کی نماز بھی نہ پڑھیں
گے اور خدانخواستہ حضور کا وصال ہو گیا تو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہم ایسے ہی رہ جائیں گے۔ نہ کوئی مجھ سے
بولے گا نہ میرے جنازہ پر نماز پڑھے گا۔ حضور کے ارشاد کے خلاف کون کر سکتا ہے۔ غرض ہم لوگوں
نے پچاس دن اسی حال میں گزارے۔ میرے دونوں ساتھی تو شروع ہی سے گھروں میں چھپ کر
بیٹھ گئے تھے۔ میں سب میں قوی تھا۔ باہر چلتا پھرتا۔ نماز میں شریک ہوتا۔ مگر مجھ سے
بات کوئی نہ کرتا۔ حضور کی مجلس میں حاضر ہو کر سلام کرتا اور بہت غور سے خیال کرتا کہ حضور کے
لب مبارک جواب کے لئے ہلے یا نہیں۔ نماز کے بعد حضور کے قریب ہی کھڑے ہو کر نماز پوری

[illegible]

[illegible]

کہلوا دیا میرے دونوں ساتھیوں کے پاس بھی اسی قاصد کی معرفت یہی حکم پہنچا۔ میں نے اپنی بیوی سے کہہ دیا کہ تو اپنے میکے چلی جا جب تک اللہ تعالیٰ شانہٗ اس امر کا فیصلہ فرمائیں وہیں رہنا۔ ہلال بن امیہ کی بیوی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ ہلال بالکل بوڑھے شخص ہیں، کوئی خبر گیری کرنے والا نہ ہو تو ہلاک ہو جاویں گے اگر آپ اجازت دیں اور آپ کو گرانی نہ ہو تو میں کچھ کام کاج کر دیا کروں۔ حضورؐ نے فرمایا مضائقہ نہیں لیکن صحبت نہ کریں۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس چیز کی طرف تو ان کو میلان بھی نہیں جس روز سے یہ واقعہ پیش آیا ہے آج تک ان کا وقت روتے ہی گذر رہا ہے۔ کعبؓ کہتے ہیں مجھ سے بھی کہا گیا کہ ہلال کی طرح تو بھی بیوی کی خدمت کی اجازت لے لے تو شاید مل جائے۔ میں نے کہا وہ بوڑھے ہیں میں جوان ہوں نہ معلوم مجھے کیا جواب ملے اس لیے میں جرأت نہیں کرتا۔ غرض اسی حال میں دس روز اور گذرے کہ ہم سے بات چیت اور میل جول چھوٹے ہوئے پورے پچاس دن ہو گئے۔ پچاسویں دن کی صبح کی نماز اپنے گھر کی چھت پر پڑھ کر میں نہایت غمگین بیٹھا ہوا تھا، زمین مجھ پر بالکل تنگ تھی اور زندگی دوبھر ہو رہی تھی کہ سلع پہاڑ کی چوٹی پر سے ایک زور سے چلانے والے نے آواز دی کہ کعب خوش ہو جا تجھے بشارت ہو۔ میں اتنا ہی سن کر سجدے میں گر گیا اور خوشی کے مارے رونے لگا اور سمجھ گیا کہ تنگی دور ہو گئی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کے بعد ہماری معافی کا اعلان فرمایا جس پر ایک شخص نے تو پہاڑ پر چڑھ کر زور سے آواز دی کہ وہ سب سے پہلے پہنچ گئی۔ اس کے بعد ایک صاحب گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگے ہوئے آئے۔ میں نے جو کپڑے پہن رہا تھا وہ دونوں اتار کر بشارت دینے والے کی نذر کر دیے۔ خدا کی قسم ان دو کپڑوں کے سوا اور کوئی کپڑا اس وقت میری ملک میں نہ تھا۔ اس کے بعد میں نے دو کپڑے مانگ کر پہنے اور حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اسی طرح میرے دونوں ساتھیوں کے پاس بھی خوشخبری لے کر پہنچ گئی۔ میں جب مسجد نبوی میں حاضر ہوا تو وہ لوگ خدمت اقدس میں حاضر تھے، مجھے مبارکباد دینے کے لیے دوڑے۔ سب سے پہلے ابو طلحہؓ نے اٹھ کر مبارکباد دی اور مصافحہ کیا جو مجھے ہمیشہ ہی یاد رہے گا

[illegible]

منافق نے کہا ہو، صحابہ تو بولتے ہی نہ تھے ۱۲

میں نے حضور کی خدمت میں جا کر سلام عرض کیا تو چہرۂ انور کھل رہا تھا اور انوار خوشی کے چہرے سے ظاہر ہو رہے تھے حضورؐ کا چہرۂ مبارک خوشی کے وقت چاند کی طرح چمکنے لگتا تھا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میری توبہ کی تکمیل یہ ہے کہ میری جائداد جو ہے وہ سب اللہ کے راستے میں صدقہ ہے کہ یہ ثروت ہی اس مصیبت کا سبب بنی تھی حضورؐ نے فرمایا کہ اس میں تنگی ہوگی کچھ حصہ اپنے پاس بھی رہنے دو میں نے عرض کیا بہتر ہے خیبر کا حصہ رہنے دیا جائے مجھے سچ نے نجات دی اس لیے میں نے عہد کرلیا کہ ہمیشہ سچ ہی بولوں گا۔

ف: یہ ہے صحابہ کرامؓ کی اطاعت اور دینداری کا اور اللہ کے خوف کا نمونہ کہ ہمیشہ سب لڑائیوں میں شریک رہتے ایک مرتبہ کی غیر حاضری پر کیسا کیسا عتاب ہوا اور اس کو کس قدر خوشی سے برداشت کیا کہ پچاس دن رو کر گذار دیئے اور مال جس کی وجہ سے یہ واقعہ پیش آیا تھا سب صدقہ کر دیا اور کافروں نے طمع دلائی تو بجائے مشتغل ہونے کے اور زیادہ پشیمان ہوئے اور اس کو بھی اللہ کا عتاب اور حضورؐ کی ناراضی کی وجہ سے سمجھے کہ میرے دین کی حالت یہاں تک پہنچ گئی کہ کافروں کو اس کی طمع ہونے لگی کہ وہ مجھے بے دین بنا دیں ایک ہم لوگ ہیں کہ اللہ اور اس کے پاک رسول کے ارشادات بھی سامنے ہیں پڑھتے بھی ہیں نماز جیسی اہم چیز کہ ایمان کے بعد اس کے برابر کوئی چیز بھی نہیں رکھتے ہیں جو اس حکم کی تعمیل ہم کرتے ہیں وہ ظاہر ہی ہے۔ اس کے بعد زکوٰۃ اور حج کا تو پوچھنا ہی کیا کہ اس میں تو مال بھی خرچ ہوتا ہے۔

صحابہؓ کی ہنسی پر حضورؐ کی تنبیہ اور قبر کی یاد

(۱۰) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ نماز کے لیے تشریف لائے تو ایک جماعت کو دیکھا کہ وہ کھلکھلا کر ہنس رہی تھی اور ہنسی کی وجہ سے دانت کھل رہے تھے حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اگر موت کو کثرت سے یاد کیا کرو تو جو حالت میں دیکھ رہا ہوں وہ پیدا نہ ہو موت کو کثرت سے یاد کیا کرو قبر پر کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جس میں وہ یہ آواز نہ دیتی ہو کہ میں غربت کا گھر ہوں، تنہائی کا گھر ہوں، مٹی کا گھر ہوں، کیڑوں کا گھر ہوں جب مومن بندہ قبر میں رکھا جاتا ہے تو وہ کہتی ہے تیرا آنا مبارک ہے بہت اچھا کیا تو آگیا جتنے آدمی میری پشت پر چلتے تھے تو ان سب میں مجھے زیادہ پسند تھا آج جب تو میرے پاس آیا ہے تو

میرے بہترین سلوک کو دیکھے گا۔ اس کے بعد وہ قبر جہاں تک مُردے کی نظر پہنچے وہاں تک وسیع ہو جاتی ہے اور ایک دروازہ اس میں جنت کا کھل جاتا ہے جس سے وہاں کی ہوا اور خوشبوئیں اس کو آتی رہتی ہیں اور جب کوئی بدکار قبر میں رکھا جاتا ہے تو وہ کہتی ہے کہ تیرا آنا نامبارک ہے برا کیا جو تو آیا۔ زمین پر جتنے آدمی چلتے تھے ان سب میں تجھ ہی سے مجھے زیادہ نفرت تھی۔ آج جب تو میرے حوالہ ہوا ہے تو میرے برتاؤ کو بھی دیکھ لے گا۔ اس کے بعد وہ اس طرح سے اس کو دباتی ہے کہ پسلیاں آپس میں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں اور ستر اژدھے اس پر ایسے مسلط ہو جاتے ہیں کہ اگر ایک بھی زمین پر پھنکار مارے تو اس کے اثر سے زمین پر گھاس تک باقی نہ رہے۔ وہ اس کو قیامت تک ڈستے رہتے ہیں۔ اس کے بعد حضور نے ارشاد فرمایا کہ قبر جنت کا ایک باغ ہے یا جہنم کا ایک گڑھا ہے۔ ف: اللہ کا خوف بڑی ضروری اور اہم چیز ہے یہی وجہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اکثر کسی فکر میں رہتے تھے۔ اور موت کا یاد کرنا اس کے لئے مفید ہے۔ اسی لئے حضور نے یہ ارشاد فرمایا کہ لذتوں کی توڑنے والی موت کو یاد کرتے رہنا بہت ضروری چیز ہے۔

حضرت حنظلہ کو نفاق کا ڈر (۱) حضرت حنظلہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم لوگ حضور کی مجلس میں تھے۔ حضور نے وعظ فرمایا جس سے قلوب نرم ہو گئے اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور اپنی حقیقت ہم کو ظاہر ہو گئی۔ حضور کی مجلس سے اٹھ کر میں گھر آیا۔ بیوی بچے پاس آ گئے اور کچھ دنیا کا تذکرہ شروع ہو گیا اور بچوں کے ساتھ ہنسنا بولنا بیوی کے ساتھ مذاق شروع ہو گیا۔ اور وہ حالت جاتی رہی جو حضور کی مجلس میں تھی۔ دفعۃً خیال آیا کہ میں پہلے کس حال میں تھا اب کیا ہو گیا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ تو تو منافق ہو گیا کہ حضور کے سامنے تو وہ حال تھا اب گھر میں آ کر یہ حالت ہو گئی۔ میں اس پر افسوس اور رنج کرتا ہوا اور یہ کہتا ہوا گھر سے نکلا کہ حنظلہ تو منافق ہو گیا۔ سامنے سے حضرت ابوبکر صدیق تشریف لا رہے تھے۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ حنظلہ تو منافق ہو گیا۔ وہ یہ سن کر فرمانے لگے کہ سبحان اللہ کیا کہہ رہے ہو ہرگز نہیں۔ میں نے صورت بیان کی کہ ہم لوگ جب حضور کی خدمت میں ہوتے ہیں۔ اور حضور دوزخ اور جنت کا ذکر فرماتے ہیں تو ہم لوگ ایسے ہو جاتے ہیں گویا وہ دونوں سامنے

ہوتے ہیں اور جب حضور کے پاس سے آجاتے ہیں تو بیوی بچوں اور جائداد وغیرہ کے دھندوں میں پھنس کر اس کو بھول جاتے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ یہ بات تو ہم کو بھی پیش آتی ہے، اس کے بعد دونوں حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جاکر حنظلہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں تو منافق ہو گیا۔ حضور نے فرمایا کیا بات ہوئی؟ حنظلہؓ نے عرض کیا کہ جب ہم لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور آپ جنت دوزخ کا ذکر فرماتے ہیں تب تو ہم ایسے ہو جاتے ہیں کہ گویا وہ ہمارے سامنے ہیں۔ لیکن جب خدمت اقدس سے چلے جاتے ہیں تو جاکر بیوی بچوں اور گھر کے دھندوں میں لگ کر بھول جاتے ہیں۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تمہارا ہر وقت وہی حال رہے جیسا میرے سامنے رہتا ہے تو فرشتے تمہارے بستروں پر اور راستوں میں تم سے مصافحہ کرنے لگیں لیکن حنظلہ بات یہ ہے کہ گاہے گاہے [illegible]۔

ف: یعنی آدمی کے ساتھ انسانی ضروریات بھی لگی ہوئی ہیں جن کو پورا کرنا بھی ضروری ہے۔ کھانا پینا، بیوی بچوں کی خبر لینا یہ بھی ضروری چیزیں ہیں۔ اس لئے اس قسم کی کیفیت کبھی کبھی ہوتی ہے۔ نہ ہر وقت یہ حال ہو سکتا ہے اور نہ اس کی امید رکھنی چاہئے۔ یہ فرشتوں کی شان ہے کہ ان کو کوئی دوسرا دھندا ہی نہیں۔ نہ بیوی بچے نہ فکر معاش۔ اور انسان کے ساتھ بشری ضروریات کی مشغولی ہے اس لئے وہ ہر وقت یکسو نہیں رہ سکتا۔ لیکن غور کی بات یہ ہے کہ حضرات صحابہؓ کو اپنے دین کی کتنی فکر تھی کہ حضور کے سامنے کی حالت [illegible] اس کو نفاق سمجھ [illegible] اسی وقت [illegible] جس سے ہوتا ہے کہ [illegible] ہے اور وہ کہیں سفر میں ہو [illegible] ہر وقت خیریت کی خبر کا فکر رہتا ہے اور جو یہ معلوم ہو جائے کہ وہاں [illegible] پہنچیں گے۔

(۱۰) [illegible] احوال | قرآن شریف کی آیات اور حضور کی [illegible] اور [illegible] میں حق تعالیٰ شانہ کے ذکر سے [illegible] کیا گیا ہے اسکا احساس [illegible] کر دیتے ہیں [illegible] اللہ کا خوف ہے۔

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ حکمت کی جڑ اللہ کا خوف ہے۔ حضرت ابن عمرؓ بہت روتے تھے حتیٰ کہ روتے روتے آنکھیں بھی بیکار ہو گئی تھیں۔ کسی شخص نے ایک مرتبہ دیکھ لیا تو فرمانے لگے کہ میرے رونے پر تعجب کرتے ہو، اللہ کے خوف سے سورج روتا ہے۔ ایک مرتبہ ایسا ہی قصہ آیا تو فرمایا کہ اللہ کے خوف سے چاند روتا ہے۔ ایک نوجوان صحابی پر حضورؐ کا گذر ہوا، وہ پڑھ رہے تھے جب فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ پر پہنچے تو بدن کے بال کھڑے ہو گئے، روتے روتے دم گھٹنے لگا، اور کہہ رہے تھے ہائے جس دن آسمان پھٹ جاویں گے ہائے میری قیامت کے دن میرا کیا حال ہوگا۔ ہائے میری بربادی۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے اس رونے کی وجہ سے فرشتے بھی رونے لگے۔ ایک انصاری نے تہجد کی نماز پڑھی اور پھر بیٹھ کر بہت روئے، کہتے تھے اللہ ہی سے فریاد کرتا ہوں جہنم کی آگ سے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے آج فرشتوں کو رُلا دیا۔ عبداللہ بن رواحہؓ ایک صحابی ہیں۔ رو رہے تھے۔ بیوی بھی ان کی اس حالت کو دیکھ کر رونے لگیں۔ پوچھا کیوں روتی ہو، کہنے لگیں کہ جس وجہ سے تم روتے ہو۔ عبداللہ بن رواحہؓ نے کہا کہ میں اس وجہ سے رو رہا ہوں کہ جہنم پر کو گذرنا ہے ہی نہ معلوم نجات ہو سکے گی یا وہیں رہ جاؤں۔ زرارہ بن اوفیؒ ایک مسجد میں نماز پڑھا رہے تھے فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ پر پہنچے تو فوراً گر گئے اور انتقال ہو گیا۔ لوگ اٹھا کر گھر تک لائے۔ حضرت خلیدؒ ایک مرتبہ نماز پڑھ رہے تھے، كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ پر پہنچے تو اس کو بار بار پڑھنے لگے۔ تھوڑی دیر میں گھر کے ایک کونے سے آواز آئی کہ کتنی مرتبہ اس کو پڑھو گے تمہارے اس بار بار کے پڑھنے سے چار جن مر چکے ہیں۔ ایک اور صاحب کا قصہ لکھا ہے کہ پڑھتے پڑھتے جب وَرُدُّوْا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰهُمُ الْحَقِّ پر پہنچے تو ایک چیخ ماری اور تڑپ تڑپ کر مر گئے۔ اور بھی اس قسم کے واقعات کثرت سے گذرے ہیں۔ حضرت فضیلؒ مشہور بزرگ ہیں۔ کہتے ہیں کہ اللہ کا خوف ہر خیر کی طرف رہبری کرتا ہے۔ حضرت شبلیؒ مشہور بزرگ ہیں وہ کہتے ہیں کہ جب بھی میں اللہ سے ڈرا ہوں اس کی وجہ سے حکمت و عبرت کا ایسا دروازہ کھلا جو اس سے پہلے نہ کھلا تھا۔ حدیث قدسی ہے حق تعالیٰ شانہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بندے پر دو خوف جمع نہیں کرتا اور دو بے فکریاں نہیں دیتا۔ اگر دنیا میں مجھ سے بے خوف رہے تو قیامت میں ڈراتا ہوں اور

لہ احیاء مسلم

زندگی میں ڈرتا رہے تو آخرت میں بے فکری عطا کرتا ہوں۔ حضور کا ارشاد ہے کہ جو اللہ سے ڈرتا ہے، اس سے ہر چیز ڈرتی ہے اور جو غیر اللہ سے ڈرتا ہے اس کو ہر چیز ڈراتی ہے۔ یحییٰ بن معاذ رحؒ کہتے ہیں کہ آدمی بیچارہ اگر جہنم سے اتنا ڈرنے لگے جتنا تنگدستی سے ڈرتا ہے تو سیدھا جنت میں جائے۔ ابو سلیمان دارانی کہتے ہیں کہ جس دل سے اللہ کا خوف جاتا رہتا ہے وہ برباد ہو جاتا ہے۔ حضور کا ارشاد ہے کہ جس آنکھ سے اللہ کے خوف کی وجہ سے ذرا سا آنسو خواہ مکھی کے سر کے برابر ہی کیوں نہ ہو نکل کر چہرہ پہ گرتا ہے اللہ تعالیٰ اس چہرہ کو آگ پہ حرام فرما دیتے ہیں۔ حضور کا ایک ارشاد ہے کہ جب مسلمان کا دل اللہ کے خوف سے کانپتا ہے تو اس کے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے درختوں سے پتے جھڑتے ہیں۔ میرے نبی کا ایک اور ارشاد ہے کہ جو شخص اللہ کے خوف سے روئے اس کا آگ میں جانا ایسا ہی مشکل ہے جیسا دودھ کا تھنوں میں واپس جانا۔ حضرت عقبہ بن عامرؓ ایک صحابی ہیں۔ انہوں نے حضور سے پوچھا کہ نجات کا راستہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اپنی زبان کو روکے رکھو، گھر میں بیٹھے رہو اور اپنی خطاؤں پر روتے رہو۔ حضرت عائشہؓ نے حضور سے دریافت کیا کہ آپ کی امت میں کوئی ایسا بھی ہے جو بلا حساب کتاب جنت میں داخل ہو۔ حضور نے فرمایا ہاں جو اپنے گناہوں کو یاد کر کے روتا رہے۔ میرے آقاؐ کا ایک اور ارشاد ہے کہ اللہ کے نزدیک دو قطروں سے زیادہ کوئی قطرہ پسند نہیں۔ ایک آنسو کا قطرہ جو اللہ کے خوف سے نکلا ہو، دوسرا خون کا قطرہ جو اللہ کے راستہ میں گرا ہو۔ ایک جگہ ارشاد ہے کہ قیامت کے دن سات آدمی ایسے ہوں گے جنکو اللہ جل شانہ اپنا سایہ عطا فرمائیں گے، ایک وہ شخص بھی ہے جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرے اور اس کی وجہ سے اس کی آنکھ سے آنسو بہنے لگیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کا ارشاد ہے کہ جو رو سکتا ہو وہ روئے اور جس کو رونا نہ آئے وہ رونے کی سی صورت ہی بنا لے۔ محمد بن منکدر رحؒ جب روتے تھے تو آنسوؤں کو اپنے منہ اور داڑھی سے پونچھ لیتے تھے اور کہتے تھے کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ جہنم کی آگ اس جگہ کو نہیں چھوتی جہاں آنسو پہنچے ہوں۔ ثابت بنانی کی آنکھیں دکھنے لگیں طبیب نے کہا کہ ایک بات کا وعدہ کر لو آنکھ اچھی ہو جائے گی کہ رویا نہ کرو، کہنے لگے آنکھ میں کوئی خوبی ہی نہیں اگر وہ روئے نہیں۔ یزید رقاشی کہتے ہیں کہ رونا سات وجہ سے ہوتا ہے، خوشی سے، جنون سے، درد سے

گھبراہٹ سے، دکھ سے، رنج سے اور اللہ کے خوف سے۔ یہی سبب ہے وہ رونا کہ اس کا ایک آنسو بھی آگ کے سمندر کو بجھا دیتا ہے۔ کعب احبار کہتے ہیں اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، کہ اگر میں اللہ کے خوف سے روؤں اور آنسو میرے رخسار پر بہنے لگیں یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ پہاڑ کے برابر سونا صدقہ کروں۔ اسی طرح اور بھی ہزاروں ارشادات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کی یاد میں اور اپنے گناہوں کی فکر میں رونا کیمیا ہے اور بہت ہی ضروری اور مفید اور اپنے گناہوں پر نظر کر کے یہی حالت ہونا چاہئے لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کی امید میں بھی کمی نہ ہو، اللہ کی رحمت وسیع کو وسیع ہے۔ حضرت عمرؓ کا ارشاد ہے کہ اگر قیامت میں یہ اعلان ہو کہ ایک شخص کے سوا سب کو جنت میں داخل کر دو تو مجھے اللہ کی رحمت سے یہ امید ہے کہ وہ شخص میں ہی ہوں اور اگر یہ اعلان ہو کہ ایک شخص کے سوا سب کو جہنم میں داخل کر دو تو مجھے اپنے اعمال سے یہ خوف ہے کہ وہ شخص میں ہی نہ ہوں۔ اس لئے دونوں چیزوں کو علی حالہٖ باقی رکھنا چاہئے، البتہ موت کے وقت میں امید کا غلبہ زیادہ ہونا چاہئے۔ حضور کا ارشاد ہے کہ تم میں سے کوئی شخص نہ مرے مگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن رکھتا ہو۔ امام احمد بن حنبلؒ کا جب انتقال ہونے لگا تو انہوں نے اپنے بیٹے کو بلایا اور فرمایا کہ ایسی احادیث مجھے سناؤ جن سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ امید بڑھتی ہو۔

مؤلف خواجہ محمد اسلام کی مقبول کتابیں
۱۔ جنت کا منظر — محبوب کے حسن و جمال کا منظر
۲۔ حسن پرستوں کے انجام کا منظر — محبوب خدا کی دعائیں

تیسرا باب

صحابہ کرام کے زہد اور فقر کے بیان میں

[illegible] نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا معمول اور اس کے واقعات جو اس امر پر [illegible] کہ یہ چیز حضور کی خود اختیار فرمائی اور پسند کی ہوئی تھی، اتنی کثرت سے [illegible] کہ ان کا شمار مشکل ہے [illegible] جمع کرنا مشکل ہے حضور کا ارشاد [illegible] ہے۔

حضور کو پہاڑوں کے سونا بنانے کی پیش کش (۱) حضور کا ارشاد ہے کہ میرے رب نے مجھ سے [illegible] کہ مکہ کے پہاڑوں کو سونے کا بنا دیا جاوے، میں نے عرض کیا اے اللہ مجھے تو یہ پسند ہے کہ ایک دن پیٹ بھر کر کھاؤں تو دوسرے دن بھوکا رہوں تاکہ جب بھوکا رہوں تو تیری طرف زاری کروں اور تجھے یاد کروں اور جب پیٹ بھروں تو تیرا شکر کروں تیری تعریف کروں۔

ف: [illegible] حضور کا جس کے ہم نام لیوا ہیں اور اس کی اتباع کے مدعی ہیں [illegible] کمال اتباع تھے۔

[illegible] تنبیہ اور حضور کے گذر کی حالت (۲) [illegible] بیویوں کی بعض [illegible] حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھا لی تھی کہ ایک مہینہ تک [illegible] ایک جدا جگہ میں قیام فرمایا تھا۔ لوگوں میں یہ مشہور ہو گیا کہ حضور نے سب کو طلاق دے دی [illegible] اپنے گھر تھے جب یہ خبر سنی [illegible] مسجد میں دیکھا کہ لوگ متفرق طور پر بیٹھے ہوئے [illegible] سب اپنے [illegible] تشریف لے گئے وہ بھی [illegible] رو رہی تھیں [illegible] تشریف [illegible] جب [illegible] منبر [illegible]

بیٹھی رو رہی تھی، تھوڑی دیر وہاں بیٹھے رہے مگر شدت رنج سے بیٹھا نہ گیا تو حضورؐ جس جگہ تشریف فرما تھے اس کے قریب تشریف لے گئے اور حضرت رباحؓ ایک غلام کے ذریعہ سے جو دروازہ کے زینہ پر پاؤں لٹکائے بیٹھے تھے اندر حاضری کی اجازت چاہی۔ انہوں نے حاضر خدمت ہو کر حضرت عمرؓ کے لئے اجازت مانگی مگر حضورؐ نے سکوت فرمایا کوئی جواب نہ دیا۔ حضرت رباحؓ نے آکر یہی جواب حضرت عمرؓ کو دے دیا کہ میں نے عرض کر دیا تھا مگر کوئی جواب نہیں ملا۔ حضرت عمرؓ پھر منبر کے پاس آ بیٹھے مگر بیٹھا نہ گیا تو تھوڑی دیر میں حاضر ہو کر حضرت رباحؓ کے ذریعہ سے اجازت چاہی۔ اسی طرح تین مرتبہ پیش آیا کہ بیتابی سے ان کے ذریعہ اجازت حاضری کی مانگتے اور حضورؐ سے جواب میں سکوت اور خاموشی ہی ہوتی۔ تیسری مرتبہ جب لوٹنے لگے تو حضرت رباحؓ نے آواز دی اور کہا کہ تمہیں حاضری کی اجازت ہو گئی۔ حضرت عمرؓ حاضر خدمت ہوئے تو دیکھا کہ حضورؐ ایک بوریئے پر لیٹے ہوئے ہیں جس پر کوئی چیز بچھی ہوئی نہیں ہے۔ اس وجہ سے جسم اطہر پر بوریئے کے نشانات بھی ابھر آئے ہیں، خوب صورت بدن پر نشانات صاف نظر آ رہے ہیں اور سرہانے ایک چمڑے کا تکیہ ہے جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی ہے۔ میں نے سلام کیا اور سب سے اول تو یہ پوچھا، کیا آپؐ نے بیویوں کو طلاق دے دی؟ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ اس کے بعد میں نے دلبستگی کے طور پر حضورؐ سے عرض کیا یا رسول اللہ ہم قریش کے لوگ عورتوں پر غالب رہتے تھے مگر جب مدینہ آئے تو دیکھا کہ انصار کی عورتیں مردوں پر غالب ہیں۔ ان کو دیکھ کر قریش کی عورتیں بھی ان سے متاثر ہو گئیں۔ اس کے بعد میں نے ایک دو بات اور کی جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر تبسم کے آثار ظاہر ہوئے۔ میں نے دیکھا کہ گھر کا کل سامان یہ تھا، تین چمڑے بغیر دباغت دیئے ہوئے اور ایک مٹھی جو ایک کونے میں پڑے ہوئے تھے۔ میں نے ادھر ادھر نظر دوڑا کر دیکھا تو اس کے سوا کچھ نہ ملا۔ میں دیکھ کر رو دیا۔ حضورؐ نے فرمایا کیوں رو رہے ہو؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیوں نہ روؤں کہ یہ بوریئے کے نشانات آپؐ کے بدن مبارک پر پڑ رہے ہیں اور گھر کی کل کائنات یہ ہے جو میرے سامنے ہے۔ پھر میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ دعا کیجئے کہ آپؐ کی امت پر بھی وسعت ہو

یہ روم و فارس بے دین ہونے کے باوجود اللہ کی عبادت نہیں کرتے ان پر تو یہ وسعت، یہ قیصر و کسریٰ تو باغوں، نہروں کے درمیان ہوں اور آپ اللہ کے رسول اور اس کے خاص بندہ ہو کر یہ حالت! نبی کریم تکیہ لگائے ہوئے لیٹے تھے حضرت عمرؓ کی یہ بات سن کر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ عمر کیا اب تک اس بات کے اندر شک میں پڑے ہوئے ہو، سنو آخرت کی وسعت دنیا کی وسعت سے بہت بہتر ہے، ان کفار کو طیبات اور اچھی چیزیں دنیا ہی میں مل گئیں اور ہمارے لئے آخرت میں ہیں، حضرت عمرؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ میرے لئے استغفار فرمائیں کہ واقعی میں نے غلطی کی۔

فائدہ: یہ ہیں دونوں جہان کے بادشاہ اور اللہ کے لاڈلے رسول کا حجرہ شریف ہے کہ اور ہمیشہ کی ایسی ہی حالت تھی نہیں، التفات یہاں پیدا ہوتے ہیں کہ گھر کے ساز و سامان اسباب کی ضرورت ہو کہ ایک شخص نے دنیا کی وسعت کی تو تنبیہ فرمائی، حضرت عائشہؓ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے گھر میں حضورؐ کا بستر کیسا تھا، فرمایا ایک چمڑہ تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، حضرت حفصہؓ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے گھر میں حضورؐ کا بستر کیسا تھا فرمایا ایک ٹاٹ تھا جس کو دوہرا کر کے حضورؐ کے نیچے بچھا دیتی تھی، ایک روز مجھے خیال ہوا کہ اگر اس کو چوہرا کر کے بچھا دوں تو زیادہ نرم ہو جاوے گا چنانچہ میں نے بچھا دیا، حضورؐ نے صبح کو فرمایا کہ رات کیا بچھا دیا تھا، میں نے عرض کیا وہی ٹاٹ تھا اس کو چوہرا کر دیا تھا، فرمایا اس کو ویسا ہی کر دو جیسا پہلا تھا، اس کی نرمی رات کو اٹھنے میں مانع بنتی ہے، اب ہم لوگ ذرا اپنے نرم نرم روئی کے گدوں پر بھی نظر ڈالیں کہ خدا نے کس قدر وسعت فرما رکھی ہے اور ہم اس کے شکر سے، وقت کی کس قدر غفلت اور بے توجہی ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی بھوک کی حالت

(۳) حضرت ابو ہریرہؓ ایک مرتبہ کتان کے کپڑے پہنے ہوئے تھے ان سے ناک صاف کی اور کہنے لگے واہ واہ ابو ہریرہؓ آج تو کتان سے ناک صاف کرتا ہے، حالانکہ مجھے وہ زمانہ بھی یاد ہے کہ منبر نبوی اور حجرے کے درمیان بیہوش پڑا ہوتا تھا اور لوگ مجنون سمجھ کر پاؤں سے گردن دباتے تھے حالانکہ وہ جنون نہیں تھا بلکہ بھوک کی شدت تھی۔ ف: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جو کچھ آتا تھا اور

لوگ سمجھتے تھے کہ جنون ہو گیا کہتے ہیں اور ان میں مجنون کا علاج گردن پر پاؤں رکھنے سے کیا جاتا تھا حضرت ابوہریرہؓ [illegible] وقت ایسا بھی آیا [illegible] فتوحات [illegible] اس کے ساتھ ہی بڑے عابد تھے ان کے پاس ایک تھیلی تھی جس میں کھجور کی گٹھلیاں بھری رہتی تھیں ان پر تسبیح پڑھا کرتے تھے جب وہ خالی ہو جاتی تو باندی اس کو بھر کر پاس رکھ دیتی اور یہ بھی معمول تھا کہ خود اور بیوی اور خادم تینوں آدمی رات کے تین حصے کر لیتے تھے اور ہر ایک شخص تہائی میں عبادت میں مشغول رہتا [illegible] کبھی تقریباً یہی معمول تھا کہ رات کو [illegible] مشغول رہتے۔ ایک [illegible] صاحب تہجد کے لئے اٹھتے تو نماز سے فارغ ہو کر دوسرے صاحب کو جگا دیتے اور خود تہجد میں مشغول ہو جاتے اور صبح سے تقریباً پون گھنٹہ قبل [illegible] تہجد کے لئے جگا دیتے اور خود [illegible] سنت میں [illegible]

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بیت المال سے وظیفہ

(۹) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے یہاں کپڑے کی تجارت ہوتی تھی اور اسی سے گذر اوقات ہوتی تھی جب خلیفہ بنائے گئے تو حسب معمول صبح کو چند چادریں ہاتھ پر ڈال کر بازار میں فروخت کے لئے تشریف لے چلے راستہ میں حضرت عمرؓ ملے۔ پوچھا کہاں چلے فرمایا بازار جا رہا ہوں حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ اگر آپ تجارت میں مشغول ہو گئے تو خلافت کے کام کا کیا ہوگا۔ فرمایا پھر اہل و عیال کو کہاں سے کھلاؤں عرض کیا کہ ابوعبیدہؓ کے پاس چلیں جن کو حضورؐ نے امین کا لقب دیا ہے وہ آپ کے لئے بیت المال سے کچھ مقرر کر دیں گے۔ دونوں حضرات ان کے پاس تشریف لے گئے تو انہوں نے ایک مہاجری کو جو اوسطاً ملتا تھا نہ کم نہ زیادہ وہ مقرر فرما دیا۔ ایک مرتبہ اہلیہ نے درخواست کی کہ کوئی میٹھی چیز کھانے کو دل چاہتا ہے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ میرے پاس تو دام نہیں کہ خریدوں اہلیہ نے عرض کیا کہ ہم اپنے روز کے کھانے میں سے تھوڑا تھوڑا بچا لیا کریں کچھ دنوں میں اتنی مقدار ہو جاوے گی آپؓ نے اجازت فرما دی۔ اہلیہ نے کئی روز میں کچھ تھوڑے سے پیسے جمع کیے آپؓ نے فرمایا کہ تجربہ سے یہ معلوم ہوا کہ اتنی مقدار ہمیں بیت

سے زیادہ تھی۔ اس لئے جو اہلیہ نے جمع کیا تھا وہ بھی بیت المال میں جمع فرما دیا اور آئندہ کے لئے اتنی مقدار جتنی انہوں نے روزانہ بچائی تھی اپنی تنخواہ میں سے کم کر دی۔

فائدہ: اتنے بڑے خلیفہ اور بادشاہ پہلے سے اپنی تجارت بھی کرتے تھے اور وہ ان کی ضروریات کو کافی بھی تھی جیسا کہ اس قصہ سے معلوم ہوتا ہے جو بخاری میں حضرت عائشہؓ سے نقل ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ خلیفہ بنائے گئے تو آپؓ نے فرمایا کہ میری قوم کو یہ بات معلوم ہے کہ میرا پیشہ تجارت میرے اہل و عیال کو کافی تھا لیکن اب خلافت کی وجہ سے مسلمانوں کے کاروبار میں مشغولی ہے اس لئے بیت المال سے میرے اہل و عیال کا کھانا مقرر ہوا۔ اس کے باوجود حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وصال ہونے لگا تو حضرت عائشہؓ کو وصیت فرمائی کہ میری ضرورتوں میں جو چیزیں بیت المال کی ہیں وہ میرے بعد آنے والے خلیفہ کے حوالہ کر دی جائیں۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آپؓ کے پاس کوئی دینار یا درہم نہیں تھا۔ ایک اونٹنی دودھ کی، ایک پیالہ، ایک خادم تھا۔ بعض روایات میں ایک اوڑھنا اور ایک بچھونا بھی آیا ہے۔ یہ چیزیں جب حضرت عمرؓ کے پاس نیابت میں پہنچیں تو آپؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ابوبکر پر رحم فرمائیں کہ اپنے سے بعد والے کو مشقت میں ڈال گئے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا بیت المال سے وظیفہ

حضرت عمرؓ بھی تجارت کیا کرتے تھے۔ جب خلیفہ بنائے گئے تو بیت المال سے وظیفہ مقرر ہوا۔ مدینہ طیبہ میں لوگوں کو جمع فرما کر ارشاد فرمایا کہ میں تجارت کیا کرتا تھا اب تم لوگوں نے اس میں مشغول کر دیا۔ اس لئے اب گذارہ کی کیا صورت ہو۔ لوگوں نے مختلف مقداریں تجویز کیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ چپ بیٹھے تھے۔ حضرت عمرؓ نے دریافت فرمایا کہ تمہاری کیا رائے ہے۔ آپ نے فرمایا کہ متوسط طریقہ سے جو تمہیں اور تمہارے گھر والوں کو کافی ہو جائے۔ حضرت عمرؓ نے اس رائے کو پسند فرمایا اور قبول کر لیا اور متوسط مقدار تجویز ہو گئی۔ اس کے بعد ایک مرتبہ ایک مجلس میں جس میں خود حضرت علیؓ بھی تھے اور حضرت عثمانؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت طلحہؓ شریک تھے یہ ذکر آیا کہ حضرت عمرؓ کے وظیفہ میں اضافہ کرنا چاہئے کہ گذر میں تنگی ہوتی ہے مگر ان سے عرض کرنے کی ہمت نہ ہوئی اس لئے ان کی صاحبزادی حضرت حفصہؓ جو

بیوی ہونے کی وجہ سے کہ اُمّ المؤمنین بھی تھیں، اُن کی خدمت میں یہ حضرات تشریف لے گئے اور اُن کے ذریعہ حضرت عمرؓ کی اجازت اور رائے معلوم کرنے کی کوشش کی اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ ہم لوگوں کے نام معلوم نہ ہوں۔ حضرت حفصہؓ نے جب حضرت عمرؓ سے اس کا تذکرہ کیا تو چہرہ پر غصہ کے آثار ظاہر ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے نام دریافت کیے۔ حضرت حفصہؓ نے عرض کیا کہ پہلے آپ کی رائے معلوم ہو جائے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مجھے اُن کے نام معلوم ہو جاتے تو اُن کے چہرے بدل دیتا۔ یعنی ایسی سزائیں دیتا کہ منہ پر نشان پڑ جاتے۔ تو ہی بتا کہ حضورؐ کا عمدہ سے عمدہ لباس تیرے گھر میں کیا تھا۔ انہوں نے عرض کیا کہ دو کپڑے گیروی رنگ کے جن کو حضورؐ جمعہ کے دن یا کسی وفد کی وجہ سے پہنتے تھے، پھر فرمایا کہ کونسا کھانا تیرے یہاں عمدہ سے عمدہ کھایا؟ عرض کیا کہ ہمارا کھانا جَو کی روٹی تھی، ہم نے گرم گرم روٹی پر گھی کے ڈبہ کی تلچھٹ الٹ کر اس کو ایک مرتبہ چپڑ دیا تو حضورؐ خود بھی اس کو مزے سے کر نوش فرما رہے تھے اور دوسروں کو بھی کھلاتے تھے۔ فرمایا کونسا بستر عمدہ ہوتا تھا جو تیرے یہاں بچھاتے تھے؟ عرض کیا ایک موٹا سا کپڑا تھا گرمی میں اس کو چوہرا کر کے بچھا لیتے تھے اور سردی میں آدھے کو بچھا لیتے اور آدھے کو اوڑھ لیتے۔ فرمایا حفصہؓ ان لوگوں تک یہ بات پہنچا دے کہ حضورؐ نے اپنے طرزِ عمل سے ایک اندازہ مقرر فرما دیا اور امیدِ آخرت پر کفایت فرمائی۔ میں بھی حضورؐ کا اتباع کروں گا۔ میری مثال اور میرے دو ساتھیوں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی مثال ان تین شخصوں کی سی ہے جو ایک راستہ پر چلے۔ پہلا شخص ایک توشہ لیکر چلا اور مقصد کو پہنچ گیا۔ دوسرے نے بھی پہلے کا اتباع کیا اور اسی کے طریقہ پر چلا وہ بھی پہلے کے پاس پہنچ گیا۔ پھر تیسرے شخص نے چلنا شروع کیا، اگر وہ ان دونوں کے طریقہ پر چلے گا تو ان کے ساتھ مل جائے گا اور اگر ان کے طریقہ کے خلاف چلے گا تو کبھی ان کے ساتھ نہیں مل سکے گا۔

فائدہ: یہ اس شخص کا حال ہے جس سے دنیا کے بادشاہ ڈرتے تھے، کانپتے تھے، [illegible] کے ساتھ عمر گزار دی۔ ایک مرتبہ آپؓ خطبہ پڑھ رہے تھے اور آپ کی [illegible] پیوند تھے [illegible] ایک مرتبہ جمعہ کی نماز کے لئے تشریف لے

[illegible] فرمایا کہ مجھے اپنے [illegible] اور ان

[illegible] ایک مرتبہ حضرت [illegible]

[illegible] آپؐ نے [illegible] کی اجازت فرمائی [illegible]

[illegible] انہوں نے

[illegible] آپؐ نے فرمایا سب مسلمان [illegible]

[illegible]

نے کہا، اس سے بہتر کیا ہوگا۔ میں نے اس سے قرض لینا شروع کر دیا۔ جب ارشادِ والا ہوتا اس سے قرض لے آتا اور ارشادِ والا کی تعمیل کر دیتا۔ ایک مرتبہ وضو کر کے اذان کہنے کے لئے کھڑا ہوا ہی تھا کہ وہی مشرک ایک جماعت کے ساتھ آیا اور کہنے لگا او حبشی! میں ادھر متوجہ ہوا تو ایک دم بے تحاشا گالیاں دینے لگا اور برا بھلا جو منہ میں آیا کہا اور کہنے لگا کہ مہینہ ختم ہونے میں کتنے دن باقی ہیں؟ میں نے کہا قریب ختم کے ہے۔ کہنے لگا کہ چار دن باقی ہیں اگر مہینہ ختم تک میرا سب قرضہ ادا نہ کیا تو تجھے اپنے قرضہ میں غلام بنا لوں گا اور اسی طرح بکریاں چراتا پھرے گا جیسا پہلے تھا۔ یہ کہہ کر چلا گیا۔ مجھ پر دن بھر جو گزرنا چاہیے تھا وہی گزرا۔ تمام دن رنج و صدمہ سوار رہا اور عشاء کی نماز کے بعد حضورؐ کی خدمت میں تنہائی میں حاضر ہوا اور سارا قصہ سنایا اور عرض کیا یا رسول اللہ! نہ آپ کے پاس اس وقت ادا کرنے کو فوری انتظام ہے اور نہ مجھ سے جلدی میں کوئی انتظام ہو سکتا ہے، وہ ذلیل کرے گا اس لیے اگر اجازت ہو تو اتنے قرض اترنے کا انتظام ہو، میں کہیں روپوش ہو جاؤں۔ جب آپ کے پاس کہیں سے کچھ آ جائے گا میں حاضر ہو جاؤں گا۔ یہ عرض کر کے میں گھر آیا، تلوار لی، ڈھال اٹھائی، جوتا پہنا، یہی سامان سفر تھا اور صبح ہونے کا انتظار کرتا رہا کہ صبح کے قریب کہیں چلا جاؤں گا۔ صبح قریب ہی تھی کہ ایک صاحب دوڑے ہوئے آئے کہ حضورؐ کی خدمت میں جلدی چلو۔ میں حاضر خدمت ہوا تو دیکھا کہ چار اونٹنیاں جن پر سامان لدا ہوا تھا بیٹھی ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا خوشی کی بات سنو کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے قرضے کی بیباقی کا انتظام فرما دیا۔ یہ اونٹنیاں بھی تیرے حوالہ اور ان کا سب سامان بھی۔ فدک کے رئیس نے یہ نذرانہ مجھے بھیجا ہے۔ میں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور خوشی خوشی ان کو لے کر گیا اور سارا قرضہ ادا کر کے واپس آیا۔ حضورؐ اقدس مسجد ہی میں تشریف فرما رہے۔ میں نے آ کر عرض کیا کہ اللہ کا شکر ہے اللہ جل شانہ نے سارے قرضہ سے آپ کو سبکدوش کر دیا اور اب کوئی چیز قرضہ کی نہیں رہی۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ مال میں سے کچھ باقی بھی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں کچھ باقی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا اس کو بھی تقسیم ہی کر دے تاکہ مجھے راحت ہو جائے۔ میں گھر میں بھی اس وقت تک نہیں جاؤں گا جب تک یہ تقسیم نہ ہو جاوے۔ تمام دن گزر گیا، عشاء کی نماز سے فراغت پر حضورؐ نے دریافت

فرمایا کہ وہ مال تقسیم ہو گیا یا نہیں؟ میں نے عرض کیا کہ کچھ ضرورت مند آئے ہی نہیں، تو حضور ﷺ نے مسجد ہی میں رات گذار دی۔ دوسرے دن عشاء کے بعد پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ کچھ بچا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ جل شانہ نے آپ کو راحت عطا فرمائی کہ وہ سب نمٹ گیا۔ حضور ﷺ نے اللہ جل شانہ کی حمد و ثنا فرمائی۔ حضور کو یہ ڈر ہوا کہ خدانخواستہ موت آجائے اور کچھ مال آپ کی ملک میں رہ جائے۔ اس کے بعد گھروں میں تشریف لے گئے اور بیبیوں سے ملے۔

فائدہ: خدا والوں کی یہی خواہش رہتی ہے کہ ان کی ملک میں مال و متاع کچھ نہ رہے، پھر حضور ﷺ کا کیا پوچھنا جو سارے نبیوں کے سردار، سارے اولیاء کے سرتاج، حضور ﷺ کو یہ فکر کیوں نہ ہوتی کہ میں دنیا سے بالکل فارغ ہو جاؤں۔ میں نے شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری نور اللہ مرقدہ کا معمول یہی دیکھا کہ جب تک ان کی ملک میں کچھ جمع ہو جاتی تو تمام ہوتے تک سب تقسیم فرما دیتے تھے اور وصال سے کچھ پہلے اپنے کپڑے وغیرہ تک اپنے خادم خاص حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب کو دے کر فرما دیا تھا کہ اب تک تو تمہارے کپڑے میں لیا کرتا تھا اور اپنے وصال سے چند روز پہلے کپڑے وغیرہ بھی جس کو دینے تھے دے دلا کر قریب کے بچوں کو روپیہ پیسہ جو کچھ تھا سب تقسیم فرما دیا اور ارشاد فرمایا کہ اب گھر سے کوئی چیز یہاں لاؤ تو مانگ کر لانا، اس کے بعد جو کچھ پاس آتا وہ چند روز تک رکھ کر حکم فرما دیتے تھے کہ جس کا ہو اس کو دے دو، اس کے علاوہ بہت سے بزرگوں کے واقعات اس قسم کے ہیں۔ اللہ ہم سب کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

۱۲۔ حضرت ابوہریرہؓ کا بھوک میں مسئلہ دریافت کرنا: حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ

قسم ہے اس پاک ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ میں بعض اوقات بھوک کی وجہ سے جگر کو زمین سے چپکا دیتا اور کبھی پیٹ پر پتھر باندھ لیتا۔ ایک دن میں ایسے راستہ پر بیٹھ گیا جس سے لوگ گزرتے تھے، حضرت ابوبکر صدیقؓ ادھر سے گزرے میں نے ان سے قرآن

بات پوچھنا شروع کر دی خیال تھا کہ بات کرتے ہوئے گھر تک لے جائیں گے اور جو بن پڑے [illegible]

[illegible] جو موجود ہو گا اس میں [illegible] فرمائیں گے مگر انہوں نے ایسا نہ کیا [illegible]

ذہن منتقل نہیں ہوا یا شاید [illegible] اس کے بعد حضرت عمر [illegible]

[illegible] یہی صورت پیش آئی [illegible] تشریف لے گئے اور مجھے دیکھ کر مسکرائے

[illegible] سمجھ گئے اور ارشاد فرمایا [illegible] ساتھ [illegible]

[illegible] گئے میں ساتھ [illegible] ایک پیالہ [illegible]

[illegible]

حضور کا صحابہ سے دو شخصوں کے بارے میں سوال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے حضرات سے ایک شخص سامنے سے گذرا۔ حضور نے فرمایا کہ اس شخص کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ شریف لوگوں میں سے ہے۔ واللہ اس قابل ہے کہ اگر کہیں نکاح کا پیغام دے تو قبول کیا جاوے، اگر کسی کی سفارش کرے تو قبول کی جاوے۔ حضور یہ سن کر خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد ایک اور صاحب سامنے سے گذرے۔ حضور نے ان کے متعلق بھی سوال کیا۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ایک مسلمان فقیر ہے۔ کہیں نکاح کے لئے پیغام دے تو نکاح نہ ہو، سفارش کرے تو قبول نہ ہو، بات کرے تو کوئی متوجہ نہ ہو۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس پہلے جیسوں سے اگر ساری دنیا بھر جاوے تو ان سب سے یہ شخص بہتر ہے۔

ف، [illegible] دنیاوی شرافت [illegible] اللہ کے [illegible] البتہ [illegible] کی بات [illegible] اللہ کے نزدیک [illegible] اس کی [illegible] دنیا [illegible] قائم ہے۔

[illegible] ایک مرتبہ حضرت فاطمہؓ حضور کی خدمت میں [illegible] روٹی کا ٹکڑا [illegible] حضور نے [illegible] عرض کیا [illegible] روٹی پکائی تھی [illegible] حضور نے ارشاد فرمایا کہ [illegible] دن کے بعد یہ پہلا [illegible] تیرے باپ کے منہ میں [illegible]

ف، [illegible] حضرات صحابہ کرام [illegible] رہتے تھے [illegible]

اکابر صوفیاء، اکابر فقہاء بھی تونگری میں زیادہ نہیں رہتے۔

سریۃ العنبر میں فقر کی حالت (۱۰) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب ۸ھ میں سمندر کے کنارے ایک تین سو آدمیوں کا لشکر جس پر حضرت ابوعبیدہؓ امیر بنائے گئے تھے بھیجا۔ حضورؐ نے ایک تھیلی میں کھجوروں کا توشہ بھی ان کو دیا۔ پندرہ روز ان حضرات کا وہاں قیام رہا توشہ ختم ہو گیا۔ حضرت قیسؓ نے جو اس قافلہ میں تھے مدینہ منورہ میں قیمت ادا کرنے کے وعدہ پر قافلہ والوں سے اونٹ خرید کر ذبح کرنے شروع کیے اور تین اونٹ روزانہ ذبح کرتے مگر تیسرے دن امیر قافلہ نے اس خیال سے کہ سواریاں ختم ہو گئیں تو واپسی مشکل ہو جائے گی ذبح کی ممانعت کی اور سب لوگوں کے پاس اپنی اپنی جو کھجوریں موجود تھیں جمع کر کے ایک تھیلی میں رکھ لیں اور ایک ایک کھجور روزانہ تقسیم فرما دیا کرتے جس کو چوس کر یہ حضرات پانی پی لیتے اور رات تک کے لیے یہی کھانا تھا کہنے کو مختصر سی بات ہے مگر لڑائی کے موقع پر جہاں قوت اور طاقت کی بھی ضرورت ہو ایک کھجور پر دن بھر گذار دینا دل گردہ کی بات ہے۔ چنانچہ حضرت جابرؓ نے جب یہ قصہ لوگوں کو حضورؐ کے بعد سنایا تو ایک شاگرد نے عرض کیا کہ حضرت ایک کھجور کیا کام دیتی ہوگی۔ آپؓ نے فرمایا اس کی قدر جب معلوم ہوئی جب وہ بھی نہ رہی کہ اب بجز فاقہ کے کچھ نہ تھا۔ درختوں کے خشک پتے جھاڑتے اور پانی میں بھگو کر کھا لیتے۔ مجبوری سب کچھ کرا دیتی ہے اور تنگی کے بعد اللہ تعالیٰ جل شانہ کے یہاں سے سہولت ہوتی ہے۔ حق تعالیٰ نے ان تکالیف اور مشقتوں کے بعد سمندر میں سے ایک مچھلی ان لوگوں کو پہنچا دی جس کو عنبر کہتے ہیں اتنی بڑی تھی کہ اٹھارہ روز تک یہ حضرات اس میں سے کھاتے رہے اور مدینہ منورہ پہنچنے تک اس کا گوشت توشوں میں ساتھ تھا۔ حضورؐ کے سامنے جب تذکرہ ہوا تو کچھ منگوایا گیا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ یہ اللہ کا رزق تھا جو تمہاری طرف بھیجا۔

فائدہ: مشقتیں اور تکلیفیں اس دنیا میں ضروری ہیں اور اللہ والوں کو خاص طور پر پیش آتی ہیں یہی وجہ ہے کہ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو سب سے زیادہ مشقت میں رکھا جاتا ہے۔ پھر جو سب سے افضل ہیں۔ پھر ان کے بعد جو بہتر ہے

ف: ہر آدمی کی آزمائش اس کی دینی حیثیت کے موافق ہوتی ہے اور ہر مشقت کے بعد حق تعالیٰ شانہ کے لطف و فضل سے سہولت بھی عطا ہوتی ہے۔ یہ بھی غور کیا جائے کہ جو کچھ ان حضرات پر گذرا یا گذرتا تھا اور یہ سب دین کی خاطر تھا۔ اس دین کے پھیلانے میں جس کو آج ہم اپنے ہاتھوں سے کھو رہے ہیں، ان حضرات نے فاقے کیے، پیٹ پر پتھر باندھے، اپنے خون بہائے اور اس کو پھیلایا جس کو ہم آج باقی بھی نہیں رکھ سکتے۔

چوتھا باب

صحابہ کا تقوے

حضرات صحابہ کرام کی ہر عادت، ہر خصلت اس قابل ہے کہ اس کو چنا جائے اور اس کا اتباع کیا جائے اور کیوں نہ ہو کہ اللہ جل شانہ نے اپنے لاڈلے اور محبوب رسول کی مصاحبت کے لیے اس جماعت کو چنا۔ چنانچہ حضور کا ارشاد ہے کہ میں بنی آدم کے بہترین قرن اور زمانہ میں بھیجا گیا۔ اس لیے ہر اعتبار سے یہ زمانہ خیر تھا اور زمانہ کے بہترین آدمی حضور کی صحبت میں رکھے گئے۔

حضور کا جنازہ سے واپسی اور ایک عورت کی دعوت

(۱) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازہ سے واپس تشریف لا رہے تھے کہ ایک عورت کا پیام کھانے کی درخواست کا لے کر پہنچا۔ حضور مع خدام کے تشریف لے گئے اور کھانا سامنے رکھا گیا تو لوگوں نے دیکھا کہ حضور لقمہ چبا رہے ہیں لیکن نگلا نہیں جاتا۔ حضور نے فرمایا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس بکری کا گوشت مالک کی بغیر اجازت کے لے لیا گیا۔ اس عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے ایک آدمی بقیع کو بھیجا تھا کہ وہاں بکریاں بکتی ہیں وہاں سے خرید لائے مگر وہاں نہ ملی تو میرے پڑوسی نے بکری خریدی تھی ان کے پاس قیمت سے بھیجنے کو کہلایا مگر وہ تو ملے نہیں ان کی بیوی نے بکری بھیج دی۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ یہ کھانا قیدیوں کو کھلا دو۔

ف: یہ حضور کی شان کے مناسب ہے کہ ایک مشتبہ چیز کا گلے میں اٹک جاتا کوئی

ایسی بہ بات نہیں کہ حضور کے ادنیٰ غلاموں کو بھی اس قسم کے واقعات پیش آتے ہیں۔

حضور کا صدقہ کی کھجور کے خوف سے تمام رات جاگنا

(۲) ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ تمام رات جاگتے رہے اور کروٹیں بدلتے رہے۔ ازواجِ مطہرات میں سے کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ آج نیند نہیں آتی۔ ارشاد فرمایا کہ ایک کھجور پڑی ہوئی تھی میں نے اٹھا کر کھا لی کہ ضائع نہ ہو۔ اب مجھے یہ فکر ہے کہ کہیں وہ صدقہ کی نہ ہو۔

فائدہ: اقرب یہی ہے کہ وہ حضور کی اپنی ہی ہوگی لیکن چونکہ صدقہ کا مال بھی حضور کے یہاں آتا تھا اس شبہ کی وجہ سے تنبیہ فرمائی۔ جب نیند نہ آئی کہ خدانخواستہ وہ صدقہ کی ہو اور اس صورت میں صدقہ کا مال کھایا گیا ہو۔ یہ تو آقا کا حال ہے کہ محض شبہ پر رات بھر کروٹیں بدلیں اور نیند نہ آئی۔ اب غلاموں کا حال دیکھو کہ رشوت، سود، چوری، ڈاکہ، ہر قسم کا مال حرام سرور و شوق سے کھاتے ہیں اور پھر فخر سے اپنے آپ کو حضور کا امتی بھی شمار کرتے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ایک کاہن کے کھانے سے قے کرنا

(۳) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا جو ایک مقررہ حصہ اپنی آمدنی کا حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں پیش کیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ وہ کچھ کھانا لایا۔ حضرت نے اس میں سے ایک لقمہ نوش فرما لیا۔ غلام نے عرض کیا کہ آپ ہر روز دریافت فرمایا کرتے تھے کہ کس ذریعہ سے کمایا، آج دریافت نہیں فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ بھوک کی شدت کی وجہ سے دریافت کرنے کی نوبت نہیں آئی۔ اب بتاؤ کہاں سے لایا۔ اس نے کہا کہ میں زمانۂ جاہلیت میں ایک قوم پر منتر پڑھا تھا اور ان کو نفع ہو گیا تھا۔ انہوں نے مجھ سے وعدہ کر لیا تھا۔ آج میرا ادھر کو گزر ہوا تو ان کے یہاں شادی ہو رہی تھی۔ انہوں نے یہ مجھے دیا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ تو نے مجھے ہلاک ہی کر دیا تھا۔ اس کے بعد حلق میں ہاتھ ڈال کر قے کرنے کی کوشش کی مگر ایک لقمہ اور وہ بھی بھوک کی شدت کی حالت میں کھایا گیا، نہ نکلنا تھا نہ نکلا۔ کسی نے عرض کیا کہ پانی سے قے ہو سکتی ہے۔ ایک بہت بڑا پیالہ پانی کا منگوایا اور پانی

ف [illegible]

[illegible]

پانی پی کر قے فرماتے رہے یہاں تک کہ وہ لقمہ نکل گیا کسی نے عرض کیا کہ اللہ آپ پر رحم فرمائیں یہ ساری مشقت اس ایک لقمہ کی وجہ سے برداشت فرمائی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میری جان کے ساتھ بھی یہ لقمہ نکلتا تو میں نکالتا۔ میں نے حضور سے سنا ہے کہ جو بدن مال حرام سے پرورش پائے آگ اس کی بہتر مستحق ہے۔ مجھے یہ ڈر ہوا کہ میرے بدن کا کوئی حصہ اس لقمہ سے پرورش نہ پا جائے۔

ف: حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اس قسم کے واقعات متعدد بار پیش آئے کہ احتیاط فرمانے کے باوجود ذرا سا بھی شبہ ہو گیا تو قے فرما دی۔ بخاری شریف میں ایک اور قصہ مذکور ہے کہ کسی غلام نے زمانۂ جاہلیت میں کوئی کہانت یعنی غیب کی بات کسی کے متعلق بتائی تھی وہ اتفاق سے صحیح ہو گئی۔ ان لوگوں نے اس غلام کو کچھ دیا جس کو اس نے ... حضرت ابوبکرؓ کو دے دیا۔ حضرت نے نوش فرما لیا اور پھر معلوم ہونے پر قے سب نکال دیا۔ ان واقعات میں غلاموں کا مال ضروری نہیں کہ ... آمدنی ... حضرت ابوبکرؓ کے کمال تقویٰ نے اس مشتبہ مال کو بھی گوارا نہ کیا۔

حضرت عمرؓ کا صدقہ کے دودھ سے قے (۳) حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ دودھ نوش فرمایا۔ آپ کو کچھ نیا معلوم ہوا۔ جو صاحب لائے تھے ان سے دریافت فرمایا کہ یہ کہاں سے آیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ فلاں جنگل میں صدقہ کے اونٹ چر رہے تھے میں وہاں گیا تو ان لوگوں نے دودھ نکالا جس میں سے مجھے بھی دیا۔ حضرت عمرؓ نے منہ میں ہاتھ ڈال کر قے کی اور سارا قے فرما دیا۔

ف: ان حضرات کو اس کا ہمیشہ فکر رہتا تھا کہ مشتبہ مال بھی بدن کا جزو نہ بنے ... جس سے ہم لوگوں کو حرام سے بھی پرہیز نہیں ہوتا ہے۔

حضرت ابوبکرؓ کا بیت المال کا وظیفہ لینا (۴) ابن سیرینؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ کی وفات کا وقت جب قریب آیا تو آپ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ میرا دل تو نہیں چاہتا تھا کہ بیت المال سے کچھ لوں مگر عمرؓ نہ مانے اس وقت مجبوری کی وجہ سے تجارت

کی مشغولی سے مسلمانوں کا حرج ہوگا۔ اس مجبوری سے مجھے لینا پڑا۔ اس لئے اب میرا فلاں باغ اس کے عوض میں دے دیا جائے۔ جب حضرت ابوبکرؓ کا وصال ہو گیا تو حضرت عائشہؓ نے حضرت عمرؓ کے پاس آدمی بھیجا اور والد محترم کی وصیت کے موافق وہ باغ دے دیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ شانہٗ تمہارے باپ پر رحم فرمائیں۔ انہوں نے یہ چاہا کہ کسی کو لب کشائی کا موقع ہی نہ دیں۔ (کتاب الاموال)

فائدہ: غور کرنے کی بات ہے کہ اول تو وہ مقدار ہی کیا تھی جو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے لی۔ اس کے بعد لینا بھی اہل الرائے کے اصرار پر تھا اور مسلمانوں کے شغل کی وجہ سے اس میں بھی جتنی ممکن سے ممکن احتیاط ہو سکتی تھی اس کا اندازہ قصہ ۳ باب سے معلوم ہو گیا، کہ بیوی نے تھوڑا تھوڑا کر کے اور پیٹ کاٹ کر کچھ دام میٹھے کے لئے جمع کئے تو ان کو بیت المال میں جمع فرما دیا اور اتنی مقدار مستقل کم کر دی۔ ان سب کے بعد یہ آخری عمل ہے جو کچھ لیا اس کا بھی معاوضہ داخل کر دیا۔

حضرت علی بن معبد کا کرایہ کے مکان سے تحریر خشک کرنا (۶) علی بن معبدؒ ایک محدث ہیں فرماتے ہیں کہ میں ایک کرایہ کے مکان میں رہتا تھا۔ ایک مرتبہ میں نے کچھ لکھا اور اس کو خشک کرنے کے لئے مٹی کی ضرورت ہوئی، کچی دیوار تھی۔ مجھے خیال آیا کہ اس پر سے ذرا سی کھرچ کر تحریر پر ڈال لوں، پھر خیال آیا کہ مکان کرایہ کا ہے، اجرت رہنے کے واسطے دی ہے نہ کہ مٹی لینے کے واسطے۔ مگر ساتھ ہی یہ خیال آیا کہ اتنی ذرا سی مٹی لینے میں کیا مضائقہ ہے معمولی چیز ہے۔ میں نے مٹی لے لی اور رات کو خواب میں دیکھا کہ ایک صاحب کھڑے ہیں جو یہ فرما رہے ہیں کہ کل قیامت کو معلوم ہو گا یہ کہنا کہ معمولی سی چیز ہے۔

فائدہ: کل معلوم ہوگا کا مطلب یہ ہے، تقویٰ کے درجات بہت سے ہیں، کمال درجہ یہ تھا کہ اس سے بھی احتراز کیا جاتا، اگرچہ عرفاً معمولی چیز شمار ہونے سے جواز کی حد میں تھا۔ (احیاء)

حضرت علیؓ کا ایک قبر پر گذرنا (۷) کمیلؒ ایک شخص ہیں کہتے ہیں کہ میں حضرت علیؓ کے ساتھ ایک مرتبہ جا رہا تھا، وہ جنگل میں پہنچے پھر ایک مقبرہ کی طرف متوجہ ہو کر

فرمایا [illegible] وحشت [illegible] ہے یہ حال [illegible] تمہارے سب احوال [illegible] [illegible] قبر [illegible] [illegible] [illegible] قرآن [illegible] [illegible]

فائدہ: [illegible] کہ قبر میں خود تنہا رہتا ہے جیسا کہ [illegible] حدیث میں یہ مضمون وارد ہوا ہے کہ نیک اعمال اچھے آدمی کی صورت میں [illegible] وحشت کے دور کرنے اور انس پیدا کرنے کے لئے رہتا ہے اور اس کی بد اعمالیاں بری صورت میں [illegible] آتے ہیں جو اور بھی اذیت کا سبب ہوتی ہیں۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ آدمی کے ساتھ تین چیزیں قبر تک جاتی ہیں [illegible] اس کے عزیز و اقارب اور اعمال، دو چیزیں [illegible] واپس آجاتی ہیں، عمل اس کے ساتھ رہ جاتا ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے ایک مرتبہ صحابہؓ سے ارشاد فرمایا کہ جانتے ہو تمہاری مثال اور تمہارے اہل و عیال اور مال اور اعمال کی کیا مثال ہے؟ صحابہؓ نے دریافت کیا [illegible] ارشاد فرمایا کہ اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص کے تین بھائی ہوں اور وہ مرنے لگے، اس وقت ایک بھائی [illegible] کہے کہ بھائی تجھے میرا حال معلوم ہے کہ مجھ پر کیا گزر رہی ہے، اس وقت تو میری کیا مدد کرے گا؟ وہ جواب دیتا ہے کہ تیری تیمارداری کروں گا، خدمت کروں گا [illegible] اور جب تو مر جائے گا تو نہلاؤں گا، کفن پہناؤں گا اور کاندھا دے کر [illegible] تیرا ذکر خیر کروں گا۔ حضورؐ نے فرمایا یہ بھائی تو اہل و عیال ہیں۔ دوسرے بھائی سے سوال کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ تیرا میرا واسطہ زندگی کا ہے [illegible] مر جائے گا [illegible] دوسرے کا ہو جاؤں گا، یہ بھائی مال ہے۔ پھر وہ تیسرے سے دریافت کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ میں قبر میں بھی تیرا ساتھی ہوں، وحشت کی جگہ تیرا

دل بہلاتے رہتے ہیں جب تم اہل کتاب سے سنا کرو تو یہودیوں کے پڑھتے ہی بیٹھ کر اس کو بھول جاؤ گے، یہ بھی ایک عمل ہے، حضورؐ نے فرمایا۔ اب بتاؤ کون سا چیز کار آمد ہو۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہی چیز کار آمد ہے، پہلے دونوں تو بے فائدہ ہی رہے ہیں۔

حضورؐ کا ارشاد جس کا کھانا پینا حرام ہو اس کی دعا قبول نہیں ہوتی | ۸۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ خود پاک ہیں اور پاک مال ہی قبول فرماتے ہیں مسلمانوں کو اسی چیز کا حکم دیا جس کا اپنے رسولوں کو حکم فرمایا چنانچہ رسولوں کو ارشاد ہے۔ يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ۔ اے رسولو پاک چیزوں کو کھاؤ اور نیک عمل کرو، میں تمہارے عمل سے باخبر ہوں، دوسری جگہ ارشاد ہے۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ۔ اے ایمان والو ہمارے دیئے ہوئے پاک رزق میں سے کھاؤ۔ اس کے بعد حضورؐ نے ایک شخص کا ذکر فرمایا کہ لمبے لمبے سفر کرتا، اور مسافر کی دعا قبول ہوتی ہے، اور اس کے ساتھ ہی بکھرے ہوئے بال ہوں غبار آلود کپڑے ہوں یعنی پریشان حال ہو، دونوں ہاتھ آسمان کی طرف پھیلا کر کہتا ہے۔ اے اللہ! اے اللہ! لیکن کھانا اس کا حرام ہے، پینا حرام ہے، لباس حرام ہے، ہمیشہ حرام ہی سے پلا تو اس کی دعا کہاں قبول ہو سکتی ہے۔

ف: اکثر لوگوں کو یہ شکایت رہتی ہے کہ مسلمانوں کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں لیکن حالت کا اندازہ اس حدیث شریف سے کیا جا سکتا ہے۔ اگرچہ اللہ جل شانہٗ اپنے فضل سے بعض کافروں کی دعا بھی قبول فرما لیتے ہیں چہ جائیکہ فاسق کی۔ لیکن متقی کی دعا اصل چیز ہے اسی لئے بزرگوں سے دعا کی درخواست ہوتی ہے۔ جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ہماری دعائیں قبول ہوں وہ حرام مال سے احتراز کریں [illegible]

میری دعا قبول نہ ہو

حضرت [illegible] | ۹۔ حضرت [illegible] کی خدمت میں [illegible]

[illegible]

حضرت عاتکہؓ نے عرض کیا کہ میں تول دوں گی، آپؓ نے سن کر سکوت فرمایا فرمایا کہ کوئی عورت تول دیتا تاکہ میں تقسیم کر دیتا۔ آپ کی اہلیہ نے پھر یہی عرض کیا۔ آپ نے سکوت فرمایا، تیسری مرتبہ میں ارشاد فرمایا کہ مجھے یہ پسند نہیں کہ تو اس کو اپنے ہاتھ سے ترازو کے پلڑے میں رکھے اور پھر ان ہاتھوں کو اپنے بدن پر پھیرے اور اتنی مقدار کی زیادتی مجھ کو حاصل ہو۔

ف: یہ کمال احتیاط تھی اور اپنے آپ کو محل تہمت سے بچانا، ورنہ جو بھی تولے گا اس کے ہاتھ کو تو لگے ہی گا۔ اور پھر اس کے جواز میں کوئی تردد نہ تھا لیکن پھر بھی حضرت عمرؓ نے اپنی بیوی کے لئے اس کو گوارا نہ فرمایا۔ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ جن کو عمر ثانی بھی کہا جاتا ہے۔ ان کے زمانہ میں ایک مرتبہ مشک تولا جا رہا تھا تو انہوں نے اپنی ناک بند فرما لی اور فرمایا کہ مشک کا نفع تو خوشبو ہی سونگھنا ہے۔

فائدہ: یہ ہیں احتیاطیں حضرات صحابہؓ اور تابعین کی، اور ہمارے بڑوں کی اور پیشواؤں کی۔

حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کا حجاج کے عامل کو معزول کرنا | ۱۰۔ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے ایک شخص کو کسی جگہ کا حاکم بنایا۔ کسی شخص نے عرض کیا کہ یہ صاحب حجاج بن یوسف کے زمانہ میں بھی اس کی طرف سے عامل رہ چکے ہیں۔ عمر بن عبد العزیزؒ نے ان کو معزول کر دیا۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے تو حجاج بن یوسف کے یہاں تھوڑے ہی زمانہ کام کیا ہے۔ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے فرمایا کہ تیرے بُرا ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ تو اس کے ساتھ ایک دن یا اس سے کم رہا ہے۔[2]

فائدہ: صحبت بڑی چیز ہے، حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے [illegible] کس سے دوستی کرتا ہے [illegible] اسی وجہ سے بری صحبت [illegible] بری صحبت سے احتراز ہے۔

---

[1] احیاء [2] احیاء

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ صالح آدمی کے پاس بیٹھنے والوں کی مثال اس شخص کی سی ہے جو مشک والے کے پاس بیٹھا ہے کہ اگر مشک نہ بھی ملے تب بھی اس کی خوشبو سے دماغ کو فرحت ہوگی اور برے ساتھی کی مثال آگ کی بھٹی والے کی سی ہے کہ اگر چنگاری نہ بھی پڑے تو دھواں تو کہیں گیا ہی نہیں[1] حضورؐ کا ارشاد ہے کہ فخر اور بڑائی اونٹ اور گھوڑے والوں میں ہوتی ہے اور مسکنت بکری والوں میں ہے[2]

پانچواں باب

نماز کا شغف اور ذوق و شوق

نماز ساری عبادتوں میں سب سے زیادہ اہم چیز ہے۔ قیامت میں ایمان کے بعد سب سے پہلے نماز ہی کا سوال ہوتا ہے۔ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ کفر و اسلام کے درمیان میں نماز ہی آڑ ہے۔ اس کے علاوہ اور بہت سے ارشادات اس بارہ میں وارد ہیں جو میرے ایک دوسرے رسالہ میں مذکور ہیں۔[3]

اللہ تعالیٰ کا ارشاد نوافل والے کے حق میں ۱ حق تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتے ہیں جو شخص میرے کسی ولی سے دشمنی کرتا ہے میری طرف سے اس کو لڑائی کا اعلان ہے اور کوئی شخص میرا قرب اس چیز کی بہ نسبت زیادہ حاصل نہیں کرسکتا جو میں نے اس پر فرض کی ہے یعنی سب سے زیادہ قرب فرائض کے ادا کرنے سے حاصل ہوتا ہے اور نوافل کی وجہ سے بندہ مجھ سے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو اپنا محبوب بنا لیتا ہوں، تو پھر میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ کسی چیز کو پکڑے اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلے، اگر وہ مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو میں اس کو عطا کرتا ہوں اور کسی چیز سے پناہ مانگتا ہے تو پناہ دیتا ہوں۔[4]

---

[1] جمع [2] بخاری [3] رسالہ فضائل نماز [4] جمع فوائد

فائدہ:- آنکھ کان بن جانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا دیکھنا، سننا، چلنا پھرنا سب میری خوشی کے تابع ہو جاتا ہے اور کوئی بات بھی میری مرضی کے خلاف نہیں ہوتی۔ اسقدر خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنکو فرائض کے بعد نوافل پر کثرت کی توفیق ہو اور یہ دولت نصیب ہو جائے۔ حق تعالیٰ شانہ اپنے فضل سے مجھے اور میرے دوستوں کو بھی نصیب فرمائیں۔

حضورِ اقدسؐ کا تمام رات نماز پڑھنا (۷) ایک شخص نے حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا کہ حضورؐ کی کوئی عجیب بات جو آپ نے دیکھی ہو وہ سنائیں۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ حضورؐ کی کون سی بات عجیب نہ تھی۔ ہر بات ہی عجیب تھی۔ ایک دن رات کو تشریف لائے اور میرے پاس لیٹ گئے۔ پھر فرمانے لگے کہ چھوڑ میں تو اپنے رب کی عبادت کروں۔ یہ فرما کر نماز کیلئے کھڑے ہو گئے اور رونا شروع کیا یہاں تک کہ آنسو سینہ مبارک تک بہنے لگے۔ پھر رکوع فرمایا اس میں بھی اسی طرح روتے رہے۔ پھر سجدہ کیا اس میں بھی اسی طرح روتے رہے۔ پھر سجدہ سے اٹھے اس میں بھی اسی طرح روتے رہے۔ یہاں تک کہ حضرت بلالؓ نے آکر صبح کی نماز کیلئے آواز دی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ اتنے روتے ہیں حالانکہ آپ معصوم ہیں اگلے پچھلے سب گناہوں کی (اگر بالفرض ہوں بھی تو) مغفرت کا وعدہ حق تعالیٰ نے فرما رکھا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ پھر میں شکر گزار نہ بنوں۔ اس کے بعد فرمایا کہ میں ایسا کیوں نہ کروں حالانکہ آج مجھ پر یہ آیتیں نازل ہوئیں اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (آخر رکوع تک)۔ متعدد روایات میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اس قدر لمبی نماز پڑھتے تھے کہ کھڑے کھڑے پاؤں پر ورم آ گیا تھا۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ اتنی مشقت اٹھاتے ہیں حالانکہ آپ بخشے بخشائے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ پھر میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

حضورؐ کا ایک رکعت میں کئی پارے پڑھنا (۸) حضرت عوفؓ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضورؐ کے ساتھ تھا۔ حضورؐ نے مسواک فرمائی اور وضو فرمایا اور نماز کی نیت باندھ لی۔ میں بھی حضورؐ کے ساتھ نیت باندھ کر کھڑا ہو گیا۔ حضورؐ نے سورۂ بقرہ ایک رکعت میں پڑھی اور جو آیت رحمت

کی آتی تو اس جگہ دیر تک رحمت کی دعا مانگتے رہتے اور جو آیت عذاب کی آتی اس جگہ دیر تک عذاب سے پناہ مانگتے رہتے۔ سورۃ ختم پر رکوع کیا اور اتنا ہی لمبا رکوع، جتنی دیر میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی تھی اور رکوع میں سُبْحَانَ ذِی الْجَبَرُوْتِ وَالْمَلَکُوْتِ وَالْعَظَمَۃِ پڑھتے جاتے تھے۔ پھر اتنا ہی لمبا سجدہ کیا۔ پھر دوسری رکعت میں اسی طرح سورۂ آل عمران پڑھی اور اسی طرح ایک ایک رکعت میں ایک ایک سورۃ پڑھتے رہے۔ اس طرح چار رکعتوں میں سوا چھ پارے ہوتے ہیں۔ یہ کتنی لمبی نماز ہوئی ہوگی جس میں ہر آیۂ رحمت اور آیت عذاب پر دیر تک دعا کا مانگنا اور پھر اتنا ہی لمبا رکوع اور سجدہ تھا۔ حضرت حذیفہؓ بھی اپنا ایک قصہ حضورؐ کے ساتھ نماز پڑھنے کا اسی طرح نقل کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ چار رکعتوں میں چار سورتیں سورۂ بقرہ سے لے کر سورۂ مائدہ کے ختم تک پڑھیں۔

فائدہ: ان چار سورتوں کے سوا چھ پارے ہوتے ہیں جو حضورؐ نے چار رکعتوں میں پڑھے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت شریفہ تجوید و ترتیل کے ساتھ پڑھنے کی تھی جیسا کہ اکثر احادیث میں ہے۔ اس کے ساتھ ہی ہر آیت رحمت اور آیت عذاب پر ٹھہرنا اور دعا مانگنا، پھر اتنا ہی لمبا رکوع سجدہ، اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اس طرح چار رکعت میں کس قدر وقت خرچ ہوا ہوگا۔ بعض مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت میں سورۂ بقرہ، آل عمران، مائدہ تین سورتیں پڑھیں جو تقریباً پانچ پارے ہوتے ہیں۔ یہ جب ہی ہو سکتا ہے جب نماز میں چین اور آنکھوں کی ٹھنڈک نصیب ہو جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ کذا فی منتخب الکنز

حضرت ابوبکر صدیقؓ و حضرت ابن زبیرؓ و حضرت علیؓ وغیرہ کی نمازوں کی حالت

حضرت مجاہدؒ حضرت ابوبکر صدیقؓ و حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا حال نقل کرتے ہیں کہ جب وہ نماز میں کھڑے ہوتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک لکڑی گڑی ہوئی ہے۔ یعنی بالکل حرکت نہیں ہوتی تھی۔ علماء نے لکھا ہے کہ حضرت ابن زبیرؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے نماز سیکھی اور

---

[۱] تاریخ الخلفاء

نماز سنت حضرت ابن زبیرؓ نے حضور کی نماز پڑھتے تھے۔ اسی طرح ابوبکر صدیقؓ پڑھتے تھے۔ ایسی ہی نماز عبداللہ بن زبیرؓ پڑھتے۔ ثابتؒ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن زبیرؓ کی نماز ایسی ہوتی تھی کہ گویا لکڑی گڑی ہوئی ہے۔ ایک شخص کہتے ہیں کہ ابن زبیرؓ جب سجدہ کرتے تو اس قدر لمبا اور بے حرکت ہوتا تھا کہ چڑیاں آ کر کمر پر بیٹھ جاتیں۔ بعض مرتبہ اتنا لمبا رکوع کرتے کہ تمام رات صبح تک رکوع ہی میں رہتے۔ بعض اوقات سجدہ اتنا ہی لمبا ہوتا کہ پوری رات گذر جاتی۔ جب حضرت ابن زبیرؓ پر حجاج سے لڑائی ہو رہی تھی تو ایک گولہ مسجد کی دیوار پر لگا، جس سے دیوار کا ایک ٹکڑا اڑا اور حضرت ابن زبیرؓ کے حلق اور داڑھی کے درمیان کو گذرا، مگر انہوں نے نہ نماز مختصر کی نہ رکوع سجدہ مختصر کیا۔ ایک مرتبہ نماز پڑھ رہے تھے بیٹا جس کا نام ہاشم تھا پاس سو رہا تھا چھت میں سے ایک سانپ گرا اور بچہ سے لپٹ گیا، وہ چلایا گھر والے سب دوڑے ہوئے آئے شور مچ گیا۔ اس سانپ کو مارا۔ ابن زبیرؓ اسی اطمینان سے نماز پڑھتے رہے۔ سلام پھیر کر فرمانے لگے کچھ شور کی سی آواز آئی تھی کیا تھا؟ بیوی نے کہا اللہ تم پر رحم کرے۔ بچہ کی تو جان ہی گئی تھی تمہیں پتہ ہی نہ چلا۔ فرمانے لگے تیرا ناس ہو اگر نماز میں دوسری طرف توجہ کرتا تو نماز کہاں باقی رہتی۔ حضرت عمرؓ کے اخیر زمانہ میں جب ان کے خنجر مارا گیا جس کی وجہ سے انتقال ہوا تو ہر وقت خون بہتا رہتا تھا اور اکثر اوقات غفلت رہتی تھی لیکن اس حالت میں بھی جب نماز کے لیے متنبہ کیے جاتے تو اسی حالت میں نماز ادا کرتے اور فرماتے کہ اسلام میں اس کا کوئی حصہ نہیں جو نماز نہ پڑھے۔ حضرت عثمانؓ تمام رات جاگتے اور ایک رکعت میں پورا قرآن شریف ختم کر لیتے۔ حضرت علیؓ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ جب نماز کا وقت آجاتا تو بدن میں کپکپی آ جاتی اور چہرہ زرد ہو جاتا۔ کسی نے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے۔ فرمایا کہ اس امانت کا وقت ہے جس کو اللہ جل شانہ نے آسمانوں زمینوں اور پہاڑوں پر اتارا تو وہ اس کے تحمل سے عاجز ہو گئے اور میں نے اس کا تحمل کیا ہے۔ خلف بن ایوبؒ سے کسی نے پوچھا کہ تمہیں نماز میں مکھیاں دق نہیں کرتیں۔ فرمایا کہ فاسق لوگ حکومت کے کوڑے کھاتے ہیں اور حرکت

[illegible]

نہیں کرتے اور اس پر فخر کرتے ہیں اور اپنے صبر و تحمل پر اکڑتے ہیں، اتنے کوڑے مارے ہیں بالکل نہیں، میں اپنے رب کے سامنے کھڑا ہوں اور ایک مکھی کی وجہ سے حرکت کر جاؤں۔ مسلم بن یسار رحؒ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے گھر والوں سے کہتے کہ تم باتیں کرتے رہو، مجھے تمہاری بات کا پتہ بھی نہیں چلے گا۔ ایک مرتبہ بصرہ کی جامع مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے کہ مسجد کا ایک حصہ گرا۔ لوگ اس کی وجہ سے دوڑے شور و شغب ہوا، مگر ان کو پتہ بھی نہ چلا۔ حاتم اصم رحؒ سے کسی نے ان کی نماز کی کیفیت پوچھی تو کہنے لگے کہ جب نماز کا وقت آتا ہے تو وضو کے بعد اس جگہ پہنچ کر جہاں نماز پڑھوں، تھوڑی دیر بیٹھتا ہوں کہ بدن کے تمام حصوں میں سکون پیدا ہو جائے، پھر نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہوں، اس طرح کہ بیت اللہ شریف کو اپنی نگاہ کے سامنے سمجھتا ہوں، اور پل صراط کو پاؤں کے نیچے، جنت کو دائیں اور جہنم کو بائیں طرف اور موت کے فرشتہ کو اپنے پیچھے کھڑا ہوا خیال کرتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ یہ میری آخری نماز ہے، اس کے بعد پورے خشوع و خضوع سے نماز پڑھتا ہوں اور اس کے بعد امید اور ڈر کے درمیان رہتا ہوں کہ نہ معلوم قبول ہوئی یا نہیں۔

ایک مہاجر اور ایک انصاری کی چوکیداری اور مہاجر کا نماز میں تیر کھانا (۵) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ شب کو ایک جگہ قیام فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ آج شب کو حفاظت اور چوکیداری کون کرے گا، ایک مہاجری اور ایک انصاری حضرت عمار بن یاسرؓ اور حضرت عباد بن بشرؓ نے عرض کیا کہ ہم دونوں کریں گے۔ حضورؐ نے ایک پہاڑی جہاں سے دشمن کے آنے کا رستہ ہو سکتا تھا بتا دی کہ اس پر دونوں قیام کرو۔ دونوں حضرات وہاں تشریف لے گئے، وہاں جا کر انصاری نے مہاجری سے کہا کہ رات کو دو حصوں پر تقسیم کر کے ایک حصہ میں آپ سو رہیں میں جاگتا رہوں اور دوسرے حصہ میں آپ جاگیں میں سوتا رہوں کہ دونوں کے تمام رات جاگنے میں یہ بھی احتمال ہے کہ کسی وقت نیند کا غلبہ ہو جاوے اور دونوں کی آنکھ لگ جاوے۔ اگر کوئی خطرہ جاگتے

سے جیب

وہ محسوس ہو تو اپنے ساتھی کو جگا لے۔ رات کا پہلا آدھا حصہ انصاری کے جاگنے کا قرار پایا اور مہاجری سو گئے۔ انصاری نے نماز کی نیت باندھ لی۔ دشمن کی جانب سے ایک شخص آیا اور دور سے کھڑے ہوئے شخص کو دیکھ کر تیر مارا اور جب کوئی حرکت نہ ہوئی تو دوسرا اور پھر اسی طرح تیسرا تیر مارا اور ہر تیر ان کے بدن میں گھستا رہا اور یہ ہاتھ سے اس کو بدن سے نکال کر پھینکتے رہے۔ اس کے بعد اطمینان سے رکوع کیا، سجدہ کیا، نماز پوری کر کے اپنے ساتھی کو جگایا۔ وہ تو ایک کی جگہ دو کو دیکھ کر بھاگ گیا کہ نہ معلوم کتنے ہوں، مگر ساتھی نے جب اٹھ کر دیکھا تو انصاری کے بدن سے تین جگہ سے خون ہی خون بہہ رہا تھا۔ مہاجری نے فرمایا سبحان اللہ تم نے مجھے شروع ہی میں نہ جگا لیا۔ انصاری نے فرمایا کہ میں نے سورۂ کہف شروع کر رکھی تھی، میرا دل نہ چاہا کہ اسے ختم کرنے سے پہلے رکوع کروں، اب بھی مجھے اندیشہ ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ میں بار بار تیر لگنے سے مر جاؤں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حفاظت کی خدمت سپرد کر رکھی ہے وہ فوت ہو جائے، اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا تو میں مر جاتا مگر سورۃ ختم کرنے سے پہلے رکوع نہ کرتا[1]

ف: یہ تھی ان حضرات کی نماز اور اس کا شوق کہ تیر پر تیر کھائے جاتے ہیں اور خون ہی خون ہو رہا ہے مگر نماز کے لطف میں فرق نہیں آتا۔ ایک ہماری نماز ہے کہ اگر مچھر بھی کاٹ لے تو نماز کا خیال ہی جاتا رہے، بھڑ کاٹ لے تو پوچھنا ہی کیا۔ یہاں ایک فقہی مسئلہ بھی اختلافی ہے کہ خون نکلنے سے ہمارے امام اعظمؒ کے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہے، امام شافعیؒ کے نزدیک نہیں ٹوٹتا۔ ممکن ہے کہ ان صحابی کا یہی مذہب ہو یا اس وقت اس مسئلہ کی تحقیق نہ ہوئی ہو کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ابھی تحقیق نہ کی تھی یا اس وقت تک یہ حکم ہوا ہی نہ ہو۔

(۶) حضرت ابو طلحہ رضہ کا نماز میں خیال آجانے سے باغ وقف کر دینا

ابو طلحہؓ ایک مرتبہ اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے، ایک پرندہ اڑا اور چونکہ باغ گنجان تھا اس لئے جلدی سے نکل نہ سکا، ادھر ادھر اڑتا رہا اور باہر نکلنے کا راستہ

---

[1] ابوداؤد

ڈھونڈتا رہا۔ ان کی نگاہ اس پر پڑی اور اس منظر کی وجہ سے ادھر خیال لگ گیا اور نگاہ اس پرندے کے ساتھ پھرتی رہی۔ دفعۃً نماز کا خیال آیا تو سہو ہو گیا کہ کون سی رکعت ہے۔ نہایت قلق ہوا کہ اس باغ کی وجہ سے یہ مصیبت پیش آئی کہ نماز میں گڑبڑ ہوئی۔ فوراً حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پورا قصہ عرض کر کے درخواست کی کہ اس باغ کی وجہ سے یہ مصیبت پیش آئی اس لئے میں اس کو اللہ کے راستہ میں دیتا ہوں۔ آپ جہاں دل چاہے اس کو صرف فرما دیجئے۔ اسی طرح ایک اور قصہ حضرت عثمانؓ کے زمانۂ خلافت میں پیش آیا کہ ایک انصاری اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ کھجوریں پکنے کا زمانہ شباب پر تھا اور خوشے کھجوروں کے بوجھ اور کثرت سے جھکے پڑے تھے۔ نگاہ خوشوں پر پڑی اور کھجوروں سے بھرے ہونے کی وجہ سے بہت ہی اچھے معلوم ہوئے۔ خیال ادھر لگ گیا جس کی وجہ سے یہ بھی یاد نہ رہا کہ کتنی رکعتیں ہوئیں۔ اس کے رنج اور صدمہ کا یہ غلبہ ہوا کہ اس کی وجہ سے یہ ٹھان لی کہ اس باغ ہی کو اب نہیں رکھنا جس کی وجہ سے یہ مصیبت پیش آئی۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آکر عرض کیا کہ یہ اللہ کے راستہ میں خرچ کرنا چاہتا ہوں، اس کو جو چاہے کیجئے۔ انہوں نے اس باغ کو پچاس ہزار میں فروخت کر کے اس کی قیمت دینی کاموں میں خرچ فرما دی۔

ف: یہ ایمان کی غیرت ہے کہ نماز جیسی اہم چیز میں خیال آ جانے سے پچاس ہزار درہم کا باغ ایک دم صدقہ کر دیا۔ ہمارے شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قول جمیل میں صوفیہ کی نسبت کی قسمیں تحریر فرماتے ہوئے اس کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ یہ نسبت ہے اللہ کی اطاعت کو ماسوی پر مقدم رکھنا وہ اس پر غیرت کرنا کہ ان حضرات کو اس پر غیرت آئی کہ اللہ کی اطاعت میں کسی دوسری چیز کی طرف توجہ کیوں ہوئی؟

حضرت ابن عباسؓ کا نماز کی وجہ سے آنکھ نہ بنوانا

(۷) حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی آنکھ میں جب پانی اتر آیا تو آنکھ بنانے والے حاضرِ خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ اجازت ہو تو ہم آنکھ بنا دیں لیکن پانچ دن تک آپؓ کو احتیاط کرنا پڑے گی کہ سجدہ بجائے زمین کے

ہ موطا امام مالک

کچھ دن لکڑی پر سجدہ کرنا ہوگا۔ انہوں نے فرمایا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا، واللہ ایک رکعت بھی مجھے اس طرح پڑھنی منظور نہیں۔ حضورﷺ کا ارشاد مجھے معلوم ہے کہ جو شخص ایک نماز بھی جان بوجھ کر چھوڑ دے وہ حق تعالیٰ شانہٗ سے اس طرح ملے گا کہ حق سبحانہٗ اس پر ناراض ہوں گے۔

فائدہ: اگرچہ شرعاً نماز اس طرح سے مجبوری کی حالت میں پڑھنا جائز ہے اور ایسی صورت میں حضورﷺ کی وعید میں داخل نہیں ہوتی مگر حضرات صحابہؓ کو نماز کے ساتھ جو شغف تھا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر عمل کرنے کی جتنی اہمیت تھی اس کی وجہ سے حضرت ابن عباسؓ نے آنکھ بنوانے کو بھی پسند نہ فرمایا کہ ان حضرات کے نزدیک ایک نماز پر ساری دنیا قربان تھی۔ آج ہم بے حیائی سے جو چاہیں ان مرنے والوں کی نکتہ چینی اور شکایت کر لیں مگر جب کل کو سامنا ہوگا اور یہ میدان حشر کی سیر سے فارغ ہوں گے جب حقیقت معلوم ہوگی کہ کیا کیا تھا، اور ہم نے نماز کے ساتھ کس قسم کا برتاؤ کیا۔

۸۔ نماز کے وقت دکانیں بند کرنا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ ایک مرتبہ بازار میں تشریف لے گئے تھے کہ نماز کا وقت ہو گیا، دیکھا کہ فوراً سب کے سب اپنی اپنی دکانیں بند کر کے مسجد میں داخل ہو گئے۔ ابن عمرؓ فرمانے لگے کہ انہی لوگوں کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ الآیۃ (سورۂ نور رکوع ۵) ترجمہ پوری آیت کا یہ ہے کہ ان مسجدوں میں ایسے لوگ صبح و شام اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں جن کو اللہ کی یاد سے اور بالخصوص نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے نہ خرید و فروخت غفلت میں ڈالتی ہے نہ بیع، وہ ایسے دن کی پکڑ سے ڈرتے ہیں جس میں بہت سے دل اور بہت سی آنکھیں الٹ جائیں گی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ لوگ تجارت اور خرید و فروخت میں مشغول ہوتے تھے لیکن جب اذان کی آواز سنتے تو سب کاروبار چھوڑ کر مسجد میں چلے جاتے۔ ایک جگہ کہتے ہیں، خدا کی قسم یہ لوگ تاجر تھے مگر ان کی تجارت ان کو اللہ کے ذکر سے نہیں روکتی تھی۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ایک مرتبہ بازار

---

[1] درمنثور

[2] بیان القرآن

میں تشریف رکھتے تھے کہ اذان ہو گئی۔ انہوں نے دیکھا کہ لوگ اپنے اپنے سامان کو چھوڑ کر نماز کی طرف چل دیئے۔ ابن مسعودؓ نے فرمایا یہی لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ سے یاد فرمایا۔ ایک حدیث میں حضورؐ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن جب حق تعالیٰ شانہٗ تمام دنیا کو ایک جگہ جمع فرمائیں گے تو ارشاد ہو گا، کہاں ہیں وہ لوگ جو خوشی اور رنج دونوں حالتوں میں اللہ کی حمد کرنے والے تھے تو ایک مختصر جماعت اٹھے گی اور بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہو جائے گی۔ پھر ارشاد ہو گا کہاں ہیں وہ لوگ جو راتوں میں اپنی خوابگاہ سے دور رہتے اور اپنے رب کو خوف اور رغبت کے ساتھ یاد کرتے تھے تو ایک دوسری مختصر جماعت اٹھے گی اور وہ بھی جنت میں بغیر حساب کے داخل ہو جائے گی، پھر ارشاد ہو گا کہاں ہیں وہ لوگ جن کو تجارت یا بیچنا اللہ کے ذکر سے نہیں روکتا تھا تو ایک تیسری مختصر سی جماعت کھڑی ہو گی، اور جنت میں بغیر حساب داخل ہو گی، اس کے بعد بقیہ لوگوں کا حساب شروع ہو جائے گا[۱]

(۷) حضرت خبیبؓ کا قتل کے وقت نماز پڑھنا اور زیدؓ و عاصمؓ کا قتل

احد کی لڑائی میں جو کفار مارے گئے تھے ان کے عزیزوں میں انتقام کا جوش زور پر تھا۔ سلافہ نے جس کے دو بیٹے اس لڑائی میں مارے گئے تھے، منت مانی تھی کہ اگر عاصمؓ کا جنہوں نے اس کے بیٹوں کو قتل کیا تھا، سر ہاتھ آجائے تو اس کی کھوپڑی میں شراب پیئے گی۔ اس لیے اس نے اعلان کیا تھا کہ جو عاصمؓ کا سر لائے گا اس کو سو اونٹ انعام دوں گی۔ سفیان بن خالد کو اس لالچ نے آمادہ کیا کہ وہ ان کا سر لانے کی کوشش کرے۔ چنانچہ اس نے عضل و قارہ کے چند آدمیوں کو مدینہ منورہ بھیجا، ان لوگوں نے خود کو مسلمان ظاہر کیا اور حضورؐ سے تعلیم و تبلیغ کے لیے اپنے ساتھ چند حضرات کو بھیجنے کی درخواست کی اور حضرت عاصمؓ کو بھی ساتھ لے جانا چاہا کہ ان کا وعظ پسند ہے۔ چنانچہ حضورؐ نے دس آدمیوں کو اور بعض روایات میں چھ آدمیوں کو ان کے ساتھ کر دیا جن میں حضرت عاصمؓ بھی تھے، راستہ میں جا کر ان لوگوں نے بد عہدی کی اور دشمنوں کو مقابلہ کے لیے بلا لیا جو دو سو آدمی تھے

---

[۱] درمنثور

اور ان میں سے سو آدمی بہت مشہور تیر انداز تھے اور بعض روایات میں ہے کہ حضورؐ نے ان حضرات کو مکہ والوں کی خبر لانے کے لئے بھیجا تھا۔ راستہ میں بنو لحیان کے دو سو آدمیوں سے مقابلہ ہوا۔ یہ مختصر جماعت دس آدمیوں کی یا چھ آدمیوں کی، یہ حالت دیکھ کر ایک پہاڑی پر جس کا نام فدفد تھا چڑھ گئی۔ کفار نے کہا ہم تمہارے خون سے اپنی زمین رنگنا نہیں چاہتے ہم صرف اہل مکہ سے تمہارے بدلہ میں کچھ مال لینا چاہتے ہیں، تم ہمارے ساتھ آجاؤ، ہم تم کو قتل نہ کریں گے۔ مگر انہوں نے کہا کہ ہم کافر کے عہد میں آنا نہیں چاہتے اور ترکش سے تیر نکال کر مقابلہ کیا۔ جب تیر ختم ہو گئے تو نیزوں سے مقابلہ کیا۔ حضرت عاصمؓ نے ساتھیوں سے جوش میں کہا کہ تم سے دھوکہ کیا گیا، مگر گھبرانے کی بات نہیں۔ شہادت کو غنیمت سمجھو تمہارا محبوب تمہارے ساتھ ہے اور جنت کی حوریں تمہاری منتظر ہیں۔ یہ کہہ کر جوش سے مقابلہ کیا اور جب نیزہ بھی ٹوٹ گیا تو تلوار سے مقابلہ کیا۔ دشمنوں کا مجمع کثیر تھا۔ آخر شہید ہو گئے اور یہ دعا کی کہ یا اللہ اپنے رسولؐ کو ہمارے قصہ کی خبر کر دے۔ چنانچہ یہ دعا قبول ہوئی اور اسی وقت اس واقعہ کی خبر حضورؐ کو ہو گئی اور چونکہ عاصمؓ یہ بھی سن چکے تھے کہ سلافہ نے ان کے سر کی کھوپڑی میں شراب پینے کی منت مانی ہے۔ اس لئے مرتے وقت دعا کی کہ یا اللہ میرا سر تیرے راستہ میں کاٹا جا رہا ہے تو ہی اس کا محافظ ہے، وہ دعا بھی قبول ہوئی اور شہادت کے بعد جب کافروں نے سر کاٹنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیوں کا ایک غول یا بھڑوں کا ایک غول بھیجا، جنہوں نے ان کے بدن کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ کافروں نے خیال کیا کہ رات کے وقت جب یہ اڑ جائیں گی تو سر کاٹ لیں گے۔ مگر رات کو ایک بارش کی رو آئی اور ان کی نعش کو بہا کر لے گئی۔ اسی طرح سات یا آٹھ آدمی شہید ہو گئے۔ صرف تین باقی رہ گئے۔ حضرت خبیبؓ، زید بن دثنہؓ، عبداللہؓ بن طارقؓ۔ ان تینوں حضرات سے پھر انہوں نے عہد و پیمان کیا کہ نیچے آجاؤ، ہم تم سے بد عہدی نہ کریں گے۔ یہ تینوں حضرات نیچے اتر آئے۔ نیچے اترنے پر کفار نے ان کی کمانوں کی تانت سے ان کی مشکیں باندھیں۔ حضرت عبداللہ بن طارقؓ نے فرمایا کہ یہ پہلی بد عہدی ہے، میں تمہارے ساتھ ہرگز نہ جاؤں گا ان شہید ہونے والوں کا اقتدا ہی

مجھے پسند ہے۔ انہوں نے زبردستی ان کو کھینچنا چاہا مگر یہ نہ ٹلے تو ان لوگوں نے ان کو بھی شہید کر دیا۔ صرف دو حضرات زیدؓ بن دثنہؓ اور خبیبؓ ان کے ساتھ رہ گئے جنکو لے جا کر ان لوگوں نے مکہ والوں کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ حضرت زید بن دثنہؓ جن کو صفوان بن امیہ نے پچاس اونٹ کے بدلہ میں خریدا تھا کہ اپنے باپ امیہ کے بدلہ میں قتل کرے۔ دوسرے حضرت خبیبؓ جن کو حجیر بن ابی اہاب نے سو اونٹ کے بدلہ میں خریدا تاکہ اپنے باپ کے بدلہ میں انکو قتل کرے۔ بخاری شریف کی روایت ہے کہ حارث بن عامر کی اولاد نے خریدا کہ انہوں نے بدر میں حارث کو قتل کیا تھا۔ صفوان نے تو اپنے قیدی حضرت زیدؓ کو فوراً ہی حرم سے باہر اپنے غلام کے ہاتھ بھیج دیا کہ قتل کر دیئے جائیں اُنکا تماشا دیکھنے کے واسطے اور بھی بہت سے لوگ جمع ہوئے جن میں ابوسفیان بھی تھے۔ اس نے حضرت زیدؓ سے شہادت کے وقت پوچھا کہ اے زید تجھ کو خدا کی قسم سچ کہنا کیا تجھ کو یہ پسند ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی گردن تیرے بدلہ میں ماری جاوے اور تجھ کو چھوڑ دیا جائے کہ اپنے اہل وعیال میں خوش وخرم رہے۔ حضرت زیدؓ نے فرمایا کہ خدا کی قسم مجھے یہ بھی گوارا نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جہاں ہیں وہیں انکے ایک کانٹا بھی چبھے اور ہم اپنے گھر آرام سے رہیں۔ یہ جواب سن کر قریش حیران رہ گئے۔ ابوسفیان نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کو جتنی ان سے محبت دیکھی اس کی نظیر کہیں نہیں دیکھی۔ اس کے بعد حضرت زیدؓ شہید کر دیئے گئے۔ حضرت خبیبؓ ایک مدت تک قید میں رہے۔ حجیر کی باندی جو بعد میں مسلمان ہو گئیں کہتی ہیں کہ جب خبیبؓ ہمارے لوگوں کی قید میں تھے تو ہم نے دیکھا کہ خبیبؓ ایک دن انگور کا بہت بڑا خوشہ آدمی کے سر کے برابر ہاتھ میں لیے ہوئے انگور کھا رہے ہیں اور مکہ میں اسوقت بالکل انگور نہیں تھا۔ وہ یہ بھی کہتی ہیں کہ جب انکے قتل کا وقت قریب آیا تو انہوں نے صفائی کے لیے استرا مانگا وہ دے دیا گیا۔ اتفاق سے ایک کمسن بچہ اسوقت خبیبؓ کے پاس چلا گیا۔ ان لوگوں نے دیکھا کہ استرا ان کے ہاتھ میں ہے اور بچہ ان کے پاس۔ یہ دیکھ کر گھبرا گئے۔ خبیبؓ نے فرمایا کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں بچہ کو قتل کر دونگا ایسا نہیں کر سکتا۔ اس کے بعد ان کو حرم سے باہر لایا گیا اور سولی پر

کہ مرنے سے وقت آخری خواہش کے طور پر پوچھا گیا کہ کوئی تمنا ہو تو بتاؤ۔ انہوں نے فرمایا کہ مجھے تھوڑی سی مہلت دی جائے کہ دو رکعت نماز پڑھ لوں کہ دنیا سے جانے کا وقت ہے اور اللہ جل شانہٗ کی ملاقات قریب ہے۔ چنانچہ مہلت دی گئی۔ انہوں نے دو رکعتیں نہایت اطمینان سے پڑھیں اور یہ فرمایا کہ اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ تم لوگ یہ سمجھو گے کہ موت کے ڈر سے دیر کر رہا ہوں تو دو رکعت اور پڑھتا۔ اس کے بعد سولی پر لٹکا دیئے گئے۔ اس وقت انہوں نے دعا کی کہ کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم تک میرا آخری سلام پہنچا دے۔ چنانچہ حضورؐ کو بذریعہ وحی اسی وقت سلام پہنچایا گیا۔ حضورؐ نے وعلیکم السلام یا خبیب فرمایا اور ساتھیوں کو اطلاع فرمائی کہ خبیبؓ کو قریش نے قتل کر دیا۔ حضرت خبیبؓ جب سولی پر چڑھا دیئے گئے تو چالیس کافروں نے نیزوں سے چاروں طرف سے ان کا بدن چھلنی کر دیا۔ اس وقت کسی نے قسم دے کر یہ بھی پوچھا کہ تم یہ پسند کرتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیں اور تمہیں چھوڑ دیں۔ انہوں نے فرمایا اللہ کی قسم مجھے یہ بھی پسند نہیں کہ میری جان کے فدیہ میں ایک کانٹا بھی حضورؐ کے چبھے۔[1]

ف: یوں تو ان قصوں کا ہر لفظ عبرت ہے لیکن اس قصے میں دو چیزیں خاص طور سے قابل غور اور قابل عبرت ہیں۔ ان حضرات کی نماز اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت، کہ اپنی جان جا رہی ہے اور اس کے بدلہ میں اتنا کہنا بھی گوارا نہیں کہ حضورؐ کو کانٹے کی بھی تکلیف پہنچ جائے۔ اس لئے کہ حضرت خبیبؓ سے صرف یہ پوچھا تھا کہ یہ بات پسند ہے؟ وہ صرف زبان سے کہنا ہی تھا اور نہ بعد میں حضورؐ کو پہنچانے پر ان کو کوئی قدرت تھی بلکہ وہ لوگ خود ہی ہر وقت تکلیف پہنچانے کی کوشش میں رہتے تھے۔ [illegible] دوسری چیز نماز کی محبت ہے کہ ایسے وقت میں [illegible] ہو [illegible] [illegible] حضورؐ [illegible] آخری ملاقات [illegible]

---

[1] فتح الباری

رکعت نماز کی۔

حضورؐ کی جنت میں معیت کے لیے نماز کی مدد

(۱۰) حضرت ربیعہؓ کہتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رات گذارتا تھا اور تہجد کے وقت وضو کا پانی اور دوسری ضروریات مثلاً مسواک مصلّٰی وغیرہ رکھتا تھا۔ ایک مرتبہ حضورؐ نے میری خدمات سے خوش ہو کر فرمایا، مانگ کیا مانگتا ہے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ جنت میں آپؐ کی رفاقت۔ آپؐ نے فرمایا اور کچھ کہا بس یہی چیز مطلوب ہے آپؐ نے فرمایا میری مدد کیجیو سجدوں کی کثرت سے۔[1]

فائدہ: اس میں تنبیہ ہے اس امر پر کہ صرف دعا پر بھروسہ کر کے نہ بیٹھنا چاہیے بلکہ کچھ طلب اور عمل کی بھی ضرورت ہے اور اعمال میں سب سے بڑھ کر نماز ہے کہ جتنی اس کی کثرت ہوگی اتنے ہی سجدے زیادہ ہوں گے، جو لوگ اس سہارے پر بیٹھے رہتے ہیں کہ فلاں پیر فلاں بزرگ سے دعا کرائیں گے سخت غلطی پر ہیں۔ حق تعالیٰ شانہٗ نے اس دنیا کو اسباب کے ساتھ چھپایا ہے اگرچہ بے اسباب ہر چیز پر قدرت ہے، اور قدرت کے اظہار کے واسطے کبھی ایسا بھی کر دیتے ہیں لیکن عام عادت یہی ہے کہ دنیا کے کاروبار اسباب سے کر رکھے ہیں۔ یہ حیرت ہے کہ ہم لوگ دنیا کے کاموں میں تو تدبیر پر اور صرف دعا پر بھروسہ کر کے کبھی نہیں بیٹھتے ہر طرح کی کوشش کرتے ہیں مگر دین کے کاموں میں تو تدبیر اور دعا ہی پر آ جاتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اللہ والوں کی دعا نہایت اہم ہے کہ حضورؐ نے بھی یہ ارشاد فرمایا کہ سجدوں کی کثرت سے میری دعا کی مدد کرنا۔

---

[1] ابوداؤد

چھٹا باب

ایثار و ہمدردی اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنا

ایثار یعنی اپنی ضرورت کے وقت دوسرے کو ترجیح دینا۔ اول تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت ایسی ہی ہے جس کی برابری تو درکنار اس کا کچھ حصہ بھی کسی خوش قسمت کو نصیب ہو جائے تو بڑی دولت ہے لیکن بعض حضرات ان میں سے ایسے ممتاز ہیں کہ انہیں کا حصہ تھیں۔ اسی ایثار کی وجہ سے حق تعالیٰ شانہ نے کلام اللہ شریف میں ان کی تعریف فرمائی، ویؤثرون علی انفسہم ولو کان بہم خصاصۃ میں اس صفت کا ذکر فرمایا کہ وہ لوگ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں گو ان پر فاقہ ہی ہو۔

حضور کے مہمان کی خاطر چراغ بجھا دینا (۱) ایک صحابی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بھوک اور پریشانی کی حالت کی شکایت کی، حضور نے بیبیوں کے گھروں میں آدمی بھیجا کہیں کچھ نہ ملا تو حضور نے صحابہ سے فرمایا کہ کوئی شخص ہے جو ان کی ایک رات کی مہمانی قبول کرے، ایک انصاری صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ میں مہمانی کروں گا۔ وہ ان کو گھر لے گئے اور بیوی سے فرمایا کہ یہ حضور کے مہمان ہیں جو اکرام ہو سکے اس میں دریغ نہ کرنا اور کوئی چیز چھپا کر نہ رکھنا۔ بیوی نے کہا خدا کی قسم بچوں کے لیے کچھ تھوڑا سا رکھا ہوا ہے اس کے سوا گھر میں کچھ نہیں۔ صحابی نے فرمایا کہ بچوں کو بہلا کر سلا دیجیو اور جب وہ سو جائیں تو کھانا لے کر مہمان کے ساتھ بیٹھ جائیں گے اور تو چراغ درست کرنے کے بہانے سے اٹھ کر اس کو بجھا دینا۔ چنانچہ بیوی نے ایسا ہی کیا اور دونوں میاں بیوی اور بچوں نے فاقہ سے رات گزاری جس پر یہ آیت یُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِھِمْ نازل ہوئی

ترجمہ: اور ترجیح دیتے ہیں اپنی جانوں پر اگرچہ ان پر فاقہ ہی ہو۔

ف: اس قسم کے متعدد واقعات ہیں جو صحابہ کے یہاں پیش آئے۔

(۲) ایک دوسرا واقعہ اسی قسم کا ہے:

روزہ دار کے لیے چراغ بجھا دینا (۲) ایک صحابی روزہ پر روزہ رکھتے تھے افطار کے لیے کوئی چیز کھانے کی میسر نہ آتی تھی۔ ایک انصاری صحابی حضرت ثابت رضؓ نے تاڑ لیا، بیوی سے کہا کہ میں رات کو ایک مہمان لاؤں گا، جب کھانا شروع کریں تو تم چراغ درست کرنے کے بہانے سے بجھا دینا اور اتنے مہمان کا پیٹ نہ بھر جائے خود نہ کھانا، چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا، ساتھ میں سب شریک رہے جیسے کہ کھا رہے ہوں، صبح کو حضرت ثابت رضؓ جب حضورؐ کی مجلس میں حاضر ہوئے تو حضور نے فرمایا کہ رات کا تمہارا مہمان کے ساتھ برتاؤ حق تعالیٰ شانہ کو بہت ہی پسند آیا۔[۱]

ایک صحابی کا زکوٰۃ میں اونٹ دینا (۳) حضرت ابی بن کعب رضؓ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ کا مال وصول کرنے کے لیے بھیجا، میں ایک صاحب کے پاس گیا اور ان سے ان کے مال کی تفصیل معلوم کی تو ان پر ایک اونٹ کا بچہ ایک سالہ واجب تھا، میں نے ان سے اس کا مطالبہ کیا۔ وہ فرمانے لگے کہ ایک سال کا بچہ نہ دودھ کے کام کا نہ سواری کے کام کا۔ انھوں نے ایک نہایت عمدہ جوان اونٹنی سامنے کی کہ یہ لے جاؤ، میں نے کہا کہ میں واپس تو نہیں لے سکتا کہ مجھے عمدہ مال لینے کا حکم نہیں، البتہ اگر تم یہی دینا چاہتے ہو تو حضورؐ سفر میں ہیں اور آج پڑاؤ فلاں جگہ تمہارے قریب ہی ہے حضورؐ کی خدمت میں جا کر پیش کر دو، اگر حضور نے قبول فرما لیا تو مجھے انکار نہیں، ورنہ میں معذور ہوں، وہ اس اونٹنی کو لے کر میرے ساتھ ہو لیے، اور حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ میرے پاس آپ کے قاصد زکوٰۃ کا مال لینے آئے تھے، اور خدا کی قسم مجھے آج تک یہ سعادت نصیب نہیں ہوئی کہ رسول اللہ یا رسول اللہ کے قاصد نے میرے مال میں کبھی تصرف فرمایا ہو، اس لیے میں نے اپنا سارا مال سامنے کر دیا، انھوں نے فرمایا کہ تمہارے ذمہ ایک سالہ اونٹ کا بچہ زکوٰۃ کا واجب ہے، حضورؐ ایک سال کے بچے سے نہ تو دودھ کا ہی نفع ہے نہ سواری کا، اس لیے میں نے یہ عمدہ جوان اونٹنی پیش کی تھی جس کو انھوں نے قبول نہیں فرمایا، یہ لیجیے میں خود لے کر حاضر ہوا ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ تمہارے ذمہ تو واجب

---

[۱] در منثور

تو وہی ہے جو انہوں نے بتایا، مگر تم اپنی طرف سے اس سے زیادہ اور عمدہ مال دو، تو قبول ہے، اللہ تعالیٰ اس کا اجر مرحمت فرمائیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ یہ حاضر ہے۔ حضور ﷺ نے قبول فرما لیا اور برکت کی دعا فرمائی۔

فائدہ: یہ زکوٰۃ دینے والوں کا منظر ہے۔ آج بھی اسلام کے بہت سے دعوے دار ہیں، نماز کی محبت کا بھی دم بھرتے ہیں لیکن زکوٰۃ کے ادا کرنے میں زیادتی کا تو کیا ذکر صحیح مقدار کا ادا کرنا موت ہے، جو اونچے طبقے والے زیادہ مال والے کہلاتے ہیں، ان میں سے اکثر و بیشتر کا ذکر ہی نہیں، جو متوسط حیثیت کے لوگ ہیں اور نماز روزہ میں لگتے ہیں وہ بھی اس کی کوشش کرتے ہیں کہ جو خرچ اپنے عزیز رشتہ دار یا کسی اور مد میں مجبوری سے پیش آجاتا ہے اس میں زکوٰۃ ہی کی نیت کر لیں۔

حضرت عمرؓ کا حضرت ابوبکرؓ سے مقابلہ (۲) حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ نے صدقہ کرنے کا حکم فرمایا، اتفاق سے اس زمانہ میں میرے پاس کچھ مال موجود تھا، میں نے کہا کہ آج اتفاق سے میرے پاس مال موجود ہے اگر میں ابوبکرؓ سے کبھی بھی بڑھ سکتا ہوں تو آج بڑھ جاؤں گا۔ یہ سوچ کر میں خوشی خوشی گھر گیا اور جو کچھ بھی گھر میں رکھا تھا اس میں سے آدھا لے آیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا؟ میں نے عرض کیا کہ چھوڑ آیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا آخر کیا چھوڑا؟ میں نے عرض کیا کہ آدھا چھوڑ آیا۔ اور حضرت ابوبکرؓ نے جو کچھ رکھا تھا سب لے آئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ابوبکر گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا؟ انہوں نے عرض کیا، ان کے لئے اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ آیا ہوں۔ یعنی اللہ اور اس کے رسول پاک کے نام کی برکت، ان کی رضا اور خوشنودی کو چھوڑ آیا۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا میں حضرت ابوبکرؓ سے کبھی نہیں بڑھ سکتا۔

فائدہ: نیکیوں اور بھلائیوں میں اس کی کوشش کرنا کہ دوسرے سے بڑھ جائے محمود و مطلوب ہے، قرآن پاک میں بھی اس کی ترغیب آئی ہے۔ یہ قصہ غزوۂ تبوک کا ہے، اس وقت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چندہ کی خاص طور سے ترغیب فرمائی اور صحابہ کرامؓ نے اپنے حوصلہ کے موافق بلکہ ہمت و وسعت

سے زیادہ دعائیں فرمائیں جیسا کہ باب ۲ کے قصہ ۵ میں مختصر طور پر گذرا ہے۔

جزاہم اللہ عنا وعن سائر المسلمین احسن الجزاء

صحابہ کا دوسروں کی وجہ سے پیاسے مرنا ۸ حضرت ابوجہم بن حذیفہ کہتے ہیں کہ یرموک کی لڑائی میں میں اپنے چچا زاد بھائی کی تلاش میں نکلا کہ وہ لڑائی میں شریک تھے اور ایک مشکیزہ پانی کا میں نے اپنے ساتھ لیا کہ ممکن ہے وہ پیاسے ہوں تو پانی پلاؤں۔ اتفاق سے وہ ایک جگہ اس حالت میں پڑے ہوئے ملے کہ دم توڑ رہے تھے اور جان کنی شروع تھی۔ میں نے پوچھا پانی کا گھونٹ دوں، انہوں نے اشارہ سے ہاں کی، اتنے میں دوسرے صاحب نے جو قریب ہی پڑے تھے اور وہ بھی مرنے کے قریب تھے آہ کی۔ میرے چچا زاد بھائی نے آواز سنی تو مجھے ان کے پاس جانے کا اشارہ کیا۔ میں ان کے پاس پانی لے کر گیا، وہ ہشام بن ابی العاص تھے، ان کے پاس پہنچا ہی تھا کہ انکے قریب ایک تیسرے صاحب اسی حال میں پڑے دم توڑ رہے تھے، انہوں نے آہ کی۔ ہشام نے مجھے ان کے پاس جانے کا اشارہ کیا۔ میں انکے پاس پانی لے کر پہنچا تو ان کا دم نکل چکا تھا۔ ہشام کے پاس واپس آیا تو وہ بھی جاں بحق ہو چکے تھے۔ انکے پاس سے اپنے بھائی کے پاس واپس لوٹا تو اتنے میں وہ بھی ختم ہو چکے تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

فائدہ: اس نوع کے متعدد واقعات کتب حدیث میں ذکر کیے گئے ہیں۔ کیا انتہا ہے اس ایثار کی کہ اپنا بھائی آخری دم توڑ رہا ہو اور پیاسا ہو، ایسی حالت میں کسی دوسرے کی طرف توجہ کرنا بھی مشکل ہوتا ہے چہ جائیکہ اس کو پیاسا چھوڑ کر دوسرے کو پانی پلانے چلا جائے اور ان شہیدوں کی روحوں کو اللہ جل شانہ اپنے لطف و فضل سے نوازیں کہ مرنے کے وقت بھی جب ہوش و حواس سب ہی جواب دے دیتے ہیں یہ لوگ ہمدردی میں جان دیتے ہیں۔

حضرت حمزہ کا کفن ۹ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ غزوۂ احد میں شہید ہوئے اور بے درد کافروں نے ان کے ناک کان وغیرہ بھی کاٹ دیے، سینہ چیر کر دل

---

۵ درمنثور

پاؤں کی طرف کیا جاتا تو سر کھل جاتا، حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ سر کو کپڑے سے ڈھانپ دو اور پاؤں پر پتے وغیرہ ڈال دو۔ ابن سعدؒ کی روایت میں ہے کہ حضرت صفیہؓ جب دو کپڑے لے کر حضرت حمزہؓ کی نعش پر پہنچیں تو ان کے قریب ہی ایک انصاری اسی حال میں پڑے ہوئے تھے تو ایک ایک کپڑے میں دونوں کو کفن دیا گیا حضرت حمزہؓ کا کپڑا بڑا تھا۔ یہ روایت مختصر ہے اور خمیس کی روایت مفصل ہے۔

فائدہ: یہ دو جہان کے بادشاہ کے چچا کا کفن ہے وہ بھی اس طرح کہ ایک عورت اپنے بھائی کے لیے دو کپڑے دیتی ہیں ان میں یہ گوارا نہیں کہ دوسرا انصاری بے کفن رہے۔ ایک ایک کپڑا بانٹ دیا جاتا ہے اور چھوٹا بڑا جس کفن کے حصہ میں آجائے قرعہ کی وجہ سے تجویز کیا جاتا ہے کیا ٹھکانا ہے غریب پروری اور مساوات کے دعویدار اگر اپنے بڑوں میں بھی ایسی ایک ہی مثال بتا سکیں تو بتائیں؟ یہ کہتے نہیں بلکہ کر کے دکھلاتے تھے ہم لوگوں کو اپنے آپ کو ان کا پیرو کہنا بھی شرم کی بات ہے۔

بکرے کی سری کا چکر کاٹ کر واپس آنا: حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک صحابیؓ کو کسی شخص نے بکرے کی سری ہدیہ میں دی، انہوں نے خیال فرمایا کہ میرے فلاں ساتھی زیادہ ضرورتمند ہیں کنبہ والے ہیں اور ان کے گھر والے زیادہ محتاج ہیں اس لیے ان کے پاس بھیج دی، ان کو ایک تیسرے صاحب کے متعلق یہی خیال پیدا ہوا اور ان کے پاس بھیج دی۔ غرض اسی طرح سات گھروں میں پھر کر وہ سری سب سے پہلے صحابی کے گھر لوٹ آئی۔[2]

فائدہ: اس قصہ سے ان حضرات کی باہمی تعلقات اور ہمدردی کا اندازہ تو بخوبی معلوم ہوتا ہے اور یہ بھی کہ ہر شخص کو دوسرے کی ضرورت اپنے سے مقدم معلوم ہوتی تھی۔

حضرت عمرؓ کا اپنی بیوی کو زچگی میں لے جانا: امیرالمومنین حضرت عمرؓ اپنی خلافت کے زمانہ میں بسا اوقات رات کو چوکیداری کے طور پر شہر کی حفاظت فرمایا کرتے تھے، ایک مرتبہ اسی حالت میں ایک میدان میں گذر ہوا، دیکھا کہ بالوں سے بنا ہوا ایک خیمہ لگا ہوا ہے جو وہاں پہلے

---

[1] خمیس [2] درمنثور

خیمہ نظر آیا تھا۔ اس کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ ایک صاحب وہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور خیمہ سے کراہنے کی آواز آرہی ہے۔ سلام کر کے ان صاحب کے پاس بیٹھ گئے اور دریافت فرمایا کہ تم کون ہو۔ انھوں نے کہا ایک مسافر ہوں جنگل کا رہنے والا ہوں امیر المومنین کے سامنے اپنی کچھ ضرورت پیش کر کے مدد چاہنے کے واسطے آیا ہوں۔ دریافت فرمایا کہ یہ خیمہ سے کراہنے کی آواز کیسی آرہی ہے۔ ان صاحب نے کہا کہ عورت کی ولادت کا وقت قریب ہے درد زہ ہو رہا ہے۔ [illegible] آپ نے اصرار فرمایا کوئی دوسری عورت بھی پاس ہے انھوں نے کہا کوئی نہیں۔ آپ وہاں سے اٹھے اور مکان پر تشریف لے گئے اپنی بیوی حضرت ام کلثومؓ سے فرمایا کہ ایک بڑے ثواب کی چیز مقدر سے تمہارے لیے آئی ہے۔ انھوں نے پوچھا کیا ہے۔ آپ نے فرمایا ایک گاؤں کی رہنے والی بیچاری تنہا [illegible] ہو رہا ہے۔ انھوں نے ارشاد فرمایا ہاں ہاں تمہاری صلاح ہو تو میں تیار ہوں۔ کیوں نہ ہوتیں کہ یہ بھی آخر حضرت فاطمہؓ کی بیٹی تھیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ولادت کے واسطے جن چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے تیل گودڑ وغیرہ لے لو اور ایک ہانڈی اور کچھ گھی اور دانے وغیرہ بھی ساتھ لے لو۔ وہ لے کر چلیں۔ حضرت عمرؓ خود پیچھے پیچھے چلے۔ وہاں پہنچ کر حضرت ام کلثومؓ تو خیمہ میں چلی گئیں۔ اور آپ نے آگ جلا کر اس ہانڈی میں دانے ابالے گھی ڈالا۔ اتنے میں ولادت سے فراغت ہو گئی۔ اندر سے حضرت ام کلثومؓ نے عرض کیا امیر المومنین اپنے دوست کو لڑکا پیدا ہونے کی بشارت دیجیے۔ امیر المومنین کا لفظ جب ان صاحب کے کان میں پڑا تو وہ بڑے گھبرائے۔ آپؓ نے فرمایا گھبرانے کی بات نہیں۔ وہ ہانڈی خیمہ کے پاس رکھ دی کہ اس عورت کو بھی کچھ کھلا دیں۔ حضرت ام کلثومؓ نے اس کو کھلایا اس کے بعد ہانڈی باہر دے دی۔ حضرت عمرؓ نے بدوی سے کہا کہ لو تم بھی کھاؤ رات بھر تمہارے جاگنے میں گزری۔ اس کے بعد اہلیہ کو ساتھ لے کر مکان تشریف لے آئے۔ ان صاحب سے فرما گئے کہ کل آنا تمہارے لیے انتظام کر دیا جائے گا۔

---

(۱) اشہر

ف: [illegible] پیاسا [illegible] مسافر کی مدد [illegible] وقت [illegible] بھی [illegible] کر لیتے ہیں۔

ابو طلحہؓ کا باغ وقف کرنا ۹- حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ابو طلحہؓ انصاری مدینہ منورہ میں سب سے زیادہ مالدار تھے، ان کا ایک باغ تھا جس کا نام بیرحاء تھا، وہ ان کو سب سے زیادہ محبوب تھا، مسجد نبوی کے قریب تھا، پانی اس کا بہت عمدہ اور شیریں تھا، حضور ﷺ بھی اکثر اس باغ میں تشریف لے جاتے اور اس کا پانی نوش فرماتے۔ جب قرآن شریف کی آیت لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (ترجمہ) تم نیکی کے کامل درجہ کو نہیں پہنچ سکتے جب تک کہ اپنی محبوب چیز کو خرچ نہ کرو، نازل ہوئی تو ابو طلحہؓ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مجھے اپنے سب مالوں میں بیرحاء سب سے زیادہ محبوب ہے اور حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ محبوب مال کو خرچ کرو، اس لئے میں اس کو اللہ کے واسطے صدقہ کرتا ہوں، آپ جہاں مناسب سمجھیں اس کو خرچ فرماویں۔ حضور ﷺ نے بہت خوشی ظاہر فرمائی اور فرمایا کہ بہت عمدہ مال ہے، میری رائے یہ ہے کہ اس کو اپنے رشتہ داروں ہی میں تقسیم کر دو۔ ابو طلحہؓ نے اس کو اپنے رشتہ داروں میں تقسیم فرما دیا[1]

ف: ہم لوگ بھی [illegible] قرآن پاک کی آیت [illegible] کر دیتے ہیں [illegible] زندگی [illegible] میری زندگی میں تو میرے ہی کام آوے، بعد میں [illegible]

---

[1] درمنثور

[illegible]

ان میں شمار کر اور سب کو برابر تقسیم کر دو میرے گھر بھی اتنا ہی جائے جتنا ان میں سے ہر گھر میں جائے۔ انہوں نے تعمیل ارشاد کی اور تقسیم کر دیا۔ اس کے بعد مجھے بلایا اور فرمایا کہ تو نے میری وصیت عمداً اس مال خرچ کرنے کی جان بوجھ کر چھوڑی یا بھول گیا تھا۔ اگر بھول گیا تو معذور ہے۔ میں نے عرض کیا کہ بھولا تو نہیں تھا میں نے اوّل اسی اونٹ کو لیا تھا مگر مجھے خیال ہوا کہ یہ بہت کارآمد ہے آپ کو اکثر اس کی ضرورت رہتی ہے، محض اس وجہ سے چھوڑ دیا تھا۔ فرمایا کہ محض میری ضرورت سے چھوڑا تھا۔ عرض کیا کہ محض آپ کی ضرورت سے چھوڑا تھا۔ فرمایا اپنی ضرورت کا دن بتاؤں، میری ضرورت کا دن وہ ہے جس دن میں قبر کے گڑھے میں اکیلا ڈال دیا جاؤں گا، وہ دن میری ضرورت اور احتیاج کا ہے۔ مال کے اندر تین حصہ دار ہیں، ایک تقدیر جو مال لے جانے میں کسی چیز کا انتظار نہیں کرتی، اچھا برا ہر قسم کا لے جاتی ہے، دوسرا وارث جو اس کے انتظار میں ہے کہ تو مرے تو وہ لے لے اور تیسرا حصہ دار تو خود ہے۔ اگر ہو سکتا ہو اور تیرے قابو میں ہو تو تینوں حصہ داروں میں سب سے عاجز نہ بن۔ اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۔ اس لئے جو مال مجھے سب سے زیادہ پسند ہے اس کو میں اپنے لئے آگے چلتا کروں تاکہ وہ میرے لئے جمع رہے۔

فائدہ: تینوں حصہ داروں میں سب سے زیادہ عاجز بننے کا مطلب یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے اپنے لئے آخرت کا ذخیرہ جمع کر لے ایسا نہ ہو کہ تقدیر غالب آجائے اور وہ مال ہاتھ سے نکل جائے یا تو مر جائے اور وہ دوسروں کے قبضہ میں آجائے کہ بعد میں کوئی کسی کو نہیں پوچھتا آل اولاد بیوی بچے سب تھوڑے بہت دنوں رو کر چپ ہو جائیں گے۔ ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ مرنے والے کے لئے بھی کچھ صدقہ خیرات کریں اور اس کو یاد رکھیں۔ ایک حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے، آدمی کہتا ہے میرا مال میرا مال حالانکہ اس کا مال صرف وہ ہے جو کھا لیا وہ ختم کر دیا یا پہن لیا اور پرانا کر دیا یا اللہ کے راستہ میں خرچ کر دیا اور اپنے لئے ذخیرہ بنا دیا۔ اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ دوسروں کا مال ہے لوگوں کے لئے جمع کر رہا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے حضور ﷺ نے دریافت فرمایا تم میں سے ایسا کون ہے جس کو

لہ درمنثور

ہے جسے وارث کا مال اپنے سے اچھا لگے۔ صحابہؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ ایسا کون ہوگا جس کو دوسرے کا مال اپنے سے زیادہ محبوب ہو۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اپنا مال صرف وہی ہے جو آگے بھیج دیا ہے اور جو چھوڑ دیا ہے وہ وارث کا مال ہے۔

حضرت جعفرؓ کا قصہ

(۱۱) حضرت جعفر طیارؓ حضور اقدسؐ کے چچا زاد بھائی اور حضرت علیؓ کے حقیقی بھائی ہیں۔ اول تو یہ سارا ہی گھرانا اور خاندان بلکہ آل اولاد سخاوت، کرم، شجاعت، بہادری میں ممتاز ہے اور تھے لیکن حضرت جعفرؓ مساکین کے ساتھ خاص تعلق رکھتے تھے اور زیادہ اٹھنا بیٹھنا غرباء ہی کے ساتھ ہوتا تھا۔ کفار کی تکالیف سے تنگ آ کر اول حبشہ کی ہجرت کی تھی۔ وہاں بھی پیچھا کیا تو نجاشی کے یہاں اپنی صفائی پیش کرنی پڑی جس کا قصہ پہلے باب کے نمبر ۱۰ پر گذرا۔ وہاں سے واپسی پر مدینہ طیبہ کی ہجرت کی اور غزوۂ موتہ میں شہید ہوئے جس کا قصہ نمبر ۱۳ باب ۸ میں آ رہا ہے۔ ان کے انتقال کی خبر پر حضورؐ ان کے گھر تعزیت کے لئے تشریف لے گئے اور ان کے صاحبزادوں عبداللہ، عون اور محمد کو بلایا۔ وہ سب کم عمر تھے، حضورؐ نے سر پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا فرمائی۔ ساری ہی اولاد میں باپ کا رنگ تھا، مگر عبداللہ میں سخاوت کا مضمون بہت زیادہ تھا۔ اسی وجہ سے ان کا لقب قطب السخا (سخاوت کا قطب) تھا۔ ۱۰ برس کی عمر میں حضور اکرمؐ سے بیعت ہوئی۔ انہی عبداللہ بن جعفرؓ سے کسی شخص نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے یہاں سفارش کرائی۔ ان کی سفارش پر اس کا کام ہو گیا تو اس نے نذرانہ کے طور پر چالیس ہزار درہم بھیجے۔ انہوں نے واپس کر دیئے کہ ہم اپنی نیکی کو فروخت نہیں کیا کرتے۔ ایک مرتبہ کہیں سے دو ہزار درہم نذرانہ میں آئے۔ اسی مجلس میں تقسیم فرما دیئے۔ ایک تاجر بہت سی شکر لے کر آیا مگر بازار میں فروخت نہ ہوئی، اس کو رنج ہوا۔ عبداللہ بن جعفرؓ نے اپنے کارندوں سے کہا کہ ساری شکر خرید کر لوگوں میں مفت لٹا دو۔ رات کو جو قبیلہ بستی میں مہمان آ جاتا تھا وہ انہی کے یہاں مہمان ہوتا، ان کی ہر قسم کی ضروریات پوری کرتے۔ حضرت زبیرؓ ایک لڑائی میں شریک تھے انہوں نے اپنے بیٹے عبداللہ کو وصیت فرمائی کہ میرا خیال ہے کہ آج میں شہید ہو جاؤں گا

---

[1] اصابہ

کہ میرا قرضہ ادا کر دینا اور فلاں فلاں کا قرضہ ہے۔ یہ وصیتیں کر کے اسی دن شہید ہو گئے۔ حضرت زبیرؓ نے جب قرضہ چھوڑا تو بائیس لاکھ درہم تھے اور یہ قرضہ بھی اس طرح ہوا تھا کہ امانت دار بہت مشہور تھے۔ لوگ اپنی امانتیں بہت کثرت سے رکھتے۔ یہ فرما دیتے کہ رکھنے کی جگہ تو میرے پاس نہیں ہے یہ قرضہ ہے جب تمہیں ضرورت ہو لے لینا۔ یہ کہہ کر اس کو صدقہ کر دیتے۔ یہ بھی وصیت کی کہ جب کوئی مشکل پیش آئے تو میرے مولیٰ سے کہہ دینا۔ عبداللہؓ کہتے ہیں کہ میں نہ سمجھا تو میں نے پوچھا کہ آپ کے مولیٰ کون؟ فرمایا اللہ تعالیٰ۔ چنانچہ حضرت عبداللہؓ نے یہ قرضہ ادا کر دیا۔ کہتے ہیں جب کوئی دقت پیش آتی میں کہتا اے زبیرؓ کے مولیٰ فلاں کام نہیں ہوتا، وہ فوراً ہو جاتا۔ عبداللہ بن زبیرؓ کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ عبداللہ بن جعفرؓ سے کہا کہ میرے والد کے قرضہ کی فہرست میں تمہارے ذمہ دس لاکھ درہم نکلے ہیں۔ کہنے لگے جب چاہو لے لو۔ اس کے بعد معلوم ہوا کہ مجھ سے غلطی ہوئی، میں دوبارہ گیا اور کہا کہ وہ تو تمہارے ہمارے ذمہ ہیں۔ کہنے لگے کہ میں نے معاف کر دیئے۔ میں نے کہا کہ میں معاف نہیں کراتا۔ کہنے لگے جب تمہیں سہولت ہو دے دینا۔ میں نے کہا کہ اس کے بدلہ میں زمین لے لو، غنیمت کے مال میں زمین آئی ہوئی تھی۔ عبداللہ بن جعفرؓ نے کہا اچھا۔ میں نے ایک زمین ان کو دے دی جو بے حیثیت تھی، پانی وغیرہ بھی اس میں نہیں تھا۔ انہوں نے فوراً قبول کر لی اور غلام سے کہا کہ اس زمین میں مصلیٰ بچھا دے۔ اس نے مصلیٰ بچھا دیا۔ دو رکعت نماز وہاں پڑھی اور بہت دیر تک سجدہ میں پڑے رہے۔ جب نماز سے فارغ ہو چکے تو غلام سے کہا کہ اس جگہ کو کھودو۔ اس نے کھودنا شروع کیا، ایک پانی کا چشمہ وہاں سے ابلنے لگا۔

ف: ان حضرات کے یہاں اس قسم کی چیزیں جو اس سبب جیسی ہیں کوئی عجیب بات نہ تھی، ان حضرات کی عادتیں ایسی ہی تھیں۔

ساتواں باب

بہادری، دلیری اور موت کا شوق

[illegible] ہو جاتی۔

ابن جحش اور سعد کی دعا

(۱) حضرت عبداللہ بن جحشؓ نے احد کی لڑائی میں حضرت سعد بن ابی وقاص سے کہا کہ اے سعد آؤ مل کر دعا کریں ہر شخص اپنی ضرورت کے موافق دعا کرے دوسرا آمین کہے کہ یہ قبول ہونے کے زیادہ قریب ہے۔ دونوں حضرات نے ایک کونہ میں جا کر دعا فرمائی۔ اول حضرت سعد نے دعا کی یا اللہ جب کل کو لڑائی ہو تو میرے مقابلہ میں ایک بڑے بہادر کو مقرر فرما جو نہایت سخت حملہ والا ہو وہ مجھ پر سخت حملہ کرے میں اس پر زور سے حملہ کروں پھر مجھے اس پر فتح نصیب فرما کہ میں اس کو تیرے راستہ میں قتل کروں اور اس کی غنیمت حاصل کروں۔ حضرت عبداللہ نے آمین کہی۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ نے دعا کی اے اللہ کل کو میدان میں ایک بہادر سے مقابلہ ہو جو نہایت سخت حملہ والا ہو میں بھی اس پر شدت سے حملہ کروں وہ بھی مجھ پر زور سے حملہ کرے اور پھر وہ مجھے قتل کر دے پھر میرے ناک کان کاٹ لے۔ پھر قیامت میں جب تیرے حضور میں پیشی ہو تو تو فرمائے کہ عبداللہ تیرے ناک کان کیوں کاٹے گئے تو میں عرض کروں کہ تیرے اور تیرے رسول کے راستہ میں کاٹے گئے پھر تو کہے کہ سچ ہے میرے ہی راستہ میں کاٹے گئے۔ حضرت سعد نے آمین کہی۔ دوسرے دن لڑائی ہوئی اور دونوں حضرات کی دعائیں اسی طرح قبول ہوئیں جس طرح مانگی تھیں۔ سعدؓ کہتے ہیں کہ عبداللہ

بن جحش کی دعا میری دعا سے بہتر تھی۔ میں نے شام کو دیکھا کہ ان کے ناک کان ایک دھاگے میں پروئے ہوئے ہیں۔ احد کی لڑائی میں ان کی ایک تلوار بھی ٹوٹ گئی تھی حضورؐ نے ان کے ہاتھ میں ایک ٹہنی پکڑا دی جو ان کے ہاتھ میں جا کر تلوار بن گئی اور مدت تک بعد میں رہی اور دو سو دینار میں فروخت ہوئی۔ دینار سونے کے ایک سکہ کا نام ہے۔

فائدہ:۔ اس قصہ میں جہاں ایک جانب کمال بہادری ہے کہ بہادر دشمن سے مقابلہ کی تمنا ہے وہاں دوسری جانب کمال عشق بھی کہ محبوب کے راستے میں بدن کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے کی تمنا کرے اور آخر میں جب وہ پوچھیں کہ ایسا کیوں ہوا تو میں عرض کروں کہ تمہارے لیے ؎

رہے گا کوئی تو تیغ ستم کی یادگاروں میں!
مرے لاشے کے ٹکڑے دفن کرنا سو مزاروں میں

احد کی لڑائی میں حضرت علیؓ کی بہادری

(۶) غزوۂ احد میں مسلمانوں کو جو شکست ہوئی تھی، جس کی بڑی وجہ نبی کریمؐ کے ایک ارشاد پر عمل نہ کرنا تھی جس کا ذکر باب قصہ میں گذرا۔ چونکہ اس وقت مسلمان چاروں طرف سے کفار کے نرغہ میں آگئے جس کی وجہ سے بہت سے لوگ شہید بھی ہوئے اور کچھ بھاگے بھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی کفار کے ایک جتھے کے نرغہ میں آگئے اور کفار نے یہ مشہور کر دیا تھا کہ حضورؐ شہید ہو گئے۔ صحابہؓ اس خبر سے بہت پریشان حال تھے اور اسی وجہ سے بہت سے بھاگے بھی، اور ادھر ادھر متفرق ہو گئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جب کفار نے مسلمانوں کو گھیر لیا اور حضورؐ میری نظر سے اوجھل ہو گئے تو میں نے حضورؐ کو اول زندوں میں تلاش کیا نہ پایا، پھر شہداء میں جا کر تلاش کیا وہاں بھی نہ پایا تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ ایسا تو ہو نہیں سکتا کہ حضورؐ لڑائی سے بھاگ جائیں۔ بظاہر حق تعالیٰ شانہ ہمارے اعمال کی وجہ سے ہم پر ناراض ہوئے اس لیے اپنے پاک رسول کو آسمان پر اٹھا لیا۔ اس لیے اب اس سے بہتر کوئی صورت نہیں کہ میں بھی تلوار لے کر کافروں کے جتھے میں گھس جاؤں یہاں تک کہ مارا جاؤں۔ میں نے

تلوار سے حملہ کیا یہاں تک کہ کفار بیچ میں سے ہٹتے گئے اور میری نگاہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑ گئی تو بے حد مسرت ہوئی اور میں سمجھا کہ اللہ جل شانہ نے ملائکہ کے ذریعے اپنے محبوب کی حفاظت کی۔ میں حضورؐ کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا کہ ایک جماعت کی جماعت کفار کی حضورؐ پر حملہ کی نیت سے آئی۔ حضورؐ نے فرمایا علیؓ ان کو روکو۔ میں نے تنہا اس جماعت کا مقابلہ کیا اور ان کے منہ پھیر دیئے اور بعضوں کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد پھر ایک اور جماعت حضورؐ پر حملہ کی نیت سے بڑھی۔ آپ نے پھر حضرت علیؓ کی طرف اشارہ فرمایا۔ انہوں نے پھر تنہا اس جماعت کا مقابلہ کیا۔ اس کے بعد حضرت جبرئیلؑ نے آ کر حضرت علیؓ کی اس جوانمردی اور مدد کی تعریف کی۔ حضورؐ نے فرمایا اِنَّهٗ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْهُ بیشک علیؓ مجھ سے ہیں اور میں علیؓ سے ہوں یعنی کمال قرب کی جانب اشارہ فرمایا تو حضرت جبرئیل نے عرض کیا وَاَنَا مِنْكُمَا میں تم دونوں سے ہوں۔[1]

فائدہ:- ایک تنہا آدمی کا جماعت سے بھڑنا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیل ارشاد کے لئے مر جانے کی نیت سے کفار کے مجمع میں گھس جانا جہاں ایک طرف حضورؐ کے ساتھ تعلق اور محبت سے عشق کا پتہ دیتا ہے وہاں دوسری جانب کمال بہادری اور جرأت اور دلیری کا نقشہ پیش کرتا ہے۔

حضرت حنظلہؓ کی شہادت

۲- غزوۂ احد میں حضرت حنظلہؓ اول سے شریک نہیں تھے کہتے ہیں کہ ان کی نئی نئی شادی ہوئی تھی بیوی سے ہمبستر ہوئے تھے۔ اس کے بعد غسل کی تیاری کر رہے تھے غسل کرنے کے لئے بیٹھ بھی گئے، سر کو دھو رہے تھے کہ ایک دم مسلمانوں کی شکست کی آواز ان کے کان میں پڑی جس کی تاب نہ لا سکے، اسی حالت میں تلوار ہاتھ میں لی اور لڑائی کے میدان کی طرف بڑھتے چلے گئے اور کفار پر حملہ کیا اور برابر بڑھتے ہی چلے گئے کہ اسی حالت میں شہید ہو گئے چونکہ شہید اگر جنبی نہ ہو تو اس کو بغیر غسل کے دفن کیا جاتا ہے، اس لیے ان کو بھی ویسے ہی کر دیا۔ مگر حضورؐ نے دیکھا کہ ان کو ملائکہ غسل دے رہے ہیں۔ حضورؐ نے صحابہؓ سے ملائکہ کے غسل دینے کا تذکرہ فرمایا۔ ابوسعید ساعدیؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضورؐ

---

[1] قرۃ العیون

کا یہ ارشاد سن کر حنظلہ کو جا کر دیکھا تو ان کے سر سے غسل کا پانی ٹپک رہا تھا۔ حضور ﷺ نے واپسی پر تحقیق فرمایا تو ان کے جنبی جانے کا قصہ معلوم ہوا۔

فائدہ: یہ بھی کمال بہادری ہے۔ بہادر آدمی کو اپنے ارادہ میں تاخیر دشوار ہوتی ہے۔ اس لیے اتنا توقف بھی نہیں کیا کہ غسل پورا کر لیتے۔

عمرو بن جموحؓ کی تمنائے شہادت[۱] حضرت عمرو بن جموحؓ پاؤں سے لنگڑے تھے۔ ان کے چار بیٹے تھے جو اکثر حضور ﷺ کی خدمت میں بھی حاضر ہوتے اور لڑائیوں میں بھی شریک ہوا کرتے تھے۔ غزوۂ احد میں عمرو بن جموحؓ کو بھی شوق پیدا ہوا کہ میں بھی جنگ میں شریک ہوں۔ لوگوں نے کہا کہ تم معذور ہو، لنگڑے پن کی وجہ سے چلنا دشوار ہے۔ انہوں نے فرمایا کیسی بری بات ہے کہ میرے بیٹے تو جنت میں جائیں اور میں رہ جاؤں۔ ان کی بیوی نے بھی ان کو ابھارنے کے لیے طعنہ کے طور پر کہا کہ میں تو دیکھ رہی ہوں کہ وہ لڑائی سے بھاگ کر لوٹ آیا۔ عمروؓ نے یہ سن کر ہتھیار لیے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے کہا اَللّٰھُمَّ لَا تَرُدَّنِیْ اِلٰی اَھْلِیْ اے اللہ مجھے اپنے اہل کی طرف نہ لوٹائیو۔ اس کے بعد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی قوم کے منع کرنے اور اپنی خواہش کا اظہار کیا اور کہا کہ میں امید کرتا ہوں کہ اپنے لنگڑے پاؤں سے جنت میں چلوں پھروں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے تم کو معذور کیا ہے تو جہاد نہ جانے میں کیا حرج ہے۔ انہوں نے پھر خواہش کی تو آپ ﷺ نے اجازت مرحمت فرما دی۔ ابو طلحہؓ کہتے ہیں میں نے عمروؓ کو دیکھا کہ لڑائی میں جا رہے تھے اور کہتے تھے خدا کی قسم میں جنت کا مشتاق ہوں۔ ان کا ایک بیٹا بھی ان کے پیچھے دوڑ رہا تھا۔ دونوں لڑتے رہے حتیٰ کہ دونوں شہید ہوگئے۔ ان کی بیوی اپنے خاوند اور بیٹے کی نعش کو اونٹ پر لاد کر دفن کے لیے مدینہ لانے لگیں تو وہ اونٹ بیٹھ گیا۔ بڑی دقت سے اس کو مار مار کر اٹھایا اور مدینہ لانے کی کوشش کی مگر وہ احد ہی کی طرف منہ کرتا تھا۔ ان کی بیوی نے حضور ﷺ سے ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اونٹ کو یہی حکم ہے۔ کیا عمروؓ نے چلتے وقت کچھ کہا تھا۔ انہوں نے عرض کیا کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے یہ دعا کی تھی اَللّٰھُمَّ لَا تَرُدَّنِیْ اِلٰی اَھْلِیْ آپ ﷺ نے فرمایا۔

---

[۱] قرۃ العیون

اسی وجہ سے یہ اونٹ اس طرف نہیں جاتا۔

فائدہ: یہی تھا درحقیقت جنت کا شوق اور یہی تھی سچی تمنّا اور یہی سوال تھا جس کی وجہ سے صحابہ کہاں سے کہاں پہنچ گئے کہ ان کے جنازے بھی ان ہی کے جذبہ کے پیچھے رہتے، بہتیری کوشش کی کہ اونٹ چلے مگر وہ بیٹھ جاتا یا پھر اسی طرف چلتا۔

حضرت مصعب بن عمیرؓ کی شہادت

(۹) حضرت مصعب بن عمیرؓ اسلام سے پہلے بڑے ناز و نعمت میں پلے ہوئے اور مالدار لوگوں میں تھے۔ ان کے باپ ان کے لئے دو دو سو درہم کا جوڑا خرید کر پہناتے تھے، نوعمر تھے بہت زیادہ ناز و نعمت میں پرورش پاتے تھے۔ اسلام کے شروع ہی زمانہ میں گھر والوں سے چھپ کر مسلمان ہوگئے اور اسی حالت میں رہتے، کسی نے ان کے گھر والوں کو خبر کر دی، انہوں نے گرفتار کر کے قید کر دیا، کچھ روز اسی حالت میں گذرے، جب موقع ملا تو چھپ کر بھاگے اور جو لوگ حبشہ کو ہجرت کر رہے تھے ان کے ساتھ ہجرت کر گئے، حبشہ سے واپس آئے تو پھر مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی اور زہد و فقر کی زندگی بسر کرنے لگے اور اسی تنگی میں گذارتے، ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے حضرت مصعبؓ سامنے سے گذرے ان کے اوپر صرف ایک چادر تھی جس میں کئی جگہ پیوند تھے اور ایک جگہ بجائے کپڑے کے چمڑے کا پیوند ہوا تھا، حضور ﷺ یہ حالت دیکھ کر اور ان کی پہلی حالت کا تذکرہ فرما کے آبدیدہ ہوگئے، حضرت مصعبؓ غزوۂ احد میں مہاجرین کا جھنڈا ان کے ہاتھ میں تھا، جب مسلمان نہایت پریشانی کی حالت میں منتشر ہو رہے تھے تو یہ جمے ہوئے کھڑے تھے، ایک کافر ان کے قریب آیا اور تلوار سے ہاتھ کاٹ دیا کہ جھنڈا گر جائے اور مسلمانوں کو کھلی شکست ہو جائے، انہوں نے فوراً دوسرے ہاتھ میں لے لیا، اس نے دوسرا ہاتھ بھی کاٹ ڈالا، انہوں نے دونوں بازوؤں سے جھنڈا سینہ سے چمٹا لیا کہ گرے نہیں، اس نے ان کے تیر مارا

قرۃ العیون

جس سے آپ شہید ہو گئے مگر زندگی میں جھنڈے کو نہ گرنے دیا۔ اس کے بعد جھنڈا کو فوراً دوسرے شخص نے اٹھا لیا۔ جب ان کو دفن کرنے کی نوبت آئی تو صرف ایک چادر ان کے پاس تھی جو پورے بدن پر نہیں آتی تھی۔ اگر سر کی طرف سے ڈھانکا جاتا تو پاؤں کھل جاتے اور پاؤں کی طرف کی جاتی تو سر کھل جاتا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ چادر کو سر کی جانب کر دیا جائے اور پاؤں پر اذخر کے پتے ڈال دیئے جائیں۔[1]

فائدہ: یہ آخری زندگی ہے اس نازک اور نازوں سے پلے ہوئے کی جو دو سو درہم کا جوڑا پہنتا تھا کہ آج اس کو کفن کی ایک چادر بھی پوری نہیں تھی اور اس پر ہمت یہ کہ زندگی میں جھنڈا نہ گرنے دیا۔ دونوں ہاتھ کٹ گئے مگر پھر بھی اس کو نہ چھوڑا۔ بڑے نازوں کے پلے ہوئے تھے مگر ایمان ان لوگوں کے دلوں میں گھر اس طرح سے کر لیتا تھا کہ پھر وہ اپنے سوا کسی چیز کو بھی نہ چھوڑتا تھا۔ روپیہ، پیسہ، راحت، آرام ہر قسم کی چیز سے ہٹا کر اپنے میں لگا لیتا تھا۔

عراق کی لڑائی میں حضرت سعدؓ کا خط ۶۔ عراق کی لڑائی کے وقت حضرت عمرؓ کا ارادہ خود لڑائی میں شرکت فرمانے کا تھا۔ عوام اور خواص دونوں قسم کے مجمعوں سے کئی روز تک اس میں مشورہ ہوتا رہا کہ حضرت عمرؓ کا خود شرکت کرنا زیادہ مناسب ہے یا مدینہ میں رہ کر لشکروں کے روانہ کرتے رہنے کا انتظام زیادہ مناسب ہے۔ عوام کی رائے تھی کہ خود شرکت مناسب ہے اور خواص کی رائے تھی کہ دوسری صورت زیادہ بہتر ہے۔ ان مشوروں کی گفتگو میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا بھی تذکرہ آ گیا۔ ان کو سب نے پسند کر لیا کہ اگر ان کو بھیج دیا جائے تو بہت مناسب ہے۔ پھر حضرت عمرؓ کے جانے کی ضرورت نہیں۔ حضرت سعدؓ بڑے بہادر اور عرب کے شیروں میں شمار ہوتے تھے۔ بالآخر یہ تجویز منظور ہو گئی اور ان کو بھیج دیا گیا۔ جب قادسیہ پر حملہ کے لیے پہنچے تو شاہِ کسریٰ نے ان کے مقابلہ کے لیے رستم کو جو مشہور پہلوان تھا تجویز کیا۔ رستم نے ہر چند کوشش کی اور بادشاہ سے بار بار اس کی درخواست کی کہ مجھے اپنے پاس رہنے دیں، خوف کا غلبہ تھا مگر ادھر اس کا تقاضا

---

[1] قرۃ، اصابہ

یہاں سے لشکروں کے بھیجنے میں صلح مشورہ ہی میں محدود تھا۔ مگر بادشاہ نے جس کا نام یزدجرد تھا قبول نہ کیا اور اس کو مجبوراً جنگ میں شریک ہونا پڑا۔ حضرت سعدؓ جب روانہ ہونے لگے تو حضرت عمرؓ نے ان کو وصیت فرمائی جس کے الفاظ کا مختصر ترجمہ یہ ہے: سعد تمہیں یہ بات دھوکہ میں نہ ڈالے کہ تم حضور کے ماموں کہلاتے ہو اور حضور کے صحابی ہو۔ اللہ تعالیٰ برائی کو برائی سے نہیں دھوتے بلکہ برائی کو بھلائی سے دھوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور بندوں کے درمیان کوئی رشتہ نہیں ہے۔ اس کے یہاں صرف اطاعت ہی مقبول ہے۔ اللہ کے یہاں شریف رذیل سب برابر ہیں۔ سب ہی اسکے بندے ہیں اور وہ سب کا رب ہے۔ اس کے انعامات بندگی سے حاصل ہوتے ہیں۔ جس چیز کو دیکھو کہ حضور نے اختیار کیا تھا وہی عمل کی چیز ہے۔ میری اس نصیحت کو یاد رکھنا۔ تم ایک بہت بڑے کام کے لیے بھیجے جا رہے ہو، اس سے چھٹکارا صرف حق کے اتباع ہی سے ہو سکتا ہے۔ اپنے آپ کو اور اپنے ساتھیوں کو خوبیوں کا عادی بناؤ اور اللہ کے خوف کو اختیار کرو اور اللہ کا خوف دو باتوں میں جمع ہوتا ہے۔ اس کی اطاعت میں اور گناہ سے پرہیز کرنے میں اور اللہ کی اطاعت جس کو بھی نصیب ہوئی دنیا سے بغض اور آخرت کی محبت سے نصیب ہوئی۔ اس کے بعد حضرت سعدؓ نہایت لشکر ساتھ لے کر روانہ ہوئے جس کا اندازہ اس خط سے ہوتا ہے جو انہوں نے رستم کو لکھا جس میں یہ لکھا تھا۔ فَاِنَّ مَعِیَ قَوْمًا یُحِبُّوْنَ الْمَوْتَ کَمَا یُحِبُّوْنَ الْاَعَاجِمُ الْخَمْرَ میرے ساتھ ایسی جماعت ہے جو موت کو ایسا ہی محبوب سمجھتی ہے جیسا کہ تم لوگ شراب پینے کو محبوب رکھتے ہو۔

فائدہ: شراب کے دلدادوں سے پوچھو کہ اس میں کیا مزہ ہے۔ جو لوگ شہادت کو ایسا محبوب رکھتے ہوں ان کا دنیا کیوں نہ ان کے قدم چومے۔

حضرت وہب بن قابوسؓ کی شہادت | ۱۲۔ حضرت وہب بن قابوسؓ ایک صحابی ہیں جو ابتدا میں مسلمان ہوئے تھے۔ اپنے گھر کسی گاؤں میں رہتے تھے، بکریاں

ہ د ۔ لہ اشہر لہ تفسیر عزیزی ول

چراتے تھے، اپنے بھتیجے کے ساتھ ایک رسّی میں بکریاں باندھے ہوئے مدینہ منورہ پہنچے، پوچھا کہ حضورؐ کہاں تشریف لے گئے معلوم ہوا کہ اُحد کی لڑائی میں گئے ہوئے ہیں، بکریوں کو وہیں چھوڑ کر حضورؐ کے پاس پہنچ گئے۔ اتنے میں ایک جماعت کفار کی حملہ کرتی ہوئی ادھر آئی، حضورؐ نے فرمایا جو ان کو منتشر کر دے وہ جنت میں میرا ساتھی ہے۔ حضرت وہبؓ نے زور سے تلوار چلانی شروع کی اور سب کو ہٹا دیا۔ دوسری مرتبہ پھر یہی صورت پیش آئی، تیسری مرتبہ پھر ایسا ہی ہوا، حضورؐ نے ان کو جنت کی خوشخبری دی۔ اس کا سننا تھا کہ تلوار لے کر کفار کے جتھے میں گھس گئے اور شہید ہوئے۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کہتے ہیں کہ میں نے وہبؓ جیسی دلیری اور بہادری کسی کی بھی کسی لڑائی میں نہیں دیکھی اور شہید ہونے کے بعد حضورؐ کو میں نے دیکھا کہ وہبؓ کے سرہانے کھڑے تھے اور ارشاد فرما رہے تھے کہ اللہ تم سے راضی ہو، میں تم سے راضی ہوں۔ اس کے بعد حضورؐ نے خود اپنے دستِ مبارک سے دفن فرمایا، باوجودیکہ اس لڑائی میں حضورِ اقدسؐ خود بھی زخمی ہو گئے تھے۔ حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے کسی کے عمل پر بھی اتنا رشک نہیں آیا جتنا وہبؓ کے عمل پر آیا، میرا دل چاہتا ہے کہ اللہ کے یہاں ان جیسا اعمال نامہ لے کر پہنچوں۔[1]

فائدہ: ان پر رشک اس خاص کارنامہ کی وجہ سے ہے کہ جان کو جان نہیں سمجھا ورنہ خود حضرت عمرؓ اور دوسرے حضرات کے دوسرے کارنامے اس سے کہیں بڑھے ہوئے ہیں۔

بیرِ معونہ کی لڑائی

۵۔ بیرِ معونہ کی ایک مشہور لڑائی ہے جس میں ستر صحابہ کی ایک بڑی جماعت پوری کی پوری شہید ہوئی جن کو قرّاء کہتے ہیں اس لیے کہ سب حضرات قاری تھے اور سوائے چند مہاجرین کے اکثر انصار تھے، حضورؐ کو ان کے ساتھ بڑی محبت تھی کیونکہ یہ حضرات رات کا اکثر حصہ ذکر و تلاوت میں گزارتے تھے اور دن کو حضورؐ کی بیبیوں کے گھر کی ضروریات لکڑی پانی وغیرہ مہیا کرتے تھے۔ اس مقبول جماعت کو نجد کا رہنے والا قوم بنی عامر کا ایک شخص جس کا نام عامر بن مالک ہے اور کنیت ابو براء، اپنے ساتھ نجد

---

[1] اصابہ۔ قرۃ

بھیج دیجئے۔ وہ رخصت ہونے لگا تو حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ نجد والے ان کو نقصان نہ پہنچائیں مگر اس شخص نے بہت زیادہ اطمینان دلایا۔ آپ ﷺ نے ان حضرات کو بھیج دیا اور ایک والا نامہ عامر بن طفیل کے نام جو بنی عامر کا رئیس تھا تحریر فرمایا جس میں اسلام کی دعوت تھی۔ یہ حضرات مدینہ سے رخصت ہو کر بئر معونہ پہنچے تو ٹھہر گئے اور دو ساتھی حضرت عمرو بن امیہ اور دوسرے حضرت منذر بن عمرو سب کے اونٹوں کو لے کر چرانے کے لیے تشریف لے گئے اور حضرت حرام اپنے ساتھ دو حضرات کو ساتھ لے کر عامر بن طفیل کے پاس حضور ﷺ کا والا نامہ دینے کے لیے تشریف لے گئے۔ قریب پہنچ کر حضرت حرام نے اپنے دونوں ساتھیوں سے فرمایا کہ تم یہیں ٹھہر جاؤ میں آگے جاتا ہوں اگر میرے ساتھ کوئی دغا نہ کی گئی تو تم بھی چلے آنا ورنہ یہیں سے واپس ہو جانا کہ تین کے مارے جانے سے ایک کا مارا جانا بہتر ہے۔ عامر بن طفیل اس عامر بن مالک کا بھتیجا تھا جو ان صحابہ کو اپنے ساتھ لایا تھا۔ اس کو اسلام سے اور مسلمانوں سے نہایت عداوت تھی۔ حضرت حرام نے والا نامہ دیا تو اس نے غصہ میں پڑھا بھی نہیں بلکہ حضرت حرام کے ایسا نیزہ مارا جو ان کے سینہ کے پار نکل گیا۔ حضرت حرام نے فُزْتُ وربّ الکعبۃ کہا یعنی رب کعبہ کی قسم میں تو کامیاب ہو گیا کہہ کر جاں بحق ہو گئے۔ نہ اس نے قاصد ہونے کا لحاظ کیا کہ قاصد کا قتل کسی قوم کے نزدیک بھی جائز نہیں اور نہ اس کا لحاظ کیا کہ میرے چچا ابو براء نے ان کو پناہ دی ہے۔ ان کو شہید کرنے کے بعد اس نے اپنی قوم کو ابھارا کہ ان باقی لوگوں میں سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑو۔ لیکن ان لوگوں نے ابو براء کی پناہ کی وجہ سے تردد کیا تو اس نے آس پاس کے اور لوگوں کو جمع کیا اور بہت بڑی جماعت کے ساتھ ان ستر صحابہ کا محاصرہ کیا۔ یہ حضرات آخر کہاں تک مقابلہ کرتے چاروں طرف سے کفار میں گھرے ہوئے تھے بجز حضرت کعب بن زید کے جن میں کچھ جان باقی تھی کفار ان کو مردہ سمجھ کر چھوڑ گئے تھے باقی سب شہید ہو گئے۔ حضرت عمرو بن امیہ اور منذر جو اونٹ چرانے گئے تھے انہوں نے آسمان کی طرف دیکھا تو مردار خور جانور اڑ رہے تھے۔ دونوں حضرات یہ کہہ کر لوٹے کہ ضرور کوئی

حادثہ پیش آیا یہاں آکر دیکھیں تو اپنے ساتھیوں کو شہید پایا اور سواروں کو خون کی بھری ہوئی تلواریں لیے ہوئے ان کے گرد چکر لگاتے دیکھا۔ یہ حالت دیکھ کر دونوں حضرات ٹھٹکے اور باہم مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیے۔ عمرو بن امیہؓ نے کہا کہ چلو واپس چل کر حضورﷺ کو اطلاع دیں۔ مگر حضرت منذرؓ نے جواب دیا کہ خبر تو ہو ہی جاوے گی میرا تو دل نہیں مانتا کہ شہادت کو چھوڑوں اور اس جگہ سے چلا جاؤں جہاں ہمارے دوست پڑے سو رہے ہیں آگے بڑھو اور ساتھیوں سے جا ملو۔ چنانچہ دونوں آگے بڑھے اور میدان میں کود گئے۔ حضرت منذرؓ شہید ہوئے اور حضرت عمرو بن امیہؓ گرفتار ہوئے۔ مگر چونکہ عامر کی ماں کے ذمہ کسی منت کے سلسلہ میں ایک غلام کو آزاد کرنا تھا اس لیے عامر نے ان کو اس منت میں آزاد کیا۔ ان حضرات میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے غلام حضرت عامر بن فہیرہؓ بھی تھے۔ ان کے قاتل جبار بن سلمیٰ کہتے ہیں کہ میں نے جب ان کے برچھا مارا اور وہ شہید ہوئے تو انہوں نے کہا فُزْتُ وَاللّٰہِ خدا کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ ان کی نعش آسمان کو اڑی چلی گئی۔ میں بہت متحیر ہوا اور میں نے بعد میں لوگوں سے پوچھا کہ میں نے خود برچھا مارا وہ مرے لیکن پھر بھی وہ کہتے ہیں میں کامیاب ہو گیا۔ تو وہ کامیابی کیا تھی۔ لوگوں نے بتایا کہ وہ کامیابی جنت کی تھی۔ اس پر میں مسلمان ہو گیا۔

فائدہ: یہی ہیں وہ لوگ جن پر اسلام کو بجا طور پر فخر ہے۔ بیشک موت ان کے لیے شراب سے زیادہ محبوب تھی اور کیوں نہ ہوتی جب دنیا میں کام ہی ایسے کیے تھے۔ جن پر مرنے کے بعد ان کی سرخروئی یقینی تھی۔ اس لیے مرتے ہی وہ کامیاب ہوتے تھے۔

۹۔ غزوۂ بدر میں حضرت عمیرؓ کا قول کہ کھجوریں کھانا لمبی زندگی ہے

حضورِ اقدس ﷺ ایک خیمہ میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے صحابہؓ سے ارشاد فرمایا کہ اٹھو اور بڑھو ایسی جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمان و زمین سے بھی زیادہ ہے اور متقیوں کے لیے بنائی گئی ہے۔ حضرت عمیر بن الحمامؓ ایک صحابی بھی سن رہے تھے کہنے لگے واہ واہ حضورﷺ نے فرمایا واہ واہ کس بات پر کہا۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ تمنا ہے کہ میں بھی ان میں سے ہوتا۔ آپ نے فرمایا تم بھی ان میں سے ہو۔ اس کے بعد جھولی میں سے چند کھجوریں نکال

کا کھانے لگے اس کے بعد کہنے لگے کہ ان کھجوروں کے ختم ہونے کا انتظار رہا تو یہ بڑی لمبی زندگی ہے جب تک ان کا انتظار کروں گا، یہ کہہ کر ان کو پھینک دیا اور تلوار لے کر مجمع میں گھس گئے اور شہید ہونے تک لڑتے رہے۔

فائدہ: حقیقت میں یہی لوگ جنت کے قدر دان ہیں اور اسی پر یقین رکھتے ہیں ہم لوگوں کو بھی یہ یقین نصیب ہو جائے تو ساری باتیں سہل ہو جائیں۔

حضرت عمرؓ کی ہجرت ۱۰۔ حضرت عمرؓ کا تو ذکر ہی کیا ہے، بچہ بچہ ان کی بہادری سے واقف ہے جس کا دنیا معترف ہے۔ اسلام کے شروع میں جب مسلمان سب کے سب ضعیف اور کمزور تھے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی قوت کے واسطے ان کے مسلمان ہونے کی دعا کی تھی جو قبول ہوئی۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ کعبہ کے قریب اس وقت تک نماز نہیں پڑھ سکتے تھے جب تک کہ عمرؓ مسلمان نہیں ہوئے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اول اول سب لوگوں نے ہجرت چھپ کر کی، مگر جب حضرت عمرؓ نے ہجرت کا ارادہ کیا تو تلوار گلے میں ڈالی کمان ہاتھ میں لی، بہت سے تیر ساتھ لیے۔ اول مسجد میں گئے اطمینان سے طواف کیا، پھر نہایت اطمینان سے نماز پڑھی، اس کے بعد کفار کے مجمعوں میں گئے اور فرمایا کہ جس کا جی چاہے کہ اپنی ماں کو رلائے، بیوی کو رانڈ کرے، بچوں کو یتیم کرے وہ مکہ سے باہر آکر اس میدان میں مقابلہ کر لے۔ مگر کسی ایک شخص کی بھی ہمت نہ ہوئی کہ پیچھا کرتا۔

غزوۂ موتہ کا قصہ ۱۱۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہوں کے پاس تبلیغی خطوط ارسال فرمائے تھے، ان میں سے ایک خط حضرت حارث بن عمیر ازدیؓ کے ہاتھ بصریٰ کے بادشاہ کے پاس بھی روانہ فرمایا تھا، جب یہ موتہ پہنچے تو شرحبیل غسانی نے جو قیصر کے حکام میں سے ایک شخص تھا ان کو قتل کر دیا۔ قاصد کا قتل کرنا سب کے نزدیک نہایت سخت بات تھی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تین ہزار کا لشکر مقابلہ کے لیے تیار فرمایا اور حضرت زید بن حارثہؓ کو ان پر امیر بنایا اور ارشاد فرمایا کہ اگر یہ شہید ہو جائیں تو جعفرؓ امیر ہوں گے اور اگر وہ بھی شہید

[illegible]

ہو جائیں تو پھر مسلمان جس کو چاہیں اپنا امیر بنا لیں۔ ایک یہودی اس گفتگو کو سن رہا تھا اس نے کہا یہ تینوں تو ضرور شہید ہوں گے، پہلے انبیاء کی اس قسم کی گفتگو پیشین گوئی ہوتی تھی۔ حضور ﷺ نے ایک سفید جھنڈا بنا کر حضرت زیدؓ کے حوالہ فرمایا اور خود مع ایک جماعت کے لشکر کو رخصت فرمانے تشریف لے گئے۔ شہر کے باہر جب پہنچانے والے واپس آنے لگے تو ان مجاہدین کے لیے دعا کی کہ حق تعالیٰ شانہ تم کو سلامتی کے ساتھ اور کامیابی سے واپس لائے اور ہر قسم کی برائی سے محفوظ رکھے۔ حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ نے اس کے جواب میں تین شعر پڑھے جن کا مطلب یہ تھا کہ میں تو اپنے رب سے گناہوں کی مغفرت چاہتا ہوں اور یہ چاہتا ہوں کہ ایک ایسی تلوار جو آر پار ہو جس سے میرے خون کے فوارے چھوٹنے لگیں یا ایسا برچھا جو آنتوں اور کلیجہ کو چیرتا ہوا نکل جائے اور جب لوگ میری قبر پر گذریں تو یہ کہیں کہ خدا اس غازی کو رشید اور کامیاب کرے، واقعی وہ رشید اور کامیاب تھا۔ اس کے بعد یہ حضرات روانہ ہو گئے۔ شرحبیل کو بھی ان کی روانگی کا علم ہوا وہ ایک لاکھ فوج کے ساتھ مقابلہ کے لیے تیار ہوا۔ یہ حضرات کچھ آگے چلے تو معلوم ہوا کہ خود ہرقل بادشاہ بھی ایک لاکھ فوج لے کر مقابلہ کے لیے آیا ہوا ہے۔ ان حضرات کو اس سے تردد ہوا کہ اتنی بڑی جمعیت کا مقابلہ کیا جائے یا حضور کو اطلاع دی جائے [illegible] رضی اللہ عنہ نے زور سے فرمایا اے لوگو! تم کس بات سے گھبرا رہے ہو [illegible] مقصد ہی شہادت ہے تم تو شہید ہو جانا ہے۔ ہم لوگ کبھی بھی قوت اور آدمیوں کی کثرت کے زور پر نہیں لڑے، ہم صرف اس دین کی وجہ سے لڑتے ہیں جس کی وجہ سے اللہ نے ہم کو اعزاز نصیب فرمایا، آگے بڑھو، دو کامیابیوں میں سے ایک تو ضرور ہی ہے یا شہادت یا فتح۔ یہ سن کر مسلمانوں نے ہمت کی اور آگے بڑھ گئے حتیٰ کہ موتہ پہنچ کر لڑائی شروع ہو گئی۔ حضرت زیدؓ نے جھنڈا ہاتھ میں لیا اور میدان میں پہنچ گئے اور گھمسان کی لڑائی شروع ہوئی۔ شرحبیل کا بھائی مارا گیا اور اس کے ساتھی بھاگ گئے۔ خود شرحبیل بھی بھاگ کر ایک قلعہ میں چھپ گیا اور ہرقل کے پاس مدد کے لیے آدمی بھیجا۔ اس نے تقریباً دو لاکھ فوج بھیجی اور لڑائی بڑے زور سے ہوتی رہی۔ حضرت زیدؓ شہید ہو گئے تو حضرت جعفرؓ نے جھنڈا لیا اور اپنے گھوڑے کے خود ہی پاؤں

کاٹ دیئے تاکہ واپسی کا خیال بھی دل میں نہ آئے، چند اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے۔ اے لوگو کیا ہی اچھی چیز ہے جنت اور کیا ہی اچھا ہے اس کا قریب ہونا، کتنی بہترین چیز ہے، اور کتنا ٹھنڈا ہے اس کا پانی اور روم کے لوگوں پر عذاب کا وقت آ گیا، مجھ پر لازم ہے کہ جب ملوں ان کو ماروں، یہ اشعار پڑھے اور اپنے گھوڑے سے کہ جس کو خود ہی کاٹ چکے تھے کہ دشمن کے مقابل میں نہ آ سکے، اور تلوار لے کر کافروں کے مجمع میں گھس گئے، امیر ہونے کی وجہ سے جھنڈا بھی انہیں کے پاس تھا، اول جھنڈا دائیں ہاتھ میں لیا، دشمنوں نے دایاں ہاتھ کاٹ دیا کہ جھنڈا گر جائے، انہوں نے فوراً بائیں ہاتھ میں لے لیا، انہوں نے بایاں بھی کاٹ دیا، انہوں نے دونوں بازوؤں سے اس کو تھاما اور منہ سے مضبوط پکڑ لیا، ایک شخص نے پیچھے سے ان کے دو ٹکڑے کر دیئے جس سے یہ گر پڑے، اس وقت ان کی عمر تینتیس سال کی تھی، حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ ہم نے بعد میں نعشوں میں سے حضرت جعفرؓ کو جب اٹھایا تو ان کے بدن کے اگلے حصہ میں نوے زخم تھے، جب یہ شہید ہو گئے تو لوگوں نے عبداللہ بن رواحہؓ کو آواز دی، وہ لشکر کے ایک کونے میں گوشت کا ٹکڑا کھا رہے تھے، تین دن سے کچھ چکھنے کو بھی نہ ملا تھا، وہ آواز سنتے ہی گوشت کے ٹکڑے کو پھینک کر اپنے آپ کو ملامت کرتے ہوئے کہ جعفر تو شہید ہو جائیں اور تو دنیا میں مشغول رہے، آگے بڑھے اور جھنڈا لے کر قتال شروع کر دیا۔ انگلی میں زخم آیا وہ لٹک گئی انہوں نے پاؤں سے اس کی جڑ کو دبا کر ہاتھ کھینچا وہ الگ ہو گئی، اس کو پھینک دیا اور آگے بڑھے، اس کشمکش اور پریشانی کی حالت میں تھوڑا سا تردد بھی پیش آیا کہ نہ ہمت ساتھ دیتی ہے نہ طاقت لیکن اس تردد کو تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ اپنے دل کو خطاب کر کے کہا اے دل کس چیز کا اب اشتیاق باقی ہے جس کی وجہ سے تردد ہے، کیا بیوی کا ہے تو اس کو تین طلاق، یا غلاموں کا ہے تو وہ سب آزاد، یا باغ کا ہے تو وہ اللہ کے راستہ میں صدقہ، اس کے بعد چند شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے، قسم ہے اے دل تجھے اترنا ہوگا خوشی سے اتر یا ناگواری سے اتر جا، تو نے اطمینان کی زندگی گذار لی ہے، ایک زمانہ گذر گیا، سوچ تو کہ تو ایک نطفہ ہی ہے، دیکھ تو کافر لوگ مسلمانوں پر چڑھے آرہے ہیں، تجھے کیا ہوا کہ جنت

کو پسند نہیں کرتا۔ اگر تو قتل نہ ہوا تو ویسے بھی آخر مرے ہی گا۔ اس کے بعد گھوڑے سے اترے ان کے چچا زاد بھائی گوشت کا ایک ٹکڑا لائے کہ ذرا سا کھا لو، کمر سیدھی کر لو کئی دن سے کچھ نہیں کھایا۔ انہوں نے لے لیا، اتنے میں ایک جانب سے حملہ کی آواز آئی۔ اس گوشت کو پھینک دیا اور تلوار لے کر جماعت میں گھس گئے اور شہید ہونے تک تلوار چلاتے رہے۔

فائدہ: صحابہؓ کی پوری زندگی کا یہی نمونہ ہے، ان کا ہر قصہ دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کے شوق کا سبق دیتا ہے۔ صحابہ کرامؓ کا تو پوچھنا ہی کیا تابعین پر بھی یہی رنگ چڑھا ہوا تھا۔ ایک قصہ پر اس باب کو ختم کرتا ہوں جو دوسرے رنگ کا ہے۔ دشمن سے مقابلہ کے نمونے تو آپ دیکھ ہی چکے ہیں، اب حکومت کے سامنے کا منظر بھی دیکھ لیجئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ الْحَقِّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ بہترین جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہنا ہے[1]۔ حجاج کا ظلم و ستم دنیا میں مشہور ہے گو اس زمانہ کے بادشاہ باوجود ظلم و ستم کے دین کی اشاعت کا کام بھی کرتے تھے لیکن پھر بھی دیندار اور عادل بادشاہوں کے لحاظ سے وہ بدترین شمار ہوتے تھے، وہ اس وجہ سے لوگ ان سے بیزار تھے۔ سعید بن جبیرؒ نے بھی ابن اشعث کے ساتھ مل کر حجاج سے مقابلہ کیا۔ حجاج عبد الملک بن مروان کی طرف سے حاکم تھا۔ سعید بن جبیرؒ مشہور تابعی ہیں اور بڑے علماء میں سے ہیں، حکومت اور بالخصوص حجاج کو ان سے بغض و عداوت تھی اور ان کا مقابلہ کیا تھا اس لئے عداوت کا ہونا بھی ضروری تھا۔ مقابلہ میں حجاج ان کو گرفتار نہ کر سکا۔ شکست کے بعد چھپ کر مکہ مکرمہ چلے گئے، حکومت نے اپنے ایک خاص آدمی کو مکہ کا حاکم بنا کر پہلے حاکم کو اپنے پاس بلا لیا۔ اس نئے حاکم نے منبر پر خطبہ پڑھا جس کے اخیر میں عبد الملک بن مروان بادشاہ کا یہ حکم بھی سنایا کہ جو شخص سعید بن جبیرؒ کو ٹھکانا دے اس کی خیر نہیں ہے۔ اس کے بعد اس حاکم نے خود اپنی طرف سے بھی قسم کھائی کہ جس کے گھر سے وہ ملے گا اس کو قتل کیا جائے گا اور اس کے گھر نیز اس کے پڑوسیوں کے گھر کو بھی ڈھا دوں گا۔ غرض بڑی دقت سے مکہ کے حاکم نے ان کو گرفتار کر کے حجاج کے پاس بھیج دیا۔ اس کو غصہ نکالنے اور ان کو قتل کرنے

---

[1] خمیس ۵۔ حضرت سعید بن جبیرؒ و حجاج کی گفتگو

موقع پر قتل کیا سامنے بلایا اور پوچھا:

حجاج: تیرا نام کیا ہے؟

سعید: میرا نام سعید ہے۔

حجاج: کس کا بیٹا ہے؟

سعید: جبیر کا بیٹا ہوں۔ (سعید کا ترجمہ نیک بخت ہے اور جبیر کے معنی اصلاح کیا ہوا ہے، اگرچہ ناموں میں معنی اکثر مقصود نہیں ہوتے لیکن حجاج کو ان کے نام کا یہ مفہوم بھی پسند نہیں آیا۔)

حجاج: نہیں بلکہ تو شقی بن کسیر ہے (شقی کہتے ہیں بدبخت کو اور کسیر ٹوٹی ہوئی چیز)

سعید: میری والدہ میرا نام تجھ سے بہتر جانتی تھیں۔

حجاج: تو بھی بدبخت اور تیری ماں بھی بدبخت

سعید: غیب کا جاننے والا تیرے علاوہ کوئی اور ہے۔ (یعنی علام الغیوب)

حجاج: میں اب تجھ کو زندگی کے بدلے کیسا جہنم رسید کرتا ہوں۔

سعید: اگر میں یہ جانتا کہ یہ تیرے اختیار میں ہے تو تجھ کو معبود بنا لیتا۔

حجاج: حضور ﷺ کی نسبت تیرا کیا عقیدہ ہے۔

سعید: وہ رحمت کے نبی تھے اور اللہ کے رسول تھے جو بہترین نصیحت کے ساتھ دنیا کی طرف بھیجے گئے۔

حجاج: خلفاء کی نسبت تیرا کیا خیال ہے؟

سعید: میں ان پر وکیل نہیں ہوں۔ ہر شخص اپنے کیے کا ذمہ دار ہے۔

حجاج: میں ان کو برا کہتا ہوں یا اچھا؟

سعید: جس چیز کا مجھے علم نہیں میں اس میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ مجھے اپنا ہی حال معلوم ہے۔

حجاج: ان میں سب سے زیادہ پسندیدہ تیرے نزدیک کون ہے؟

سعید: جو سب سے زیادہ میرے مالک کو راضی کرنے والے تھے۔

بعض کتب میں لکھا ہے اس کے یہ جواب ہے کہ ان کے مدارج بعض کو بعض پر ترجیح دیتے ہیں۔

حجاج: سب سے زیادہ راضی رکھنے والا کون تھا؟

سعید: اس کو وہی جانتا ہے جو دلوں کے بھیدوں اور چھپے ہوئے رازوں سے واقف ہے۔

حجاج: حضرت علیؓ جنت میں ہیں یا دوزخ میں؟

سعید: اگر میں جنت اور جہنم میں جاؤں اور وہاں والوں کو دیکھ لوں تو بتا سکتا ہوں۔

حجاج: میں قیامت میں کیسا آدمی ہوں گا؟

سعید: میں اس سے کم ہوں کہ غیب پر مطلع کیا جاؤں۔

حجاج: تو مجھ سے سچ بولنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔

سعید: میں نے جھوٹ بھی نہیں کہا۔

حجاج: تو کبھی ہنستا کیوں نہیں؟

سعید: کوئی بات ہنسنے کی دیکھتا نہیں اور وہ شخص کیا ہنسے جو مٹی سے بنا ہو اور قیامت میں اس کو جانا ہو اور دنیا کے فتنوں میں دن رات رہتا ہو۔

حجاج: میں تو ہنستا ہوں۔

سعید: اللہ نے ایسے ہی مختلف طبیعتوں پر ہم کو بنایا ہے۔

حجاج: میں تجھے قتل کرنے والا ہوں۔

سعید: میری موت کا سبب پیدا کرنے والا اپنے کام سے فارغ ہو چکا۔

حجاج: میں اللہ کے نزدیک تجھ سے زیادہ محبوب ہوں۔

سعید: اللہ پر کوئی بھی جرأت نہیں کر سکتا، جب تک کہ اپنا مرتبہ معلوم نہ کر لے، اور غیب کی اللہ ہی کو خبر ہے۔

حجاج: میں کیوں جرأت نہیں کر سکتا کہ میں جماعت کے بادشاہ کے ساتھ ہوں اور تو باغیوں کی جماعت کے ساتھ ہے۔

سعید: میں جماعت سے علیحدہ نہیں ہوں اور فتنہ کو خود بھی پسند نہیں کرتا اور جو تقدیر ہے اس کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔

حجاج: ہم جو کچھ امیر المؤمنین کے لئے جمع کرتے ہیں اس کو کیسا سمجھتا ہے۔

سعید: میں نہیں جانتا کیا جمع کیا (حجاج نے سونا چاندی کپڑے وغیرہ منگا کر سامنے رکھ دیئے)

سعید: یہ چیز اچھی ہے اگر اپنی شرط کے موافق ہو۔

حجاج: شرط کیا ہے؟

سعید: کہ تو ان سے ایسی چیزیں خریدے جو بڑی گھبراہٹ کے دن یعنی قیامت کے دن امن پیدا کرنے والی ہوں جس دن ہر دودھ پلانے والی دودھ پیتے کو بھول جاوے گی اور حمل والی کا حمل گر جاوے گا اور آدمی کو بجز اچھی چیز کے کوئی چیز کام نہ دے گی

حجاج: تو ہم نے جو جمع کیا یہ اچھی چیز نہیں؟

سعید: تو نے جمع کیا ہے تو ہی اس کی اچھائی کو سمجھ سکتا ہے۔

حجاج: کیا تو ان میں سے کوئی چیز اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

سعید: میں صرف اس چیز کو پسند کرتا ہوں جس کو اللہ پسند کرے۔

حجاج: تیرے لئے ہلاکت ہو۔

سعید: ہلاکت اس شخص کے لئے ہے جو جنت سے ہٹا کر جہنم میں داخل کر دیا جاوے۔

حجاج: (دق ہو کر) بتا کہ میں تجھے کس طریقہ سے قتل کروں

سعید: جس طرح سے قتل ہونا اپنے لئے پسند ہو۔

حجاج: کیا تجھے معاف کر دوں؟

سعید: معافی اللہ کے یہاں کی معافی ہے تیرا معاف کرنا کوئی چیز بھی نہیں ہے۔ حجاج نے جلاد کو حکم دیا کہ اس کو قتل کر دو۔ سعید باہر لائے گئے اور ہنسے۔ حجاج کو اس کی اطلاع دی گئی پھر بلایا۔

حجاج: تو کیوں ہنسا؟

سعید: تیری اللہ پر جرأت اور اللہ تعالیٰ کے تجھ پر حلم سے۔

حجاج: میں اس کو قتل کرتا ہوں جس نے مسلمانوں کی جماعت میں تفریق کی۔ یہ کہہ کر جلاد سے خطاب کر کے کہا میرے سامنے اس کی گردن اڑا دو۔

سعید: میں دو رکعت نماز پڑھ لوں۔

نماز پڑھی اور پھر قبلہ رخ ہو کر اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ پڑھا یعنی میں نے اپنا منہ اس پاک ذات کی طرف کیا جس نے آسمان زمین بنائے ہیں سب طرف سے ہٹ کر ادھر متوجہ ہوا اور نہیں ہوں مشرکین میں سے۔

حجاج: اس کا منہ قبلہ سے پھیر دو اور نصاریٰ کے قبلہ کی طرف کر دو کہ انہوں نے بھی اپنے دین میں تفریق کی اور اختلاف پیدا کیا۔ چنانچہ فوراً آپ کا منہ پھیر دیا گیا۔

سعید: فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ الْكَافِیْ بِالسَّرَائِرِ جدھر تم منہ پھیرو ادھر بھی خدا ہے جو بھیدوں کا جاننے والا ہے۔

حجاج: اوندھا ڈال دو (یعنی زمین کی طرف منہ کر دو) ہم تو ظاہر پر عمل کرنے کے ذمہ دار ہیں۔

سعید: مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِیْهَا نُعِیْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ہم نے زمین ہی سے تم کو پیدا کیا اور اسی میں تم کو لوٹائیں گے اور اسی سے پھر دوبارہ تمہیں اٹھائیں گے۔

حجاج: اسے قتل کر دو۔

سعید: میں تجھے اس بات کا گواہ بناتا ہوں اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اس کو محفوظ رکھنا جب میں تجھ سے قیامت کے دن ملوں گا تو لے لوں گا۔ اس کے بعد وہ شہید کر دیئے گئے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ان کے انتقال کے بعد بدن سے خون بہت زیادہ نکلا جس

سے خون نکلنے پر حیرت ہوئی اپنے طبیب سے اس کی وجہ پوچھی اس نے کہا کہ ان کا دل بالکل مطمئن تھا اور قتل کا ذرا بھی خوف ان کے دل میں نہیں تھا اس لیے خون اپنی اصلی مقدار پر قائم رہا بخلاف اور لوگوں کے کہ خوف سے ان کا خون پہلے ہی خشک ہو جاتا ہے۔

فائدہ: اس قصہ کے سوال جواب میں کتب میں کمی زیادتی بھی ہے اور بعض سوال جواب نقل کیے گئے جنہیں نمونہ ہی دکھانا تھا اس لیے اسی پر اکتفا کیا گیا تابعین کے دور میں کثرت سے واقعات ہیں حضرت امام شافعیؒ امام مالکؒ امام احمد بن حنبلؒ وغیرہ حضرات نے بھی اسی کی وجہ سے بہت سی مشقتیں برداشت فرمائی ہیں۔ لیکن حق کو ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔

آٹھواں باب

علمی ولولہ

بڑی اصل دین اللہ تعالی کا علم ہے اور یہی سب کمالات کی بنیاد ہے جب تک وہ نہ ہو کچھ بھی نہیں اسی لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت بالخصوص ابتدائی زمانہ میں اگرچہ دین کے پھیلانے اور کفار سے جہاد کرنے میں مشغول تھی اور وہ کمی اتفاق سے یکسوئی کے ساتھ نہ تھے لیکن اس کے باوجود ان مشاغل کے ساتھ ان کا انہماک اور شوق و ولولہ علم میں جو کچھ تھا وہ علم قرآن و حدیث کا تھا جو ایک کھلی ہوئی چیز ہے اور جب کچھ فراغت ان حضرات کو میسر ہو گئی اور جماعت بڑھ گئی تو اللہ جل شانہ کی آیت کا نزول ہوا وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا

[illegible]

لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ۝ نازل ہوئی جس کا ترجمہ یہ ہے۔ مسلمانوں کو یہ نہ چاہیے کہ سب کے سب نکل کھڑے ہوں سو ایسا کیوں نہ کیا جاوے کہ ان کی ہر بڑی جماعت میں سے ایک چھوٹی جماعت جایا کرے تاکہ باقی ماندہ لوگ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرتے رہیں اور تاکہ وہ قوم کو جب وہ ان کے پاس واپس آئیں ڈرائیں تاکہ وہ احتیاط رکھیں۔ [1] حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں۔ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا اور اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا سے جو عموم معلوم ہوتا ہے اس کو وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَافَّةً نے منسوخ کر دیا۔ صحابہ کرامؓ کو حق تعالیٰ شانہٗ نے جامعیت عطا فرمائی تھی اور اس وقت کے لیے یہی چیز مناسب ہی ضروری تھی کہ وہی ایک مختصر سی جماعت دین کے سارے کام سنبھالنے والی تھی۔ مگر تابعین کے زمانہ میں جب اسلام پھیل گیا، مسلمانوں کی بڑی جماعت ہو گئی اور جمعیت ہو گئی نیز صحابہ کرامؓ جیسی جامعیت بھی باقی نہ رہی تو ہر ہر شعبۂ دین کے لیے پوری توجہ سے کام کرنے والے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائے۔ محدثین کی مستقل جماعت بننا شروع ہو گئی جس کا کام احادیث کا ضبط اور ان کا پھیلانا تھا۔ فقہاء کی علیحدہ جماعت ہوئی۔ صوفیاء، قراء، مجاہدین غرض دین کے ہر ہر شعبہ کو مستقل سنبھالنے والے پیدا ہو گئے۔ اس وقت کے لیے یہی چیز مناسب اور ضروری تھی کہ بدون اس کے ہر شعبہ میں کمال اور ترقی دشوار تھی اس لیے کہ ہر شخص تمام چیزوں میں انتہائی کمال پیدا کرے یہ بہت دشوار ہے۔ یہ حضرت حق تعالیٰ شانہٗ نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور بالخصوص سید الانبیاء علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ ہی کو عطا فرمائی تھی۔ اس لیے اس باب میں صحابہ کرام اور غیر صحابہ دونوں حضرات کے واقعات بھی ذکر کیے جاویں گے۔

فتوے کا کام کرنے والی جماعت کی فہرست

① اگرچہ صحابہ کرامؓ جہاد وغیرہ اہم مشاغل میں مشغول تھے۔ باوجود اس کے بھی علمی مشغلہ بھی ہر وقت ہوتا رہتا تھا اور ہر شخص بقدر وسعت جو کچھ حاصل کر لیتا تھا اس کو پھیلاتا تھا۔ لیکن ایک جماعت فتوے کے ساتھ مخصوص تھی جو حضور اقدس ﷺ کے زمانہ میں بھی فتوے دیا کرتی تھی۔ ان حضرات کے اسماء

---

[1] بیان القرآن

اُن میں حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ، اُبی بن کعبؓ، حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ، معاذ بن جبلؓ، عمار بن یاسرؓ، حذیفہؓ، سلمان فارسیؓ، زید بن ثابتؓ، ابو موسیٰؓ، ابو الدرداء رضی اللہ عنہم اجمعین۔

ف: یہ ان حضرات کے کمالِ علمی کی بات ہے کہ حضورؐ کی موجودگی میں یہ لوگ مفتی شمار کیے جاتے تھے۔

حضرت ابوبکرؓ کا احادیث کے مجموعہ کو جلا دینا ۲۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میرے باپ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پانسو احادیث کا ایک ذخیرہ جمع کیا تھا۔ ایک رات میں نے دیکھا کہ وہ بہت بے چین ہیں، کروٹیں بدل رہے ہیں۔ مجھے یہ حالت دیکھ کر بے چینی ہوئی۔ دریافت کیا کہ کوئی تکلیف ہے یا کوئی فکر کی بات سننے میں آئی ہے۔ غرض تمام رات اسی بے چینی میں گزری اور صبح کو فرمایا کہ وہ احادیث جو میں نے تیرے پاس رکھوا رکھی ہیں اٹھا لا۔ میں لے کر آئی۔ آپ نے ان کو جلا دیا۔ میں نے پوچھا کہ کیوں جلا دیا؟ ارشاد فرمایا: مجھے اندیشہ ہوا کہیں ایسا نہ ہو کہ میں مر جاؤں اور یہ میرے پاس ہوں، ان میں دوسرے آدمیوں کی سنی ہوئی روایتیں بھی ہیں کہ میں نے معتبر سمجھا ہو اور واقع میں وہ معتبر نہ ہوں اور ان کی روایت میں کوئی گڑبڑ ہو جس کا وبال مجھ پر ہو۔[۱]

ف: حضرت ابوبکر صدیقؓ کا یہ علمی کمال اور شغف تھا کہ انہوں نے پانسو حدیث کا ایک مجموعہ لکھا۔ مگر اس کے بعد اس کو جلا دینا یہ کمال احتیاط تھا۔ اکابر صحابہؓ کا عام طور سے یہی حال تھا، اسی وجہ سے اکثر صحابہؓ سے بہت کم روایتیں نقل کی جاتی ہیں۔ ہم لوگوں کو اس واقعہ سے سبق لینے کی ضرورت ہے جو منبروں پر بیٹھ کر بے دھڑک روایتیں بیان کر دیتے ہیں، حالانکہ حضرت ابوبکر صدیقؓ ہر وقت کے حاضر باش، سفر و حضر کے رفیق تھے۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ ہم میں بڑے عالم حضرت ابوبکرؓ تھے۔ حضرت نبی اکرم ﷺ کے وصال کے بعد جب بیعت کا قصہ پیش آیا اور حضرت ابوبکرؓ نے تقریر فرمائی تو کوئی آیت اور کوئی حدیث ایسی نہیں چھوڑی جو انصار کی فضیلت میں آئی ہو

---

[۱] تذکرۃ الحفاظ

اور حضرت ابوبکرؓ نے اپنی تقریر میں نہ فرمادی ہو، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ قرآن پاک پر کتنا عبور تھا اور احادیث کس قدر یاد تھیں مگر پھر بھی بہت کم روایتیں حدیث کی آپ سے منقول ہیں یہی راز ہے کہ حضرت امام اعظمؒ سے بھی حدیث کی روایتیں بہت کم نقل کی گئی ہیں۔

تبلیغ حضرت مصعب بن عمیرؓ

۲۔ مصعب بن عمیرؓ جن کا ایک قصہ ساتویں باب کے نمبر ۵ پر بھی گذر چکا ہے ان کو حضور اقدس ﷺ نے مدینہ منورہ کی اس جماعت کے ساتھ جو سب سے پہلے منیٰ کی گھاٹی میں مسلمان ہوئی تھی تعلیم اور دین کے سکھانے کے لیے بھیجا تھا۔ یہ مدینہ طیبہ میں ہر وقت تعلیم اور تبلیغ میں مشغول رہتے، لوگوں کو قرآن شریف پڑھاتے اور دین کی باتیں سکھلاتے تھے، اسعد بن زرارہؓ کے پاس ان کا قیام تھا، اور مقرئ (پڑھانے والا، مدرس) کے نام سے مشہور ہوگئے تھے۔ سعد بن معاذؓ اور اسید بن حضیرؓ یہ دونوں حضرات سرداروں میں سے تھے، ان کو یہ بات ناگوار ہوئی، سعدؓ نے اسیدؓ سے کہا کہ تم اسعد کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ ہم نے یہ سنا ہے کہ تم کسی پردیسی کو اپنے ساتھ لائے ہو، جو ہمارے ضعیف لوگوں کو بیوقوف بنانا چاہتا ہے وہ اسعد کے پاس گئے اور ان سے سختی سے یہ گفتگو کی۔ اسعدؓ نے کہا کہ تم ان کی بات سن لو، اگر تمہیں پسند آئے تو قبول کرلو اگر سننے کے بعد ناپسند ہو تو روکنے کا کوئی مضائقہ نہیں۔ اسیدؓ نے کہا کہ یہ انصاف کی بات ہے، سننے لگے حضرت مصعبؓ نے اسلام کی خوبیاں سنائیں اور کلام اللہ شریف کی آیتیں تلاوت کیں، حضرت اسیدؓ نے کہا کیا ہی اچھی باتیں ہیں اور کیا ہی بہتر کلام ہے جب تم اپنے دین میں کسی کو داخل کرتے ہو تو کس طرح داخل کرتے ہو، ان لوگوں نے کہا کہ نہاؤ پاک کپڑے پہنو اور کلمہ شہادت پڑھو، حضرت اسیدؓ نے اسی وقت سب کام کیے اور مسلمان ہوگئے، اس کے بعد یہ سعد کے پاس گئے اور ان کو بھی اپنے ہمراہ لائے، ان سے بھی یہی گفتگو ہوئی سعد بن معاذؓ بھی مسلمان ہوگئے اور مسلمان ہوتے ہی اپنی قوم بنو عبدالاشہل کے پاس گئے ان سے جاکر کہا کہ تم لوگوں کی نگاہ میں کیسا آدمی ہوں، انہوں نے کہا کہ ہم میں سب سے افضل اور بہتر ہو، اس پر سعدؓ نے کہا کہ مجھے تمہارے مردوں اور عورتوں سے کلام حرام ہے جب تک تم مسلمان نہ ہو جاؤ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لے آؤ، ان کے اس کہنے سے قبیلہ

[illegible] حضرت عثمانؓ [illegible] ہو گئے اور حضرت مصعبؓ ان کو [illegible] دینے بیٹھ [illegible]
[illegible]

ف: [illegible] یہ معمول تھا کہ جو شخص نیا مسلمان ہوتا وہ مستقل ایک صحابی کے سپرد ہوتا [illegible] قرآن کی تعلیم اس کا پیشہ اور دوسروں تک پہنچانا ان کی زندگی کا [illegible] نہ کھیتی نہ تجارت نہ پیشہ نہ ملازمت۔

[illegible] حضرت اُبی بن کعبؓ مشہور صحابہ اور مشہور قاریوں میں ہیں [illegible] حتی کہ عرب میں لکھنے کا عام دستور نہیں تھا، اسلام [illegible] لیکن یہ لکھنے سے واقف تھے۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] قرآن شریف کے بڑے ماہر تھے، ان لوگوں [illegible] حضور کی زندگی ہی میں تمام قرآن شریف حفظ کر لیا تھا۔ حضور کا ارشاد [illegible] اُبی بن کعبؓ ہیں۔ تہجد میں آٹھ راتوں میں قرآن پاک [illegible] ایک مرتبہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ اللہ جل شانہ نے مجھے ارشاد فرمایا [illegible] عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے میرا نام لے کر کہا، [illegible] یہ سن کر فرطِ خوشی سے رونے لگے۔ ع

ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اس محفل میں ہے

[illegible] مدینہ طیبہ علم حاصل کرنے کے لیے حاضر ہوا تو مسجد [illegible] تھے اور شاگردوں کے حلقے متفرق طور پر [illegible] ان حلقوں پر گذرتا ہوا ایک حلقہ پر پہنچا جس [illegible] کے ساتھ دو کپڑے بدن پر ڈالے ہوئے بیٹھے [illegible] سے دریافت کیا کہ یہ کون بزرگ ہیں، بتایا کہ حضرت [illegible] جب حدیث سے فارغ ہو [illegible] خستہ حالت نہایت

[illegible]

معمولی سامان، زاہدانہ زندگی۔ حضرت ابیؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اقدسؐ نے میرا امتحان لیا، ارشاد فرمایا کہ قرآن شریف میں سب سے بڑی آیت در برکت اور فضل کے اعتبار سے کون سی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ حضورؐ نے دوبارہ سوال فرمایا مجھے ادب مانع ہوا۔ میں نے پھر وہی جواب دیا۔ تیسری مرتبہ پھر ارشاد فرمایا۔ میں نے عرض کیا آیۃ الکرسی۔ حضورؐ خوش ہوئے اور فرمایا، اللہ تجھے تیرا علم مبارک کرے۔ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا رہے تھے، ایک آیت چھوٹ گئی۔ حضرت ابیؓ نے نماز میں لقمہ دیا۔ حضورؐ نے نماز کے بعد ارشاد فرمایا کہ کس نے بتایا، حضرت ابیؓ نے عرض کیا، میں نے بتایا تھا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا، میرا بھی یہ گمان تھا کہ تم نے ہی بتایا ہوگا۔[1]

فائدہ: یہ حضرت ابیؓ باوجود اس علمی شغف اور قرآن پاک کی مخصوص خدمات کے حضورؐ کے ساتھ ہر غزوہ میں شریک ہوئے ہیں۔ حضورؐ کا کوئی جہاد ایسا نہیں جس میں ان کی شرکت نہ ہوئی ہو۔

حضرت حذیفہؓ کا اہتمام فتن

۵ حضرت حذیفہؓ مشہور صحابی ہیں، صاحب السرّ ان کا لقب ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین اور فتنوں کا علم ان کو بتا دیا تھا، کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضورؐ نے قیامت تک جتنے فتنے آنے والے ہیں سب کی خبر دے دی تھی؛ کوئی ایسا فتنہ جس میں تین سو آدمیوں کے بقدر لوگ شریک ہوں حضورؐ نے نہیں چھوڑا بلکہ اس فتنہ کا حال، اس کے قائد کا حال مع اس کے نام، اس کی ماں کا نام، اس کے باپ کا نام اس کے قبیلہ کا نام صاف صاف بتا دیا تھا۔ حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ لوگ حضورؐ سے خیر کی باتیں دریافت کیا کرتے تھے اور میں برائی کی باتیں دریافت کیا کرتا تھا تاکہ اس سے بچا جائے۔ ایک مرتبہ میں نے دریافت کیا، یا رسول اللہ یہ خیر و خوبی جس پر آجکل آپ کی برکت سے ہم لوگ ہیں اس کے بعد بھی کوئی برائی آنے والی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا، ہاں برائی آنے والی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اس برائی کے بعد پھر بھلائی لوٹ کر آئے گی یا نہیں، حضورؐ نے

---

[1] لہ [illegible] مسند احمد

فرمایا کہ حذیفہؓ! اللہ کا کلام پڑھو اور اس کے معانی پر غور کرو، اس کے احکام کی اتباع کرو۔ مجھے فکر سوار تھا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس برائی کے بعد بھلائی ہوگی۔ حضورؐ نے فرمایا ہاں کچھ بھلائی ہو گی لیکن دل ایسے نہیں ہوں گے جیسے پہلے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس بھلائی کے بعد برائی ہوگی۔ حضورؐ نے فرمایا، ہاں ایسے لوگ پیدا ہو جائیں گے جو آدمیوں کو گمراہ کریں گے اور جہنم کی طرف لے جائیں گے۔ میں نے عرض کیا کہ اگر میں اس زمانہ کو پاؤں تو کیا کروں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ اگر مسلمانوں کی کوئی متحدہ جماعت ہو اور ان کا کوئی بادشاہ ہو تو اس کے ساتھ ہو جاؤ ورنہ ان سب فرقوں کو چھوڑ کر ایک کونہ میں علیحدہ بیٹھ جاؤ یا کسی درخت کی جڑ میں جا کر بیٹھ جاؤ اور مرنے تک وہیں بیٹھے رہو۔ چونکہ ان سب منافقوں کا حال حضورؐ نے بتلا دیا تھا اس لیے حضرت عمرؓ ان سے دریافت فرمایا کرتے تھے کہ میرے حکام میں کوئی منافق تو نہیں۔ ایک مرتبہ انہوں نے بتایا کہ ایک منافق ہے لیکن میں نام نہیں بتاؤں گا۔ حضرت عمرؓ نے اس کو معزول کر دیا، غالباً اپنی فراست سے پہچان لیا ہو گا۔ جب کوئی شخص مر جاتا تو حضرت عمرؓ تحقیق فرماتے کہ حذیفہؓ اس کے جنازہ میں شریک ہیں یا نہیں۔ اگر حذیفہؓ شریک ہوتے تو حضرت عمرؓ بھی نماز پڑھتے، ورنہ وہ بھی نہ پڑھتے۔ حضرت حذیفہؓ جب انتقال فرمانے لگے تو نہایت گھبراہٹ اور بے چینی میں رو رہے تھے، لوگوں نے دریافت کیا تو فرمایا کہ دنیا کے چھوٹنے پر نہیں رو رہا ہوں بلکہ موت تو مجھے محبوب ہے البتہ اس پر رو رہا ہوں کہ مجھے اس کی خبر نہیں کہ میں اللہ کی ناراضی پر جا رہا ہوں یا خوشنودی پر۔ اس کے بعد کہا کہ یہ میری دنیا کی آخری گھڑی ہے یا اللہ تجھے معلوم ہے کہ مجھے تجھ سے محبت ہے اس لیے اپنی ملاقات میں برکت عطا فرمائے۔

(۹) حضرت ابوہریرہؓ کا احادیث کو حفظ کرنا حضرت ابوہریرہؓ نہایت مشہور اور جلیل القدر صحابی ہیں۔ اتنی کثرت سے حدیثیں ان سے نقل ہیں کہ کسی دوسرے صحابی سے اتنی زیادہ نقل نہیں ہیں۔ اس پر لوگوں کو تعجب ہوتا ہے کہ ۷ھ میں مسلمان ہو کر تین برس کے بعد ہی حضور اقدسؐ کا وصال ہو گیا۔ اتنی قلیل مدت میں اتنی کثرت سے روایات کیسے ہوتی

[illegible]

سے اتنی زیادہ حدیثیں کیسے، وہ خود حضرت ابوہریرہؓ اس کی وجہ بتاتے ہیں، فرماتے ہیں کہ لوگ کہتے ہیں کہ ابوہریرہؓ بہت روایتیں نقل کرتے ہیں، میرے مہاجر بھائی تجارت پیشہ تھے بازاروں میں آنا جانا پڑتا تھا اور میرے انصاری بھائی کھیتی کا کام کرتے تھے اُن کی مشغولی ان کو رہتی تھی اور ابوہریرہؓ اصحابِ صُفّہ کے مساکین میں سے ایک مسکین تھا جو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں جو کچھ کھانے کو مل جاتا اس پر قناعت کیے پڑا رہتا تھا، ایسے اوقات میں موجود ہوتا تھا جس میں وہ نہیں ہوتے تھے اور ایسی چیزیں یاد کر لیتا تھا جن کو وہ یاد نہیں کر سکتے تھے۔ ایک مرتبہ میں نے حضورؐ سے حافظہ کی شکایت کی، حضورؐ نے فرمایا چادر بچھاؤ، میں نے چادر بچھائی حضورؐ نے دونوں ہاتھوں سے اس میں کچھ اشارہ فرمایا، اس کے بعد فرمایا اس چادر کو ملا لے، میں نے اپنے سینہ سے ملا لیا، اس کے بعد سے کوئی چیز نہیں بھولا۔[1]

فائدہ: اصحابِ صُفّہ وہ لوگ کہلاتے ہیں جو حضورِ اقدسؐ کی گویا خانقاہ کے رہنے والے تھے، ان حضرات کے اخراجات کا کوئی ذریعہ نہیں تھا گویا حضورؐ کے مہمان تھے، جو کہیں سے کچھ ہدیہ یا صدقہ حضورؐ کے یہاں آتا اس پر ان کا زیادہ تر گذر تھا، حضرت ابوہریرہؓ بھی ان ہی لوگوں میں تھے، بسا اوقات کئی کئی وقت فاقے کے گزر جاتے تھے، بعض اوقات بھوک کی وجہ سے جنون کی سی حالت ہو جاتی تھی جیسا کہ تیسرے باب کے قصہ ۳ میں گذرا، لیکن اس کے باوجود احادیث کا کثرت سے یاد کرنا ان کا مشغلہ تھا جس کی بدولت آج سب سے زیادہ احادیث انہی کی بتائی جاتی ہیں۔ ابن جوزیؒ نے تلقیح میں لکھا ہے کہ ۵۳۷۴ حدیثیں ان سے مروی ہیں، ایک مرتبہ حضرت ابوہریرہؓ نے جنازہ کے متعلق ایک حدیث بیان کی کہ حضورِ اقدسؐ کا ارشاد ہے کہ جو شخص جنازہ کی نماز پڑھ کر واپس آ جائے اسے ایک قیراط ثواب ملتا ہے اور جو دفن تک شریک رہتا ہے اسے دو قیراط ثواب ملتا ہے اور ایک قیراط کی مقدار احد کے پہاڑ سے بھی زیادہ ہے، حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو اس حدیث میں کچھ تردد ہوا، انہوں نے فرمایا ابوہریرہؓ

---

[1] بخاری

[illegible] ہو گئیں [illegible] حضرت عائشہؓ کے پاس گئے اور جا کر عرض کیا کہ میں آپ کو [illegible] پوچھتا ہوں [illegible] کی حدیث آپ نے حضورؐ سے سنی۔ انہوں نے فرمایا، [illegible] فرماتے تھے [illegible] حضورؐ کے زمانہ میں [illegible] بات میں کوئی دقت [illegible] تو حضورؐ کے دربار میں پڑا رہتا تھا [illegible] کوئی [illegible] کوئی بات [illegible] حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا بیشک [illegible] زیادہ [illegible] تھے اور احادیث کو زیادہ جانتے [illegible] ان کے ساتھ [illegible] روزانہ [illegible] پڑھتے ہوں اور ایک [illegible] ان کے [illegible] ہوتی تھی۔ رات کو اس وقت تک نہیں سوتے تھے [illegible] کے ساتھ [illegible] کر لیتے تھے (مستدرک)

[illegible] قرآن [illegible]۔ حضورؐ کے وصال کے بعد مسیلمہ کذاب کا [illegible] زیادہ [illegible] عرب میں [illegible] زور شور سے [illegible] اس کو [illegible] تقویت پہنچی۔ حضرت ابو بکرؓ نے اس سے لڑائی [illegible] اسلام [illegible] ہوئی اور مسیلمہ قتل ہوا لیکن اس لڑائی میں صحابہ [illegible] ایک بڑی جماعت شہید ہو گئی بالخصوص قرآن پاک کے حافظوں کی ایک بڑی جماعت شہید ہوئی۔ حضرت عمرؓ حضرت امیر المومنین ابو بکر صدیقؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور [illegible] حافظوں کی جماعت شہید ہو گئی۔ اگر اسی طرح دو ایک لڑائیوں میں [illegible] قرآن [illegible] ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہے اس لیے اس کو [illegible] جمع کرا دیا جائے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا، ایسے کام کی کیسے جرأت [illegible] حضورؐ نے نہیں کیا۔ حضرت عمرؓ اس پر اصرار فرماتے رہے اور ضرورت کا [illegible] حضرت ابو بکر صدیقؓ کی رائے بھی موافق ہو گئی تو حضرت زید بن ثابتؓ [illegible] بلایا۔ زید کہتے ہیں کہ میں حضرت ابو بکر صدیقؓ [illegible] تو حضرت عمرؓ بھی تشریف رکھتے تھے۔ حضرت ابو بکرؓ نے اول اپنی

[illegible]

اور حضرت عمرؓ کی ساری گفتگو نقل فرمائی اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ تم جوان ہو اور دانشمند ہو تم پر کسی قسم کی بدگمانی بھی نہیں اور ان سب باتوں کے علاوہ یہ کہ خود حضورِ اقدسؐ کے زمانہ میں بھی تم وحی کے لکھنے پر مامور رہ چکے ہو، اس لیے اس کام کو تم کرو، لوگوں کے پاس سے قرآن پاک جمع کرو اور اس کو ایک جگہ نقل کر دو، زید کہتے ہیں کہ خدا کی قسم اگر مجھے یہ حکم فرماتے کہ فلاں پہاڑ کو توڑ کر اِدھر سے اُدھر منتقل کر دو تو یہ حکم بھی میرے لیے قرآن پاک جمع کرنے کے حکم سے سہل تھا۔ میں نے عرض کیا کہ آپ حضرات ایسا کام کس طرح کر رہے ہیں جس کو حضورؐ نے نہیں کیا، وہ حضرات مجھے سمجھاتے رہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے زیدؓ سے کہا کہ اگر تم عمرؓ کی موافقت کرو تو میں اس کا حکم دوں اور نہیں تو پھر میں بھی ارادہ نہ کروں زید بن ثابتؓ کہتے ہیں کہ طویل گفت گو کے بعد حق تعالیٰ شانہٗ نے میرا بھی اسی جانب صدر فرما دیا کہ قرآن پاک لکھا جمع کیا جائے، چنانچہ میں نے تعمیل ارشاد میں لوگوں کے پاس جو قرآن شریف متفرق طور پر لکھا ہوا تھا اور جو ان حضرات صحابہ کرام کے سینوں میں بھی محفوظ تھا سب کو تلاش کرکے جمع کیا۔

فائدہ: اس قصہ میں اول تو ان حضرات کے اتباع کا اہتمام معلوم ہوتا ہے کہ پہاڑ کا منتقل کرنا ان کے لیے اس سے سہل تھا کہ کوئی ایسا کام کیا جائے جس کو حضورؐ نے نہیں کیا، اس کے بعد کلام پاک کا جمع کرنا جو دین کی اصل ہے، اللہ نے انہی حضرات کے ہاتھوں میں رکھا تھا، پھر حضرت زیدؓ نے اتنا اہتمام اس کے جمع فرمانے میں کیا کہ کوئی آیت بغیر لکھی ہوئی نہیں لیتے تھے، جو حضور اقدسؐ کے زمانہ کی لکھی ہوئی تھیں ان ہی سے جمع کرتے تھے اور حفاظ کے سینوں سے اس کا مقابلہ کرتے تھے اور چونکہ تمام قرآن شریف متفرق جگہوں میں لکھا ہوا تھا۔ اس لیے اس کی تلاش میں گو محنت ضرور کرنی پڑی مگر سب مل گیا، ابی بن کعبؓ جن کو خود حضورؐ نے قرآن پاک کا سب سے زیادہ ماہر بتایا، ان کی اعانت کرتے تھے۔ اس محنت سے کلام اللہ شریف کو ان حضرات نے سب سے پہلے جمع فرمایا۔

حضرت ابن مسعودؓ کی احتیاط روایتِ حدیث میں

۸۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ بڑے مشہور

حضرات صحابہ میں ہیں اور ان حضرات میں شمار ہوتے ہیں جو فتوے کے مالک تھے۔ ابتدائے اسلام ہی میں مسلمان ہوگئے تھے اور حبشہ کی ہجرت بھی کی تھی۔ تمام غزوات میں حضورؐ کے ساتھ شریک رہے۔ حضورؐ کے خادم خاص ہونے کی وجہ سے صَاحِبُ النَّعْل، صَاحِبُ الْوِسَادَة، صَاحِبُ الْمِطْهَرَة یعنی جوتے والے، تکیہ والے، وضو کے پانی والے، یہ القاب بھی ان کے ہیں، اس لیے کہ حضورؐ کی یہ خدمات اکثر ان کے سپرد رہتی تھیں۔ حضورؐ کا ان کے بارے میں یہ بھی ارشاد ہے کہ اگر میں کسی کو بغیر مشورہ کے امیر بناؤں تو عبداللہ بن مسعودؓ کو بناؤں۔ حضورؐ کا یہ بھی ارشاد تھا کہ تمہیں ہر وقت میرے گھر میں آنے کی اجازت ہے۔ حضورؐ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ جس شخص کو قرآن شریف بالکل ایسا ہی پڑھنا ہو جس طرح سے اترا ہے تو عبداللہ بن مسعودؓ کے طریقہ کے مطابق پڑھے۔ حضورؐ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ ابن مسعودؓ جو حدیث تم سے بیان کریں اسکو سچ سمجھو۔ ابو موسیٰ اشعریؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگ جب یمن سے آئے تو ایک زمانہ تک ابن مسعودؓ کو اہل بیت سے سمجھتے رہے اس لیے کہ آنے کی کثرت سے ان کی اور ان کی والدہ کی آمد و رفت حضورؐ کے گھر میں ایسی تھی جیسی گھر کے آدمیوں کی ہوتی ہے۔ لیکن ان سب باتوں کے باوجود ابو عمرو شیبانی کہتے ہیں کہ میں ایک سال تک ابن مسعودؓ کے پاس رہا میں نے کبھی ان کو حضورؐ کی طرف منسوب کرکے بات کرتے نہیں سنا۔ لیکن کبھی اگر حضورؐ کی طرف کوئی بات منسوب کرتے تھے تو بدن پر کپکپی آجاتی تھی۔ عمرو بن میمونؒ کہتے ہیں کہ میں ہر جمعرات کو ایک سال تک ان کے پاس آتا رہا میں نے کبھی حضورؐ کی طرف نسبت کرکے بات کرتے نہیں سنا۔ ایک مرتبہ حدیث بیان فرماتے ہوئے زبان پر یہ جاری ہوگیا کہ حضورؐ نے یہ ارشاد فرمایا تو بدن کانپ گیا، آنکھوں میں آنسو بھر آئے، پیشانی پر پسینہ آگیا، رگیں پھول گئیں اور فرمایا انشاء اللہ یہی فرمایا تھا یا اس کے قریب قریب تھا یا اس سے کچھ زیادہ یا اس سے کم۔

ف: یہ تھی ان حضرات صحابہ کرامؓ کی احتیاط حدیث شریف کے بارہ میں اس خوف سے کہ [illegible] جو شخص جان بوجھ کر جھوٹ میری طرف نقل کرے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے اس

[illegible] مسند احمد

خوف کی وجہ سے یہ حضرات باوجودیکہ ان کی حضورؐ کے ارشادات اور حالات ہی سے بنتی تھی مگر یہ نہیں کہتے تھے کہ حضورؐ کا یہ ارشاد ہے کہ خدانخواستہ جھوٹ نہ نکل جائے، اس کے برعکس ہم اپنی حالت دیکھتے ہیں کہ بے دھڑک بے تحقیق حدیث نقل کر دیتے ہیں اور ذرا بھی نہیں جھجکتے، حالانکہ حضورؐ کی طرف منسوب کر کے بات کا نقل کرنا بڑی سخت ذمہ داری ہے۔ فقہ حنفی بھی عبداللہ بن مسعودؓ سے زیادہ تر لیا گیا ہے۔

۹- حضرت ابو الدرداءؓ کے پاس حدیث کے لیے جانا

کثیر بن قیس کہتے ہیں کہ میں حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس دمشق کی مسجد میں بیٹھا ہوا تھا، ایک شخص ان کی خدمت میں آئے اور کہا کہ میں مدینہ منورہ سے صرف ایک حدیث کی وجہ سے آیا ہوں، میں نے سنا ہے کہ وہ آپ نے حضور اقدسؐ سے سنی ہے، ابو الدرداءؓ نے پوچھا کوئی اور تجارتی کام نہیں تھا، انھوں نے کہا نہیں، ابو الدرداءؓ نے پھر پوچھا کہ کوئی دوسری غرض تو نہیں تھی کہا نہیں، صرف حدیث ہی معلوم کرنے کے لیے آیا ہوں، ابو الدرداءؓ نے فرمایا کہ میں نے حضورؐ سے سُنا ہے کہ جو شخص کوئی راستہ علم حاصل کرنے کے لیے چلتا ہے حق تعالیٰ شانہٗ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان فرما دیتے ہیں اور فرشتے اپنے پر طالب علم کی خوشنودی کے لیے بچھا دیتے ہیں اور طالب علم کے لیے آسمان زمین کے رہنے والے استغفار کرتے ہیں حتیٰ کہ مچھلیاں جو پانی میں رہتی ہیں وہ بھی استغفار کرتی ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسا کہ چاند کی فضیلت تمام ستاروں پر ہے اور علماء انبیاء کے وارث ہیں، انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کسی دینار درہم کا وارث نہیں بناتے بلکہ علم کا وارث بناتے ہیں، جو شخص علم حاصل کرتا ہے وہ ایک بڑی دولت حاصل کرتا ہے۔

فائدہ: حضرت ابو الدرداءؓ فقہائے صحابہ میں ہیں، حکیم الامت کہلاتے ہیں، فرماتے ہیں کہ حضورؐ کی نبوت کے وقت میں تجارت کیا کرتا تھا، میں نے مسلمان ہونے کے بعد چاہا کہ تجارت اور عبادت دونوں کو جمع کر دوں مگر دونوں جمع نہ ہو سکیں تو میں نے تجارت چھوڑ دی، اب میرا دل یہ بھی گوارا نہیں کرتا کہ مسجد کے دروازہ ہی پر دکان ہو جس کی وجہ

ل ابن ماجہ

[illegible] ہوا ، اور نہ [illegible] دنیا کا [illegible] ان سب کو [illegible] کہ [illegible] کی تجارت سے یوں نفع ہوتے کہ [illegible] تھے اور اتنا نفع ہوتا [illegible] ہیں [illegible] پسند نہیں کرتے فرمایا حساب تو دینا ہی پڑے گا ، [illegible] فرماتے ہیں کہ [illegible] موت سے محبت ہے اپنے مرنے سے [illegible] سے [illegible] محبت ہے [illegible] کے واسطے اور بیماری سے محبت ہے گناہ [illegible]

[illegible] ایک حدیث کی خاطر اتنا طویل سفر کیا ہے ، ان حضرات کے [illegible] کے لئے سفر کرنا کچھ اچنبھا نہیں تھا ، ایک ایک حدیث سننے اور [illegible] کرلینا ان حضرات کو بہت سہل تھا ، شعبی ایک [illegible] والے ہیں ، اپنے کسی شاگرد کو ایک مرتبہ حدیث سنائی [illegible] ورنہ اس سے کم کے لئے بھی مدینہ منورہ کا سفر کرنا پڑتا [illegible] حدیث [illegible] مدینہ طیبہ ہی تھا ، [illegible] شغف رکھنے والے حضرات بڑے بڑے [illegible] فرماتے تھے [illegible] سعید بن المسیب جو ایک مشہور تابعی ہیں کہتے ہیں کہ [illegible] حدیث کی خاطر راتوں اور دنوں پیدل چلا ہوں ، امام بخاری [illegible] [illegible] گیارہ سال کی عمر میں حدیث پڑھنا شروع کی تھی . [illegible] تصنیف بچپن ہی میں شروع کردی تھیں ، اپنے شہر [illegible] جتنی احادیث [illegible] کرلینے کے بعد [illegible] میں سفر شروع کیا ، والد کا انتقال ہوچکا تھا اس [illegible] سفر میں ساتھ تھیں ، اس کے بعد حج ، بغداد ، مکہ مکرمہ ، بصرہ ، کوفہ ، شام [illegible] شہروں میں گئے اور ہر جگہ سے ذخیرہ حدیث کا حاصل فرمایا ، [illegible] حدیث [illegible] گئے تھے کہ منہ پر داڑھی کا ایک بال بھی نہ نکلا تھا . [illegible] برس کی عمر تھی جب میں نے صحابہ اور تابعین کے فیصلے تصنیف کیے [illegible] کہتے ہیں [illegible] لوگوں کے ساتھ استاد کے پاس جایا

[illegible]

کرتے۔ ہم لوگ لکھتے اور بخاری ویسے ہی واپس آجاتے۔ ہم نے کئی روز گذر جانے پر ان سے کہا کہ تم وقت ضائع کرتے ہو، چپ ہو گئے، جب کئی مرتبہ کہا تو کہنے لگے کہ تم نے دق ہی کر دیا۔ لاؤ تم نے کیا لکھا۔ ہم نے اپنا مجموعۂ احادیث نکالا جو پندرہ ہزار حدیثوں سے زیادہ مقدار میں تھا، انہوں نے اس سب کو حفظ سنا دیا۔ ہم دنگ رہ گئے۔

حضرت ابن عباسؓ کا انصاری کے پاس جانا ۱۰۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ کے وصال کے بعد میں نے ایک انصاری سے کہا کہ حضورؐ کا تو وصال ہو گیا، ابھی تک صحابہ کرامؓ کی ایک بڑی جماعت موجود ہے آؤ ان سے پوچھ پوچھ کر مسائل یاد کریں۔ ان انصاری نے کہا کیا ان صحابہؓ کرام کی جماعت کے ہوتے ہوئے بھی لوگ تم سے مسئلہ پوچھنے آئیں گے۔ غرض ان صاحب نے تو ہمت کی نہیں میں مسائل کے پیچھے پڑ گیا اور جن صاحب کے متعلق بھی مجھے علم ہوتا کہ فلاں حدیث انہوں نے حضورؐ سے سنی ہے ان کے پاس جاتا، اور تحقیق کرتا۔ مجھے مسائل کا بہت بڑا ذخیرہ انصار سے ملا۔ بعض لوگوں کے پاس جاتا تو معلوم ہوتا کہ وہ سو رہے ہیں تو اپنی چادر وہیں چوکھٹ پر رکھ کر انتظار میں بیٹھ جاتا۔ گو ہوا سے منہ اور بدن پر مٹی بھی پڑتی رہتی مگر میں وہیں بیٹھا رہتا۔ جب وہ اٹھتے تو جس بات کو معلوم کرنا ہوتا وہ دریافت کرتا، وہ حضرات کہتے بھی کہ تم نے حضورؐ کے چچا زاد بھائی ہو کر کیوں تکلیف کی مجھے بلا لیتے مگر میں کہتا کہ میں علم حاصل کرنے والا ہوں اس لیے میں ہی حاضر ہونے کا زیادہ مستحق تھا۔ بعض حضرات پوچھتے کہ تم کب سے بیٹھے ہو۔ میں کہتا بہت دیر سے، وہ کہتے کہ تم نے برا کیا، ہمیں اطلاع کر دیتے۔ میں کہتا میرا دل نہ چاہا کہ تم میری وجہ سے اپنی ضروریات سے فارغ ہونے سے پہلے آؤ۔ حتیٰ کہ ایک وقت میں یہ نوبت آئی کہ لوگ علم حاصل کرنے کے لیے میرے پاس جمع ہونے لگے، تب ان انصاری صاحب کو بھی قلق ہوا، کہنے لگے کہ یہ لڑکا ہم سے زیادہ ہوشیار تھا[1]

فائدہ: یہی چیز تھی جس نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ[2] کو اپنے وقت میں حبر امت اور بحر علم کا لقب دلوایا، جب ان کا وصال ہوا تو طائف میں تھے حضرت

---

[1] دارمی [2] مختلف علمی کارنامے

علیؓ کے صاحبزادے محمدؒ نے جنازہ کی نماز پڑھائی اور فرمایا کہ اس اُمت کا امام ربانی آج رخصت ہو گیا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ ابن عباسؓ آیتوں کے شان نزول جاننے میں سب سے ممتاز ہیں۔ حضرت عمرؓ ان کو علماء کی ممتاز صف میں جگہ دیتے تھے یہ سب کچھ اسی جانفشانی کا ثمرہ تھا، ورنہ اگر یہ صاحبزادگی کے زعم میں رہتے تو یہ مراتب کیسے حاصل ہوتے۔ خود آقائے نامدار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جن سے علم حاصل کرو ان کے ساتھ تواضع سے پیش آؤ۔ بخاری میں مجاہدؒ سے نقل کیا کہ جو شخص پڑھنے میں حیا کرے یا تکبر کرے وہ علم حاصل نہیں کر سکتا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے مجھ کو ایک حرف بھی پڑھا دیا میں اس کا غلام ہوں خواہ وہ مجھے آزاد کر دے یا بیچ دے۔ یحییٰ بن کثیرؒ کہتے ہیں کہ علم تن پروری کے ساتھ حاصل نہیں ہوتا۔ امام شافعیؒ کا ارشاد ہے کہ جو شخص علم کو عزت نفس اور استغناء کے ساتھ حاصل کرے وہ کامیاب نہیں ہو سکتا۔ ہاں جو ذلت نفس اور تنگدستی کے ساتھ حاصل کرنا چاہے وہ کامیاب ہو سکتا ہے۔ مغیرہؒ کہتے ہیں کہ ہم لوگ اپنے استاد ابراہیمؒ سے ایسے ڈرتے تھے جیسا کہ بادشاہ سے ڈرا کرتے ہیں۔ یحییٰ بن معینؒ بہت بڑے محدث ہیں۔ امام بخاریؒ ان کے متعلق فرماتے ہیں کہ محدثین کا جتنا احترام یحییٰؒ کرتے تھے اتنا کسی دوسرے کو کرتے میں نے نہیں دیکھا۔ امام ابویوسفؒ کہتے ہیں کہ میں نے بزرگوں سے سنا ہے کہ جو استاد کی قدر نہیں کرتا وہ کامیاب نہیں ہوتا۔

ف: اس قصہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے اساتذہ کے ساتھ تواضع اور انکساری ظاہر ہے اس کے ساتھ ہی علم کا شغف اور اہتمام بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کے پاس کسی حدیث کا ہونا معلوم ہوتا فوراً جاتے اس کو حاصل فرماتے خواہ اس میں کتنی ہی محنت اٹھانی پڑتی۔ در حقیقت یہ ہے کہ بے محنت اور مشقت کے تو دنیا کی معمولی سی چیز بھی حاصل نہیں ہوتی اور یہ تو سب سے افضل ہے۔ مَنْ طَلَبَ الْعُلٰی سَهِرَ اللَّیَالِیْ جو شخص بلند مرتبوں کا طالب ہوتا ہے راتوں کو جاگا کرتا ہے۔ حارث بن یزیدؒ، ابن شبرمہؒ، قعقاعؒ، مغیرہؒ یہ چاروں حضرات عشاء کی نماز کے بعد علمی بحث شروع کرتے تو صبح کی اذان تک ایک بھی جدا نہ ہوتا۔ لیث بن سعدؒ کہتے ہیں کہ امام زہریؒ عشاء کے بعد باوضو بیٹھ کر حدیث کا سلسلہ

شروع فرماتے تو صبح کر دیتے[1]

دراوردی کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ کو میں نے دیکھا کہ مسجد نبوی میں عشاء کے بعد ایک مسئلہ میں بحث شروع فرماتے اور وہ بھی اس طرح کہ نہ کوئی طعن و تشنیع ہوتی نہ تغلیط، اور اسی حالت میں صبح ہو جاتی اور اسی جگہ صبح کی نماز پڑھتے[2]

ابن فراتؒ ایک مشہور محدث ہیں، جب انتقال ہوا تو اٹھارہ صندوق کتابوں کے چھوڑے جن میں سے اکثر خود اپنے قلم کی لکھی ہوئی تھیں اور کمال یہ ہے کہ محدثین کے نزدیک صحت نقل اور عمدگی ضبط کے اعتبار سے ان کا لکھا ہوا حجت بھی ہے۔

ابن جوزیؒ مشہور محدث ہیں، تین سال کی عمر میں باپ نے مفارقت کی، یتیمی کی حالت میں پرورش پائی لیکن محنت کی حالت یہ تھی کہ جمعہ کی نماز کے علاوہ گھر سے باہر نہیں جاتے تھے۔ ایک مرتبہ منبر پر کہا کہ میں نے ان انگلیوں سے دو ہزار جلدیں لکھی ہیں۔ ڈھائی سو سے زیادہ خود ان کی اپنی تصنیفات ہیں۔ کہتے ہیں کہ کوئی وقت ضائع نہیں جاتا تھا۔ چار جزو روزانہ لکھنے کا معمول تھا، درس کا یہ عالم تھا کہ جس میں بعض دفعہ ایک لاکھ سے زیادہ آدمیوں کا مجمع ہو گیا، امراء وزراء سلاطین تک بھی درس میں حاضر ہوتے تھے۔ ابن جوزیؒ خود کہتے ہیں کہ ایک لاکھ آدمی میرے ہاتھ پر بیعت ہوئے اور بیس ہزار میرے ہاتھ پر مسلمان ہوئے ہیں۔ ان سب کے باوجود کہ شیعوں کا زور تھا اس وجہ سے تکلیفیں بھی اٹھانی پڑیں۔ احادیث لکھنے کے وقت قلموں کے تراشے جمع کرتے رہتے تھے۔ مرتے وقت وصیت کی کہ میرے نہلانے کا پانی انہی سے گرم کیا جائے۔ کہتے ہیں کہ صرف غسل میت کے پانی گرم کرنے ہی کے لئے کافی نہ تھا بلکہ گرم کرنے کے بعد بچ بھی گیا تھا[3]

یحییٰ بن معینؒ حدیث کے مشہور استاد ہیں، کہتے ہیں کہ میں نے اپنے ہاتھوں سے دس لاکھ حدیثیں لکھی ہیں۔ ابن جریر طبریؒ مشہور مؤرخ ہیں، [illegible] برابر چالیس سال تک ہمیشہ چالیس ورق روزانہ لکھنے کا معمول تھا۔ ان کے انتقال پر شاگردوں نے روزانہ کی لکھائی کا حساب لگایا تو بلوغ کے بعد سے مرنے تک چودہ ورق روزانہ کا وسط

---

[1] دارمی [2] مقدمہ [3] تذکرہ

[illegible] مشہور [illegible] مورخ [illegible] تھے جب [illegible] تاریخ کا ارادہ کیا تو [illegible] لوگوں سے [illegible] تو لوگ بہت خوش ہوئے ، لوگوں نے پوچھا [illegible] کتنی بڑی ہو گی [illegible] تیس ہزار ورق پر آئے گی ، لوگوں نے کہا اس کے پورا کرنے سے پہلے [illegible] ختم ہو جائیں گی [illegible] کہ انا للہ ہمتیں پست ہو گئیں ہیں اس کے بعد مختصر کیا اور تقریباً تین ہزار ورق پر لکھی ، اسی طرح ان کی تفسیر کا قصہ ہوا جو بھی مشہور [illegible] ہے ۔

[illegible] حدیث کے مشہور مصنف ہیں ، حدیث حاصل کرنے کے لیے بغداد ، بصرہ [illegible] کا سفر کیا ، ایک مرتبہ استاد کی مجلس میں بیٹھے تھے ، استاد پڑھ رہے تھے اور [illegible] کتاب نقل کر رہے تھے ، ایک ساتھی نے اعتراض کیا کہ تم دوسری طرف [illegible] ہو [illegible] تو جہ میں فرق ہے [illegible] استاد نے اب تک کتنی حدیثیں [illegible] نے [illegible] حدیثیں سنائیں [illegible] پہلا یہ تھا [illegible] اسی طرح ترتیب وار سب کی سب مع سند کے سنا دیں ۔

[illegible] ایک محدث ہیں ، حدیث کے یاد کرنے میں بڑے مشتاق تھے ایک [illegible] گئے ، وہاں خراسان کے دو بڑے استاد حدیث کے ہوتے [illegible] میں دونوں [illegible] درس دیتے رہتے تھے ، ہر ایک کے پاس [illegible] ایک بڑا مجمع موجود رہتا ، یہ دونوں کے درمیان میں بیٹھتے اور دونوں کی [illegible] وقت میں [illegible] ۔

ابن مبارک مشہور محدث ہیں ، حدیث حاصل کرنے میں ان کا قصہ مشہور ہے [illegible] کہتے ہیں کہ میں نے [illegible] ہزار استادوں سے حدیث حاصل کی ہے ۔ علی بن الحسن [illegible] ایک رات سخت سردی تھی میں اور ابن مبارک مسجد سے عشاء کے بعد نکلے [illegible] حدیث میں گفتگو شروع ہو گئی میں بھی کہتا رہا وہ بھی فرماتے رہے ، حتیٰ کہ صبح کی اذان ہو گئی ۔

حمیدی ایک مشہور محدث ہیں انہوں نے بخاری و مسلم کو ایک جگہ جمع کیا ہے

رات بھر لکھتے تھے اور گرمی کے موسم میں جب گرمی بہت ستاتی تو ایک ٹب میں پانی بھر لیتے اور اس میں بیٹھ کر لکھتے، سب سے الگ رہتے تھے، شاعر بھی ہیں ان کے شعر ہیں :-

لِقَاءُ النَّاسِ لَیْسَ یُفِیْدُ شَیْئًا سِوَی الْهَذْیَانِ مِنْ قِیْلٍ وَّقَالٍ
فَاَقْلِلْ مِنْ لِقَاءِ النَّاسِ اِلَّا لِاَخْذِ الْعِلْمِ اَوْ اِصْلَاحِ حَالٍ

ترجمہ :- لوگوں کی ملاقات کچھ فائدہ نہیں دیتی بجز قیل وقال کی بکواس کے، اس لیے لوگوں کی ملاقات کم کر بجز اس کے کہ علم حاصل کرنے کے لیے استاد سے یا اصلاح نفس کے واسطے کسی شیخ سے ملاقات ہو۔

امام طبرانیؒ مشہور محدث ہیں بہت سی تصانیف فرمائی ہیں کسی نے ان کی کثرت تصانیف کو دیکھ کر پوچھا کہ کس طرح لکھیں، کہنے لگے کہ تیس برس بوریے پر گزار دیے یعنی رات دن بوریے پر پڑے رہتے تھے، ابو العباس شیرازیؒ کہتے ہیں کہ میں نے طبرانیؒ سے تین لاکھ حدیثیں لکھی ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ بڑی شدت کے ساتھ ناسخ اور منسوخ احادیث کی تحقیق فرماتے تھے، کوفہ جو اس زمانہ میں علم کا گھر کہلاتا تھا اس میں جتنے محدثین تھے سب کی احادیث کو جمع فرمایا تھا اور جب کوئی باہر سے محدث آتے تو شاگردوں کو حکم فرماتے کہ ان کے پاس کوئی ایسی حدیث ہو جو اپنے پاس نہ ہو تو اس کی تحقیق کرو۔ ایک علمی مجلس امام صاحب کے یہاں تھی جس میں محدثین، فقہاء، اہل لغت کا مجمع تھا، جب کوئی مسئلہ درپیش ہوتا تو اس مجلس میں اس پر بحث ہوتی اور بعض مرتبہ ایک ایک مہینہ بحث رہتی۔ اس کے بعد جب کوئی بات طے ہوتی تو وہ مذہب قرار دی جاتی اور لکھ لی جاتی۔ امام ترمذیؒ کے نام سے کون ناواقف ہوگا، احادیث کا کثرت سے یاد کرنا اور یاد رکھنا ان کی خصوصی شان تھی، اور قوتِ حافظہ میں ضرب المثل تھے۔ بعض محدثین نے ان کا امتحان لیا اور چالیس حدیثیں ایسی سنائیں جو غیر معروف تھیں۔ امام ترمذیؒ نے فوراً سنا دیں۔ خود امام ترمذیؒ کہتے ہیں کہ میں نے مکہ مکرمہ کے راستے میں ایک شیخ کی احادیث کے دو جزو نقل کیے تھے۔ اتفاق سے خود ان شیخ سے ملاقات ہو گئی۔ میں نے درخواست کی کہ وہ دونوں جزو احادیث کے استاد سے سن لوں۔ انھوں نے قبول کر لیا میں سمجھ رہا تھا کہ وہ جزو میرے پاس ہیں مگر استاد

[illegible] خدمت میں گیا تو بجائے ان کے دو سادے جزو ہاتھ میں تھے، اُستاد نے سنانا شروع کیا [illegible] ان کی نظر پڑی تو میرے ہاتھ میں سادے جزو تھے، ناراض ہو کر فرمایا، تمہیں شرم نہیں آتی، میں نے قصہ بیان کیا اور عرض کیا کہ آپ جو سناتے ہیں وہ مجھے یاد ہو جاتا ہے [illegible] فرمایا اچھا سناؤ، میں نے سب حدیثیں سنا دیں، فرمایا کہ یہ تم کو پہلے سے یاد ہیں، میں نے عرض کیا کہ اور نئی حدیثیں سنا دیجئے، انہوں نے چالیس حدیثیں اور سنا دیں، میں نے ان کو بھی فوراً سنا دیا اور ایک بھی غلطی نہیں کی۔ محدثین نے جو تحقیقیں احادیث کے یاد کرنے میں اور ان کو محفوظ رکھنے میں کی ہیں ان کا استیعاب تو درکنار ان کا شمار بھی مشکل ہے،

[illegible] زیادہ مشہور بھی نہیں ہیں ان کے ایک شاگرد داؤد کہتے ہیں کہ [illegible] کا ذکر کرتے ہیں میں نے قرشہ سے زیادہ حافظہ نہیں دیکھا، ایک دفعہ میں ان کے پاس گیا، کہنے لگے ان کتب میں سے جونسی دل چاہے اٹھا لو میں سنا دونگا، میں نے کتاب الاشربہ اٹھائی، وہ ہر باب کے اخیر سے اول کی طرف پڑھتے گئے اور سب سنا دی۔ ابو زرعہ کہتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل کو دس لاکھ حدیثیں یاد تھیں، اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں کہ ایک لاکھ حدیثیں میں نے جمع کی ہیں اور تیس ہزار مجھ کو ازبر یاد ہیں، خفاف کہتے ہیں کہ اسحاق نے گیارہ ہزار حدیثیں اپنے یاد سے ہم کو لکھوائیں اور پھر ان کو دوبارہ سنایا تو ایک حرف بھی کم نہ زیادہ۔ ابو بکر اصبہانی بغدادی سولہ سال کی عمر میں ابو نصر کی [illegible] بغداد پہنچے، راستے میں ان کے انتقال کی خبر سن کر بے ساختہ رو پڑے، چیخیں [illegible] کی اتنا رنج کہ روتے میں چیخیں نکل جاتیں عجب ہی ہو سکتا ہے جب ہی [illegible] شوق پیدا ہوتا ہے۔ ان کو مسلم شریف پوری حفظ یاد تھی اور حفظ ہی طلبہ کو لکھوایا کرتے تھے۔ [illegible] جب کھانا کھانے بیٹھتے تو آنکھوں میں آنسو بھر آتے، ابو عمر [illegible] حدیث میں شمار ہوتے تھے، علم فقہ، تاریخ، فرائض، حساب [illegible] ابو الحسین اصفہانی کو بخاری شریف اور مسلم شریف دونوں یاد تھیں، بخاری شریف کا تو یہ حال تھا کہ جو کوئی سند پڑھتا اس کا متن یعنی حدیث پڑھ دیتے، [illegible] متن کی سند پڑھ دیتے تھے۔ شیخ تقی الدین بعلبکی نے چار مہینے میں مسلم

شریف یاد کرلی تھی اور جمع بین الصحیحین کے بھی حافظ تھے۔ صاحب کرامات بزرگ تھے قرآن پاک کے بھی حافظ تھے کہتے ہیں کہ [illegible] ایک دن میں [illegible] ابن السنی۔ امام نسائی کے مشہور شاگرد ہیں حدیث لکھنے میں اخیر تک مشغول رہتے۔ انکے صاحبزادے کہتے ہیں کہ میرے والد لکھ رہے تھے دوات میں قلم رکھا اور دونوں ہاتھ دعا کے لیے اٹھائے اور اسی حال میں انکا انتقال ہوگیا۔ علامہ سجزی نے بچپن میں فقہ حاصل کیا اس کے بعد علم حدیث کا مشغلہ رہا۔ ہرات میں دس برس قیام کیا جس میں چھ مرتبہ ترمذی شریف اپنے ہاتھ سے لکھی۔ ابن مندہ سے [illegible] پڑھ رہے تھے کہ اسی حال میں ابن مندہ کا عشاء کی نماز کے بعد انتقال ہوا۔ پڑھنے والے سے پڑھانے والے کا ولولہ بھی قابل قدر ہے کہ اخیر وقت تک پڑھاتے رہتے۔

ابو عمر خفاف کو ایک لاکھ حدیثیں ازبر تھیں۔ امام بخاری کے استاد عاصم بن علی جب بغداد پہنچے تو شاگردوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ اکثر ایک لاکھ سے زائد ہوجاتے تھے۔ ایک مرتبہ اندازہ لگایا گیا تو ایک لاکھ بیس ہزار تھے۔ اسی وجہ سے بعض الفاظ کو کئی کئی مرتبہ کہنا پڑتا۔ ان کے ایک شاگرد کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حدثنا اللیث کو چودہ مرتبہ کہنا پڑا۔ ظاہر بات ہے کہ اتنے آدمیوں تک آواز پہنچانے کے لیے بعض الفاظ کو کئی کئی مرتبہ کہنا ہی پڑتا۔ ابو مسلم بصری جب بغداد پہنچے تو ایک بڑے میدان میں حدیث کا درس شروع ہوا۔ سات آدمی کھڑے ہوکر املا کراتے تھے جس طرح عید کی تکبیر بھی جاتی ہے۔ سبق کے بعد دواتیں شمار کی گئیں تو چالیس ہزار سے زیادہ تھیں اور جو لوگ صرف سننے والے تھے وہ ان سے علیحدہ [illegible] اس طرح لکھوانے والے [illegible] تھے۔ اس سے مجمع کا اندازہ اپنے آپ ہوجاتا ہے۔ اسی محنت و مشقت سے یہ پاک کلام آج تک زندہ ہے۔ امام بخاری فرماتے ہیں میں نے چھ لاکھ حدیثوں میں سے انتخاب کرکے بخاری شریف لکھی ہے جس میں سات ہزار دو سو پچھتر حدیثیں ہیں اور ہر حدیث لکھتے وقت دو رکعت نفل پڑھ کر حدیث لکھی ہے۔ جب بغداد پہنچے تو وہاں کے محدثین نے ان کا امتحان لیا اس طرح کہ دس آدمی متعین ہوئے۔ ان میں ہر شخص نے دس دس حدیثیں چھانٹیں اور ان کو ادل بدل کر کے پوچھیں۔ ہر سوال کے جواب

بیٹھے غور سے سنتے رہتے۔ جب دس کے دس پوچھ چکے تو انھوں نے سب سے پہلے پوچھنے والے کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم نے سب سے پہلی حدیث یہ پوچھی تھی تم نے اس طرح بیان کی یہ غلط ہے اور صحیح اس طرح ہے۔ دوسری حدیث یہ پوچھی تھی وہ اس طرح تم نے بیان کی یہ غلط ہے اور صحیح اس طرح ہے۔ غرض اسی طرح سو کی سو حدیثیں ترتیب وار بیان فرمادیں۔ ہر حدیث کو اول اس طرح پڑھتے جس طرح امتحان لینے والے نے پڑھا تھا پھر کہتے یہ غلط ہے اور صحیح اس طرح ہے۔ امام مسلم نے چودہ برس کی عمر سے حدیث پڑھنا شروع کی اور اخیر تک اسی میں مشغول رہے۔ خود فرماتے ہیں کہ میں نے تین لاکھ حدیثوں میں سے چھانٹ کر مسلم شریف تصنیف کی ہے جس میں بارہ ہزار حدیثیں ہیں۔ امام ابوداؤد کہتے ہیں کہ میں نے پانچ لاکھ احادیث سنی ہیں جن میں سے انتخاب کر کے سنن ابوداؤد شریف تصنیف کی ہے جس میں چار ہزار آٹھ سو حدیثیں ہیں۔ یوسف مزی مشہور محدث ہیں۔ اسماء رجال کے امام ہیں۔ اول اپنے شہر میں فقہ و حدیث حاصل کیا۔ اس کے بعد مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، حلب، حماۃ، بعلبک وغیرہ کا سفر کیا۔ بہت سی کتابیں اپنے قلم سے لکھیں۔ تہذیب الکمال دو سو جلدوں میں تصنیف کی اور کتاب الاطراف اسی جلدوں سے زیادہ میں۔ ان کی عادت تھی کہ اکثر چپ رہتے۔ بات کسی سے بہت ہی کم کرتے تھے۔ اکثر اوقات کتاب کے دیکھنے میں مشغول رہتے تھے۔ حاسدوں کی عداوت کا شکار بھی بنے مگر انتقام نہیں لیا۔ ان حضرات کے حالات کا احاطہ دشوار ہے۔ بڑی بڑی کتابیں ان کے حالات و مجاہدات میں لکھی گئی ہیں۔ یہاں نمونہ کے طور پر چند حضرات کے دو چار واقعات کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے کہ یہ علم حدیث جو آج تیرہ سو برس تک نہایت آب و تاب سے باقی ہے وہ کس محنت اور جانفشانی سے ہم تک پہنچا ہے اور جو لوگ علم حاصل کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں اپنے آپ کو طالب علم کہتے ہیں وہ کتنی محنت اور مشقت اس کے لئے برداشت کرتے ہیں۔ اگر ہم لوگ یہ چاہیں کہ اپنی عیش و عشرت، راحت و آرام، سیر و تفریح، دنیاوی مشاغل میں لگے بھی رہیں اور علم حدیث بھی ہمارا اسی طرح باقی رہے تو یہ خیال است و محال است و جنوں کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔

نواں باب

حضورؐ کی فرمانبرداری اور تعمیلِ حکم

اور یہ دیکھنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

ویسے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہر فعل فرمانبرداری تھا اور گذشتہ قصوں سے بھی یہ بات خوب روشن ہے لیکن خاص طور سے چند قصے اس باب میں اس لیے ذکر کیے جاتے ہیں کہ ہم لوگ اپنی حالتوں کا اس باب سے خاص طور پر مقابلہ کر کے دیکھیں کہ ہم اللہ اور اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی فرمانبرداری کہاں تک کرتے ہیں جس پر ہم لوگ ہر وقت اس کے بھی منتظر رہتے ہیں کہ وہ برکات و ترقیات اور ثمرات جو صحابہ کرام کو حاصل ہوتے تھے ہمیں بھی حاصل ہوں اگر واقعی ہم لوگ اس چیز کے متمنی ہیں تو ہمیں بھی وہ کرنا چاہیے جو وہ حضرات کر کے دکھلا گئے ہیں۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ کا چادر کو جلا دینا

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ سفر میں ہم لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا میرے اوپر ایک چادر تھی جو کسم کے رنگ میں ہلکی سی رنگی ہوئی تھی۔ حضورؐ نے دیکھ کر فرمایا یہ کیا اوڑھ رکھا ہے۔ مجھے اس سوال سے حضورؐ کی ناگواری کے آثار معلوم ہوئے۔ میں گھر والوں کے پاس واپس ہوا تو انہوں نے چولہا جلا رکھا تھا۔ میں نے وہ چادر اس میں ڈال دی۔ دوسرے روز جب حاضری ہوئی تو حضورؐ نے فرمایا وہ چادر کیا ہوئی۔ میں نے قصہ سنا دیا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا عورتوں میں سے کسی کو کیوں نہ پہنا دی، عورتوں کے پہننے میں تو مضائقہ نہ تھا۔

فائدہ: اگرچہ چادر کے جلانے کی ضرورت نہ تھی مگر جس کے دل میں کسی کی ناگواری

ابو داؤد

فرزند و رشتہ کی محبت میں موت ہو وہ اتنی ہوتی ہے کہ تحمل ہی نہیں ہوتا کہ اس کی کوئی اور صورت بھی ہو سکتی ہے۔ ہم جیسا نالائق ہوتا تو نہ معلوم کتنے احتمالات پیدا کر لیتا کہ یہ گوارا کس درجہ کا ہے درخواست تو کر لوں اور کوئی صورت اجازت کی بھی ہو سکتی ہے یا نہیں اور حضور نے صراحۃً تو منع نہیں فرمایا وغیرہ وغیرہ۔

خفگی کی وجہ سے مکان کو ڈھا دینا ۲۔ حضورِ اقدس ایک مرتبہ دولت کدہ سے باہر تشریف لے جا رہے تھے۔ راستہ میں ایک قبہ (گنبد دار حجرہ) دیکھا جو اونچا بنا ہوا تھا۔ ساتھیوں سے دریافت فرمایا کہ یہ کیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ فلاں انصاری نے قبہ بنایا ہے۔ حضور سن کر خاموش ہو رہے۔ کسی دوسرے وقت وہ انصاری حاضرِ خدمت ہوئے اور سلام کیا حضور نے منہ پھیر لیا اور جواب نہیں دیا انہوں نے اس خیال سے کہ شاید خیال نہ ہوا ہو دوبارہ سلام کیا۔ حضورِ اقدس نے پھر بھی اعراض فرمایا اور جواب نہیں دیا۔ وہ اس کے کیسے متحمل ہو سکتے تھے۔ صحابہؓ سے جو وہاں موجود تھے دریافت کیا، پوچھا، تحقیق کیا کہ میں حضور کی نظروں میں پھرا ہوا پاتا ہوں خیر تو ہے انہوں نے کہا کہ حضور باہر تشریف لے گئے تھے راستہ میں تمہارا قبہ دیکھا تھا اور دریافت فرمایا تھا کہ یہ کس کا ہے۔ یہ سن کر وہ فوراً گئے اور اس کو توڑ کر ایسا زمین سے برابر کر دیا کہ نام و نشان بھی نہ رہا اور پھر ذکر بھی نہیں کیا۔ اتفاقاً حضور ہی کا اس جگہ کسی دوسرے موقع پر گذر ہوا تو دیکھا کہ وہ قبہ وہاں نہیں ہے۔ دریافت فرمایا صحابہؓ نے عرض کیا کہ انصاری نے آنحضرت کے اعراض کا ہم سے ذکر کیا تھا ہم نے کہہ دیا تھا کہ تمہارا قبہ دیکھا ہے، انہوں نے آکر اس کو بالکل گرا دیا۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ ہر تعمیر آدمی پر وبال ہے مگر وہ تعمیر جو سخت ضرورت اور مجبوری کی ہو۔

فائدہ: یہ کمال عشق کی باتیں ہیں ان حضرات کو اس کا تحمل ہی نہیں تھا کہ چہرہ پر خفا دیکھیں یا کوئی شخص اپنے سے حضور کی گرانی کو محسوس کرے۔ ان حضرات سے تو اتنا بھی نہ ہو سکا کہ گرانے کے بعد بتانے کے طور پر آکر کہتے کہ آپ کی خوشی سے

؎ ابو داؤد

واسطے گرا دیا تھا جب حضور کا خود ہی اُدھر سے ادھر کو تشریف لیجانا ہوا تو دریافت فرمایا۔ حضور کو تعمیر میں روپیہ کا ضائع کرنا کس قدر سخت ناگوار تھا حدیث کی اور حدیثوں میں اس کا ذکر آیا ہے، خود ازواج مطہرات کے مکان کھجور کی شاخوں کے تھے جن پر ٹاٹ کے پردے پڑے رہتے تھے تاکہ اجنبی نگاہ نہ پڑ سکے ایک مرتبہ حضور کہیں سفر پر تشریف لے گئے حضرت ام سلمہؓ کو کچھ وسعت حاصل تھی انہوں نے اپنے حجرہ پر بجائے ٹاٹوں کے کچی اینٹیں لگا دیں واپسی پر جب حضور نے ملاحظہ فرمایا تو دریافت فرمایا یہ کیا ہے انہوں عرض کیا کہ اس میں بے پردگی کا احتمال رہتا ہے حضور نے فرمایا بدترین چیز جس میں آدمی کا روپیہ خرچ ہو تعمیر ہے۔ عبد اللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور میری والدہ اپنے مکان کی ایک دیوار کو جو خراب ہو گئی تھی درست کر رہے تھے حضور نے دیکھا تو ارشاد فرمایا کہ موت اس دیوار کے گرنے سے زیادہ قریب ہے[1]

صحابہ کا سرخ چادروں کو اتارنا ۳۔ حضرت رافعؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگ ایک مرتبہ سفر میں حضور اقدس کے ہمرکاب تھے اور ہمارے اونٹوں پر چادریں تھیں جن میں سرخ ڈورے تھے حضور نے ارشاد فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ یہ سرخی تم پر غالب ہوتی جاتی ہے حضور کا یہ ارشاد فرمانا تھا کہ ہم لوگ ایک دم ایسے گھبرا کر بھاگے کہ ہمارے بھاگنے سے اونٹ بھی اِدھر اُدھر بھاگنے لگے اور ہم نے فوراً سب چادریں اونٹوں سے اتار لیں۔[2]

فائدہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی زندگی میں اس قسم کے واقعات کوئی اہمیت نہیں رکھتے ہاں ہماری زندگی کے اعتبار سے ان کو عجیب کہا جاتا ہے حضرات کی عام زندگی یہی تھی، خود حضورؐ کے زمانہ میں جب مختلف بادشاہوں کے اِدھر اُدھر کناروں کی طرف سے قاصد کی حیثیت سے آتے تھے تو مسلمانوں کی حالت کا تذکرہ اور سے ضرور کرتے تھے اور بار بار کہتے تھے حتیٰ کہ بڑے بڑے بادشاہوں کے یہاں قاصد بن کر گیا ہوں، فارس، روم و حبشہ کے بادشاہوں کے یہاں قاصد بن کر گیا ہوں میں نے کسی بادشاہ کے یہاں یہ بات نہیں دیکھی کہ اس کے دربار میں اس قدر تعظیم

---

[1] ت۔ [2] ابو داؤد

[illegible] حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ان کی جماعت جتنی تعظیم کرتی ہے کہیں بھی نہیں دیکھی وہ تھوکتے ہیں تو زمین پر نہیں گرتا وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ پر پڑتا ہے اور وہ اس کو منہ اور بدن پر مل لیتا ہے جب وہ کوئی حکم کرتے ہیں تو ہر شخص دوڑتا ہے تعمیل کے لئے جب وہ وضو کرتے ہیں تو وضو کا پانی اور غسالہ لینے کے واسطے ایسے دوڑتے ہیں گویا آپس میں جنگ و جدال ہو جاوے گا اور جب وہ بات کرتے ہیں تو سب چپ ہو جاتے ہیں کوئی شخص ان کی طرف عظمت کی وجہ سے نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا۔

حضرت وائل کا ذباب کے لفظ سے بال کٹوا دینا وائل بن حجر کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا میرے سر کے بال بہت بڑھے ہوئے تھے میں سامنے آیا تو حضور نے ارشاد فرمایا ذباب ذباب میں یہ سمجھا کہ میرے بالوں کو ارشاد فرمایا میں واپس گیا اور ان کو کٹوا دیا جب دوسرے دن خدمت میں حاضر ہوا تو ارشاد فرمایا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا لیکن یہ اچھا کیا۔

ف: ذباب کے معنی عربی کے [illegible] اور بری چیز کے ہیں [illegible]

[illegible]

[illegible]

حنظلیہ رہا کرتے تھے جو نہایت یکسو تھے، بہت کم کسی سے ملتے جلتے تھے، کہیں آتے جاتے نہ تھے۔ دن بھر نماز میں مشغول رہتے یا تسبیح میں، اور فقط جب مسجد میں آتے جاتے، راستہ میں حضرت ابو الدرداءؓ پر جو مشہور صحابی ہیں گذر ہوتا۔ ابو الدرداءؓ فرماتے کہ کوئی کلمہ خیر سناتے جاؤ تمہیں کوئی نقصان نہیں، ہمیں نفع ہو جائے گا۔ وہ کوئی واقعہ حضورؐ کے زمانہ کا یا کوئی حدیث سنا دیتے۔ ایک مرتبہ اسی طرح جا رہے تھے، ابو الدرداءؓ نے معمول کے موافق درخواست کی کہ کوئی کلمہ خیر سناتے جائیں، کہنے لگے کہ ایک مرتبہ حضور اقدسؐ نے ارشاد فرمایا کہ خریم اسدی اچھے آدمی ہیں اگر دو باتیں نہ ہوں، ایک سر کے بال بڑھے رہتے ہیں دوسرے لنگی ٹخنوں سے نیچے باندھتا ہے۔ ان کو حضورؐ کا یہ ارشاد پہنچا تو فوراً چاقو لے کر بال کانوں کے نیچے سے کاٹ دیے اور لنگی آدھی پنڈلی تک باندھنا شروع کر دی۔[1]

فائدہ: بعض روایات میں آیا ہے کہ خود حضورؐ نے ان دونوں باتوں کو ارشاد فرمایا اور انھوں نے قسم کھا کر کہا کہ اب ایسا نہ ہوگا، مگر دونوں روایتوں میں کچھ اشکال نہیں، یہ ہو سکتا ہے کہ خود ان سے بھی ارشاد فرمایا ہو اور غیبت میں بھی ارشاد فرمایا ہو جو سننے والے نے ان سے جا کر عرض کر دیا۔

حضرت ابن عمرؓ کا اپنے بیٹے سے نہ بولنا (۶) حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا تھا کہ عورتوں کو مسجد میں جانے کی اجازت دے دیا کرو۔ ابن عمرؓ کے ایک صاحبزادہ نے عرض کیا کہ ہم تو اجازت نہیں دے سکتے کیونکہ وہ اس کو آئندہ چل کر بہانہ بنا لیں گی آزادی اور فساد و آوارگی کا۔ حضرت ابن عمرؓ بہت ناراض ہوئے، برا بھلا کہا اور فرمایا کہ میں تو حضورؐ کا ارشاد سناؤں اور تو کہے کہ اجازت نہیں دے سکتے۔ اس کے بعد سے ہمیشہ کے لئے ان صاحبزادہ سے بولنا چھوڑ دیا۔[2]

فائدہ: صاحبزادہ کا یہ منشا گو صحیح ہی تھا کہ اپنے زمانہ کی حالت کو دیکھ رہا تھا۔ اسی وجہ سے خود حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اگر حضورؐ اس زمانہ کی عورتوں کا حال دیکھتے تو ضرور عورتوں کو مسجد میں جانے سے منع فرما دیتے، حالانکہ حضرت عائشہؓ کا زمانہ

---

[1] ابوداؤد [2] ابوداؤد، مسلم

حضور اقدس ﷺ کے زمانہ کے بعد کا نہیں لیکن اس کے باوجود حضرت ابن عمرؓ کو اس کا تحمل نہیں ہوا کہ حضور ﷺ کے ارشاد کو سن کر اس میں کوئی تردد یا تامل کیا جائے اور صرف اس بات پر کہ حضور ﷺ کے ارشاد پر انہوں نے انکار کیا عمر بھر نہیں بولے اور حضرات صحابہ کرامؓ کو بھی اس میں دقتیں اٹھانا پڑیں کہ حضور اقدس ﷺ کے پاک ارشاد کی اہمیت کی وجہ سے عورتوں کو جانے کی مسجد سے روکنا بھی مشکل تھا اور زمانہ کے فساد کی وجہ سے جس کا اندیشہ اسی وقت سے شروع ہو گیا تھا، اجازت بھی مشکل تھی چنانچہ حضرت عاتکہؓ جن کے کئی نکاح ہوئے جن میں حضرت عمرؓ سے بھی ہوا وہ مسجد میں تشریف لے جاتی تھیں اور حضرت عمرؓ کو گراں گذرتا تھا کسی نے ان سے کہا کہ عمرؓ کو گراں گذرتا ہے انہوں نے کہا کہ اگر ان کو گراں ہے تو منع کر دیں۔ حضرت عمرؓ کے وصال کے بعد حضرت زبیرؓ سے نکاح ہوا ان کو بھی یہ چیز گراں تھی مگر روکنے کی ہمت نہ ہوئی تو ایک مرتبہ عشاء کی نماز کے لیے یہ جا رہی تھیں، راستہ میں بیٹھ گئے اور جب یہ پاس سے گذریں تو ان کو چھیڑا، خاوند تھے اس لیے ان کو تو جائز تھا ہی مگر ان کو خبر نہ ہوئی کہ یہ کون ہیں اس کے بعد سے انہوں نے جانا چھوڑ دیا دوسرے وقت حضرت زبیرؓ نے پوچھا کہ مسجد میں جانا کیوں چھوڑ دیا، کہنے لگیں کہ اب زمانہ نہیں رہا۔

حضرت ابن عمرؓ سے سوال کہ نماز قصر قرآن میں نہیں

۱۰۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ایک شخص نے پوچھا کہ قرآن شریف میں خوف کی نماز کا بھی ذکر ہے اور حضر کی نماز کا بھی مسافر کی نماز کا ذکر نہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ برادرزادہ اللہ جل شانہ نے حضور اقدس ﷺ کو نبی بنا کر بھیجا ہم لوگ بالکل کچھ نہیں جانتے تھے بس جو ہم نے ان کو کرتے دیکھا وہ کریں گے[1]

ف: مقصود یہ ہے کہ یہ مسئلہ کا صراحۃً قرآن شریف میں ہونا ضروری نہیں اس لیے کہ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ مجھے قرآن شریف عطا ہوا اور اس کے برابر اور مضامین بھی دیئے گئے، عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے کہ پیٹ بھرے لوگ اپنے گدیلوں پر تکیہ لگا کر کہیں گے کہ بس قرآن شریف کو مضبوط پکڑو جو اس میں احکام ہیں ان پر عمل کرو[2] پیٹ بھرے سے مراد یہ ہے کہ اس قسم کے فاسد خیال دولت کے نشہ سے ہی پیدا ہوتے ہیں۔

---

[1] نسائی [2] ابوداؤد

حضرت ابن مغفلؓ کا خذف کی وجہ سے کلام چھوڑ دینا

۸۔ عبداللہ بن مغفلؓ کا ایک نوعمر بھتیجہ خذف سے کھیل رہا تھا انہوں نے دیکھا اور فرمایا کہ برادرزادہ ایسا نہ کرو حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اس سے فائدہ کچھ نہیں نہ شکار ہو سکتا ہے اور نہ دشمن کو نقصان پہنچایا جا سکتا ہے اور اتفاقاً کسی کے لگ جائے تو دانت ٹوٹ جائے یا آنکھ پھوٹ جائے۔ بھتیجہ کم عمر تھا اس نے جب چچا کو غافل دیکھا تو پھر کھیلنے لگا۔ انہوں نے دیکھ لیا، فرمایا کہ میں تجھے حضورؐ کا ارشاد سناتا ہوں تو پھر اسی کام کو کرتا ہے، خدا کی قسم تجھ سے کبھی بات نہیں کروں گا۔ ایک دوسرے قصہ میں اس کے بعد ہے خدا کی قسم نہ تیرے جنازہ میں شریک ہوں گا نہ تیری عیادت ہی کروں گا۔[1]

فائدہ: خذف اس کو کہتے ہیں کہ ایک انگوٹھے پر چھوٹی کنکری رکھ کر اس کو انگلی سے پھینک دیا جائے، بچوں میں یہ طریقہ اس طرح کھیلنے کا عام ہوتا ہے، وہ ایسا تو ہوتا نہیں کہ اس سے شکار ہو سکے، ہاں یہ ہو جاتا ہے کہ کسی کے اتفاقاً لگ جائے تو اس کو زخمی ہی کر دے۔ حضرت عبداللہ بن مغفلؓ کو اس کا تحمل نہ ہوا کہ حضورؐ کا ارشاد سننے کے بعد بھی وہ بچہ اس کام کو کرے۔ ہم لوگ صبح سے شام تک حضورؐ کے کتنے ارشادات سنتے ہیں اور ان کا کتنا اہتمام کرتے ہیں ہر شخص خود ہی اپنے اوپر فیصلہ کر سکتا ہے۔

حضرت حکیم بن حزامؓ کا سوال نہ کرنے کا عہد

۹۔ حکیم بن حزامؓ ایک صحابی ہیں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے کچھ طلب کیا حضورؐ نے عطا فرما دیا، پھر کسی موقع پر مانگا پھر حضورؐ نے پھر مرحمت فرما دیا، تیسری دفعہ پھر سوال کیا حضورؐ نے عطا فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ حکیم یہ مال سبز باغ ہے ظاہر میں بڑی میٹھی چیز ہے مگر اس کا دستور یہ ہے کہ اگر یہ دل کے استغنا سے ملے تو اس میں برکت ہوتی ہے اور اگر طمع اور لالچ سے حاصل ہو تو اس میں برکت نہیں ہوتی ایسا ہو جاتا ہے (جیسے جوع البقر کی بیماری ہو) کہ ہر وقت کھائے جاوے اور پیٹ نہ بھرے۔ حکیمؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے بعد اب کسی کو نہ ستاؤں گا۔ اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ ان کو اپنے زمانۂ خلافت میں بیت المال سے عطا فرمانے کو

---

[1] ابن ماجہ، دارمی [2] بخاری

[illegible] انہوں نے انکار کر دیا اس کے بعد حضرت عمرؓ نے اپنے زمانۂ خلافت میں بار بار اصرار کیا مگر انہوں نے انکار ہی فرما دیا۔[1]

ف: یہی وجہ ہے کہ آج کل ہم لوگوں کے مالوں میں برکت نہیں ہوتی کہ حرص اور لالچ میں مبتلا رہتے ہیں۔

حضرت حذیفہؓ کا جاسوسی کے لیے جانا

۱۰ حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ غزوۂ خندق میں ہماری ایک طرف تو مکہ کے کفار اور ان کے ساتھ دوسرے قبیلوں کے بہت سے گروہ ہم پر چڑھائی کر کے آئے تھے اور حملہ کے لیے تیار تھے اور دوسری طرف خود مدینہ منورہ میں بنو قریظہ کے یہود ہماری دشمنی پر تلے ہوئے تھے جن سے ہر وقت اندیشہ تھا کہ کہیں وہ گھروں کو خالی دیکھ کر بچوں کو بالکل ختم نہ کر دیں ہم لوگ مدینہ منورہ سے باہر خندق کے کنارے پڑے ہوئے تھے۔ منافقوں کی جماعت گھر کے غیر محفوظ ہونے کا بہانہ کر کے واپس جا رہی تھی اور حضور اقدسؐ سے اجازت مانگنے والوں کو اجازت مرحمت فرما دیتے تھے۔ اسی دوران میں ایک رات آندھی اس قدر شدت سے آئی کہ نہ اس سے پہلے کبھی آئی نہ اس کے بعد، اندھیرا اس قدر تھا کہ آدمی کو اپنا ہاتھ بھی نظر نہیں آتا تھا اور ہوا تیز اتنی تھی کہ اس کا شور بجلی کی کڑک کی طرح تھا۔ منافق اپنے گھروں کو لوٹ رہے تھے۔ ہم تین سو کا مجمع اسی جگہ تھا۔ حضور ایک ایک کا حال دریافت فرما رہے تھے اور اس اندھیرے میں ہر ایک کے پاس تشریف لے جاتے۔ اتنے میں میرے پاس سے گزرے، میرے پاس نہ دشمن سے بچاؤ کے لیے کوئی ہتھیار تھا نہ سردی سے بچاؤ کے لیے کوئی کپڑا، صرف ایک چھوٹی سی چادر [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

---

[1] بخاری

کر کیا ہو رہا ہے۔ میں اس وقت گھبراہٹ خوف اور سردی کی وجہ سے سب سے زیادہ خستہ حال تھا مگر تعمیل ارشاد میں فوراً اٹھ کر چل دیا۔ جب میں جانے لگا تو حضور ﷺ نے دعا دی اَللّٰهُمَّ احْفَظْهُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ وَعَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ وَمِنْ فَوْقِهٖ وَمِنْ تَحْتِهٖ۔ یا اللہ آپ اس کی حفاظت فرمائیں سامنے سے اور پیچھے سے، دائیں سے اور بائیں سے، اوپر سے اور نیچے سے۔ حذیفہؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کا یہ ارشاد فرمانا تھا کہ گویا مجھ سے خوف اور سردی بالکل ہی جاتی رہی اور ہر قدم پر یہ معلوم ہوتا تھا گویا گرمی میں چل رہا ہوں۔ حضور ﷺ نے چلتے وقت یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ کوئی حرکت نہ کیجیو، چپ چاپ دیکھ کر آجیو کہ کیا ہو رہا ہے۔ میں وہاں پہنچا تو دیکھا کہ آگ جل رہی ہے اور لوگ سینک رہے ہیں۔ ایک شخص آگ پر ہاتھ سینکتا ہے اور کمر پر پھیر لیتا ہے اور ہر طرف سے واپس چلو، واپس چلو کی آوازیں آ رہی ہیں۔ ہر شخص اپنے قبیلہ والوں کو آواز دے کر کہتا ہے کہ واپس چلو اور ہوا کی تیزی کی وجہ سے چاروں طرف سے پتھر ان کے خیموں پر برس رہے تھے۔ خیموں کی رسیاں ٹوٹی جاتی تھیں اور گھوڑے وغیرہ جانور ہلاک ہو رہے تھے۔ ابوسفیان جو ساری جماعتوں کا اس وقت گویا سردار بنا ہوا تھا آگ سینک رہا تھا۔ میرے دل میں آیا کہ موقع اچھا ہے اس کو نمٹا دوں۔ ترکش میں سے تیر نکال کر کمان میں بھی رکھ لیا مگر حضور ﷺ کا ارشاد یاد آیا کہ کوئی حرکت نہ کیجیو، بس دیکھ کر چلے آنا۔ اس لیے میں نے تیر کو ترکش میں رکھ دیا۔ انہیں شبہ ہو گیا کہنے لگے تم میں سے کوئی جاسوس ہے۔ ہر شخص اپنے برابر والے کا ہاتھ پکڑ لے۔ میں نے جلدی سے اپنے ساتھ والے آدمی کا ہاتھ پکڑ لیا اور پوچھا تو کون ہے؟ وہ کہنے لگا واہ تو مجھے نہیں جانتا میں فلاں ہوں۔ میں وہاں سے واپس آیا۔ جب آدھے راستہ پر تھا تو تقریباً بیس سوار عمامہ باندھے ہوئے مجھے ملے۔ انہوں نے کہا اپنے آقا سے کہہ دینا کہ اللہ نے دشمنوں کا انتظام کر دیا بے فکر رہیں۔ میں واپس پہنچا تو حضور ﷺ ایک چھوٹی سی چادر اوڑھے نماز پڑھ رہے تھے۔ یہ ہمیشہ کی عادت شریفہ تھی کہ جب کوئی گھبراہٹ کی بات پیش آتی تو حضور ﷺ نماز کی طرف متوجہ ہو جایا کرتے تھے۔ نماز سے فراغت پر میں نے وہاں کا جو منظر دیکھا تھا عرض کر دیا۔ جاسوس کا قصہ سن کر دندان مبارک چمکنے لگے۔ حضور ﷺ نے مجھے اپنے پاؤں مبارک

[illegible] پچپن [illegible] سے [illegible]

[illegible]

اللہ تعالیٰ اپنی ذات [illegible] ان بچوں [illegible] اس قدر [illegible] اور
[illegible] میں [illegible] زیادہ [illegible]
[illegible] اگر اللہ پاک ہم کو بھی ان کے اتباع کا کوئی حصہ نصیب فرما دیں تو
زہے قسمت۔

دسواں باب

عورتوں کا دینی جذبہ

حقیقت یہ ہے کہ عورتوں میں دین کا شوق اور نیک اعمال کا جذبہ پیدا ہو جانا نسلوں پر بڑا اثر ڈالتا ہے۔ اس کے برعکس ہمارے زمانہ میں اولاد کو شروع ہی سے ایسے ماحول میں رکھا جاتا ہے جس سے ان پر دین کے خلاف اثر پڑے یا کم از کم بے دینی کی وقعت دل میں پیدا ہو جائے جب ایسے ماحول میں ابتدائی زندگی گذرے گی تو اس سے اعمال جو پیدا ہوں گے وہ ظاہر ہیں۔

۱- حضرت فاطمہؓ کی تسبیحات حضرت علیؓ نے اپنے ایک شاگرد سے فرمایا کہ میں تمہیں اپنا اور فاطمہؓ کا جو حضور کو سب سے زیادہ لاڈلی بیٹی تھیں قصہ سناؤں، شاگرد نے کہا ضرور، فرمایا کہ وہ خود چکی پیستی تھیں جس کی وجہ سے ہاتھوں میں نشان پڑ گئے تھے اور خود پانی کی مشک بھر کر لاتی تھیں جس کی وجہ سے سینہ پر مشک کی رسی کے نشان پڑ گئے تھے اور گھر کا جھاڑو وغیرہ بھی خود ہی دیتی تھیں جس کی وجہ سے تمام کپڑے میلے کچیلے رہتے تھے، ایک مرتبہ حضور اقدسؐ کے پاس کچھ غلام باندیاں آئیں میں نے فاطمہؓ سے کہا کہ تم بھی جا کر

---

(۱) در منثور

حضورؐ سے ایک خدمت گار مانگ لو، تاکہ تم کو کچھ مدد مل جاوے، وہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، وہاں مجمع تھا، اور شرم مزاج میں بہت زیادہ تھی، اس لیے شرم کی وجہ سے سب کے سامنے باپ سے بھی مانگتے ہوئے شرم آئی، واپس آگئیں، دوسرے دن حضورِ اقدسؐ خود تشریف لائے، ارشاد فرمایا کہ فاطمہؓ کل تم کس کام کے لیے گئی تھیں، وہ شرم کی وجہ سے چپ ہوگئیں، میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! ان کی یہ حالت ہے کہ چکی کی وجہ سے ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے اور مشک کی وجہ سے سینہ پر رسی کے نشان ہوگئے، ہر وقت کے کاروبار کی وجہ سے کپڑے میلے رہتے ہیں، میں نے ان سے کل کہا تھا کہ آپؐ کے پاس خادم آئے ہوئے ہیں، ایک یہ بھی مانگ لیں، اس لیے گئی تھیں، بعض روایات میں آیا ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرے اور علیؓ کے پاس ایک ہی بستر ہے اور وہ بھی مینڈھے کی ایک کھال ہے، رات کو اس کو بچھا کر سوجاتے ہیں، صبح کو اسی پر گھاس دانہ ڈال کر اونٹ کو کھلاتے ہیں، حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ بیٹی صبر کر، حضرت موسیٰؑ اور ان کی بیوی کے پاس دس برس تک ایک ہی بچھونا تھا، وہ بھی حضرت موسیٰؑ کا چوغہ تھا، رات کو اسی کو بچھا کر سوجاتے تھے، تو تقویٰ حاصل کر اور اللہ سے ڈر، اور اپنے پروردگار کا فریضہ ادا کرتی رہ، اور گھر کے کاروبار کو انجام دیتی رہ، اور جب سونے کے واسطے لیٹا کرے تو سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ، الحمد للہ ۳۳ مرتبہ، اور اللہ اکبر ۳۴ مرتبہ پڑھ لیا کر، یہ خادم سے بھی زیادہ اچھی چیز ہے، حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا، میں اللہ اور اس کے رسولؐ سے راضی ہوں۔[1]

فائدہ: یعنی جو اللہ اور اس کے رسولؐ کی منشا ہے، وہ سب مجھے بخوشی منظور ہے۔ یہ تھی زندگی دو جہان کے بادشاہ کی بیٹی کی، آج ہم لوگوں میں سے کسی کے پاس دو پیسے ہو جاتے ہیں تو ان کے گھر والوں سے گھر کا کام تو درکنار اپنا کام بھی نہیں ہو سکتا۔ پاخانہ میں لوٹا بھی اٹھا کر نہیں رکھ سکتیں، اس واقعہ میں جو پڑھنا ذکر کیا ہے وہ سونے کے وقت کا ذکر ہے، دوسری حدیثوں میں ہر نماز کے بعد ۳۳، ۳۳ مرتبہ تینوں کلمے اور ایک مرتبہ لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شیءٍ قدیر

---

[1] ابوداؤد

بھی آیا ہے۔

حضرت عائشہؓ کا معمول ۲. حضرت عائشہؓ کی خدمت میں دو گُونوں میں درہموں کی بھر کر آئیں جن میں ایک لاکھ سے زیادہ درہم تھے۔ حضرت عائشہؓ نے طباق منگایا اور بھر بھر کر تقسیم فرمانا شروع کر دیا اور شام تک سب ختم کر دیئے، ایک درہم بھی باقی نہ رکھا۔ خود روزہ دار تھیں، افطار کے وقت باندی سے کہا کہ افطار کے لئے کچھ لے آؤ [illegible] ایک روٹی اور زیتون کا تیل لے آئیں اور عرض کرنے لگیں کیا اچھا ہوتا کہ ایک درہم کا گوشت آج منگا لیتیں، آج ہم روزہ گوشت سے افطار کرلیتے۔ فرمایا اب طعن دینے سے کیا ہوتا ہے، اس وقت یاد دلاتیں تو میں منگا لیتی۔لہ

ف: حضرت عائشہؓ کی خدمت میں اس قسم کے نذرانے امیر معاویہؓ، حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ وغیرہ حضرات کی طرف سے پیش کئے جاتے تھے کیونکہ وہ زمانہ فتوحات کی کثرت کا تھا، [illegible] کی طرح سے [illegible] لیکن [illegible] اپنی زندگی نہایت سادہ اور نہایت معمولی [illegible] کی [illegible] ضرورت [illegible] ہزار روپے کے قریب [illegible] اس قسم سے [illegible] اس [illegible] ہے اس کے نزدیک [illegible] حضرت عائشہؓ کی خدمت سے [illegible] کے قریب [illegible] روزہ دار تھیں اور گھر میں ایک روٹی کے سوا کچھ نہ تھا، ایک فقیر نے [illegible] فرمایا وہ روٹی اسے دے دو۔ اس نے عرض کیا کہ افطار کے لئے کچھ نہیں۔ فرمایا کہ [illegible] وہ روٹی اسے دے دو [illegible] اس نے دے دی۔ [illegible] خواب میں [illegible] ایک مسلمان کو قتل کر دیا [illegible] اس نے کہا، مگر بدلے

لہ تذکرہ ئہ مرقاۃ

کی حالت میں آیا تھا۔ اس پر جب آنکھ کھل گئی اور بارہ ہزار درہم جو ایک آدمی کا خون بہا ہوتے ہیں صدقہ کیے۔ عروہؓ کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ دیکھا کہ ستر ہزار درہم صدقہ کیے اور اپنے کرتہ میں پیوند لگ رہا تھا[1]۔

حضرت ابن زبیرؓ کا حضرت عائشہؓ کو صدقہ سے روکنا

۳- حضرت عبداللہ بن زبیرؓ حضرت عائشہؓ کے بھانجے تھے اور وہ ان سے بہت محبت فرماتی تھیں۔ انہوں نے ہی گویا بھانجے کو پالا تھا۔ حضرت عائشہؓ کی اس فیاضی سے پریشان ہو کر کہ خود تکلیفیں اٹھاتی تھیں اور جو آتا وہ فوراً خرچ کر دیتیں، ایک دفعہ کہہ دیا کہ خالہ کا ہاتھ کسی طرح روکنا چاہیے۔ حضرت عائشہؓ کو بھی یہ فقرہ پہنچ گیا۔ اس پر ناراض ہو گئیں کہ میرا ہاتھ روکنا چاہتا ہے اور ان سے نہ بولنے کی نذر کے طور پر قسم کھا لی۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو خالہ کی ناراضی کا بہت صدمہ ہوا۔ بہت سے لوگوں سے سفارش کرائی مگر انہوں نے اپنی قسم کا عذر فرما دیا۔ آخر جب عبداللہ بن زبیرؓ بہت ہی پریشان ہوئے تو حضورؐ کی ننھیال کے دو حضرات کو سفارشی بنا کر ساتھ لے گئے۔ وہ دونوں حضرات اجازت لے کر اندر گئے۔ یہ بھی چھپ کر ساتھ ہو لیے۔ جب وہ دونوں پردہ کے پیچھے بیٹھے اور حضرت عائشہؓ پردہ کے اندر بیٹھ کر بات چیت فرمانے لگیں تو یہ جلدی سے پردہ میں چلے گئے اور خالہ سے لپٹ گئے اور بہت روئے اور خوشامد کی۔ وہ دونوں حضرات بھی سفارش کرتے رہے اور مسلمان سے بولنا چھوڑنے کے متعلق حضورؐ کے ارشادات یاد دلاتے رہے اور احادیث میں جو ممانعت اس کی آئی ہے وہ سناتے رہے جس کی وجہ سے حضرت عائشہؓ ان احادیث میں جو ممانعت اور مسلمان سے بولنا چھوڑنے پر جو عتاب وارد ہوا ہے اس کی تاب نہ لا سکیں اور رونے لگیں۔ آخر معاف فرما دیا اور بولنے لگیں، لیکن اپنی اس قسم کے کفارہ میں بار بار غلام آزاد کرتی تھیں حتیٰ کہ چالیس غلام آزاد کیے۔ اور جب بھی اس قسم کے توڑنے کا خیال آ جاتا تو اس قدر روتیں کہ دوپٹہ تک آنسوؤں سے بھیگ جاتا[2]۔

فائدہ: ہم لوگ صبح سے شام تک کتنی قسمیں ایک سانس میں کھا لیتے ہیں

---

[1] طبقات [2] بخاری

دنیا میں کس گنتی پر رو رہے ہیں اس کا جواب اپنے آپ سوچنے کی بات ہے۔ دوسرا شخص کون ہو سکتا ہے جو ہوتا ہے لیکن جن لوگوں کے یہاں اللہ کے نام کی قیمت ہے اور منہ سے عہد کر لینے کے بعد پورا کرنا فرض ہے۔ ان سے پوچھو کہ عہد کے پورا نہ ہونے سے دل پر کیا گزرتی ہے۔ اسی وجہ سے حضرت عائشہؓ کو جب یہ واقعہ یاد آتا تو بہت زیادہ روتی تھیں۔

حضرت عائشہؓ کی حالت اللہ کے خوف سے

۴۔ حضرت عائشہؓ سے حضور اقدس ﷺ کو جو محبت تھی وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ حتیٰ کہ جب حضور سے کسی نے پوچھا کہ آپ کو سب سے زیادہ محبت کس سے ہے تو آپ نے فرمایا عائشہ سے۔ اس کے ساتھ ہی مسائل سے اتنی زیادہ واقف تھیں کہ بڑے بڑے صحابہؓ مسائل کی تحقیق کے لیے آپؓ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام ان کو سلام کرتے تھے۔ جنت میں حضرت عائشہؓ کو حضور کی بیوی ہونے کی بشارت دی گئی ہے۔ منافقوں نے آپؓ پر تہمت لگائی تو قرآن شریف میں آپؓ کی برأت نازل ہوئی۔ خود حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ دس خوبیاں مجھ میں ایسی ہیں کہ کوئی دوسری بیوی ان میں شریک نہیں۔ ابن سعد نے ان کو ذکر کیا ہے۔ صدقہ کی کیفیت پہلے قصوں سے معلوم ہو چکی لیکن ان سب باتوں کے باوجود اللہ کے خوف کا یہ حال تھا، فرمایا کرتیں کہ کاش میں درخت ہوتی کہ تسبیح کرتی رہتی اور آخرت کا کوئی مطالبہ مجھ سے نہ ہوتا۔ کاش میں پتھر ہوتی۔ کاش میں مٹی کا ڈھیلا ہوتی، کاش میں پیدا ہی نہ ہوتی۔ کاش میں کوئی گھاس ہوتی۔

ف: اللہ کے خوف کا یہ منظر دوسرے باب کے پچھلے قصہ میں بھی گزر چکا۔ ان حضرات کی یہ عام حالت تھی، اللہ سے ڈرنا انہیں کا حصہ تھا۔

حضرت ام سلمہؓ کی زندگی اور ہجرت

۵۔ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ حضور اقدس ﷺ سے پہلے حضرت ابو سلمہ صحابیؓ کے نکاح میں تھیں۔ دونوں میں بہت ہی زیادہ محبت اور تعلق تھا۔ اس کا اندازہ اس قصہ سے ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ ام سلمہؓ نے ابو سلمہؓ سے کہا کہ میں نے یہ

لہ بخاری

سنا ہے کہ اگر مرد اور عورت دونوں جنتی ہوں اور عورت مرد کے بعد کسی سے نکاح نہ کرے تو وہ عورت جنت میں اسی مرد کو ملے گی۔ اسی طرح اگر مرد دوسری عورت سے نکاح نہ کرے تو وہی عورت اس کو ملتی ہے۔ اس لئے آؤ ہم تم دونوں عہد کرلیں کہ ہم میں سے جو پہلے مر جائے وہ دوسرا نکاح نہ کرے۔ ابو سلمہؓ نے کہا کہ تم میرا کہنا مان لوگی۔ ام سلمہؓ نے کہا کہ میں تو اسی لئے مشورہ کر رہی ہوں کہ تمہارا کہنا مانوں۔ ابو سلمہؓ نے کہا کہ تم میرے بعد نکاح کر لینا۔ پھر دعا کی کہ یا اللہ میرے بعد ام سلمہؓ کو مجھ سے بہتر خاوند عطا فرما جو اس کو رنج نہ پہنچائے نہ تکلیف دے۔ ابتدائے اسلام میں دونوں میاں بیوی نے حبشہ کی ہجرت ساتھ ہی کی۔ اس کے بعد وہاں سے واپسی پر مدینہ طیبہ کی ہجرت کی جس کا مفصل قصہ خود ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ جب ابو سلمہؓ نے ہجرت کا ارادہ کیا تو اپنے اونٹ پر سامان لادا اور مجھ کو اور میرے بیٹے سلمہ کو سوار کرایا اور خود اونٹ کی نکیل ہاتھ میں لے کر چلے۔ میرے میکے کے لوگوں بنو مغیرہ نے دیکھ لیا۔ انہوں نے ابو سلمہؓ سے کہا کہ تم اپنی ذات کے بارے میں تو آزاد ہو سکتے ہو مگر ہم اپنی لڑکی کو تمہارے ساتھ کیوں جانے دیں کہ یہ شہر در شہر پھرے۔ یہ کہہ کر اونٹ کی نکیل ابو سلمہؓ کے ہاتھ سے چھین لی اور مجھے زبردستی واپس لے آئے۔ میرے شوہر کے لوگ بنو عبد الاسد کو جو ان کے رشتہ دار تھے جب اس قصہ کی خبر ہوئی تو وہ میرے میکہ والوں بنو مغیرہ سے جھگڑنے لگے کہ تمہیں اپنی لڑکی کا تو اختیار ہے مگر ہم اپنے لڑکے سلمہ کو تمہارے پاس کیوں چھوڑ دیں جبکہ تم نے اپنی لڑکی کو اس کے خاوند کے پاس نہیں چھوڑا۔ یہ کہہ کر میرے لڑکے سلمہ کو بھی مجھ سے چھین لیا۔ اب میں اور میرا لڑکا اور میرا شوہر تینوں جدا جدا ہو گئے۔ خاوند تو مدینہ پہنچ گئے۔ میں اپنے میکہ میں رہ گئی اور بیٹا اپنے ددھیال میں پہنچ گیا۔ میں روزانہ میدان میں نکل جاتی اور شام تک رویا کرتی۔ اسی طرح پورا ایک سال مجھے روتے گذر گیا نہ میں

ف: اگر عورت دو مرتبہ خاوند کرے تو کس کو ملے گی اس میں روایتیں مختلف وارد ہوئی ہیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ وہ دوسرے کو ملے گی اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ اس کو اختیار دے دیا جائے گا کہ جس خاوند کے پاس رہنا چاہے رہے اس کو اختیار ہے۔ دوسری حدیث زیادہ مشہور ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جن عورتوں کے دو خاوند ہوں ان کے حق میں پہلی حدیث ہو۔ اس وجہ سے بھی روایات مختلف ہیں کہ یہ مختلف لوگوں کے حق میں ہوں گی

نہ خاوند کے پاس جا سکی نہ بچہ مجھ کو مل سکا۔ ایک زمانہ میرے اسی حال میں گزر گیا۔ میرے چچا زاد بھائی نے میرے حال پر ترس کھا کر اپنے لوگوں سے کہا کہ تمہیں اس مسکینہ پر ترس نہیں آتا کہ اس کو بچہ اور خاوند سے جدا کر رکھا ہے۔ اس کو کیوں نہیں چھوڑ دیتے۔ غرض میرے چچا زاد بھائی نے کہہ سن کر اس بات پر ان سب کو راضی کر لیا۔ انہوں نے مجھے اجازت دے دی کہ تو اپنے خاوند کے پاس جانا چاہے تو چلی جا۔ یہ دیکھ کر بنو عبد الاسد نے بھی لڑکا دے دیا۔ میں نے ایک اونٹ تیار کیا اور بچہ کو گود میں لے کر اونٹ پر تنہا سوار ہو کر مدینہ کو چل دی۔ تین چار میل چلی تھی کہ تنعیم پر عثمان بن طلحہ مجھے ملے اور پوچھا کہ اکیلی کہاں جا رہی ہو؟ میں نے کہا کہ اپنے خاوند کے پاس مدینہ جا رہی ہوں۔ انہوں نے کہا کہ کوئی تمہارے ساتھ نہیں؟ میں نے کہا کہ اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے۔ انہوں نے میرے اونٹ کی نکیل پکڑی اور آگے آگے چل دیئے۔ خدا کی قسم مجھے عثمان سے زیادہ شریف آدمی کوئی نہیں ملا۔ جب اترنے کا وقت ہوتا تو میرے اونٹ کو بٹھا کر خود کسی درخت کی آڑ میں ہو جاتے۔ میں اتر جاتی اور جب سوار ہونے کا وقت ہوتا اونٹ کو سامان وغیرہ لاد کر میرے قریب بٹھا دیتے میں اس پر سوار ہو جاتی اور وہ اس کی نکیل پکڑ کر آگے آگے چل دیتے۔ اسی طرح ہم مدینہ پہنچے۔ جب قبا پہنچے تو انہوں نے کہا تمہارا خاوند یہیں ہے۔ اس وقت تک ابو سلمہؓ قبا ہی میں مقیم تھے۔ عثمان مجھے وہاں پہنچا کر خود مکہ واپس ہو گئے۔ پھر کہا کرتی تھیں کہ عثمان سے زیادہ کریم اور شریف آدمی میں نے نہیں دیکھا اور اس سال جتنی مشقت اور مصیبت میں نے برداشت کی شاید ہی کسی نے کی ہو۔

ف: اللہ پر بھروسہ کی بات تھی کہ تنہا ہجرت کے ارادہ سے چل دیں اللہ جل شانہ نے اپنے فضل سے ان کی مدد کا سامان مہیا کر دیا۔ جو اللہ جل شانہ پر بھروسہ کرتے [illegible] ہیں۔ حضرت عثمان اس سفر [illegible] ہجرت وغیرہ [illegible] اس [illegible] سفر پر کوئی شرعی اشکال نہیں۔

۶۔ حضرت ام زیادؓ کی چند عورتوں کے ساتھ خیبر میں شرکت

حضور اقدسؐ کے زمانہ میں مردوں کو تو جہاد میں شرکت کا شوق تھا ہی جس کے واقعات کثرت سے نقل کئے جاتے ہیں خود عورتیں بھی اس چیز میں مردوں سے پیچھے نہیں تھیں ہمیشہ مشتاق رہتی تھیں اور جہاں موقع مل جاتا پہنچ جاتیں۔ ام زیادؓ کہتی ہیں کہ خیبر کی لڑائی میں ہم چھ عورتیں جہاد میں شرکت کے لیے چل دیں۔ حضور اقدسؐ کو اطلاع ملی تو ہم کو بلایا۔ حضورؐ کے چہرۂ انور پر غصہ کے آثار تھے۔ ارشاد فرمایا کہ تم کس کی اجازت سے آئیں اور کس کے ساتھ آئیں۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کو اون بننا آتا ہے اور جہاد میں اس کی ضرورت پڑتی ہے۔ زخموں کی دوائیں بھی ہمارے پاس ہیں اور کچھ نہیں تو مجاہدین کو تیر ہی پکڑانے میں مدد دیں گی اور جو بیمار ہوگا اس کی دوا دارو کی مدد ہو سکے گی، ستو وغیرہ گھولنے اور پلانے میں کام دے دیں گی۔ حضورؐ نے ان کو ٹھہرنے کی اجازت دے دی۔

ف: حق تعالیٰ شانہ نے اس وقت عورتوں میں بھی کچھ ایسا ولولہ اور جرأت پیدا فرمائی تھی جو آجکل کے مردوں میں بھی نہیں ہے۔ دیکھو یہ سب اپنے شوق سے خود ہی پہنچ گئیں اور کتنے کام اپنے کرنے کے تجویز کر لیے۔ حنین کی لڑائی میں ام سلیمؓ باوجودیکہ حاملہ تھیں اور عبداللہ بن ابی طلحہؓ پیٹ میں تھے، شریک ہوئیں اور ایک خنجر ساتھ لیے رہتی تھیں۔ حضورؐ نے فرمایا یہ کس لیے ہے۔ عرض کیا کہ اگر کوئی کافر میرے پاس آئے تو اس کے پیٹ میں بھونک دوں گی۔ اس سے پہلے احد وغیرہ کی لڑائی میں بھی یہ شریک ہوئی تھیں۔ زخمیوں کی دوا دارو اور بیماروں کی خدمت کرتی تھیں۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ اور ام سلیمؓ کو دیکھا کہ نہایت مستعدی سے مشکیزہ بھر کر لاتی تھیں اور زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں اور جب خالی ہو جاتا تو پھر بھر لاتیں۔

۷۔ حضرت ام حرامؓ کی غزوۂ بحر میں شرکت کی تمنا

حضرت ام حرامؓ حضرت انسؓ کی خالہ ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے ان کے گھر تشریف لے جاتے اور کبھی دوپہر کو وہیں آرام بھی فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ حضورؐ ان کے گھر آرام فرما رہے تھے کہ مسکراتے

ابوداؤد

ہوئے اٹھے۔ ام حرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کس چیز پر آپ مسکرا رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا کہ میری امت کے کچھ لوگ مجھے دکھلائے گئے جو سمندر پر لڑائی کے ارادہ سے اس طرح سوار ہوئے جیسے تختوں پر بادشاہ بیٹھے ہوں۔ ام حرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ دعا فرما دیجیے کہ حق تعالیٰ شانہ مجھے بھی ان میں شامل فرما دیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ تم بھی ان میں شامل ہو گی۔ اس کے بعد پھر حضورؐ نے آرام فرمایا اور پھر مسکراتے ہوئے اٹھے۔ ام حرامؓ نے پھر مسکرانے کا سبب پوچھا۔ آپؐ نے پھر اسی طرح ارشاد فرمایا۔ ام حرامؓ نے پھر وہی درخواست کی کہ یا رسول اللہ آپ دعا فرما دیں کہ میں بھی ان میں ہوں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ تم پہلی جماعت میں ہو گی۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ کے زمانہ خلافت میں امیر معاویہؓ نے جو شام کے حاکم تھے جزیرہ قبرص پر حملہ کی اجازت چاہی۔ حضرت عثمانؓ نے اجازت دے دی۔ امیر معاویہؓ نے ایک لشکر کے ساتھ حملہ فرمایا جس میں ام حرامؓ بھی اپنے خاوند حضرت عبادہؓ کے ساتھ لشکر میں شریک ہوئیں اور واپسی پر ایک خچر پر سوار ہو رہی تھیں کہ وہ بدکا اور یہ اس پر سے گر گئیں جس سے گردن ٹوٹ گئی اور انتقال فرما گئیں اور وہیں دفن ہوئیں۔ (بخاری)

فائدہ: یہ ولولہ تھا جہاد میں شرکت کا کہ ہر لڑائی میں شرکت کی دعا کراتی تھیں مگر چونکہ دونوں لڑائیوں میں سے پہلی لڑائی میں انتقال فرمانا متعین تھا اس لیے دوسری لڑائی میں شرکت نہ کر سکیں اور اسی وجہ سے حضورؐ نے اس میں شرکت کی دعا نہ فرمائی۔

ام سلیمؓ کا بیٹے کے مرنے پر خاوند سے ہمبستری:

ام سلیمؓ حضرت انسؓ کی والدہ تھیں جو اپنے پہلے خاوند یعنی حضرت انسؓ کے والد کی وفات کے بعد بیوہ ہو گئی تھیں اور حضرت انسؓ کی پرورش کے خیال سے چند دنوں تک نکاح نہیں کیا تھا۔ اس کے بعد ابو طلحہؓ سے نکاح کیا جن سے ایک لڑکا ابو عمیرؓ پیدا ہوئے تھے جن سے حضورؐ کبھی کبھی تفریح کی باتیں بھی فرمایا کرتے تھے۔ اتفاق سے ابو عمیرؓ کا انتقال ہو گیا۔ ام سلیمؓ نے ان کو نہلا دیا، کفن پہنایا اور ایک چارپائی پر لٹا دیا۔ ابو طلحہ

تھا، روزہ تھا۔ ام سلیمؓ نے ان کے لیے کھانا وغیرہ تیار کیا اور خود اپنے آپ کو بھی آراستہ کیا، خوشبو وغیرہ لگائی۔ رات کو خاوند آئے کھانا وغیرہ بھی کھایا بچہ کا حال دریافت کیا تو انہوں نے کہہ دیا کہ اب تو سکون ہے معلوم ہوتا ہے بالکل اچھا ہوگیا۔ وہ بے فکر ہو گئے، رات کو خاوند نے صحبت بھی کی۔ اخیر کو بیبی نے کہنے لگیں کہ ایک بات دریافت کرنا تھی۔ اگر کوئی شخص کسی کو مانگی چیز دے دے پھر وہ اپنی چیز واپس لینے لگے تو واپس کر دینا چاہیے یا روک لے واپس نہ کرے۔ وہ کہنے لگے کہ ضرور واپس کر دینا چاہیے روک لینے کا کیا حق ہے مانگی چیز کا تو واپس کرنا ہی ضروری ہے۔ یہ سن کر ام سلیمؓ نے کہا کہ تمہارا لڑکا جو اللہ کی امانت تھا وہ اللہ نے لے لیا۔ ابو طلحہؓ کو اس پر رنج ہوا اور کہنے لگے کہ تم نے مجھ کو خبر بھی نہ کی۔ صبح کو حضورؐ کی خدمت میں ابو طلحہؓ نے اس سارے قصہ کو عرض کیا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا دی اور فرمایا کہ شاید اللہ جل شانہ اس رات میں **برکت عطا فرمادیں**

ایک انصاری کہتے ہیں کہ میں نے حضورؐ کی دعا کی برکت دیکھی کہ اس رات کے حمل سے عبداللہ بن ابی طلحہؓ پیدا ہوئے جن کے نو بچے پیدا ہوئے۔ سب نے قرآن شریف پڑھا۔ (فتح)

ف: بڑے صبر اور ہمت کی بات ہے کہ اپنا بچہ مر جائے اور اس طرح اس کو برداشت کرے کہ خاوند کو بھی محسوس نہ ہونے دے، چونکہ خاوند کا روزہ تھا اس لیے خیال ہوا کہ خبر ہونے پر کھانا بھی مشکل ہوگا

ام حبیبہؓ کا اپنے باپ کو بستر پر نہ بٹھانا

(۱۰) ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے عبیداللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں، دونوں میاں بیوی ساتھ ہی مسلمان ہوئے اور حبشہ کی ہجرت بھی اکٹھے ہی کی۔ وہاں جا کر خاوند مرتد ہوگیا اور اسی حالت میں انتقال کیا۔ حضرت ام حبیبہؓ نے بیوگی کا زمانہ حبشہ ہی میں گذارا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے وہیں نکاح کا پیام بھیجا اور حبشہ کے بادشاہ کی معرفت نکاح ہوا جیسا کہ باب کے ختم پر بیبیوں کے بیان میں آئے گا۔ نکاح کے بعد مدینہ منورہ

تو ہو گئیں۔ صلح حدیبیہ کے زمانہ میں ان کے باپ ابوسفیان مدینہ منورہ آئے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح کی مضبوطی کے سلسلہ میں گفتگو کرنی تھی، بیٹی سے ملنے گئے وہاں بستر بچھا ہوا تھا، اس پر بیٹھنے لگے تو بیٹی نے وہ بستر الٹ دیا، باپ کو تعجب ہوا کہ بجائے بستر بچھانے کے اس بچھے ہوئے کو بھی الٹ دیا، پوچھا کہ یہ بستر میرے قابل نہیں تھا یا میں اس بستر کے قابل نہیں تھا؟ حضرت ام حبیبہؓ نے فرمایا کہ یہ اللہ کے پاک اور پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر ہے اور تم بوجہ مشرک ہونے کے ناپاک ہو، اس پر کیسے بیٹھ سکتے ہو۔ باپ کو اس بات سے بہت رنج ہوا اور کہا ام حبیبہؓ تو ہم سے جدا ہونے کے بعد بری عادتوں میں مبتلا ہو گئیں۔ مگر ام حبیبہؓ کے دل میں حضورؐ کی جو عظمت تھی اس کے لحاظ سے وہ کب اس کو گوارا کر سکتی تھیں کہ کوئی ناپاک مشرک باپ ہو یا غیر ہو، حضورؐ کے بستر پر بیٹھ سکے۔

ایک مرتبہ حضور سے چاشت کی بارہ رکعتوں کی فضیلت سنی تو ہمیشہ ان کو پابندی سے نبھایا۔ ان کے والد ابوسفیان کا قصہ ابھی گذرا، یہ بعد میں مسلمان ہو گئے تھے۔ جب ان کا انتقال ہوا تو تیسرے دن خوشبو منگائی اور اس کو استعمال کیا اور فرمایا کہ مجھے نہ خوشبو کی ضرورت ہے نہ رغبت مگر میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عورت کو جائز نہیں کہ خاوند کے علاوہ کسی پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے، البتہ خاوند کے لئے چار مہینے دس دن ہیں۔ میں نے خوشبو استعمال کرتی ہوں کہ سوگ نہ سمجھا جائے۔ جب خود ان کے انتقال کا وقت ہوا تو حضرت عائشہؓ کو بلایا اور ان سے کہا کہ ہمارے درمیان سوکن کا تعلق اور سوکنوں میں آپس میں کچھ نہ کچھ بات پر تھوڑی بہت رنجش ہو ہی جاتی ہے، خدا مجھے بھی معاف فرماوے اور تم بھی معاف کر دو۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سب معاف کرے اور درگذر فرماوے، ام حبیبہؓ کہنے لگیں کہ تم نے مجھے اس وقت خوش کیا، اللہ تعالیٰ تم کو خوش رکھے۔ اس کے بعد اسی طرح حضرت ام سلمہؓ سے بھی کہا۔ طبقات،

ف: سوکنوں کے تعلقات آپس میں جس قسم کے ہوتے ہیں کہ وہ ایک دوسرے کی صورت بھی دیکھنا نہیں چاہا کرتیں مگر ان کو یہ اہتمام تھا کہ دنیا کا جو معاملہ ہو وہ یہیں نمٹ جائے۔ آخرت کا بوجھ سر پر نہ رہے اور حضورؐ کی عظمت اور محبت کا اندازہ تو اس بستر کے معاملہ سے ہی ہو گیا۔

حضرت زینبؓ کا آپس کے معاملہ میں صفائی اور صدقہ

۱۰۔ ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحشؓ رشتہ میں حضور اقدس کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ شروع زمانہ میں ہی مسلمان ہو گئی تھیں۔ ابتداء میں آپ کا نکاح حضرت زیدؓ سے ہوا جو حضورؐ کے آزاد کئے ہوئے غلام تھے اور حضورؐ کے متبنّٰی بھی تھے جس کو لے پالک کہتے ہیں۔ اسی وجہ سے زید بن محمد کہلاتے تھے مگر حضرت زیدؓ سے حضرت زینب کا نباہ نہ ہو سکا تو انہوں نے طلاق دے دی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خیال سے کہ زمانہ جاہلیت کی اس رسم کو توڑ دیں کہ متبنّٰی بالکل ہی بیٹے جیسا ہوتا اور اس کی بیوی سے نکاح بھی حرام سمجھا جاتا۔ اس لئے اپنے نکاح کا پیام بھیجا۔ حضرت زینبؓ نے جواب دیا کہ میں اپنے رب سے مشورہ کر لوں۔ یہ کہہ کر وضو کیا اور نماز کی نیت باندھ لی کہ حق سے مشورہ کئے بغیر میں کچھ جواب نہیں دیتی جس کی یہ برکت ہوئی کہ اللہ جل شانہ نے خود حضورؐ کا نکاح حضرت زینبؓ سے کیا اور قرآن پاک کی آیت فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَاۗىِٕهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ۭ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا۔ (پس جب زید نے اپنی حاجت کو اس سے پورا کر لیا تو ہم نے اس کو تمہارے نکاح میں دے دیا تاکہ مومنین پر تنگی نہ رہے اپنے لے پالکوں کی بیویوں کے بارہ میں جبکہ وہ اپنی حاجت ان سے پوری کر چکیں اور اللہ کا حکم ہو کر ہی رہتا ہے)

جب حضرت زینبؓ کو اس آیت کے نازل ہونے کی خوشخبری دی گئی تو جس نے یہ بشارت دی تھی اس کو وہ زیور نکال کر دے دیا جو وہ اس وقت پہن رہی تھیں اور خود سجدہ میں گر گئیں اور دو مہینے کے روزوں کی منت مانی۔ حضرت زینبؓ کو اس بات پر بجا طور پر فخر تھا کہ سب بیبیوں کا نکاح ان کے عزیز رشتہ داروں نے کیا اور حضرت

زینبؓ کا نکاح آسمان پر ہوا اور قرآن پاک میں نازل ہوا۔ اسی وجہ سے حضرت عائشہؓ سے مقابلہ کی نوبت بھی آجاتی تھی کہ ان کو حضورِ اقدس کی سب سے زیادہ محبوبہ ہونے پر ناز تھا اور ان کو آسمانی نکاح پر ناز تھا۔ لیکن اس کے باوجود حضرت عائشہؓ پر تہمت کے قصہ میں جب حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے منجملہ اوروں کے ان سے بھی دریافت کیا تو انہوں نے عرض کیا کہ میں عائشہ میں بھلائی کے سوا کچھ نہیں جانتی۔ یہ تھی ان کی دینداری، ورنہ یہ وقت سوکن کے الزام لگانے کا تھا اور خاوند کی نگاہ سے گرانے کا۔ بالخصوص اس سوکن سے جس سے مقابلہ بھی رہتا ہو، مگر اس کے باوجود ان کی صفائی کی اور تعریف کی۔

حضرت زینبؓ بڑی بزرگ تھیں۔ روزے بھی کثرت سے رکھتی تھیں، نوافل بھی کثرت سے پڑھتی تھیں۔ اپنے ہاتھ سے محنت بھی کرتی تھیں اور جو حاصل ہوتا تھا اس کو صدقہ کر دیتی تھیں۔ حضورؐ کے وصال کے وقت ازواجِ مطہرات نے پوچھا کہ ہم میں سب سے پہلے آپ سے کون سی بیوی ملے گی؟ آپ نے فرمایا جس کا ہاتھ لمبا ہو۔ وہ لکڑی لے کر ہاتھ ناپنے لگیں، لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ ہاتھ کے لمبا ہونے سے بہت زیادہ خیرات کرنا مراد تھا۔ چنانچہ سب سے پہلے حضرت زینبؓ ہی کا وصال ہوا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب ازواجِ مطہرات کی تنخواہ مقرر فرمائی اور ان کے پاس تنخواہ بھیجی، ان کے پاس بارہ ہزار درہم بھیجے تو یہ سمجھیں کہ یہ سب کا ہے۔ فرمانے لگیں کہ تقسیم کے لئے تو دوسری بیبیاں زیادہ مناسب تھیں۔ قاصد نے کہا کہ یہ سب آپ ہی کا حصہ ہے اور سال بھر کے لئے ہے تو تعجب سے فرمانے لگیں سبحان اللہ! اور منہ پر کپڑا ڈال لیا کہ اس کو دیکھنا نہیں چاہتیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ حجرہ کے کونے میں ڈال دیا جائے اور اس پر کپڑا ڈال دیا۔ حضرت برزہ سے فرمایا جو اس قصہ کو نقل کر رہی ہیں کہ اس میں سے ایک مٹھی بھر کر فلاں کو دے آؤ اور ایک مٹھی فلاں کو، غرض رشتہ داروں اور یتیموں بیواؤں کو تقسیم فرما دیا۔ جس میں جب ذرا سا رہ گیا تو برزہ نے بھی خواہش ظاہر کی، فرمایا کہ کپڑے کے نیچے جو رہ گیا ہو وہ تم لے جاؤ۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے جو رہ گیا تھا وہ لے لیا، پچاسی درہم تھے۔ اس کے بعد دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کی یا اللہ آئندہ سال یہ مال

مجھے نہ ملے کہ اس کے آنے میں بھی فتنہ ہے۔ چنانچہ دوسرے سال کی تنخواہ آنے سے پہلے ہی ان کا انتقال ہو گیا۔ حضرت عمرؓ کو خبر ہوئی کہ وہ بارہ ہزار تو ختم کر دیئے گئے تو انہوں نے ایک ہزار اور بھیجے کہ اپنی ضرورتوں میں خرچ کریں۔ انہوں نے وہ بھی اسی وقت تقسیم کر دیئے۔ باوجود کثرت فتوحات کے انتقال کے وقت نہ کوئی درہم چھوڑا نہ مال۔ صرف وہ گھر ترکہ تھا جس میں رہتی تھیں۔ صدقہ کی کثرت سے ماوی المساکین (مسکینوں کا ٹھکانا) ان کا لقب تھا (طبقات)

ایک عورت کہتی ہیں کہ میں حضرت زینبؓ کے یہاں تھی اور ہم گیرو سے کپڑے رنگنے میں مصروف تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ ہم کو رنگتے ہوئے دیکھ کر واپس تشریف لے گئے۔ حضرت زینبؓ کو خیال پیدا ہوا کہ حضورؐ کو یہ چیز ناگوار ہوئی۔ سب کپڑوں کو جو رنگے تھے فوراً دھو ڈالا۔ دوسرے موقع پر حضورؐ تشریف لائے جب دیکھا کہ وہ رنگ کا منظر نہیں ہے تو اندر تشریف لائے۔ (ابوداؤد)

فائدہ: عورتوں کو بالخصوص اس سے جو محبت ہوتی ہے، وہ کپڑوں میں اور رنگ وغیرہ سے جو انس ہوتا ہے وہ بھی محتاج بیان نہیں لیکن وہ بھی آخر زینبؓ ہی تھیں جو مال کو رکھنا جانتی ہی نہ تھیں اور حضورؐ کا معمولی سا اشارہ پا کر سارا رنگ دھو ڈالا۔

خنساءؓ کی اپنے چار بیٹوں سمیت جنگ میں شرکت

حضرت خنساءؓ مشہور شاعرہ ہیں، اپنی قوم کے چند آدمیوں کے ساتھ مدینہ آکر مسلمان ہوئیں۔ ابن اثیرؒ کہتے ہیں کہ اہل علم کا اس پر اتفاق ہے کہ کسی عورت نے ان سے بہتر شعر نہیں کہا۔ ان سے پہلے نہ ان کے بعد۔ حضرت عمرؓ کے زمانۂ خلافت میں ۱۶ھ میں قادسیہ کی لڑائی ہوئی جس میں یہ مع اپنے چاروں بیٹوں سمیت شریک ہوئیں۔ لڑکوں کو ایک روز پہلے بہت نصیحت کی اور لڑائی میں شرکت پر بہت ابھارا۔ کہنے لگیں کہ میرے بیٹو! تم اپنی خوشی سے مسلمان ہوئے اور اپنی ہی خوشی سے تم نے ہجرت کی۔ اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ جس طرح تم ایک ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہو اسی طرح ایک باپ کی اولاد ہو۔ میں نے نہ تمہارے باپ سے خیانت کی نہ تمہارے ماموں کو رسوا کیا۔ نہ میں نے

تمہاری شرافت میں کوئی دھبہ لگایا نہ تمہارے نسب کو میں نے خراب کیا۔ تمہیں معلوم ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے مسلمانوں کے لیے کافروں سے لڑائی میں کیا کیا ثواب رکھا ہے۔ تمہیں یہ بات بھی یاد رکھنا چاہیے کہ آخرت کی باقی رہنے والی زندگی دنیا کی فنا ہو جانے والی زندگی سے کہیں بہتر ہے۔ اللہ جل شانہٗ کا پاک ارشاد ہے، یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ (ترجمہ) اے ایمان والو تکالیف پر صبر کرو اور کفار کے مقابلہ میں صبر کرو اور مقابلہ کے لیے تیار رہو تاکہ تم پورے کامیاب ہو۔[1] لہٰذا کل صبح جب تم صحیح و سالم اٹھو تو بہت ہوشیاری سے لڑائی میں شریک ہو اور اللہ تعالیٰ سے دشمنوں کے مقابلہ میں مدد مانگتے ہوئے بڑھو اور جب تم دیکھو کہ لڑائی زور پر آگئی اور اس کے شعلے بھڑکنے لگے تو اس کی گرم آگ میں گھس جانا اور کافروں کے سردار کا مقابلہ کرنا۔ ان شاء اللہ جنت میں اکرام کے ساتھ کامیاب ہو کر رہو گے۔

چنانچہ جب صبح کو لڑائی زوروں پر ہوئی تو چاروں لڑکوں میں سے ایک ایک نمبروار آگے بڑھتا تھا اور اپنی ماں کی نصیحت کو اشعار میں پڑھ کر امنگ پیدا کرتا تھا اور جب شہید ہو جاتا تو اسی طرح دوسرا بڑھتا تھا اور شہید ہونے تک لڑتا رہتا تھا۔ بالآخر چاروں شہید ہو گئے اور جب ماں کو چاروں کے شہید ہونے کی خبر ہوئی تو انہوں نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے جس نے ان کی شہادت سے مجھے شرف بخشا۔ مجھے اللہ کی ذات سے امید ہے کہ اس کی رحمت کے سایہ میں ان چاروں کے ساتھ میں بھی رہوں گی۔

ف: ایسی بھی اللہ کی بندی مائیں ہوتی ہیں جو چاروں جوان بیٹوں کو لڑائی کی تیزی میں گھس جانے کی ترغیب دیں اور جب چاروں شہید ہو جائیں اور ایک ہی وقت میں سب کام آجائیں تو اللہ کا شکر ادا کریں۔

(۲) حضرت صفیہؓ کا یہودی کو تنہا مارنا[2]

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی اور حضرت حمزہؓ کی حقیقی بہن تھیں۔ احد کی لڑائی میں شریک ہوئیں اور جب مسلمانوں کو شکست ہوئی اور بعض لوگ بھاگنے لگے تو وہ برچھا ان کے منہ پر مار مار کر واپس کرتی تھیں۔ غزوۂ

---

[1] بیان القرآن [2] اسد الغابہ

خندق میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سب مستورات کو ایک قلعہ میں بند فرما دیا تھا، اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بطور محافظ کے چھوڑ دیا تھا، یہود کے لیے یہ موقع بہت غنیمت تھا کہ وہ تو اندرونی دشمن تھے ہی، یہود کی ایک جماعت نے عورتوں پر حملہ کا ارادہ کیا اور ایک یہودی حالات معلوم کرنے کے لیے قلعہ پر پہنچا حضرت صفیہؓ نے کہیں سے دیکھ لیا، حضرت حسانؓ سے کہا کہ یہ یہودی موقع دیکھنے آیا ہے، تم قلعہ سے باہر نکلو اور اس کو مار دو وہ ضعیف تھے ادر ضعف کی وجہ سے ان کی ہمت نہ ہوئی تو حضرت صفیہؓ نے ایک خیمہ کا کھونٹا اپنے ہاتھ میں لیا اور خود نکل کر اس کا سر کچل دیا، پھر قلعہ میں واپس آکر حضرت حسان سے کہا کہ چونکہ وہ یہودی مرد نامحرم تھا اس لیے میں نے اس کا سامان اور کپڑے نہیں اتارے تم اس کے سب کپڑے اتار لاؤ اور سر بھی کاٹ لاؤ، حضرت حسانؓ ضعف کی وجہ سے اس کی بھی ہمت نہ کر سکے تو دوبارہ تشریف لے گئیں اور اس کا سر کاٹ لائیں اور دیوار پر سے چڑھ کر یہود کے مجمع میں پھینک دیا، وہ دیکھ کر کہنے لگے کہ ہم تو پہلے ہی سمجھتے تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) عورتوں کو بالکل تنہا نہیں چھوڑ سکتے ضرور ان کے محافظ اندر موجود ہیں۔

ف: ۲۰ھ میں حضرت صفیہؓ کا وصال ہوا، اس وقت ان کی عمر تہتر سال کی تھی، اس لحاظ سے خندق کی لڑائی جو ۵ھ میں ہوئی ان کی عمر اٹھاون سال کی ہوئی۔ آج کل اس عمر کی عورتوں کو گھر کا کام کاج بھی دو بھر ہو جاتا ہے چہ جائیکہ ایک مرد کو اس طرح تنہا قتل کر دینا اور ایسی حالت میں کہ یہ تنہا عورتیں اور دوسری جانب یہود کا مجمع کثیر۔

اسماءؓ کا عورتوں کے اجر کے بارے میں سوال

(۳) اسماءؓ بنت یزید انصاری صحابیہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان، میں مسلمان عورتوں کی طرف سے بطور قاصد کے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں، بے شک آپ کو اللہ جل شانہ نے مرد اور عورت دونوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا اس لیے ہم عورتوں کی جماعت آپ پر ایمان لائی اور اللہ پر

ایمان لائیں لیکن ہم عورتوں کی جماعت مکانوں میں گھری رہتی ہے پردوں میں بند رہتی ہے مردوں کے گھروں میں گڑی رہتی ہے اور مردوں کی خواہشیں ہم سے پوری کی جاتی ہیں ہم ان کی اولاد کو پیٹ میں اٹھاتے رہتی ہیں اور ان سب باتوں کے باوجود مرد بہت سے ثواب کے کاموں میں ہم سے بڑھے رہتے ہیں جمعہ میں شریک ہوتے ہیں جماعت کی نمازوں میں شریک ہوتے ہیں بیماروں کی عیادت کرتے ہیں جنازوں میں شرکت کرتے ہیں حج پر حج کرتے رہتے ہیں اور ان سب سے بڑھ کر جہاد کرتے رہتے ہیں اور جب وہ حج یا عمرہ یا جہاد کے لئے جاتے ہیں تو ہم عورتیں ان کے مالوں کی حفاظت کرتی ہیں ان کے لئے کپڑا بنتی ہیں ان کی اولاد کو پالتی ہیں کیا ہم ثواب میں ان کے شریک نہیں؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر صحابہؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ تم نے دین کے بارے میں اس عورت سے بہتر سوال کرنے والی کوئی سنی؟ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کو خیال بھی نہ تھا کہ عورت بھی ایسا سوال کر سکتی ہے اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اسماءؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ غور سے سن اور سمجھ اور جن عورتوں نے تجھ کو بھیجا ہے ان کو بتا دے کہ عورت کا اپنے خاوند کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا اور اس کی خوشنودی کو ڈھونڈنا اور اس پر عمل کرنا ان سب چیزوں کے ثواب کے برابر ہے۔ اسماءؓ یہ جواب سن کر نہایت خوش ہوتی ہوئی واپس ہو گئیں۔

ف: عورتوں کا اپنے خاوندوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا اور ان کی اطاعت فرمانبرداری کرنا بہت ہی قیمتی چیز ہے مگر عورتیں اس سے بہت ہی غافل ہیں۔ صحابہؓ کی ایک جماعت نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ عجمی لوگ اپنے بادشاہوں اور سرداروں کو سجدہ کرتے ہیں آپ اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ ہم آپ کو سجدہ کریں۔ حضور اقدس نے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اگر میں خدا کے سوا کسی کو سجدہ کرنے کا کسی کو حکم کرتا تو عورتوں کو حکم کرتا کہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کیا کریں۔ پھر حضور نے فرمایا اس ذات

[illegible] مسند احمد

کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ عورت اپنے رب کا حق اس وقت تک ادا نہیں کر سکتی جب تک کہ خاوند کا حق ادا نہ کرے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک اونٹ آیا اور حضورؐ کو سجدہ کیا۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ جب یہ جانور آپ کو سجدہ کرتا ہے تو ہم زیادہ مستحق ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں۔ حضورؐ نے منع فرمایا اور یہی ارشاد فرمایا کہ اگر میں کسی کو حکم کرتا کہ کسی کو اللہ کے سوا سجدہ کرے تو عورت کو حکم کرتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو عورت ایسی حالت میں مرے کہ خاوند اس سے راضی ہو وہ جنت میں جائے گی۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ اگر عورت خاوند سے ناراض ہو کر علیحدہ رات گذارے تو فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ دو آدمیوں کی نماز قبولیت کے لئے آسمان کی طرف اتنی بھی نہیں جاتی کہ سر سے اونچی ہو جائے ایک وہ غلام جو اپنے آقا سے بھاگا ہوا ہو دوسرے وہ عورت جو خاوند کی نافرمان ہو۔[1]

ام عمارہؓ کا اسلام اور جنگ میں شرکت ۴۔ ام عمارہؓ انصاریہ ان عورتوں میں ہیں جو اسلام کے شروع زمانہ میں مسلمان ہوئیں اور بیعۃ العقبہ میں شریک ہوئیں۔ عقبہ کے معنی گھاٹی کے ہیں حضورؐ اول چھپ کر مسلمان کرتے تھے کیونکہ مشرک و کافر لوگ مسلمانوں کو بہت تکلیف پہنچاتے تھے۔ مدینہ کے کچھ لوگ حج کے زمانہ میں آتے تھے اور منیٰ کے پہاڑ میں ایک گھاٹی میں چھپ کر مسلمان ہوتے تھے۔ تیسری مرتبہ جو لوگ مدینہ سے آئے ان میں یہ بھی تھیں۔ ہجرت کے بعد جب لڑائیوں کا سلسلہ شروع ہوا تو یہ اکثر لڑائیوں میں شریک ہوئیں۔ بالخصوص احد، حدیبیہ، خیبر، عمرۃ القضاء، حنین اور یمامہ کی لڑائیوں میں۔ احد کی لڑائی کا قصہ خود ہی سناتی ہیں کہ مشکیزہ پانی کا بھر کر احد کو چلی تھی کہ دیکھوں کہ مسلمانوں پر کیا گذرتی ہے اور کوئی پیاسا زخمی ہو تو پانی پلا دوں گی۔ اس وقت ان کی عمر تینتالیس برس کی تھی، ان کے خاوند اور دو بیٹے بھی جنگ میں شریک تھے۔ مسلمانوں کو غلبہ اور فتح ہو رہی تھی مگر تھوڑی دیر میں جب کافروں کو غلبہ ہونے لگا تو میں حضورؐ کے قریب پہنچ گئی اور جو

---

[1] جمع الفوائد

ادھر کا رخ کرتا اس کو ہٹاتی تھیں۔ ابتداء میں ان کے پاس ڈھال بھی نہ تھی بعد میں ملی جس پر کافروں کا حملہ روکتی تھیں۔ کمر پر ایک کپڑا باندھ رکھا تھا جس کے اندر مختلف چیتھڑے بھرے ہوئے تھے، جب کوئی زخمی ہوتا تو ایک چیتھڑا نکالتیں اور جلا کر اس زخم میں بھر دیتیں۔ خود بھی کئی جگہ سے زخمی ہوئیں، بارہ تیرہ زخم آئے تھے جن میں ایک بہت سخت تھا۔ ام سعیدؓ کہتی ہیں کہ میں نے ان کے مونڈھے پر ایک بہت گہرا زخم دیکھا میں نے پوچھا کہ یہ کس طرح آیا تھا؟ کہنے لگیں کہ احد کی لڑائی میں جب لوگ ادھر ادھر پریشان پھر رہے تھے تو ابن قمیئہ یہ کہتا ہوا بڑھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہاں ہیں؟ مجھے کوئی بتا دو کہ کدھر ہیں۔ اگر آج وہ بچ گئے تو میری نجات نہیں۔ مصعب بن عمیرؓ اور چند آدمی اس کے سامنے آ گئے جن میں میں بھی تھی۔ اس نے میرے مونڈھے پر وار کیا۔ میں نے بھی اس پر کئی وار کیے مگر اس پر دوہری زرہ تھی اس لیے زرہ سے حملہ رک جاتا تھا۔ یہ زخم ایسا سخت تھا کہ سال بھر تک علاج کیا مگر اچھا نہ ہوا۔ اسی دوران میں حضورؐ نے حمراء الاسد کی لڑائی کا اعلان فرما دیا۔ ام عمارہؓ بھی کمر باندھ کر تیار ہو گئیں مگر چونکہ پہلا زخم بالکل ہرا تھا اس لیے شریک نہ ہو سکیں۔ حضورؐ جب حمراء الاسد سے واپس ہوئے تو سب سے پہلے ام عمارہؓ کی خیریت معلوم کی اور جب معلوم ہوا کہ افاقہ ہے تو بہت خوش ہوئے۔ اس زخم کے علاوہ احد کی لڑائی میں اور بھی بہت سے زخم آئے تھے۔ ام عمارہؓ کہتی ہیں کہ حقیقت میں وہ لوگ گھوڑے سوار تھے اور ہم پیدل، اگر وہ بھی ہماری طرح پیدل ہوتے تو بات تھی، اس وقت اصل مقابلہ کا پتہ چلتا۔ جب کوئی گھوڑے سوار آتا اور مجھے مارتا تو میں اس کے حملوں کو ڈھال پر روکتی رہتی، اور جب وہ میری طرف سے منہ پھیر کر دوسری طرف جاتا تو میں اس کے گھوڑے کی ٹانگ پر حملہ کرتی اور وہ کٹ جاتی جس سے وہ بھی گرتا اور سوار بھی، اور جب وہ گرتا تو حضورؐ میرے لڑکے کو آواز دیتے وہ میری مدد کو آ جاتا اور ہم دونوں مل کر اس کو نمٹا دیتے۔ ان کے صاحبزادے عبداللہ بن زیدؓ کہتے ہیں کہ میرے بائیں بازو پر زخم آیا اور خون تھمتا نہ تھا، حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اس پر پٹی باندھ لو۔ میری والدہ آئیں اپنی کمر میں سے پٹی نکالی، پٹی باندھی اور کہنے لگیں جا کافروں سے مقابلہ کر۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس منظر کو دیکھ رہے تھے، فرمانے

اے ام عمارہؓ اتنی ہمت کون رکھتا ہوگا جتنی تو رکھتی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دوران میں ان کو اور ان کے گھرانہ کو کئی بار دعائیں بھی دیں اور تعریف بھی فرمائی۔ ام عمارہؓ کہتی ہیں کہ اسی وقت ایک کافر سامنے آیا تو حضورؐ نے مجھ سے فرمایا کہ یہی ہے جس نے تیرے بیٹے کو زخمی کیا ہے۔ میں بڑھی اور اس کی پنڈلی پر وار کیا جس سے وہ زخمی ہوا اور ایک دم بیٹھ گیا۔ حضورؐ مسکرائے اور فرمایا کہ بیٹے کا بدلہ لے لیا۔ اس کے بعد ہم لوگ آگے بڑھے اور اس کو نمٹا دیا۔ حضورؐ نے جب ہم لوگوں کو دعائیں دیں تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ دعا فرمایئے کہ حق تعالیٰ شانہ جنت میں آپ کی رفاقت نصیب فرمائیں۔ جب حضورؐ نے اس کی دعا فرما دی تو کہنے لگیں کہ اب مجھے کچھ پروا نہیں کہ دنیا میں مجھ پر کیا کیا مصیبت گذرے۔

اس کے علاوہ اور بھی کئی لڑائیوں میں ان کی شرکت اور کارنامے معلوم ہوتے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جب ارتداد کا زور و شور ہوا اور یمامہ میں زبردست لڑائی ہوئی اس میں بھی ام عمارہؓ شریک ہوئیں۔ ان کا ایک ہاتھ بھی کٹ گیا تھا اور اس کے علاوہ گیارہ زخم بدن پر آئے تھے۔ انہی زخموں کی حالت میں مدینہ طیبہ پہنچیں۔

فائدہ: ایک عورت کے کارنامے ہیں جن کی عمر احد کی لڑائی میں تینتالیس برس کی تھی جیسا کہ پہلے گذرا اور یمامہ کی لڑائی میں تقریباً باون برس کی۔ اس عمر میں ایسے معرکوں میں اس طرح شرکت کرامت ہی کہلا سکتی ہے۔

ام حکیمؓ کا روم کی جنگ میں شرکت

(۱۱) ام حکیمؓ بنت حارث جو عکرمہ بن ابی جہل کی بیوی تھیں اور کفار کی طرف سے احد کی لڑائی میں بھی شریک ہوئی تھیں۔ جب مکہ مکرمہ فتح ہو گیا تو مسلمان ہو گئیں۔ خاوند بہت زیادہ مخالفت کرتے تھے اور باپ کے اثر کی وجہ سے مسلمان نہیں ہوتے تھے اور جب مکہ فتح ہو گیا تو یمن بھاگ گئے تھے۔ انہوں نے حضورؐ سے اپنے خاوند کے لئے امن چاہا اور خود یمن پہنچیں خاوند

---

[1] طبقات

کو یمن سے واپس آنے پر راضی کیا اور کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار سے ان کے دامن ہی میں پناہ مل سکتی ہے، تم میرے ساتھ چلو، وہ مدینہ طیبہ واپس آکر مسلمان ہوئے دونوں میاں بیوی خوشی خوشی رہتے رہے، پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانۂ خلافت میں جب روم کی لڑائی ہوئی تو اس میں یہ دونوں بھی شریک ہوئے اور یہیں حضرت عکرمہؓ اس میں شہید ہو گئے تو خالد بن سعیدؓ نے ان سے نکاح کر لیا اور ابھی سفر ہی میں تھے کہ ایک جگہ ٹھہرے تھے وہاں رخصتی کا ارادہ کیا، بیوی نے کہا کہ ابھی دشمنوں کا ہجوم ہے ان کو نمٹ جانے دیجئے، خاوند نے کہا کہ مجھے اس معرکہ میں اپنے شہید ہونے کا پورا یقین ہے، وہ چپ ہو گئیں اور وہیں ایک منزل پر خیمہ میں رخصتی ہوئی، صبح کو ولیمہ کا انتظام ہو رہا تھا کہ رومیوں کی فوج پہنچ گئی اور گھمسان کی لڑائی ہوئی جس میں خالدؓ شہید ہو گئے۔ ام حکیمؓ نے جس خیمہ میں رات گذاری تھی اور اپنا سب سامان رکھا تھا اس خیمہ کا کھونٹا لے کر خود بھی مقابلہ کیا اور سات آدمیوں کو تن تنہا قتل کیا[1]

ف: ہمارے زمانہ کی کوئی عورت تو درکنار مرد بھی ایسے وقت میں نکاح کو تیار ہو سکتا ہے اور ہو بھی جاوے تو اس کا احتمال ہے کہ شہادت پر رو سکے، دوسرے ہی دن تو اس اللہ کی بندی نے خود بھی جہاد شروع کر دیا اور خود مست ہو کر سات آدمیوں کو قتل کیا۔

حضرت سمیہؓ ام عمار کی شہادت

۱۳- سمیہ بنت خیاطؓ حضرت عمارؓ کی والدہ تھیں جن کا قصہ پہلے باب میں گذر چکا ہے۔ یہ بھی اپنے خاوند حضرت یاسرؓ کی طرح اسلام کی وجہ سے طرح طرح کی تکلیفیں اور مشقتیں برداشت کرتی تھیں مگر اسلام کی سچی محبت جو دل میں گھر کر چکی تھی اس میں ذرا بھی فرق نہ آتا تھا، ان کو گرمی کے وقت سخت دھوپ میں کنکریوں پر ڈال دیا جاتا، لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں کھڑا کیا جاتا تاکہ دھوپ سے لوہا تپنے لگے اور اس کی گرمی سے تکلیف میں زیادتی ہو، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ادھر سے گذر ہوتا تو صبر کی تلقین فرماتے اور جنت کا وعدہ فرماتے، ایک مرتبہ حضرت سمیہؓ کھڑی تھیں

---

[1] اسد الغابہ

کہ ابوجہل کا ادھر کو گذر ہوا۔ برا بھلا کہا اور غصہ میں برچھا شرمگاہ پر مارا جس کے زخم سے انتقال فرما گئیں۔ اسلام کی خاطر سب سے پہلی شہادت انہی کی ہوئی[1]

فائدہ: عورتوں کا اس قدر صبر، ہمت اور استقلال قابلِ رشک ہے لیکن بات یہ ہے کہ جب آدمی کے دل میں کوئی چیز گھر کر جاتی ہے تو اس کو ہر بات سہل ہو جاتی ہے، اب بھی عشق کے بیسیوں قصے اس قسم کے سننے میں آتے ہیں کہ جان دے دی مگر یہی جان دینا اگر اللہ کے راستہ میں ہو دین کی خاطر ہو تو دوسری زندگی میں جو مرنے کے ساتھ ہی شروع ہو جاتی ہے سرخروئی کا سبب ہے اور اگر کسی دنیاوی غرض سے ہو تو دنیا تو گئی تھی ہی آخرت بھی برباد ہوئی۔

حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ کی زندگی اور تنگی:

۱۷۔ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ حضرت ابوبکرؓ کی بیٹی اور عبد اللہ بن زبیرؓ کی والدہ اور حضرت عائشہؓ کی سوتیلی بہن مشہور صحابیات میں سے ہیں۔ شروع ہی میں مسلمان ہو گئی تھیں کہتے ہیں کہ سترہ آدمیوں کے بعد یہ مسلمان ہوئی تھیں ہجرت سے ستائیس سال پہلے پیدا ہوئیں اور جب حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ پہنچ گئے تو حضرت زید وغیرہ کو بھیجا کہ ان دونوں حضرات کے اہل و عیال کو لے آئیں۔ انکے ساتھ ہی حضرت اسماء بھی چلی آئیں جب قباء میں پہنچیں تو عبد اللہ بن زبیرؓ پیدا ہوئے اور ہجرت کے بعد سب سے پہلی پیدائش ان کی ہوئی۔

اس زمانہ کی عام غربت، تنگدستی، فقر و فاقہ مشہور و معروف ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی اس زمانہ کی ہمت، جفاکشی، بہادری، جرأت ضرب المثل ہیں۔ بخاری میں حضرت اسماء کا طرزِ زندگی خود ان کی زبان سے نقل کیا ہے۔ فرماتی ہیں کہ جب میرا نکاح زبیرؓ سے ہوا تو ان کے پاس نہ مال تھا نہ جائیداد نہ کوئی خادم کام کرنے والا نہ کوئی اور چیز۔ ایک اونٹ پانی لاد کر لانے والا تھا اور ایک گھوڑا۔ میں ہی اونٹ کے لیے گھاس وغیرہ لاتی تھی، اور کھجور کی گٹھلیاں کوٹ کر دانہ کے طور پر کھلاتی تھی، خود ہی پانی بھر کر لاتی اور پانی کا ڈول پھٹ جاتا

---

[1] اسد الغابہ

ڈول کو خود سیتی تھی اور خود ہی گھوڑے کی ساری خدمت گھاس دانہ وغیرہ کرتی تھی اور گھر کا سارا کاروبار بھی انجام دیتی تھی مگر ان سب کاموں میں مجھے گھوڑے کی خبر گیری اور خدمت میں سب سے زیادہ مشقت کی چیز تھی۔ روٹی البتہ مجھے اچھی طرح پکانا نہیں آتی تھی تو میں آٹا گوندھ کر اپنے پڑوس کی انصاری عورتوں کے یہاں لے جاتی وہ بڑی سچی محبت والی عورتیں تھیں میری روٹی بھی پکا دیتی تھیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ پہنچنے پر زبیرؓ کو ایک زمین جاگیر کے طور پر دے دی تھی جو دو میل کے قریب تھی میں وہاں سے سر پر کھجور کی گٹھلیاں لاد کر لایا کرتی تھی میں ایک مرتبہ اسی طرح آرہی تھی اور گٹھری میرے سر پر تھی راستہ میں حضورؐ مل گئے اونٹ پر تشریف لا رہے تھے اور انصار کی ایک جماعت ساتھ تھی حضورؐ نے مجھے دیکھ کر اونٹ ٹھہرایا اور اس کو بیٹھنے کا اشارہ کیا تاکہ میں اس پر سوار ہو جاؤں۔ مجھے مردوں کے ساتھ جاتے ہوئے شرم آئی اور یہ بھی خیال آیا کہ زبیرؓ کو غیرت بہت ہی زیادہ ہے ان کو بھی یہ ناگوار ہوگا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میرے انداز سے سمجھ گئے کہ مجھے اس پر بیٹھتے ہوئے شرم آتی ہے۔ حضورؐ تشریف لے گئے۔ میں گھر آئی اور زبیرؓ کو قصہ سنایا کہ اس طرح حضورؐ ملے تھے اور یہ ارشاد فرمایا۔ مجھے شرم آئی اور تمہاری غیرت کا بھی خیال آیا۔ زبیرؓ نے کہا کہ خدا کی قسم تمہارا گٹھلیاں سر پر رکھ کر لانا میرے لیے اس سے زیادہ گرانی کا سبب ہے (مگر مجبوری یہ تھی کہ یہ حضرات خود تو جہاد میں اور دین کے دوسرے مشاغل میں مشغول تھے اس لیے گھر کے کاروبار خود ہی عورتوں کو کرنا پڑتے تھے) اس کے بعد میرے باپ حضرت ابوبکرؓ نے ایک خادم جو حضورؐ نے ان کو دیا تھا میرے پاس بھیج دیا جس کی وجہ سے گھوڑے کی خدمت سے مجھے خلاصی ملی گویا بڑی قید سے میں آزاد ہو گئی۔ (بخاری۔ فتح)

ف: عرب کا دستور پہلے بھی تھا اور اب بھی ہے کہ کھجور کی گٹھلیاں کوٹ کر پانی میں بھگو کر دانہ کے طور پر جانوروں کو کھلاتے ہیں۔

حضرت ابوبکرؓ کا ہجرت کے وقت سارا مال ساتھ لے جانا اور حضرت اسماءؓ کا اپنے دادا کو اطمینان دلانا:

۹ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ
فرما کر تشریف لے جا چکے

تو اس خیال سے کہ نہ معلوم راستہ میں کیا ضرورت درپیش ہو کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی ساتھ تھے اس لیے جو کچھ مال اس وقت موجود تھا جس کی مقدار پانچ چھ ہزار درہم تھی وہ سب ساتھ لے گئے تھے، ان حضرات کے تشریف لے جانے کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے والد ابوقحافہؓ جو نابینا ہو گئے تھے اور اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے پوتیوں کے پاس تسلی کے لیے آئے اور افسوس سے کہنے لگے کہ میرا خیال ہے ابوبکرؓ نے اپنے جانے کا صدمہ بھی تم کو پہنچایا اور مال بھی شاید سب لے گیا کہ دوسری مشقت تم پر ڈالی۔ اسماءؓ کہتی ہیں میں نے کہا نہیں دادا ابا وہ تو بہت کچھ چھوڑ گئے ہیں۔ یہ کہہ کر میں نے چھوٹی چھوٹی پتھریاں جمع کر کے گھر کے اس طاق میں بھر دیں جس میں حضرت ابوبکرؓ کے درہم پڑے رہتے تھے اور ان پر ایک کپڑا ڈال کر دادا کا ہاتھ اس کپڑے پر رکھ دیا جس سے انہوں نے ہاتھ سے یہ اندازہ کیا کہ درہم بھرے ہوئے ہیں، کہنے لگے خیر یہ اس نے اچھا کیا۔ تمہارے گزارہ کی صورت اس میں ہو جائے گی۔ اسماءؓ کہتی ہیں کہ خدا کی قسم کچھ بھی نہیں چھوڑا تھا مگر میں نے دادا کی تسلی کے لیے یہ صورت اختیار کی کہ ان کو اس کا رنج نہ ہو۔ (مسند احمد)

فائدہ: یہ دل گردے کی بات ہے ورنہ دادا سے زیادہ ان لڑکیوں کو صدمہ ہونا چاہیے تھا اور ان کی شکایت اس وقت دادا کے سامنے کرتیں درست تھا کہ اس وقت کا ظاہری سہارا انہی پر تھا ان سے تذکرہ کرنے کی بظاہر بہت ضرورت تھی کہ ایک تو باپ کی جدائی دوسرے گزارہ کی کوئی صورت نہ، ظاہر ہے اکیلی رہ گئی تھیں، چاروں طرف سے دشمن اور اکیلی تھیں مگر اللہ جل شانہ نے ایک ایک ادا ان حضرات کو وہ ہمت یا صورت ایسی عطا فرمائی تھی کہ رشک آنے کے سوا کچھ نہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اول تو نہایت مالدار اور بہت بڑے تاجر تھے لیکن اسلام اور اللہ کی راہ میں یہاں تک خرچ فرمایا کہ غزوۂ تبوک میں جو کچھ گھر میں تھا سب ہی لا رکھا جیسا کہ چوتھے باب کے چوتھے قصہ میں گزرا ہے، اسی وجہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع نہیں پہنچایا جتنا ابوبکرؓ کے مال نے ... میں نے ہر شخص کے احسانات

کا بدلہ دے چکا ہوں مگر ابوبکرؓ کے احسانات کا بدلہ اللہ ہی دیں گے۔

حضرت اسماءؓ کی سخاوت ۱۹ حضرت اسماءؓ بڑی سخی تھیں، اوّل جو کچھ خرچ کرتی تھیں اندازہ سے ناپ تول کر خرچ کرتی تھیں مگر جب حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ باندھ باندھ کر نہ رکھا کرو اور حساب نہ لگایا کرو جتنا بھی قدرت میں ہو خرچ کیا کرو تو پھر خوب خرچ کرنے لگیں، اپنی بیٹیوں اور گھر کی عورتوں کو نصیحت کیا کرتی تھیں کہ اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے اور صدقہ کرنے میں ضرورت سے زائد ہونے اور بچنے کا انتظار نہ کیا کرو کہ اگر ضرورت سے زیادتی کا انتظار کرتی رہو گی تو وہ ہونے کا ہی نہیں کہ ضرورتیں خود بڑھتی رہتی ہیں اور اگر صدقہ کرتی رہو گی تو صدقہ میں خرچ کر دینے سے نقصان میں نہ رہو گی۔[1]

ف: ان حضرات کے پاس جتنی تنگی و ناداری تھی اتنی ہی صدقہ خیرات اور اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے کی گنجائش اور وسعت تھی۔ آج کل مسلمانوں میں افلاس و تنگی کی شکایت ہے مگر شاید ہی ایسی کوئی جماعت نکلے جو پیٹ پر پتھر باندھ کر گذر کرتی ہو اور کہ کئی کئی دن کا مسلسل فاقہ ہو جاتا ہو۔

حضرت زینبؓ حضورؐ کی بیٹی کی ہجرت اور انتقال ۲۰ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں میں سب سے بڑی صاحبزادی حضرت زینبؓ نبوت سے دس برس پہلے جب کہ حضورؐ کی عمر شریف تیس برس کی تھی پیدا ہوئیں اور خالہ زاد بھائی ابوالعاص بن ربیع سے نکاح ہوا۔ ہجرت کے وقت حضورؐ کے ساتھ نہ جا سکیں، ان کے خاوند بدر کی لڑائی میں کفار کے ساتھ شریک ہوئے۔ اہل مکہ نے جب اپنے قیدیوں کی رہائی کے لیے فدیے بھیجے تو حضرت زینبؓ نے بھی اپنے خاوند کی رہائی کے لیے مال بھیجا جس میں وہ ہار بھی تھا جو حضرت خدیجہؓ نے جہیز میں دیا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ہار کو دیکھا تو حضرت خدیجہؓ کی یاد تازہ ہو گئی، آبدیدہ ہو گئے اور صحابہؓ کے مشورہ سے یہ طے پایا کہ ابوالعاص کو بلا فدیہ کے اس شرط پر رہا کر دیا جائے کہ وہ واپس جا کر حضرت زینبؓ کو مدینہ طیبہ بھیج دیں۔ حضورؐ نے دو آدمی حضرت زینبؓ کو لانے کے لیے ساتھ کر دیے کہ وہ مکہ سے

---

[1] طبقات

باہر ٹھہر جائیں اور ان کے پاس تک ابو العاص ہم پہنچا دیں۔ چنانچہ حضرت زینبؓ اپنے دیور کنانہ کے ساتھ اونٹ پر سوار ہو کر روانہ ہوئیں، کفار کو جب اس کی خبر ہوئی تو آگ بگولہ ہو گئے، اور ایک جماعت مزاحمت کے لیے پہنچ گئی جن میں ہبار بن اسود جو حضرت خدیجہؓ کا چچا زاد بھائی کا لڑکا تھا اور اس لحاظ سے حضرت زینبؓ کا بھائی ہوا وہ اور اس کے ساتھ ایک دوسرا شخص بھی تھا، ان دونوں میں سے کسی نے اور اکثروں نے ہبار ہی کو لکھا ہے حضرت زینبؓ کے نیزہ مارا جس سے وہ زخمی ہو کر اونٹ سے گریں، چونکہ حاملہ تھیں اس وجہ سے پیٹ کا بچہ بھی ضائع ہوا۔ کنانہ نے تیروں سے مقابلہ کیا۔ ابو سفیان نے ان سے کہا کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی اور اس طرح علی الاعلان چلی جائے یہ گوارا نہیں، اس وقت واپس چلو پھر چپکے سے بھیج دینا۔ کنانہ نے اس کو قبول کر لیا اور واپس لے آئے، دو ایک روز بعد پھر روانہ کیا۔ حضرت زینبؓ کا یہ زخم کئی سال تک رہا اور کئی سال اس میں بیمار رہ کر ۸ھ میں انتقال فرمایا۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا وَاَرْضَاہَا۔

حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ وہ میری سب سے اچھی بیٹی تھی جو میری محبت میں ستائی گئی، دفن کے وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود قبر میں اترے اور دفن فرمایا، اترتے وقت بہت رنجیدہ تھے جب باہر تشریف لائے تو چہرہ کھلا ہوا تھا، صحابہؓ نے دریافت کیا تو ارشاد فرمایا کہ مجھے زینبؓ کے ضعف کا خیال تھا میں نے دعا کی کہ قبر کی تنگی اور اس کی سختی اس سے ہٹا دی جائے، اللہ نے قبول فرمالی۔[۱]

فائدہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی اور دین کی خاطر یہ مشقتیں اٹھائی کہ جان بھی اسی میں دی، پھر بھی قبر کی تنگی کے لیے حضورؐ کی دعا کی ضرورت پیش آئی تو ہم جیسوں کا کیا پوچھنا، اس لیے آدمی کو اکثر اوقات قبر کے لیے دعا کرنا چاہیے، خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تعلیم کی وجہ سے اکثر اوقات عذاب قبر سے پناہ مانگتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنْهُ بِمَنِّكَ وَكَرَمِكَ وَفَضْلِكَ

ربیع بنت معوذؓ کی غیرت دینی

(۲۱) ربیع بنت معوذؓ ایک انصاری صحابیہ ہیں، اکثر

---

[۱] خمیس، اسد الغابہ

لڑائیوں میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئی ہیں، زخمیوں کی دوا دارو فرمایا کرتی تھیں، مقتولین اور شہداء کی نعشیں اٹھا کر لایا کرتی تھیں۔ حضورؐ کی ہجرت سے پہلے مسلمان ہوگئی تھیں، ہجرت کے بعد شادی ہوئی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شادی کے دن ان کے گھر تشریف لے گئے تھے، وہاں چند لڑکیاں خوشی میں شعر پڑھ رہی تھیں جن میں ان کے اعزہ کا نوحہ اور ان کے بڑوں کا ذکر تھا جو بدر کی لڑائی میں شہید ہوئے تھے، ان میں ایک لڑکی نے یہ مصرعہ بھی پڑھا وفینا نبی یعلم ما فی غد ہم میں ایسا نبی ہے جو کل کی باتوں کو جانتے ہیں، حضورؐ نے اس کے پڑھنے کو منع فرمادیا کیونکہ اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ ربیعؓ کے والد حضرت معوذ ابوجہل کے قتل کرنے والوں میں ہیں۔ ربیعؓ کی ماں کا نام اسماء تھا عطر بیچا کرتی تھی، وہ ایک مرتبہ چند عورتوں کے ساتھ عطر بیچتے ہوئے ربیعؓ کے پاس بھی آئیں اور ان سے حال وغیرہ پوچھتے جیسے کہ عورتوں کی عادت ہوتی ہے دریافت کیا انہوں نے بتادیا، ان کے والد کا نام سن کر وہ کہنے لگی کہ تو اپنے سردار کے قاتل کی بیٹی ہے، ابوجہل کو یہ لوگ سردار شمار کیا کرتے تھے اس لئے اپنے سردار کا قاتل کہا، یہ سن کر ربیعؓ کو غصہ آیا، کہنے لگیں کہ میں اپنے غلام کے قاتل کی بیٹی ہوں، اسے غیرت آئی کہ ابوجہل کو اپنا سردار کہے اس لئے انہوں نے اپنے غلام کے لفظ سے یاد کیا۔ اسماء کو ابوجہل کے متعلق غلام کا لفظ سن کر غصہ آیا اور کہنے لگی کہ مجھ پر حرام ہے کہ تیرے ہاتھ عطر فروخت کروں، ربیعؓ نے کہا کہ مجھ پر بھی حرام ہے کہ میں تجھ سے عطر خریدوں، میں نے تیرے عطر کے سوا کسی عطر میں گندگی اور بدبو نہیں دیکھی۔ (اسد الغابہ)

ف: ربیعؓ کہتی ہیں کہ میں نے یہ لفظ اس کے جلانے کو کہا تھا، یہ غیرت دینی بات تھی کہ دین کے اس سخت دشمن کے متعلق وہ سرداری کا لفظ نہ سن سکیں، آج کل اسلام کے بڑے سے بڑے دشمن ہوں تب بھی ان کو اونچے اونچے لفظوں سے پکارتے ہیں اور کوئی شخص ٹوکتا ہے تو وہ تنگ نظر سمجھا جاتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ منافق کو سردار مت کہو اگر وہ تمہارا سردار ہو گیا تو تم نے اپنے رب کو ناراض کیا۔ (ابوداؤد)

معلومات

حضورؐ کی بیبیاں اور اولادؓ

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اپنے آقا اور دو جہان کے سردار حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں اور اولاد کا حال معلوم کرنے کا اشتیاق ہوا کرتا ہے اور مسلمانوں کو ہونا بھی چاہیئے۔ اس لیے ان کا مختصر حال لکھا جاتا ہے، تفصیلی حالات کے لیے تو بڑی بڑی کتاب چاہیئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح جن پر محدثین اور مؤرخین کا اتفاق ہے گیارہ عورتوں سے ہوا، اس سے زیادہ میں اختلاف ہے اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ ان سب میں پہلا نکاح حضرت خدیجہؓ سے ہوا، جو بیوہ تھیں۔ حضورؐ کی عمر شریف اس وقت پچیس ۲۵ برس اور حضرت خدیجہؓ کی عمر چالیس برس کی تھی۔ حضورؐ کی اولاد بجز حضرت ابراہیمؓ کے سب انہی سے ہوئی جن کا بیان بعد میں آتا ہے۔ حضرت خدیجہؓ کے نکاح کی سب سے اول تجویز ورقہ بن نوفل سے ہوئی تھی مگر نکاح کی نوبت نہیں آئی۔ اس کے بعد دو شخصوں سے نکاح ہوا۔ البتہ تاریخ کا اس میں اختلاف ہے کہ ان دونوں میں پہلے کس سے ہوا۔ اکثر کی رائے یہ ہے کہ پہلے عتیق بن عائذ سے ہوا جن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام ہند تھا اور وہ بڑی ہو کر مسلمان ہوئیں اور صاحب اولاد تھیں۔ اور بعضوں نے لکھا ہے کہ عتیق سے ایک لڑکا بھی ہوا جس کا نام عبداللہ یا عبدمناف تھا۔ عتیق کے بعد حضرت خدیجہؓ کا نکاح ابوہالہ سے ہوا، جن سے ہند اور ہالہ دو اولاد ہوئیں۔ مؤرخین نے لکھا ہے کہ دونوں لڑکے تھے۔ اور بعضوں نے لکھا ہے کہ ہند لڑکا تھا اور ہالہ لڑکی۔ ہند حضرت علیؓ کے ساتھ جنگ جمل میں شہید ہوئے۔ ابوہالہ کے انتقال کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ہوا، جس وقت کہ حضرت خدیجہؓ کی عمر چالیس برس کی تھی۔ نکاح کے بعد پچیس برس حضورؐ کے نکاح میں رہیں اور رمضان سنہ ۱۰ نبوی میں پینسٹھ برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے بے حد محبت تھی۔ ان کی زندگی میں کوئی

دوسرا نکاح نہیں کیا۔ ان کا لقب اسلام سے پہلے ہی طاہرہ تھا۔ اسی وجہ سے ان کی اولاد جو دوسرے خاوندوں سے ہے وہ بنی طاہرہ کہلاتی ہے۔ ان کے فضائل حدیث کی کتابوں میں کثرت سے ہیں۔ ان کے انتقال پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خود قبر میں اتر کر ان کو دفن فرمایا تھا۔ نماز جنازہ اس وقت تک مشروع نہیں ہوئی تھی۔

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا ان کے بعد اسی سال شوال میں حضرت عائشہؓ اور حضرت سودہؓ سے نکاح ہوا۔ اس میں بھی اختلاف ہے کہ ان دونوں میں کس کا نکاح پہلے ہوا۔ بعض مؤرخین نے حضرت عائشہؓ سے نکاح پہلے ہونا لکھا ہے اور بعض کی رائے یہ ہے کہ حضرت سودہؓ سے پہلے ہوا بعد میں حضرت عائشہؓ سے۔ حضرت سودہؓ بھی بیوہ تھیں، ان کے [illegible] ہیں، پہلے اپنے چچازاد بھائی سکران بن عمرو کے نکاح میں تھیں، دونوں مسلمان ہو گئے تھے اور ہجرت فرما کر حبشہ تشریف لے گئے اور حبشہ میں سکران کا انتقال ہو گیا۔ بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ مکہ واپس آ کر انتقال فرمایا۔ ان کے انتقال کے بعد سنہ نبوی میں حضرت خدیجہؓ کے انتقال کے کچھ دنوں بعد ان سے نکاح ہوا [illegible] حضرت عائشہؓ کی رخصتی سے سب سے [illegible] پہلے [illegible] حضور کی عادت [illegible] سے نماز میں مشغول رہنے کی تھی، ایک مرتبہ تہجد میں [illegible] سے انہوں نے عرض کیا کہ رات آپ نے اتنا رکوع کیا کہ مجھے اپنی ناک سے نکسیر پھوٹنے کا ڈر ہو گیا [illegible] حضور کے [illegible] رہی تھیں چونکہ بدن کی بھاری تھیں اس وجہ سے اور بھی مشقت زیادہ ہوئی۔ ایک مرتبہ حضور نے ان کو طلاق دینے کا ارادہ فرمایا انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے خاوند کی خواہش نہیں مگر یہ تمنا ہے کہ جنت میں حضور کی بیبیوں میں داخل رہوں، اس لئے آپ طلاق نہ دیں۔ میں اپنی باری عائشہؓ کو دیتی ہوں، اس کو حضور نے قبول فرمایا۔ اور اسی وجہ سے ان کی باری کا دن حضرت عائشہؓ کو ملتا تھا [illegible] ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں وفات پائی۔ ان کے [illegible] حضور نے ان سے نکاح کا ارادہ فرمایا تو انہوں نے عرض کیا کہ مجھے ساری دنیا میں سب سے زیادہ محبوب آپ ہیں [illegible]

باقی زوجہ رہنے دیں مجھے یہ بات گراں ہے کہ وہ آپ کے سر پاس نہ رہیں جیتی ہیں حضورؐ نے ان کی اس بات کو پسند فرمایا اور طلاق کا ارادہ منسوخ فرما دیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

حضرت عائشہؓ سے نکاح مکہ مکرمہ ہی میں ہجرت سے پہلے شوال سنہ ۱۰ نبوی میں ہوا جس وقت کہ ان کی عمر چھ سال کی تھی حضورؐ کی بیبیوں میں یہی صرف ایک ایسی ہیں جن سے کنوارے پن میں نکاح ہوا اور باقی سب سے نکاح بیوگی کی حالت میں ہوا نبوت کے چار سال بعد پیدا ہوئیں اور ہجرت کے ڈیڑھ سال بعد جب کہ ان کی عمر نو سال کی تھی رخصتی ہوئی اور اٹھارہ سال کی عمر میں حضورؐ کا وصال ہوا اور چھیاسٹھ برس کی عمر میں رمضان ۵۷ھ کو منگل کی شب میں انتقال ہوا۔ خود ہی وصیت فرمائی تھی کہ جس قبرستان میں حضورؐ اور بیبیاں دفن کی گئی ہیں وہیں دفن کیا جاوے حضورؐ کے قریب حجرہ شریفہ میں نہ دفن کیا جاوے چنانچہ بقیع میں دفن کی گئیں عرب میں یہ مشہور تھا کہ شوال کے مہینہ میں نکاح نامبارک ہوتا ہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میرا نکاح بھی شوال میں ہوا رخصتی بھی شوال میں ہوئی حضورؐ کی بیبیوں میں کون مجھ سے بڑھ کر رہی اور حضورؐ کی محبوبہ تھی۔

حضرت خدیجہؓ کے انتقال کے بعد خولہ بنت حکیمؓ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ نکاح نہیں کرتے حضورؐ نے فرمایا کس سے عرض کیا کہ کنواری بھی ہے بیوہ بھی ہے جو منظور ہو۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا تو عرض کیا کہ کنواری تو آپ کے سب سے زیادہ عزیز دوست ابوبکرؓ کی لڑکی عائشہ ہے اور بیوہ سودہ بنت زمعہ۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اچھا تذکرہ کر کے دیکھو۔ وہ وہاں سے حضرت ابوبکرؓ کے گھر آئیں اور حضرت عائشہ کی والدہ ام رومان سے عرض کیا کہ میں بڑی خیر و برکت لے کر آئی ہوں دریافت کرنے پر کہا کہ حضورؐ نے مجھے عائشہ سے منگنی کرنے کے لئے بھیجا ہے ام رومان نے کہا وہ تو ان کی بھتیجی ہے اس سے کیسے نکاح ہو سکتا ہے۔ ابوبکرؓ کو آنے دو حضرت ابوبکرؓ اس وقت گھر موجود نہ تھے۔ ان کے تشریف لانے پر ان سے بھی ذکر کیا انہوں نے بھی یہی جواب دیا کہ وہ تو حضورؐ کی بھتیجی ہے حضورؐ سے کیسے نکاح ہو سکتا ہے۔ خولہؓ نے حضورؐ سے عرض کیا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ وہ

[illegible] ان کی لڑکی سے میرا لڑکا بے دین ہو جاوے۔ خولہ واپس ہوئیں اور حضرت ابوبکرؓ کو جواب سنایا وہاں گیا [illegible] حضورؐ تشریف لے گئے اور نکاح ہو گیا۔ ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے دریافت کیا کہ آپ اپنی بیوی کو گھر کیوں نہیں بلا لیتے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سامان مہیا نہ ہونے کا عذر فرمایا، حضرت ابوبکر صدیقؓ نے نذرانہ پیش کیا جس سے تیاری ہوئی اور شوال ۱ھ یا ۲ھ میں چاشت کے وقت حضرت ابوبکر صدیقؓ ہی کے دولت کدہ پر بنا یعنی رخصتی ہوئی۔ یہ تینوں نکاح حضورؐ کے ہجرت سے پہلے ہوئے۔ ان کے بعد جتنے نکاح ہوئے وہ ہجرت کے بعد ہوئے۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا حضرت عائشہؓ کے بعد حضرت عمرؓ کی صاحبزادی حضرت حفصہؓ سے نکاح ہوا۔ حضرت حفصہؓ نبوت سے پانچ برس قبل مکہ میں پیدا ہوئیں پہلا نکاح خنیس بن حذافہؓ سے ہوا تھا جو پرانے مسلمان ہیں جنہوں نے اول حبشہ کی ہجرت کی پھر مدینہ طیبہ کی ہجرت کی، بدر میں بھی شریک ہوئے اور اسی لڑائی میں یا احد کی لڑائی میں ایسے زخم آئے جن سے اچھے نہ ہو سکے اور ۲ھ یا ۳ھ میں انتقال فرمایا۔ حضرت حفصہؓ بھی اپنے خاوند کے ساتھ ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ ہی آگئی تھیں۔ جب بیوہ ہو گئیں تو حضرت عمرؓ نے اول حضرت ابوبکر صدیقؓ سے درخواست کی کہ حفصہ سے تم نکاح کر لو تو انہوں نے سکوت فرمایا۔ اس کے بعد حضرت عثمانؓ کی اہلیہ حضورؐ کی صاحبزادی حضرت رقیہؓ کا جب انتقال ہوا تو حضرت عثمانؓ سے ذکر فرمایا، انہوں نے فرمایا کہ میرا اس وقت نکاح کا ارادہ نہیں۔ حضورؐ سے حضرت عمرؓ نے اس کی شکایت کی، حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں حفصہ کے لئے عثمانؓ سے بہتر خاوند اور عثمانؓ کے لئے حفصہ سے بہتر بیوی بتاتا ہوں۔ اس کے بعد حضرت حفصہؓ سے ۲ھ یا ۳ھ میں نکاح کر لیا اور حضرت عثمانؓ سے اپنی صاحبزادی حضرت ام کلثومؓ کا نکاح کر دیا۔ ان کے پہلے خاوند کے بارے میں اختلاف ہے کہ بدر کے زخم سے شہید ہوئے یا احد کے۔ بدر ۲ھ میں ہوئی اور احد ۳ھ میں، اسی وجہ سے ان کے نکاح میں بھی اختلاف ہے

اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ جب تم نے حفصہؓ کے نکاح کا ذکر کیا تھا اور میں نے سکوت کیا تھا تمہیں اس وقت ناگواری ہوئی ہوگی مگر چونکہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان سے نکاح کا تذکرہ فرما چکے تھے اس لیے نہ تو میں قبول کر سکتا تھا اور نہ حضورؐ کے راز کو ظاہر کر سکتا تھا۔ اس لیے سکوت کیا تھا۔ اگر حضورؐ ارادہ ملتوی فرما دیتے تو میں ضرور کر لیتا۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ مجھے ابوبکرؓ کے سکوت کا عثمانؓ کے انکار سے بھی زیادہ رنج تھا۔ حضرت حفصہؓ بڑی عابدہ زاہدہ تھیں۔ رات کو اکثر جاگتی تھیں اور دن میں کثرت سے روزہ رکھا کرتی تھیں کسی وجہ سے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک طلاق بھی دے دی تھی جس کی وجہ سے حضرت عمرؓ کو بہت رنج ہوا اور ہونا ہی چاہیے تھا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے کہ حفصہؓ سے رجوع کر لو، یہ بڑی شب بیدار اور کثرت سے روزہ رکھنے والی ہیں اور عمرؓ کی خاطر بھی منظور ہے۔ اس لیے حضورؐ نے رجوع فرما لیا۔ جمادی الاولیٰ ۴۵ھ میں جبکہ ان کی عمر تقریباً تریسٹھ برس کی تھی۔ مدینہ طیبہ میں انتقال فرمایا۔ بعض نے ان کا انتقال ۴۱ھ لکھا ہے اور عمر ساٹھ برس کی لکھی ہے۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا اس کے بعد حضورؐ کا نکاح حضرت زینبؓ سے ہوا۔ حضرت زینبؓ خزیمہ کی بیٹی جن کے پہلے نکاح میں اختلاف ہے۔ بعض نے لکھا ہے کہ پہلے عبد اللہ بن جحشؓ سے نکاح ہوا تھا۔ جب وہ غزوۂ احد میں شہید ہوگئے جن کا قصہ باب [illegible] کی [illegible] حدیث میں گذرا تو حضورؐ نے نکاح کیا، اور بعض نے لکھا کہ ان کا پہلا نکاح طفیل بن حارث سے ہوا تھا، ان کے طلاق دینے کے بعد ان کے بھائی عبیدہ بن الحارث سے ہوا۔ جو بدر میں شہید ہوئے۔ اس کے بعد حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کے اکتیسویں مہینے رمضان ۳ھ میں ہوا۔ آٹھ مہینے حضورؐ کے نکاح میں رہیں اور ربیع الآخر ۴ھ میں انتقال فرمایا۔ حضورؐ کی بیبیوں میں حضرت خدیجہؓ اور حضرت زینبؓ دو ہی بیبیاں ایسی ہیں جن کا وصال حضورؐ کے سامنے ہوا۔ باقی نو حضورؐ کے وصال کے وقت زندہ تھیں، جن کا بعد میں انتقال ہوا۔ حضرت زینبؓ بڑی سخی تھیں۔ اسی وجہ سے زمانۂ اسلام سے پہلے بھی

المساکین یعنی مسکینوں کی ماں تھا۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ان کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت ام سلمہؓ سے ہوا۔ حضرت ام سلمہؓ ابو امیہ کی بیٹی تھیں جن کا پہلا نکاح اپنے چچا زاد بھائی ابو سلمہؓ سے ہوا تھا جن کا نام عبد اللہ بن عبد الاسد تھا، دونوں میاں بیوی ابتدائی مسلمانوں میں ہیں، کفار کے ہاتھ سے تنگ آکر اول دونوں نے حبشہ کی ہجرت کی، وہاں جاکر ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام سلمہ تھا۔ حبشہ سے واپسی کے بعد مدینہ طیبہ کی ہجرت کی جس کا قصہ اسی باب کے نمبر ۵ پر گذر چکا ہے۔ مدینہ منورہ پہنچ کر ایک لڑکا عمر اور دو لڑکیاں دُرّہ اور زینب پیدا ہوئیں۔ حضرت ابو سلمہؓ دس آدمیوں کے بعد مسلمان ہوئے تھے۔ بدر اور احد کی لڑائی میں بھی شریک ہوئے تھے، احد میں ان کے بازو پر ایک زخم آگیا تھا جس کی وجہ سے بہت تکلیف اٹھائی، اس کے بعد صفر ۴ھ میں ایک سریہ میں شریک ہوئے تھے تو وہ زخم دوبارہ ہرا ہو گیا۔ اور اسی کی وجہ سے جمادی الآخری ۴ھ میں انتقال کیا۔ حضرت ام سلمہؓ اس وقت حاملہ تھیں، اور زینب پیٹ میں تھیں۔ جب وہ پیدا ہو گئیں تو عدت پوری ہوئی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے نکاح کی درخواست فرمائی تو انہوں نے عذر کر دیا۔ اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پیام دیا، انہوں نے عرض کیا کہ میرے بچے کئی ہیں اور میرے مزاج میں غیرت بہت ہے، اور میرا کوئی یہاں ولی نہیں ہے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا بچوں کا اللہ محافظ ہے اور غیرت ان شاء اللہ جاتی رہے گی، اور کوئی ولی اس کو ناپسند نہیں کرے گا۔ انہوں نے اپنے بیٹے سلمہؓ سے کہا کہ حضورؐ سے میرا نکاح کر دو۔ اخیر شوال ۴ھ میں نکاح ہوا اور بعض نے ۳ھ میں اور بعض نے ۲ھ میں لکھا ہے۔ ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ میں نے حضورؐ سے سنا کہ جس شخص کو کوئی مصیبت پہنچے تو وہ یہ دعا کرے، اَللّٰهُمَّ اْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَاخْلُفْنِي خَيْرًا مِّنْهَا۔ تو حق تعالیٰ شانہ اس مصیبت سے بہتر بدلہ نصیب فرماتے ہیں [illegible] میں نے ابو سلمہؓ کے انتقال پر یہ دعا پڑھی [illegible] ابو سلمہؓ سے بہتر کون ہوتا [illegible] حضورؐ سے نکاح کرا دیا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ان کے حسن کی بہت شہرت تھی، جب نکاح ہو گیا تو میں نے چھپ کر حیلہ سے ان کو دیکھا تو جیسا سنا تھا اس سے زیادہ پایا۔ میں نے حفصہؓ سے بھی ذکر کیا، انہوں نے کہا نہیں ایسی حسین نہیں جتنی شہرت ہے۔ تمام امہات المؤمنین میں سب سے اخیر میں حضرت ام سلمہؓ کا انتقال ۵۹ھ یا ۶۲ھ میں ہوا۔ حضرت زینبؓ بنت خزیمہؓ کے انتقال کے بعد ان سے نکاح ہوا، اس وقت [illegible] پیدا ہوئیں۔ نکاح کے بعد حضرت زینبؓ کے مکان میں مقیم ہوئیں، انہوں نے وہاں دیکھا کہ ایک مٹکے میں جو رکھے ہیں اور ایک چکی اور ہانڈی ہے، انہوں نے جو خود پیسے اور چکنائی ڈال کر ملیدہ تیار کیا اور پہلے ہی دن حضورؐ کو وہ ملیدہ کھلایا جو نکاح کے دن اپنے ہی ہاتھ سے پکایا۔

حضرت زینبؓ بنت جحش رضی اللہ عنہا ان کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت زینبؓ بنت جحش سے ہوا، یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن تھیں، ان کا پہلا نکاح حضورؐ نے اپنے متبنیٰ حضرت زید بن حارثہؓ سے کیا تھا، ان کے طلاق دینے کے بعد اللہ جل شانہ نے خود ان کا نکاح حضورؐ سے کر دیا، جس کا قصہ سورۂ احزاب میں بھی ہے، جس وقت ان کی عمر پینتیس برس کی تھی، مشہور قول کے موافق ذیقعدہ ۵ھ میں نکاح ہوا، بعض نے ۳ھ بتایا ہے مگر پہلا قول ثابت ہے، اور اس حساب سے ہجرت سے [illegible] سال پہلے ان کی پیدائش ہوئی۔ ان کو اس پر فخر تھا کہ سب عورتوں کا نکاح ان کے اولیاء نے کیا اور میرا نکاح اللہ جل شانہ نے کیا۔

حضرت زیدؓ نے جب ان کو طلاق دی اور عدت پوری ہو گئی تو حضورؐ نے ان کے پاس پیام بھیجا، انہوں نے جواب میں عرض کیا کہ میں اس وقت تک کچھ نہیں کہہ سکتی جب تک اپنے اللہ سے مشورہ نہ کر لوں، اور یہ کہہ کر وضو کیا اور نماز کی نیت باندھ لی اور یہ دعا کی کہ یا اللہ تیرا رسول مجھ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں، اگر میں ان کے قابل ہوں تو میرا نکاح ان سے فرما دے۔ ادھر حضورؐ پر قرآن شریف کی آیت فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا نازل ہوئی تو حضورؐ نے خوشخبری بھیجی، حضرت زینبؓ خوشی کی وجہ سے سجدہ

کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نکاح کا ولیمہ بڑی شان سے کیا، بکری ذبح کی، روٹی گوشت کی دعوت فرمائی، ایک ایک جماعت کو بلایا جاتا تھا اور جب وہ فارغ ہو جاتی تھی تو دوسری جماعت اسی طرح بلائی جاتی تھی کہ سب لوگوں نے پیٹ بھر کر کھایا۔ حضرت زینبؓ بڑی سخی تھیں اور بڑی فیاض، اپنے ہاتھ سے محنت کرتیں اور جو حاصل ہوتا وہ صدقہ کر دیتیں۔ انہی کے بارہ میں حضورؐ نے ارشاد فرمایا تھا کہ مجھ سے سب سے پہلے مرنے کے بعد وہ ملے گی جس کا ہاتھ لمبا ہوگا۔ بیبیاں ظاہری لمبائی سمجھیں اور آپس میں لکڑی سے سب کے ہاتھ ناپنے شروع کر دیے۔ دیکھنے میں حضرت سودہؓ کا ہاتھ سب سے لمبا تھا مگر جب حضرت زینبؓ کا انتقال سب سے پہلے ہوا جب سمجھیں کہ ہاتھ کی لمبائی سے مراد صدقہ کی کثرت تھی۔ روزے بھی بہت زیادہ رکھتی تھیں۔ سنہ ۲۰ھ میں انتقال فرمایا۔ حضرت عمرؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ پچاس برس کی عمر تھی۔ ان کا قصہ [illegible] باب کے نمبر [illegible] پر بھی گذرا ہے۔

حضرت جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا ان کے بعد آپ کا نکاح حضرت جویریہ بنت حارث سے ہوا جو غزوۂ مریسیع میں قید ہو کر آئی تھیں اور غنیمت میں حضرت ثابت بن قیسؓ کے حصہ میں آئیں۔ قید ہونے سے پہلے مسافع بن صفوان کے نکاح میں تھیں۔ حضرت ثابتؓ نے ان کو نو اوقیہ سونے پر مکاتب کر دیا۔ مکاتب اس غلام یا باندی کو کہتے ہیں جس سے یہ مقرر کر لیا جائے کہ اتنے دام فراہم کر دے تو تم آزاد ہو۔ اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے ایک درہم تقریباً ساڑھے تین آنہ کا۔ اس حساب سے یہ قیمت تقریباً اٹھتر روپے بارہ آنے ہوئی۔ اور چار آنہ کا اگر درہم ہو تو نوے روپے۔ یہ حضورؐ کی خدمت میں آئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں اپنی قوم کے سردار حارث کی بیٹی جویریہ ہوں، جو مصیبت مجھ پر نازل ہوئی آپ کو معلوم ہے، اب اتنی رقم پر مکاتب ہوئی ہوں اور یہ مقدار میری طاقت سے باہر ہے، آپ کی امید پر آئی ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ میں تجھے اس سے بہتر راستہ بتاؤں کہ تیرا مال ادا کر کے میں تجھ سے نکاح کر لوں؟ ان کے لئے اس سے بہتر کیا تھا، بخوشی منظور کر لیا

اور ۵ھ میں مشہور قول کے مطابق اور بعضوں نے ۶ھ میں اس قصہ کو بتایا ہے نکاح ہو گیا۔ صحابہؓ نے جب سنا کہ بنو المصطلق حضورؐ کی سسرال بن گئی تو انہوں نے بھی اس رشتہ کے اعزاز میں اپنے غلام آزاد کر دیئے۔ کہتے ہیں کہ ایک حضرت جویریہؓ کی وجہ سے سو گھرانے آزاد ہوئے جن میں تقریباً سات سو آدمی تھے۔ اس قسم کی مصلحتیں حضورؐ کے ان سب نکاحوں میں تھیں۔ حضرت جویریہؓ نہایت حسین تھیں۔ چہرہ پر ملاحت تھی کہتے ہیں جو نگاہ پڑ جاتی تھی ہٹتی نہ تھی۔ حضرت جویریہؓ نے اس لڑائی سے تین دن پہلے ایک خواب دیکھا تھا کہ یثرب سے ایک چاند چلا اور میری گود میں آ گیا۔ کہتی ہیں کہ جب میں قید ہوئی تو مجھے اپنے خواب کی تعبیر کی امید بندھی۔ اس وقت ان کی عمر بیس سال کی تھی اور ربیع الاول ۵۰ھ میں صحیح قول کے مطابق پینسٹھ برس کی عمر میں مدینہ طیبہ میں انتقال ہوا۔ اور بعضوں نے ان کا انتقال ۵۶ھ ستر برس کی عمر میں لکھا ہے۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا

ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ ابو سفیان کی صاحبزادی ہیں ان کے نام میں اختلاف ہے۔ اکثر نے رملہ اور بعض نے ہند بتایا ہے۔ ان کا پہلا نکاح عبید اللہ بن جحش سے مکہ مکرمہ میں ہوا تھا۔ دونوں میاں بیوی مسلمان ہو گئے تھے۔ کفار کی تکالیف کی بدولت وطن چھوڑنا پڑا اور دونوں نے حبشہ کی ہجرت کی۔ وہاں جا کر خاوند نصرانی ہو گیا۔ یہ اسلام پر باقی رہیں۔ انہوں نے اسی رات میں اپنے خاوند کو خواب میں نہایت بری حالت میں دیکھا۔ صبح کو معلوم ہوا کہ وہ نصرانی ہو گیا ہے۔ بے چاری تنہا اور اس حالت میں ان پر کیا کیا گذری ہوگی یہ اللہ ہی کو بہتر معلوم ہے۔ لیکن حق تعالیٰ شانہ نے اس کا نعم البدل یہ عطا فرمایا کہ حضورؐ کے نکاح میں آ گئیں۔ حضورؐ نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے پاس پیام بھیجا کہ ان کا نکاح مجھ سے کر دو۔ چنانچہ نجاشی نے ایک عورت ابرہہ کو ان کے پاس اس کی خبر کے لئے بھیجا۔ انہوں نے خوشی میں اپنے دونوں کنگن جو پہن رہی تھیں اس کو انعام کر دیئے اور پاؤں کے چھلے کڑے وغیرہ متعدد چیزیں دیں۔ نجاشی نے نکاح کیا اور اپنے پاس سے چار سو دینار مہر کے ادا کئے اور بہت سا سامان دیا۔ جو لوگ مجلس نکاح میں موجود تھے ان کو بھی دینار دیئے گئے، کھانا کھلایا، اس کے بعد رخصت

ہے کہ یہ نکاح سنہ ۷ھ میں ہوا جیسا کہ اکثر کا قول ہے یا سنہ ۶ھ میں جیسا کہ بعض نے کہا ہے، صاحب تاریخ خمیس نے لکھا ہے کہ ان کا نکاح سنہ ۶ھ میں ہوا اور رخصتی سنہ ۷ھ میں جبکہ یہ مدینہ پہنچیں، نجاشی نے بہت سی خوشبو اور سامان جہیز میں دے کر ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نکاح کے بعد بھیج دیا، بعض کتب تواریخ اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے باپ نے نکاح کیا، مگر یہ صحیح نہیں ہے، اس لیے کہ اُن کے باپ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے، وہ اس قصہ کے بعد مسلمان ہوئے ہیں، ان کا ایک قصہ اسی باب کے نمبر ۹ پر گذر چکا ہے، ان کے انتقال میں بہت اختلاف ہے۔ اکثر نے سنہ ۴۴ھ میں بتایا ہے اور اس کے علاوہ سنہ ۴۲ھ اور سنہ ۵۰ھ اور سنہ ۵۵ھ وغیرہ اقوال بھی ہیں۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اُمّ المؤمنین حضرت صفیہ حیی کی بیٹی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں ہیں، اوّل سلام بن مشکم کے نکاح میں تھیں، اس کے بعد کنانہ بن ابی الحقیق کے نکاح میں آئیں، اس سے نکاح اس زمانہ میں ہوا تھا جب خیبر کی لڑائی شروع ہو گئی تھی اور ان کا خاوند قتل ہو گیا تھا، خیبر کی لڑائی کے بعد دحیہ کلبی ایک صحابی تھے انہوں نے حضور سے ایک باندی مانگی، حضور نے ان کو مرحمت فرما دی، چونکہ مدینہ میں یہی دو قبیلے بنو قریظہ اور بنو نضیر آباد تھے، اور یہ سردار کی بیٹی تھیں، اس لیے لوگوں نے عرض کیا کہ یہ بات بہت سے لوگوں کو ناگوار ہوگی، صفیہ کو اگر حضور اپنے نکاح میں لے لیں تو بہت سے لوگوں کی دلداری ہو جائے گی، اس لیے حضرت دحیہ سے صفیہ کو خاطر خواہ عوض دے کر اُن سے لے لیا اور انہیں آزاد فرما کر نکاح کر لیا، اور خیبر سے واپسی میں ایک منزل پر ان کی رخصتی ہوئی، صبح کو حضور نے ارشاد فرمایا جس کے پاس جو چیز کھانے کی ہو وہ لے آئے، صحابہ کے پاس متفرق چیزیں کھجور پنیر، گھی وغیرہ وہ لے آئے، ایک چمڑے کا دسترخوان بچھا دیا اور اس پر وہ سب اکٹھے کیا اور سب نے شریک ہو کر کھا لیا، یہی ولیمہ تھا، بعض روایات میں آتا ہے کہ حضور نے صفیہ کو اختیار دے دیا تھا کہ اگر تم اپنی قوم، اپنے وطن میں رہنا چاہو تو آزاد ہو

چلی جاؤ، اور میرے پاس میرے نکاح ہی میں رہنا چاہو تو رہو۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں شرک کی حالت میں حضورؐ کی تمنا کرتی تھی، اب مسلمان ہو کر کیسے جا سکتی ہوں، اس سے مراد غالباً ان کا وہ خواب ہے جو انہوں نے مسلمان ہونے سے پہلے دیکھا تھا کہ ایک چاند کا ٹکڑا میری گود میں ہے۔ اس خواب کو انہوں نے اپنے خاوند کنانہ سے کہا، اس نے ایک طمانچہ اس زور سے منہ پر مارا کہ آنکھ پر اس کا نشان پڑ گیا، اور یہ کہا کہ تو یثرب کے بادشاہ سے نکاح کی تمنا کرتی ہے۔ ایک مرتبہ خواب دیکھا کہ آفتاب اُن کے سینہ پر ہے، خاوند سے اس کا بھی ذکر کیا، اس نے اس پر بھی کہا کہ تو یہ چاہتی ہے کہ یثرب کے بادشاہ کے نکاح میں جائے۔ ایک مرتبہ انہوں نے چاند کو گود میں دیکھا تو اپنے باپ سے ذکر کیا اس نے بھی ایک طمانچہ مارا اور یہ کہا کہ تیری نگاہ یثرب کے بادشاہ پر جاتی ہے۔ ممکن ہے کہ چاند کا وہی ایک خواب خاوند اور باپ دونوں سے کہا ہو، یا متعدد دفعہ دیکھا ہو۔

رمضان سنہ ۵۰ھ میں صحیح قول کے موافق انتقال ہوا اور تقریباً ساٹھ برس کی عمر پائی تھی۔ خود کہتی ہیں کہ جب میں حضورؐ کے نکاح میں آئی تو میری عمر بھی سترہ سال کی نہیں ہوئی تھی۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا ام المومنین حضرت میمونہؓ حارث بن حزن کی بیٹی ہیں، ان کا اصل نام برہ تھا، حضورؐ نے بدل کر میمونہ رکھا، پہلے سے ابورہم بن عبد العزیٰ کے نکاح میں تھیں، اکثر مورخین کا یہی قول ہے اور بھی مختلف اقوال ان کے پہلے خاوند کے بارے میں ہیں۔ بعض نے لکھا ہے کہ حضورؐ سے پہلے دو نکاح ہو چکے تھے۔ بیوہ ہو جانے کے بعد ذیقعدہ سنہ ۷ھ میں جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لے جا رہے تھے، موضع سرف میں نکاح ہوا۔ حضورؐ نے ارادہ فرمایا کہ عمرہ سے فراغت کے بعد مکہ میں رخصتی ہو جائے، مگر مکہ والوں نے قیام کی اجازت نہ دی اس لئے واپسی پر سرف ہی میں رخصتی ہوئی اور سرف ہی میں ٹھیک اسی جگہ جہاں رخصتی کا خیمہ لگا تھا سنہ ۵۱ھ میں صحیح قول کے موافق انتقال ہوا، اور بعض نے سنہ ۶۱ھ میں لکھا ہے۔ اس وقت ان کی عمر اکیاسی برس کی تھی اور اسی جگہ قبر بنی۔ یہ بھی عبرت کا مقام ہے اور تاریخ کا عجیبہ ہے کہ

[illegible] اسی جگہ قبر بنی۔

[illegible]

[illegible]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد

[illegible]

ہی کا نام طیب اور طاہر تھا، اس طرح تین لڑکے ہوئے اور بعضوں نے دو لڑکے اور بھی بتائے مطیب اور مطہر اور کہا ہے کہ طیب اور مطیب ایک ساتھ پیدا ہوئے اور طاہر اور مطہر ایک ساتھ پیدا ہوئے۔ اس طرح سات لڑکے ہوئے لیکن اکثر کی تحقیق تین لڑکوں کی ہے، اور حضورؐ کی ساری اولاد حضرت ابراہیمؓ کے سوا حضرت خدیجہؓ ہی سے پیدا ہوئی۔

حضرت قاسم رضی اللہ عنہ لڑکوں میں حضرت قاسمؓ سب سے پہلے پیدا ہوئے ہیں اس میں بھی اختلاف ہے کہ حضرت زینبؓ ان سے بڑی تھیں یا چھوٹی۔ حضرت قاسمؓ نے بچپن ہی میں انتقال فرمایا، دو سال کی عمر اکثر نے لکھی ہے بعضوں نے اس سے کم زیادہ بھی لکھی ہے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ دوسرے صاحبزادے حضرت عبداللہؓ نبوت کے بعد پیدا ہوئے اور اسی وجہ سے ان کا لقب طیب و طاہر ہے، وہ بچپن ہی میں انتقال ہوا، ان کے انتقال پر اور بعضوں نے لکھا ہے کہ حضرت قاسمؓ کے انتقال پر کفار بہت خوش ہوئے کہ آپ کی نسل منقطع ہو گئی جس پر سورۂ انا اعطینا نازل ہوئی۔ اور کفار کہتے تھے کہ جب نسل ختم ہو گئی تو کچھ دنوں میں نام مبارک بھی مٹ جائے گا جس کا جواب آج ساڑھے تیرہ سو برس بعد تک بھی حضورؐ کے نام کے نام لیوا کروڑوں موجود ہیں۔

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ تیسرے صاحبزادے حضرت ابراہیمؓ ہیں جو ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں ذی الحجہ ۸ھ میں پیدا ہوئے، یہ حضورؐ کی باندی حضرت ماریہؓ کے پیٹ سے پیدا ہوئے اور حضورؐ کی سب سے آخری اولاد ہیں، حضورؐ نے ساتویں دن اس کا عقیقہ کیا، دو دنبے ذبح کیے اور بالوں کے برابر چاندی صدقہ فرمائی اور بال کو دفن فرمایا۔ ابو ہند بیاضیؓ نے سر کے بال اتارے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے باپ حضرت ابراہیمؑ کے نام پر نام رکھا ہے۔ سولہ مہینے کی عمر میں سنہ ۱۰ھ میں ربیع الاول سنہ ۱۰ھ میں انتقال فرمایا، بعضوں نے ۱۸ مہینہ کی بتائی ہے حضورؐ کا ارشاد ہے کہ ابراہیمؓ کے لیے جنت میں دودھ پلانے والی تجویز ہو گئی

حضرت زینب رضی اللہ عنہا صاحبزادیوں میں سب سے بڑی حضرت زینبؓ ہیں اور یہی تحقیق ہے۔ اس کے خلاف تحقیقات غلط ہے۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کے پانچ سال بعد جب کہ آپ کی عمر شریف تیس برس کی تھی پیدا ہوئیں، اور اپنی والدہ کی آغوش میں جوان ہوئیں، مسلمان ہوئیں اور اپنے خالہ زاد بھائی ابوالعاص بن ربیع سے نکاح ہوا، غزوۂ بدر کے بعد ہجرت کی جس میں مشرکین کی ناپاک حرکتوں سے زخمی ہوئیں۔ جس کا قصہ اسی باب کے نمبر ۲۰ پر گذر چکا ہے، اور اسی بیماری کا سلسلہ اخیر تک چلتا رہا یہاں تک کہ ۸ھ کے شروع میں انتقال فرمایا، اُن کے خاوند بھی ۶ھ یا ۷ھ میں مسلمان ہو کر مدینہ منورہ پہنچ گئے تھے اور انہی کے نکاح میں رہیں، ان سے دو بچے ہوئے ایک لڑکا، ایک لڑکی، لڑکے کا نام حضرت علیؓ تھا جنہوں نے اپنی والدہ کے انتقال کے بعد بلوغ کے قریب حضورؐ کی زندگی ہی میں انتقال فرمایا۔ فتح مکہ میں حضورؐ کے ساتھ اونٹنی پر یہی سوار تھے وہ یہی حضرت علیؓ تھے، لڑکی کا نام حضرت امامہؓ تھا جن کے متعلق حدیث کی کتابوں میں کثرت سے قصہ آتا ہے کہ حضورؐ نماز میں سجدہ کرتے تو یہ کمر پر سوار ہو جاتیں حضورؐ کے بعد تک زندہ رہیں حضرت سیدہ فاطمہؓ کے وصال کے بعد جو ان کی خالہ تھیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ان سے نکاح کیا اور ان کے وصال کے بعد مغیرہؓ بن نوفل سے نکاح ہوا۔ حضرت علیؓ کی کوئی اولاد ان سے نہیں ہوئی، البتہ مغیرہ سے بعضوں نے ایک لڑکا بھی لکھا ہے اور بعضوں نے انکار کیا ہے کہتے ہیں حضرت فاطمہؓ نے خود وصیت فرمائی تھی کہ میرے بعد حضرت علیؓ کا نکاح میری بھانجی سے کر دیا جائے، ان کا انتقال ۵۰ھ میں ہوا۔

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا حضورؐ کی دوسری صاحبزادی حضرت رقیہؓ تھیں جو اپنی بہن حضرت زینبؓ سے تین برس بعد پیدا ہوئیں جب کہ حضورؐ کی عمر شریف تینتیس برس کی تھی، بعضوں نے حضرت رقیہؓ کو حضرت زینبؓ سے بڑا بتایا ہے لیکن صحیح یہی ہے کہ حضرت زینبؓ سے چھوٹی تھیں

حضورؐ کے چچا ابولہب کے بیٹے عتبہ سے نکاح ہوا تھا، جب سورۂ تبّت نازل

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بعد عثمانؓ سے کرنا

[illegible]

جو عمر میں اکثر مؤرخین کے نزدیک سب سے چھوٹی ہیں، نبوت کے ایک سال بعد جب کہ حضورؐ کی عمر شریف اکتالیس برس کی تھی پیدا ہوئیں اور بعض نے نبوت سے پانچ سال پہلے پینتیس سال کی عمر میں لکھا ہے۔ کہتے ہیں کہ فاطمہ نام الہام یا وحی سے رکھا گیا۔ فطم کے معنی روکنے کے ہیں یعنی یہ جہنم کی آگ سے محفوظ ہیں۔ ۲ھ محرم یا صفر یا رجب یا رمضان میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے نکاح ہوا اور نکاح سے سات مہینے اور پندرہ دن بعد رخصتی ہوئی۔ یہ نکاح حق اللہ جل شانہ کے حکم سے ہوا۔ کہتے ہیں کہ نکاح کے وقت آپ کی عمر پندرہ سال پانچ ماہ کی تھی، اس سے ۴۱ نبوی کی پیدائش کی تائید ہوتی ہے اور حضرت علیؓ کی اکیس سال پانچ ماہ یا چوبیس سال ڈیڑھ ماہ کی تھی۔ حضورؐ کو اپنی صاحبزادیوں میں ان سے زیادہ محبت تھی۔ جب حضور سفر کو تشریف لے جاتے تو سب سے اخیر میں ان سے رخصت ہوتے اور جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ابوجہل کی لڑکی سے دوسرے نکاح کا ارادہ فرمایا تو ان کو رنج ہوا۔ حضورؐ سے شکایت کی۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ فاطمہ میرے بدن کا ٹکڑا ہے جس نے اس کو رنج پہنچایا اس نے مجھے رنج پہنچایا، اس لیے حضرت علیؓ نے ان کی زندگی میں کوئی نکاح نہیں کیا۔ ان کے وصال کے بعد آپ کی بھانجی امامہ سے نکاح کیا جس کا ذکر حضرت زینبؓ کے بیان میں گذرا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے چھ مہینے بعد حضرت فاطمہؓ بیمار ہوئیں اور ایک روز خادمہ سے فرمایا کہ میں غسل کروں گی پانی رکھ دو۔ غسل فرمایا، نئے کپڑے پہنے، پھر فرمایا کہ میرا بستر گھر کے بیچ میں کر دو۔ اس پر تشریف لے گئیں اور قبلہ رخ لیٹ کر ہاتھ رخسار کے نیچے رکھ لیا اور فرمایا کہ اب میرا انتقال ہوتا ہے اور وصال فرمایا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کا سلسلہ انہی سے ہے اور انشاء اللہ قیامت تک رہے گا۔ ان کے چھ اولاد تین لڑکے تین لڑکیاں ہوئیں۔ سب سے اول حضرت حسنؓ نکاح کے دوسرے سال میں پیدا ہوئے، پھر حضرت حسینؓ تیسرے سال یعنی ۴ھ میں، پھر حضرت محسنؓ بہ تشدید سین کے، پیدا ہوئے جن کا انتقال بچپن ہی میں ہو گیا۔ اسی طرح لڑکیوں میں سے حضرت رقیہ کا انتقال بچپن ہی میں ہو گیا تھا، اسی وجہ سے بعض مؤرخین نے ذکر بھی نہیں

دوسری صاحبزادی حضرت ام کلثومؓ کا پہلا نکاح امیر المومنین حضرت عمرؓ سے ہوا جن سے ایک لڑکا زید اور ایک صاحبزادی رقیہ پیدا ہوئیں۔ حضرت عمرؓ کے انتقال کے بعد ان کا نکاح عون بن جعفرؓ سے ہوا ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی ان کے انتقال کے بعد ان کے بھائی محمد بن جعفرؓ سے ہوا ان سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جو بچپن ہی میں انتقال کر گئی ان کے انتقال کے بعد ان کے تیسرے بھائی عبداللہ بن جعفرؓ سے ہوا ان سے بھی کوئی اولاد نہیں ہوئی اور ان ہی کے نکاح میں حضرت ام کلثومؓ کا انتقال ہوا اور اسی دن ان کے صاحبزادے زید کا بھی انتقال ہوا، دونوں کا جنازہ ایک ساتھ اٹھا اور کوئی سلسلہ اولاد کا ان سے نہیں چلا۔ یہ تینوں بھائی یعنی عبداللہؓ، عونؓ اور محمدؓ تینوں حضرت جعفرؓ کے صاحبزادے ہیں حضرت علیؓ کے بھتیجے اور جعفر طیارؓ کے صاحبزادے ہیں۔ حضرت فاطمہؓ کی تیسری صاحبزادی حضرت زینبؓ تھیں جن کا نکاح عبداللہ بن جعفرؓ سے ہوا اور دو صاحبزادے عبداللہ اور عونؓ پیدا ہوئے اور ان کے ہی نکاح میں انتقال فرمایا۔ ان کے انتقال کے بعد عبداللہ بن جعفرؓ کا نکاح حضرت علیؓ کی بیٹی حضرت ام کلثومؓ سے ہوا۔ غرض اولاد حضرت فاطمہؓ سے ہے۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی دوسری بیویوں سے تو بہت ہی ہوئیں اور بھی اولاد ہے۔

مورخین نے حضرت علیؓ کی تمام اولاد بتیس لکھی ہے جن میں سولہ لڑکے اور سولہ لڑکیاں۔ حضرت امام حسنؓ کے پندرہ لڑکے آٹھ لڑکیاں اور امام حسینؓ کے چھ لڑکے تین لڑکیاں رضی اللہ تعالیٰ عنہم وارضاہم اجمعین وجعلنا

[illegible] متبعین و[illegible] آمین

ملخص من [illegible] والزرقانی فی [illegible]

[illegible]

گیارھواں باب

بچوں کا دینی جذبہ

[illegible]

[illegible] رکھتے تھے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہے ورنہ آٹھ برس کی عمر ہی کیا ہوتی ہے۔

عُمیرؓ کا جہاد کی شرکت کا شوق ۲۔ عُمیر آبی اللحم کے غلام اور کم عمر بچے تھے جہاد میں شرکت کا شوق اس وقت ہر بڑے چھوٹے کی جان تھا، خیبر کی لڑائی میں شرکت کی خواہش کی، ان کے سرداروں نے بھی حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سفارش کی کہ اجازت فرمادی جاوے۔ چنانچہ حضورؐ نے اجازت فرمادی اور ایک تلوار مرحمت فرمائی جو گلے میں لٹکالی مگر تلوار بڑی تھی اور قد چھوٹا تھا اس لیے وہ زمین پر گھسٹتی جاتی تھی۔ اسی حال میں خیبر کی لڑائی میں شرکت کی۔ چونکہ بچے بھی تھے اور غلام بھی اس لیے غنیمت کا پورا حصہ تو نہیں البتہ عطا کے کچھ سامان حصہ میں آیا۔ ۱؎

فائدہ: ان حضرات کو یہ بھی معلوم تھا کہ غنیمت میں ہمارا پورا حصہ بھی نہیں اس کے باوجود پھر یہ شوق کہ دوسرے حضرات سے سفارشیں کرائی جاتی تھیں اس کی وجہ دینی جذبہ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے سچے رسولؐ کے وعدوں پر اطمینان کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے۔

عُمیرؓ کا بدر کی لڑائی میں چھپنا ۳۔ عُمیر بن ابی وقاصؓ ایک نو عمر صحابی ہیں شروع ہی میں مسلمان ہو گئے تھے۔ سعد بن ابی وقاصؓ مشہور صحابی کے چھوٹے بھائی ہیں۔ سعدؓ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی عُمیرؓ کو بدر کی لڑائی کے وقت دیکھا کہ لشکر کی روانگی کی تیاری ہو رہی تھی اور ادھر چھپتے پھر رہے تھے کہ کوئی دیکھے نہیں، مجھے یہ بات دیکھ کر تعجب ہوا، میں نے ان سے پوچھا کہ کیا ہوا چھپتے کیوں پھر رہے ہو، کہنے لگے مجھے یہ ڈر ہے کہیں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مجھے نہ دیکھ لیں اور بچہ سمجھ کر جانے کی ممانعت کر دیں، میری دلی تمنا ہے کہ لڑائی میں ضرور شریک ہوں، کیا بعید ہے کہ اللہ جل شانہٗ مجھے بھی شہادت نصیب فرمائیں۔ آخر جب لشکر پیش ہوا تو جو خطرہ تھا وہ پیش آیا اور حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کم عمر ہونے کی وجہ سے انکار فرمادیا اور جو شوق تھا وہ سامنے یہ شوق کا غلبہ تحمل نہ کر سکے اور رونے لگے، حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو شوق اور

۱؎ ابوداؤد

رونے کا حال معلوم ہوا تو اجازت عطا فرما دی لڑائی میں شہید ہوئے۔ ان کے بھائی سعدؓ کہتے ہیں کہ ان کے چھوٹے ہونے اور تلوار کے بڑے ہونے کی وجہ سے میں اس کے تسموں میں گرہیں لگاتا تھا تاکہ اونچی ہو جائے۔[1]

۵۔ دو انصاری بچوں کا ابوجہل کو قتل کرنا

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ مشہور اور بڑے صحابہ میں ہیں فرماتے ہیں کہ میں بدر کی لڑائی میں میدان لڑنے والوں کی صف میں کھڑا تھا میں نے دیکھا کہ میرے دائیں اور بائیں جانب انصار کے دو کم عمر لڑکے ہیں، مجھے خیال ہوا کہ میں اگر قوی اور مضبوط لوگوں کے درمیان ہوتا تو اچھا تھا کہ ضرورت کے وقت ایک دوسرے کی مدد کر سکتے، میرے دونوں جانب بچے ہیں، یہ کیا مدد کر سکیں گے، اتنے میں ان دونوں لڑکوں میں سے ایک نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ چچا جان تم ابوجہل کو بھی پہچانتے ہو، میں نے کہا ہاں پہچانتا ہوں، تمہاری کیا غرض ہے۔ اس نے کہا مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گالیاں بکتا ہے، اس پاک ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر میں اس کو دیکھ لوں تو اس وقت تک اس سے جدا نہ ہوں گا کہ وہ مر جائے یا میں مر جاؤں، مجھے اس کے سوال اور جواب پر تعجب ہوا، اتنے میں دوسرے نے بھی یہی سوال کیا اور جو پہلے نے کہا تھا وہی اس نے بھی کہا، اتفاقاً میدان میں ابوجہل دوڑتا ہوا مجھے نظر پڑ گیا، میں نے ان دونوں سے کہا کہ تمہارا مطلوب جس کے بارہ میں تم مجھ سے سوال کر رہے تھے وہ جا رہا ہے، دونوں یہ سن کر تلواریں ہاتھ میں لیے ہوئے ایک دم بھاگے چلے گئے اور جا کر اس پر تلوار چلانی شروع کر دی یہاں تک کہ اس کو گرا دیا۔[2]

فائدہ: یہ دونوں صاحبزادے معاذ بن عمرو بن جموحؓ اور معوذ بن عفراءؓ ہیں، معاذ بن عمروؓ کہتے ہیں کہ میں لوگوں سے سنتا تھا کہ ابوجہل کو کوئی نہیں مار سکتا، وہ بڑی حفاظت میں رہتا ہے، مجھے اسی وقت سے خیال تھا کہ میں اس کو ماروں گا، یہ دونوں صاحبزادے پیدل تھے اور ابوجہل گھوڑے پر سوار تھا، صفوں کو درست کر رہا تھا جس وقت عبدالرحمٰن

---

[1] اصابہ [2] بخاری

[illegible] عوف نے دیکھا اور یہ دونوں [illegible] گھوڑے [illegible] حملہ [illegible]
[illegible] ایک [illegible] حملہ کیا [illegible]
گھوڑا بھی گرا اور ابوجہل بھی گرا [illegible] دونوں حضرات اس کو [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] وقت [illegible]
[illegible]
[illegible]
لیا اور [illegible] وقت
[illegible]
[illegible]

ربیع بنت معوذ [illegible]
[illegible] فرماتے
[illegible] واپس
[illegible] سبب تشریف
[illegible] واپس
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

له اسد الغابه [illegible]

حضرت زیدؓ کو قرآن کی وجہ سے تقدم

۷۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی ہجرت کے وقت گیارہ سال کی تھی، اور چھ سال کی عمر میں یتیم ہو گئے تھے۔ بدر کی لڑائی میں اپنے آپ کو پیش کیا تھا، اجازت نہ ملی، پھر احد کی لڑائی میں شرکت مگر واپس کر دیئے گئے، جیسا کہ ابھی معلوم ہوا، بعضوں نے کہا ہے کہ چونکہ سمرہؓ اور رافعؓ دونوں کو اجازت ہو چکی تھی جیسا کہ اس سے پہلے قصہ میں گذرا، اس لیے ان کو بھی اجازت ہو گئی۔ اس کے بعد سے ہر لڑائی میں شریک ہوتے رہتے۔ تبوک کی لڑائی میں بنو مالک کا جھنڈا حضرت عمارہؓ کے ہاتھ میں تھا، حضورؐ نے عمارہ سے لے کر حضرت زیدؓ کو دے دیا۔ عمارہ کو فکر ہوا کہ شاید مجھ سے کوئی خطا صادر ہوئی یا کوئی وجہ ناراضی پیش آئی۔ دریافت کیا یا رسول اللہ میری کوئی شکایت حضورؐ تک پہنچی ہے؟ ارشاد فرمایا یہ بات نہیں بلکہ زیدؓ قرآن شریف تم سے زیادہ پڑھا ہوا ہے۔ قرآن نے اس کو جھنڈا اٹھانے میں مقدم کر دیا[1]۔

ف: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ فضائل میں دین کے اعتبار سے ترجیح فرماتے تھے۔ یہاں اگرچہ لڑائی کا موقع تھا اور قرآن شریف کے زیادہ پڑھے ہوئے ہونے کو اس میں کوئی دخل نہیں تھا، اس کے باوجود حضورؐ نے قرآن پاک کی زیادتی کی وجہ سے جھنڈا اٹھانے میں ان کو مقدم فرمایا۔ اکثر چیزوں میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس کا لحاظ فرماتے تھے، حتیٰ کہ اگر کئی آدمیوں کو بضرورت ایک قبر میں دفن فرمانے کی نوبت آتی تو جس نے قرآن شریف زیادہ پڑھا ہوا ہوتا اس کو مقدم فرماتے، جیسا کہ غزوۂ احد میں کیا۔

حضرت ابوسعید خدریؓ کے باپ کا انتقال

۸۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں احد کی لڑائی میں پیش کیا گیا۔ تیرہ سال کی میری عمر تھی۔ حضورؐ نے قبول نہیں فرمایا۔ میرے والد نے سفارش بھی کی کہ اس کے قویٰ اچھے ہیں، ہڈیاں بھی موٹی ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نگاہ میری طرف اوپر کو اٹھاتے تھے پھر نیچے کر لیتے تھے۔ بالآخر کم عمر ہونے کی وجہ سے اجازت نہیں دی۔ میرے والد اس لڑائی میں شریک ہوئے

---

[1] اسد الغابہ

کئی وقت کے فاقے ہو گئے۔ کوئی مال وغیرہ کچھ نہ تھا۔ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سوال کرنے کی غرض سے حاضر ہوا۔ حضور نے مجھے دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ جو شخص مانگتا ہے اللہ جل شانہٗ اس کو غنی فرماتے ہیں اور جو پاکبازی اللہ سے مانگتا ہے حق تعالیٰ اس کو پاکباز بنا دیتے ہیں اور جو غنا چاہتا ہے اس کو غنا عطا فرماتے ہیں۔ میں نے یہ مضمون حضور سے سنا تو کچھ عرض نہ کیا، چپکا ہی واپس آ گیا۔ اس کے بعد حق تعالیٰ شانہٗ نے ان کو وہ رتبہ فرمایا کہ نوجوانوں میں اس بڑے درجہ کا عالم دوسرا مشکل سے ملے گا۔[1]

فائدہ: بچپن کی عمر اور باپ کے مرنے کے بعد وہ ضرورت کا وقت، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک نصیحت کو سن کر چپ چاپ چلے آنا اور اپنی پریشانی ضرورت کو ظاہر نہ کرنا کیا آج کل کوئی بڑی عمر والا بھی کر سکتا ہے؟ سچ یہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے اپنے رسول کی مصاحبت کے لیے ایسے ہی لوگ چنے تھے جو اس کے اہل تھے۔ اسی لیے حضور کا ارشاد ہے جو حدیث میں آتا ہے کہ اللہ نے سارے آدمیوں میں سے میرے صحابہ کو پسند کیا ہے۔

حضرت سلمہ بن اکوعؓ کی دوڑ غابہ مدینہ طیبہ سے چار پانچ میل کے فاصلہ پر ایک آبادی تھی۔ وہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ اونٹ چرا کرتے تھے۔ کافروں کے ایک گروہ کے ساتھ عبدالرحمٰن فزاری نے ان کو لوٹ لیا جو صاحب چراتے تھے ان کو قتل کر دیا اور اونٹوں کو لے کر چل دیئے۔ یہ لٹیرے لوگ گھوڑوں پر سوار تھے اور ہتھیار لگائے ہوئے تھے۔ اتفاقاً حضرت سلمہ بن اکوعؓ صبح کے وقت پیدل تیر کمان لیے ہوئے غابہ کی طرف جا رہے تھے کہ اچانک ان لٹیروں پر نظر پڑی۔ بچے تھے لیکن دوڑتے بہت تیز تھے۔ کہتے ہیں کہ ان کی دوڑ ضرب المثل اور مشہور تھی۔ یہ اپنی دوڑ میں گھوڑے کو پکڑ لیتے تھے اور گھوڑا ان کو نہیں پکڑ سکتا تھا۔ اس کے ساتھ ہی تیر اندازی میں بھی مشہور تھے۔ حضرت سلمہؓ نے مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے ایک پہاڑی پر چڑھ کر لوٹ کا اعلان کیا اور خود ان لٹیروں کے پیچھے دوڑ لیے، حتیٰ کہ ان کے پاس تک پہنچ

---

[1] اصابہ، تہذیب

گئے تو میں نے تیر مارنے شروع کر دیئے اور اس طرح سے تیر برسائے کہ وہ یہ سمجھے کہ بڑی جماعت ہے اور چونکہ خود تنہا تھے اور پیدل بھی تھے اس لیے جب کوئی گھوڑا لوٹا کر پیچھا کرتا تو کسی درخت کی آڑ میں چھپ جاتے اور آڑ میں سے اس کے گھوڑے کے تیر مارتے جس سے وہ زخمی ہوتا اور وہ اس خیال سے واپس ہوتا کہ گھوڑا گر گیا تو میں پکڑا جاؤں گا۔ حضرت سلمہؓ فرماتے ہیں غرض وہ بھاگتے رہے اور میں پیچھا کرتا رہا حتیٰ کہ جتنے اونٹ حضور ﷺ کے انہوں نے لوٹے تھے وہ میرے پیچھے ہو گئے اور اس کے علاوہ تیس برچھے اور تیس چادریں اپنی چھوڑ گئے تھے۔ اتنے میں عیینہ بن حصن کی ایک جماعت مدد کے طور پر ان کے پاس پہنچ گئی اور ان لٹیروں کو قوت حاصل ہو گئی اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ میں تنہا ہوں انہوں نے کئی آدمیوں نے مل کر میرا پیچھا کیا میں ایک پہاڑ پر چڑھ گیا وہ بھی چڑھنے لگے جب میرے قریب آ گئے تو میں نے زور سے کہا کہ ذرا ٹھہرو پہلے میری ایک بات سنو تم مجھے جانتے بھی ہو کہ میں کون ہوں انہوں نے کہا بتاؤ تم کون ہو میں نے کہا میں ابن اکوع ہوں اس ذات پاک کی قسم جس نے محمد ﷺ کو عزت دی تم میں سے کوئی شخص مجھ کو پکڑنا چاہے تو نہیں پکڑ سکتا اور میں تم میں سے جس کو پکڑنا چاہوں وہ مجھ سے چھوٹ نہیں سکتا۔ ان کے متعلق چونکہ یہ شہرت تھی کہ بہت دوڑتے ہیں حتیٰ کہ عربی گھوڑا بھی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا اس لیے یہ دعویٰ کچھ عجیب نہیں تھا۔ لہ غرض میں یونہی ان سے باتیں کرتا رہا (مقصد یہ تھا کہ) ان لوگوں کو مدد پہنچ جائے اور مسلمانوں کی طرف سے میری مدد آ جائے کیونکہ میں نے مدینہ میں اطلاع کرا دی تھی غرض اسی طرح ان سے باتیں کرتا رہا اور درختوں کے درمیان سے مدینہ منورہ کی طرف غور سے دیکھ رہا تھا کہ ایک جماعت گھوڑے سواروں کی دوڑتی ہوئی نظر آئی ان میں سب سے آگے اخرم اسدی تھے انہوں نے آتے ہی عبد الرحمن فزاری پر حملہ کیا اور عبد الرحمن نے ان کے گھوڑے پر حملہ کیا انہوں نے اس کے گھوڑے کے [illegible] کیا اور عبد الرحمن [illegible] آگے

لہ ۱

ان پر حملہ کر دیا جس سے وہ شہید ہو گئے اور عبدالرحمن فورًا ان کے گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ ان کے پیچھے ابو قتادہؓ تھے انہوں نے فورًا حملہ شروع کر دیا۔ عبدالرحمن نے ابو قتادہؓ کے گھوڑے کے پاؤں پر حملہ کیا جس سے وہ گر گئے اور گرتے ہوئے انہوں نے عبدالرحمن پر حملہ کیا جس سے وہ قتل ہو گیا اور ابو قتادہؓ فورًا اس گھوڑے پر سوار ہو گئے جو اخرم اسدیؓ کا تھا اور اب اس پہ عبدالرحمن سوار ہو رہا تھا[1]

ف: بعض روایات میں آتا ہے کہ حضرت سلمہؓ نے اخرم اسدیؓ کو آگے سے روکا بھی تھا کہ ذرا ٹھہر جاؤ اپنا مجمع آ جانے دو مگر انہوں نے فرمایا کہ مجھے شہید ہونے دو۔ کہتے ہیں کہ مسلمانوں میں یہی شہید ہوئے اور کفار کے بہت سے آدمی اس لڑائی میں مارے گئے۔ اس کے بعد اور مسلمانوں کا مجمع آ گیا اور وہ لوگ بھاگ گئے تو حضرت سلمہؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ میرے ساتھ سو آدمی کر دیں، میں ان کا پیچھا کروں گا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ وہ [illegible] میں پہنچ گئے۔ ان قصوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلمہؓ [illegible] اس وقت بارہ تیرہ برس کی عمر میں گھوڑ سواروں کی ایک بڑی جماعت کو [illegible] کہ جو کچھ وہ لوٹ کر لے جا رہے تھے وہ بھی چھوڑ دیں اور اپنا بھی سامان [illegible] یہ اخلاص ہی کی برکت تھی جو اللہ جل شانہٗ نے اس جماعت کو نصیب فرمایا تھا۔

[illegible] بدر کی لڑائی سب سے افضل اور سب سے زیادہ مشہور لڑائی ہے اس لیے کہ اس میں مقابلہ نہایت سخت تھا، مسلمانوں کی جماعت نہایت قلیل تھی [illegible] ایک ایک اونٹ پر تین تین آدمی باری باری سوار ہوتے تھے اور کفار ایک ہزار کے قریب تھے [illegible] اسی وجہ سے وہ [illegible]

---

[1] ابوداؤد

ادھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہایت متفکر کہ مسلمان نہایت کمزوری کی حالت میں تھے۔ جب حضور نے دونوں جماعتوں کا اندازہ فرمایا تو دعا مانگی یا اللہ یہ مسلمان ننگے پاؤں ہیں تو ہی ان کو سواری دینے والا ہے۔ یہ ننگے بدن ہیں تو ہی ان کو کپڑا پہنانے والا ہے۔ یہ بھوکے ہیں تو ہی ان کا پیٹ بھرنے والا ہے۔ یہ فقیر ہیں تو ہی ان کو غنی کرنے والا ہے چنانچہ یہ دعا قبول ہوئی۔ ان سب باتوں کے باوجود حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت براء بن عازبؓ دونوں حضرات لڑائی میں شرکت کے شوق میں گھر سے چل دیئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچہ ہونے کی وجہ سے راستہ میں سے لوٹا دیا۔ یہ دونوں حضرات احد کی لڑائی میں سے بھی واپس کئے گئے تھے جیسا کہ پہلے قصہ میں گذر چکا ہے۔ احد کی لڑائی بدر کی لڑائی سے ایک سال بعد ہوئی۔ جب اس میں بھی یہ بچوں میں شمار کئے گئے تو بدر میں بطریق اولیٰ بچے تھے۔ مگر ان حضرات کا شوق تھا کہ بچپن ہی سے یہ ولولہ اور شوق دل میں جوش مارتا تھا اور ہر لڑائی میں شریک ہونے اور اجازت ملنے کی کوشش کرتے تھے۔

عبداللہ بن عبداللہ بن ابی کا اپنے باپ سے مقابلہ

۱۱۔ ۵ھ میں غزوۂ بنو المصطلق کی مشہور جنگ ہوئی اس میں ایک مہاجری اور ایک انصاری کی لڑائی ہو گئی معمولی بات تھی مگر بڑھ گئی ہر ایک نے اپنی اپنی قوم سے دوسرے کے خلاف مدد چاہی اور دونوں طرف جماعتیں پیدا ہو گئیں اور قریب تھا کہ آپس میں لڑائی کا معرکہ گرم ہو جائے کہ درمیان میں بعض لوگوں نے پڑ کر صلح کرا دی۔ عبداللہ بن ابی منافقوں کا سردار اور بہت مشہور منافق اور مسلمانوں کا سخت دشمن تھا مگر چونکہ اسلام ظاہر کرتا تھا۔ اس لیے اس کے ساتھ سختی کا برتاؤ نہ کیا جاتا تھا اور یہی اس وقت منافقوں کے ساتھ برتاؤ تھا۔ اس کو جب اس قصہ کی خبر ہوئی تو اس نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ لفظ کہے اور اپنے دوستوں سے خطاب کر کے کہا کہ یہ سب کچھ تمہارا اپنا ہی کیا ہوا ہے۔ تم نے ان لوگوں کو اپنے شہروں میں ٹھکانا دیا۔ اپنے مالوں کو ان کے درمیان آدھوں آدھ بانٹ لیا۔ اگر تم ان لوگوں کی مدد کرنا چھوڑ دو تو اب بھی سب چلے جائیں اور یہ بھی

لہ خمیس

کہ خدا کی قسم ہم لوگ اگر مدینہ پہنچ گئے تو ہم عزت والے مل کر ان ذلیلوں کو وہاں سے نکال دیں گے۔ حضرت زید بن ارقمؓ نو عمر بچے تھے وہیں موجود تھے، یہ سن کر تاب نہ لا سکے، کہنے لگے کہ خدا کی قسم تو ہی ذلیل ہے، تو اپنی قوم میں بھی ترچھی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے، تیرا کوئی حمایتی نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم عزت والے ہیں، رحمٰن کی طرف سے بھی عزت دیئے گئے ہیں اور اپنی قوم میں بھی عزت والے ہیں۔ عبداللہ بن ابی نے کہا کہ اچھا چپ رہ میں تو ویسے ہی مذاق میں کہہ رہا تھا۔ مگر حضرت زیدؓ نے جا کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کر دیا۔ حضرت عمرؓ نے درخواست کی کہ اس کی گردن اڑا دی جائے مگر حضورؐ نے اجازت نہ دی۔ عبداللہ بن ابی کو جب اس کی خبر ہوئی کہ حضورؐ تک یہ قصہ پہنچ گیا ہے تو حاضر خدمت ہو کر جھوٹی قسمیں کھانے لگا کہ میں نے کوئی لفظ ایسا نہیں کہا، زیدؓ نے جھوٹ نقل کر دیا۔ انصار کے بھی کچھ لوگ حاضر خدمت تھے، انہوں نے بھی سفارش کی کہ یا رسول اللہ عبداللہ قوم کا سردار ہے، بڑا آدمی شمار ہوتا ہے، ایک بچہ کی بات اس کے مقابلہ میں قابل قبول نہیں، ممکن ہے کہ سننے میں کچھ غلطی ہوئی ہو یا سمجھنے میں، حضورؐ نے اس کا عذر قبول فرما لیا۔

حضرت زیدؓ کو جب اس کی خبر ہوئی کہ عبداللہ نے جھوٹی قسموں سے خود کو سچا ثابت کر دیا اور زید کو جھٹلا دیا تو شرم کی وجہ سے باہر نکلنا چھوڑ دیا، حضورؐ کی مجلس میں بھی ندامت کی وجہ سے نہ جا سکے۔ بالآخر سورۂ منافقون نازل ہوئی جس سے حضرت زیدؓ کی سچائی اور عبداللہ کی جھوٹی قسموں کا حال ظاہر ہوا۔ حضرت زیدؓ کی وقعت موافق مخالف سب کی نگاہ میں بڑھ گئی اور عبداللہ بن ابی کا قصہ بھی سب پر ظاہر ہو گیا۔ جب مدینہ منورہ قریب آیا تو عبداللہ بن ابی کے بیٹے جن کا نام بھی عبداللہ تھا اور بڑے پکے مسلمان تھے مدینہ منورہ سے باہر تلوار کھینچ کر کھڑے ہو گئے اور باپ سے کہنے لگے کہ اس وقت تک مدینہ میں داخل نہیں ہونے دوں گا جب تک اس کا اقرار نہ کرے کہ تو ذلیل ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم عزیز ہیں۔ اس کو بڑا تعجب ہوا کہ یہ ہمیشہ سے باپ کے

خمیس

ساتھ بہت احترام اور نیکی کا برتاؤ کرنے والے تھے مگر حضورؐ کے مقابلہ میں تحمل نہ کر سکے آخر ان نے مجبور ہو کر اس کا اقرار کیا کہ واللہ میں ذلیل ہوں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم عزیز ہیں اس کے بعد مدینہ میں داخل ہو سکا لہ

حضرت جابرؓ کی حمراء الاسد میں شرکت

۱۲۔ اُحد کی لڑائی سے فراغت پر مسلمان مدینہ طیبہ پہنچے سفر اور لڑائی کا تکان خوب تھا مگر مدینہ منورہ پہنچتے ہی یہ اطلاع ملی کہ ابو سفیان نے لڑائی سے واپسی پر حمراء الاسد ایک جگہ کا نام پہنچ کر ساتھیوں سے مشورہ کیا اور رائے قائم کی کہ احد کی لڑائی میں مسلمانوں کو شکست ہوئی ہے۔ ایسے موقع کو غنیمت سمجھنا چاہیے کہ نہ معلوم پھر ایسا وقت آسکے یا نہ آسکے۔ اس لیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ قتل کر کے لوٹنا چاہیے تھا، اس ارادہ سے اس نے واپسی کا مشورہ کیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کر دیا کہ جو لوگ احد میں ساتھ تھے وہی صرف ساتھ ہوں اور دوبارہ حملہ کے لیے چلنا چاہیے۔ اگرچہ مسلمان اس وقت تھکے ہوئے تھے مگر اس کے باوجود سب کے سب تیار ہو گئے۔ چونکہ حضورؐ نے اعلان فرما دیا تھا کہ صرف وہی لوگ ساتھ چلیں گے جو احد میں بھی ساتھ تھے، اس لیے حضرت جابرؓ نے درخواست کی کہ یا رسول اللہ میری تمنا احد میں بھی شرکت کی تھی مگر والد نے یہ کہہ کر اجازت نہ دی کہ میری سات بہنیں ہیں کوئی مرد اور ہے نہیں، انہوں نے فرمایا تھا کہ ہم دونوں میں سے ایک کا رہنا ضروری ہے اور چونکہ وہ خود جانے کا ارادہ فرما چکے تھے۔ اس لیے مجھے اجازت نہ دی تھی، احد کی لڑائی میں ان کی شہادت ہو گئی، اب حضورؐ مجھے اجازت مرحمت فرما دیں کہ میں ہمرکاب چلوں، حضورؐ نے اجازت عطا فرما دی ان کے علاوہ کوئی اور ایسا شخص نہیں گیا جو احد میں شریک نہ ہو۔

فائدہ: حضرت جابرؓ کا اس شوق و تمنا سے اجازت لینا کس قدر قابل رشک ہے کہ والد کا ابھی انتقال ہوا ہے، قرضہ بھی باپ کے ذمہ بہت سا ہے جو ایک یہودی کا تھا اور بہنوں کی خبر گیری کرنے والے بھی خود ہی تھے، اس حالت میں بھی شوق کا اندازہ ہے۔

لہ خمیس

تھے، اس سب کے علاوہ بہنوں کے گذران کا فکر کہ سات بہنیں بھی باپ نے چھوڑی ہیں جن کی وجہ سے ان کو احد کی لڑائی میں شرکت کی باپ نے اجازت بھی نہ دی تھی لیکن جہاد کا **شوق ان سب پر غالب ہے۔**

حضرت ابن زبیرؓ کی بہادری رومیوں کی جنگ میں

۱۳۔ حضرت عثمانؓ کے زمانۂ خلافت میں ۲۶ھ میں مصر کے پہلے حاکم حضرت عمرو بن عاصؓ کی بجائے عبد اللہ بن ابی سرحؓ حاکم بنائے گئے تو وہ روم کی لڑائی کے واسطے بیس ہزار کے مجمع کے ساتھ نکلے رومیوں کا لشکر دو لاکھ کے قریب تھا، بڑے گھمسان کی لڑائی ہوئی، رومیوں کے امیر جرجیر نے اعلان کیا کہ جو شخص عبد اللہ بن ابی سرح کو قتل کر دے گا، اس سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دوں گا اور ایک لاکھ دینار انعام دوں گا، اس اعلان سے بعض مسلمانوں کو فکر ہوا۔ حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کو معلوم ہوا تو انہوں نے کہا یہ فکر کی بات نہیں، ہماری طرف سے بھی اعلان کیا جائے کہ جو جرجیر کو قتل کرے گا اس کی بیٹی سے اس کا نکاح کیا جائے گا، اور ایک لاکھ دینار انعام اور یہ کہ اسی کو ان شہروں کا امیر بھی بنا دیا جائے گا۔

غرض ایک عرصہ تک مقابلہ ہوتا رہا، حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ نے دیکھا کہ جرجیر سارے لشکر کے پیچھے ہے، اور لشکر اس سے آگے بڑھا ہوا ہے، دو باندیاں مور کے پروں سے اس پر سایہ کئے ہوئے ہیں، انہوں نے تنہائی کی حالت میں لشکر سے ہٹ کر جرجیر کا قصد کیا، وہ یہ سمجھتا رہا کہ یہ تنہا اس طرح بڑھے آرہے ہیں کوئی پیام صلح کا لے کر آرہے ہیں مگر انہوں نے سیدھے پہنچ کر اس پر حملہ کر دیا اور تلوار سے سر کاٹ کر نیزہ پر رکھ کر واپس آگئے اور سب دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے۔

فائدہ: حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ نو عمر ہی تھے، ہجرت کے بعد سب سے پہلی پیدائش مہاجرین میں انہی کی ہے، مسلمانوں کو ان کی پیدائش سے بہت خوشی ہوئی تھی اس لئے کہ مدت سے کسی مہاجر کے کوئی لڑکا نہ ہوا تھا، یہودیوں نے یہ کہہ دیا تھا کہ ہم نے ان پر جادو کر رکھا ہے اس لئے ان کے لڑکا نہیں ہو سکتا، حضور اقدس ﷺ کا معمول تھا کہ بچوں کو بیعت نہیں فرماتے تھے لیکن حضرت ابن زبیرؓ کو سات برس کی عمر میں بیعت فرما لیا تھا، اس

رحلت کے وقت ان کی عمر چودہ پندرہ سال کی تھی، اس عمر میں وہ اللہ کے کلام کو پہچاننے لگے ہوں حضرت سے بار بار دعا کرانا معمولی چیز نہیں۔

حضرت عمرو بن سلمہؓ کا بچپن میں قرآن یاد کرنا

۱۰۔ عمرو بن سلمہؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگ مدینہ طیبہ کے راستہ میں ایک چشمہ پر رہا کرتے تھے، وہاں سے آنے جانے والے ہمارے پاس سے گزرتے تھے، جو لوگ مدینہ منورہ سے واپس آتے ہم ان سے دریافت کرتے کہ لوگوں کا کیا حال چال ہے، یہ جو صاحب نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں ان کی کیا خبر ہے، وہ لوگ حالات بیان کرتے کہ وہ کہتے ہیں مجھ پر وحی آتی ہے، یہ آیتیں نازل ہوتی ہیں، میں کم عمر بچہ تھا، وہ جو بیان کرتے میں اسے یاد کر لیا کرتا، اسی طرح مسلمان ہونے سے پہلے ہی مجھے بہت سا قرآن شریف یاد ہو گیا تھا۔ عرب کے سب لوگ مسلمان ہونے میں مکہ والوں کا انتظار کر رہے تھے، جب مکہ مکرمہ فتح ہو گیا تو ہر جماعت اسلام میں داخل ہونے کے لیے حاضر خدمت ہوئی۔ میرے باپ بھی اپنی قوم کے چند آدمیوں کے ساتھ قوم کی طرف سے قاصد بن کر حاضر خدمت ہوئے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو شریعت کے احکام بتائے اور نماز سکھائی، جماعت کا طریقہ بتایا اور ارشاد فرمایا کہ جس کو تم میں سب سے زیادہ قرآن یاد ہو وہ امامت کے لیے افضل ہے۔ میں چونکہ آنے جانے والوں سے آیتیں سن کر ہمیشہ یاد کر لیا کرتا تھا اس لیے سب سے زیادہ قرآن شریف مجھے یاد تھا۔ تو سب نے تلاش کیا تو مجھ سے زیادہ حافظ قرآن کوئی بھی قوم میں نہ نکلا تو مجھ کو انہوں نے امام بنایا، میری عمر اس وقت چھ یا سات برس کی تھی، جب کوئی مجمع ہوتا یا جنازہ کی نماز کی نوبت آتی تو مجھ ہی کو امام بنایا جاتا۔[1]

فائدہ: یہ دین کی حرص تھی کہ بچپن تھا اور سن سن کر اس عمر میں جو مسلمان بھی نہ تھے قرآن شریف کا بہت سا حصہ یاد کر لیا، بچے کی ہمت تھی تو بڑوں کی کوشش سے [illegible] کے نزدیک جب تک ان کے نزدیک [illegible] نہیں [illegible] انہی لوگوں کو ارشاد فرماتے ہیں جس کو قرآن زیادہ یاد ہو گا اس کا درجہ [illegible]

---

[1] بخاری، ابو داؤد

حضرت ابن عباسؓ کا اپنے غلام کے پاؤں میں بیڑی ڈالنا

(۵) حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے غلام حضرت عکرمہؒ مشہور علماء میں ہیں کہتے ہیں کہ میرے آقا حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے قرآن اور حدیث نیز شریعت کے احکام پڑھانے کے لئے میرے پاؤں میں بیڑی ڈال رکھی تھی کہ کہیں آؤں جاؤں نہیں، وہ مجھے قرآن شریف سکھاتے اور **حدیث شریف بھی پڑھاتے تھے۔**

ف: حقیقت میں پڑھنا اسی صورت سے ہو سکتا ہے جو لوگ پڑھنے کے زمانہ میں سیر و سیاحت و بازاری تفریح کے شوق میں رہتے ہیں وہ بیکار اپنی عمر ضائع کرتے ہیں۔ اسی قید کا ثمرہ ہے کہ غلام حضرت عکرمہ بن گئے کہ حبر امت اور بحر امت کے لقب سے پکارے جاتے تھے۔ قتادہؒ کہتے ہیں کہ تابعین میں زیادہ عالم چار شخص ہیں جن میں **سے ایک عکرمہؒ ہیں**

حضرت ابن عباسؓ کا بچپن میں حفظ قرآن

(۶) خود حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ مجھ سے تفسیر پوچھو میں نے بچپن میں قرآن شریف حفظ کیا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ میں نے دس برس کی عمر میں آخری منزل پڑھ لی تھی۔

ف: اس زمانہ کا پڑھنا ایسا نہیں تھا جیسا کہ اس زمانہ میں ہم لوگ غیر زبان ہونے کی وجہ سے پڑھتے ہیں وہ تفسیر کے ساتھ پڑھتے تھے۔ اسی واسطے حضرت ابن عباسؓ تفسیر کے بہت بڑے امام ہیں بچپن کا یاد کیا ہوا بہت محفوظ ہوتا ہے۔ چنانچہ تفسیر کی روایتیں جتنی حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے نقل کی گئی ہیں بہت کم دوسرے سے منقول ہیں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ قرآن کے بہترین مفسر ابن عباسؓ ہیں۔ ابو عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہم کو قرآن شریف پڑھاتے تھے وہ کہتے تھے کہ وہ حضور ﷺ سے دس آیتیں قرآن کی سیکھتے تھے اس کے بعد دوسری دس آیتیں اس وقت تک نہ سیکھتے جب تک کہ پہلی دس آیتوں کے مطابق علم و عمل نہ ہو جاتا تھا۔[1]

تیرہ سال کی عمر تھی جس وقت کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا، اس عمر میں

---

[1] ابن سعد، بزار، فتح، منتخب کنز

جو درجہ تفسیر و حدیث میں حاصل کیا وہ کھلی کرامت اور قابلِ رشک ہے کہ اکابر تفسیر میں اور بڑے بڑے صحابہ تفسیر ان سے دریافت کرتے ہیں۔ اگرچہ یہ حضورؐ ہی کی دعا کا ثمرہ تھا، کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم استنجے کو تشریف لے گئے باہر تشریف لائے تو لوٹا بھرا ہوا رکھا تھا۔ آپؐ نے دریافت فرمایا یہ کس نے رکھا ہے۔ عرض کیا گیا کہ ابن عباسؓ نے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خدمت پسند آئی اور دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ دین کا فہم اور کتاب اللہ کی سمجھ عطا فرمائے۔ اس کے بعد ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نوافل پڑھ رہے تھے۔ یہ بھی نیت باندھ کر پیچھے کھڑے ہو گئے۔ حضورؐ نے ہاتھ سے کھینچ کر برابر کھڑا کر لیا کہ ایک مقتدی اگر ہو تو اس کو برابر کھڑا ہونا چاہیئے۔ اس کے بعد حضورؐ تو نماز میں مشغول ہو گئے۔ یہ ذرا سا پیچھے کو ہٹ گئے۔ حضورؐ نے نماز کے بعد دریافت فرمایا عرض کیا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ کے برابر کس طرح کھڑا ہو سکتا ہوں۔ حضورؐ نے علم و فہم کے زیادہ ہونے کی دعا دی۔[1]

۷۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ کا حفظ حدیث

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ ان عابد اور زاہد صحابہ میں ہیں کہ روزانہ ایک کلام مجید ختم کرتے اور رات بھر عبادت میں مشغول رہتے تھے اور دن کو ہمیشہ روزہ رکھتے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کثیر محنت پر تنبیہ فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ ایسی صورت میں بدن ضعیف ہو جائے گا آنکھیں رات بھر جاگنے سے بیٹھ جائیں گی۔ بدن کا بھی حق ہے۔ کہتے ہیں میرا معمول تھا کہ روزانہ ایک قرآن شریف ختم کرتا تھا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ ایک مہینہ میں ایک قرآن پڑھا کرو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے اپنی قوت اور جوانی سے متمتع ہونے کی اجازت فرما دیجئے۔ حضورؐ نے فرمایا تو بیس روز میں ایک ختم کیا کرو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ بہت کم ہے۔ اپنی جوانی اور قوت سے متمتع ہونے کی اجازت دیجئے۔ غرض اسی طرح عرض کرتا رہا۔ اخیر میں تین دن میں ایک ختم کی اجازت ہوئی۔

ان کا معمول تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو تحریر کیا کرتے تھے

---

[1] اصابہ

اور یاد رہیں، چنانچہ ان کے پاس ایک مجموعہ حضورؐ کی احادیث کا لکھا ہوا تھا جس کا نام انہوں نے صادقہ رکھا تھا۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں حضورؐ سے جو سنتا تھا اس کو لکھ لیا کرتا تاکہ یاد رہے۔ لوگوں نے منع کیا کہ حضورؐ بھی آدمی ہیں کبھی غصّہ اور ناراضی میں کسی کو کچھ فرماتے ہیں، [illegible] ارشاد فرماتے ہیں کچھ ارشاد ہوتا ہے، ہر بات نہ لکھا کرو۔ میں نے چھوڑ دیا۔ ایک مرتبہ حضورؐ سے میں نے اس کا ذکر کیا، حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ لکھا کرو، اس پاک ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس منہ سے غصّہ میں یا خوشی میں حق کے سوا کوئی بات نہیں نکلتی۔[1]

ف: حضرت عبداللہ بن عمروؓ باوجود اس قدر زاہد عابد ہونے کے کثرت سے حدیث [illegible] ہیں، حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ صحابہؓ میں مجھ سے زیادہ روایت کرنے والا کوئی نہیں بجز عبداللہ بن عمروؓ کے، وہ لکھتے تھے میں لکھتا نہیں تھا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی روایات ابوہریرہؓ کی روایات سے بھی بہت زیادہ ہیں، اگرچہ موجودہ ذخیرہ میں ابوہریرہؓ کی روایات ان سے بہت زیادہ ملتی ہیں جس کی بہت سی وجوہ ہیں، [illegible] ان پر عبادت کی کثرت سے ان کی احادیث مشہور [illegible]۔

(۵) حضرت زید بن ثابتؓ کا حفظِ قرآن

حضرت زید بن ثابتؓ [illegible] ہیں۔ [illegible] اور فرائض کے مشہور ماہر تھے، [illegible] کے [illegible] مدینہ منورہ میں فتویٰ، قضا، فرائض، قرأت میں ان کا شمار بڑوں میں تھا۔ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے اس وقت [illegible] اسی وجہ سے بدر [illegible] بدر وغیرہ میں شرکت کی اجازت نہیں ہوئی، ہجرت سے پہلے ہی مسلمان ہو چکے تھے، حضورؐ جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے تو [illegible] تھے اور [illegible] برکت سے قرآن کی [illegible] سورتیں یاد [illegible] حافظ ہو چکے تھے، [illegible] حضورؐ کی خدمت میں جب پیش کیا گیا

---

[1] مسند احمد، ابن سعد

تو عرض کیا گیا کہ یہ قبیلہ نجار کا ایک لڑکا ہے آپ کی تشریف آوری سے قبل ہی اس نے سترہ سورتیں قرآن پاک کی حفظ کر لیں حضورؐ نے امتحان کے طور پر مجھے پڑھنے کا ارشاد فرمایا میں نے سورۂ ق حضورؐ کو سنائی حضورؐ کو میرا پڑھنا پسند آیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خطوط یہود کے پاس بھیجنا ہوتے تھے وہ یہود ہی لکھتے تھے۔ ایک مرتبہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ یہود کی خط و کتابت ہوتی ہے اس پر مجھ کو اطمینان نہیں ہے کہ گڑبڑ نہ کر دیتے ہوں۔ تو یہود کی زبان سیکھ لے۔ زیدؓ کہتے ہیں کہ میں پندرہ دن میں ان کی زبان عبرانی میں کامل ہو گیا تھا۔ اس کے بعد سے جو تحریر جاتی وہ میں ہی لکھتا اور جو تحریر یہود کے پاس سے آتی وہ میں ہی پڑھتا۔

ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے بعض لوگوں کو سریانی زبان میں خطوط لکھنا پڑتے ہیں اس لئے تو سریانی زبان سیکھنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ میں نے سترہ دن میں سریانی زبان سیکھ لی تھی۔

۵ حضرت امام حسنؓ کا بچپن میں علمی مشغلہ

سید السادات حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی پیدائش جمہور کے قول کے موافق رمضان ۳ھ میں ہے۔ اس اعتبار سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت ان کی عمر سات برس چند مہینوں کی ہوئی۔ سات برس کا بچہ ہی کیا ہوتا ہے جس میں کوئی علمی کمال حاصل کیا جا سکتا ہو لیکن اس کے باوجود حدیث کی کتنی روایتیں ان سے نقل کی جاتی ہیں۔

ابوالحوراء ایک شخص ہیں۔ انہوں نے حضرت حسنؓ سے پوچھا کہ تمہیں حضورؐ کی کوئی بات یاد ہے؟ انہوں نے فرمایا ہاں۔ میں حضورؐ کے ساتھ جا رہا تھا راستہ میں صدقہ کی کھجوروں کا ایک ڈھیر لگ رہا تھا۔ میں نے اس میں سے ایک کھجور اٹھا کر منہ میں رکھ لی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کخ کخ (اخ اخ) فرمایا اور منہ سے کھجور نکال دی اور یہ ارشاد فرمایا کہ ہم صدقہ کا مال نہیں کھاتے اور میں نے پانچوں نمازیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھی ہیں۔[۱]

---

۱ فتح [illegible] ۲ مسند احمد

حضرت امام حسنؓ فرماتے ہیں کہ مجھے وتر میں پڑھنے کے لیے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا بتائی تھی۔

اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ فِیْمَنْ ھَدَیْتَ
وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ وَتَوَلَّنِیْ
فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ وَبَارِکْ لِیْ فِیْمَا
اَعْطَیْتَ وَقِنِیْ شَرَّ مَا قَضَیْتَ
اِنَّکَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْکَ
اِنَّہٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ تَبَارَکْتَ
رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ

اے اللہ تو مجھے ہدایت فرما منجملہ ان کے جن کو تو نے ہدایت فرمائی اور مجھے عافیت عطا فرما ان لوگوں کے ذیل میں جن کو تو نے عافیت بخشی اور تو میرے کاموں کا متولی بن جا منجملہ ان لوگوں کے جن کا تو متولی ہے اور جو کچھ تو نے مجھے عطا فرمایا اس میں برکت عطا فرما اور جو کچھ تو نے مقدر فرمایا ہے اس کی برائی سے مجھے بچا، بیشک تو ہی جو چاہے فیصلہ فرما سکتا ہے تیرے خلاف کوئی شخص کچھ بھی فیصلہ نہیں کر سکتا اور جس کا تو والی ہے وہ کبھی ذلیل نہیں ہو سکتا تیری ذات بابرکت ہے بہت بلند ہے۔

حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضورؐ سے سنا کہ جو شخص صبح کی نماز کے بعد سے طلوع آفتاب تک اسی جگہ بیٹھا رہتا ہے وہ جہنم کی آگ سے نجات پائے گا۔

حضرت حسنؓ نے کئی حج پیدل کیے اور ارشاد فرماتے تھے کہ مجھے اس سے شرم آتی ہے کہ مرنے کے بعد اللہ سے ملوں اور اس کے گھر پیدل چل کر نہ گیا ہوں۔

ف: حضرت حسنؓ کی [illegible] تھی اور [illegible] مسند احمد میں متعدد روایات ان سے نقل کی گئی ہیں۔ محدثین نے ان حضرات میں ان کا ذکر کیا ہے جن سے تیرہ حدیثیں نقل کی گئی ہیں، سات برس کی عمر کیا ہوتی ہے۔ اس وقت کی اتنی احادیث [illegible] یاد رکھنا کس قدر شوق کی بات تھا۔ افسوس ہے کہ ہم لوگ اپنے بچوں کو [illegible] دین کی معمولی باتیں بھی نہیں بتاتے۔

حضرت حسینؓ کا علمی مشغلہ

۱۰- سید السادات حضرت امام حسینؓ اپنے بھائی سے ایک سال چھوٹے تھے اس لیے ان کی عمر حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

کے وصال کے وقت اور بھی کم تھی یعنی چھ برس اور چند مہینے کی تھی چھ برس کا بچہ کیا دین کی باتوں کو محفوظ رکھ سکتا ہے لیکن امام حسینؓ کی روایتیں حدیث کی کتابوں میں نقل کی جاتی ہیں اور محدثین نے اس جماعت میں ان کا شمار کیا ہے جن سے آٹھ حدیثیں منقول ہیں۔

امام حسینؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ کوئی مسلمان مرد ہو یا عورت اس کو کوئی مصیبت پہنچی ہو پھر وہ عرصہ کے بعد یاد آئے اور یاد آنے پر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھے تو اس کو اس وقت بھی اتنا ہی ثواب پہنچے گا جتنا کہ مصیبت کے وقت پہنچا تھا۔ یہ بھی حضور کا ارشاد ہے کہ میری امت جب دریا پر سوار ہو اور سوار ہوتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ پڑھے تو ڈوبنے سے امن رہتا ہے۔ حضرت حسینؓ نے پچیس حج پیدل کیے ہیں۔ نماز اور روزہ کی بھی بہت کثرت فرماتے تھے نیز صدقہ اور دین کے کاموں میں کثرت کا اہتمام کرتے تھے۔

ربیعہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت حسنؓ سے پوچھا کہ حضور کی کوئی بات آپ کو یاد ہے انہوں نے فرمایا ہاں، میں ایک کھڑکی پر چڑھا جس میں کھجوریں رکھی تھیں، اس میں سے ایک کھجور میں نے منہ میں رکھ لی۔ حضور نے فرمایا کہ اس کو پھینک دو ہم کو صدقہ جائز نہیں۔ اور حضرت حسنؓ سے حضور کا یہ ارشاد بھی منقول ہے کہ آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ بیکار **کاموں میں مشغول نہ ہو**[1]

ان کے علاوہ اور بھی متعدد روایات آپ سے منقول ہیں۔

فائدہ: اس قسم کے واقعات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کثرت سے ہیں کہ بچپن کے واقعات حضور سے نقل کیے اور دیکھئے محمود بن ربیعؓ ایک صحابی ہیں جن کی عمر حضور کے وصال کے وقت پانچ سال کی تھی وہ کہتے ہیں کہ مجھے اس کا یہ نہیں بھولا کہ نبی کریم ہمارے گھر تشریف لائے ہمارے یہاں ایک کنواں تھا اس کے پانی سے **ایک کلی منہ میرے منہ پر کی**[2]

[illegible]

جو ہو۔ بچوں کو واہی تباہی اور فضول باتوں میں لگاتے ہیں جھوٹے جھوٹے قصے ان کو سناکر ان کے دماغ کو پریشان کرتے ہیں۔ اگر اللہ والوں کے قصے تلاش کرکے ان کو سنائے جائیں اور [illegible] سے ڈرائے [illegible] اور اس کے عذاب سے ڈر [illegible] دین کی اہمیت و عظمت دل میں پیدا کریں تو دنیا میں بھی ان کے کارآمد ہو اور آخرت میں تو مفید ہے ہی۔ بچپن کا زمانہ حافظہ کی قوت کا زمانہ ہوتا ہے۔ اس وقت کا یاد کیا ہوا کبھی نہیں بھولتا۔ ایسے وقت میں اگر قرآن پاک حفظ کرا دیا جائے تو نہ کوئی وقت ہو نہ دقت خرچ ہو۔ میں نے اپنے والد صاحب نور اللہ مرقدہٗ سے بھی بارہا سنا اور اپنے اکابر سے بھی سنا ہے کہ میرے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا جب دودھ چھڑایا گیا ہے تو پاؤ پارہ حفظ ہو چکا تھا اور ساتویں برس کی عمر میں قرآن شریف پورا حفظ ہو چکا تھا [illegible] میرے دادا صاحب سے منشی فارسی کی کتابیں [illegible] بوستاں سکندر [illegible] فرمایا کرتے تھے کہ میرے والد صاحب نے قرآن شریف حفظ [illegible] ارشاد فرمایا تھا کہ ایک قرآن شریف روزانہ ختم کر لیا کرو باقی [illegible] مکان کی چھت پر بیٹھ کر [illegible] اپنی خوشی سے [illegible] کے ساتھ [illegible] قرآن شریف [illegible] اس لیے ایسا کوئی بھی نہیں [illegible] اس کے ساتھ [illegible] ان کے ساتھ [illegible]

وقت پر آ گئے تو پچھاڑ دیتے اور غصہ ہوتا تو گستاخی قابل تنبیہ ہوتی تو تنبیہ فرما دیتے اور قابل بتانے کے ہوتی تو بتا دیتے۔ یہ پرانے زمانہ کا قصہ نہیں ہے اسی صدی کا قصہ ہے، مگر یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ صحابہ جیسی زندگی اور قوتیں اب ہمارے زمانہ سے اُڑ گئی ہیں۔

بارھواں باب

حضورؐ کے ساتھ محبت کے واقعات میں

اگرچہ جتنے قصے اب تک نقل کیے گئے ہیں وہ سب ہی محبت کے کرشمے تھے کہ محبت ہی ان کی والہانہ زندگی کا سبب تھی جس کی وجہ سے نہ جان کی پرواہ تھی نہ زندگی کا مزہ، نہ مال کا خیال تھا نہ مصیبت کا خوف نہ موت سے ڈر، اس کے علاوہ محبت تو ایسی چیز بھی نہیں ہے یہ ایک کیفیت ہے جو قلب پر وارد ہوتی ہے البتہ محبت ایک ایسی چیز ہے جو سب چیزوں پر غالب ہو جاتی ہے، محبوب کی ہر چیز پر غالب ہوتی ہے نہ اس کے سامنے ننگ و ناموس کوئی چیز ہے نہ عزت و ذلت کوئی شے۔ حق تعالیٰ شانہ اپنے فضل سے اور اپنے محبوب کے وسیلہ سے اپنی اور اپنے پاک رسول کی محبت عطا فرمائیں تو ہر عبادت میں لذت ہے اور دین کی ہر تکلیف میں راحت۔

حضرت ابوبکرؓ کا اعلان اسلام اور تکلیف

۱ ابتداء اسلام میں جو شخص مسلمان ہوتا تھا وہ اپنے اسلام کو حتی المقدور مخفی رکھتا تھا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھی اس وجہ سے کہ ان کو کفار سے اذیت نہ پہنچے اخفاء کی تلقین ہوتی تھی جب مسلمانوں کی مقدار انتالیس تک پہنچی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے درخواست کی کہ علی الاعلان تبلیغ کی جائے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اول انکار فرمایا مگر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے اصرار پر قبول فرما لیا اور ان سب حضرات کو ساتھ لے کر مسجد میں تشریف

لگے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تبلیغی خطبہ شروع کیا، یہ سب سے پہلا خطبہ ہے جو اسلام میں پڑھا گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سید الشہداء حضرت حمزہؓ اسی دن اسلام لائے ہیں اور اس کے تین دن بعد حضرت عمرؓ مشرف باسلام ہوئے ہیں۔

خطبہ کا شروع ہونا تھا کہ چاروں طرف سے کفار و مشرکین مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے حضرت ابوبکرؓ کو بھی باوجودیکہ مکہ مکرمہ میں ان کی عام طور سے عظمت اور شرافت مسلّم تھی اس قدر مارا کہ تمام چہرۂ مبارک خون سے بھر گیا، ناک کان سب لہولہان ہو گئے تھے پہچانے نہ جاتے تھے، جوتوں سے، لاتوں سے مارا، پاؤں میں روندا، جو نہ کرنا تھا وہ سب کیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ بے ہوش ہو گئے۔ بنو تیم یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ کے قبیلہ کے لوگوں کو خبر ہوئی، وہ وہاں سے اٹھا کر لائے، کسی کو بھی اس میں تردد نہ تھا کہ حضرت ابوبکرؓ اس وحشیانہ حملہ سے زندہ نہ بچ سکیں گے۔ بنو تیم مسجد میں آئے اور اعلان کیا کہ حضرت ابوبکرؓ کی اس حادثہ میں وفات ہو گئی تو ہم لوگ ان کے بدلہ میں عتبہ بن ربیعہ کو قتل کریں گے۔ عتبہ نے حضرت صدیق اکبرؓ کے مارنے میں بہت زیادہ بدبختی کا اظہار کیا تھا شام تک حضرت ابوبکرؓ کو بیہوشی رہی، باوجود آوازیں دینے کے بولنے یا بات کرنے کی نوبت نہ آتی تھی، شام کو آوازیں دینے پر وہ بولے تو سب سے پہلا لفظ یہ تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ لوگوں نے ان پر بہت ملامت کی کہ انہی کے ساتھ کی بدولت یہ مصیبت آئی اور دن بھر موت کے منہ میں رہنے کے بعد بات کی تو وہ بھی حضور ہی کا جذبہ اور انہی کی لئے۔ لوگ پاس سے اٹھ کر چلے گئے کہ بددلی بھی تھی اور یہ بھی کہ آخر کچھ جان ہے کہ بولنے کی نوبت آئی اور آپ کی والدہ اُمّ خیر سے کہہ گئے کہ ان کے کھانے پینے کے لئے کسی چیز کا انتظام کر دیں۔ وہ کچھ تیار کر کے لائیں اور کھانے پر اصرار کیا، مگر حضرت ابوبکرؓ کی وہی ایک صدا تھی کہ حضورؐ کا کیا حال ہے؟ حضورؐ پر کیا گذری؟ ان کی والدہ نے فرمایا کہ مجھے تو خبر نہیں کہ کیا حال ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اُمّ جمیلؓ (حضرت عمرؓ کی بہن) کے پاس جا کر دریافت کر لو کہ کیا حال ہے۔ وہ بیچاری بیٹے کی اس مظلومانہ حالت کی درخواست کو پورا کرنے کے لئے اُمّ جمیلؓ کے پاس گئیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

کا حال دریافت کیا، وہ بھی عام دستور کے موافق اس وقت تک اپنے اسلام کو چھپائے ہوئے تھیں فرمانے لگیں کون محمدؐ اور کون ابوبکرؓ، تیرے بیٹے کی حالت سن کر رنج ہوا، اگر تو کہے تو میں چل کر اس کی حالت دیکھوں، اُمِ خیرؓ نے قبول کر لیا ان کے ساتھ گئیں اور حضرت ابوبکرؓ کی حالت دیکھ کر تحمل نہ کر سکیں، بے تحاشا رونا شروع کر دیا کہ بدکرداروں نے کیا حال کر دیا، اللہ تعالیٰ ان کو اپنے کئے کی سزا دے۔ حضرت ابوبکرؓ نے پھر پوچھا کہ حضورؐ کا کیا حال ہے۔ اُمِ جمیلؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی والدہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ وہ سن رہی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ان سے خوف نہ کرو تو اُمِ جمیلؓ نے خیریت سنائی اور عرض کیا کہ ارقمؓ کے گھر تشریف رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم ہے کہ اس وقت تک کوئی چیز نہ کھاؤں گا نہ پیوں گا جب تک حضورؐ کی زیارت نہ کر لوں۔ ان کی والدہ کو تو بے قراری تھی کہ وہ کچھ کھا لیں اور انہوں نے قسم کھا لی کہ جب تک زیارت نہ کر لوں کچھ نہ کھاؤں گا تو اس لئے والدہ نے اس کا انتظار کیا کہ لوگوں کی آمد و رفت بند ہو جائے مبادا کوئی دیکھ لے اور کچھ اذیت پہنچائے۔

جب رات کا بہت سا حصہ گذر گیا تو حضرت ابوبکرؓ کو لے کر حضورؐ کی خدمت میں پہنچیں، حضرت ابوبکرؓ حضورؐ سے لپٹ گئے، حضورؐ بھی لپٹ کر روئے اور مسلمان بھی سب رونے لگے کہ حضرت ابوبکرؓ کی حالت دیکھی نہ جاتی تھی، اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے درخواست کی کہ یہ میری والدہ ہیں، آپ ان کے لئے ہدایت کی دعا فرما دیں اور ان کو اسلام کی تبلیغ فرما دیں، حضور اقدسؐ نے ان کے لئے دعا فرمائی اور ان کو اسلام کی ترغیب دی، وہ اسی وقت مسلمان ہو گئیں[1]

فائدہ: عیش و عشرت، راحت کے وقت محبت کے دعوے کرنے والے بہت سے ہوتے ہیں محبت و عشق وہی ہے جو مصیبت و تکلیف کے وقت بھی باقی رہے۔

---

[1] خمیس

[illegible]

فائدہ: چونکہ اللہ جل شانہٗ کو حضرت ابوبکر صدیقؓ سے خلافت کا کام لینا تھا، اس لیے ان کے شایانِ شان اس وقت یہی حالت تھی اسی وجہ سے اس وقت جس قدر استقلال اور تحمل حضرت صدیقِ اکبرؓ میں تھا کسی میں بھی نہ تھا اور اس کے ساتھ ہی اس قدر مسائلِ دفن و میراث وغیرہ کے اس وقت کے مناسب حضرت صدیقؓ کو معلوم تھے جزئی طور پر کسی کو بھی معلوم نہ تھے۔ چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن میں اختلاف ہوا کہ مکہ مکرمہ میں دفن کیا جائے یا مدینہ منورہ میں یا بیت المقدس میں تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ نبی کی قبر اسی جگہ ہوتی ہے جہاں اس کی وفات ہو، لہٰذا جس جگہ وفات ہوئی ہے اسی جگہ قبر کھودی جائے۔ آپؓ نے فرمایا میں نے حضورؐ سے سنا کہ ہم لوگوں انبیاء کا کوئی وارث نہیں ہوتا، جو کچھ ہم چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ آپؓ نے فرمایا میں نے حضورؐ سے سنا ہے جو شخص مسلمانوں کی حکومت کا متولی بنے اور وہ لاپرواہی سے کوتاہی کرتے ہوئے کسی دوسرے کو والی بنا دے اس پر لعنت ہے۔ نیز حضورؐ کا ارشاد کہ قریش اس امر یعنی سلطنت کے متولی ہیں وغیرہ وغیرہ

ایک عورت کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر کے لیے بے قرار ہونا

۲۔ احد کی لڑائی میں مسلمانوں کو نقصان بھی بہت پہنچا اور شہید بھی بہت ہوئے۔ مدینہ منورہ میں یہ خبر وحشت اثر پہنچی تو عورتیں پریشان ہو کر تحقیقِ حال کے لیے گھر سے نکل پڑیں۔ ایک عورت نے دیکھ کر بیتابانہ پوچھا کہ حضورؐ کیسے ہیں؟ اس مجمع میں سے کسی نے کہا کہ تمہارے والد کا انتقال ہو گیا۔ انہوں نے اناللہ پڑھی اور پھر بے قراری سے حضورؐ کی خیریت دریافت کی۔ اتنے میں کسی نے خاوند کے انتقال کی خبر سنائی کسی نے بیٹے کی اور کسی نے بھائی کی یہ سب ہی شہید ہو گئے تھے۔ انہوں نے پوچھا کہ حضورؐ کیسے ہیں؟ لوگوں نے کہا بخیریت ہیں حضورؐ خیریت سے تشریف رکھتے ہیں۔ اس سے اطمینان نہ ہوا کہنے لگیں مجھے بتا دو وہ کہاں ہیں۔ لوگوں نے اشارہ کر کے بتایا کہ سامنے تشریف رکھتے ہیں۔ یہ دوڑی ہوئی گئیں اور جا کر حضورؐ کی زیارت سے مشرف ہو کر عرض کیا، یا رسول اللہ آپ کی زیارت ہو جانے کے بعد ہر

محبت ہی کا اثر ہے ۔

ایک روایت میں ہے کہ حضورؐ کا کپڑا پکڑ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں جب آپ زندہ و سلامت ہیں تو مجھے کسی کی ہلاکت کی پرواہ نہیں ہے

فائدہ : اس قسم کے متعدد قصے اس موقع پر پیش آئے ہیں۔ اسی وجہ سے روایات میں ان میں اختلاف بھی ہوا ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ اس نوع کا واقعہ کئی عورتوں کو پیش آیا ہے ۔

حدیبیہ میں حضرت ابوبکرؓ اور مغیرہؓ کا برتاؤ اور عام صحابہؓ کا طرز عمل

صلح حدیبیہ کی مشہور لڑائی ذیقعدہ ۶ھ میں ہوئی جبکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ عمرہ کے ارادہ سے تشریف لے جا رہے تھے، مکہ والوں کو جب اس کی خبر پہنچی تو انھوں نے آپس میں مشورہ کیا اور یہ طے کیا کہ مسلمانوں کو مکہ آنے سے روکا جائے اس کے لیے بہت بڑے پیمانہ پر تیاری کی اور مکہ کے حدود باہر کے لوگوں کو بھی اپنے ساتھ شرکت کی دعوت دی اور لڑنے کے لیے مقابلہ کی تیاری کی۔ ذوالحلیفہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاحب کو مکہ والوں کی خبر رسانی کے لیے بھیجا جو مکہ کے حالات کی تحقیق کر کے عسفان میں حضورؐ سے ملے، انھوں نے عرض کیا کہ مکہ والوں نے مقابلہ کی بہت بڑے پیمانہ پر تیاری کر رکھی ہے اور پاس کے بہت سے لوگوں کو اپنی مدد کے لیے بلا رکھا ہے۔ حضورؐ نے صحابہؓ سے مشورہ فرمایا کہ اس وقت کیا کرنا چاہیے۔

ایک صورت یہ ہے کہ جو لوگ ان کی مدد کو گئے ہیں ان کے گھروں پر حملہ کیا جائے جب وہ یہ سنیں گے تو مکہ سے واپس آجائیں گے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ سیدھے چلے چلیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ اس وقت آپ بیت اللہ کے ارادہ سے تشریف لائے ہیں لڑائی کا ارادہ تو ہے نہیں، اس لیے آگے بڑھتے رہیں اگر ہمیں کوئی روکے گا تو مقابلہ کریں گے ورنہ نہیں۔ حضورؐ نے اس کو قبول فرمایا اور آگے چلے۔ حدیبیہ میں پہنچ کر بدیل بن ورقاء ایک جماعت لے کر حاضر ہوئے اور حضورؐ

وفیہ

[illegible]

میری گردن جدا ہو جائے۔

[illegible]

تشریف لے گئے تو صحابہؓ کو رشک ہوا کہ عثمانؓ تو مزے سے کعبہ کا طواف کر رہے ہوں گے حضورؐ نے فرمایا مجھے امید نہیں کہ وہ میرے بغیر طواف کریں۔

چنانچہ حضرت عثمانؓ مکہ میں داخل ہوئے تو ابان بن سعید نے اُن کو اپنی پناہ میں لے لیا اور اُن سے کہا کہ جہاں دل چاہے چلو پھرو تم کو کوئی روک نہیں سکتا حضرت عثمانؓ ابوسفیانؓ وغیرہ سرداران مکہ سے ملتے رہے اور حضورؐ کا پیام پہنچاتے رہے۔ جب واپس ہونے لگے تو اُن لوگوں نے خود درخواست کی کہ تم مکہ میں آئے ہو تو طواف کرتے جاؤ، انہوں نے جواب دے دیا کہ یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا کہ حضورؐ تو روکے گئے ہوں اور میں طواف کر لوں، قریش کو اس جواب پر غصہ آیا جس کی وجہ سے انہوں نے حضرت عثمانؓ کو روک لیا مسلمانوں کو یہ خبر پہنچی کہ ان کو شہید کر دیا، اس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے اخیر دم تک لڑنے پر بیعت لی جب کفار کو اس کی خبر پہنچی تو وہ گھبرا گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو فوراً چھوڑ دیا[1]

فائدہ: اس قصہ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ارشاد و حضرت مغیرہؓ کا ادب صحابہ کا ادب و احترام جس کو عروہ نے بہت غور سے دیکھا حضرت عثمانؓ کا طواف سے انکار ہر واقعہ ایسا ہے کہ حضورؐ کے ساتھ انتہائی عشق و محبت کی خبر دیتا ہے بیعت جس کا اس قصہ میں ذکر ہے بیعۃ الشجرہ کہلاتی ہے قرآن پاک میں بھی اس کا ذکر ہے اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ فتح کی آیت لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ الآیۃ میں اس کا ذکر فرمایا ہے پوری آیت مع ترجمہ کے عنقریب قصہ میں آرہی ہے۔

حضرت ابن زبیرؓ کا خون پینا ۵ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ سینگیاں لگوائیں اور جو خون نکلا وہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو دیا کہ اس کو کہیں دبا دیں وہ گئے اور آکر عرض کیا کہ دبا دیا حضورؐ نے دریافت فرمایا کہاں؟ عرض کیا میں نے پی لیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے بدن میں میرا خون جائے گا اس کو جہنم کی آگ نہیں چھو سکتی مگر تیرے لیے بھی لوگوں سے ہلاکت ہے اور لوگوں کو تجھ سے[2]

---

[1] و [2] خمیس

ف: حضورؐ کے فضلات پاخانہ پیشاب وغیرہ سب پاک ہیں اس لیے اس میں کوئی اشکال نہیں۔ حضورؐ کے اس ارشاد کا مطلب کہ ہلاکت ہے علماء نے لکھا ہے کہ یہ سلطنت امارت کی طرف اشارہ ہے کہ امارت ہوگی اور لوگ اس میں مزاحم ہوں گے چنانچہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ جب پیدا ہوئے تھے اس وقت بھی حضورؐ نے اس طرف اشارہ فرمایا کہ یہ مینڈھا ہے بھیڑیوں کے درمیان، ایسے بھیڑیے جو کپڑے پہنے ہوئے ہوں گے، چنانچہ یزید اور عبدالملک دونوں کے ساتھ حضرت ابن زبیرؓ کی مشہور لڑائی ہوئی اور آخر شہید ہوئے۔

حضرت ابوعبیدہؓ کا خون پینا

۶۔ اُحد کی لڑائی میں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک میں خود کے دو حلقے گھس گئے تھے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دوڑے ہوئے آگے بڑھے اور دوسری جانب سے حضرت ابوعبیدہؓ دوڑے اور آگے بڑھ کر خود کے حلقے دانتوں سے کھینچنے شروع کیے۔ ایک حلقہ نکالا جس سے ایک دانت حضرت ابوعبیدہؓ کا ٹوٹ گیا، اس کی پرواہ نہ کی دوسرا حلقہ کھینچا جس سے دوسرا دانت بھی ٹوٹ گیا لیکن حلقہ وہ بھی کھینچ لیا۔ ان حلقوں کے نکلنے سے حضورؐ کے پاک جسم سے خون نکلنے لگا تو حضرت ابوسعید خدریؓ کے والد مالک بن سنانؓ نے اپنے ہونٹوں سے اس خون کو چوس چوس کر نگل لیا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ جس کے خون میں میرا خون ملا ہے اس کو جہنم کی آگ نہیں چھو سکتی۔

حضرت زید بن حارثہؓ کا باپ کو انکار

۷۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ جاہلیت میں اپنی والدہ کے ساتھ ننھیال جا رہے تھے۔ بنو قیس نے قافلہ کو لوٹا جس میں زیدؓ بھی تھے۔ ان کو مکہ کے بازار میں لا کر بیچا، حکیم بن حزامؓ نے اپنی پھوپھی حضرت خدیجہؓ کے لیے خرید لیا۔ جب حضورؐ کا نکاح حضرت خدیجہؓ سے ہوا تو انہوں نے زیدؓ کو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ کے طور پر پیش کر دیا۔ زیدؓ کے والد کو ان کے فراق کا بہت صدمہ تھا اور ہونا ہی چاہیے تھا کیونکہ اولاد کی محبت ایک فطری چیز ہے۔ وہ

قرۃ العیون

زید کے فراق میں روتے اور شعر پڑھتے پھرا کرتے تھے۔ مگر جو شعر پڑھتے تھے ان کا مختصر ترجمہ یہ ہے۔

میں زید کی یاد میں رو رہا ہوں۔ اور یہ بھی نہیں جانتا کہ وہ زندہ ہے تاکہ اس کی امید کی جائے یا موت نے اس کو نمٹا دیا۔ خدا کی قسم مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ تجھے اے زید نرم زمین نے ہلاک کیا یا کسی پہاڑ نے ہلاک کیا۔ کاش مجھے یہ معلوم ہو جاتا کہ تو عمر بھر میں بھی واپس آئے گا یا نہیں۔ ساری دنیا میں میری انتہائی خوشی تیرا واپس آنا ہے۔ جب آفتاب طلوع ہوتا ہے جب بھی مجھے زید ہی یاد آتا ہے اور جب بارش ہونے کو ہوتی ہے جب بھی اسی کی یاد مجھے ستاتی ہے۔ اور جب ہوائیں چلتی ہیں تو وہ بھی اس کی یاد کو بھڑکاتی ہیں۔ ہائے میرا غم اور میرا فکر کس قدر طویل ہو گیا ہے۔ میں اس کی تلاش اور جستجو میں ساری دنیا میں اونٹ کی تیز رفتاری کو کام میں لاؤں گا اور دنیا کا چکر لگانے سے نہیں اکتاؤں گا۔ اونٹ چلنے سے اکتا جائیں تو اکتا جائیں لیکن میں کبھی بھی نہ اکتاؤں گا۔ اپنی ساری زندگی اسی تلاش میں گزار دوں گا۔ ہاں میری موت ہی آ گئی تو خیر کہ موت ہر چیز کو فنا کر دینے والی ہے۔ آدمی خواہ کتنی ہی [illegible] میں اپنے بعد فلاں فلاں رشتہ داروں اور آل اولاد کو وصیت کر جاؤں گا کہ وہ بھی اسی طرح زید کو ڈھونڈتے رہیں۔

غرض یہ شعر پڑھتے تھے اور روتے ہوئے ڈھونڈتے پھرا کرتے تھے۔ اتفاق سے ان کی قوم کے چند لوگوں کا حج کو جانا ہوا انہوں نے زید کو پہچانا، باپ کا حال سنایا، شعر سنائے، ان کی یاد و فراق کی داستان سنائی۔ حضرت زیدؓ نے ان کے ہاتھ تین شعر

[illegible]

حضرت زیدؓ اُس وقت بچے تھے بچپن کی حالت میں سارے گھر اور عزیز و اقارب کو حضورؐ کی غلامی پر قربان کر دینا جس محبت کا پتہ دیتا ہے وہ ظاہر ہے۔

حضرت انسؓ بن نضرؓ کا عمل اُحد کی لڑائی میں

۸ ، اُحد کی لڑائی میں مسلمانوں کو جب شکست ہو رہی تھی کسی نے یہ خبر اڑا دی کہ حضورؐ بھی شہید ہو گئے، اس وحشت ناک خبر سے جو اثر صحابہؓ پر ہونا چاہیے تھا وہ ظاہر ہے اسی وجہ سے اور بھی زیادہ گھٹنے ٹوٹ گئے حضرت انسؓ بن نضرؓ چلے جا رہے تھے کہ مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت میں حضرت عمرؓ اور حضرت طلحہؓ پر نظر پڑی کہ سب حضرات پریشان حال تھے حضرت انسؓ نے پوچھا یہ کیا ہو رہا ہے کہ مسلمان پریشان سے نظر آ رہے ہیں، ان حضرات نے کہا کہ حضورؐ شہید ہو گئے حضرت انسؓ نے کہا کہ پھر حضورؐ کے بعد تم ہی زندہ رہ کر کیا کرو گے تلوار ہاتھ میں لو اور کفار کے مجمع میں گھس گئے اور اُس وقت تک لڑتے رہے کہ شہید ہوئے لہ

فائدہ: اُن کا مطلب یہ تھا کہ جس ذات کے دیدار کے لیے جینا تھا، جب وہ ہی نہیں رہی تو پھر گویا جی کر ہی کیا کرنا ہے چنانچہ اسی میں اپنی جان نثار کر دی۔

سعدؓ بن ربیع کا پیام اُحد میں

۹ ، اسی اُحد کی لڑائی میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ سعدؓ بن ربیع کا حال معلوم نہیں ہوا کیا گذری۔ ایک صحابی کو تلاش کے لیے بھیجا وہ شہداء کی جماعت میں تلاش کر رہے تھے، آوازیں بھی دے رہے تھے کہ شاید وہ زندہ ہوں، پھر پکار کر کہا کہ مجھے حضورؐ نے بھیجا ہے کہ سعدؓ بن ربیع کی خبر لاؤں تو ایک جگہ سے بہت ضعیف سی آواز آئی یہ اس طرف بڑھے جا کر دیکھا کہ سعدؓ مقتولین کے درمیان پڑے ہیں اور ایک آدھ سانس باقی ہے۔ جب یہ قریب پہنچے تو سعدؓ نے کہا کہ حضورؐ کو میرا سلام عرض کر دینا اور کہہ دینا کہ اللہ تعالیٰ میری جانب سے آپ کو اس سے افضل اور بہتر بدلہ عطا فرمائیں جو کسی نبی کو اس کے امتی کی طرف سے بہتر سے بہتر عطا کیا ہو۔ اور مسلمانوں کو میرا یہ پیام پہنچا دینا کہ اگر کفار حضورؐ تک پہنچ گئے اور تم میں سے کوئی ایک آنکھ بھی چمکتی ہوئی رہی یعنی وہ زندہ رہا تو اللہ تعالیٰ کے یہاں کوئی عذر بھی تمہارا نہ چلے گا اور یہ

لہ خمیس

یہ کہہ کر جاں بحق ہو گئے[1]

فائدہ: فَجَزَاہُ اللّٰہُ عَنَّا اَفْضَلَ مَا جَزٰی صَحَابِیًّا عَنْ اُمَّۃِ نَبِیِّہٖ درحقیقت جاں نثاروں نے اللہ تعالیٰ اپنے لطف سے ان کی قبروں کو نور سے بھر دے اپنی جاں نثاری کا پورا ثبوت دے دیا کہ زخموں پر زخم لگے ہوئے ہیں دم توڑ رہے ہیں مگر کیا مجال کہ شکوہ کوئی گھبراہٹ یا پریشانی لاحق ہو جائے ولولہ ہے تو حضور کی حفاظت کا حضور پر جاں نثاری کا حضور پر قربانی کا، کاش مجھ سے نااہل کو بھی کوئی شمّہ اس محبت کا نصیب ہو جاتا۔

حضور کی قبر دیکھ کر ایک عورت کی موت

۱۰) حضرت عائشہ صدیقہؓ کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئیں اور آکر عرض کیا کہ مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کرا دو۔ حضرت عائشہؓ نے حجرہ شریفہ کھولا۔ انہوں نے زیارت کی اور زیارت کرکے روتی رہیں اور روتے روتے انتقال فرما گئیں۔ رضی اللہ عنہا وارضاہا[2]

فائدہ: کیا اس عشق کی نظیر بھی کہیں ملے گی کہ قبر کی زیارت کی تاب نہ لا سکیں اور وہیں جان دے دی۔

حضرت علیؓ سے حضور کی محبت کے متعلق سوال

۱۱) حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کتنی محبت تھی؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ خدا کی قسم حضور ہم لوگوں کے نزدیک اپنے مالوں سے اور اپنی اولادوں سے باپ اور ماں سے اور سخت پیاس کی حالت میں ٹھنڈے پانی سے زیادہ محبوب تھے[3]

فائدہ: حق فرمایا درحقیقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہی حالت تھی اور کیوں نہ ہوتی جبکہ یہی ایمان تھا اور حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے۔

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ	ترجمہ: آپ ان سے کہہ دیجئے کہ اگر
وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ِۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا	تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے
وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا	بھائی اور تمہاری بیبیاں اور تمہارا کنبہ اور وہ

[illegible]

وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُم مِّنَ اللّٰهِ
وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا
حَتّٰى يَأْتِيَ اللّٰهُ بِأَمْرِهِ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي
الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ

مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت جس میں نکاسی نہ ہونے کا تم کو اندیشہ ہو اور وہ گھر جن کو تم پسند کرتے ہو اگر یہ سب چیزیں تم کو اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیاری ہوں تو منتظر رہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم بھیج دیں اور اللہ تعالیٰ بے حکمی کرنے والوں کو ان کے مقصود تک نہیں پہنچاتا۔

اس آیت شریفہ میں اللہ اور اس کے رسول کی محبت کے ان سب چیزوں سے کم ہونے پر وعید ہے۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کو میری محبت اپنے باپ بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ نہ ہو جائے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہی مضمون نقل کیا گیا ہے۔ علماء کا ارشاد ہے کہ ان احادیث میں محبت سے محبت اختیاری مراد ہے غیر اختیاری طبعی محبت مراد نہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ محبت طبعی ہی مراد ہو تو ایمان سے کمال درجہ کا ایمان ہو جیسا کہ صحابہ کرام کا تھا۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضور اقدس کا ارشاد ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں وہ پائی جاویں ایمان کی حلاوت اور لذت اس کو نصیب ہو جائے۔ ایک یہ کہ اللہ اور اس کے رسول کی محبت ان کے ماسوا سب سے زیادہ ہو۔ دوسرے یہ کہ جس کسی سے محبت کرے اللہ ہی کے واسطے کرے۔ تیسرے یہ کہ کفر کی طرف لوٹنا اس کو ایسا ہی گراں اور شاق ہو جیسا کہ آگ میں گرنا۔

حضرت عمر نے ایک مرتبہ عرض کیا یا رسول اللہ مجھے اپنی جان کے علاوہ اور سب چیزوں سے آپ زیادہ محبوب ہیں۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص مومن اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ میری محبت اپنی جان سے بھی زیادہ نہ ہو۔ حضرت عمرؓ

ے بیان القرآن

نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ عمر اب اس وقت اے عمر! علماء نے اس ارشاد کے دو مطلب لکھے ہیں ایک یہ کہ اس وقت تمہارا ایمان کامل ہوا ہے، دوسرا یہ تنبیہ ہے کہ اس وقت یہ بات تو پہلی ہی سے ہونا چاہیے تھی۔

بہت سے صحابہؓ سے یہ قصہ [illegible] نقل کیا گیا ہے کہ حضورؐ کی خدمت میں [illegible] آتے رہتے تھے جو ہمیشہ خدمت میں نہیں رہ سکتے۔ ایک بدوی نے آکر حضورؐ سے عرض کیا کہ قیامت کب آئے گی؟ حضورؐ نے فرمایا کہ قیامت کے لیے تم نے کیا تیار کر رکھا ہے جس کی تمہیں فکر ہے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے بہت سی نمازیں اور روزے اور صدقے تیار نہیں کر رکھے ہیں، البتہ اللہ اور اس کے رسول کی محبت میرے دل میں ہے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت میں تم اسی کے ساتھ ہو گے جس سے محبت رکھتے ہو۔ حضورؐ کا یہ ارشاد کہ آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے اس کو محبت ہے کئی حضرات سے نقل کیا گیا ہے جن میں عبداللہ بن مسعودؓ، ابو موسیٰ اشعریؓ، صفوانؓ، ابوذرؓ وغیرہ حضرات شامل ہیں۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کو جتنی خوشی اس ارشادِ مبارک سے ہوئی کسی چیز سے اتنی خوشی نہیں ہوئی [illegible] اور ان حضرات کی محبت تو ان کے رگ و پے میں پیوست تھی پھر ان کو کیوں نہ خوشی ہوتی۔

حضرت [illegible] ایک مرتبہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا [illegible] حضرت [illegible] نے عرض کیا [illegible] حضورؐ نے فرمایا [illegible]

خدا کی قسم جو آپؐ مال لے لیں وہ مجھے زیادہ پسند ہے اُس مال سے جو میرے پاس رہ جائے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا سچ کہتے ہو، اور برکت کی دُعا دی، اور مکان بدل لیا۔

ایک صحابی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ آپؐ کی محبت مجھے میری جان و مال اور اہل و عیال سے زیادہ ہے میں اپنے گھر میں ہوتا ہوں اور آپؐ کا خیال آجاتا ہے تو صبر نہیں ہوتا یہاں تک کہ حاضر ہوں اور آکر زیارت نہ کر لوں، مجھے یہ فکر ہے کہ موت تو آپؐ کو بھی اور مجھے بھی ضرور آنی ہے، اس کے بعد آپؐ تو انبیاء کے درجہ میں پہنچ جائیں گے تو مجھے یہ خوف رہتا ہے کہ پھر میں آپ کو نہ دیکھ سکوں گا۔ حضورؐ نے اس کے جواب میں سکوت فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور یہ آیت سنائی وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۭ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ۝ ترجمہ: جو شخص اللہ اور رسول کا کہنا مان لے گا تو ایسے اشخاص بھی جنت میں اُن حضرات کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صلحاء، اور یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں اور ان کے ساتھ رفاقت محض اللہ کا فضل ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والے ہیں ہر ایک کے عمل کو۔ اس قسم کے واقعات بہت سے صحابہ کو پیش آئے اور آنا ضروری تھے عشق است و ہزار بدگمانی۔ حضورؐ نے جواب میں یہی آیت سُنائی۔ چنانچہ ایک صحابی حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھے آپؐ سے ایسی محبت ہے کہ جب خیال آجاتا ہے اگر اس وقت میں آکر زیارت نہ کر لوں تو مجھے غالب گمان ہے کہ میری جان نکل جائے مگر مجھے یہ خیال ہے کہ اگر میں جنت میں داخل بھی ہو گیا تب بھی آپ سے تو نیچے درجہ میں ہوں گا تو جنت میں بھی آپ کی زیارت بغیر بڑی مشقت ہو گی۔ آپؐ نے یہی آیت سنائی۔

ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ ایک انصاری حاضرِ خدمت ہوئے اور نہایت

نہیں تھے، حضورؐ نے فرمایا غمگین کیوں ہو؟ عرض کیا یا رسول اللہ ایک سوچ میں ہوں، آپؐ نے دریافت فرمایا کیا سوچ ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہ ہم صبح شام حاضرِ خدمت ہوتے ہیں، آپؐ کی زیارت سے منتفع ہوتے ہیں، آپؐ کی خدمت میں بیٹھتے ہیں، کل کو آپؐ تو انبیاء کے درجہ پر پہنچ جائیں گے، ہماری وہاں تک رسائی نہیں ہوگی۔ حضورؐ نے سکوت فرمایا۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضورؐ نے ان انصاری کو بھی بلایا، اور ان کو اس کی بشارت دی۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ بہت سے صحابہؓ نے اشکال کیا، حضورؐ نے یہ آیت پڑھ کر سنائی۔ ایک حدیث میں ہے صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ تو ظاہر ہے کہ نبی کو امتی پر فضیلت ہے اور جنت میں اس کے درجات اونچے ہوں گے تو پھر اکٹھا ہونے کی کیا صورت ہوگی، حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اوپر کے درجے والے نیچے کے درجے والوں کے پاس آئیں گے، ان کے پاس بیٹھیں گے، بات چیت کریں گے۔ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ مجھ سے بہت محبت کرنے والے بعض ایسے لوگ ہوں گے جو میرے بعد پیدا ہوں گے اور ان کی تمنا ہوگی کہ کاش اپنے اہل و عیال اور مال کے بدلہ میں وہ مجھے دیکھ لیتے۔ خالد کی بیٹی عبدہ کہتی ہیں کہ میرے والد جب بھی سونے لیٹتے تو جب تک آنکھ لگتی جاگتے رہتے حضورؐ کی یاد، شوق و اشتیاق میں لگے رہتے اور مہاجرین و انصار صحابہؓ کا نام لے کر یاد کرتے رہتے اور کہتے کہ یہی میرے اصل و فرع ہیں یعنی بڑے اور چھوٹے اور ان کی طرف میرا دل کھنچا جا رہا ہے۔ یا اللہ مجھے جلدی موت دے دے کہ ان لوگوں سے جا کر ملوں اور یہی کہتے کہتے سو جاتے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ایک مرتبہ عرض کیا، یا رسول اللہ مجھے اپنے باپ کے مسلمان ہونے کی بہ نسبت آپؐ کے چچا ابو طالب کے مسلمان ہو جانے کی زیادہ مسرت ہے، اس لیے کہ اس سے آپؐ کو زیادہ خوشی ہوتی۔ حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ حضورؐ کے چچا حضرت عباسؓ سے عرض کیا کہ آپؐ کا اسلام لانا میرے لیے زیادہ محبوب خطاب کے مسلمان ہونے سے، اس لیے کہ آپ کا اسلام حضورؐ کو زیادہ محبوب ہے۔ حضرت عمرؓ ایک مرتبہ شب کو گشت فرما رہے تھے کہ ایک گھر میں سے چراغ کی

---

[1] درمنثور

کی شفا کی ایک فصل کا مختصر ترجمہ جو اس کے مناسب ہے درج کرتا ہوں اور اسی پر اس رسالہ کو ختم کرتا ہوں۔

وہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے اعزاز و اکرام میں داخل ہے۔ حضورؐ کے صحابہؓ کا اعزاز و اکرام کرنا اور ان کے حق کو پہچاننا اور ان کا اتباع کرنا اور ان کی تعریف کرنا اور ان کے لیے استغفار اور دعائے مغفرت کرنا اور ان کے آپس کے اختلافات میں لب کشائی نہ کرنا اور مؤرخین، شیعہ، بدعتی اور جاہل راویوں کی اُن خبروں سے اعراض کرنا جو ان حضرات کی شان میں نقص پیدا کرنے والی ہوں۔ اور اس نوع کی کوئی روایت گوشتے میں آئے تو اس کی کوئی اچھی تاویل کرلے اور کوئی اچھا محمل تجویز کرلے کہ وہ اس کے مستحق ہیں اور ان حضرات کو برائی سے یاد نہ کرے بلکہ ان کی خوبیاں اور ان کے فضائل بیان کرے اور عیب کی باتوں سے سکوت کرے جیسا کہ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جب میرے صحابہؓ کا ذکر (یعنی برا ذکر) ہو تو سکوت کیا کرو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے فضائل قرآن شریف اور احادیث میں بکثرت وارد ہیں حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ
اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ
تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ
فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۖ سِيْمَاهُمْ
فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ
ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ
فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــَٔهٗ
فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى
سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ
الْكُفَّارَ ۗ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ

ترجمہ: محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے مقابلہ میں سخت ہیں اور آپس میں مہربان اور اے مخاطب تو ان کو دیکھے گا کہ کبھی رکوع کرنے والے ہیں کبھی سجدہ کرنے والے ہیں اور اللہ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں لگے ہوئے ہیں، ان کی عبدیت کے آثار بوجہ تاثیر ان کے سجدہ کے ان کے چہروں پر نمایاں ہیں یہ ان کے اوصاف توریت میں ہیں۔ اور انجیل میں ان کی یہ مثال ذکر کی ہے کہ جیسے کھیتی کہ اس نے اوّل اپنی سوئی

[illegible]	نکالی، پھر اس نے اپنی سوئی کو قوی کیا یعنی

وہ کھیتی اور موٹی ہوئی، پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہوئی کہ کسانوں کو بھی معلوم ہونے لگی۔ اسی طرح صحابہؓ میں اوّل ضعف تھا پھر روزانہ قوت بڑھتی گئی اور اللہ تعالیٰ نے صحابہؓ کو اس لیے یہ نشوونما دی تاکہ ان سے کافروں کو حسد میں جلا دے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ نے ان صحابیوں سے جو ایمان لائے اور نیک کام کر رہے ہیں مغفرت اور اجرِ عظیم کا وعدہ کر رکھا ہے۔

یہ ترجمہ اس صورت میں ہے کہ تورات پر آیت ہو اور آیت کے فرق سے ترجمہ میں بھی فرق ہو جائے گا، جو تفسیر سے معلوم ہو سکتا ہے۔ اسی سورۃ میں دوسری جگہ ارشاد ہے

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِہِمْ فَاَنْزَلَ السَّکِیْنَۃَ عَلَیْہِمْ وَاَثَابَہُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا وَّمَغَانِمَ کَثِیْرَۃً یَّاْخُذُوْنَہَا وَکَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا ۝	ترجمہ۔ تحقیق اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں سے جو کہ آپ سے بیعت کر رہے ہیں، خوش ہوا جبکہ یہ لوگ آپ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے اور ان کے دلوں میں جو کچھ اخلاص اور عزم تھا اللہ تعالیٰ کو وہ بھی معلوم تھا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں اطمینان پیدا کر دیا تھا اور ان کو

لگے ہاتھ فتح بھی دے دی اور اس سے فتح خیبر ہے جو اس کے قریب ہی ہوئی اور بہت سی غنیمتیں بھی دیں اور اللہ تعالیٰ بڑا زبردست حکمت والا ہے۔

یہی وہ بیعت ہے جس کو بیعت الشجرہ کہا جاتا ہے۔ اخیر باب کے تتمہ میں اس کا ذکر ہو چکا ہے۔ صحابہؓ کے بارے میں ایک جگہ ارشاد خداوندی ہے:

رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاہَدُوا اللّٰہَ عَلَیْہِ فَمِنْہُمْ مَّنْ قَضٰی نَحْبَہٗ وَمِنْہُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًا ۝	ان مومنین میں ایسے لوگ ہیں کہ انھوں نے جس بات کا اللہ سے عہد کیا تھا اس میں سچے اترے، پھر ان میں سے بعض تو ایسے ہیں جو اپنی نذر پوری کر چکے یعنی شہید

ہو چکے، اور بعض ان میں اس کے مشتاق ہیں، ابھی شہید نہیں ہوئے، اور اپنے ارادہ میں کوئی تغیر و تبدل نہیں کیا۔

ایک جگہ ارشاد خداوندی ہے:

وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ
وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ
بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا
عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ
تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا
اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ

اور جو مہاجرین وانصار ایمان لانے میں سب امت سے مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں، اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اللہ سے راضی ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ایسے باغ تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، یہ بڑی کامیابی ہے۔

قرآن پاک میں اللہ جل شانہ کی طرف سے ان سے خوشنودی کا اعلان ہو چکا ہے، اس کے علاوہ بہت سی احادیث میں ان کے فضائل وارد ہوئے ہیں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میرے صحابہ کو برا مت کہو، ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جس کا اتباع کرو گے ہدایت پاؤ گے، [illegible] اس [illegible] اسی وجہ سے [illegible] پر ان کے ذکر کرنے میں احتیاط [illegible] [illegible] [illegible] کی وجہ سے [illegible] [illegible] کی وجہ سے ذکر کیا ہو [illegible] ذکر کرنا بھی جائز نہیں۔

[illegible] کا ارشاد ہے کہ میرے صحابہ کی مثال [illegible] نمک کی سی ہے کہ کھانا بغیر نمک کے ٹھیک نہیں ہو سکتا۔

[illegible] کا ارشاد ہے کہ اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو میرے صحابہ کے بارے میں، [illegible] نشانہ نہ بنانا، جو ان سے محبت رکھتا ہے وہ میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت رکھتا ہے اور جو ان سے بغض رکھتا ہے وہ میرے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھتا

ہے جس شخص نے ان کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھ کو اذیت دی اس نے اللہ کو اذیت دی، اور جو شخص اللہ کو اذیت دیتا ہے قریب ہے کہ پکڑ میں آ جائے۔

حضور کا یہ بھی ارشاد ہے کہ میرے صحابہ کو گالیاں نہ دو، اگر تم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو وہ ان کے ایک مد یا آدھے مد کے ثواب کے بقدر نہیں ہو سکتا

اور حضور کا ارشاد ہے کہ جو شخص صحابہ کو گالیاں دے اس پر اللہ کی لعنت اور فرشتوں کی لعنت اور تمام آدمیوں کی لعنت، نہ اس کا فرض قبول ہے نہ نفل۔

حضور کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے علاوہ تمام مخلوق میں سے میرے صحابہ کو پسند کیا ہے، اور ان میں سے چار کو ممتاز کیا ہے، ابوبکر، عمر، عثمان، علی، ان کو میرے سب صحابہ سے افضل قرار دیا۔

ایوب سختیانی کہتے ہیں کہ جس شخص نے ابوبکر سے محبت کی اس نے دین کو سیدھا کیا اور جس نے عمر سے محبت کی اس نے دین کے واضح راستہ کو پا لیا اور جس نے عثمان سے محبت کی وہ اللہ کے نور سے منور ہوا اور جس نے علی سے محبت کی اس نے دین کی مضبوط رسی کو پکڑ لیا، جو صحابہ کی تعریف کرے وہ نفاق سے بری ہے اور جو صحابہ کی بے ادبی کرے وہ بدعتی منافق سنت کا مخالف ہے، مجھے اندیشہ ہے کہ اس کا کوئی عمل قبول نہ ہو یہاں تک کہ ان سب کو محبوب رکھے اور ان کی طرف سے دل صاف ہو۔

ایک حدیث میں حضور کا ارشاد ہے کہ اے لوگو میں ابوبکر سے خوش ہوں تم اس کے مرتبہ کو پہچانو، میں عمر سے، علی سے، عثمان سے، طلحہ سے، زبیر سے، سعد سے، سعید سے، عبدالرحمن بن عوف سے، ابو عبیدہ سے خوش ہوں، ان کے مرتبہ کو پہچانو، اے لوگو حق تعالیٰ شانہ نے جنگ بدر اور حدیبیہ والوں کی مغفرت فرما دی، تم میرے صحابہ کے بارے میں میری رعایت رکھو اور ان لوگوں کے بارے میں جن کی بیٹیاں میرے نکاح میں ہیں یا میری بیٹیاں ان کے نکاح میں ہیں، ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ قیامت میں

تم سے کسی قسم کے حق کا مطالبہ کریں کہ وہ معاف نہیں کیا جائیگا۔ ایک جگہ ارشاد ہے کہ میرے صحابہؓ اور میرے دامادوں میں میری رعایت کیا کرو جو شخص ان کے بارے میں میری رعایت نہ کریگا اللہ تعالیٰ اس سے بری ہیں اور جس سے اللہ تعالیٰ بری ہیں کیا بعید ہے کہ کسی گرفت میں آجائے۔ حضورؐ سے یہ بھی نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص صحابہؓ کے بارے میں میری رعایت کریگا میں قیامت کے دن اس کا محافظ ہونگا۔

ایک جگہ ارشاد ہے کہ جو میرے صحابہؓ کے بارے میں میری رعایت کریگا وہ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچ سکیگا اور جو ان کے بارے میں میری رعایت نہ کریگا وہ میرے پاس حوض تک نہ آسکیگا اور مجھے صرف دور ہی سے دیکھیگا۔ سہل بن عبداللہؒ کہتے ہیں کہ جو شخص حضورؐ کے صحابہؓ کی تعظیم نہ کرے وہ حضورؐ ہی پر ایمان نہیں لایا۔ اللہ جل شانہٗ اپنے لطف و فضل سے اپنی گرفت سے اور اپنے محبوبؐ کے عتاب سے مجھ کو اور میرے دوستوں، محسنوں اور ملنے والوں کو میرے مشائخ کو تلامذہ کو اور سب مومنین کو محفوظ رکھے اور ان حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی محبت سے ہمارے دلوں کو بھر دے۔ آمین۔ برحمتک یا ارحم الراحمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ الْاَتَمَّانِ الْاَكْمَلَانِ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ وَعَلٰى اَتْبَاعِهِمْ حَمَلَةِ الدِّيْنِ الْمَتِيْنِ

تمت

مؤلفہ: زکریا عفی عنہ کاندھلوی
مقیم مظاہر علوم، سہارنپور
۱۲ شوال ۱۳۵۷ھ دوشنبہ

خواجہ محمد اسلام:

[illegible]

فضائل تبلیغ

مصنفہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب

رحمۃ اللہ علیہ

[illegible] ادارہ اشاعت دینیات [illegible]

فہرست مضامین

فصل	مضمون	صفحہ
آغاز رسالہ	تمہید	۳
فصل اول	آیات قرآنی در تاکید امر بالمعروف و نہی عن المنکر	۵
فصل ثانی دوم	احادیث نبوی در تاکید امر بالمعروف و نہی عن المنکر	۱۰
فصل ثالث سوم	تنبیہ بر ضرورت اصلاح نفس	۲۱
فصل رابع چہارم	فضیلت اکرام مسلم و تعظیم مسلم	۲۳
فصل خامس پنجم	اخلاص اور ایمان و احتساب	۲۸
فصل سادس ششم	تعظیم علمائے کرام و بزرگان دین	۳۰
فصل سابع ہفتم	اہل اللہ کی صحبت اور ان کی مجالست کا اہتمام	۳۲

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

تمہید

حمد و صلوٰۃ کے بعد عشرۂ دین اسلام کے ایک مخلص رہبر، رشد و ہدایت کے ایک بدر تابندہ کا ارشاد ہے کہ تبلیغ دین کی ضرورت کے متعلق مختصر طور پر چند آیات و احادیث لکھ کر پیش کروں، مجھ جیسے سیہ کار کے لیے ایسے ہی حضرات کی رضا و خوشنودی وسیلۂ نجات اور کفارۂ سیئات ہو سکتی ہے، اس لیے اس بے ربط تحریر کو پیش کرتے ہوئے ہر اسلامی مدرسہ، اسلامی انجمن، اسلامی سکول اور ہر اسلامی طاقت بلکہ ہر مسلمان سے گزارش ہے کہ اس وقت دین کا انحطاط جس قدر روز افزوں ہے، دین کے اوپر جس طرح چاروں طرف سے نہیں مسلمانوں کی طرف سے حملے ہو رہے ہیں، فرائض و واجبات پر عمل، عوام مسلمانوں سے نہیں بلکہ خاص اور اچھے خواص مسلمانوں سے ترک ہوتا جا رہا ہے، نماز روزے کو چھوڑ کر دیکھ لیا جائے کہ لاکھوں آدمی کتنے ہوں گے کہ نماز پڑھتے نہیں اور غضب یہ ہے کہ ان کو فکر نہیں سمجھتے ضرورت اور نقشہ کا تصور نہیں جس قدر بدعات و رسوم میں ترقی ہوتی جا رہی ہے اور دین کے ساتھ بے پروائی بلکہ تمسخر و استہزاء جتنا عام ہوتا جا رہا ہے کسی فرد بشر سے مخفی نہیں، اسی وجہ سے خاص اور عام میں بھی لوگوں سے بچاؤ اور نفرت بڑھتی جا رہی ہے جس کا لازمی نتیجہ ہو رہا ہے کہ دین اور دیانت سے اجنبیت ہی نہیں بلکہ نفرت روز افزوں ہوتی جا رہی ہے، علماء اپنے کو معذور سمجھتے ہیں کہ ان تک نہ کوئی جاتا، نہ پوچھتا ہے کہ ان کی بات سننے کو کوئی نہیں، لیکن خدا کے یہاں سے یہ عذر قبول ہونے سے کسی نے بتایا تھا، اس لیے اس امر کا معلوم کرنا تحقیق کرنا ہر شخص پر فرض ہے کہ قرآن و حدیث سے تبلیغ کی ضرورت کس حد تک بھی منتشر نہیں، اگر [illegible] سے ان کی [illegible] کیسے [illegible] سکتا ہے [illegible] مصداق ہے ان [illegible] ہے کہ [illegible] ہے اگر کوئی [illegible] نہیں ہے جس [illegible] کی ہدایت

کہ آپ حضرات دعویدار ہیں۔ انہوں نے کیا کچھ تبلیغ کی خاطر نہیں برداشت فرمایا۔ کیا پتھر نہیں کھائے۔ گالیاں نہیں سنیں، کون سی مصیبتیں نہیں جھیلیں؟ لیکن ہر نوع کی تکالیف برداشت فرمانے کے بعد اپنی تبلیغی ذمہ داریوں کا احساس فرما کر لوگوں تک دین پہنچایا، سخت سے سخت مزاحمت کے باوجود نہایت شفقت سے اسلام و احکام اسلام کی اشاعت کی۔

عام طور پر مسلمانوں نے تبلیغ کو علماء کے ساتھ مخصوص سمجھ رکھا ہے حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے بلکہ ہر وہ شخص جس کے سامنے کوئی منکر ہو رہا ہو اور وہ اس کے روکنے پر قادر ہو یا اس کے روکنے کے اسباب پیدا کر سکتا ہو اس کے ذمہ واجب ہے کہ اس کو روکے۔ اگر بالفرض محال یہ بھی مان لیا جائے کہ یہ علماء ہی کا کام ہے تب بھی جب کہ وہ اپنی کوتاہی سے یا کسی مجبوری سے اس حق کو پورا نہیں کر رہے ہیں یا ان سے پورا نہیں ہو رہا ہے تو ضروری ہے کہ ہر شخص کے ذمہ یہ فریضہ عائد ہو۔ قرآن و حدیث میں جس قدر اہتمام سے تبلیغ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو ارشاد فرمایا گیا ہے وہ ان آیات و احادیث سے ظاہر ہے جو آئندہ فصلوں میں آ رہی ہیں۔ ایسی صورت میں صرف علماء کے ذمہ رکھ کر اپنی کوتاہی پر کوئی شخص بری الذمہ نہیں ہو سکتا۔ اس لیے میری حقیر درخواست ہے کہ ہر مسلمان کو اس وقت تبلیغ میں کچھ نہ کچھ حصہ ضرور لینا چاہیے اور جس قدر وقت بھی دین کی تبلیغ اور حفاظت میں خرچ کر سکتا ہو کرنا چاہیے۔

ہر وقت خوش کہ دست دہد مغتنم شمار
کس را وقوف نیست کہ انجام کار چیست

یہ بھی سمجھ لینا ضروری ہے کہ تبلیغ کے لیے یا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لیے پورا عالم اور مکمل عالم ہونا ضروری نہیں، ہر وہ شخص جو کوئی مسئلہ جانتا ہو اس کو دوسروں تک پہنچائے، جب اس کے سامنے کوئی ناجائز کام کیا جا رہا ہو اور وہ اس کے روکنے پر قادر ہو تو اس کا روکنا اس پر واجب ہے۔

اس رسالہ میں مختصر طور پر سات فصلیں ذکر کی ہیں۔

لہ [illegible]

فصل اوّل

میں تبرکاً اللہ پاک کی بابرکت کلام میں سے چند آیات کا ترجمہ جن میں تبلیغ و امر بالمعروف کی تاکید و ترغیب فرمائی ہے پیش کرتا ہوں جس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ خود حق سبحانہ و تقدس کو اس کا کتنا اہتمام ہے کہ جس کے لیے بار بار مختلف عنوانات سے اپنے پاک کلام میں اس کا اعادہ کیا ہے۔ تقریباً ساٹھ آیات تو میری کوتاہ نظر سے اس کی ترغیب اور توضیح میں گذری ہیں اگر کوئی دقیق النظر غور سے دیکھے تو نہ معلوم کس قدر آیات معلوم ہوں، چونکہ ان سب آیات کا یکجا لکھنا تطویل کا سبب ہوگا اس لیے چند ہی آیات پر اکتفا کرتا ہوں۔

(۱) قَالَ اللّٰہُ عَزَّ اِسْمُہٗ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۔ (حٰم سجدہ ع ۵)	اور اس سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے جو خدا کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور کہے کہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں

مفسرین نے لکھا ہے کہ جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی طرف کسی کو بلائے وہ اس بشارت اور تعریف کا مستحق ہے خواہ کسی طریقے سے بلائے، مثلاً انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام معجزہ وغیرہ سے بلاتے ہیں، علماء دلائل سے، مجاہدین تلوار سے اور مؤذنین اذان سے۔ غرض جو بھی کسی شخص کو دعوت الی الخیر کرے وہ اس میں داخل ہے خواہ اعمال ظاہرہ کی طرف بلائے یا اعمال باطنہ کی طرف، جیسا کہ مشائخ صوفیہ معرفت اللہ کی طرف بلاتے ہیں۔ مفسرین نے یہ بھی لکھا ہے کہ وَقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ میں اس طرف اشارہ ہے کہ مسلمان ہونے کے ساتھ تفاخر بھی ہو اس کو اپنے لیے باعث عزت سمجھے اور اسی امتیاز کو تفاخر کے ساتھ ذکر کرے۔ بعض مفسرین نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ مقصد یہ ہے کہ اس نصیحت کی وجہ سے اپنے کو بہت بڑی چیز نہ سمجھنے لگے بلکہ یہ کہے کہ میں مسلمانوں میں سے ایک مسلمان معمولی ہوں۔

(۲) وَذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى	اور سمجھاتے رہیئے کیونکہ سمجھانا ایمان والوں کو نفع دیتا ہے

الْمُؤْمِنِينَ ۔ (پ ۲۷ ع ۳) ترجمہ: ایمان والوں کو نفع دے گا۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ اس سے قرآن پاک کی آیات کا نصیحت فرمانا مقصود ہے، کہ وہ نفع دیتی ہیں مومنین کے لیے تا قیامت آنے والے ہیں، ان کو نصیحت کرو وہ [illegible] اس کے نصیحت سے مومنین ہی داخل ہو جائیں گے اور آیت کے مصداق میں شامل ہوں گے۔ ہمارے اس زمانے میں وعظ و نصیحت کا راستہ تقریباً بند ہو گیا ہے، وعظ کا مقصد بالکل شہرت تقریر بن گیا ہے، تاکہ سننے والے تعریف کریں، حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص تقریر میں نخوت اس لیے سیکھے تاکہ لوگوں کو اپنی طرف مائل کرے تو قیامت کے دن اس کی کوئی بات مقبول نہیں نہ فرض نہ نفل۔

(۳۲) وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۖ لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا ۖ نَّحْنُ نَرْزُقُكَ ۗ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَىٰ ۔ (پ ۱۶ ع ۱۷) اپنے متعلقین کو بھی نماز کا حکم کرتے رہئے اور خود بھی اس کے پابند رہئے ہم آپ سے معاش نہیں چاہتے معاش تو آپ کو ہم دیں گے اور بہترین انجام تو پرہیزگاری ہی کا ہے۔

متعدد روایات میں یہ مضمون وارد ہوا ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کو کسی قسم کی تنگی پیش آتی تو حضور ان کو نماز کا حکم فرماتے اور یہ آیت تلاوت فرماتے اور [illegible] فرماتے کہ وسعت رزق کا وعدہ نماز پر موقوف ہے جیسا کہ [illegible] سے کہ اس آیت شریفہ میں نماز کا حکم فرمانے کے ساتھ خود اس پر اہتمام کا حکم اس لیے ارشاد فرمایا ہے کہ [illegible] کے ساتھ [illegible] جس چیز کا دوسروں کو حکم کیا جاوے اس کا کرنا [illegible] ضروری ہے اس سے دوسروں پر بھی زیادہ اثر ہوتا ہے اور دوسروں کے حق کا سبب بنتا ہے [illegible] انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا [illegible] تو عمل کرنے والوں کو عمل کرنا سہل ہو [illegible] مشکل [illegible] عمل [illegible] ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد رزق کے وعدہ کی مصلحت یہ ہے کہ نماز [illegible] وقت کے ساتھ [illegible] کسب معیشت میں ظاہر نقصان کا سبب معلوم ہوتا ہے خصوصاً تجارت، ملازمت وغیرہ میں، اس لیے اس کو ساتھ ہی فرما دیا [illegible] یہ سب [illegible] کے اعتبار سے ہے۔ [illegible]

[illegible]

(۲) [illegible]

[illegible]

(۵) [illegible]

[illegible]

کرکوئی

جماعت یا کوئی فرد اس کے لیے اٹھتا بھی ہے تو اس وجہ سے کہ بجائے اعانت کے اس پر اعتراضات کی اس قدر بھرمار ہوتی ہے کہ وہ آج نہیں تو کل تھک کر بیٹھ جاتا ہے حالانکہ خیر خواہی کا مقتضا یہ تھا کہ اس کی مدد کی جاتی اور کوتاہیوں کی اصلاح کی جاتی نہ یہ کہ خود کوئی کام نہ کیا جاوے اور کام کرنے والوں کو اعتراضات کا نشانہ بنا کر ان کو کام کرنے سے گویا روک دیا جاوے۔

۶۔ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ
تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ
الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ
(پ ۴ - ع ۳)

تم بہترین اُمت ہو کہ لوگوں کے نفع رسانی کے
لیے نکالے گئے ہو تم لوگ نیک کام کا حکم کرتے
ہو اور بُرے کام سے منع کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ
پر ایمان رکھتے ہو[1]

مسلمانوں کا اشرف الناس اور اُمتِ محمدیہ کا اشرف الامم ہونا متعدد احادیث میں تصریح سے وارد ہوا ہے۔ قرآن پاک کی آیات میں بھی کئی جگہ اس مضمون کو صراحۃً و اشارۃً بیان فرمایا گیا ہے۔ اس آیت شریفہ میں بھی خیرِ اُمت کا اطلاق فرمایا گیا ہے اور اس کے ساتھ ہی اس کی علت کی طرف بھی اشارہ فرمایا ہے کہ تم بہترین اُمت ہو۔ اس لیے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہو۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ اس آیت شریفہ میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو ایمان سے بھی پہلے ذکر فرمایا، حالانکہ ایمان سب چیزوں کی اصل ہے۔ بغیر ایمان کے کوئی خیر بھی معتبر نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایمان میں تو اور اُمم سابقہ بھی شریک تھیں۔ یہ خاص نمبر جس کی وجہ سے تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے متبعین سے اُمتِ محمدیہ کو تفوق حاصل ہے وہ یہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے جو اس اُمت کا طغرائے امتیاز ہے اور چونکہ بغیر ایمان کے کوئی عمل خیر معتبر نہیں۔ اس لیے ساتھ ہی بطور قید کے اس کو بھی ذکر فرما دیا، ورنہ اصل مقصود اس آیت شریفہ میں اسی کا ذکر فرمانا ہے اور چونکہ وہی اس جگہ مقصود بالذکر ہے، اس لیے اس کو مقدم فرمایا۔

اس اُمت کے لیے طغرائے امتیاز ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا مخصوص اہتمام کیا جاوے ورنہ ویسے جستہ جستہ تبلیغ کر دینا اس میں کافی نہیں۔ اس لیے کہ یہ امر پہلی اُمتوں میں بھی پایا جاتا تھا جس کو فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ وغیرہ آیات میں ذکر فرمایا ہے۔ امتیاز مخصوص اہتمام کا ہے۔

---

[1] بیان القرآن و ترجمہ عاشقی

ہے کہ اس کو مستقل کام سمجھ کر دین کے اور کاموں کی طرح سے اس میں مشغول ہوں۔

(۵) لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوْفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ أَجْرًا عَظِيْمًا ۝ (پارہ ۵ رکوع ۱۴)

عام لوگوں کی اکثر سرگوشیوں میں خیر و برکت نہیں ہوتی مگر جو لوگ ایسے ہیں کہ صدقہ خیرات کی یا اور کسی نیک کام کی یا لوگوں میں باہم اصلاح کر دینے کی ترغیب دیتے ہیں اور اس مقصود ترغیب کے لیے خفیہ تدبیریں اور مشورے کرتے ہیں ان کے مشوروں میں البتہ خیر و برکت ہے، اور جو شخص یہ کام یعنی نیک عمل کی ترغیب محض اللہ کی رضا کے واسطے کرے گا نہ کہ نمود یا شہرت کی غرض سے، اس کو ہم عنقریب اجر عظیم عطا فرمائیں گے۔

اس آیت میں حق تعالیٰ شانہ نے امر بالمعروف کرنے والوں کے لیے بڑے اجر کا وعدہ فرمایا ہے اور جس اجر کو حق جل جلالہ بڑا فرماویں اس کی کیا انتہا ہو سکتی ہے۔ اس آیت شریفہ کی تفسیر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک نقل کیا گیا ہے کہ آدمی کا ہر کلام اس پر وبال ہے مگر یہ کہ امر بالمعروف یا نہی عن المنکر ہو یا اللہ کا ذکر ہو۔

دوسری حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، کیا میں تم کو ایسی چیز نہ بتاؤں جو نفل نماز، روزہ، صدقہ سب سے افضل ہو، صحابہؓ نے عرض کیا۔ ضرور ارشاد فرمائیے۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں میں مصالحت کرانا کیونکہ آپس کا بگاڑ نیکیوں کو اس طرح صاف کر دیتا ہے جیسا کہ استرا بالوں کو اڑا دیتا ہے۔ اور بھی بہت سی نصوص میں لوگوں کے درمیان مصالحت کرانے کی تاکید فرمائی گئی ہے اس جگہ اس کا ذکر مقصود نہیں۔ اس جگہ اس بات کا بیان کرنا مقصود ہے کہ امر بالمعروف میں یہ بھی داخل ہے کہ لوگوں میں مصالحت کی صورت جس طریق سے بھی ہو سکے اس کا بھی ضرور اہتمام کیا جائے۔

فصل ثانی

یہاں ان احادیث میں سے بعض کا ترجمہ ہے جو مضمون بالا کے متعلق وارد ہوئی ہیں۔ تمام احادیث کا احاطہ مقصود ہے نہ ہو سکتا ہے، کیونکہ بکثرت وارد ہیں آیات و احادیث حضور ﷺ کی جو بہ غور دیکھے گا کون؟ آج کل ایسے امور کے لیے کسے فرصت اور کس کے پاس وقت ہے اس لیے صرف بہ امید نجات کے لیے اور آپ حضرات تک پہنچا دینے کے لیے کہ حضور اقدس ﷺ نے اس چیز کو کس قدر اہمیت کے ساتھ ارشاد فرمایا ہے اور نہ ہونے کی صورت میں کس قدر سخت وعید اور دھمکی فرمائی ہے۔ چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں۔

(۱) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذلک اضعف الایمان. رواہ مسلم والترمذی وابن ماجہ والنسائی کذا فی الترغیب.

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص کسی ناجائز امر کو ہوتے ہوئے دیکھے اگر اس پر قدرت ہو کہ اس کو ہاتھ سے بند کر دے تو اس کو ہاتھ سے بند کر دے اگر اتنی قدرت نہ ہو تو زبان سے اس پر انکار کر دے اگر اتنی بھی قدرت نہ ہو تو دل سے اس کو برا سمجھے اور یہ ایمان کا بہت ہی کم درجہ ہے۔

ایک دوسری حدیث میں وارد ہے کہ اگر اس کو زبان سے بند کرنے کی طاقت ہو تو بند کرے ورنہ دل سے ہی برا سمجھے کہ اس میں بھی ثواب ہے۔

ایک اور حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص دل سے ان کو برا سمجھے وہ بھی مومن ہے مگر اس سے کم درجہ ایمان کا نہیں۔

اس مضمون کے متعلق کئی روایات [illegible] حدیث میں آیا ہے کہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

نہیں جاتی ہے کہ شفیق طبیب اور شفیق مربی نے کیا مرض تشخیص فرمایا اور کیا علاج بتلایا ہے اور اس پر کس درجہ عمل کیا جا رہا ہے کیا اس ظلم کی کچھ انتہا ہے کہ جو سبب مرض ہے جس سے مرض پیدا ہوا ہے وہی علاج تجویز کیا جا رہا ہے کہ دنیوی ترقی کے لیے دین و اسباب دین سے بے توجہی کی جا رہی ہے۔ اپنی ذاتی اصول پر عمل کیا جا رہا ہے تو یہ خیال کی جگہ آتی ہے کہ نہ معلوم کیا ہوگا۔

میر کیا سادہ ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب
اسی عطار کے لڑکے سے دوا لیتے ہیں

۳۔ عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان اول ما دخل النقص علی بنی اسرائیل انه کان الرجل یلقی الرجل فیقول یا هذا اتق الله ودع ما تصنع به فانه لا یحل لك ثم یلقاه من الغد وهو علی حاله فلا یمنعه ذلك ان یکون اکیله وشریبه وقعیده فلما فعلوا ذلك ضرب الله قلوب بعضهم ببعض ثم قال لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل الی قوله فاسقون ثم قال کلا والله لتأمرن بالمعروف ولتنهون عن المنکر ولتأخذن علی ید الظالم ولتأطرنه علی الحق أطرا رواه ابو داؤد والترمذی کذا فی الترغیب)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بنی اسرائیل میں سب سے پہلا تنزل اس طرح شروع ہوا تھا کہ ایک شخص کسی دوسرے سے ملتا اور کسی ناجائز بات کو کرتے ہوئے دیکھتا تو اس کو منع کرتا کہ دیکھو اللہ سے ڈرو ایسا نہ کرو لیکن اس کے نہ ماننے پر بھی اپنے تعلقات کی وجہ سے کھانے پینے میں نشست و برخاست میں ویسا ہی برتاؤ کرتا جیسا اس سے پہلے تھا جب عام طور پر ایسا ہونے لگا تو اللہ تعالیٰ نے بعضوں کے قلوب کو بعضوں کے ساتھ خلط کر دیا یعنی نافرمانوں کے قلوب جیسے تھے ان کی نحوست سے فرمانبرداروں کے قلوب بھی ویسے ہی کر دیئے پھر ان کی تائید میں کلام پاک کی آیتیں لعن الذین کفروا سے فاسقون تک پڑھیں۔ اس کے بعد حضور نے بڑی تاکید سے یہ حکم فرمایا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو۔ ظالم کو ظلم سے روکتے رہو اور اس کو حق بات کی طرف کھینچ کر لاتے رہو۔

دوسری حدیث میں وارد ہے کہ حضور تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے جوش میں اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ تم نجات نہیں پا سکتے جب تک کہ ان کو ظلم سے نہ روک دو۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ نے قسم کھا کر فرمایا کہ تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو اور ظالموں کو ظلم سے روکتے رہو اور حق بات کی طرف اُن کو کھینچ کر لاتے رہو، ورنہ تمہارے قلوب بھی اسی طرح مخلوط کر دیئے جائیں گے جس طرح ان لوگوں کے کر دیئے گئے اور اسی طرح تم پر بھی لعنت ہوگی جس طرح ان لوگوں پر یعنی بنی اسرائیل پر ہوئی۔ قرآن پاک کی آیات تائید میں اس لئے لکھی ہیں کہ ان آیات شریفہ میں ان لوگوں پر لعنت ذکر کی گئی ہے اور سبب لعنت منجملہ اور اسباب کے یہ بھی ہے کہ وہ منکرات سے ایک دوسرے کو **نہیں روکتے تھے۔**

آج کل یہ خوبی سمجھی جاتی ہے کہ آدمی صلح کل رہے، جس جگہ جائے ویسی ہی کہنے لگے۔ اسی کو کمال اور حسن خلق سمجھا جاتا ہے، حالانکہ یہ مطلق غلط ہے، جہاں امر بالمعروف وغیرہ فرضیت نہ ہو ممکن ہے کہ صرف سکوت کی گنجائش نکل آوے، نہ کہ ہاں میں ہاں ملانے کی، لیکن جہاں ضرورت ہے وہاں تو اپنی غرض، اپنی راحت، اپنے دنیوی لحاظ میں وہاں کسی طرح بھی یہ گنجائش ہی نہیں، بلکہ سکوت کرنے والا بھی شریک جرم ہے۔

بعض اولیاء کہتے ہیں کہ جو شخص اپنے پڑوسیوں کا محبوب ہو، اپنے گھر والوں میں محمود ہو، اندیشہ ہے کہ وہ مداہن ہوگا۔

متعدد روایات میں یہ مضمون آیا ہے کہ جب کوئی گناہ مخفی طور سے کیا جاتا ہے اس کی مضرت صرف کرنے والے ہی کو ہوتی ہے، لیکن جب کوئی گناہ کھلم کھلا کیا جاتا ہے اور لوگ اس کے باوجود قدرت کے انکار نہیں کرتے تو اس کی مضرت و نقصان بھی عام ہو جاتا ہے۔

اب ہر شخص اپنی ہی حالت پر غور کرے کہ کتنے منکرات ایسے ہوتے ہیں جن کو وہ دیکھتا ہے اور پھر بھی باوجود قدرت کے بیٹھا رہتا ہے اور اس کو خطرہ بھی نہیں ہوتا، اس کے روکنے کی کوشش نہیں کرتا تو اس کی لعنت کی جانی مستحق ہے۔ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ

(۳) عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ سَمِعْتُ	حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو
رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ	کسی جماعت میں کوئی شخص کسی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے
مَا مِنْ رَجُلٍ يَكُوْنُ فِيْ قَوْمٍ يُعْمَلُ فِيْهِمْ بِالْمَعَاصِيْ	اور وہ جماعت باوجود قدرت کے

يَقْدِرُونَ عَلَى أَنْ يُغَيِّرُوا عَلَيْهِ وَلَا يُغَيِّرُونَ إِلَّا أَصَابَهُمُ اللهُ بِعِقَابٍ قَبْلَ أَنْ يَمُوتُوا (رواه ابو داؤد وابن ماجه وابن حبان والاصبهانی وغيرهم كذا فی الترغيب)

شخص ہو اور وہ اسے نہیں روکتے تو ان پر مرنے سے پہلے دنیا ہی میں اللہ تعالیٰ کا عذاب مسلط ہوتا ہے۔

میرے مخلص بزرگو! اور اسلام کے دردمند دوستو! یہی مسلمانوں کی تباہی کے اسباب اور روزافزوں بربادی کی وجوہ ہیں [illegible] بربادیوں کو نہیں۔ بہت سے لوگوں کو اپنے چھوٹوں کو اپنی اولاد کو اپنے ماتحتوں کو ایک لمحہ اس نظر سے دیکھنے کی توفیق نہیں ہوتی ہے، وہ لوگ بہت ہیں اور آپ حضرات اپنی زندگی میں بہت اکثر ان کو دیکھتے ہیں [illegible] کا ارادہ بھی کر لیتے ہیں یا نہیں؟ آپ کے دل میں کسی وقت اس کا خیال بھی آتا ہے [illegible] کیا کرتا ہے اگر وہ حکومت کا کوئی جرم کرتا ہے جرم ہی نہیں سیاسی مجالس میں شرکت ہی کرتا ہے تو آپ کو فکر ہوتی ہے کہ کہیں ہم نہ ماخوذ ہو جائیں اس کو تنبیہ کی جاتی ہے اور اپنی صفائی اور بریت کی تدبیریں تجویز کی جاتی ہیں مگر احکم الحاکمین کے مجرم کے ساتھ بھی یہی برتاؤ کیا جاتا ہے جو معمولی حاکم وقت کے مجرم کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

آپ خوب جانتے ہیں کہ بچہ ایسا شطرنج کا شوقین ہے تاش سے دل بہلاتا ہے نماز کی وقت کی خبر نہیں ہے مگر افسوس کہ آپ کے منہ سے کوئی حرف تنبیہ کا نہیں نکلا کرتا ہے جو بیہودہ مشاغل کے کام نہیں ہیں حالانکہ اُس کے ساتھ کھانا پینا چھوڑ دینے کے بھی ہم مستحق تھے جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے۔

ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا

ایسے بہت سے لوگ ملیں گے جو اپنے لڑکے سے اس لیے ناخوش ہیں کہ وہ [illegible] ملازمت کی نہیں کرتا ہے یا دکان کا کام تندہی سے نہیں کرتا بیکار بیٹھے ہوئے وقت ضائع کرتا ہے [illegible] ناراض ہوں کہ وہ شفقت کی پرواہ نہیں کرتا یا نماز قضا کر دیتا ہے۔

[illegible] دوستی [illegible] آخرت ہی کا وبال ہوتا تب بھی [illegible] سے کہ دور [illegible] قیامت تو یہ ہے کہ اس دنیا کی تباہی [illegible] آخرت سے [illegible] حضور کی ایک حدیث ہے [illegible] الْاٰخِرَۃِ [illegible] شَتَّتَ اللّٰہُ عَلَیْہِ [illegible] وَلَمْ یَأْتِہٖ [illegible] لَہٗ۔

(۵) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَزَالُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تَنْفَعُ مَنْ قَالَہَا وَتَرُدُّ عَنْہُمُ الْعَذَابَ وَالنِّقْمَۃَ مَا لَمْ یَسْتَخِفُّوْا بِحَقِّہَا قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا الْاِسْتِخْفَافُ بِحَقِّہَا قَالَ یَظْہَرُ الْعَمَلُ بِمَعَاصِی اللّٰہِ فَلَا یُنْکَرُ وَلَا یُغَیَّرُ۔
(رواہ الاصبہانی کذا فی الترغیب)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا گیا ہے کہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اپنے پڑھنے والے کو ہمیشہ نفع دیتا ہے اور اس سے عذاب و بلا کو دور کرتا ہے جب تک کہ اس کے حقوق سے بے پروائی اور استخفاف نہ کیا جائے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ حق سے بے پروائی کا [illegible] کیا مطلب ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی نافرمانیاں کھلم کھلا کی جائیں اور ان کو بند کرنے کی کوئی کوشش نہ کی جائے۔

اب آپ ہی انصاف سے فرمائیے کہ [illegible] اللہ کی نافرمانیوں کی کوئی [illegible]

[illegible]

(۶) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَفْتُ فِي وَجْهِهٖ اَنْ قَدْ حَضَرَهٗ شَيْءٌ فَتَوَضَّأَ وَمَا كَلَّمَ اَحَدًا فَلَصِقْتُ بِالْحُجْرَةِ اَسْتَمِعُ مَا يَقُوْلُ فَقَعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ لَكُمْ مُرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ قَبْلَ اَنْ تَدْعُوْا فَلَا اُجِيْبَ لَكُمْ وَتَسْاَلُوْنِيْ فَلَا اُعْطِيَكُمْ وَتَسْتَنْصِرُوْنِيْ فَلَا اَنْصُرَكُمْ فَمَا زَادَ عَلَيْهِنَّ حَتّٰى نزل رواه ابن ماجه وابن حبان في صحيحه كذا في الترغيب

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ دولت کدہ پر تشریف لائے تو چہرۂ انور پر ایک خاص اثر دیکھ کر مجھے محسوس ہوا کہ کوئی اہم بات پیش آئی ہے حضورؐ نے کسی سے کوئی بات چیت نہیں فرمائی اور وضو فرما کر مسجد میں تشریف لے گئے میں حجرہ کی دیوار سے لگ کر کھڑی ہو گئی کہ کیا ارشاد فرماتے ہیں حضورؐ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور حمد و ثنا کے بعد فرمایا لوگو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ بھلی باتوں کا حکم کرو اور بری باتوں سے منع کرو مبادا وہ وقت آجائے کہ تم دعا مانگو اور قبول نہ ہو تم سوال کرو اور وہ پورا نہ کیا جائے تم اپنے دشمنوں کے خلاف مجھ سے مدد چاہو اور میں مدد نہ کروں۔ صرف یہ کلمات حضورؐ نے ارشاد فرمائے اور منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔

اس مضمون پر وہ حضرات خصوصیت سے توجہ فرمائیں جو قوم کے لیڈر [illegible] ہیں اور [illegible] تدبیریں سوچتے اور [illegible] پر زور دیتے ہیں کہ مسلمانوں کی اہانت اور ان کی [illegible] [illegible] حضرت [illegible] جو ایک تنہا [illegible] فرماتے ہیں کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتے رہو ورنہ [illegible] دشمن کو [illegible] [illegible] اس وقت تمہاری [illegible] دعائیں کریں گے تو قبول نہ ہوں گی [illegible] اگر [illegible] حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ اے ایمان والو اگر تم خدا کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جما دے گا (بیان القرآن) دوسری جگہ ارشاد باری ہے اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا

ينصركم من بعده۔ ترجمہ۔ اگر اللہ تعالیٰ شانہ تمہاری مدد کریں تو کوئی شخص تم پر غالب نہیں آسکتا اور اگر وہ مدد نہ کریں تو پھر کون شخص ہے جو تمہاری مدد کر سکے اور صرف اللہ تعالیٰ ہی پر ایمان والوں کو بھروسہ رکھنا چاہیے۔

دوسری جگہ بروایت ترمذی وغیرہ حضرت حذیفہؓ سے نقل کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھا کر یہ ارشاد فرمایا کہ تم لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو ورنہ حق تعالیٰ جلد اپنا عذاب تم پر مسلط کر دیں گے پھر تم دعا بھی مانگو گے تو قبول نہ ہوگی۔

[illegible] یہ چند آیات [illegible] بیان کرتے ہیں پھر [illegible] جن میں [illegible] ترہیب [illegible] ہم [illegible] کہ

(٣) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا عظمت امتی الدنیا نزعت منها هيبة الاسلام واذا ترکت الامر بالمعروف والنہی عن المنکر حرمت برکۃ الوحی واذا تسابت امتی سقطت من عین اللہ۔

کذا فی الدر عن الحکیم الترمذی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب میری امت دنیا کو بڑی چیز سمجھنے لگے گی تو اسلام کی ہیبت و وقعت اس کے قلوب سے نکل جائیگی۔ اور جب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑ بیٹھیگی تو وحی کی برکات سے محروم ہو جائیگی۔ اور جب آپس میں گالی گلوچ اختیار کریگی تو اللہ جل شانہ کی نگاہ سے گر جائیگی۔

[illegible]

دین سے کہ بہت ہو جانے جس کی وجہ سے کہ آیا ہوں لیکن تمہاری رائے ہے کہ مذہب کی آڑ کو دین سے ہٹا دینا ہے تاکہ ترقی دیگر اقوام کی طرح ترقی کر سکیں۔ حق جل جلالہ کا ارشاد ہے۔

مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ نَصِيبٍ (پ ٢٥ ع ٣)	جو شخص آخرت کی کھیتی کا طالب ہو ہم اس کی کھیتی میں ترقی دیں گے اور جو دنیا کی کھیتی کا طالب ہو اس کو کچھ دنیا دے دیں گے اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں (بیان القرآن)

حدیث میں آیا ہے کہ جو مسلمان آخرت کو اپنا نصب العین بنا لیتا ہے اللہ جل شانہٗ اس کے دل کو غنی فرما دیتے ہیں اور دنیا ذلیل ہو کر اس کے پاس آتی ہے، اور جو شخص دنیا کو اپنا نصب العین بنا لیتا ہے پریشانیوں میں مبتلا ہوتا ہے اور دنیا میں جتنا حصہ مقدر ہو چکا ہے، اس سے زیادہ ملتا ہی نہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت پاک کو تلاوت فرما کر ارشاد فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے کہ اے ابن آدم تو میری عبادت کے لئے فارغ ہو جا میں تیرے سینہ کو تونگری سے بھر دوں گا اور تیرے فقر کو ہٹا دوں گا ورنہ تیرے دل میں اسی طرح کے مشاغل بھر دوں گا اور فقر کو بند نہیں کروں گا۔ یہ حق تعالیٰ اور اس کے رسول کا ارشاد ہے اور ہماری رائے یہ ہے کہ ہم ترقی میں سب سے پیچھے ہیں کہ مذہب ترقی کے لئے [illegible] جاتا ہے [illegible] ہیں کہ [illegible] بیکار کر دیتے ہیں آپ ذرا انصاف کی نگاہ سے غور فرمائیں کہ مذہب ہوتے ہوئے [illegible] تو آپ [illegible] ترقیات کے لئے مسرت کا سبب [illegible] آپ کے [illegible] آپ کے ذریعہ سے [illegible] وسعت و قوت آپ پر [illegible] کے لئے بھی سبب وسعت ترقیات [illegible] آپ کی مخالفت کرتے ہیں [illegible] ہے [illegible] اور آپ [illegible] سے بیکار کر کے [illegible] کرتے ہیں [illegible] کرنے کی [illegible] حق تعالیٰ شانہٗ [illegible]

سے کیوں روکتے ہیں۔ یہ لوگ خواہ کتنے ہی نا اہل ہوں مگر جبکہ صریح ارشاد باری ہے اور ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم آپ تک پہنچ رہے ہوں تو آپ پر ان ارشادات کی تعمیل فرض ہے اور کسی ایک صورت میں جواب دہی لازمی ہے کوئی بیوقوف سے بیوقوف بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں نے حکم کی اس لیے پرواہ نہیں کی کہ اعلان کرنے والا بھنگی تھا۔

آپ حضرات یہ نہ فرمائیں کہ یہ مولوی جو دینی کاموں کے لیے مخصوص ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں ہمیشہ اپنے ہی سوال کرتے رہتے ہیں۔ اس لیے کہ میرا جہاں تک خیال ہے حقیقی مولوی اپنی ذات کے لیے شاید ہی کبھی سوال کریں کہ جس قدر بھی وہ اللہ کی عبادت میں منہمک ہیں اسی قدر استغناء [illegible] ہوتے ہیں۔ البتہ کسی دینی کام کے لیے سوال کرنے میں انشاء اللہ وہ اس سے زیادہ دریغ نہیں جتنا اپنے لیے سوال نہ کرتے ہیں۔

ایک عام اشکال یہ کیا جاتا ہے کہ دین محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں رہبانیت کی تعلیم نہیں اس میں دین و دنیا دونوں کو ساتھ رکھا گیا ہے۔ ارشاد باری عزاسمہ ہے رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ اور اس آیت شریفہ پر بعض لوگوں کا ورد ہے گویا سارے قرآن پاک میں عمل کرنے کے لیے یہی ایک آیت نازل ہوئی ہے حالانکہ اس آیت شریفہ کی تفسیر اکابر مفسرین سے معلوم کرنے کی ضرورت تھی اور اسی وجہ سے ضروری ہے کہ صرف لفظی ترجمہ دیکھ کر اپنے کو عالم قرآن سمجھنا جہالت ہے بلکہ مراد مفسرین سے جو آیت شریفہ کی تفسیر منقول ہے وہ حسب ذیل ہیں۔

حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ دنیا کی بھلائی سے مراد عافیت اور بقدر کفایت روزی ہے۔ حضرت علی سے منقول ہے کہ اس سے نیک بیوی مراد ہے۔ حضرت حسن بصری سے منقول ہے کہ اس سے علم اور عبادت ہے۔ سدی سے منقول ہے کہ حلال مال مراد ہے۔ حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ نیک اولاد اور مخلوق کی تعریف مراد ہے۔ جعفر سے منقول ہے [illegible]

سے ملکی خواہ ٹوٹے ہوئے تجارت کی اصلاح ہی کیوں نہ ہو خود دین ہے۔ تعجب ہے کہ دنیا کے حاصل کرنے کو اس کے ماننے والوں کو کون منع کرتا ہے یقیناً حاصل کیجئے اور بہت شوق سے حاصل کیجئے ہم لوگوں کی ہرگز غرض یہ نہیں ہے کہ خدانخواستہ آپ دنیا جیسی مغتنم و مقصود چیز کو چھوڑ دیں

مقصد یہ ہے کہ جتنی کوشش دنیا کے لیے کریں اس سے زیادہ نہیں تو کم از کم اس کے برابر تو دین کے لیے کریں اس لیے کہ خود آپ کے قول کے مطابق دین اور دنیا دونوں کی تعمیر ضروری ہے ورنہ میں پوچھتا ہوں کہ جب قرآن پاک میں یہ آیت ارشاد فرمائی ہے اسی کلام پاک کی وہ آیت بھی تو ہے جو اوپر گذری مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ الآیۃ۔ اور اسی کلام پاک میں یہ بھی ہے مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا (بنی اسرائیل ع ۲) اسی کلام پاک میں ہے ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ (آل عمران ع ۲) اسی کلام پاک میں ہے مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ (پ ۴ ع ۷) اسی میں یہ ہے۔ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى (پ ۵ ع ۸) اسی کلام پاک میں ہے وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ اسی کلام پاک میں ہے وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا (سورۃ انعام ع ۸) اسی کلام پاک میں ہے تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ (انفال) اسی کلام پاک میں ہے اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ (پ ۱۰) اسی کلام پاک میں ہے مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (پ ۱۲) اسی کلام پاک میں ہے وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ (پ ۱۳) اسی کلام پاک میں ہے فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ (پ ۱۴)

ان کے علاوہ بہت سی آیات ہیں جن میں دنیا و آخرت کا مقابلہ کیا گیا ہے۔ اس وقت نہ تو ان کا احصاء مقصود نہ ضرورت۔ نمونہ کے طور پر چند آیات مختصر لکھ دی ہیں اور مختصر ترجمہ

[illegible] کیا بات [illegible] کہ [illegible] قرآن شریف سے ترجمہ دیکھ لیجئے مقصود سب یہی ہے کہ آخرت کے مقابلہ میں جو لوگ دنیا کو ترجیح دیتے ہیں وہ نہایت خسارہ میں ہیں مگر دونوں کو آپ نہیں سنبھال سکتے تو پھر صرف آخرت ہی قابل ترجیح ہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ نے دنیا کی زندگی کو [illegible] نہایت ذلیل یا سخت حقارت [illegible] مگر اس وجہ سے کہ آخرت کی نسبت [illegible] ہے [illegible] اس لیے [illegible] ہے اس کو [illegible] گوارا [illegible] [illegible]۔

[illegible] پر ایک نظر عمیق ڈالیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ شریعت مطہرہ میں ایک ایک چیز کا ضبط ہے۔ اللہ جل شانہٗ نے ایک ایک چیز کو واضح فرما دیا۔ منجملہ ان کے [illegible] اس کا [illegible] شب و روز کے چوبیس گھنٹوں **میں نصف بندہ** کا حق ہے چاہے وہ اس کو اپنی راحت میں خرچ کرے یا طلب معیشت میں، اور نصف اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور آپ کی تجویز کے مطابق دین و دنیا کے ساتھ ساتھ [illegible] یہی ہونا چاہیئے کہ شب و روز میں سے [illegible] اوقات دین کے لیے خرچ ہونا چاہیئے اور [illegible] دنیا کے لیے۔ ورنہ اگر دنیاوی مشاغل [illegible] کے [illegible] راحت بدن کے نصف سے بڑھ گئے تو یقیناً آپ نے دنیا کو ترجیح دیا۔ پس آپ کی تجویز کے مطابق [illegible] یہی ہے کہ شب و روز کے چوبیس گھنٹوں میں سے [illegible] دین کے لیے [illegible] کہ دونوں کا حق [illegible] اور [illegible] ہو کہ دنیا آخرت [illegible] نہیں ہو سکتی [illegible] اس [illegible] سوال کے جواب [illegible] بس اسی مختصر جملہ پر [illegible] حدیث [illegible] تبلیغ [illegible] پیش [illegible] کرتا ہوں [illegible] کے لیے

[illegible]

[illegible] گذشتہ [illegible] حدیث [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] تبلیغ [illegible]

دنیا کو دین پر ترجیح دی جائے، ہر شخص اپنی رائے کو پسند کرے، دوسرے کی نہ سنے۔ اس وقت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسروں کی اصلاح چھوڑ کر یکسوئی کا حکم فرمایا ہے مگر بندہ کے نزدیک ابھی وہ وقت نہیں آیا، اس لیے جو کچھ کرنا ہے کر لو، خدا نہ کرے کہ وہ وقت دیکھنا آنکھوں سے دیکھے کہ اس وقت کسی قسم کی اصلاح ممکن نہ ہوگی۔ نیز ان عیوب سے جن کا ذکر ان حدیث شریف میں وارد ہوا ہے، اہتمام سے بچنا ضروری ہے کہ یہ فتنوں کے دور سے ہیں ان کے بعد سراسر فتنے ہی فتنے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں ان کو ہلاک کر دینے والی چیزوں میں شمار کیا ہے۔

اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ

فصل ثالث

اس میں ایک خاص مضمون پر تنبیہ مقصود ہے، وہ یہ کہ جس طرح اس زمانہ میں نفس تبلیغ کو بالکل چھوڑ رکھا ہے اور عام طور پر لوگ اس سے بہت زیادہ غافل ہو رہے ہیں، اسی طرح عمل کرنے والوں میں ایک خاص مرض یہ ہے کہ جب وہ کسی دینی منصب تقریر، تحریر، تعلیم، تبلیغ وغیرہ پر متمکن ہوتے ہیں تو دوسروں کی فکر میں ایسے منہمک ہو جاتے ہیں کہ اپنے سے غافل ہو جاتے ہیں، حالانکہ جس قدر دوسروں کی اصلاح کی ضرورت ہے، اس سے بہت زیادہ اپنی اصلاح کی ضرورت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد مواقع پر بہت زیادہ اہتمام سے تنبیہ فرمائی ہے کہ دوسروں کو نصیحت کرنا اور خود عمل نہ کرنا سخت ہے۔ آپ نے شب معراج میں ایسے لوگ دیکھے جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کترے جاتے تھے۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت جبرئیل نے عرض کیا کہ یہ

کہا یہ آپ کی امت کے واعظ و مقرر ہیں کہ دوسروں کو نصیحت کرتے تھے خود اس پر عمل نہیں کرتے تھے۔ (مشکوٰۃ شریف) ایک حدیث میں وارد ہے کہ اہل جنت کے چند لوگ بعض اہل جہنم سے دریافت کریں گے کہ تم یہاں کیسے پہنچ گئے ہم تو جنت میں تمہاری ہی بتائی باتوں پر عمل کرنے کی بدولت پہنچے ہیں۔ وہ کہیں گے کہ ہم تم کو تو کہتے تھے مگر خود عمل نہیں کرتے تھے۔ ایک دوسری حدیث میں وارد ہے کہ بدکار قراء (علماء) کی طرف عذاب جہنم زیادہ سرعت سے چلے گا، وہ اس پر تعجب کریں گے کہ بت پرستوں سے بھی پہلے ان کو عذاب دیا جاتا ہے تو جواب ملے گا کہ جان کر گناہ کرنا کسی بے خبر کے انجان ہو کر کرنے کے برابر نہیں ہو سکتا۔

مشائخ نے لکھا ہے کہ اس شخص کا وعظ نافع نہیں ہوتا جو خود عامل نہیں ہوتا یہی وجہ ہے کہ آج تبلیغ ہو رہی ہے وعظ و تقریریں ہوتی رہتی ہیں مگر ساری بے اثر، مختلف زبانوں کی تحریرات و رسائل شائع ہوتے رہتے ہیں مگر سب بے سود۔ حق تعالیٰ جل شانہ کا ارشاد ہے۔

اَتَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ؀	کیا تم حکم کرتے ہو لوگوں کو نیک کام کا اور بھولتے ہو اپنے آپ کو حالانکہ تم پڑھتے ہو کتاب کیا تم سمجھتے نہیں (ترجمہ شیخ الہند)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

لَا تَزُوْلُ قَدَمَا عَبْدٍ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حَتّٰى يُسْئَلَ عَنْ اَرْبَعٍ عَنْ عُمُرِهٖ فِيْمَ اَفْنَاهُ وَعَنْ شَبَابِهٖ فِيْمَ اَبْلَاهُ وَعَنْ مَالِهٖ مِنْ اَيْنَ اكْتَسَبَهٗ وَفِيْمَ اَنْفَقَهٗ وَعَنْ عِلْمِهٖ مَاذَا عَمِلَ کذا فی الترغیب عن البیہقی وغیرہ	قیامت میں آدمی کے قدم اس وقت تک اپنی جگہ سے نہیں ہٹ سکتے جب تک چار سوال نہ کر لیے جاویں، عمر کس مشغلہ میں ختم کی، جوانی کس کام میں خرچ کی، مال کس طرح کمایا اور کس مصرف میں خرچ کیا، اپنے علم پر کیا عمل کیا۔

حضرت ابو الدرداءؓ جو ایک جلیل القدر صحابی ہیں، فرماتے ہیں کہ مجھے سب سے زیادہ اس بات کا خوف ہے کہ قیامت کے دن مجھ سے یہ سوال نہ ہو جائے کہ جتنا علم حاصل کیا تھا اس پر کیا عمل کیا۔ [illegible] نے [illegible] سے دریافت کیا کہ بدترین لوگ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ [illegible] کرتے [illegible] باتیں [illegible]،

بدترین خلائق بدترین تمام ہیں۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ علم دو طرح کا ہوتا ہے ایک وہ جو صرف زبان پر ہو وہ حق تعالیٰ کا الزام ہے اور گویا اس علم پر حجت تامہ ہے۔ دوسرے وہ علم ہے جو دل پر اثر کرے وہ علم نافع ہے۔ حاصل یہ ہے کہ علوم ظاہری کے ساتھ علوم باطنی بھی حاصل کرے تاکہ علم کے ساتھ نسبت بھی منعقد ہو سکے ورنہ اگر دل میں اس کا اثر نہ ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی حجت ہوگا اور قیامت کے دن اس پر مواخذہ ہوگا کہ اس علم پر کیا عمل کیا اور بھی بہت سی روایات میں اس پر سخت سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ اس لیے میری درخواست ہے کہ مشتغلین حضرات اپنی اصلاح ظاہر و باطن کی بہت فکر کریں مبادا ان وعیدوں میں داخل ہو جائیں۔ اللہ جل جلالہ وعم نوالہ اپنی رحمت واسعہ کے طفیل اس سیہ کار کو بھی اصلاح ظاہر و باطن کی توفیق عطا فرماویں کہ اپنے سے زیادہ نااہل کسی کو بھی نہیں پاتا۔ اِلَّا اَنْ يَّتَغَمَّدَنِیَ اللّٰهُ بِرَحْمَتِهِ الْوَاسِعَةِ

فصل رابع

یہاں ایک نہایت اہم امر کی طرف حضرات مبلغین کی توجہ مبذول کرانا مقصود ہے جو نہایت ہی اہم ہے۔ وہ یہ کہ تبلیغ میں بسا اوقات تحقیر کی بے احتیاطی سے تبلیغ کے ساتھ ان کی ہتک شان ہوتا ہے اس لیے بہت ضروری ہے کہ احتیاط کے ہر پہلو کا لحاظ رکھا جائے بہت سے لوگ تبلیغ کے جوش میں اس کی پروا نہیں کرتے کہ ایک مسلمان کی پردہ دری ہو رہی ہے حالانکہ ہر مسلم ایک عظیم الشان قیمتی شے ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

مَنْ سَتَرَ عَوْرَةَ اَخِیْهِ الْمُسْلِمِ	جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے
سَتَرَهُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ	اللہ جل شانہ دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ

وَاللّٰہُ فِیْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا کَانَ الْعَبْدُ فِیْ عَوْنِ اَخِیْہِ رواہ مسلم وابوداؤد وغیرھما کذا فی الترغیب

پوشی فرماتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ بندہ کی مدد فرماتے ہیں جب تک وہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہے۔

[illegible]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَرَفَعَہٗ مَنْ سَتَرَ عَوْرَۃَ اَخِیْہِ الْمُسْلِمِ سَتَرَ اللّٰہُ عَوْرَتَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَمَنْ کَشَفَ عَوْرَۃَ اَخِیْہِ الْمُسْلِمِ کَشَفَ اللّٰہُ عَوْرَتَہٗ حَتّٰی یَفْضَحَہٗ بِھَا فِیْ بَیْتِہٖ باسناد رواہ ابن ماجۃ ترغیب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے حق جل شانہ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا اور جو شخص کسی مسلمان کی پردہ دری کرتا ہے، اللہ جل شانہ اس کی پردہ دری کرتا ہے حتیٰ کہ گھر بیٹھے اس کو رسوا کر دیتا ہے۔

اور بھی بہت سی روایات میں اس قسم کا مضمون وارد ہوا ہے۔ اس لئے مبلغین حضرات کو مسلمانوں کی پردہ پوشی کا اہتمام بھی نہایت ضروری ہے اور اس سے زیادہ بڑھ کر اس کی آبرو کی حفاظت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص ایسے وقت میں مسلمان کی مدد نہ کرے کہ اس کی آبروریزی ہو رہی ہو تو اللہ جل شانہ اس کی مدد سے ایسے وقت میں اعراض فرماتے ہیں جبکہ وہ مدد کا محتاج ہو۔ ایک دوسری حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ بدترین سود مسلمان کی آبروریزی ہے۔

اور بھی بہت سی روایات میں مسلمان کی آبروریزی پر بہت سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ اس لئے بہت ضروری ہے کہ مبلغین حضرات اس کا بہت زیادہ اہتمام رکھیں کہ کسی مخفی منکر کے بیان کرنے سے پردہ دری نہ ہو۔ جو منکر مخفی طور سے معلوم ہو اس پر مخفی انکار ہو اور جو علانیہ کیا جائے اس پر علانیہ انکار ہونا چاہئے نیز انکار میں بھی اس کا لحاظ رہے کہ اس کی آبرو کی حتی الوسع حفاظت کرنی چاہئے مبادا اس کی پردہ دری اور بدمزگی ہو جائے۔ جس میں یہ بات کہ منکر پر انکار ضرور کیا جائے اس پر تو وعیدیں بھی بہت سخت ہیں مگر اس میں اس کی آبرو کی بھی حتی الوسع حفاظت کا اہتمام کیا جائے جس کی صورت یہ ہے کہ نصیحت ہو تو علانیہ نہ ہو بلکہ جہاں تک ہو سکے خفیہ طور سے کی جائے۔ لیکن

جس منکر کو کرنے والے کی ذلت سے اشاعت ہو اس پر انکار کرنے میں اپنی طرف سے کوئی ایسی صورت اختیار نہ کی جائے جس سے اس کا افشا ہو نیز یہ بھی آداب تبلیغ میں سے ہے کہ نرمی اختیار کی جائے۔ مامون الرشید خلیفہ کو کسی شخص نے سخت کلامی سے نصیحت کی انھوں نے فرمایا نرمی سے کہو اس لئے کہ اللہ جل شانہ نے تم سے بہتر یعنی حضرت موسیٰ حضرت ہارون علیہما الصلوٰۃ والسلام کو مجھ سے بدتر یعنی فرعون کی طرف بھیجا تو فرمایا فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ اس سے نرم گفتگو کرو کہ شاید وہ نصیحت قبول کرلے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک جوان حاضر ہوا اور درخواست کی کہ مجھے زنا کی اجازت دے دیجئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اس کی تاب نہ لاسکے اور ادھر ادھر سے شور شروع فرمادیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سائل سے فرمایا قریب ہو جاؤ۔ اور پھر فرمایا کیا تو یہ پسند کرے کہ کوئی تیری ماں کے ساتھ زنا کرے۔ کہا میں آپ پر قربان۔ یہ میں ہرگز نہیں چاہتا۔ فرمایا اسی طرح اور لوگ بھی نہیں چاہتے کہ ان کی ماؤں کے ساتھ زنا کیا جائے۔ پھر فرمایا کیا تو پسند کرتا ہے کہ کوئی تیری بیٹی سے زنا کرے۔ عرض کیا کہ میں آپ پر قربان میں نہیں چاہتا۔ فرمایا اسی طرح اور لوگ بھی نہیں چاہتے کہ ان کی بیٹیوں کے ساتھ زنا کیا جائے۔ غرض اسی طرح بہن خالہ پھوپھی کا پوچھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک اس شخص کے سینہ پر رکھ کر دعا فرمائی کہ یا اللہ اس کے دل کو پاک کر، اور گناہ کو معاف فرما اور شرمگاہ کو معصیت سے محفوظ فرما۔ راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد سے زنا کے برابر کوئی چیز اس شخص کے نزدیک مبغوض نہ تھی [illegible] ہے۔ دوا سے النصیحت سے۔ نرمی سے گفتگو کرنے [illegible] جگہ [illegible] میں اپنے لئے کیا صورت پسند کرتا کہ لوگ مجھ کو اس صورت سے نصیحت کریں۔

فصل خامس

مبلغین کی خدمت میں ایک ضروری درخواست یہ ہے کہ اپنی تقریر یا تحریر کے خلوص نیت کے ساتھ مشقت فرماویں کیونکہ اخلاص کے ساتھ تھوڑا سا عمل بھی دینی اور دنیوی ثمرات کے اعتبار سے بہت کچھ ہوتا ہے اور بغیر اخلاص کے نہ دنیا میں اس کا کوئی ثمرہ نہ آخرت میں کوئی اجر۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَ
اَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ يَّنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَ
اَعْمَالِكُمْ (مشکوٰۃ عن مسلم)

حق تعالیٰ شانہ تمہاری صورتوں اور تمہارے
مالوں کو نہیں دیکھتے بلکہ تمہارے دلوں کو
اور اعمال کو دیکھتے ہیں۔

ایک اور حدیث میں وارد ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ ایمان کیا چیز ہے حضور نے فرمایا کہ اخلاص۔ ترغیب نے مختلف روایات میں یہ مضمون ذکر کیا ہے۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ حضرت معاذ کو جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن میں حاکم بنا کر بھیجا انہوں نے درخواست کی کہ کچھ وصیت فرما دیجیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دین میں اخلاص کا اہتمام رکھنا کہ اخلاص کے ساتھ تھوڑا عمل بھی کافی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ شانہ صرف اسی عمل کو قبول فرماتے ہیں جو خالص انہیں کے لیے کیا گیا ہو۔ ایک اور حدیث میں ارشاد ہے قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَا اَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا اَشْرَكَ فِيْهِ مَعِيْ غَيْرِيْ تَرَكْتُهٗ وَشِرْكَهٗ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَاَنَا مِنْهُ بَرِيْءٌ هُوَ لِلَّذِيْ عَمِلَهٗ (مشکوٰۃ عن مسلم) ترجمہ: حق سبحانہ و تقدس کا ارشاد ہے کہ میں سب شرکا کی شرکت سے بہت زیادہ بے نیاز ہوں جو شخص [illegible] شرکت [illegible] غیر کی شرکت ہے [illegible] شامل کرنے والا [illegible] اس کے شریک کے حوالہ کر دیتا ہوں

دوسری روایت میں ہے کہ میں اس سے بری ہوجاتا ہوں۔ ایک دوسری حدیث میں وارد ہے کہ قیامت کے دن میدان حشر میں ایک منادی آواز دے گا کہ جس شخص نے کسی عمل میں دوسرے کو شریک کیا ہو وہ اپنا ثواب اسی سے لے۔ حق تعالیٰ سب شرکاء میں شرکت سے بہت زیادہ بے نیاز ہے۔ ایک اور حدیث میں وارد ہے۔

مَنْ صَلّٰی یُرَائِیْ فَقَدْ اَشْرَکَ وَمَنْ صَامَ یُرَائِیْ فَقَدْ اَشْرَکَ وَمَنْ تَصَدَّقَ یُرَائِیْ فَقَدْ اَشْرَکَ (مشکوٰۃ عن احمد)

جو شخص ریاکاری سے نماز پڑھتا ہے وہ مشرک ہوتا ہے اور جو شخص ریاکاری سے روزہ رکھتا ہے وہ مشرک ہوجاتا ہے جو شخص ریاکاری سے صدقہ دیتا ہے وہ مشرک ہوتا ہے۔

شرک ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ دوسرے لوگوں کو بھی اس عمل کے لیے یہ عمل کرنے میں حق تعالیٰ کا شریک بناتا ہے۔ اس حالت میں یہ عمل اللہ تعالیٰ کے لیے نہیں رہتے بلکہ ان لوگوں کے لیے ہوجاتے ہیں جن کو دکھانے کے لیے کیے جاتے ہیں۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے۔

اِنَّ اَوَّلَ النَّاسِ یُقْضٰی عَلَیْهِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ رَجُلٌ اُسْتُشْهِدَ فَاُتِیَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعْمَتَهٗ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِیْهَا قَالَ قَاتَلْتُ فِیْكَ حَتّٰی اسْتُشْهِدْتُ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِاَنْ یُّقَالَ جَرِیْءٌ فَقَدْ قِیْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰی وَجْهِهٖ حَتّٰی اُلْقِیَ فِی النَّارِ وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهٗ وَقَرَاَ الْقُرْاٰنَ فَاُتِیَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِیْهَا قَالَ تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ

قیامت کے دن سب سے اول جن لوگوں کا فیصلہ ہوگا ان میں سے ایک شہید ہوگا جس کو بلا کر اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں جتلائیں گے وہ ان سب نعمتوں کا اقرار کرے گا اس کے بعد سوال کیا جائے گا کہ ان نعمتوں سے کیا کام لیا وہ عرض کرے گا کہ تیری رضا کے لیے جہاد کیا حتیٰ کہ شہید ہوگیا۔ ارشاد ہوگا کہ غلط ہے بلکہ اس لیے کیا تھا کہ لوگ بہادر کہیں سو وہ کہا جاچکا۔ پھر حکم ہوگا کہ منہ کے بل گھسیٹ کر ڈال دیا جائے گا۔ اس کے بعد ایک عالم لایا جائے گا

وَعَلَّمْتُهُ وَقَرَأْتُ فِيكَ الْقُرْآنَ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالَ إِنَّكَ عَالِمٌ وَقَرَأْتَ الْقُرْآنَ لِيُقَالَ هُوَ قَارِئٌ فَقَدْ قِيلَ ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ حَتّٰى أُلْقِيَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَأَعْطَاهُ مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ كُلِّهِ فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا قَالَ مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيلٍ تُحِبُّ أَنْ يُنْفَقَ فِيهَا إِلَّا أَنْفَقْتُ فِيهَا لَكَ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ هُوَ جَوَادٌ فَقَدْ قِيلَ ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ ثُمَّ أُلْقِيَ فِي النَّارِ (مشکوٰۃ عن مسلم)

[illegible] اور جو شخص [illegible]

[illegible]

[illegible] شہرت عزت [illegible]

فصل سادس

نیز عامۂ مسلمین کو ایک خاص امر کی طرف متوجہ کرنا ہے وہ یہ کہ اس زمانہ میں علماء کی طرف سے بدگمانی ہے تو تھی ہی نہیں بلکہ مقابلہ اور تحقیر کی صورتیں بالعموم اختیار کی جا رہی ہیں۔ یہ امر دین کے لحاظ سے نہایت ہی سخت خطرناک ہے۔ اس میں ذرا شک نہیں کہ دنیا کی ہر جماعت میں جس طرح بھلے بُرے بھی ہوتے ہیں علماء کی جماعت میں بھی اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ جھوٹے اہل بھی شامل ہیں اور علماء سوء، علماء رشد میں مخلوط ہیں مگر پھر بھی وہ طریقہ جو حدیث ۱۷ کے ذیل میں ہے کہ جب تک کسی شخص کا عالم سوء ہونا محقق نہ ہو جائے اس پر ہرگز کوئی حکم نہ لگا دینا چاہیے۔ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا ۝ ترجمہ: اور جس بات کی تجھ کو تحقیق نہ ہو اس پر عملدرآمد نہ کیا کر، کان اور آنکھ اور دل ہر شخص سے ان سب کی پوچھ ہوگی۔ ایسی صورت میں محض اس بدگمانی پر کہ شاید یہ علماء سوء میں ہو، اس کی بات کو بلا تحقیق رد کر دینا تو اور بھی زیادہ ظلم ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں اس قدر احتیاط فرمائی ہے کہ یہود اور نصاریٰ کے مذہب کی باتیں نقل کر کے سناتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ نہ ان کی تصدیق کیا کرو نہ تکذیب بلکہ یہ کہہ دیا کرو کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ نازل فرمایا ہے سب پر ہمارا ایمان ہے۔ یعنی یہ کافروں کی نقل کے متعلق بھی بلا تحقیق تصدیق و تکذیب سے روک دیا لیکن ہم لوگوں کی یہ حالت ہے کہ جب کوئی شخص کسی قسم کی بات ہماری رائے کے خلاف کہتا ہے تو اس کی بات کی تحقیق کرنے کے بجائے کہنے والے کی ذات پر حملے کئے جانے لگتے ہیں گو اس کا اہل حق ہونا ہی محقق ہو۔

دوسرا امر اس کے ساتھ یہ ہے کہ حقانی علماء، رشد و ہدایت کی نعمت سے خالی نہیں صورت حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نیابت ہے، اس لئے ان کی ناخوشی، گو بہ تقاضائے بشریت ہو، دنیاوی امور میں ہو بہت ہی سخت ہے اور اللہ تعالیٰ سے اس کا معاملہ جیسے مقبولین بارگاہ کا ہوتا ہے بلکہ اکثر ایسا ہے کہ ان کی ناخوشی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بن جاتی ہے

تو چاہیے کہ ان علوم سے جو ... کو دوبارہ چھوڑ کر قرآن کے پڑھنے میں مشغول ہو جائے اور ... [illegible]

... [illegible] اور ... [illegible] اللہ جل جلالہ کے برابر تو کوئی ... ہو ہی نہیں سکتا ...

... [illegible] ... کی وجہ سے ... لوگوں

... [illegible] ... کی کوشش کر لوگوں کے لیے ... [illegible] اور

... [illegible] ... چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

إنّ من إجلال الله	بیشک خدا کی بزرگی میں داخل ہے
إكرامَ ذي الشيبة المسلم	ہے ایک بوڑھے مسلمان کی ... اور اس
وحاملِ القرآن غيرِ الغالي	حافظ قرآن کی جو افراط ... سے
فيه ولا الجافي عنه وإكرامَ	خالی ہو اور بادشاہ منصف کی
ذي السلطان المقسط .	

أخرجه أبو داود

دوسری حدیث میں یہ ہے :

ليس منّا من لم يُجلّ	وہ شخص ہم میں سے نہیں جو ہمارے بڑوں
كبيرنا ويرحم صغيرنا ويعرف	... [illegible] ...
لعالمنا حقّه	... [illegible] ...
مسند احمد	... [illegible] ...

ایک اور حدیث میں وارد ہے :

عن أبي أمامة عن رسول الله	... [illegible] ...
قال ثلاثة لا يستخفّ	تین شخص ایسے ہیں جن کے حق ...
بحقّهم إلا منافق ذو الشيبة	... [illegible] ...
في الإسلام وذو العلم وإمام مقسط	... [illegible] ... منافق
أخرجه الطبراني	... [illegible] ...

... [illegible] ... کہ ... اپنی ... سب

چیزوں سے زیادہ ان چیزوں کا خوف ہے، ایک یہ کہ ان پر دنیاوی فتوحات زیادہ ہونے لگیں جس کی وجہ سے ایک دوسرے سے حسد پیدا ہونے لگے، دوسرے یہ کہ قرآن شریف ایسی عام ہو جائے کہ ہر شخص اس کا مطلب سمجھنے کی کوشش کرنے لگے حالانکہ اس کے معانی اور مطالب بہت سے ایسے بھی ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں سمجھ سکتا اور جو لوگ علم میں پختہ کار ہیں وہ بھی یوں کہتے ہیں کہ ہم اس پر یقین رکھتے ہیں سب ہمارے پروردگار کی طرف سے ہے (آیت والراسخون فی العلم) یعنی علم میں پختہ کار لوگ بھی تصدیق کے سوا آگے بڑھنے کی جرأت نہیں کرتے تو عوام کو جہاں وہ ہر کا کیا حق ہے، تیسرے یہ کہ عالم کی حق تلفی کی جائے اور ان کے ساتھ بے پروائی کا معاملہ کیا جائے۔ ترغیب میں اس حدیث کو بروایت طبرانی ذکر کیا ہے اور اس قسم کی روایات کثرت سے حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں۔

اس قسم کے فتنے اس زمانہ میں علما اور علوم دینیہ کے متعلق کثرت سے شائع کیے جاتے ہیں فتاوی و مسائل میں بھی باتیں ہیں جن سے اکثر حضرات ناواقف ہیں بالخصوص وہ لوگ جن کو واقفیت سے اس کثرت سے غافل ہیں اس لیے نہایت ضروری ہے کہ اس فتنہ سے بالخصوص احتیاط کرنے میں بہت زیادہ اہتمام کیا جائے۔ بعض لوگ ان کی بیہودہ گوئی کا اس وقت وجود ہی نہیں رہا اور یہ سب [illegible] پر [illegible] کا حذف کیا جا سکتا ہے [illegible] میں [illegible] آپ حضرت کی [illegible] سے [illegible] نہیں ہو سکتی [illegible] حالت میں عام دنیا پر فرض ہو جاتا ہے کہ [illegible] کی ہیبت [illegible] پیدا کی جائے [illegible] اس بات کا [illegible] ہے۔ اگر ایک جماعت اس کے لیے موجود ہے تو [illegible] سے ساقط ہے ورنہ [illegible] گنہگار ہے۔

ایک [illegible] یہ ہے کہ [illegible] اختلاف [illegible] کو تبدیل [illegible] ممکن [illegible] حقیقت یہ ہے کہ [illegible] نہیں [illegible] ہے۔

حضور اقدس [illegible] حضرت ابو درداءؓ [illegible] وسلم [illegible] اس وقت [illegible] ہے

حضرت عمرؓ بھی ادھر سے لوٹتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ اپنے آپ کو حضورؐ کا قاصد بتاتے ہیں لیکن پھر بھی اس زور سے ان کے سینہ پر دونوں ہاتھ مارتے ہیں کہ وہ پیچھے سرینوں کے بل زمین پر گر پڑتے ہیں مگر حضرت عمرؓ کے خلاف نہ کوئی شکوہ ہوتا ہے نہ کوئی جلسہ ہو کر احتجاجی ریزولیوشن پاس ہوتا ہے۔

حضرات صحابہ کرامؓ میں ہزاروں مسئلے مختلف فیہا تھے، ائمہ اربعہ کے یہاں تو شاید فقہ کی کوئی جزئی ہو جو مختلف فیہ نہ ہو، چار رکعت نماز میں نیت باندھنے سے سلام پھیرنے تک تقریباً دو سو مسئلے ائمہ اربعہ کے یہاں ایسے مختلف فیہ ہیں جو جلدی سے ناقص نظر کے سامنے بھی گذرے ہیں اور اس سے زیادہ نامعلوم کتنے ہوں گے [illegible] رفع یدین اور آمین بالجہر وغیرہ دو تین مسئلوں کے سوا کانوں میں نہ پڑے ہوں گے نہ ان کے متعلق اشتہارات و پوسٹروں پر جھگڑے نہ جلسے و مناظرے ہوتے دیکھے ہوں گے [illegible] کون سے مسائل [illegible] ہیں [illegible] اختلاف ضرور ہے اور یہ بھی ضرور ہے جب کوئی امام کسی شرعی دلیل سے کوئی فتویٰ دے گا، دوسرے کے نزدیک اگر وہ تحقیق نہیں تو [illegible] خلاف کرنے پر مجبور ہے، اگر خلاف نہ کرے تو اپنی دیانت [illegible]

حقیقت یہ ہے کہ [illegible]

[illegible] اختلاف ہوتا ہے [illegible]

فصل سابع

گویا بمنزلہ فصل و تکملہ اور تتمہ ہے ان دین ناصرین کی خدمات عالیہ میں ایک اہم درخواست ہے وہ یہ کہ اللہ والوں کے تذکرہ اور ان کی خدمت میں کثرت سے حاضری، دینی امور میں تقویت اور برکت کا سبب ہوتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى مِلَاكِ هٰذَا	کیا تجھے دین کی نہایت تقویت دینے
الْاَمْرِ الَّذِىْ تُصِيْبُ بِهٖ خَيْرَ الدُّنْيَا	والی چیز بتاؤں جس سے تو دین و دنیا
وَالْاٰخِرَةِ عَلَيْكَ بِمَجَالِسِ اَهْلِ	دونوں کی فلاح کو پہنچے وہ اللہ کے
الذِّكْرِ الْحَدِيْثَ	یاد کرنے والوں کی مجلس ہے اور جب تو
مشکوٰۃ صفحہ	تنہا ہوا کرے تو خود ذکر اللہ کیا کرے

رطبُ اللسان بذکر

اس کی تحقیق بعض حضرات نے یہ کی ہے کہ اہل اللہ کی صحبت سے محبت پیدا ہوتی ہے اور اتباع محبت سے کامل ہوتا ہے اور محبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے پیدا ہوتی ہے جیسا کہ اللہ جل شانہ نے اپنے کلام پاک میں ارشاد فرمایا ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ	آپ فرما دیجئے اگر تم خدا تعالیٰ
فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ	سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میرا اتباع کرو
اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ	خدا تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے
وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝	اور تمہارے سب گناہوں کو معاف کر
(پ ۳ رکوع ۲)	دیں گے اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہیں[1]

لہٰذا جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل متبع ہو وہ یقیناً محبوب ہے اور جو شخص متبع

---

[1] بیان القرآن

سنت سے جس قدر دُور ہو وہ قرب نہیں ہے اسی قدر دوستی میں نقص ہے۔ کہا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے محبت کا دعویٰ کرے اور سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے وہ جھوٹا ہے اس لیے کہ قاعدہ محبت اور قانونِ عشق ہے کہ جس سے کسی کو محبت ہوتی ہے اس کے گھر سے در و دیوار سے بھی محبت ہو جاتی ہے حتیٰ کہ اس کے کتّے سے، اس کے گدھے سے بھی محبت ہوتی ہے ؎

امر علی الدیار دیار لیلیٰ　　　اقبل ذا الجدار و ذا الجدارا
وما حب الدیار شغفن قلبی　　　ولکن حب من سکن الدیارا

ترجمہ: کہتا ہے کہ جب لیلیٰ کے شہر پر گزرتا ہوں تو اس دیوار کو اور اس دیوار کو پیار کرتا ہوں کیونکہ ان مکانوں کی محبت نے میرے دل کو فریفتہ نہیں کیا ہے بلکہ ان لوگوں کی محبت کی وجہ سے جو ان شہروں کے رہنے والے ہیں۔

دُوسرا شاعر کہتا ہے۔

تعصی الالٰہ وانت تظہر حبہ　　　وہذا لعمری فی الفعال بدیع
لو کان حبک صادقا لاطعتہ　　　ان المحب لمن یحب مطیع

ترجمہ: تو اللہ کی محبت کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کی نافرمانی کرتا ہے۔ اگر تو اپنے دعویٰ میں سچا ہوتا تو فرمانبرداری کرتا، اس لیے کہ عاشق ہمیشہ معشوق کا تابعدار ہوتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری تمام امت جنت میں داخل ہوگی مگر جس نے انکار کیا۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ انکار کس نے کیا؟ آپ نے فرمایا کہ جو شخص میری اطاعت کرے وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو نافرمانی کرے وہ انکار کرنے والا ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا کہ اس کی خواہش اس دین کے تابع نہ ہو جائے جس کو میں لے کر آیا ہوں ؎

جب یہ بات ثابت ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کی بہبودی کے دعوے دار اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے بے بہرہ ہوں، تو بات کو اثر کیوں

؎ مشکوٰۃ

کے سامنے یہ کہہ دینا کہ سنت کے خلاف ہے حضور صلعم کے طریقہ کے خلاف ہے گویا پتھر مار دینا ہے۔

خلاف پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

پیمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طریقہ کے خلاف جو شخص بھی کوئی راستہ اختیار کرے گا کبھی بھی منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا، منجملہ اس تحقیق کے بندہ کے نزدیک اہل اللہ حضرات سے ہے۔ اس کے ساتھ ربط کا بڑھنا، ان کی خدمت میں کثرت سے حاضر ہونا، ان کے علوم سے منتفع ہونا، دین کی ترقی کا سبب ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا امر بھی ہے

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جب تم جنت کے باغوں میں گذرا کرو تو چرا کرو۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت کے باغ کیا چیز ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علمی مجالس۔

دوسری حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ علماء کی خدمت میں بیٹھنے کو لازم پکڑو اور حکماء کے ارشادات کو غور سے سنا کرو کہ حق تعالیٰ شانہ حکمت کے نور سے مردہ دلوں کو ایسے زندہ فرماتے ہیں جیسے مردہ زمین کو موسلا دھار بارش سے، اور حکماء دین کے جاننے والے ہی ہیں، نہ کہ دوسرے اشخاص۔

ایک اور حدیث میں وارد ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے دریافت کیا کہ بہترین ہمنشین ہم لوگوں کے واسطے کون شخص ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے دیکھنے سے خدا کی یاد پیدا ہو، جس کی بات سے علم میں ترقی ہو، جس کے عمل سے آخرت یاد آجائے۔ ترغیب میں ان روایات کو ذکر کیا ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ اللہ کے بہترین بندے وہ لوگ ہیں جن کو دیکھ کر خدا یاد آجائے۔ خود حق سبحانہٗ وتقدس کا ارشاد ہے

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا
اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور

مع الصادقین ۔ (رکوع ۲) سچوں کے ساتھ رہو۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ سچوں سے مراد اس جگہ مشائخ صوفیہ ہیں جب کوئی شخص ان کی [illegible] میں داخل ہوتا ہے تو ان کی تربیت اور توجہ کی بدولت بڑے بڑے مراتب تک ترقی کر جاتا ہے۔

شیخ اکبرؒ تحریر فرماتے ہیں کہ اگر تیرے عمل سے [illegible] ترقی کے باب نہیں [illegible] نفس کی خواہشات سے [illegible] نہیں کر سکتا [illegible] جب تجھ کو [illegible] شخص مل جائے [illegible] اس کی خدمت گزاری کر اور اس کے ساتھ مردہ بدست زندہ [illegible] تیری کوئی خواہش نہ رہے اس کے [illegible] میں جلدی کر اور جس چیز سے روکے اس سے [illegible] کا [illegible] اس کے [illegible] شیخ کامل کی تلاش میں سعی کر تاکہ تیری ذات [illegible]۔

[illegible]

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ اللہ کی یاد کرنے والی جماعت کے لوگوں کو [illegible] ایک پکارنے والا آواز دیتا ہے کہ [illegible] تمہاری [illegible] دوسری جگہ ارشاد ہے کہ جن مجلسوں میں [illegible] قیامت کے دن [illegible] حسرت ہوگی۔

[illegible]

[illegible]

جب اس کی صوت و صورت سے محرومی تو بہتر ہے
میرے کانوں کا کر ہونا، اور آنکھیں کور ہو جاتی

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جن مجلس میں اللہ تعالیٰ کی یاد ہوتی ہے وہ آسمان والوں کے نزدیک ایسی چمکتی ہیں جیسے کہ زمین والوں کے نزدیک ستارے۔

حضرت ابوہریرہؓ ایک مرتبہ بازار میں تشریف لے گئے اور لوگوں کو خطاب کر کے فرمایا کہ تم لوگ یہاں بیٹھے ہو اور مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث تقسیم ہو رہی ہے، لوگ دوڑے ہوئے آئے، وہاں کچھ بھی تقسیم نہ ہو رہا تھا، واپس ہو کر عرض کیا کہ وہاں تو کچھ نہیں، آپؓ نے پوچھا کہ آخر کیا ہو رہا تھا، لوگوں نے کہا کہ چند لوگ اللہ کے ذکر میں مشغول تھے اور کچھ تلاوت میں، انہوں نے کہا کہ یہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث ہے۔

امام غزالیؒ نے اسی نوع کی روایات بکثرت ذکر فرمائی ہیں، اس سب کے بعد یہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے حکم ہے:

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ	اور آپ اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ مقید
رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ	رکھا کیجئے جو صبح شام اپنے رب کی عبادت محض
وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ	اس کی رضا جوئی کے لیے کرتے ہیں اور دنیوی زندگی
تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا	کی رونق کے خیال سے آپ کی آنکھیں ان سے
وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ	ہٹنے نہ پاویں اور ایسے شخص کا کہنا نہ مانیں جس کے
ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ	قلب کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر رکھا ہے اور
اَمْرُهٗ فُرُطًا (کہف پارہ ۱۵ رکوع ۱۶)	وہ اپنی نفسانی خواہش پر چلتا ہے اور اس کا حال حد سے بڑھ گیا ہے

متعدد روایات میں وارد ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ جل جلالہ کا اس پر شکر ادا فرمایا کرتے تھے کہ میری امت میں ایسے لوگ پیدا فرمائے جن کی مجلس میں اپنے آپ کو روکنے کا مجھے حکم ہوا، اور اسی آیت شریفہ میں دوسرا جزو غفلت کا بھی ذکر ہے، فرمایا گیا ہے کہ جن کے قلوب اللہ کی یاد سے غافل ہیں، اپنی خواہشات کا اتباع کرتے ہیں، حدود سے بڑھ جاتے ہیں ان کے اتباع سے روک دیا گیا ہے۔

اب وہ حضرات جو ہر قول و فعل میں دین و دنیا کے کاموں میں کتاب و سنت کو مشعلِ راہ بنا تے ہیں شکر کے مستحق ہیں کہ ہر قول و فعل پر سو حسنات کے شاہد ہیں [illegible] جاری رہتے ہیں۔

ترسم نہ رسی بکعبہ اے اعرابی کیں رہ کہ تو میروی بترکستان است

ما از نصیحت پیرو کردیم
ما بلاغ کردیم و رفتیم

وَمَا عَلَی الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغ

تمت بالخیر

[illegible]

[illegible]

موت کا منظر مع مرنے کے بعد کیا ہوگا؟

اردو میں

[illegible]

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

فضائل صدقات

حصہ اول، دوم

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب

خواجہ محمد اسلم

ادارہ اشاعت دینیات انارکلی لاہور

[illegible]

فضائل ذکر

مصنفہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب

[illegible]

فہرست مضامین

نمبر حدیث	مضمون	صفحہ	نمبر حدیث	مضمون	صفحہ
	تمہید	۵	۱۲	خواب قبر سے ذکر کی حفاظت	۴۵
	باب اول	۶	۱۳	ذاکرین نور کے منبروں پر	۴۸
	فضائل ذکر	۶	۱۴	ذکر کی مجلسیں جنت کے باغ ہیں	۵۱
	فصل اول	۷	۱۵	شیطان کے وسوسہ [illegible]	۵۲
	آیات ذکر	۸	۱۶	اتنا ذکر کیا کرو کہ مجنون کہیں	۵۲
	فصل ثانی	۲۲	۱۷	[illegible] پر نصائح	۵۵
	احادیث ذکر		۱۸	ذاکر قیامت میں عرش کے سایہ میں	۵۶
۱	اللہ کے ساتھ نیک گمان	۲۲	۱۹	حضور اکرم ہر وقت اللہ	۵۹
۲	اللہ جل شانہ ذاکر کے ساتھ ہیں	۲۳		کا ذکر کرتے تھے	
۳	آدمی افضل ہے یا فرشتہ	۲۵	۲۰	غزوہ ذکر کی مراتب	۶۱
۴	ذکر کے ساتھ رطب اللسان رہنے کی تاکید	۲۶	۲۱	حضور اکرم کو ذاکرین کے پاس بیٹھنے	۶۲
۵	بہترین اعمال اللہ کا ذکر ہے	۲۸		کا حکم	
۶	بستروں پر ذکر کرنے والے بھی افضل ہیں	۳۰	۲۲	نماز فجر اور عصر کے بعد ذکر کی تاکید	۶۶
۷	ذکر کرنے والا زندہ ہے اور نہ کرنے والا مردہ	۳۲	۲۳	ذکر اور علم کے سوا دنیا ملعون ہے	۷۰
۸	جنتیوں کو ذکر سے خالی وقت پر افسوس	۳۴	۲۴	ذکر اللہ کی سو سے زیادہ برکات	۷۳
۹	ذکر کرنے والوں کو فرشتوں کا گھیر لینا	۳۵		باب دوم	[illegible]
۱۰	اللہ تعالیٰ کا ذاکرین پر فخر	۳۶		کلمہ طیبہ کے فضائل	[illegible]
۱۱	ذکر [illegible] قرآن کا تابع ہے	۴۰		فصل اول	[illegible]

نمبر	مضمون	صفحہ
	ان آیات میں جن سے کلمہ مراد ہے۔	۸۰
	فصل دوم	۹۱
	ان آیات میں جن میں کلمہ وارد ہے	۹۱
	فصل سوم	۹۵
	فضائل کلمہ کی احادیث میں	۹۵
۱	افضل ترین ذکر لا الٰہ الا اللہ ہے	۹۵
۲	حضرت موسیٰ کی خصوصی درخواست پر کلمہ کی تعلیم	۹۶
۳	حضور کی شفاعت کلمہ والے کے لیے	۹۸
۴	حضور کی شفاعت کے درجے	۹۹
۵	کلمہ کا اخلاص یہ ہے کہ محرمات سے روک دے۔	۱۰۰
۶	[illegible]	۱۰۱
۷	حضور کا ارشاد کہ کلمہ کو کثرت سے پڑھو	۱۰۲
۸	[illegible]	۱۰۳
۹	اخلاص سے کلمہ پڑھنے والے پر جہنم حرام ہے۔	۱۰۵
۱۰	جنت کی کنجی لا الٰہ الا اللہ ہے۔	۱۰۶
۱۱	لا الٰہ الا اللہ اور اللہ کے درمیان حجاب نہیں ہوتا ہے۔	[illegible]
۱۲	[illegible]	۱۰۸
۱۳	لا الٰہ الا اللہ والوں کو وحشت نہیں ہوتی	۱۰۹

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۴	لا الٰہ الا اللہ ننانوے دفتروں کے مقابلہ میں	۱۱۰
۱۵	کلمہ طیبہ آسمان زمین وغیرہ سب پر غالب ہے	۱۱۲
۱۶	حضرت عثمانؓ کو حسرت ہے کہ [illegible]	۱۱۶
۱۷	لا الٰہ الا اللہ جنت کے دروازے پر	۱۱۸
۱۸	افضل ترین کلمہ اور افضل ترین دعا	۱۱۹
۱۹	شیطان کا قول ہے کہ کلمہ طیبہ اور استغفار نے مجھے ہلاک کر دیا۔	۱۲۰
۲۰	کلمہ کی برکت موت کے وقت	۱۲۳
۲۱	حضور کا اپنے چچا ابو طالب پر کلمہ پیش کرنا	۱۲۶
۲۲	حضرت عمرؓ کا حضور سے دریافت کرنا	۱۲۷
۲۳	[illegible]	۱۲۸
۲۴	حضرت نوح علیہ السلام کی اپنے بیٹوں کو وصیت	۱۲۹
۲۵	[illegible] کا حکم	۱۳۰
۲۶	ایک شخص [illegible] نیکیاں	۱۳۲
۲۷	وضو کے بعد کلمہ پر آٹھوں دروازے جنت کے کھلنا	۱۳۴
۲۸	سو مرتبہ کلمہ پڑھنے والے کا چہرہ [illegible] کی طرح	۱۳۵
۲۹	[illegible] کلمہ کی تلقین کی برکت	۱۳۶

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۲۰	لا الٰہ الا اللہ سے نہ کوئی عمل بڑھ سکتا ہے الخ	۱۵۰
۲۱	ایمان کے ستر شعبے اور ان کی تفصیل	۱۵۱
	باب سوم تیسرا کلمہ	
	فصل اوّل	۱۵۴
	قرآن پاک میں کلمات مذکورہ تسبیح، تحمید، تکبیر وارد ہیں	۱۵۸
	فصل دوم	۱۶۲
	احادیث میں کلمات مذکورہ کے فضائل	۱۶۴
۱	قیامت میں اللہ کی نعمتوں کا حساب	
	تتمہ	۱۶۹

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۲	جنت کے درخت یہی کلمات ہیں	۱۹۳
۳	فقراء کی شکایت کہ مالدار ثواب میں بڑھ جاتے ہیں	۲۰۹
۴	باطل میں اعانت کرنے والا اللہ کے غضب میں رہتا ہے	۲۱۵
۵	انگلیوں سے قیامت میں سوال اور ان پر گننے کی فضیلت	۲۱۹
۶	گٹھلیوں پر گننا اور تسبیح متعارف کی بحث	۲۲۶
۷	حضرت فاطمہ زہراؓ کا نوکر مانگنا اور حضورؐ کا ان کو تسبیح فاطمی تلقین فرمانا	۲۲۹
۸	خاتمہ اور صلوٰۃ التسبیح	۲۴۳

مختصر شمائل نبوی (اردو)

یعنی نبوی لیل و نہار

یہ کتابچہ گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل وخصائل اور رات دن کے معمولات کا مرقع ہے نہایت دل نشین پیرایہ میں نبوی لیل و نہار کی جھلک دکھائی گئی ہے۔ سائز $\frac{20 \times 30}{16}$ صفحات ۸۰

[illegible]

مکتبہ دینیات بیرون تبلیغی مرکز والی دہلی ۱۳

تمہید

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ،
وَاَتْبَاعِهِ الْحُمَاةِ لِلدِّيْنِ الْقَوِيْمِ

اللہ جل شانہ کے پاک نام میں جو برکت اور لذت اور سرور اور طمانیت ہے وہ کسی ایسے شخص سے مخفی نہیں جس نے کچھ دنوں بھی اس کی عادت ڈالی ہو اور ایک زمانہ تک اس کو چمٹایا ہو۔ یہ پاک نام دلوں کا سرور اور طمانیت کا باعث ہے خود حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ سورۂ رعد رکوع ۴۔ ترجمہ: خوب سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر [illegible]

[illegible]

دہلی کو تبلیغ میں ایک خاص ملکہ اور جذبہ عشق فرمایا ہے جس کی وہ سرگرمیاں جو ہندوستان سے شروع ہو کر عرب تک بھی پہنچ گئی ہیں کسی تعارف کی محتاج نہیں رہیں۔ اس کے ثمرات سے ہند و بیرونِ ہند عموماً اور خطۂ میوات خصوصاً جس قدر متمتع و مستفیض ہوا اور ہو رہا ہے وہ واقفین سے مخفی نہیں۔ ان کے اصولِ تبلیغ سب ہی نہایت پختہ، مضبوط اور علوم ہیں جن کے لیے عادۃً ثمرات و برکات لازم ہیں۔ ان کے اہم ترین اصول میں سے یہ بھی ہے کہ مبلغین ذکر کا اہتمام رکھیں اور بالخصوص تبلیغی اوقات میں ذکرِ الٰہی کی کثرت کی جائے۔ اس سلسلہ کی برکات آنکھوں سے دیکھیں، کانوں سے سنیں جس کی وجہ سے اس کی ضرورت خود بھی محسوس ہوئی اور آنجناب کا بھی ارشاد ہوا کہ فضائلِ ذکر کو ان لوگوں تک پہنچایا جائے تاکہ جو لوگ محض تعمیلِ ارشاد میں اب تک اس کا اہتمام کرتے ہیں وہ اس کے فضائل معلوم ہونے کے بعد خود اپنے شوق سے بھی اس کا اہتمام کریں کہ اللہ کا ذکر بڑی دولت ہے۔ اس کے فضائل اور حلاوت [illegible] عشق کے [illegible] اور ذوق ہی سے ممکن ہے۔ اس لیے مختصر طور پر اس رسالہ میں چند روایات ذکر کرتا ہوں اور اس کو تین بابوں پر منقسم کرتا ہوں۔

باب اول : مطلق ذکر کے فضائل میں
باب دوم : فضیلت کلمۂ طیبہ کے بیان میں
باب سوم : کلمات تسبیحات ثلاثہ کے بیان میں

مؤلف خواجہ محمد اسلم کی مقبولِ عام کتابیں

۱۔ جنت کا منظر
۲۔ محبوب حسن باری کا منظر
۳۔ حسن پرستی کے نظارے
۴۔ محبوب خدا کی دعائیں

باب اوّل

فضائل ذکر

اللہ جل شانہ کے پاک ذکر میں اگر کوئی آیت یا حدیث نبوی نہ بھی وارد ہوتی تب بھی منعم حقیقی کا ذکر ایسا تھا کہ بندہ کو کسی آن بھی اس سے غافل نہ ہونا چاہیئے تھا کہ اس ذات پاک کے انعام و احسانات ہر آن اتنے کثیر ہیں جن کی نہ کوئی انتہا ہے نہ مثال ایسے منعم کا ذکر اس کا شکر اس کی احسان مندی فطری چیز ہے۔

خداوند نعمت کے [illegible] ہیں
[illegible] ہیں

لیکن اس کے ساتھ جب قرآن و حدیث اور بزرگوں کے اقوال و احوال اس کی ترغیب سے بھرے ہوئے ہیں تو پھر کیا پوچھنا ہے۔ [illegible] ذکر کی [illegible] ہم اس جگہ چند آیات اور چند احادیث [illegible] کے متعلق پیش کرتا ہوں۔

فصل اوّل

آیات ذکر میں

۱ فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ (سورہ بقرہ رکوع ۱۸)	۱۔ پس تم میری یاد کرو میں تمہیں یاد رکھوں گا اور میرا شکر ادا کرتے رہو اور ناشکری نہ کرو
۲ فَإِذَا أَفَضْتُم مِّنْ عَرَفَاتٍ	۲۔ پس جب تم حج کے موقع میں عرفات

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ
الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْكُرُوهُ
كَمَا هَدَاكُمْ وَإِنْ كُنْتُمْ مِنْ
قَبْلِهِ لَمِنَ الضَّالِّينَ ۝ (سورۂ بقرہ ع ۲۵)

(۳) فَإِذَا قَضَيْتُمْ مَنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا
اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ
أَشَدَّ ذِكْرًا فَمِنَ النَّاسِ
مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا وَ
مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۝
وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا
فِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا
عَذَابَ النَّارِ ۝
أُولٰئِكَ لَهُمْ نَصِيبٌ مِمَّا
كَسَبُوا وَاللّٰهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝

(سورۂ بقرہ، رکوع ۲۵)

سے واپس آؤ تو مزدلفہ میں ٹھہر کر اللہ کو یاد کرو اور اس طرح یاد کرو جس طرح تم کو بتا رکھا ہے ورنہ حقیقت میں تم اس سے پہلے محض ناواقف تھے۔

۳: پھر جب تم حج کے اعمال پورے کر چکو تو اللہ کا ذکر کیا کرو جس طرح تم اپنے آباء و اجداد کا ذکر کیا کرتے ہو کہ ان کی تعریفوں میں رطب اللسان ہوتے ہو، بلکہ اللہ کا ذکر اس سے بڑھ کر ہونا چاہئے پھر جو لوگ اللہ کو یاد بھی کرتے ہیں ان میں سے بعض تو ایسے ہیں جو اپنی دعاؤں میں یوں کہتے ہیں اے پروردگار ہمیں تو دنیا ہی میں دے دے ایسوں کو جو ملنا ہوگا دنیا ہی میں مل جائے گا اور ان کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور بعض لوگ یوں کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا میں بھی بہتری عطا فرما اور آخرت میں بھی بہتری عطا کر اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا، سو یہی ہیں جن کو ان کے عمل کی وجہ سے دونوں جہان میں حصہ ملیگا اور اللہ جلدی ہی حساب لینے والے ہیں۔

فائدہ: حدیث میں آتا ہے کہ تین شخصوں کی دعا رد نہیں کی جاتی [illegible]

ہے۔ ایک وہ جو کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہو، دوسرے مظلوم، تیسرے وہ بادشاہ جو ظلم نہ کرتا ہو۔

(۴) وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِىٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ

(سورۂ بقرہ رکوع ۲۵)

۴۔ اور گنتی کے دنوں میں منیٰ میں ٹھہر کر کئی روز تک اللہ کو یاد کیا کرو (اس کا ذکر کیا کرو)

(۵) وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ

(آل عمران ع ۴)

۵۔ اور کثرت سے اپنے رب کو یاد کیجیے اور صبح و شام تسبیح کیا کیجیے

(۶) اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِىْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

(سورۂ آل عمران رکوع ۲۰)

۶۔ یہ ایسے عقلمندوں کی صفت ہے وہ ایسے لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں کھڑے بھی اور بیٹھے بھی اور لیٹے ہوئے بھی اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں۔ (اور غور کے بعد کہتے ہیں) کہ اے ہمارے رب آپ نے اس کو بیکار پیدا نہیں کیا ہم آپ کی تسبیح کرتے ہیں آپ ہم کو عذاب جہنم سے بچا لیجیے۔

(۷) فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ

(سورۂ نساء رکوع ۱۵)

۷۔ جب تم نماز خوف پڑھ چکو تو اللہ کے ذکر میں لگ جاؤ اللہ کی یاد میں مشغول ہو جاؤ کھڑے بھی بیٹھے بھی اور لیٹے بھی یعنی ہر حال میں اللہ کی یاد در

لہ پارہ ۵ صفحہ

	اس کے ذکر سے غافل نہ ہو
(۸) وَإِذَا قَامُوْا إِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى يُرَاءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ إِلَّا قَلِيْلًا ؗ (سورۂ نساء رکوع ۲۱)	۸: (منافقوں کی حالت کا بیان ہے) اور جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو بہت ہی کاہلی سے کھڑے ہوتے ہیں۔ صرف لوگوں کو اپنا نمازی ہونا دکھلاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی نہیں کرتے مگر یوں ہی تھوڑا سا
(۹) إِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ أَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ؛ فَهَلْ أَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ (سورۂ مائدہ رکوع ۱۲)	۹: شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ سے تم میں آپس میں عداوت اور بغض پیدا کر دے اور تم کو اللہ کے ذکر اور نماز سے روک دے باز، اب بھی ان بری چیزوں سے باز آجاؤ گے۔
(۱۰) وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ (سورۂ انعام رکوع ۶)	۱۰: اور ان لوگوں کو اپنی مجلس سے علیحدہ نہ کیجئے جو صبح شام اپنے پروردگار کو پکارتے رہتے ہیں جس سے خاص اس کی رضا کا ارادہ کرتے ہیں۔
(۱۱) وَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ؕ (سورۂ اعراف رکوع ۳)	۱۱: اور پکارا کرو اس کو (یعنی اللہ کو) خالص کرتے ہوئے اس کے لیے دین کو۔
(۱۲) اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ؕ إِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۚ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّ	۱۲: تم لوگ اپنے رب کو پکارا کرو عاجزی کرتے ہوئے اور چپکے چپکے بھی، بیشک حق تعالیٰ شانہٗ حد سے بڑھنے والوں کو ناپسند کرتے ہیں اور دنیا میں بعد اس

وَّطَمَعًا اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ (سورۂ اعراف، رکوع ۷)	کے ساتھ اس کی عبادت کرو یعنی دعا کرتے رہو اور اللہ جل شانہٗ کو پکارا کرو، خوف کے ساتھ اور رغبت کے اور طمع کے ساتھ۔ رحمت میں بے شبہ اللہ کی رحمت اچھے کام کرنے والوں سے بہت قریب ہے۔
(۱۳) وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا (سورۂ اعراف ۲۲)	۱۳ اللہ ہی کے واسطے ہیں اچھے اچھے نام، پس ان کے ساتھ اللہ کو پکارا کرو۔
(۱۴) وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ (سورۂ اعراف ۲۴)	۱۴ اور اپنے رب کی یاد کیا کرو اپنے دل میں ڈرتے ہوئے اور عاجزی کرتے ہوئے اس حالت میں کہ عاجزی بھی ہو اور اللہ کا خوف بھی ہو، ہمیشہ صبح کو بھی اور شام کو بھی اور غافلین میں سے نہ ہو۔
(۱۵) اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ (سورۂ انفال ۱)	۱۵ ایمان والے تو وہی لوگ ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو اس کی بڑائی کے تصور سے ان کے دل ڈر جاتے ہیں، اور جب ان پر اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو ان کے ایمان کو بڑھا دیتی ہیں اور وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں [illegible] وغیرہ

(آگے ارشاد ہے یہی لوگ سچے ایمان والے ہیں ان کے لیے بڑے بڑے درجے ہیں ان کے رب کے پاس اور مغفرت ہے اور عزت کی روزی ہے)

(۱۶) وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ أَنَابَ ۝ الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُم بِذِكْرِ اللَّهِ ۗ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ ۝

(سورہ رعد ع ۴)

۱۶ اور جو شخص اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اس کو ہدایت فرماتے ہیں وہ ایسے لوگ ہوتے ہیں جو اللہ پر ایمان لائے اور اللہ کے ذکر سے ان کے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے خوب سمجھ لو کہ اللہ کے ذکر (میں یہی خاصیت ہے کہ اس) سے دلوں کو اطمینان ہو جاتا ہے۔

(۱۷) قُلِ ادْعُوا اللَّهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمَٰنَ ۖ أَيًّا مَّا تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ

(سورہ اسراء ع ۱۲)

۱۷ آپ فرما دیجئے کہ خواہ اللہ کہہ کر پکارو یا رحمن کہہ کر پکارو (جس نام سے بھی پکارو گے وہی بہتر ہے) کیونکہ اس کے لیے بہت اچھے اچھے نام ہیں

(۱۸) وَاذْكُر رَّبَّكَ إِذَا نَسِيتَ (کہف ع ۴)

وفی مسائل سلوکیہ مدونۃ [illegible]

۱۸ اور جب آپ بھول جاویں تو اپنے رب کا ذکر کر لیا کیجئے۔

(۱۹) وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ ۖ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَن ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا ۝

(سورہ کہف ع ۴)

۱۹ آپ اپنے کو ان لوگوں کے ساتھ (بیٹھنے کا) پابند رکھا کیجئے جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے رہتے ہیں۔ محض اس کی رضا جوئی کے لیے اور محض دنیا کی رونق کے خیال سے آپ کی نظر (یعنی توجہ) ان سے ہٹنے نہ پاوے (رونق سے یہ مراد ہے کہ رئیس مسلمان ہو جاویں تو اسلام کو فروغ ہو) اور ایسے شخص کا کہنا نہ مانیے جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر رکھا ہے اور وہ

اپنی خواہشات کا تابع ہے اور اس کا حال حد سے بڑھ گیا ہے

(۲۰) وَعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكَافِرِيْنَ عَرْضًا ۝ الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَاءٍ عَنْ ذِكْرِيْ ۝ (کہف ع ۱۱)

۲۰ اور دوزخ کو اس روز یعنی قیامت کے دن کافروں کے سامنے پیش کر دیں گے جن کی آنکھوں پر ہماری یاد سے پردہ پڑا ہوا تھا۔

(۲۱) ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ۝ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَاءً خَفِيًّا ۝

(سورہ مریم ع ۱)

۲۱ یہ تذکرہ ہے آپ کے پروردگار کی مہربانی فرمانے کا اپنے بندہ زکریا علیہ السلام پر جب کہ انہوں نے اپنے پروردگار کو چپکے سے پکارا۔

(۲۲) وَاَدْعُوْا رَبِّيْ عَسٰى اَلَّا اَكُوْنَ بِدُعَاءِ رَبِّيْ شَقِيًّا ۝ مریم ع ۳

۲۲ اور پکارتا ہوں میں اپنے رب کو توقع ہے کہ میں اپنے رب کو پکار کر محروم نہ رہوں گا۔

(۲۳) اِنَّنِيْ اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدْنِيْ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ۝ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعٰى ۝

سورہ طٰہٰ

۲۳ بے شک میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں پس تم میری ہی عبادت کیا کرو اور میری ہی یاد کے لئے نماز پڑھا کرو، بے شک قیامت آنے والی ہے میں اس کو پوشیدہ رکھنا چاہتا ہوں تاکہ ہر شخص کو اس کے کئے کا بدلہ مل جائے۔

(۲۴) وَلَا تَنِيَا فِيْ ذِكْرِيْ ۝ سورہ طٰہٰ ع ۲

۲۴ حضرت موسیٰ اور ہارون کو ارشاد ہے، تم دونوں میری یاد میں سستی نہ کرنا۔

(۲۵) وَنُوْحًا اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ

۲۵ اور نوح علیہ السلام کا تذکرہ کیجئے۔

(سورہ انبیاء ع ۶)

جبکہ پکارا انہوں نے اپنے رب کو (حضرت ابراہیم کے قصہ سے پہلے

(۲۶) وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝

(سورہ انبیاء رکوع ۶)

۲۶ اور ایوب (علیہ السلام) کا ذکر کیجئے جبکہ انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھ کو بڑی تکلیف پہنچی اور آپ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہیں۔

(۲۷) وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِى الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

(سورہ انبیاء رکوع ۶)

۲۷ اور مچھلی والے پیغمبر یعنی حضرت یونس علیہ السلام کا ذکر کیجئے، جب وہ اپنی قوم سے خفا ہو کر چلے گئے اور یہ سمجھے کہ ہم ان پر دارو گیر نہ کریں گے پس انہوں نے اندھیروں میں پکارا کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں آپ ہر عیب سے پاک ہیں۔ بیشک میں قصوروار ہوں۔

(۲۸) وَزَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِىْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ۝

(سورہ انبیاء ع ۶)

۲۸ اور زکریا (علیہ السلام) کا ذکر کیجئے، جب انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ اے میرے رب مجھے لاوارث نہ چھوڑو (اور یوں تو) سب وارثوں سے بہتر (اور حقیقی وارث) آپ ہی ہیں۔

(۲۹) اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ۭ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ۝

(سورہ انبیاء ع ۶)

۲۹ بیشک یہ سب (انبیاء جن کا پیچھے سے ذکر ہو رہا ہے) نیک کاموں میں دوڑتے تھے اور پکارتے تھے ہم کو ثواب کی رغبت اور عذاب کا خوف کرتے ہوئے اور تھے سب ہمارے سامنے عاجزی کرنیوالے

(۳۰) وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ سورۃ حج ع ۵	۳۰ اور آپ جنت وغیرہ کی خوشخبری سُنا دیجئے ایسے خشوع کرنیوالوں کو جن کا یہ حال ہے کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو انکے دل ڈر جاتے ہیں۔
(۳۱) إِنَّهُ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْ عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ فَاتَّخَذْتُمُوهُمْ سِخْرِيًّا حَتَّىٰ أَنسَوْكُمْ ذِكْرِي وَكُنتُم مِّنْهُمْ تَضْحَكُونَ إِنِّي جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوا أَنَّهُمْ هُمُ الْفَائِزُونَ سورہ مومنون ع ۶	۳۱ قیامت میں کفار سے گفتگو کے ذیل میں کہا جائیگا کیا تم کو یاد نہیں، میرے بندوں میں ایک گروہ تھا جو ہم سے یوں کہا کرتے تھے اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لے آئے سو ہم کو بخش دیجئے اور ہم پر رحمت فرمائیے آپ سب سے زیادہ رحم کرنیوالے ہیں سو تم نے ان کا مذاق اڑا رکھا تھا یہاں تک کہ اس مشغلہ نے تم کو ہماری یاد بھی بھلادی اور تم ان سے ہنسی کیا کرتے تھے۔ میں نے آج ان کو ان کے صبر کا بدلہ دے دیا کہ وہی کامیاب ہوئے
(۳۲) رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ سورہ نور ع ۵	۳۲ کامل ایمان والوں کی تعریف کے ذیل میں ہے وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کو اللہ کے ذکر سے نہ خرید غفلت میں ڈالتی ہے نہ فروخت۔
(۳۳) وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ	۳۳ اور اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے۔
(۳۴) تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا	۳۴ ان کے پہلو خوابگاہوں سے علیحدہ رہتے ہیں اس طور پر کہ عذاب کے ڈر سے اور رحمت کی امید سے وہ اپنے

يُنْفِقُوْنَ ۝ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ
مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ
اَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا
يَعْمَلُوْنَ ۝

(سورۂ سجدہ ع ۲)

رب کو پکارتے ہیں اور ہماری دی ہوئی چیزوں سے خرچ کرتے ہیں پس کسی کو بھی خبر نہیں کہ ایسے لوگوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا کیا کیا سامان خزانۂ غیب میں محفوظ ہے جو بدلہ ہے ان کے اعمال کا۔

فی الدر عن الضحاک ہم قوم لا یزالون یذکرون اللہ و نحوہ عن ابن عباسؓ۔

فائدہ: ایک حدیث میں آیا ہے کہ بندہ اخیر شب میں اللہ کے یہاں بہت مقرب ہوتا ہے اگر تجھ سے ہو سکے تو اس وقت اللہ کا ذکر کیا کرو

(۲۵) لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ
اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ
كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ
الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ
كَثِيْرًا ۝

(سورۂ احزاب ع ۳)

۲۵ بیشک تم لوگوں کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ موجود تھا یعنی ہر شخص کے لیے جو اللہ سے اور آخرت سے ڈرتا ہو اور کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہو اگر چہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم لڑائی میں ثابت قدم رہے اس لیے ایسا ہی ہونا چاہیے۔

(۲۶) وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا
وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ
اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ
اَجْرًا عَظِيْمًا ۝

(سورۂ احزاب ع ۵)

۲۶ پہلے سے مومنوں کی صفات کو بیان فرمانے کے بعد ارشاد ہے اور بکثرت اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور اللہ کا ذکر کرنے والی عورتیں اور ان سب کے لیے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔

(۲۷) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ
ذِكْرًا كَثِيْرًا ۝
وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً

۲۷ اے ایمان والو تم اللہ تعالیٰ کا خوب کثرت سے ذکر کیا کرو، اور صبح و شام

وَّاَصِیْلًا (احزاب ع ۶)

اس کی تسبیح کرتے رہو

(۳۸) وَلَقَدْ نَادَانَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِیْبُوْنَ (سورۂ صٰفٰت ع ۳)

۳۸ اور پکارا تھا ہم کو نوح (علیہ السلام) نے پس ہم خوب فریاد سننے والے ہیں

(۳۹) فَوَیْلٌ لِّلْقٰسِیَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ (سورۂ زمر ع ۳)

۳۹ پس بڑی خرابی ہے ان لوگوں کے لیے جن کے دل اللہ کے ذکر سے متاثر نہیں ہوتے، یہ لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔

(۴۰) اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِیَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِیْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ یَهْدِیْ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ؕ (سورۂ زمر ع ۳)

۴۰ اللہ جل شانہ نے بڑا عمدہ کلام (یعنی قرآن) نازل فرمایا جو ایسی کتاب ہے کہ باہم ملتی جلتی ہے بار بار دہرائی گئی جس سے ان لوگوں کے بدن کانپ اٹھتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں پھر ان کے بدن اور دل نرم ہو کر اللہ کے ذکر کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں یہ اللہ کی ہدایت ہے جس کو چاہتا ہے اس کے ذریعہ ہدایت فرما دیتا ہے

(۴۱) فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ (مومن ع ۲)

۴۱ پس پکارو اللہ کو خالص کرتے ہوئے اس کے لیے دین کو گو کافروں کو ناگوار ہو

(۴۲) هُوَ الْحَیُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ؕ (سورۂ مومن ع ۷)

۴۲ وہی زندہ ہے اس کے سوا کوئی لائق عبادت کے نہیں ہے تم خالص اعتقاد کر کے اسی کو پکارو

(۴۳) وَمَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَیِّضْ لَهٗ شَیْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِیْنٌ (سورۂ زخرف ع ۴)

۴۳ جو شخص رحمٰن کے ذکر سے (جان بوجھ کر) اندھا ہو جاوے ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں پس وہ ہر وقت اس کے ساتھ رہتا ہے

(۴۴) مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْاَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا

(سورۂ فتح رکوع ۴)

۴۴ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے صحبت یافتہ ہیں وہ کافروں کے مقابلہ میں تیز ہیں اور آپس میں مہربان ہیں اور اے مخاطب تو ان کو دیکھے گا کہ کبھی رکوع کر رہے ہیں اور کبھی سجدہ اور اللہ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں لگے ہوئے ہیں اور خشوع و خضوع کے آثار بوجہ تاثیر سجدہ کے ان کے چہروں پر نمایاں ہیں یہ ان کے اوصاف توراۃ میں ہیں اور انجیل میں جیسا کھیتی کہ اس نے اپنی سوئی نکالی پھر اس نے اس کو قوی کیا پھر وہ کھیتی اور موٹی ہوئی پھر اپنے تنہ پر سیدھی کھڑی ہو گئی کہ کسانوں کو بھلی معلوم ہونے لگی اسی طرح صحابہ میں اول ضعف تھا پھر روزانہ قوت بڑھتی گئی اور اللہ نے یہ نشوونما اس لیے دیا تاکہ ان سے کافروں کو جلاوے۔ اللہ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور نیک عمل کر رہے ہیں مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کر رکھا ہے۔

فائدہ: آیت شریفہ میں گو ظاہر طور پر رکوع و سجود اور نماز کی فضیلت زیادہ تر مقصود ہے اور وہ تو ظاہر ہے لیکن کلمہ طیبہ کے دوسرے جزو محمد رسول اللہ کی فضیلت بھی اس سے ظاہر ہے۔

امام رازی نے لکھا ہے کہ اوپر سے صلح حدیبیہ میں کفار کے انکار پر اور اس بات کے اصرار کرنے پر کہ محمد رسول اللہ نہ لکھو محمد بن عبداللہ لکھو حق تعالیٰ شانہ فرماتے ہیں کہ اللہ خود گواہ

ہیں یہی بات کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور جب یہ خود اقرار کرنے والا شخص میرا اتنا معتمد ہے تو اگر کوئی انکار کرے اس کے نہ ماننے سے کیا ہوتا ہے اسی گواہی کے اقرار کے لئے اللہ جل شانہ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا۔ اس کے بعد آیت شریفہ میں اور بھی کئی اہم مضامین ہیں منجملہ ان کے یہ ہے کہ چہرہ کے آثار نمایاں ہونے کی تعیین ہے۔ اس کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں ایک یہ بھی ہے کہ شب بیداروں کے چہروں پر جو انوار و برکات ظاہر ہوتے ہیں وہ مراد ہیں۔ امام رازی لکھتے ہیں کہ یہ تحقیقی امر ہے کہ رات کو دو شخص جاگیں ایک لہو و لعب میں مشغول رہے دوسرا قرآن اور علم کے سیکھنے میں مشغول رہے، دوسرے دن ان دونوں کے چہروں کے نور میں کھلا ہوا فرق ہوگا جو شخص لہو و لعب میں مشغول رہا وہ اس جیسا ہو نہیں سکتا جو ذکر و شکر میں رات بھر رہا ہے۔ تیسری اہم بات یہ ہے کہ حضرت امام مالکؒ اور ایک جماعت نے علماء کی اسی آیت شریفہ سے روافض کے کفر پر استدلال کیا ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے نفرت رکھتے ہیں یا جنہیں ان سے بغض رکھتے ہیں۔ ۱؎

(۴۵) أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ (سورۂ حدید ع ۲)	۴۵ کیا ایمان والوں کے لئے اس کا وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کی یاد کے واسطے جھک جائیں۔
(۴۶) اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَأَنْسَاهُمْ ذِكْرَ اللَّهِ أُولَٰئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ (سورۂ مجادلہ ع ۳)	۴۶ (پہلے سے منافقوں کا ذکر ہے) ان پر شیطان نے تسلط کر لیا ہے پس ان کو اللہ کی یاد بھلا دی یہ لوگ شیطان کا گروہ ہے۔ خوب سمجھ لو یہ بات محقق ہے کہ شیطان کا گروہ خسارہ والا ہے۔
(۴۷) فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ	۴۷ پھر جب جمعہ کی نماز پوری ہو چکے تو تم کو اجازت ہے کہ تم زمین پر چلو پھرو

۱؎ ابن کثیر

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝
(سورہ جمعہ ع ۲)

اور اللہ کی روزی تلاش کرو (یعنی اپنے
دھندوں میں مشغول ہونے کی اجازت
ہے لیکن اس میں بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت
سے کرتے رہو تاکہ تم فلاح کو
پہونچ جاؤ۔

(۴۸) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ
اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ
عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ
ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ
الْخٰسِرُوْنَ ۝
(سورہ منافقون ع ۲)

۴۸ اے ایمان والو تم کو تمہارے مال اور
اولاد اللہ کے ذکر سے اس کی یاد سے
غافل نہ کرنے پائیں اور جو لوگ ایسا کریں
گے وہی خسارہ والے ہیں کیونکہ یہ چیزیں
تو دنیا ہی میں ختم ہوجانے والی ہیں اور
اللہ کی یاد آخرت میں کام دینے والی ہے

(۴۹) وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ
لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَ
يَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ۝
(سورہ قلم ع ۲)

۴۹ یہ کافر لوگ جب ذکر (قرآن) سنتے
ہیں تو شدت عداوت سے ایسے
معلوم ہوتے ہیں کہ گویا آپ کو اپنی
نگاہوں سے پھسلا کر گرا دیں گے، اور
کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) یہ تو مجنون ہیں۔

فائدہ: نگاہ سے پھسلا کر گرا دینا کنایہ ہے دشمنی کی زیادتی سے جیسا کہ ہمارے یہاں بولتے ہیں ایسے دیکھ رہا ہے کہ کھا جائے گا۔ حسن بصری کہتے ہیں کہ جس کو نظر لگ گئی ہو اس پر اس آیت شریفہ کو پڑھ کر دم کرنا مفید ہے (جمالین)

(۵۰) وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ
رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ۙ
(سورہ جن ع ۱)

۵۰ اور جو شخص اپنے پروردگار کی یاد سے
روگردانی اور اعراض کرے گا۔ اللہ تعالیٰ
اس کو سخت عذاب میں داخل کرے گا

(۵۱) وَاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ

۵۱ جب خدا کا خاص بندہ (یعنی محمد

يَدْعُوهُ كَادُوا يَكُونُونَ
عَلَيْهِ لِبَدًا ۝ قُلْ إِنَّمَا أَدْعُو
رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ
بِهِ أَحَدًا ۝

(سورہ جن ۲۰)

عبد اللہ (محمد) خدا کی عبادت کے لیے کھڑا ہوتا
ہے تو یہ کافر لوگ اس بندہ پر ہجوم کرنے
کو جاتے ہیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ میں تو
صرف اپنے پروردگار ہی کو پکارتا ہوں اور
اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا

(۲۲) وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ۝

(سورہ مزمل ۸)

۲۲ اور آپ اپنے رب کا نام لیتے رہیں
اور سب سے تعلقات منقطع کر کے اسی
کی طرف متوجہ رہیں۔ منقطع کرنے کا مطلب
یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تعلق پر سب غالب رہے

(۲۳) وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۝ وَمِنَ اللَّيْلِ
فَاسْجُدْ لَهُ وَسَبِّحْهُ
لَيْلًا طَوِيلًا ۝ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ
يُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُونَ
وَرَاءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيلًا ۝

(سورہ دہر ۲)

۲۳ اور اپنے رب کا صبح اور شام نام
لیتے رہا کیجئے اور کسی قدر رات گئے
بھی اس کو سجدہ کیا کیجئے اور رات
کے بڑے حصے میں اس کی تسبیح کیا کیجئے
اور اس سے آگے کی بات ہے یہ لوگ
جو ہیں جلد ملنے والی ہیں، دنیا سے
محبت رکھتے ہیں اور اپنے آگے ایک
بھاری دن کو چھوڑ بیٹھے
ہیں۔

(۲۴) قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّىٰ ۝
وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ ۝

(سورہ اعلیٰ ۱۵)

۲۴ بیشک بامراد ہو گیا وہ شخص جو برے
اخلاق سے پاک ہو گیا اور اپنے رب
کا نام لیتا اور نماز پڑھتا رہا۔

فصل ثانی

احادیث ذکر میں

جب کہ اس مضمون میں قرآن کی آیات اس کثرت سے موجود ہیں تو احادیث کا کیا پوچھنا کیونکہ قرآن شریف کے کل تیس پارے ہیں اور حدیث شریف کی لاتعداد کتابیں ہیں اور ہر کتاب میں سینکڑوں حدیثیں ہیں۔ ایک بخاری شریف ہی کے بڑے بڑے تیس پارے ہیں اور ابوداؤد شریف کے بتیس پارے ہیں اور کوئی کتاب بھی ایسی نہیں جو اس مبارک ذکر سے خالی ہو اس لیے احادیث کا احاطہ تو کون کر سکتا ہے۔ نمونہ و عمل کے واسطے ایک آیت اور ایک حدیث بھی کافی ہے۔ اور جس کو عمل ہی نہیں کرنا اس کے لیے دفتر کے دفتر بھی بیکار ہیں۔ كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا

(۱) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللّٰهُ تَعَالَى أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِي فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَإٍ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَإٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ

۱: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں بندہ کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں جیسا کہ وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں پس اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ میرا مجمع میں ذکر کرتا ہے تو میں اس مجمع سے بہتر یعنی فرشتوں کے مجمع میں جو معصوم اور بے گناہ ہیں، تذکرہ کرتا ہوں اور اگر بندہ میری طرف ایک بالشت متوجہ ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ

اِلَيْهِ بَاعًا وَاِنْ
اَتَانِیْ يَمْشِیْ اَتَيْتُهٗ
هَرْوَلَةً ۔

اس کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور اگر وہ
ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو میں دو ہاتھ اُدھر
متوجہ ہوتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل
کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر چلتا ہوں۔

رواه احمد والبخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجة والبيهقی فی الشعب كذا فی الجامع والبيهقی فی الاسماء والصفات عن انس بمعناه بلفظ يا ابن آدم اذا ذكرتنی فی نفسك الحديث وفی الباب عن معاذ بن انس عند الطبرانی باسناد حسن وعن ابن عباس عند البزار باسناد صحيح والبيهقی وغيرهما وعن ابی هريرة عند ابن ماجة وابن حبان وغيرهما بلفظ انا مع عبدی اذا ذكرنی وتحركت بی شفتاه كذا فی الدر المنثور والترغيب للمنذری والمشكوٰة مختصرا وفيه رواية لمسلم عن ابی ذر بمعناه وفی الاتحافات عزاه للبخاری عن ابی هريرة بلفظ بنحوه ورواه ابن حبان من حديث ابی سعيد اهـ

فائدہ: اس حدیث شریف میں کئی مضمون وارد ہیں۔ اوّل یہ کہ بندہ کے ساتھ اس کے گمان کے موافق معاملہ کرتا ہوں جس کا مطلب یہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ سے اس کے لطف و کرم کی امید رکھنا چاہئے اس کی رحمت سے ہرگز مایوس نہ ہونا چاہئے یقیناً ہم گنہگار ہیں اور سراپا گناہ اور اپنی برائیوں اور گناہوں کی سزا و بدلہ یقینی ہے لیکن اللہ کی رحمت سے مایوس بھی نہ ہونا چاہئے کیا بعید ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ محض اپنے لطف و کرم سے بالکل ہی معاف فرمادیں کہ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ کلام اللہ شریف میں وارد ہے یعنی حق تعالیٰ شرک کے گناہ کو تو معاف نہیں فرمائیں گے اس کے علاوہ جس کو چاہیں گے سب کچھ معاف فرما دیں گے لیکن ضروری نہیں کہ معاف ہی فرما دیں اسی وجہ سے علماء فرماتے ہیں کہ ایمان امید و خوف کے درمیان ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک نوجوان کے پاس تشریف لے گئے۔ وہ نزع کی حالت میں تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت

فرمایا کس حال میں ہو؟ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ کی رحمت کا امید وار ہوں اور اپنے گناہوں سے ڈر رہا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ دونوں یعنی امید و خوف جس بندہ کے دل میں ایسی حالت میں ہوں تو اللہ جل شانہ جو امید ہے وہ عطا فرما دیتے ہیں اور جس کا خوف ہے اس سے امن عطا فرما دیتے ہیں۔[1]

ایک حدیث میں آیا ہے کہ مومن اپنے گناہ کو ایسا سمجھتا ہے کہ گویا ایک پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہے اور وہ پہاڑ اس پر گرنے لگا اور فاجر شخص گناہ کو ایسا سمجھتا ہے گویا ایک مکھی بیٹھی تھی اڑا دی یعنی ذرا پروا نہیں ہوتی۔ مقصود یہ ہے کہ گناہ کا خوف اس کے مناسب ہونا چاہیے اور رحمت کی امید اس کے مناسب۔

حضرت معاذؓ طاعون میں شہید ہوئے۔ انتقال کے قریب زمانہ میں بار بار غشی ہوتی تھی جب افاقہ ہوتا تو فرماتے۔ اے اللہ تجھ کو معلوم ہے کہ مجھے تجھ سے محبت ہے تیری عزت کی قسم یہ بات تجھے معلوم ہے۔ جب بالکل موت کا وقت قریب آگیا تو فرمایا کہ موت تیرا آنا مبارک ہے۔ کیا ہی مبارک مہمان آیا مگر فاقہ کی حالت میں یہ مہمان آیا ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ اے اللہ تجھے معلوم ہے کہ میں ہمیشہ تجھ سے ڈرتا رہا۔ آج تیرا امیدوار ہوں۔ مجھے زندگی سے محبت تھی مگر نہریں کھودنے اور باغ لگانے کے واسطے نہیں تھی بلکہ گرمیوں کی شدت پیاس برداشت کرنے اور دین کی خاطر مشقتیں جھیلنے کے لیے اور ذکر کے حلقوں میں علما کے پاس جم کر بیٹھنے کے لیے۔[2] بعض علما نے لکھا ہے کہ حدیث بالا میں گمان کے موافق معاملہ ہر بات کے متعلق ہے۔ نہ صرف مغفرت کے متعلق بلکہ دعا، صحت، وسعت، امن وغیرہ سب چیزوں کے متعلق یہی حال ہے، مثلاً دعا کے متعلق اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر بندہ یہ یقین کرتا ہے کہ میری دعا قبول ہوتی ہے اور ضرور ہوگی تو اس کی دعا قبول ہوتی ہے اور اگر یہ گمان کرے کہ میری دعا قبول نہیں ہوتی تو ویسا ہی معاملہ کیا جاتا ہے چنانچہ دوسری احادیث میں آیا ہے کہ بندہ کی دعا قبول ہوتی ہے جب تک وہ یہ نہ کہے کہ میری دعا قبول نہیں ہوتی۔ اسی طرح صحت کو

---

[1] جمع الفوائد [2] تہذیب اللغات

[illegible] حدیث میں آیا ہے [illegible]

[illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ شانہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] یا اللہ [illegible]

[illegible] دوسرا مضمون یہ ہے کہ جب بندہ مجھے یاد

[illegible] دوسری حدیث میں ہے کہ جب بندہ مجھے یاد

[illegible] میری یاد میں حرکت کرتے رہتے ہیں [illegible]

[illegible] کی نسبت کا نزول ہوتا رہتا

[illegible] ذکر [illegible]

[illegible]

ہیں۔ چوتھا مضمون حدیث میں یہ ہے کہ بندہ جس درجہ میں حق تعالیٰ شانہٗ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اس سے زیادہ توجہ اور لطف اللہ جل شانہٗ کی طرف سے اس بندہ پر ہوتا ہے یہی مطلب ہے قریب ہونے اور دوڑ کر چلنے کا میرا لطف اور میری رحمت تیزی کے ساتھ اس کی طرف چلتی ہے۔ اب ہر شخص کو اختیار ہے کہ جتنی رحمت و لطف الٰہی کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہے اتنی ہی اپنی توجہ اللہ تعالیٰ شانہٗ کی طرف بڑھا لے۔ پانچویں بحث اس حدیث شریف میں یہ ہے کہ اس میں فرشتوں کی جماعت کو بہتر فرمایا ہے ذکر کرنے والے شخص سے حالانکہ یہ مشہور امر ہے کہ انسان اشرف المخلوقات ہے۔ اس کی ایک وجہ تو ترجمہ میں ظاہر کر دی گئی کہ ان کا بہتر ہونا ایک خاص حیثیت سے ہے کہ وہ معصوم ہیں ان سے گناہ ہو ہی نہیں سکتا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ باعتبار اکثر افراد کے ہے کہ اکثر افراد فرشتوں کے بہت سے آدمیوں بلکہ اکثر آدمیوں سے افضل ہیں گو خاص خاص آدمی جیسے انبیاء علیہم السلام سب فرشتوں سے افضل ہیں اس کے علاوہ اور بھی وجوہ ہیں جن میں بحث طویل ہے۔

(۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ بُسْرٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ شَرَائِعَ الْاِسْلَامِ قَدْ کَثُرَتْ عَلَیَّ فَاَخْبِرْنِیْ بِشَیْءٍ اَتَشَبَّثُ بِہٖ قَالَ لَا یَزَالُ لِسَانُکَ رَطْبًا مِّنْ ذِکْرِ اللّٰہِ۔ ۱

ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احکام تو شریعت کے بہت سے ہیں ہی مجھے ایک چیز کوئی ایسی بتا دیجئے جس کو میں اپنا دستور اور مشغلہ بنا لوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے ذکر سے تو ہر وقت رطب اللسان رہے۔

ف: ایک حدیث میں ہے حضرت معاذ فرماتے ہیں کہ جدائی کے وقت آخری گفتگو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی وہ یہ تھی کہ میں نے دریافت کیا کہ سب اعمال میں محبوب ترین عمل اللہ کے نزدیک کیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس حال میں تیری موت آئے کہ اللہ کے ذکر میں رطب اللسان ہو۔

---

۱ اخرجہ ابن ابی شیبۃ و احمد و الترمذی و حسنہ و ابن ماجۃ و ابن حبان فی صحیحہ و

وصححه والبيهقي كذا في الدر وفي المشكوٰة برواية الترمذي وابن ماجة وحكى عن الترمذي حسن غريب قلت وصححه الحاكم وأقره عليه الذهبي وفي الجامع الصغير برواية أبي نعيم في الحلية مختصرا بلفظ أَنْ تُفَارِقَ الدُّنْيَا وَلِسَانُكَ رَطْبٌ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ورقم له بالضعف وفيه عن مالك بن يخامر أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَالَ لَهُمْ إِنَّ آخِرَ كَلَامٍ فَارَقْتُ عَلَيْهِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ قُلْتُ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ قَالَ أَنْ تَمُوْتَ وَلِسَانُكَ رَطْبٌ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ أخرجه ابن أبي الدنيا والبزار وابن حبان والطبراني والبيهقي كذا في الدر وفي الحصن الحصين والترغيب للمنذري وذكره في الجامع الصغير مختصرا وعزاه إلى ابن حبان في صحيحه وابن السني في عمل اليوم والليلة و الطبراني في الكبير والبيهقي في الشعب وفي مجمع الزوائد رواه الطبراني بأسانيده

فائدہ: جدائی کے وقت کا مطلب یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو اہل یمن کی تبلیغ و تعلیم کے لیے یمن کا امیر بنا کر بھیجا تھا۔ اس وقت رخصت کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ وصیتیں بھی فرمائی تھیں اور انہوں نے بھی کچھ دریافت کیا تھا کہ شریعت کے احکام بہت سے ہیں تو مطلب یہ ہے کہ ہر ایک پر عمل تو ضروری ہے لیکن ہر چیز میں کمال پیدا کرنا اور اس کو مستقل مشغلہ بنانا دشوار ہے مجھے ان میں سے ایک چیز جو سب سے بہتر ہو مجھے ایسی بتا دیجئے کہ اس کو معمول بنا لوں اور ہر وقت ہر جگہ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے کرتا رہوں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ چار چیزیں ایسی ہیں کہ جس شخص کو یہ مل جائیں اس کو دین و دنیا کی بھلائی مل گئی۔ ایک وہ زبان جو ذکر میں مشغول رہنے والی ہو، دوسرے وہ دل جو شکر میں مشغول رہتا ہو، تیسرے وہ بدن جو مشقت برداشت کرنے والا ہو، چوتھے وہ بیوی جو اپنے نفس میں اور خاوند کے مال میں خیانت نہ کرے۔ نفس میں خیانت یہ ہے کہ کسی قسم کی بدکاری میں مبتلا ہو جائے۔ زبان تر رہنے کا مطلب کثرت ذکر ہے اور یہ عام محاورہ ہے۔ جب کسی شخص کی بہت کثرت سے تعریف یا تذکرہ کیا جاتا ہے تو یہی بولا جاتا ہے کہ فلاں شخص کی تعریف میں رطب اللسان ہے۔ لیکن بندہ ناچیز کے خیال میں ایک دوسرا مطلب

بھی ہوسکتا ہے وجہ یہ کہ جس سے عشق و محبت ہوتی ہے اس کے نام لینے سے منہ میں ایک لذت اور مزہ محسوس ہوا کرتا ہے۔ جن کو باب عشق سے کچھ سابقہ پڑ چکا ہے وہ اس سے واقف ہیں۔ اس بنا پر مطلب یہ ہے کہ اس لذت سے لذت پانے کا نام لیا جائے کہ مزہ آ جاوے۔ میں نے اپنے بعض بزرگوں کو آنکھ سے دیکھا ہے کہ ذکر بالجہر کرتے ہوئے ایسی لذت آتی ہے کہ پاس بیٹھنے والا بھی اس کو محسوس کرتا ہے اور ایسا منہ میں پانی بھر جاتا ہے کہ ہر شخص اس کو محسوس کرتا ہے۔ مگر یہ جب ہی حاصل ہوتا ہے کہ جب دل میں محبت ہو اور زبان کثرت ذکر کے ساتھ مانوس ہو چکی ہو۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ اللہ سے محبت کی علامت اس کے ذکر سے محبت ہے اور اللہ سے بغض کی علامت اس کے ذکر سے بغض ہے۔

حضرت ابو الدرداءؓ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں کی زبان اللہ کے ذکر سے تروتازہ رہتی ہے وہ جنت میں ہنستے ہوئے داخل ہوں گے۔

(۱۳) عن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا انبئکم بخیر اعمالکم وازکاھا عند ملیککم وارفعھا فی درجاتکم وخیر لکم من انفاق الذھب والورق وخیر لکم من ان تلقوا عدوکم فتضربوا اعناقھم ویضربوا اعناقکم قالوا بلی قال ذکر اللہ۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہؓ سے ارشاد فرمایا کیا میں تم کو ایسی چیز نہ بتاؤں جو تمام اعمال میں بہترین چیز ہے اور تمہارے مالک کے نزدیک سب سے زیادہ پاکیزہ اور تمہارے درجوں کو بہت زیادہ بلند کرنے والی اور سونے چاندی کو اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے سے بھی زیادہ بہتر اور جہاد میں تم دشمنوں کو قتل کرو وہ تم کو قتل کریں اس سے بھی بڑھی ہوئی۔ صحابہؓ نے عرض کیا ضرور بتادیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کا ذکر ہے۔

[illegible] والترمذی وابن ماجة وابن ابی الدنیا والحاکم وصححه والبیہقی کذا فی الدر [illegible] [illegible] [illegible] واقره علیه الذهبی و[illegible] [illegible] [illegible] عن معاذ بن جبل کذا فی الدر وفیه ایضا بروایة احمد والترمذی والبیہقی عن ابی سعید ان رسول الله صلی الله علیه وسلم سئل ای العباد افضل درجة عند الله یوم القیامة قال الذاکرون الله کثیرا قلت یا رسول الله ومن الغازی فی سبیل الله قال لو ضرب بسیفه فی الکفار والمشرکین حتی ینکسر ویختضب دما لکان الذاکرون الله افضل منه درجة ()

ف: [illegible] ارشاد فرمایا ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

ذکر کا سب سے افضل ہونا وارد ہوا۔ حضرت سلمانؓ سے کسی نے پوچھا کہ سب سے بڑا عمل کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ تم نے قرآن شریف پڑھا۔ قرآن پاک میں ہے وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ کوئی چیز اللہ کے ذکر سے افضل نہیں۔ حضرت سلمان رضؓ نے جس آیت شریفہ کی طرف اشارہ کیا ہے وہ اکیسویں پارے کی پہلی آیت ہے۔ صاحب مجالس الابرار کہتے ہیں کہ اس حدیث میں اللہ کے ذکر کو صدقہ اور جہاد اور ساری عبادات سے اس لیے افضل فرمایا کہ اصل مقصود اللہ کا ذکر ہے اور ساری عبادتیں اس کا ذریعہ اور آلہ ہیں اور ذکر بھی دو قسم کا ہوتا ہے ایک زبانی اور ایک قلبی جو زبان سے بھی افضل ہے اور وہ مراقبہ اور دل کی سوچ ہے اور یہی مراد ہے اس حدیث سے جس میں آیا ہے کہ ایک گھڑی سوچنا ستر برس کی عبادت سے افضل ہے۔ مسند احمد میں ہے حضرت سہلؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ کا ذکر اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے سے سات لاکھ حصہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ اس تقریر سے یہ معلوم ہو گیا کہ صدقہ اور جہاد وغیرہ جو وقتی چیزیں ہیں وقتی ضرورت کے اعتبار سے ان کی فضیلت بہت زیادہ ہو جاتی ہے۔ لہٰذا ان احادیث میں کوئی اشکال نہیں جن میں ان چیزوں کی بہت زیادہ فضیلت وارد ہوئی ہے چنانچہ ارشاد ہے کہ تھوڑی دیر کا اللہ کے راستہ میں کھڑا ہونا اپنے گھر پر ستر سال کی نماز سے افضل ہے حالانکہ نماز بالاتفاق افضل ترین عبادت ہے۔ لیکن کفار کے ہجوم کے وقت جہاد اس سے بہت زیادہ افضل ہو جاتا ہے۔

(۷) عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لیذکرن اللہ اقوام فی الدنیا علی الفرش الممهدة یدخلهم اللہ الدرجات العلی	حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ دنیا میں نرم نرم بستروں پر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں جس کی وجہ سے حق تعالیٰ شانہ جنت کے اعلیٰ درجوں میں ان کو پہنچا دیتا ہے۔

ذکرہ ابن رجب کذا فی الدر قلت ویؤیدہ الحدیث المتقدم قریبا بلفظ اَرْفَعُهَا فِیْ دَرَجَاتِکُمْ وایضاً قوله صلی اللّٰه علیه وسلم سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ قَالُوْا وَمَا الْمُفَرِّدُوْنَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الذَّاکِرُوْنَ اللّٰهَ کَثِیْرًا وَّالذَّاکِرَاتُ رواه مسلم کذا فی الحصن وفی روایة قَالَ الْمُسْتَهْتَرُوْنَ فِیْ ذِکْرِ اللّٰهِ یَضَعُ الذِّکْرُ عَنْهُمْ اَثْقَالَهُمْ فَیَاْتُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ خِفَافًا رواه الترمذی والحاکم مختصرا وقال صحیح علی شرط الشیخین وفی الجامع رواه الطبرانی عن ابی الدرداء ایضاً۔

فائدہ: یعنی دنیا میں مشقتیں جھیلنا، مصیبتیں برداشت کرنا آخرت کے رفع درجات کا سبب ہے اور حق تعالیٰ کے دینی امور میں یہاں مشقت اٹھائی جائے گی اتنا ہی بلند مرتبوں کا مستحق ہوگا لیکن اللہ پاک کے مبارک ذکر کی یہ برکت ہے کہ راحت و آرام سے نرم بستروں پر بیٹھ کر بھی کیا جائے تب بھی رفع درجات کا سبب ہوتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر تم ہر وقت ذکر میں مشغول رہو تو فرشتے تمہارے بستروں پر اور تمہارے راستوں میں تم سے مصافحہ کرنے لگیں۔ ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد وارد ہوا ہے کہ مفرد لوگ بہت آگے بڑھ گئے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ مفرد کون ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو اللہ کے ذکر میں والہانہ طریقہ پر مشغول ہیں۔ اس حدیث کی بنا پر صوفیا نے لکھا ہے کہ سلاطین اور امراء کو اللہ کے ذکر سے دریغ نہ کرنا چاہیے کہ وہ بستروں پر رہ کر بھی درجات عالی حاصل کرسکتے ہیں۔ حضرت ابو درداءؓ فرماتے ہیں کہ تو اللہ کا ذکر اپنی مسرتوں اور خوشیوں کے اوقات میں کر، وہ تجھ کو مشقتوں اور تکلیفوں کے اوقات میں کام دے گا۔ حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں کہ جب بندہ راحت، خوشی اور فراخی کے اوقات میں اللہ کا ذکر کرتا ہے اور پھر اس کو کوئی مشقت اور تکلیف پہنچتی ہے تو فرشتے کہتے ہیں کہ مانوس آواز ہے ضعیف بندہ کی ہے پھر اللہ کے یہاں اس کی سفارش کرتے ہیں اور جو شخص راحت کے اوقات میں اللہ کو یاد نہ کرے پھر کوئی تکلیف پہنچے اور اس وقت یاد کرے تو فرشتے کہتے ہیں کیسی غیر مانوس آواز ہے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں ایک ان میں سے صرف ذاکرین کیلئے ہے۔

کی گئی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص اللہ کا ذکر کثرت سے کرے وہ نفاق سے بری ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ جل شانہ اس سے محبت فرماتے ہیں۔ ایک سفر سے واپسی ہو رہی تھی ایک جگہ پہنچ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آگے بڑھنے والے کہاں ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا کہ بعض تیز رو آگے چلے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ آگے بڑھنے والے کہاں ہیں جو اللہ کے ذکر میں والہانہ مشغول ہیں۔ جو شخص یہ چاہے کہ جنت سے خوب سیراب ہو وہ اللہ کا ذکر کثرت سے کرے۔

(۵) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّہٗ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص اللہ کا ذکر کرتا ہے اور جو نہیں کرتا ان دونوں کی مثال زندہ اور مردے کی سی ہے کہ ذکر کرنے والا زندہ ہے اور ذکر نہ کرنے والا مردہ ہے۔

(اخرجہ البخاری ومسلم والبیہقی کذا فی الدر والمشکوٰۃ) ۔

فائدہ: زندگی ہر شخص کو محبوب ہے اور مرنے سے ہر شخص گھبراتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص اللہ کا ذکر نہیں کرتا وہ زندہ بھی مردے کے حکم میں ہے، اس کی زندگی بھی بیکار ہے۔

زندگی نتواں گفت حیاتیکہ مراست
زندہ آنست کہ با دوست وصالے دارد

ترجمہ: کہتے ہیں کہ وہ زندگی ہی نہیں ہے جو میری ہے، زندہ وہ ہے جس کو دوست کا وصال نصیب ہو۔

بعض علماء نے فرمایا ہے کہ یہ دل کی حالت کا بیان ہے کہ جو شخص اللہ کا ذکر کرتا ہے اس کا دل زندہ رہتا ہے اور جو ذکر نہیں کرتا اس کا دل مر جاتا ہے۔ اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ تشبیہ نفع اور نقصان کے اعتبار سے ہے کہ اللہ کا ذکر کرنے والے شخص

وجہ سے ہے وہ لیا ہے جیسا کہ زندہ کو ستانے والے سے انتقام لیا جاتا ہے اور مردہ بے بس ہے کہ جتنا چاہے ستاؤ اور غیر ذاکر کو شیطان ایسا ہی بے بس کر دیتا ہے جیسا مردہ کو ستانے والا اگر وہ خود نقصان نہیں دے سکتا۔ صوفیا کہتے ہیں کہ اس سے ہمیشہ کی زندگی مراد ہے کہ اللہ کا ذکر اخلاص سے کرنے والے مرتے ہی نہیں بلکہ وہ اس دنیا سے منتقل ہو جانے کے بعد بھی زندوں کے حکم میں رہتے ہیں جیسا کہ قرآن پاک میں شہداء کے متعلق وارد ہوا ہے بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ۔ اسی طرح ان کے لیے بھی ایک خصوصی زندگی ہے۔

حکیم ترمذی کہتے ہیں کہ اللہ کا ذکر دل کو تر کرتا ہے اور نرمی پیدا کرتا ہے اور جب دل اللہ کے ذکر سے خالی ہوتا ہے تو نفس کی گرمی اور شہوت کی آگ سے خشک ہو کر سخت ہو جاتا ہے اور سارے اعضاء سخت ہو جاتے ہیں طاعات سے رک جاتے ہیں اگر ان اعضاء کو کھینچو تو ٹوٹ جائیں گے جیسے کہ خشک لکڑی کہ جھکانے سے نہیں جھکتی صرف کاٹ کر جلا دینے کے کام کی رہ جاتی ہے۔

(۷) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ	ہے کہ اگر ایک شخص کے پاس بہت
وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ رَجُلًا فِیْ حِجْرِہٖ	سے روپے ہوں اور وہ ان کو تقسیم
دَرَاهِمُ یَقْسِمُهَا وَاٰخَرُ	کر رہا ہو اور دوسرا شخص اللہ کے
یَذْکُرُ اللّٰہَ کَانَ الذَّاکِرُ	ذکر میں مشغول ہو تو ذکر کرنے والا
لِلّٰہِ اَفْضَلَ۔	افضل ہے۔

اخرجه الطبرانی کذا فی الترغیب وفی مجمع الزوائد رواہ الطبرانی فی الاوسط ورجاله وثقوا

ف: یعنی اللہ کے راستہ میں خرچ کرنا کتنی ہی بڑی چیز کیوں نہ ہو لیکن اللہ کے ذکر کے مقابلہ میں بھی افضل چیز کو نہیں پہنچتا۔ کیسے خوش قسمت ہیں وہ مالدار جو اللہ کے راستہ میں خرچ کرتے ہیں اور ان کو اللہ کے ذکر کی بھی توفیق ہوتی ہے جیسا کہ ایک

حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ کی طرف سے بھی روزانہ بندوں پر صدقہ ہوتا رہتا ہے اور ہر شخص کو اس کی حیثیت کے موافق کچھ نہ کچھ عطا ہوتا رہتا ہے لیکن کوئی عطا اس سے بڑھ کر نہیں کہ اس کو اللہ کے ذکر کی توفیق نصیب ہو جائے۔ جو لوگ کاروبار میں مشغول رہتے ہیں تجارت زراعت اور ملازمت میں گھرے رہتے ہیں اگر تھوڑا سا بھی وقت اللہ کی یاد کے لیے اپنے اوقات میں سے نکال لیں تو کیسی مفت کی کمائی ہے۔ دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں سے دو چار گھنٹے اس کام کے لیے نکال لینا کون سی مشکل بات ہے۔ آخر فضولیات اور لغویات میں بہت سا وقت خرچ ہوتا ہے اس مبارک چیز کے واسطے وقت نکالنا کیا دشوار ہے۔ ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ کے بہترین بندے وہ ہیں جو اللہ کے ذکر کے لیے چاند سورج ستارے اور سایہ کی تحقیق رکھتے ہیں یعنی اوقات کی تحقیق کا اہتمام کرتے ہیں۔ گو اس زمانہ میں گھڑی گھنٹوں کی کثرت نے اس سے بے نیاز کر دیا پھر بھی فی الجملہ ان چیزوں کی واقفیت مناسب ہے کہ گھڑی کے خراب اور غلط ہو جانے کی صورت میں اوقات ضائع نہ ہو جائیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ زمین کے جس حصہ پر اللہ کا ذکر کیا جائے وہ حصہ نیچے ساتوں زمینوں تک دوسرے حصوں پر فخر کرتا ہے۔

۱۸ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ يَتَحَسَّرُ أَهْلُ الْجَنَّةِ إِلَّا عَلٰى سَاعَةٍ مَرَّتْ بِهِمْ لَمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ تَعَالٰى فِيْهَا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جنت میں جانے کے بعد اہل جنت کو دنیا کی کسی چیز کا بھی قلق اور افسوس نہیں بجز اس گھڑی کے جو دنیا میں اللہ تعالیٰ شانہٗ کے ذکر کے بغیر گزر گئی ہو۔

---

(۱) اخرجہ الطبرانی والبیہقی کذا فی الدر وفی الجامع رواہ الطبرانی فی الکبیر والبیہقی فی الشعب ورقم لہ بالحسن وفی مجمع الزوائد رواہ الطبرانی ورجالہ ثقات وفی شیخ الطبرانی خلاف واخرج ابن ابی الدنیا والبیہقی عن عائشۃ بمعناہ مرفوعا کذا فی الدر وفی الترغیب بمعناہ

عن ابی ہریرۃ مرفوعا وقال رواہ احمد باسناد صحیح وابن حبان والحاکم وقال صحیح علی شرط البخاری)

فائدہ: جنت میں جانے کے بعد جب یہ منظر سامنے ہوگا کہ ایک دفعہ اس پاک نام کو لینے کا اجر و ثواب کتنا زیادہ مقدار میں ہے کہ پہاڑوں کے برابر مل رہا ہے تو اپنی غفلت سے جس کمائی کے نقصان پر جس قدر بھی افسوس ہوگا ظاہر ہے۔ لیکن خوش نصیب بندے بھی ہیں جن کو دنیا بھی بغیر ذکر اللہ کے اچھی معلوم نہیں ہوتی۔ حافظ ابن حجرؒ نے منبہات میں لکھا ہے کہ یحییٰ بن معاذ رازیؒ اپنی مناجات میں کہا کرتے تھے۔ اِلٰہِی لَا یَطِیْبُ اللَّیْلُ اِلَّا بِمُنَاجَاتِکَ وَلَا یَطِیْبُ النَّھَارُ اِلَّا بِطَاعَتِکَ وَلَا تَطِیْبُ الدُّنْیَا اِلَّا بِذِکْرِکَ وَلَا تَطِیْبُ الْاٰخِرَۃُ اِلَّا بِعَفْوِکَ وَلَا تَطِیْبُ الْجَنَّۃُ اِلَّا بِرُؤْیَتِکَ۔ (ترجمہ) یا اللہ! رات نہیں اچھی لگتی مگر تجھ سے راز و نیاز کے ساتھ اور دن اچھا معلوم نہیں ہوتا مگر تیری عبادت کے ساتھ اور دنیا اچھی معلوم نہیں ہوتی مگر تیرے ذکر کے ساتھ اور آخرت اچھی نہیں مگر تیری معافی کے ساتھ اور جنت میں لطف نہیں مگر تیرے دیدار کے ساتھ۔

حضرت سریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے جرجانیؒ کو دیکھا کہ ستو پھانک رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ خشک ہی پھانک رہے ہو کہنے لگے کہ میں نے روٹی چبانے اور ستو پھانکنے کا جب حساب لگایا تو چبانے میں اتنا وقت زیادہ خرچ ہوتا ہے کہ اس میں آدمی ستر دفعہ سبحان اللہ کہہ سکتا ہے اس لئے میں نے چالیس برس سے روٹی کھانا چھوڑ دیا ستو پھانک کر گزر کر لیتا ہوں۔

منصور بن معتمرؒ کے متعلق لکھا ہے کہ چالیس برس تک عشاء کے بعد کسی سے بات نہیں کی ربیع بن خثیمؒ کے متعلق لکھا ہے کہ بیس برس تک جو بات کرتے تھے ایک پرچہ پر لکھ لیتے اور رات کو اپنے دل سے حساب کرتے کہ کتنی بات ان میں ضروری تھی اور کتنی غیر ضروری

[illegible]

[illegible]

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لا یقعد قوم یذکرون اللہ الا حفتہم الملائکۃ وغشیتہم الرحمۃ ونزلت علیہم السکینۃ وذکرہم اللہ فیمن عندہ۔ اخرجہ ابن ابی شیبۃ واحمد ومسلم والترمذی وابن ماجۃ والبیہقی کذا فی الدر والحصن والمشکوۃ وفی حدیث طویل لابی ذر اوصیک بتقوی اللہ فانہ راس الامر کلہ وعلیک بتلاوۃ القرآن وذکر اللہ فانہ ذکر لک فی السماء ونور لک فی الارض الحدیث ذکرہ فی الجامع الصغیر بروایۃ الطبرانی وعبد بن حمید فی تفسیرہ ورقم لہ بالحسن

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ارشاد فرماتے تھے جو جماعت اللہ کے ذکر میں مشغول ہو فرشتے اس جماعت کو سب طرف سے گھیر لیتے ہیں اور رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور سکینہ ان پر نازل ہوتی ہے اور اللہ جل شانہ ان کا تذکرہ اپنی مجلس میں تفاخر کے طور پر فرماتے ہیں حضرت ابوذرؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ میں تجھے اللہ کے تقوے کی وصیت کرتا ہوں کہ تمام چیزوں کی جڑ ہے اور قرآن شریف کی تلاوت اور اللہ کے ذکر کا اہتمام کر کہ اس سے آسمانوں میں تیرا ذکر ہوگا اور زمین میں نور کا سبب بنے گا اکثر اوقات چپ رہا کر کہ بھلائی کے بغیر کوئی کلام نہ ہو یہ بات شیطان کو دور کرتی ہے اور دین کے کاموں میں مددگار ہوتی ہے زیادہ ہنسی سے بھی بچتا رہ کہ اس سے دل مرجاتا ہے اور چہرہ کا نور جاتا رہتا ہے۔ جہاد کرتے رہنا یہ میری امت کی فقیری یہی ہے مسکینوں سے محبت رکھنا ان کے پاس کثرت سے بیٹھتے رہنا

اور اپنے سے کم حیثیت لوگوں پر نگاہ رکھنا اور اپنے سے اونچوں پر نگاہ نہ کرنا کہ اس سے

کہ ان نعمتوں کی ناقدری پیدا ہوتی ہے جو اللہ نے تجھے عطا فرمائی ہیں۔
قرابت داروں سے تعلقات جوڑنے کی فکر رکھنا، گو وہ تجھ سے تعلقات توڑیں۔ حق بات
کہنے میں تردد نہ کرنا گو کسی کو کڑوی لگے۔ اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کی پرواہ نہ کرنا۔ تجھ کو
دوسروں کے عیوب پر تنبیہ نہ کرنے والے اور جس عیب میں خود مبتلا ہو اس میں دوسرے پر غصہ نہ کرے۔
اے ابوذر حسن تدبیر سے بڑھ کر کوئی عقلمندی نہیں اور ناجائز امور سے بچنا بہترین
پرہیزگاری ہے اور خوش خلقی کے برابر کوئی شرافت نہیں۔

فائدہ: سکینہ کے معنی سکون و وقار کے ہیں یا کسی مخصوص رحمت کے جس کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں جن کو میں اپنے رسالہ چہل حدیث جدید در فضائل قرآن میں لکھ چکا ہوں۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ کوئی ایسی خاص چیز ہے جو طمانیت رحمت وغیرہ سب کو شامل ہے اور ملائکہ کے ساتھ اترتی ہے۔ حق تعالیٰ شانہ کا ان چیزوں کو فرشتوں کے سامنے تفاخر کے طور پر فرمانا ایک تو اس وجہ سے ہے کہ فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کے وقت عرض کیا تھا کہ یہ لوگ دنیا میں فساد کریں گے جیسا کہ پہلی حدیث کے ذیل میں گزر چکا ہے۔ دوسرے اس وجہ سے ہے کہ فرشتوں کی جماعت اگرچہ سراپا عبادت، سراپا بندگی و اطاعت ہے لیکن ان میں معصیت کا مادہ ہی نہیں ہے اور انسان میں چونکہ دونوں مادے موجود ہیں اور غفلت و نافرمانی کے اسباب اس کو گھیرے ہوئے ہیں، شہوتیں، لذتیں اس کا جزو بنی ہوئی ہیں اس لئے ان سب کے مقابلہ میں جو عبادت اور طاعت ہو اور جو معصیت سے بچنا ہو وہ زیادہ قابل مدح اور قابل قدر ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ جب حق تعالیٰ شانہ نے جنت کو بنایا تو حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ارشاد ہوا کہ اس کو دیکھ کر آؤ۔ انہوں نے آ کر عرض کیا یا اللہ آپ کی عزت کی قسم جو بھی اس کی خبر سن لے گا اس میں جائے بغیر نہ رہے گا۔ یعنی لذتیں، راحتیں نعمتیں جنت میں ایسی رکھی گئی ہیں کہ ان کے سننے کے بعد وہاں آ جانے سے کون رکے گا۔ جو سنے گا وہ جانے کی کوشش کرے گا۔ اس کے بعد حق تعالیٰ شانہ نے اس کو مشقتوں سے ڈھانک دیا یعنی نمازیں پڑھنا، روزے رکھنا، جہاد کرنا، حج کرنا وغیرہ اس پر سوار کر دیئے

کہ ان کو بجالاؤ تو جنت میں جاؤ اور پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ارشاد ہوا کہ اب دیکھو انہوں نے عرض کیا کہ اب تو یا اللہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ کوئی اس میں جا بھی نہ سکے گا۔ اسی طرح جب جہنم کو بنایا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اس کے دیکھنے کا حکم ہوا وہاں کے عذاب وہاں کے مصائب گندگیاں اور تکلیفیں دیکھ کر انہوں نے عرض کیا کہ یا اللہ آپ کی عزت کی قسم جو شخص اس کے حالات سن لے گا کبھی بھی اس کے پاس نہ جائے گا حق سبحانہ وتقدس نے دنیا کی لذتوں سے اس کو ڈھانپ دیا کہ زنا کرنا، شراب پینا، ظلم کرنا، احکام پر عمل نہ کرنا وغیرہ وغیرہ کا پردہ اس پر ڈال دیا گیا۔ پھر ارشاد ہوا کہ اب دیکھو انہوں نے عرض کیا کہ یا اللہ اب تو مجھے اندیشہ ہو گیا کہ شاید ہی کوئی اس سے بچے۔ اسی وجہ سے کوئی بندہ اللہ کی طاعت کرتا ہے گناہ سے بچتا ہے تو اس ماحول کے اعتبار سے جس میں وہ ہے قابل قدر ہوتا ہے اسی وجہ سے حق تعالیٰ شانہ اظہار مسرت فرماتے ہیں جو فرشتوں پر اس حدیث پاک میں اور اس قسم کی بہت سی حدیثوں میں ذکر آیا ہے۔ وہ فرشتوں کی ایک خاص جماعت ہے جو اسی کام پر متعین ہے کہ جہاں اللہ کے ذکر کی مجلس ہوں اللہ کا ذکر کیا جا رہا ہو وہاں جمع ہوں اور اس کو سنیں۔ چنانچہ ایک حدیث میں وارد ہے کہ فرشتوں کی ایک جماعت متفرق طور پر پھرتی رہتی ہے اور جس جگہ اللہ کا ذکر سنتی ہے اپنے ساتھیوں کو آواز دیتی ہے کہ آؤ اسی جگہ تمہارا مقصود اور غرض موجود ہے اور ایک دوسرے پر جمع ہوتے رہتے ہیں حتی کہ آسمان تک ان کا حلقہ پہنچ جاتا ہے جیسا تیسرے باب کی دوسری فصل کے نمبر ۹ پر آرہا ہے۔

(۹) عَنْ مُعَاوِيَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلٰى حَلْقَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ. فَقَالَ مَا أَجْلَسَكُمْ قَالُوْا جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللّٰهَ وَنَحْمَدُهُ عَلٰى

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ صحابہ کی ایک جماعت کے پاس تشریف لے گئے اور دریافت فرمایا کس بات نے تم لوگوں کو یہاں بٹھایا ہے عرض کیا کہ اللہ جل شانہ کا ذکر کر رہے ہیں اور اس بات پر اس کی حمد و ثنا کرتے ہیں۔

هَدَانَا لِلْإِسْلَامِ وَمَنَّ	کہ اس نے ہم لوگوں کو اسلام کی دولت سے
بِهٖ عَلَيْنَا قَالَ آللّٰهِ مَا	نوازا، یہ اللہ کا بڑا ہی احسان ہم پر ہے۔
أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذَاكَ قَالُوْا وَاللّٰهِ	حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا خدا
مَا أَجْلَسَنَا إِلَّا ذَاكَ قَالَ	کی قسم صرف اسی وجہ سے بیٹھے ہو؟ صحابہ
أَمَا إِنِّيْ لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ	نے عرض کیا کہ خدا کی قسم صرف اسی وجہ سے
تُهْمَةً لَكُمْ وَلٰكِنَّهٗ	بیٹھے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
أَتَانِيْ جِبْرَئِيْلُ فَأَخْبَرَنِيْ	کہ کسی بدگمانی کی وجہ سے میں نے تم لوگوں
أَنَّ اللّٰهَ يُبَاهِيْ بِكُمُ	کو قسم نہیں دی، بلکہ جبرئیل میرے پاس
الْمَلٰٓئِكَةَ (رواه	ابھی آئے تھے اور یہ خبر سنا گئے کہ اللہ
مسلم والترمذي	جل شانہ تم لوگوں کی وجہ سے ملائکہ پر فخر
والنسائي كذا في الدر والمشكوة)	فرما رہے ہیں

فائدہ: یعنی میں نے جو قسم دے کر پوچھا اس سے مقصود آپ لوگوں پر تہمت رکھنی نہ تھی بلکہ یہ معلوم کرنا تھا کہ اس کے علاوہ کوئی اور بات تو نہیں جو حق تعالیٰ شانہ کے فخر کا سبب ہو۔ اب معلوم ہو گیا کہ صرف یہ ذکر ہی سبب فخر ہے۔ کس قدر خوش قسمت تھے وہ لوگ کہ جن کی عبادتیں قبول ہوتی تھیں اور ان کی عبادتوں پر حق تعالیٰ شانہ کے فخر کی خوشخبری ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے سننا نصیب ہو جاتی تھی اور کیوں نہ ہوتا کہ ان حضرات کے کارنامے ایسے ہی تھے جن کے احوال کا مختصر تذکرہ میں نے رسالہ حکایات صحابہ میں نمونہ کے طور پر لکھ چکا ہوں۔

ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ فخر کا مطلب یہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہ فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ دیکھو یہ باوجودیکہ نفس ان کے ساتھ ہے، شیطان ان پر مسلط ہے، شہوتیں ان میں موجود ہیں، دنیا کی ضرورتیں ان کے پیچھے لگی ہوئی ہیں، ان سب کے باوجود یہ ذکر میں مشغول ہیں، تمہارا ذکر و تسبیح اس لحاظ سے کہ تمہارے لئے کوئی مانع بھی نہیں ہے، ان کے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں ہے۔

(۱۰) عَنْ اَنَسٍؓ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ قَوْمٍ اِجْتَمَعُوْا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ لَا يُرِيْدُوْنَ بِذٰلِكَ اِلَّا وَجْهَهٗ اِلَّا نَادَاهُمْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ اَنْ قُوْمُوْا مَغْفُوْرًا لَّكُمْ قَدْ بُدِّلَتْ سَيِّاٰتُكُمْ حَسَنٰتٍ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو بھی لوگ اللہ کے ذکر کے لیے مجتمع ہوں اور ان کا مقصود صرف اللہ ہی کی رضا ہو تو آسمان سے ایک فرشتہ ندا کرتا ہے کہ تم لوگ بخش دیے گئے اور تمہاری برائیاں نیکیوں سے بدل دی گئیں۔

(اخرجه احمد والبزار وابو يعلى والطبراني واخرجه الطبراني عن سهل بن الحنظلية ايضاً واخرجه البيهقي عن عبد الله بن مغفل وزاد) وَمَا مِنْ قَوْمٍ اجْتَمَعُوْا فِيْ مَجْلِسٍ فَتَفَرَّقُوْا وَلَمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ اِلَّا كَانَ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

دوسری حدیث میں ہے اس کے بالمقابل جو اجتماع ایسا ہو کہ اس میں اللہ پاک کا کوئی ذکر ہی نہیں تو یہ اجتماع قیامت کے روز حسرت و افسوس کا سبب ہوگا۔

(كذا في الترغيب للمنذري رواه الطبراني في الكبير والاوسط ورواته محتج بهم في الصحيح وفي الباب عن ابي هريرة عند احمد وابن حبان وغيرهما وصححه الحاكم على شرط مسلم واقره الذهبي وعلى شرط البخاري في موضع آخر وعزا السيوطي في الجامع حديث سهل الى الطبراني والبيهقي في الشعب والضياء ورقم له بالحسن وفي الباب روايات ذكرها في مجمع الزوائد۔)

فائدہ: یعنی اس مجلس کی بے برکتی اور اضاعت پر حسرت ہوگی اور کیا بعید ہے کہ وبال سبب کسی وجہ سے بن جائے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جس مجلس میں اللہ کا ذکر نہ ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ ہو اس مجلس والے ایسے ہیں جیسے مرے ہوئے گدھے پر سے اٹھے ہوں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ مجلس کا کفارہ یہ ہے کہ اٹھتے ہوئے یہ پڑھے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ

أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ۔ ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جو بھی مجلس ایسی ہو جس میں اللہ کا ذکر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف نہ ہو وہ مجلس قیامت کے دن حسرت اور نقصان کا سبب ہوگی، پھر حق تعالیٰ شانہٗ اپنے لطف سے چاہے مغفرت فرما دیں چاہے مطالبہ اور عذاب فرما دیں۔ ایک حدیث ہے کہ مجلسوں کا حق ادا کیا کرو اور وہ یہ ہے کہ اللہ کا ذکر ان میں کثرت سے کرو، راہیوں کو بوقت ضرورت رستہ بتاؤ، ناجائز چیز سامنے آجائے تو آنکھیں بند کرلو یا نیچی کرلو کہ اس پر نگاہ نہ پڑے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو یہ چاہے کہ اس کا ثواب بہت بڑی ترازو میں تُلے (یعنی ثواب بہت زیادہ مقدار میں ہو کہ وہ بڑی ترازو میں تلے گا۔ معمولی چیز تو چھوٹی ترازو سے پاسنگ میں آجاتی ہے) اس کو چاہئے کہ مجلس کے ختم پر یہ دعا پڑھا کرے۔ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ حدیث ۸ میں برائیوں کو نیکیوں سے بدل دینے کی بشارت بھی ہے۔ قرآن پاک میں بھی سورۂ فرقان کے ختم پر مومنین کی چند صفات ذکر فرمانے کے بعد ارشاد ہے۔ فَأُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۔ پس یہی لوگ ہیں جن کی برائیوں کو حق تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہیں۔

اس آیت شریفہ کے متعلق علماء تفسیر کے چند اقوال ہیں۔

ایک یہ کہ سیئات معاف فرما دی جائیں گی اور حسنات باقی رہ جائیں گی۔ تو یا یہی بدل ہے کہ سیئہ کوئی باقی نہیں رہی۔ دوسرے یہ کہ ان لوگوں کو بجائے برے اعمال کرنے کے نیک عمل کی توفیق حق تعالیٰ شانہٗ کی طرف سے ہوگی جیسا کہ بولتے ہیں کہ گرمی کے بجائے سردی ہوگئی۔ تیسرے یہ کہ انسان کی [illegible] بجائے بری چیزوں کے اچھی چیزیں [illegible] ساتھ وابستہ ہو جاتی ہیں۔ اس کی توضیح یہ ہے کہ آدمی کی عادتیں بعض [illegible] بدلتی نہیں، اس کی بہت خوب مثال ہے۔ جبل [illegible]

بھی ایک حدیث سے ماخوذ ہے جس میں ارشاد ہے۔ جب تم سنو کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل گیا اور
دوسری جگہ چلا گیا تو اس کی تصدیق کر لو لیکن اگر سنو کہ طبیعت بدل گئی تو اس کی تصدیق نہ
کرو۔ گویا حدیث کا مطلب یہ ہو کہ عادت کا زائل ہونا پہاڑ کے زائل ہونے سے بھی زیادہ
مشکل ہے اس کے بعد پھر اشکال ہوتا ہے کہ صوفیا اور مشائخ جو عادات کی اصلاح کرتے ہیں
اس کا جواب یہ ہے کہ عادتیں نہیں بدلتیں بلکہ ان کا تعلق بدل جاتا ہے۔ مثلاً ایک شخص کے
مزاج میں غصہ ہے۔ وہ مشائخ کی اصلاح اور مجاہدوں سے ایسا ہو جائے کہ غصہ بالکل ہی
نہ رہے یہ تو دشوار ہے۔ ہاں اس غصہ کا تعلق پہلے سے جن چیزوں کے ساتھ تھا مثلاً بے جا
خادم پر وغیرہ اب بجائے ان کے اللہ کی نافرمانیوں پر اس کے احکام کی خلاف ورزی
وغیرہ وغیرہ کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ وہی حضرت عمرؓ جو ایک زمانہ میں مسلمانوں کی ایذا
رسانی میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑتے تھے ایمان کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت
سے [illegible] پر اسی طرح [illegible] تھے [illegible] یہی حال ہے اس تقریر
سے بدلنے کا مطلب یہ ہوا کہ حق تعالیٰ شانہ ایسے لوگوں کے اخلاق کا تعلق بجائے معاصی کے
حسنات سے فرما دیتے ہیں۔ چوتھے یہ کہ حق تعالیٰ شانہ ان کو اپنی برائیوں پر توبہ کی توفیق عطا
فرماتے ہیں جس کی وجہ سے پرانے پرانے گناہ یاد آ کر ندامت اور توبہ کا سبب ہوتا ہے اور
ہر گناہ کے بدلے ایک توبہ جو عبادت ہے اور نیکی ہے ثبت ہو جاتی ہے۔ پانچویں یہ ہے
اگر خدائے کریم کو کسی کی کوئی ادا پسند ہو اور اس کو اپنے فضل سے برائیوں کے بدلے نیکیاں
دے تو کسی کے باپ کا اجارہ ہے۔ وہ مالک ہے۔ بادشاہ ہے۔ قدرت والا ہے اس کی
رحمت کی وسعت کا کیا ٹھکانا۔ اس کی مغفرت کا دروازہ کون بند کر سکتا ہے اس کی عطا کو
کون روک سکتا ہے جو دینے والا ہے وہ [illegible] عطا کرتا ہے اس کو اپنی قدرت کے مظاہر
بھی دکھانا ہیں اور مغفرت کے کرشمے بھی [illegible] احادیث میں [illegible]
[illegible] مختلف طریقوں سے [illegible] جن کو توجہ سے [illegible] مختصر حصہ
[illegible] ہے [illegible] چند نمونے [illegible] ایک لفظ یہ ہے کہ بعض
بندوں سے حق تعالیٰ [illegible] اور [illegible] ان کو [illegible]

نہ ہوگا بلکہ کہ تو نے فلاں وقت یہ گناہ کیا فلاں وقت ایسا کیا اور اس کو اقرار بغیر چارہ نہ ہوگا۔ حتیٰ کہ وہ گناہوں کی کثرت سے یہ سمجھے گا کہ میں ہلاک ہوگیا تو ارشاد ہوگا کہ ہم نے دنیا میں تیری پردہ پوشی کی آج بھی ستاری کرتے ہیں اور معاف کرتے ہیں۔ چنانچہ جب یہ شخص اور اس جیسے جو ہوں گے وہ حساب سے فارغ ہو کر بس جائیں گے تو لوگ دیکھ کر کہیں گے کہ یہ کیسا بندہ مبارک ہے کہ اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں اس لیے کہ ان کو اس کے گناہوں کی خبر ہی نہ ہوئی۔ اسی طرح ایک نوع ایسی ہوگی کہ ان کے لیے چھوٹے بڑے گناہوں کے سلسلے میں ارشاد ہوگا کہ اچھا ان کے چھوٹے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دو تو وہ جلدی سے کہیں گے کہ ابھی اور بھی گناہ ایسے ہیں جو یہاں ذکر نہیں کیے گئے۔ اسی طرح اور انواع ذکر کیا ہے کہ کس طرح سے پیشی اور حساب ہوگا۔ حدیث میں ایک قصہ آتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میں اس کو جانتا ہوں جو سب سے اخیر میں جہنم سے نکالا جائے گا اور سب سے اخیر میں جنت میں داخل کیا جائے گا پیشی کو بلایا جائے گا اور فرشتوں سے کہا جائے گا کہ اس کے بڑے بڑے گناہ تو ابھی ذکر نہ کیے جائیں چھوٹے چھوٹے گناہ اس کے سامنے پیش کیے جائیں۔ [illegible] چنانچہ یہ شروع ہو جائیں گے اور [illegible] وقت [illegible] کو جتلایا جائے گا وہ انکار کیسے کر سکتا ہے اقرار کرتا جائے گا۔ [illegible] دل میں ڈرتا ہوگا۔ اس کے ہر گناہ کے بدلے ایک نیکی دی جائے تو بول اٹھے گا کہ ابھی تو میرے بہت سے گناہ باقی ہیں جو یہاں نظر نہیں آئے۔ اس قصہ کو نقل فرماتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ہنسی آگئی۔

اس حدیث میں اوّل تو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

علاوہ ہو سکتا ہے

ایک ضروری بات یہ ہے کہ حضرت انیس میں ملنے کے بارے میں مختلف روایات وارد ہوئی ہیں لیکن ان میں کوئی اشکال نہیں۔ ایک معتد بہ جماعت اگر خطا تو بھی ہر شخص انیس میں تلخ وارد ہے اور جو قریب انیس کے ہو وہ بھی انیس ہی کہلاتا ہے نیز تمام غلام جماعت ثانیہ بھی مراد ہو سکتی ہے۔ اس حدیث میں اہم مسئلہ اخلاص کا ہے اور اخلاص کی تائید اور بھی بہت سی احادیث میں اس رسالہ میں متفرق گزرے گی۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں اخلاص ہی کی قدر ہے جس درجہ کا اخلاص ہوگا اسی درجہ کی عمل کی قیمت ہوگی۔ صوفیہ نے لکھا ہے اخلاص یہ ہے کہ کل ہواؤں سے روک دے۔ نزہۃ النفوس میں حکایت لکھی ہے ایک بادشاہ سے جو نہایت ہی جابر و متشدد تھا ایک جہاز میں بہت سی شراب آئی ہوئی تھی۔ ایک صاحب کا اس جہاز پر گزر ہوا انہوں نے جس قدر کشتیاں شراب سے بھری ہوئی تھیں سب ہی توڑ دیں ایک چھوڑ دی۔ کسی شخص کی ہمت ان کو روکنے کی نہ ہوئی لیکن سب کو حیرت تھی کہ اس بادشاہ کے تشدد کا مقابلہ بھی کوئی نہ کر سکتا تھا۔ چہ جائیکہ اس نے اس طرح جرأت کی۔ بادشاہ کو اطلاع دی گئی اس کو بھی تعجب ہوا اور اس بات پر اس سے زیادہ کہ اس طرح ایک معمولی آدمی نے جرأت کی اور پھر اس پر کہ ایک مٹکا کیوں چھوڑ دیا۔ ان صاحب کو بلایا گیا پوچھا کہ یہ کیوں کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ دل نے تقاضا کیا تھا اس لئے ایسا کیا۔ تمہارا جو دل چاہے سزا دے دو۔ اس سے پوچھا یہ ایک کیوں چھوڑ دی۔ انہوں نے کہا کہ مجھے اوّل اسلامی غیرت کا تقاضا تھا اس لئے میں توڑ رہا تھا جب یہاں تک پہنچا تو میرے دل میں ایک خوشی سی پیدا ہوئی کہ میں نے ایک ناجائز چیز کو مٹا دیا تو مجھے اس کے توڑنے میں یہ شبہ ہوا کہ یہ حظ نفس دل کی خوشی کی خاطر ہے اس لئے یہ چھوڑ دی۔ بادشاہ نے کہا اس کو چھوڑ دو یہ مجبور تھا۔

احیاء میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا جو ہر وقت عبادت میں مشغول رہتا تھا۔ ایک جماعت اس کے پاس آئی اور کہا یہاں ایک قوم ہے جو ایک درخت کو پوجتی ہے۔ یہ سن کر اس کو غصہ آیا اور کلہاڑا کندھے پر رکھ کر اس کو کاٹنے کے

لیے چل دیا۔ راستہ میں شیطان ایک پیر مرد کی صورت میں ملا، عابد سے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ اس نے کہا کہ فلاں درخت کاٹنے جاتا ہوں۔ شیطان نے کہا تمہیں اس درخت سے کیا واسطہ، تم اپنی عبادت میں مشغول رہو، تم نے اپنی عبادت کو ایک مہمل کام کے واسطے چھوڑ دیا۔ عابد نے کہا یہ بھی عبادت ہے۔ شیطان نے کہا میں نہیں کاٹنے دوں گا۔ چنانچہ دونوں میں مقابلہ ہوا، وہ عابد اس کے سینے پر چڑھ گیا۔ شیطان نے خود کو عاجز دیکھ کر خوشامد کی اور کہا اچھا بات سن لے۔ عابد نے اس کو چھوڑ دیا۔ شیطان نے کہا کہ اللہ نے تجھ پر اس کو فرض تو کیا نہیں، تیرا اس سے کوئی نقصان نہیں، تو اس کی پرستش نہیں کرتا۔ اللہ کے بہت سے نبی ہیں، اگر وہ چاہتا تو کسی نبی کے ذریعہ سے اس کو کٹوا دیتا۔ عابد نے کہا میں ضرور کاٹوں گا۔ پھر مقابلہ ہوا اور عابد پھر اس کے سینے پر چڑھ گیا۔ شیطان نے کہا اچھا سن ایک فیصلہ کی بات جو تیرے لیے بھی نفع کی ہو۔ اس نے کہا کہو۔ شیطان نے کہا تو غریب ہے دنیا پر بوجھ بنا ہوا ہے، تو اس کام سے باز آ، میں تجھے روزانہ تین دینار دے دیا کروں گا، جو روزانہ تیرے سرہانے رکھے ہوئے ملا کریں گے، تیری بھی ضرورتیں پوری ہو جایا کریں گی، اپنے اعزہ پر بھی احسان کر سکے گا، فقیروں کی مدد کر سکے گا اور بہت سے ثواب کے کام کر سکے گا، اور یہ ایک ثواب ہوگا اور وہ بھی بیکار کہ وہ پھر دوسرا درخت لگا لیں گے۔ عابد کی سمجھ میں آگیا، قبول کر لیا۔ دو دن تو ملے، تیسرے دن سے ندارد۔ عابد کو غصہ آیا اور کلہاڑی لے کر پھر چلا، راستہ میں وہ بوڑھا پھر ملا، پوچھا کہاں جا رہا ہے؟ عابد نے کہا اسی درخت کو کاٹنے جا رہا ہوں۔ بوڑھے نے کہا تو اس کو نہیں کاٹ سکتا۔ دونوں میں لڑائی ہوئی تو وہ بوڑھا غالب آیا اور عابد کے سینے پر چڑھ گیا۔ اس بوڑھے نے کہا کہ پہلی مرتبہ تیرا غصہ محض اللہ کے واسطے تھا، اس لیے اللہ جل شانہ نے مجھے مغلوب کر دیا تھا۔ اس دفعہ اس میں دیناروں کا دخل تھا، اس لیے تو مغلوب ہوا۔ حق یہ ہے کہ جو کام خالص اللہ کے واسطے کیا جاتا ہے اس میں بڑی قوت ہوتی ہے۔

(۱) عن معاذ بن جبل قال قال رسول الله ﷺ ما عمل ادمي عملا انجى له من عذاب الله

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ   کہ ذکر اللہ سے بڑھ کر کسی آدمی کا کوئی عمل
مَا عَمِلَ اٰدَمِيٌّ عَمَلًا اَنْجٰى لَهٗ   عذاب قبر سے زیادہ نجات دینے
مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ   والا نہیں ہے۔

(اخرجه احمد كذا في الدر وعزاه في الجامع الصغير بلفظ انجى له من عذاب الله و رقم له بالصحة وفي مجمع الزوائد رواه احمد ورجاله رجال الصحيح الا ان زياداً لم يدرك معاذاً ثم ذكره بطريق اخرى وقال رواه الطبراني ورجاله رجال الصحيح قلت وفي مشكوة عن معاذ موقوفاً بلفظ ما عمل العبد عملاً انجى له من عذاب الله من ذكر الله رواه مالك والترمذي وابن ماجة الا انه وقفه رواه الحاكم وقال صحيح الاسناد واقره عليه الذهبي وفي مشكوة برواية البيهقي في الدعوات عن ابن عمر مرفوعاً بمعنى الذي رواه ابن ابي شيبة وابن ابي الدنيا كذا في الجامع الصغير برواية البيهقي في شعب الايمان ورقم له بالضعف وفي اوله لكل شيء سقالة وسقالة القلوب ذكر الله وفي مجمع الزوائد برواية جابر مرفوعاً نحوه وقال رواه الطبراني في الصغير والاوسط ورجالهما رجال الصحيح اھ)

فائدہ: عذاب قبر نہایت سخت چیز ہے جس سے وہی لوگ واقف ہیں جن کے سامنے وہ احادیث ہیں جو عذاب قبر کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔ حضرت عثمانؓ جب کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو اس قدر روتے کہ داڑھی مبارک تر ہو جاتی، کسی نے پوچھا کہ جنت دوزخ کے تذکرہ سے بھی آپ اتنا نہیں روتے جتنا قبر کے سامنے آپ روتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ آخرت کی منزلوں میں سب سے پہلی منزل قبر ہے جو شخص اس سے نجات پا جاوے اس کے بعد کی سب منزلیں اس سے سہل ہو جاتی ہیں اور جو اس سے نجات نہ پاوے اس کے بعد کی منزلیں سخت ہوتی ہیں۔ پھر آپ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سنایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ ارشاد فرماتے تھے کہ میں نے کوئی منظر قبر سے زیادہ وحشت ناک نہیں دیکھا۔ حضرت عائشہؓ ارشاد فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد عذاب قبر سے پناہ مانگتے تھے۔ حضرت ... ارشاد فرماتے ہیں

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، مجھے یہ اندیشہ ہے کہ تم ڈر اور خوف کی وجہ سے مُردوں کو دفن کرنا چھوڑ دو گے۔ ورنہ میں اس کی دعا کرتا کہ اللہ جل شانہ تمہیں بھی عذاب قبر سنادے آدمیوں اور جنات کے سوا ہر جاندار عذاب قبر کو سنتے ہیں۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ سفر میں تشریف لیجا رہے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی بدک گئی کسی نے پوچھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کو کیا ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک آدمی کو قبر کا عذاب ہو رہا ہے اس کی آواز سے بدک گئی۔ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لے گئے تو چند آدمیوں کو دیکھا کہ کھلکھلا کر ہنس رہے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر موت کو کثرت سے یاد کیا کرو تو یہ بات نہ ہو کوئی دن قبر پر ایسا نہیں گزرتا جس میں وہ یہ اعلان نہیں کرتی کہ میں غربت کا گھر ہوں تنہائی کا گھر ہوں کیڑوں اور جانوروں کا گھر ہوں جب کوئی مومن آدمی اس میں دفن ہوتا ہے تو قبر اس سے کہتی ہے تیرا آنا مبارک ہے تو نے بہت اچھا کیا کہ آگیا جتنے آدمی میری پشت پر چلتے تھے ان سب میں تو مجھے سب سے زیادہ محبوب تھا آج تو میرے پاس آیا ہے تو میرا حسن سلوک بھی دیکھے گا اس کے بعد وہ اس قدر وسیع ہو جاتی ہے کہ منتہائے نظر تک کھل جاتی ہے اور جنت کا ایک دروازہ اس کے لئے کھل جاتا ہے جس سے وہاں کی ہوائیں اور خوشبوئیں اس کو پہنچتی رہتی ہیں اور جب بدکار آدمی دفن کیا جاتا ہے تو قبر کہتی ہے کہ تیرا آنا نامبارک ہے تو نے بہت برا کیا کہ آیا جتنے آدمی میری پشت پر چلتے تھے سب میں زیادہ بغض مجھے تجھ سے تھا آج تو میرے حوالہ ہوا ہے تو میرا معاملہ بھی دیکھے گا اس کے بعد اس کو اس قدر زور سے بھینچتی ہے کہ پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں جیسا کہ ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ میں ڈالی جاتی ہیں اس کے بعد ستر اژدہے اس پر مسلط کر دئے جاتے ہیں [illegible] کہ اگر ان میں سے ایک بھی زمین پر پھونک مار دے تو [illegible] زمین [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا کہ قبر جنت کا ایک باغ ہے یا جہنم کا ایک گڑھا۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دو قبروں پر گزر ہوا۔ ارشاد فرمایا کہ ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے ایک کو چغلخوری کے بارے میں دوسرے کو پیشاب کی احتیاط نہ کرنے میں کہ بدن پر اس سے بچتا نہ تھا، ہمارے کتنے مہذب لوگ ہیں جو استنجے کو عیب سمجھتے ہیں اور اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ علماء نے پیشاب سے نہ بچنے کو گناہ کبیرہ بتایا ہے۔ ابن حجر مکی نے لکھا ہے کہ صحیح روایت میں آیا ہے کہ اکثر عذاب قبر پیشاب کی وجہ سے ہوتا ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ قبر میں سب سے پہلے مطالبہ پیشاب کا ہوتا ہے۔ بالجملہ عذاب قبر نہایت سخت چیز ہے اور جیسا کہ اس کے ہونے میں بعض گناہوں کو خاص دخل ہے اسی طرح اس سے بچنے میں بھی بعض عبادات کو خصوصی تاثیر حاصل ہے چنانچہ متعدد احادیث میں وارد ہے اور عذاب قبر سے حفاظت کا سبب ہے اور اللہ کے ذکر کے بارے میں تو حدیث بالا ہے ہی۔

(۱۲) عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِ قَالَ
رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لَيَبْعَثَنَّ اللهُ أَقْوَامًا
يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي وُجُوهِهِمُ
النُّورُ عَلَى مَنَابِرِ اللُّؤْلُؤِ يَغْبِطُهُمُ
النَّاسُ لَيْسُوا بِأَنْبِيَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ
فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ حَلِّهِمْ لَنَا نَعْرِفْهُمْ
قَالَ هُمُ الْمُتَحَابُّونَ فِي اللهِ مِنْ
قَبَائِلَ شَتَّى وَبِلَادٍ شَتَّى
يَجْتَمِعُونَ عَلَى ذِكْرِ اللهِ
يَذْكُرُونَهُ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن اللہ جل شانہ بعض قوموں کا حشر اس طرح فرمائیں گے کہ ان کے چہروں میں نور چمکتا ہوگا، وہ موتیوں کے منبروں پر ہوں گے لوگ ان پر رشک کرتے ہوں گے وہ انبیاء اور شہداء نہیں ہوں گے کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا حال بیان کر دیجئے کہ ہم ان کو پہچان لیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ لوگ ہوں گے جو اللہ کی محبت میں مختلف جگہوں سے مختلف خاندانوں

سے آکر ایک جگہ جمع ہو گئے ہوں اور
اللہ کے ذکر میں مشغول ہوں۔

دوسری حدیث میں ہے کہ جنت میں یاقوت کے ستون ہوں گے جن پر زبرجد کے بالاخانے ہوں گے۔ ان میں چاروں طرف دروازے کھلے ہوئے ہوں گے۔ وہ ایسے چمکتے ہوں گے جیسے کہ نہایت روشن ستارہ چمکتا ہے۔ ان بالاخانوں میں وہ لوگ رہیں گے جو اللہ کے واسطے آپس میں محبت رکھتے ہوں اور وہ لوگ جو اللہ ہی کے واسطے ایک جگہ اکٹھے ہوں اور وہ لوگ جو اللہ ہی کے واسطے آپس میں ملتے جلتے ہیں۔

اخرجه الطبراني باسناد حسن كذا في الدر، وفي مجمع الزوائد وفي الترغيب للمنذري وذكر بمعناه مختصرا برواية عمرو بن عبسة عند الطبراني مرفوعا قال المنذري واسناده مقارب لا بأس به قلت حديث عمرو بن عبسة في الجامع الصغير بالحسن وفي مجمع الزوائد رجاله موثقون قلت وفي مجمع الزوائد بمعنى هذا الحديث مطولا وفيه [illegible] [illegible] فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم [illegible] الحديث قال رواه الطبراني [illegible] قلت وفي الباب عن ابي هريرة عند البيهقي في الشعب ان في الجنة لعمدا من ياقوت عليها غرف من زبرجد لها ابواب مفتحة تضيء كما يضيء الكوكب الدري يسكنها المتحابون في الله والمتجالسون في الله والمتلاقون في الله كذا في الجامع الصغير وقد رمز له بالضعف وذكره في مجمع الزوائد برواية البزار وكذا في المشكوة

زبرجد کے متعلق اہلِ لغت میں اختلاف ہے کہ زبرجد اور زمرد ایک ہی پتھر کے دو نام ہیں یا پتھر کی دو قسمیں ہیں یا ایک ہی نوع کے دو پتھر ہیں بہرحال یہ ایک پتھر ہوتا ہے [illegible] [illegible] جاتے ہیں۔

[illegible] [illegible] جب آگ [illegible] اس

وقت حقیقت معلوم ہوگی کہ یہ بوریوں پر بیٹھنے والے کیا کچھ کما کر لے گئے۔ جب وہ ان منبروں اور بالا خانوں پر ہوں گے اور یہ بیٹھنے والے گالیاں دینے والے کیا کما کر لے گئے

فسوف تری اذا انکشف الغبار ۔ افرس تحت رجلک ام حمار

عنقریب جب غبار ہٹ جائے گا تو معلوم ہو جائے گا کہ گھوڑے پر سوار تھے یا گدھے پر۔

ان ذاکروں کی اللہ کے یہاں کیا قدر ہے جن پر آج چاروں طرف سے نکیریں پڑتی ہیں یہ بہت احادیث سے معلوم ہوتا ہے جن میں ان کی فضیلتیں ذکر کی گئی ہیں ایک حدیث میں وارد ہے کہ جس گھر میں اللہ کا ذکر کیا جاتا ہو وہ آسمان والوں کے لیے ایسا چمکتا ہے جیسے زمین والوں کے لیے ستارے چمکتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ ذکر کی مجلس پر سکینہ یعنی ایک خاص تسکین نازل ہوتی ہے فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں۔ رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور اللہ جل شانہ عرش پر ان کا ذکر فرماتے ہیں۔ ابو رزین ؓ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھے دین کی تقویت کی چیز بتاؤں جس سے تو دونوں جہان کی بھلائی کو پہنچے۔ وہ اللہ کا ذکر کرنے والوں کی مجلسیں ہیں ان کو مضبوط پکڑ لے اور جب تو تنہا ہوا کرے جتنی بھی قدرت ہو اللہ کا ذکر کرتا رہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آسمان والے ان گھروں کو جن میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے ایسا چمکتا دیکھتے ہیں جیسا کہ زمین والے ستاروں کو چمکتا دیکھتے ہیں۔ [illegible]

[illegible]

بن عباسؓ بلفظ مجالس العلم ورواية الترمذي عن ابي هريرةؓ بلفظ المساجد محل حلق الذكر وزاد الرتع. سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔

فائدہ: یہ مقصود ہے کہ کسی خوش قسمت کو ان مجالس اور ان حلقوں تک رسائی ہو جائے تو اس کو بہت زیادہ غنیمت سمجھنا چاہئے کہ یہ دنیا ہی میں جنت کے باغ ہیں اور خوب چرو کے لفظ سے اس طرف اشارہ فرمایا کہ جیسے جانور جب کسی سبزہ زار یا کسی باغ میں چرتا ہے تو تھوڑے ہٹانے سے بھی نہیں ہٹتا، مالک کے ڈنڈے وغیرہ بھی کھاتا رہتا ہے مگر اس سے منہ نہیں موڑتا، اسی طرح ذکر کرنے والے کو بھی دنیاوی کثرت اور حوائج کی وجہ سے اس حلقہ سے منہ نہیں موڑنا چاہئے اور جنت کے باغ اس لئے فرمایا جیسا کہ جنت میں کوئی آفت نہیں ہوتی، اسی طرح یہ مجالس بھی آفات سے محفوظ رہتی ہیں، حدیث میں آیا ہے کہ اللہ کا ذکر دلوں کی شفا ہے یعنی دل میں جس قسم کے امراض پیدا ہوتے ہیں تکبر، حسد، کینہ وغیرہ سب ہی امراض کا علاج ہے۔ صاحب فوائد فی الصلوٰۃ والعوائد نے لکھا ہے کہ ذکر پر مداومت سے تمام آفتوں سے محفوظ رہتا ہے، حضرت ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص ذکر اللہ کی کثرت کا اہتمام کرتا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص کے پیچھے کوئی دشمن لگا ہو اور وہ اس سے بچنے کو کسی قلعہ میں محفوظ ہو جائے۔ ذاکر حق جل شانہٗ کا ہم نشین ہوتا ہے اور جب بندہ پر ذکر کا غلبہ ہو جاتا ہے تو وہ ملک کا ہم نشین ہو جاتا ہے اس کے علاوہ اس سے شرح صدر ہو جاتا ہے دل منور ہوتا ہے اس کے دل کی سختی دور ہو جاتی ہے، اس کے علاوہ اور بھی بہت سے ظاہری و باطنی منافع ہوتے ہیں جن کو بعض علماء نے سو تک شمار کیا ہے۔ انتہی

حضرت ابو امامہؓ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوئے اور عرض کیا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ جب بھی آپ اندر جاتے ہیں یا باہر آتے ہیں یا کھڑے ہوتے ہیں یا بیٹھتے ہیں فرشتے آپ کے لئے دعا کرتے ہیں۔ ابو امامہؓ نے فرمایا اگر تمہارا دل چاہے تو تمہارے لئے بھی وہ دعا کرتے ہیں پھر یہ آیت پڑھی يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا

[illegible] گویا اس طرف اشارہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ کی رحمت اور ملائکہ کی استغفار سے اوپر پہنچ جاتا ہے جو ذکر کرنے والوں اور [illegible] ہوتا ہے۔

(۱۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَجَزَ مِنْكُمْ عَنِ اللَّيْلِ اَنْ يُّكَابِدَهٗ وَبَخِلَ بِالْمَالِ اَنْ يُّنْفِقَهٗ وَجَبُنَ عَنِ الْعَدُوِّ اَنْ يُّجَاهِدَهٗ فَلْيُكْثِرْ ذِكْرَ اللّٰهِ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص تم میں سے عاجز ہو راتوں کو محنت کرنے سے اور بخل کی وجہ سے مال بھی خرچ نہ کیا جاتا ہو یعنی نفلی صدقات، اور بزدلی کی وجہ سے جہاد میں بھی شرکت نہ کر سکتا ہو اس کو چاہئے کہ اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرے۔

رواه الطبراني والبزار واللفظ له وفي سنده ابو يحيى القتات وبقيته محتج بهم في الصحيح [illegible] [illegible] [illegible] البزار والطبراني وفيه ابو يحيى القتات وقد وثق وضعفه الجمهور وبقية رجاله رجال الصحيح

فائدہ:- [illegible]

[illegible]

فائدہ: [illegible]

حضرت ابو ہریرہؓ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بھی نقل کیا ہے کہ حضرت جبرئیلؑ نے اللہ کے ذکر کی اس قدر تاکید کرتے رہے کہ مجھے یہ گمان ہونے لگا کہ بغیر ذکر کے کوئی چیز نفع نہ دے گی۔ ان سب روایات سے یہ معلوم ہوا کہ ذکر کی جتنی بھی کثرت ممکن ہو دریغ نہ کرے لوگوں کے مجنون یا ریاکار کہنے کی وجہ سے اس کو چھوڑ دینا اپنا ہی نقصان کرنا ہے۔ صوفیاء نے لکھا ہے کہ یہ بھی شیطان کا ایک دھوکہ ہے کہ اوّل وہ ذکر سے اس خیال سے روکتا ہے کہ لوگ دیکھیں گے کوئی دیکھے گا تو کیا کہے گا وغیرہ وغیرہ۔ یہ شیطان کو ذکر کے روکنے کا ایک مستقل ذریعہ اور حیلہ بن جاتا ہے اس لیے یہ ضروری ہے کہ دوسروں کی نسبت سے کوئی عمل نہ چھوڑے لیکن اگر کوئی دیکھے تو بلا سے دیکھے اس وجہ سے چھوڑ نہ بیٹھے۔ حضرت عبداللہ ذوالبجادینؓ ایک صحابی ہیں جو بچپن میں یتیم ہو گئے تھے چچا کے پاس رہتے تھے وہ بہت اچھی طرح رکھتا تھا۔ گھر والوں سے چھپ کر مسلمان ہو گئے۔ چچا کو خبر ہوئی تو غصہ میں بالکل ننگا کر کے گھر سے نکال دیا۔ ماں بھی تھی لیکن چونکہ بے بس تھی اس لیے ماں نے ایک موٹی سی چادر دے دی جس کو انہوں نے دو ٹکڑے کر کے ایک سے ستر ڈھانکا دوسرا اوپر ڈال لیا اور مدینہ طیبہ حاضر ہو گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر پڑے رہا کرتے اور بہت کثرت سے بلند آواز کے ساتھ ذکر کرتے تھے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ یہ شخص ریاکار ہے کہ اس طرح ذکر کرتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں یہ اوّاہین میں سے ہے۔ غزوہ تبوک میں انتقال ہوا صحابہؓ نے دیکھا کہ رات کو قبرستان کے قریب چراغ جل رہا ہے قریب جا کر دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں اترے ہوئے ہیں حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے فرما رہے ہیں کہ اپنے بھائی کو مجھے پکڑا دو۔ دونوں حضرات نے نعش کو پکڑا دیا دفن کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ میں اس سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہو جا۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ یہ سارا منظر دیکھ کر تمنا ہوئی کہ کاش یہ میری نعش ہوتی۔ یہ جو بعض صوفیہ میں مشہور ہے کہ کسی عمل کو اس وجہ سے نہ کرنا کہ لوگ دیکھیں گے یہ ریا ہے اور اس وجہ سے کسی عمل کو کرنا کہ لوگ دیکھیں یہ شرک ہے وہ صحیح ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ بعض آدمی ذکر کی کنجیاں ہیں جب ان کو

[illegible] تنہا ذکر کیا جائے [illegible] کی صورت [illegible] ایک دوسری حدیث میں وارد ہے کہ اللہ کے ذکر [illegible] وہ لوگ [illegible] تنہائی میں یاد کرتے ہیں ایک حدیث میں آیا ہے کہ سب سے بہتر [illegible] راتوں کی [illegible] [illegible] وہ [illegible] تنہائی [illegible] اور اس [illegible] نہ ہوئی ہو اور اس کے کمال سے آخرت کی محبت پیدا ہوتی ہو اور یہ [illegible] سب کوئی شخص [illegible] ہو اور جس کو خود [illegible] کسی کو [illegible] کی وجہ سے پیدا ہو گیا ہے [illegible] میں تصنیف فرمایا ہے جس [illegible] [illegible] ذکر کی [illegible] سبب نہ ہو۔

(١) عن ابي هريرة قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول سبعة يظلهم الله في ظله يوم لا ظل الا ظله امام عادل وشاب نشأ في عبادة الله ورجل قلبه معلق بالمساجد ورجلان تحابا في الله اجتمعا عليه وتفرقا عليه ورجل دعته امرأة ذات منصب وجمال فقال اني اخاف الله ورجل تصدق بصدقة فاخفاها

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سات آدمی ہیں جن کو اللہ جل شانہ اپنی رحمت کے سایہ میں ایسے دن جگہ عطا فرمائے گا جس دن اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا ایک عادل بادشاہ دوسرے وہ جوان جو جوانی میں اللہ کی عبادت کرتا ہو تیسرے وہ شخص جس کا دل مسجد میں اٹکا رہے چوتھے وہ دو شخص جن میں اللہ ہی کے واسطے محبت ہو اسی پر ان کا اجتماع ہو اور اسی پر جدائی پانچویں وہ شخص جس کو کوئی حسین شریف عورت اپنی طرف متوجہ کرے اور وہ کہدے کہ

فاخفاها حتى لا تعلم
شماله ما تنفق يمينه،
ورجل ذكر الله
خاليا ففاضت
عيناه۔

[illegible] چھٹے وہ
شخص جو ایسے مخفی طریق سے صدقہ
کرے، کہ دوسرے ہاتھ کو بھی خبر
نہ ہو۔ ساتویں وہ شخص جو اللہ کا ذکر تنہائی میں
کرے اور آنسو بہنے لگیں۔

[illegible] کذا فی الترغیب والمشکوٰۃ وفی جامع الصغیر برویۃ
مسلم عن ابی ہریرۃ وابی سعید معا [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى
جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِىْ
خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا
سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ
فَعَقَدَ لَهُمْ لِوَاءً فَاتَّبَعَ الْقَوْمُ
لِوَاءَهُمْ وَقَالَ لَهُمْ
اُدْخُلُوْهَا خَالِدِيْنَ
رواه الاصبهانى
فى الترغيب كذا
فى الدر

ہوئے یعنی ہر حال میں اللہ کا ذکر کرتے رہتے
تھے اور آسمانوں اور زمینوں کے پیدا ہونے
میں غور کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یا اللہ
آپ نے یہ سب جہان لغو تو پیدا کیا
ہی نہیں ہم آپ کی تسبیح کرتے ہیں
آپ ہم کو جہنم کے عذاب سے بچا
لیجئے۔ اس کے بعد ان لوگوں کے لئے
ایک جھنڈا بنایا جائے گا جس کے پیچھے
یہ سب جائیں گے اور ان سے کہا جائے
گا کہ ہمیشہ کے لئے جنت میں
داخل ہو جاؤ۔

ف۔ آسمانوں اور زمینوں کے پیدا ہونے میں غور کرنے یعنی ان کی قدرت کے منافع اور ان کی حکمتوں سے عبرت حاصل کرنے سے جس سے اللہ جل جلالہ کی معرفت میں قوت پیدا ہوتی ہے ؎

الٰہی یہ عالم ہے گلزار تیرا

ابن ابی الدنیا نے ایک مرسل روایت نقل کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ ایک جماعت کے پاس تشریف لے گئے جو چپ چاپ بیٹھے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کس سوچ میں بیٹھے ہو؟ عرض کیا مخلوقات الٰہیہ کی سوچ میں ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہاں اللہ کی ذات میں غور نہ کیا کرو کہ وہ وراء الوراء ہے اس کی مخلوقات میں غور کیا کرو۔ حضرت عائشہؓ سے ایک شخص نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی عجیب بات سنا دیجئے۔ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کونسی بات ایسی تھی جو عجیب نہ تھی۔ ایک مرتبہ رات کو تشریف لائے اور میرے ساتھ بستر پر میرے لحاف میں لیٹ گئے پھر ارشاد فرمایا چھوڑ میں تو اپنے رب کی عبادت

[illegible] کر اٹھے وضو فرمایا اور نماز کی نیت باندھ کر رونا شروع کر دیا یہاں تک کہ آنسو سینہ مبارک پر بہتے رہے پھر اسی طرح رکوع میں روتے رہے پھر سجدہ میں اسی طرح روتے رہے۔ ساری رات اسی طرح گزار دی حتیٰ کہ صبح کی نماز کے لیے حضرت بلال بلانے کے لیے آئے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ تو بخشے بخشائے ہیں پھر آپ اتنا کیوں روتے ہیں، ارشاد فرمایا کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ پھر فرمایا میں کیوں نہ روتا حالانکہ آج یہ آیتیں نازل ہوئیں یعنی آیت ان فی خلق السموات والارض سے فقنا عذاب النار تک۔ پھر ارشاد فرمایا کہ ہلاکت ہے اس شخص کے لیے جو ان کو پڑھے اور غور و فکر نہ کرے۔ عامر بن عبد قیس کہتے ہیں کہ میں نے صحابہ ؓ سے سنا ہے ایک سے دو سے نہیں تین سے نہیں بلکہ ان سے زیادہ سے سنا ہے کہ ایمان کی روشنی یا ایمان کا نور غور و فکر ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص چھت پر لیٹا ہوا آسمان اور ستاروں کو دیکھ رہا تھا پھر کہنے لگا کہ قسم خدا کی مجھے یقین ہے کہ تمہارا پیدا کرنے والا بھی کوئی ضرور ہے۔ اے اللہ تو میری مغفرت فرما دے۔ حق تعالیٰ شانہ کی رحمت متوجہ ہوئی اور اس کی مغفرت ہوگئی۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ ایک ساعت کا غور و فکر رات بھر کی عبادت سے افضل ہے۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے بھی یہی نقل کیا گیا ہے۔ حضرت انس سے یہ نقل کیا گیا ہے کہ ایک ساعت کا غور ان چیزوں میں اسی سال کی عبادت سے افضل ہے۔ ام درداء رضی اللہ عنہا سے کسی نے پوچھا کہ ابو درداء کی افضل ترین عبادت کیا تھی فرمایا غور و فکر۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا گیا ہے کہ ایک ساعت کا غور و فکر اسی برس کی عبادت سے افضل ہے۔ [illegible] مطلب یہ نہیں کہ پھر عبادت کی ضرورت نہیں رہتی [illegible] ضرور ہے اور جب [illegible] اس کے پڑھتے [illegible] ہوگی تب [illegible] ہو جاتے ہیں۔

[illegible] غور و فکر کو افضل عبادت [illegible]

ذکر کے ذریعہ سے ہوتے ہیں دو چیزوں کا اضافہ ہوتا ہے ایک اللہ کی معرفت میں کہ غور و فکر معرفت کی کنجی ہے۔ دوسری اللہ کی محبت کہ ذکر پر یہ مرتب ہوتی ہے یہی غور و فکر ہے جس کو صوفیہ مراقبہ سے تعبیر فرماتے ہیں بہت سی روایات سے اس کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ مسند ابویعلیٰ میں بروایت حضرت عائشہؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ وہ ذکر خفی جس کو فرشتے بھی نہ سن سکیں ستر درجہ چند ہوتا ہے۔ جب قیامت کے دن حق تعالیٰ شانہ تمام مخلوق کو حساب کے لئے جمع فرمائیں گے اور کراماً کاتبین اعمال نامے لیکر آئیں گے تو ارشاد ہوگا کہ فلاں بندہ کے اعمال دیکھو اور کچھ باقی ہیں۔ وہ عرض کریں گے کہ ہم نے کوئی بھی ایسی چیز نہیں چھوڑی جو لکھی نہ ہو اور محفوظ نہ ہو تو ارشاد ہوگا ہمارے پاس اس کی ایسی نیکی باقی ہے جو تمہارے علم میں نہیں وہ ذکر خفی ہے۔ بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عائشہؓ سے بھی یہ حدیث نقل کی ہے کہ جس ذکر کو فرشتے بھی نہ سن سکیں وہ اس ذکر پر جس کو وہ سن سکیں ستر درجہ بڑھا ہوا ہے۔ یہی مراد ہے اس شعر سے جس میں کہا ہے

میان عاشق و معشوق رمزیست
کراماً کاتبین را ہم خبر نیست

اس ذکر خفی میں ایسی رمز ہوتی ہے جس کو فرشتوں کو بھی خبر نہیں ہوتی۔ کتنے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کو ایک لمحہ بھی غفلت نہیں ہوتی کہ ان کی ظاہری عبادات تو بے حد ہیں ہی یہ باطنی بھی حاصل کر لی گئی ہے۔ وقت یاد ذکر و فکر ہی زندگی کے اوقات میں معتبر ساعت ہے۔ یہی چیز ہے جس سے شیطان کو ڈر لگتا ہے۔ حضرت جنید سے نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ خواب میں شیطان کو ننگا دیکھا۔ انہوں نے فرمایا کہ تجھے شرم نہیں آتی آدمیوں کے سامنے ننگا ہوتا ہے۔ وہ کہنے لگا کہ یہ آدمی ہیں؟ آدمی وہ ہیں جو شونیزیہ کی مسجد میں بیٹھے ہیں جنہوں نے میرے بدن کو دبلا کر دیا اور میرے جگر کے کباب کر دیے۔ حضرت جنید فرماتے ہیں کہ میں شونیزیہ کی مسجد میں گیا میں نے دیکھا کہ چند حضرات گھٹنوں پر سر رکھے ہوئے مراقبہ میں مشغول ہیں جب انہوں نے مجھے دیکھا تو کہنے لگے کہ خبیث کی باتوں سے کہیں دھوکہ میں نہ پڑ جانا۔ مسوحی سے بھی اس کے

قریب ہی نقل کیا گیا ہے انہوں نے شیطان کو ننگا دیکھا انہوں نے کہا تجھے آدمیوں کے درمیان اس طرح پھرتے شرم نہیں آتی۔ کہنے لگا خدا کی قسم یہ آدمی نہیں ہیں اگر یہ آدمی ہوتے تو میں ان کے ساتھ اس طرح نہ کھیلتا جس طرح لڑکے گیند سے کھیلتے ہیں۔ آدمی تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے میرے بدن کو بیمار کر دیا اور صوفیا کی جماعت کی طرف اشارہ کیا۔ ابو سعید خراز کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ شیطان نے مجھ پر حملہ کیا میں لکڑی سے مارنے لگا۔ اس نے ذرا بھی پرواہ نہ کی غیب سے ایک آواز آئی کہ یہ اس سے نہیں ڈرتا یہ دل کے نور سے ڈرتا ہے۔ حضرت سعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ بہترین ذکر ذکر خفی ہے اور بہترین رزق وہ ہے جو کفایت کے درجہ کا ہو۔ حضرت عبادہ نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی نقل کیا ہے کہ بہترین ذکر ذکر خفی ہے اور بہترین رزق وہ ہے جو کفایت کے بقدر رکھتا ہو۔ یعنی نہ کم ہو کہ گذر نہ ہو سکے نہ زیادہ ہو کہ تکبر اور فخر میں مبتلا کر دے۔ ابن حبان اور ابو عوانہ نے اس حدیث کو صحیح بتایا ہے۔ ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ ذکر دل سے ادا کیا کرو کسی نے دریافت کیا کہ ذکر دل کیا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ ذکر خفی۔ ان سب روایات سے ذکر خفی کی فضیلت معلوم ہوتی ہے اور عنقریب ہی جو روایات گذر چکی ہیں ان میں زبان سے ذکر کرنا ہے دونوں مستقل چیزیں ہیں حالات کے اعتبار سے مختلف ہیں ان کو شیخ تجویز کرتا ہے کہ کس شخص کے لیے کس وقت کیا مناسب ہے۔

(۱۳) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَهْلِ	حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دولت کدہ
بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ نَزَلَتْ عَلٰى	میں تھے کہ آیت وَاصْبِرْ نَفْسَكَ
رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ	نازل ہوئی جس کا ترجمہ ہے اپنے
وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ بَعْضِ اَبْيَاتِهِ	آپ کو ان لوگوں کے ساتھ بیٹھنے کا پابند
وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ	کیجئے جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔
يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ	حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس
وَالْعَشِيِّ فَخَرَجَ يَلْتَمِسُهُمْ	آیت کے نازل ہونے پر ان لوگوں کی تلاش

فَوَجَدَ قَوْمًا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ
فِيْهِمْ ثَائِرُ الرَّأْسِ وَجَافُّ
الْجِلْدِ وَذُوْ الثَّوْبِ الْوَاحِدِ فَلَمَّا
رَآهُمْ جَلَسَ مَعَهُمْ
وَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ
جَعَلَ فِيْ أُمَّتِيْ مَنْ أَمَرَنِيْ
أَنْ أَصْبِرَ نَفْسِيْ
مَعَهُمْ۔

اخرجه ابن جرير
والطبرانی وابن مردویه
کذا فی الدر

میں نکلے ایک جماعت کو دیکھا کہ اللہ
کے ذکر میں مشغول ہے بعض لوگ ان
میں بکھرے ہوئے بالوں والے ہیں اور
خشک کھالوں والے اور صرف ایک
کپڑے والے ہیں (کہ ننگے بدن ایک لنگی
صرف ان کے پاس ہے) جب حضور صلی
اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا تو ان کے پاس
بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا کہ تمام تعریفیں اللہ
ہی کے لیے ہیں جس نے میری امت
میں ایسے لوگ پیدا فرمائے کہ خود مجھے
ان کے پاس بیٹھنے کا حکم ہے۔

فائدہ: ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب ان کو تلاش فرماتے ہوئے مسجد کے آخری حصہ میں بیٹھے ہوئے پایا کہ ذکر اللہ میں مشغول تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے میری زندگی ہی میں ایسے لوگ پیدا فرما دئے کہ مجھے ان کے پاس بیٹھنے کا حکم ہے۔ پھر فرمایا تم ہی لوگوں کے ساتھ زندگی ہے اور تمہارے ہی ساتھ مرنا ہے یعنی مرنے جینے کے ساتھی تم ہی لوگ ہو۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی وغیرہ حضرات صحابہ کرام کی ایک جماعت ذکر اللہ میں مشغول تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو یہ لوگ چپ ہو گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کیا کر رہے تھے۔ عرض کیا ذکر الٰہی میں مشغول تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ رحمت الٰہی تم لوگوں پر اتر رہی ہے تو میرا بھی دل چاہا کہ تمہارے ساتھ شرکت کروں۔ پھر ارشاد فرمایا کہ حمد اللہ جل شانہ کی جس نے میری امت میں ایسے لوگ پیدا کیے جن کے پاس بیٹھنے کا مجھے حکم ہوا ہے۔ مفسرین کہتے ہیں اَلَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ سے مراد ذاکرین کی جماعت ہے۔ اسی جیسے احکام سے صوفیا نے استنباط کیا ہے کہ مشائخ کو بھی مریدین کے پاس

بہت ضروری ہے کہ اس میں جو دو فائدہ ہیں زمانہ کے اختلاط سے شیخ کے نفس کے لیے
بھی بہت نافع ہے کہ غیر مہذب لوگوں کی بدمزاجیوں کے تحمل اور برداشت سے نفس میں انقیاد
پیدا ہوتا اس کی قوت میں انکسار پیدا ہوگا۔ اس کے علاوہ قلوب کے اجتماع کو اللہ جل
جلالہٗ کی رحمت اور رأفت کے متوجہ کرنے میں خاص دخل ہے۔ اسی وجہ سے جماعت کی
نماز مشروع ہوئی اور یہی بڑی وجہ ہے کہ عرفات کے میدان میں سب حاجی یک حال ایک
ہی میدان میں اللہ کی طرف متوجہ کیے جاتے ہیں جیسا کہ ہمارے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے
حجۃ اللہ البالغہ میں متعدد جگہ اس مضمون کو اہتمام سے ارشاد فرمایا ہے۔ یہ سب
اس جماعت کے بارے میں ہے جو اللہ کا ذکر کرنے والی ہو کہ احادیث میں کثرت سے
اس کی ترغیب آئی ہے۔ اس کے بالمقابل اگر کوئی شخص غافلین کی جماعت میں پھنس
جائے اس وقت اللہ کے ذکر میں مشغول ہو تو اس کے بارے میں بھی احادیث میں کثرت
سے فضائل آئے ہیں۔ ایسے موقع پر آدمی کو اور زیادہ اہتمام و توجہ سے اللہ کی طرف مشغول
رہنا چاہیے کہ ان کی نحوست سے محفوظ رہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ غافلین کی جماعت میں
اللہ کا ذکر کرنے والا ایسا ہے جیسے کہ جہاد میں بھاگنے والوں کی جماعت میں سے کوئی شخص
جم کر لڑے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ غافلین میں اللہ کا ذکر کرنے والا ایسا ہے جیسے
بھاگنے والوں کی طرف سے کفار کا مقابلہ کرے نیز وہ ایسا ہے جیسا اندھیرے گھر میں چراغ
نیز وہ ایسا ہے جیسا پت جھڑ والے درختوں میں کوئی شاداب سرسبز درخت ہو ایسے شخص
کو اللہ جل شانہٗ اس کا جنت کا گھر پہلے ہی دکھا دیں گے اور ہر آدمی اور جانور کے برابر اس کی
مغفرت ہو سکتی ہے جب کہ غافلوں کی مجلس میں اللہ کے ذکر میں مشغول ہو ورنہ ایسی
مجالس میں شرکت کی ممانعت آئی ہے۔ حدیث میں ہے کہ شیاطین کی مجلس سے
بچو کسی نے [illegible] مجالس ہیں جن میں غیر اللہ کا ذکر کثرت سے
ہو، خرافات اور لہو و لعب میں مشغول ہوتی ہو۔ ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ بازار
میں جا رہا تھا [illegible] میرے ساتھ تھی میں نے [illegible] کر [illegible]
[illegible] وہاں سے [illegible] آئی۔ جب میں نے [illegible] کو وہیں نہ دیکھا تو [illegible]

نقصان آیا میں گھر واپس آیا تو وہ باندی آئی اور کہنے لگی میرے آقا آج کل میں جلدی نہ کریں۔ آپ مجھے ایسے لوگوں کے پاس چھوڑ گئے جو اللہ کے ذکر سے غافل تھے۔ مجھے یہ ڈر ہوا کہ ان پر کوئی عذاب نازل نہ ہو جائے، یہ زمین میں نہ دھنس جائیں اور میں بھی ان کے ساتھ عذاب میں نہ دھنس نہ جاؤں

(١٩) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْمَا یَذْکُرُ عَنْ رَبِّهٖ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اُذْکُرْنِیْ بَعْدَ الْعَصْرِ وَبَعْدَ الْفَجْرِ سَاعَةً اَکْفِکَ فِیْمَا بَیْنَهُمَا

اخرجه احمد کذا فی الدر

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالیٰ شانہ کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ تو صبح کی نماز کے بعد اور عصر کی نماز کے بعد تھوڑی دیر مجھے یاد کر لیا کر میں درمیانی حصہ میں تیری کفایت کروں گا۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ اللہ کا ذکر کیا کر وہ تیری مطلب برآری میں معین ہوگا

فائدہ: آخرت کے واسطے نہ سہی دنیا کے واسطے تو ذرا سی دیر کیا مشکل ہے [illegible] لگے رہتے ہیں کیا مشکل ہے تھوڑی سی دیر صبح اور عصر کے بعد اللہ کا ذکر کر لیا کریں کہ سارے دن گزرتے ہیں دونوں وقتوں میں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل رہتے ہیں اور جب اللہ جل شانہ کفایت کا وعدہ فرماتے ہیں تو پھر کسی دوسری چیز کی کیا ضرورت باقی ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے ایسی جماعت کے ساتھ بیٹھنا جو صبح کی نماز کے بعد آفتاب نکلنے تک اللہ کے ذکر میں مشغول ہو مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ چار عرب غلام آزاد کروں، اسی طرح ایسی جماعت کے ساتھ بیٹھنا جو عصر کی نماز کے بعد سے غروب تک ذکر میں مشغول رہے مجھے زیادہ پسند ہے چار غلام آزاد کرنے سے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص صبح کی نماز جماعت سے پڑھے پھر آفتاب نکلنے تک ذکر میں مشغول رہے اور پھر دو رکعت نفل پڑھے اس کو ایسا ثواب ملے گا جیسا کہ حج و عمرہ کا ثواب ہوتا ہے اور پورا ثواب ملے گا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں ایک جماعت کے ساتھ صبح کی نماز کے بعد سے سورج نکلنے تک ذکر میں مشغول رہوں یہ مجھے دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ پسند ہے۔ اسی وجہ سے صبح کی نماز کے بعد و عصر کی نماز کے بعد اوراد کا معمول ہے اور اسی وجہ سے صوفیا کے یہاں ان دونوں وقتوں کا خاص اہتمام ہے کہ صبح کی نماز کے بعد عموماً اشغال میں اشتغال فرماتے ہیں اور عصر کے بعد اوراد کا اہتمام کرتے ہیں بالخصوص فجر کے بعد فقہاء بھی اہتمام فرماتے ہیں۔ مدونہ میں امام مالک سے نقل کیا گیا ہے کہ فجر کی نماز کے بعد طلوع آفتاب تک باتیں کرنا مکروہ ہیں اور حنفیہ میں سے صاحب درمختار نے بھی اس وقت باتیں کرنا مکروہ لکھا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص صبح کی نماز کے بعد اسی ہیئت سے بیٹھے ہوئے بولنے سے قبل یہ دعا دس مرتبہ پڑھے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اپنی ذات اور صفات میں اکیلا ہے کوئی اس کا شریک نہیں۔ سارا ملک اور سلطنت اسی کا ہے اور تمام تعریفیں بھی اسی پاک ذات کے لیے ہیں وہی زندہ کرتا ہے وہی مارتا ہے اور ہر چیز پر قادر ہے۔ تو اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں دس برائیاں معاف ہوتی ہیں اور جنت میں دس درجے بلند ہوتے ہیں اور تمام دن شیطان سے اور مکروہ بات سے محفوظ رہتا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے جو بعد نماز فجر اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ۔ میں اس اللہ سے جو ہمیشہ رہنے والا ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اپنے گناہوں کی بخشش مانگتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں تین مرتبہ پڑھے اس کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں خواہ سمندر کے برابر ہوں۔

۱ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ	حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ	ہے کہ دنیا ملعون ہے اور جو کچھ دنیا میں ہے
وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلدُّنْيَا مَلْعُوْنَةٌ	سب ملعون (اللہ کی رحمت سے دور) ہے۔
مَلْعُوْنٌ مَا فِيْهَا اِلَّا ذِكْرُ اللّٰهِ	مگر اللہ کا ذکر اور وہ چیز جو اس کے قریب

وَمَا وَالَاهُ وَعَالِمًا وَمُتَعَلِّمًا — اور عالم اور متعلم

رواه الترمذى وابن ماجة والبيهقى وقال الترمذى حديث حسن كذا فى الترغيب وذكره فى الجامع الصغير برواية ابن ماجة ورقم له بالحسن وذكره فى مجمع الزوائد برواية الطبرانى فى الاوسط عن ابن مسعود ولكن [illegible] الجامع الصغير وذكره برواية [illegible] ابن مسعود بلفظ [illegible] أَمْرًا بِمَعْرُوْفٍ اَوْ نَهْيًا عَنْ مُنْكَرٍ اَوْ ذِكْرَ اللّٰهِ [illegible]

فائدہ: [illegible]

[illegible]

[illegible]

سے رعب پڑتا ہے اور دیکھنے والوں کو حلاوت نصیب ہوتی ہے (۹) اللہ تعالیٰ شانہٗ کی محبت پیدا کرتا ہے اور محبت ہی اسلام کی روح اور دین کا مرکز ہے اور سعادت اور نجات کا مدار ہے، جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ کی محبت تک اس کی رسائی ہو اس کو چاہیے کہ اس کے ذکر کی کثرت کرے جیسا کہ پڑھنا اور تکرار کرنا علم کا دروازہ ہے، اسی طرح اللہ کا ذکر اس کی محبت کا دروازہ ہے (۱۰) ذکر سے مراقبہ نصیب ہوتا ہے جو مرتبۂ احسان تک پہنچا دیتا ہے، یہی مرتبہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسی نصیب ہوتی ہے گویا اللہ جل شانہٗ کو دیکھ رہا ہے (یہی مرتبہ صوفیاء کا منتہائے مقصد ہوتا ہے) (۱۱) اللہ کی طرف رجوع پیدا کرتا ہے جس سے رفتہ رفتہ یہ نوبت آجاتی ہے کہ ہر چیز میں حق تعالیٰ شانہٗ اس کی جائے پناہ و ملجا بن جاتے ہیں اور ہر مصیبت میں اسی کی طرف توجہ ہو جاتی ہے (۱۲) اللہ کا قرب پیدا کرتا ہے اور جتنا ذکر میں اضافہ ہوتا ہے اتنا ہی قرب میں اضافہ ہوتا ہے اور جتنی ذکر سے غفلت ہوتی ہے اتنی ہی اللہ سے دوری ہوتی ہے (۱۳) اللہ کی معرفت کا دروازہ کھلتا ہے (۱۴) اللہ جل شانہٗ کی ہیبت اور اس کی بڑائی دل میں پیدا کرتا ہے اور اللہ کے ساتھ حضوری پیدا کرتا ہے (۱۵) اللہ جل شانہٗ کی بارگاہ میں ذکر کا سبب ہے چنانچہ کلام پاک میں ارشاد ہے فَاذْكُرُونِيْٓ أَذْكُرْكُمْ اور حدیث میں وارد ہے۔ مَنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِيْ نَفْسِيْ الحدیث چنانچہ آیات اور احادیث کے بیان میں پہلے مفصل گذر چکا ہے اگر ذکر میں اس کے سوا کوئی بھی فضیلت نہ ہوتی تب بھی شرافت اور کرامت کے اعتبار سے یہی ایک فضیلت کافی تھی چہ جائیکہ اس میں اور بھی بہت سی فضیلتیں ہیں (۱۶) دل کو زندہ کرتا ہے۔ حافظ ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ اللہ کا ذکر دل کے لیے ایسا ہے جیسا مچھلی کے لیے پانی، خود غور کر لو کہ بغیر پانی کے مچھلی کا کیا حال ہوتا ہے (۱۷) دل اور روح کی روزی ہے، اگر ان دونوں کو اپنی روزی نہ ملے تو ایسا ہے جیسا بدن کو اس کی روزی یعنی کھانا نہ ملے (۱۸) دل کو زنگ سے صاف کرتا ہے جیسا کہ حدیث میں بھی وارد ہوا ہے ہر چیز پر اس کے مناسب زنگ اور میل ہوتا ہے، دل کا میل اور زنگ خواہشات اور غفلت ہیں جس کے لیے یہ صفائی کا کام دیتا ہے (۱۹) لغزشوں اور خطاؤں کو دور کرتا ہے (۲۰)

بندہ کو حق تعالیٰ شانہ سے جو وحشت ہوتی ہے اس کو دور کرتا ہے کہ غافل کے دل پر اللہ کی طرف سے ایک وحشت رہتی ہے جو ذکر ہی سے دور ہوتی ہے (۲۱) جو اذکار بندہ کرتا ہے وہ عرش کے چاروں طرف بندہ کا ذکر کرتے رہتے ہیں جیسا کہ حدیث میں وارد ہے (ابواب نمبر ۲ فصل نمبر ۲ حدیث نمبر ۱۷) (۲۲) جو شخص راحت میں اللہ جل شانہ کا ذکر کرتا ہے حق تعالیٰ شانہ مصیبت کے وقت اس کو یاد کرتا ہے (۲۳) اللہ کے عذاب سے نجات کا ذریعہ ہے (۲۴) سکینہ اور رحمت کے اترنے کا سبب ہے اور فرشتے ذکر کرنے والے کو گھیر لیتے ہیں (سکینہ کے متعلق باب ہذا کی فصل نمبر ۲ حدیث نمبر ۸ میں گذر چکے ہیں) (۲۵) اس کی برکت سے زبان غیبت، چغلخوری، جھوٹ، بدگوئی، لغو گوئی سے محفوظ رہتی ہے۔ چنانچہ تجربہ اور مشاہدہ سے ثابت ہے کہ جس شخص کی زبان اللہ کے ذکر کی عادی ہو جاتی ہے وہ ان چیزوں سے محفوظ رہتا ہے اور جس کی زبان عادی نہیں ہوتی ہر نوع کی لغویات میں مبتلا رہتا ہے (۲۶) ذکر کی مجلسیں فرشتوں کی مجلسیں ہیں اور لغویات و غفلت کی مجلسیں شیطانی مجلسیں ہیں اب آدمی کو اختیار ہے جس نوع کی مجلس کو چاہے پسند کرلے اور ہر شخص اسی کو پسند کرتا ہے جس سے مناسبت رکھتا ہے (۲۷) ذکر کی وجہ سے ذکر کرنے والا بھی نیک بخت ہوتا ہے اور اس کے پاس بیٹھنے والا بھی اور غفلت و لغویات میں مبتلا ہونے والا بدبخت ہوتا ہے اور اس کے پاس بیٹھنے والا بھی (۲۸) قیامت کے دن حسرت سے محفوظ رہتا ہے، اس لئے کہ حدیث میں آیا ہے کہ ہر وہ مجلس جس میں اللہ کا ذکر نہ ہو قیامت کے دن حسرت و نقصان کا سبب ہے (۲۹) ذکر کے ساتھ تنہائی میں رونا نصیب ہو جائے تو قیامت کے دن کی تپش اور گرمی میں جبکہ ہر شخص میدان حشر میں بیتاب ہوگا، عرش کے سایہ میں ہوگا (۳۰) ذکر میں مشغول رہنے کی وجہ سے ان سب چیزوں سے زیادہ ملتا ہے جو مانگنے والوں کو ملتی ہیں۔ حدیث میں اللہ جل شانہ کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جس شخص کو میرے ذکر نے دعا سے روک دیا میں اس کو مانگنے والوں سے افضل عطا کروں گا (۳۱) باوجود سہل ترین عبادت ہونے کے تمام عبادتوں سے افضل ہے کیونکہ زبان کو حرکت دینا بدن کے اور تمام

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

بلکہ ذکر کرنے والے کو بغیر مال کے غنی کر دیتا ہے اور بغیر کنبہ اور جماعت کے لوگوں کی نگاہ میں عزت والا بنا دیتا ہے اور بغیر سلطنت کے بادشاہ بنا دیتا ہے، اور جو شخص ذکر سے غافل ہوتا ہے وہ باوجود مال و دولت کنبہ اور حکومت کے ذلیل ہوتا ہے۔ ۳۹: ذکر پراگندہ کو مجتمع کرتا ہے اور مجتمع کو پراگندہ کرتا ہے۔ دور کو قریب اور قریب کو دور کرتا ہے۔ پراگندہ کو مجتمع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی کے دل پر جو متفرق ہموم، غموم، تفکرات پریشانیاں ہوتی ہیں ان کو دور کر کے جمعیت خاطر پیدا کرتا ہے اور مجتمع کو پراگندہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی پر جو تفکرات مجتمع ہیں ان کو متفرق کر دیتا ہے اور آدمی کی جو لغزشیں اور گناہ جمع ہو گئے ہیں ان کو پراگندہ کر دیتا ہے اور جو شیطان کے لشکر آدمی پر مسلط ہیں ان کو پراگندہ کر دیتا ہے اور آخرت کو جو دور ہے قریب کر دیتا ہے اور دنیا کو جو قریب ہے دور کر دیتا ہے۔ ۴۰: ذکر آدمی کے دل کو نیند سے جگاتا ہے غفلت سے چوکنا کرتا ہے اور جب تک دل سوتا رہتا ہے اپنے سارے ہی منافع کھوتا رہتا ہے۔ ۴۱: ذکر ایک درخت ہے جس پر معارف کے پھل لگتے ہیں صوفیاء کی اصطلاح میں احوال اور مقامات کے پھل لگتے ہیں اور جتنی بھی ذکر کی کثرت ہوگی اتنی ہی اس درخت کی جڑ مضبوط ہوگی اور جتنی جڑ مضبوط ہوگی اتنے ہی پھل اس پر زیادہ آئیں گے۔ ۴۲: ذکر اس پاک ذات کے قریب کر دیتا ہے جس کا ذکر کر رہا ہے حتیٰ کہ اس کے ساتھ معیت نصیب ہو جاتی ہے چنانچہ قرآن پاک میں ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا۔ اللہ جل شانہٗ متقیوں کے ساتھ ہے اور حدیث میں وارد ہے اَنَا مَعَ عَبْدِیْ مَا ذَکَرَنِیْ۔ میں اپنے بندے کے ساتھ رہتا ہوں جب تک وہ میرا ذکر کرتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ ذکر کرنے والے میرے آدمی ہیں میں ان کو اپنی رحمت سے دور نہیں کرتا، اگر وہ اپنے گناہوں سے توبہ کرتے رہتے ہیں تو میں ان کا حبیب ہوں اور اگر وہ توبہ نہ کریں تو میں ان کا طبیب ہوں کہ ان کو پریشانیوں میں مبتلا کرتا ہوں تاکہ ان کو گناہوں سے پاک کروں۔ نیز ذکر کی وجہ سے جو اللہ جل شانہٗ کی معیت نصیب ہوتی ہے وہ ایسی معیت ہے جس کے برابر کوئی دوسری معیت نہیں ہے نہ وہ زبان سے تعبیر ہو سکتی ہے نہ تحریر میں آ سکتی ہے۔ اس کی لذت وہی جان سکتا ہے جس کو نصیب

ہوجاتی ہے۔ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنِیْ مِنْهُ شَیْئًا (۴۲) ذکر غلاموں کے آزاد کرنے کے برابر ہے۔ مال کے خرچ کرنے کے برابر ہے۔ اللہ کے راستے میں جہاد کے برابر ہے بہت سی روایات میں اس قسم کے مضمون گذر بھی چکے ہیں اور آئندہ بھی آنے والے ہیں (۴۳) ذکر شکر کی جڑ ہے جو اللہ کا ذکر نہیں کرتا وہ شکر بھی ادا نہیں کرتا۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت موسیٰ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ جل جلالہ سے عرض کیا آپ نے مجھ پر بہت احسان کئے ہیں مجھے طریقہ بتا دیجئے کہ میں آپ کا بہت شکر ادا کروں۔ اللہ جل جلالہ نے ارشاد فرمایا کہ جتنا بھی تم میرا ذکر کرو گے اتنا ہی شکر ادا ہوگا۔ دوسری حدیث میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ درخواست ذکر کی گئی ہے کہ یا اللہ تیری شان کے مناسب شکر کس طرح ادا ہو۔ اللہ جل جلالہ نے فرمایا کہ تیری زبان ہر وقت ذکر کے ساتھ تر و تازہ رہے (۴۴) اللہ کے نزدیک پرہیزگار لوگوں میں زیادہ معزز وہ لوگ ہیں جو ذکر میں ہر وقت مشغول رہتے ہیں اس لئے کہ تقویٰ کا منتہا جنت ہے اور ذکر کا منتہا حق تعالیٰ کی معیت ہے (۴۵) دل میں ایک خاص قسم کی قسوت (سختی) ہے جو ذکر کے علاوہ کسی چیز سے بھی نرم نہیں ہوتی (۴۶) ذکر دل کی بیماریوں کا علاج ہے (۴۷) ذکر اللہ کے ساتھ دوستی کی جڑ ہے اور ذکر سے غفلت اس کی دشمنی کی جڑ ہے (۴۸) اللہ کے ذکر کے برابر کوئی چیز نعمتوں کی کھینچنے والی اور عذاب کے ہٹانے والی نہیں ہے (۴۹) ذکر کرنے والے پر اللہ کی صلوٰۃ (رحمت) اور فرشتوں کی دعا ہوتی ہے (۵۰) جو شخص یہ چاہے کہ دنیا میں رہتے ہوئے بھی جنت کے باغوں میں رہے وہ ذکر کی مجالس میں بیٹھے کہ یہ مجالس جنت کے باغ ہیں (۵۱) ذکر کی مجلسیں فرشتوں کی مجلسیں ہیں احادیث سے بھی یہ مضمون آگے آ رہا ہے (۵۲) اللہ جل شانہ ذکر کرنے والوں پر فرشتوں کے سامنے فخر کرتے ہیں (۵۳) ذکر پر مداومت کرنے والا جنت میں ہنستا ہوا داخل ہوگا (۵۴) تمام اعمال اللہ کے ذکر ہی کے واسطے مقرر کئے گئے ہیں (۵۵) تمام اعمال میں وہی عمل افضل ہے جس میں ذکر کی کثرت ہو، اسی طرح روزہ حج وغیرہ وہی افضل ہے جس میں ذکر زیادہ کیا گیا ہو (۵۶) یہ نوافل اور دوسری نفلی عبادات کا قائم مقام ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ فقرا نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ مالدار لوگ

بڑے بڑے درجے حاصل کرتے ہیں، یہ روزے نماز میں ہمارے شریک ہیں اور اپنے مالوں کی وجہ سے حج، عمرہ، جہاد میں ہم سے سبقت لے جاتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں ایسی چیز بتاؤں جس سے کوئی شخص تم تک نہ پہنچ سکے مگر وہ شخص جو یہی عمل کرے۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نماز کے بعد سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر ۳۳، ۳۳ مرتبہ پڑھنے کو فرمایا (جیسا کہ باب ۳ فصل نمبر ۲ حدیث نمبر ۶ میں آرہا ہے) کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حج، عمرہ، جہاد وغیرہ ہر عبادت کا بدل ذکر کو قرار دیا ہے۔ (۷۱) ذکر دوسری عبادات کے لیے بڑا معین و مددگار ہے کہ اس کی کثرت سے ہر عبادت محبوب بن جاتی ہے اور عبادت میں لذت آنے لگتی ہے اور کسی عبادت میں بھی مشقت و بار نہیں رہتا۔ (۷۲) ذکر کی وجہ سے ہر مشقت آسان بن جاتی ہے اور ہر دشوار چیز سہل بن جاتی ہے اور ہر قسم کے بوجھ میں خفت ہو جاتی ہے اور ہر مصیبت زائل ہو جاتی ہے۔ (۷۳) ذکر کی وجہ سے دل سے خوف و ہراس دور ہو جاتا ہے۔ ڈر کے مواقع میں اطمینان پیدا کرنے اور خوف کے زائل کرنے میں اللہ کے ذکر کو خصوصی دخل ہے اور اس کی یہ خاص تاثیر ہے۔ جتنی بھی ذکر کی کثرت ہوگی، اتنا ہی اطمینان نصیب ہوگا اور خوف زائل ہوگا۔ (۷۴) ذکر کی وجہ سے آدمی میں ایک خاص قوت پیدا ہوتی ہے جس کی وجہ سے ایسے کام اس سے ہونے لگتے ہیں جو دشوار نظر آتے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ کو جب انہوں نے چکی پیسنے کی مشقت اور کاروبار کی دشواری کی وجہ سے ایک خادم طلب کیا تھا تو سوتے وقت سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ، الحمد للہ ۳۳ مرتبہ، اللہ اکبر ۳۴ مرتبہ پڑھنے کا حکم فرمایا تھا اور ارشاد فرمایا تھا کہ یہ خادم سے بہتر ہے۔ (۷۵) آخرت کے لیے کام کرنے والے سب دوڑ رہے ہیں اور ذاکرین کی جماعت سب سے آگے ہے۔ عمر مولیٰ غفرہ سے نقل کیا گیا ہے کہ قیامت میں جب لوگوں کو اعمال کا ثواب ملے گا تو بہت سے لوگ اس وقت حسرت کریں گے کہ ہم نے ذکر کا اہتمام کیوں نہ کیا کہ سب سے زیادہ سہل عمل تھا۔ ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ مفردون آگے بڑھ گئے۔ صحابہ نے دریافت کیا کہ مفردون کون ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو اللہ کے ذکر

ذکر [illegible] جلدی [illegible] کر دیتا ہے (۳۲) ذکر کرنے والے کی اللہ جل شانہٗ تعریف کرتے ہیں اور اس کو سراہا جاتا ہے اور جس شخص کی اللہ تعالیٰ خوشی میں [illegible] مصیبتوں سے [illegible] ہو سکتا ہے حدیث میں ہے کہ جب بندہ [illegible] فرماتے ہیں میرے بندہ نے سچ کہا میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں سب سے بڑا ہوں (۳۴) ذکر سے جنت میں گھر تعمیر ہوتے ہیں جب بندہ ذکر سے رک جاتا ہے تو فرشتے تعمیر سے رک جاتے ہیں جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ فلاں تعمیر تم نے کیوں روک دی تو وہ کہتے ہیں کہ اس تعمیر کا خرچ ابھی تک نہیں آیا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم سات مرتبہ پڑھے ایک گنبد اس کے لیے جنت میں تعمیر ہو جاتا ہے۔ ذکر جہنم کے لیے آڑ ہے اگر کسی بدعملی کی وجہ سے جہنم کا مستحق ہو جائے تو ذکر درمیان میں آڑ بن جاتا ہے اور جتنی ذکر کی کثرت ہوگی اتنی ہی آڑ پختہ ہوگی (۳۶) ذکر کرنے والے کے لیے فرشتے استغفار کرتے ہیں۔ حضرت [illegible] سے نقل کیا گیا ہے کہ جب بندہ سبحان اللہ وبحمدہ کہتا ہے یا [illegible] کہتا ہے تو فرشتے دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ اس کی مغفرت فرما (۳۷) جس پہاڑ یا میدان میں اللہ کا ذکر کیا جائے وہ فخر کرتے ہیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ کو [illegible] پوچھتا ہے کہ کوئی ذکر کرنے والا تجھ پر آج گذرا ہے [illegible] خوش ہوتا ہے (۳۸) ذکر کی کثرت نفاق سے بری ہونے کی [illegible] ہے کیونکہ [illegible] منافقوں کی صفت [illegible] لا [illegible] الا قلیلا (۳۹) [illegible] ذکر کرنے والے [illegible] حضرت کعب احبار سے [illegible] ذکر [illegible] (۴۰) [illegible] ذکر [illegible] ذکر کے برابر لذت نہیں [illegible] ذکر کرنے والوں کے چہرے دنیا میں [illegible] اور آخرت میں نور ہوگا

(۷۱) جو شخص راستوں، گھروں، سفر و حضر میں کثرت سے ذکر کرے۔ قیامت میں اس کے گواہی دینے والے کثرت سے ہوں گے۔ حق تعالیٰ شانہٗ قیامت کے دن کے بارے میں فرماتے ہیں یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا (اُس دن زمین اپنی خبریں بیان کرے گی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جانتے ہو اس کی خبریں کیا ہیں۔ صحابہؓ نے لاعلمی ظاہر کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس مرد و عورت نے جو کام زمین پر کیا ہے وہ بتائے گی کہ فلاں دن فلاں وقت مجھ پر یہ کام کیا ہے نیک ہو یا بُرا، اس لیے مختلف جگہوں میں کثرت سے ذکر کرنے والوں کے گواہ بھی بکثرت ہوں گے (۷۲) زبان جتنی دیر ذکر میں مشغول رہے گی لغویات، جھوٹ، غیبت وغیرہ سے محفوظ رہے گی۔ اس لیے کہ زبان چُپ تو رہتی ہی نہیں یا ذکر اللہ میں مشغول ہوگی ورنہ لغویات میں۔ اسی طرح دل کا حال ہے کہ اگر وہ اللہ کی محبت میں مشغول نہ ہوگا تو مخلوق کی محبت میں مبتلا ہوگا (۷۳) شیاطین آدمی کے کھلے دشمن ہیں اور ہر طرح سے اس کو وحشت میں ڈالتے رہتے ہیں اور ہر طرف سے اس کو گھیرے رہتے ہیں جس شخص کا یہ حال ہو کہ اس کے دشمن ہر وقت اس کا محاصرہ کیے رہتے ہوں اس کا جو حال ہوگا ظاہر ہے اور دشمن بھی ایسے کہ ہر ایک ان میں سے یہ چاہتا ہے کہ جو تکلیف بھی پہنچا سکوں پہنچاؤں۔ ان لشکروں کو ہٹانے والی چیز ذکر کے سوا کوئی نہیں ہے۔ بہت سی احادیث میں بہت سی دعائیں آئی ہیں جن کے پڑھنے سے شیطان قریب بھی نہیں آتا اور سوتے وقت پڑھنے سے رات بھر حفاظت رہتی ہے۔

حافظ ابن قیمؒ نے بھی ایسی دعائیں متعدد ذکر کی ہیں ان کے علاوہ مصنفؒ نے چند نمبروں میں انواعِ ذکر کا فضل اور ذکر کی بعض فضیلتیں ذکر کی ہیں اور اس کے بعد بہت سی فصلیں خصوصی دعاؤں میں جو خاص خاص اوقات میں وارد ہوئی ہیں ذکر کی ہیں جن کو اختصار کی وجہ سے چھوڑ دیا گیا ہے کہ توفیق والے کے لیے جو ذکر کیا گیا ہے یہ بھی کافی سے زیادہ ہے اور جس کو توفیق نہیں ہے اس کے لیے ہزاروں فضائل بھی بیکار ہیں۔

وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ۔

باب دوم

کلمۂ طیبہ

کلمۂ طیبہ جس کو کلمۂ توحید بھی کہا جاتا ہے جس کثرت سے قرآن پاک اور حدیث شریف میں ذکر کیا گیا ہے شاید ہی اس کثرت سے کوئی دوسری چیز ذکر کی گئی ہو اور جبکہ اصل مقصود تمام شرائع اور تمام انبیاء کی بعثت سے توحید ہی ہے تو پھر جتنی کثرت سے اس کا بیان ہو قرینِ قیاس ہے قرآن پاک میں مختلف عنوانات اور مختلف ناموں سے اس کلمۂ پاک کو ذکر کیا گیا ہے چنانچہ کلمۂ طیبہ، قولِ ثابت، کلمۃ التقویٰ، مقالید السموات والارض (آسمانوں اور زمین کی کنجیاں) وغیرہ الفاظ سے ذکر کیا گیا ہے جیسا کہ آئندہ آیات میں آرہا ہے۔ امام غزالی رحمہ اللہ نے احیاء میں نقل کیا ہے کہ یہ کلمۂ توحید ہے کلمۂ اخلاص ہے۔ کلمۂ تقویٰ ہے۔ کلمۂ طیبہ ہے، عروۃ الوثقیٰ ہے۔ دعوۃ الحق ہے۔ ثمن الجنۃ ہے اور چونکہ قرآن پاک میں مختلف عنوانات سے اس کو ذکر فرمایا گیا اس لئے اس باب کو تین فصلوں پر منقسم کیا گیا۔ پہلی فصل میں ان آیات کا ذکر ہے جن میں کلمۂ طیبہ مراد ہے اور کلمۂ طیبہ کا لفظ نہیں ہے۔ اس میں آیات کی مختصر تفسیر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و سید البشر علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام سے نقل کی گئی ہے۔ دوسری فصل میں ان آیات کا ذکر ہے جن میں کلمۂ طیبہ پورا یعنی لا الٰہ الا اللہ ذکر کیا گیا ہے یا کسی معمولی تغیر کے ساتھ جیسے لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وغیرہ، چونکہ ان میں کلمۂ طیبہ بعینہٖ مذکور ہے یا اس کا ترجمہ دوسرے الفاظ سے ذکر کیا گیا ہے۔ اس لئے ان آیات کے ترجمہ کی ضرورت نہیں سمجھی گئی صرف آیات کی سورتوں کے حوالہ پر اکتفا کیا گیا۔ اور

تیسری فصل میں ان احادیث کا ترجمہ اور مطلب ذکر کیا گیا جن میں اس پاک کلمہ کی ترغیب دی گئی یا حکم فرمایا گیا۔ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ۔

فصل ــــ اوّل

ان آیات میں جن میں کلمۂ طیبہ کا مضمون ہے اور کلمہ کا ذکر ہے

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ
مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً
كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا
ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ
تُؤْتِيْٓ أُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ
بِإِذْنِ رَبِّهَا ۗ وَيَضْرِبُ
اللّٰهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ
يَتَذَكَّرُوْنَ ۞ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ
خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ
خَبِيْثَةِ ِۨاجْتُثَّتْ مِنْ
فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ۞

(ابراہیم ع ۴)

کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اللہ جل شانہٗ نے کیسی اچھی مثال بیان فرمائی ہے کلمۂ طیبہ کی کہ وہ مشابہ ہے ایک پاکیزہ درخت کے جس کی جڑ خوب گہری زمین کے اندر گڑی ہوئی ہو اور اس کی شاخیں اونچائی میں آسمان کی طرف جا رہی ہوں اور وہ درخت اللہ کے حکم سے ہر فصل میں پھل دیتا ہو (یعنی خوب پھلتا ہو) اور اللہ تعالیٰ مثالیں اس لئے بیان فرماتے ہیں تاکہ لوگ خوب سمجھ لیں اور گندہ کلمہ (یعنی کلمۂ کفر) کی مثال ایسی ہے جیسے ایک خراب درخت ہو جو زمین کے اوپر ہی اوپر سے اکھاڑ لیا جاوے اور اس کو زمین میں کچھ ثبات نہ ہو۔

ف: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ کلمۂ طیبہ سے مراد شہادت أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ہے جس کی جڑ مومن کے دل میں ہے اور اس کی شاخیں آسمان میں ہیں جن کی وجہ سے مومن کے اعمال آسمان تک پہنچتے ہیں اور کلمۂ خبیثہ شرک ہے جس کے ساتھ کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔ ایک دوسری حدیث میں ابن عباسؓ سے نقل کیا گیا ہے کہ ہر وقت پھل دینے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کو دن رات ہر وقت یاد کرتا ہو۔ حضرت قتادہؒ

نافع نقل کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ صدقہ والے (دولت مند) صدقہ کی بدولت سارا ثواب لے گئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بتاؤ کہ اگر کوئی شخص سامان کو اوپر نیچے رکھتا چلا جائے تو کیا منتہٰی پہنچ جائے گا میں تجھے ایسی چیز بتاؤں جس کی جڑ زمین میں ہو اور شاخیں آسمان پر ہر نماز کے بعد لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ دس دس مرتبہ پڑھا کرو اس کی جڑ زمین میں ہے اور شاخیں آسمان پر۔

(۱) مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْعِزَّۃَ فَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ	جو شخص عزت حاصل کرنا چاہے سو خدا ہی
جَمِیْعًا اِلَیْہِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ	سے عزت حاصل کرے کیونکہ ساری عزت
الطَّیِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُہٗ	خدا ہی کے لئے ہے اسی تک اچھے
(سورہ فاطر رکوع ۲)	کلمے پہنچتے ہیں اور نیک عمل ان کو پہنچاتا ہے

ف: اس آیت میں کلمہ طیب سے بہت سے مفسرین کے نزدیک لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مراد ہے جیسا کہ مفسرین نے لکھا ہے اور دوسری تفسیر یہ ہے کہ اس سے اذکار تسبیح تہلیل وغیرہ مراد ہیں جیسا کہ باب سوم میں آئے گا۔

(۲) وَتَمَّتْ کَلِمَتُ رَبِّکَ	اور تیرے رب کا کلمہ سچائی اور انصاف
صِدْقًا وَّعَدْلًا (سورہ انعام ع ۱۴)	(کے اعتبار) سے پورا ہے

ف: حضرت انسؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ رب کے کلمہ سے مراد لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے اور اکثر مفسرین کے نزدیک کلام اللہ شریف مراد ہے۔

(۳) یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ	اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو اس پکی بات
الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ	سے دنیا اور آخرت (دونوں) میں مضبوط رکھتا
وَیُضِلُّ اللّٰہُ الظّٰلِمِیْنَ	ہے اور ظالموں کو (یعنی کافروں کو) بچلا دیتا
وَیَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ	ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی حکمت سے جو چاہتا
(سورہ ابراہیم ع ۴)	ہے کرتا ہے

فائدہ: حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب قبر میں سوال ہوتا ہے تو مسلمان لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی گواہی دیتا ہے۔ آیت شریفہ میں پکی بات سے یہی مراد ہے۔ حضرت عائشہؓ سے بھی یہی نقل کیا گیا ہے کہ اس سے مراد قبر کا سوال جواب ہے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ مسلمان جب مرتا ہے تو فرشتے اس وقت حاضر ہوتے ہیں اس کو سلام کرتے ہیں جنت کی خوشخبری دیتے ہیں۔ جب وہ مرجاتا ہے تو فرشتے اس کے ساتھ چلتے ہیں اس کی نماز جنازہ میں شریک ہوتے ہیں اور جب دفن ہو جاتا ہے تو اس کو بٹھاتے ہیں اور اس سے سوال و جواب ہوتے ہیں جن میں یہ بھی پوچھا جاتا ہے کہ تیری گواہی کیا ہے وہ کہتا ہے۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ یہی مراد ہے آیت شریفہ میں، حضرت ابوقتادہؓ فرماتے ہیں کہ دنیا میں پکی بات سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے، اور آخرت میں قبر کا سوال جواب مراد ہے۔ حضرت طاؤسؓ سے بھی یہی نقل کیا گیا ہے۔

(۵) لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ۭ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَاۗءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ۭ وَمَا دُعَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝

(سورۂ رعد رکوع ۲)

سچا پکارنا اسی کے لیے خاص ہے اور خدا کے سوا جن کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ ان کی درخواست کو اس سے زیادہ منظور نہیں کر سکتے جتنا پانی اس شخص کی درخواست کو منظور کرتا ہے جو اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے اور اس پانی کو اپنی طرف بلائے تاکہ وہ اس کے منہ تک آجائے اور وہ پانی از خود اس کے منہ تک آنے والا کسی طرح بھی نہیں اور کافروں کی درخواست محض بے اثر ہے

فائدہ: حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ دَعْوَةُ الْحَقِّ سے مراد توحید یعنی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے بھی یہی منقول ہے کہ دَعْوَةُ الْحَقِّ سے شہادۃ

[illegible] اللہ کی مراد بیان ان کے علاوہ دوسرے حضرات سے بھی نقل کیا گیا ہے

(۲) قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاۗءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـــًٔـا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ (آل عمران رکوع ۷)

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ فرما دیجئے کہ اے اہل کتاب آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان مسلم ہے میں برابر ہے وہ یہ کہ بجز خدا تعالیٰ کے کسی کی عبادت نہ کریں اور خدا تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور ہم میں سے کوئی کسی دوسرے کو رب قرار نہ دے خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر پھر اس کے بعد بھی وہ اعراض کریں تو تم لوگ کہہ دو کہ تم اس کے گواہ رہو کہ ہم تو مسلمان ہیں۔

مسئلہ: آیت شریفہ کا مضمون خود ظاہر ہے کہ اس سے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] صراحت کے ساتھ منقول ہے [illegible] [illegible]۔

(۳) كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَوْ اٰمَنَ اَھْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّھُمْ مِنْھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُھُمُ الْفٰسِقُوْنَ (آل عمران رکوع ۱۲)

(اے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم) تم لوگ سب اہل مذاہب سے بہتر جماعت ہو کہ وہ جماعت لوگوں کے نفع کے لئے ظاہر کی گئی ہے تم نیک کاموں کو بتلاتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہو اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے تو ان کے لئے زیادہ اچھا ہوتا ان میں سے بعض تو مسلمان ہیں اور زیادہ حصہ کافر ہیں۔

مسئلہ: [illegible] آیت شریفہ [illegible] [illegible] ایک اہم بات

کا حکم کرتے ہو کا مطلب یہ ہے کہ اس کا حکم کرتے ہو کہ وہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی گواہی دیں اور اللہ کے احکام کا اقرار کریں اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ساری چیزوں میں سے بہتر چیز ہے اور سب سے بڑھی ہوئی۔

(۸) وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِیْنَ (سورہ ہود ع ۱۰)

اور (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نماز کی پابندی رکھئے دن کے دونوں سروں پر اور رات کے کچھ حصوں میں بے شک نیکیاں مٹا دیتی ہیں (نامۂ اعمال سے) برائیوں کو یہ بات ایک نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے لئے۔

ف: اس آیت شریفہ کی تفسیر میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت شریفہ کی توضیح فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ نیکیاں اعمال نامہ سے برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ حضرت ابوذرؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کچھ نصیحت فرما دیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ سے ڈرتے رہو جب کوئی برائی صادر ہو جائے فوراً کوئی بھلائی اس کے بعد کر لو تاکہ اس کی مکافات ہو جائے اور وہ زائل ہو جائے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ بھی بھلائیوں میں شمار ہے یعنی اس کو ورد کرنا اس کا پڑھنا بھی اسی میں داخل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ تو نیکیوں میں افضل ترین چیز ہے۔ حضرت انسؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ جو بندہ رات یا دن کے کسی وقت بھی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھتا ہے اس کے اعمال نامہ سے برائیاں دھل جاتی ہیں۔

(۹) اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰى وَیَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُكُمْ

بے شک اللہ تعالیٰ حکم فرماتے ہیں اعتدال کا اور احسان کا اور قرابت داروں کو دینے کا اور منع کرتے ہیں فحش باتوں سے اور بری باتوں سے کسی پر ظلم کرنے سے تم کو

لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ	کو نصیحت فرماتے ہیں تاکہ وہ نصیحت قبول کریں۔

(سورۂ ابراہیم ع ۴)

ف: اس مثال کے معنی تفسیر میں مختلف آئے ہیں۔ ایک تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے یہ منقول ہے کہ کلمہ طیبہ سے مراد لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا اقرار ہے اور درخت سے مراد مومن [illegible] ہے۔

(۵) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۙ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا (سورۂ احزاب ع ۹)	اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور راستی کی (ٹھیک) بات کہو حق تعالیٰ تمہارے اعمال اچھے کر دیگا اور گناہ معاف کر دے گا اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ بڑی کامیابی کو پہنچے گا۔

ف: حضرت ابن عباسؓ اور حضرت عکرمہؓ وغیرہ حضرات سے یہ نقل کیا گیا ہے کہ قَوْلًا سَدِیْدًا سے مراد لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ [illegible] اعمال [illegible] سب سے [illegible] لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ [illegible] ہو گیا [illegible] کی مغفرت [illegible] تیسرے [illegible] حاصل [illegible] دی گئی۔

(۶) فَبَشِّرْ عِبَادِ ۙ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ	پس آپ میرے ان بندوں کو خوشخبری سنا دیجئے جو اس کلام کو کان لگا کر سنتے ہیں پھر اس کی اچھی باتوں کا اتباع کرتے ہیں یہی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی اور یہی ہیں جو اہل عقل ہیں۔

(سورۂ زمر ع ۲)

ف: حضرت زید بن اسلمؓ فرماتے ہیں کہ یہ آیت تین حضرات [illegible] ابوذر غفاریؓ سلمان فارسیؓ [illegible] جنہوں نے جاہلیت میں بھی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھا

کرتے تھے اور بھی مروی ہے اس آیت شریفہ میں احسن القول سے حضرت زید بن اسلمؓ سے بھی اس کے قریب ہی منقول ہے کہ یہ آیتیں ان تین آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئیں جو جاہلیت کے زمانہ میں بھی لا الٰہ الا اللہ پڑھا کرتے تھے، زید بن عمرو بن نفیلؓ، ابوذر غفاریؓ اور سلمان فارسی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم۔

(۱۲) وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ۝ لَهُم مَّا يَشَاءُونَ عِندَ رَبِّهِمْ ۚ ذَٰلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ ۝ لِيُكَفِّرَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَسْوَأَ الَّذِي عَمِلُوا وَيَجْزِيَهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝

(سورۂ زمر رکوع ۴)

اور جو لوگ (اللہ کی طرف سے) سچی بات کو لے کر آئے اور خود بھی اس کی تصدیق کی (اس کو سچا جانا) تو یہ لوگ پرہیزگار ہیں یہ لوگ جو کچھ چاہیں گے ان کے لئے ان کے پروردگار کے پاس سب کچھ ہے۔ یہ بدلہ ہے نیک کاروں کا تاکہ اللہ تعالیٰ ان سے ان کے برے عملوں کو دور کر دے اور نیک عملوں کا بدلہ (ثواب) دے۔

فائدہ: جو سچی بات کو لے کر آنے والے ہیں وہ انبیاء علیہم السلام ہیں اور جو تصدیق کرنے والے ہیں وہ ان کے متبع ہیں۔ بعض علماء نے کہا کہ رسولوں کی طرف سے لانے والے ملائکہ ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ سچی بات سے مراد لا الٰہ الا اللہ ہے۔ بعض مفسرین سے نقل کیا گیا ہے کہ الَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ سے حضرت جبرئیلؑ مراد ہیں جو اللہ کی طرف سے لے کر آئے، اور صَدَّقَ بِهِ سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور بعض نے کہا کہ جنہوں نے اس کی تصدیق کی ان سے مراد مؤمنین ہیں۔

(۱۳) إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا

بے شک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر مستقیم رہے ان پر فرشتے اتریں گے (یہ کہتے ہوئے) کہ تم اندیشہ نہ کرو

وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ۝

(سورہ حم سجدہ ع ۴)

گے موت کے وقت اور قبر میں یہ کہتے ہوئے کہ تم اندیشہ نہ کرو نہ رنج کرو اور خوشخبری لو اس جنت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا ہم تمہارے رفیق تھے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں بھی رہیں گے اور جنت میں تمہارے لئے جس چیز کو تمہارا دل چاہے موجود ہے اور جو تم مانگو گے وہ بھی ملے گی اور یہ سب بطور مہمانی کے ہوگا اس ذات کی طرف سے جو بخشنے والی اور نہایت مہربان ہے۔

ف: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا کے معنی یہ ہیں کہ جو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پر قائم رہے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے بھی یہی نقل کیا گیا ہے کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھنے کے بعد قائم رہے شرک وغیرہ میں مبتلا نہ ہوں۔

(۷) وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ (حم السجدہ ع ۵)

اور اس سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور کہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں۔

ف: حضرت حسنؒ کہتے ہیں کہ دعا الی اللہ سے مراد لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی طرف بلانا ہے بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد مؤذن ہے جو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی طرف بلاتا ہے اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ کا

(۸) فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ

پس اللہ تعالیٰ نے اپنی سکینہ رسول پر نازل فرمائی اور مومنین پر اور ان کو

كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا ۚ (سورۂ فتح ع ۳)

اور مومنین کو اللہ نے تقویٰ کے کلمہ پر
(تقویٰ کی بات پر) جمائے رکھا اور (وہ)
اس تقویٰ کے کلمہ کے مستحق اور اہل تھے۔

فائدہ: تقویٰ کے کلمہ سے مراد اکثر روایات میں یہی وارد ہوا ہے کہ کلمہ طیبہ ہے چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ و حضرت سلمہؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی نقل کیا ہے کہ اس سے مراد لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے اور حضرت اُبی ابن کعبؓ حضرت علیؓ حضرت عمرؓ حضرت ابن عباسؓ حضرت ابن عمرؓ وغیرہ بہت سے صحابہؓ سے یہی نقل کیا گیا ہے۔ حضرت عثمانؓ سے پورا کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ نقل کیا گیا ہے۔ حضرت علیؓ سے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اللّٰهُ اَكْبَرُ بھی نقل کیا گیا ہے۔ ترمذی نے حضرت عطاءؒ سے نقل کیا ہے کہ اس سے مراد لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔

(۱۴) هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ ۚ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ (سورۂ رحمٰن رکوع ۳)

بھلا احسان کا بدلہ احسان کے سوا بھی
کچھ ہو سکتا ہے سو اے (جن وانس)
تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے
منکر ہو جاؤ گے۔

فائدہ: حضرت ابن عباسؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں کہ آیت شریفہ کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص پر میں نے دنیا میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے کا انعام کیا ہو آخرت میں جنت کے سوا اس کا کیا بدلہ ہو سکتا ہے۔ حضرت عکرمہؓ سے بھی یہی منقول ہے کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے کا بدلہ جنت کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ حضرت حسنؓ سے بھی یہی نقل کیا گیا ہے۔

(۱۵) قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى (سورۂ اعلیٰ رکوع ۱)

فلاح کو پہنچ گیا وہ شخص جس نے تزکیہ کر
لیا (پاکی حاصل کی)

فائدہ: حضرت جابرؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ تزکیٰ سے مراد یہ ہے کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی گواہی دے اور بتوں

وغیرہ سے حضرت عکرمہ کہتے ہیں کہ تزکی کے معنی یہ ہیں کہ لا الہ الا اللہ پڑھے یہی حضرت ابن عباس سے بھی نقل کیا گیا ہے۔

فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ
وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ فَسَنُيَسِّرُهُ
لِلْيُسْرَىٰ (سورۂ لیل رکوع ۱)

پس جس شخص نے (اللہ کے راستہ میں) مال دیا اور
اللہ سے ڈرا اور اچھی بات کی تصدیق کی تو
ہم اس کو آسانی کی چیز (یعنی جنت) کے لئے سامان دیدیں گے

ف: آسانی کی چیز سے جنت مراد ہے کہ ہر قسم کی راحت اور سہولت وہاں میسر ہے مطلب یہ ہے کہ ایسے اعمال کی توفیق اس کو دیدیں گے جن سے وہ آسانی اور سہولت سے جنت میں جا پہنچنے والے ہوں۔ اکثر مفسرین سے نقل کیا گیا ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ اچھی بات کی تصدیق سے لا الہ الا اللہ کی تصدیق مراد ہے۔ حضرت ابو عبدالرحمن سلمی سے بھی نقل کیا گیا ہے کہ اچھی بات سے لا الہ الا اللہ مراد ہے۔ حضرت امام اعظم نے بروایت ابو الزبیر حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ پڑھ کر ارشاد فرمایا کہ لا الہ الا اللہ کی تصدیق کرے اور كَذَّبَ بِالْحُسْنَىٰ پڑھ کر فرمایا کہ لا الہ الا اللہ کی تکذیب کرے۔

مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ
عَشْرُ أَمْثَالِهَا ۖ وَمَنْ
جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَىٰ
إِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ
(سورۂ انعام ع ۲۰)

جو شخص نیک کام کرے گا اس کو دس حصے ملیں
(ثواب کے) ملیں گے اور جو برا
کام کرے گا اس کو اس کے برابر ہی بدلہ
ملے گا اور ان لوگوں پر ظلم نہ ہوگا (کہ کوئی نیکی
درج نہ کی جائے یا بدی کو بڑھا کر لکھ دیا جائے)

ف: ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب آیت شریفہ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ نازل ہوئی تو کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا الہ الا اللہ بھی حسنہ (نیکی) میں داخل ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ تو ساری نیکیوں میں افضل ہے۔ حضرت ابوذر غفاری اور حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ حسنہ سے لا الہ الا اللہ مراد

ہے حضرت ابوہریرہؓ نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں کہ حسنہ سے مراد لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے حضرت ابوذرؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تو ساری نیکیوں میں افضل ہے جیسا کہ آیت نمبر ۸ کے ذیل میں گذر چکا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ دس گنا ثواب عوام کے لیے ہے مہاجرین کے لیے سات سو گنا تک ثواب ہوجاتا ہے۔

(۲۰) حٰمٓ ۝ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ	یہ کتاب اتاری گئی ہے اللہ کی طرف سے جو
اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ۝ غَافِرِ	زبردست ہے ہر چیز کا جاننے والا ہے
الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ	گناہ کا بخشنے والا اور توبہ کا قبول کرنے والا
شَدِیْدِ الْعِقَابِ ذِی	سخت سزا دینے والا ہے قدرت (والا
الطَّوْلِ ۝ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ط	والا ہے۔ اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں
اِلَیْہِ الْمَصِیْرُ ۝ (سورۂ غافر ع۱)	اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔

فائدہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے اس آیت شریفہ کی تفسیر میں نقل کیا گیا ہے کہ گناہ کی مغفرت کرنے والا ہے اس شخص کے لیے جو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے اور توبہ قبول کرنے والا ہے اس شخص کی جو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے سخت عذاب والا ہے اس شخص کے لیے جو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ نہ کہے ذِی الطَّوْلِ کے معنی غنا والا ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ یہ رد ہے کفار قریش پر جو توحید کے قائل نہ تھے اور اِلَیْہِ الْمَصِیْرُ کے معنی اسی کی طرف لوٹنا ہے اس شخص کا جو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے تاکہ اس کو جنت میں داخل کرے اور اسی کی طرف لوٹنا ہے اس شخص کا جو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ نہ کہے تاکہ اس کو جہنم میں داخل کرے۔

(۲۱) فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْ	پس جو شخص شیطان سے اعتقاد ہٹا دے اور اللہ
بِاللّٰہِ فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَۃِ	کے ساتھ ایمان لائے تو اس نے بڑا مضبوط
الْوُثْقٰی لَا انْفِصَامَ لَھَا (سورۂ بقرہ ع۳۴)	حلقہ پکڑ لیا جس کو کسی طرح شکستگی نہیں۔

فائدہ: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ عُرْوَۃُ الْوُثْقٰی (مضبوط حلقہ) لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا کلمہ ہے سفیانؒ سے بھی یہی منقول ہے عروۃ الوثقیٰ سے کلمۂ اخلاص مراد ہے

تکمیل

تلك وقد ورد في تفسير آيات اخر عديدة ايضاً ان المراد ببعض منها في هذه الآيات كلمة التوحيد عند بعضهم تحت قوله [illegible] فلما [illegible] ذكر بما هو [illegible] تبين كلمة التوحيد وكذا [illegible] الآية قيل في كلمة التوحيد واقتصرت على ما قلت للاختصار

فصل دوم

جس کثرت سے یہ مبارک کلمہ ذکر کیا گیا ہے [illegible] اور [illegible] کلمہ طیبہ کے معنی [illegible] کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے معنی [illegible] اس کے سوا [illegible] یعنی لا مقصود الا اللہ کے ہیں کہ کوئی مقصود نہیں ہے اس کے سوا، یعنی لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ کے یہی معنی قریب ہیں اِیَّاکَ نَعْبُدُ کے، نہیں عبادت کرتے تیرے سوا کسی کی [illegible] معنی ہیں کہ لَا نَعْبُدُ اِلَّا اِیَّاہُ کے کہ نہیں عبادت کرتے ہیں ہم اس کے سوا کسی کی۔ اسی طرح [illegible] اس کے سوا نہیں ہے کوئی معبود [illegible] ایک ہے۔ اسی طرح [illegible] کلمہ طیبہ کے ترجمہ [illegible] آیت کی [illegible] اگر [illegible] آیت کا ترجمہ [illegible] دیکھا جائے تو ترجمہ قرآن شریف [illegible] قرآن شریف [illegible] تمام دین کا مدار توحید ہی ہے۔ توحید ہی کی تعلیم کے [illegible] توحید ہی سب [illegible] کے اثبات کے لئے مختلف عنوانات اختیار [illegible] فرمایا گیا ہے۔

۱: وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ (سورۂ بقرہ ع ۱۹) ۲: اَللّٰهُ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ (سورۂ بقرہ ع ۳۴) ۳: اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ (سورۂ آل عمران
رکوع ۱) ۴: شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ (سورۂ آل عمران ع ۲)
۵: لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (سورۂ آل عمران ع ۲) ۶: وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ وَاِنَّ
اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (سورۂ آل عمران ع ۶) ۷: تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ
اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ (سورۂ آل عمران رکوع ۷) ۸: اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ
الْقِيٰمَةِ (سورۂ نساء رکوع ۱۱) ۹: وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (سورۂ مائدہ ع ۱۰) ۱۰:
قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (سورۂ انعام ع ۲) ۱۱: مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ
(سورۂ انعام ع ۵) ۱۲: ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (سورۂ انعام ع ۱۳) ۱۳: لَآ اِلٰهَ
اِلَّا هُوَ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ (سورۂ انعام ع ۱۳) ۱۴: قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا
(سورۂ اعراف ع ۱۶) ۱۵: لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ (سورۂ اعراف رکوع ۲۰) ۱۶: وَمَآ اُمِرُوْٓا
اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (سورۂ توبہ ع ۵) ۱۷: حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا
هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ (سورۂ توبہ رکوع ۱۶) ۱۸: ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ
فَاعْبُدُوْهُ (سورۂ یونس ع ۱) ۱۹: فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ (سورۂ یونس ع ۴) ۲۰:
قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ
(سورۂ یونس ع ۹) ۲۱: فَلَآ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (سورۂ یونس ع ۱۱) ۲۲:
فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (سورۂ ہود ع ۲) ۲۳: اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا
اِلَّا اللّٰهَ (سورۂ ہود ع ۳) ۲۴ : ۲۵ : ۲۶ : قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ
غَيْرُهٗ (سورۂ ہود رکوع ۵-۶-۸) ۲۷: ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ
الْقَهَّارُ (سورۂ یوسف ع ۵) ۲۸: اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ (سورۂ یوسف ع ۵) ۲۹:
قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (سورۂ رعد ع ۴) ۳۰: وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ
(سورۂ ابراہیم ع ۷) ۳۱: اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ (سورۂ نحل رکوع ۱) ۳۲: اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ
وَّاحِدٌ (سورۂ نحل ع ۳) ۳۳: اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (سورۂ نحل ع ۷) ۳۴: وَلَا تَجْعَلْ

مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ (سورہ بنی اسرائیل ع ۴) ۳۵: قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗٓ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ
(سورہ بنی اسرائیل ع ۵) ۳۶: فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَاْ مِنْ دُوْنِهٖٓ
اِلٰهًا (سورہ کہف ع ۲) ۳۷: هٰٓؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً (سورہ کہف ع ۲)
۳۸: يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (سورہ کہف ع ۱۲) ۳۹: وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَ
رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ (سورہ مریم ع ۲) ۴۰: اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (سورہ طٰہٰ ع ۱) ۴۱: اِنَّنِيْٓ
اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ (سورہ طٰہٰ ع ۱) ۴۲: اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا
هُوَ (سورہ طٰہٰ ع ۵) ۴۳: لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا (سورہ انبیاء ع ۲)
۴۴: اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً (سورہ انبیاء ع ۲) ۴۵: اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ
اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا (سورہ انبیاء ع ۲) ۴۶: اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا
(سورہ انبیاء ع ۳) ۴۷: اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يَضُرُّكُمْ
(سورہ انبیاء ع ۵) ۴۸: لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ (سورہ انبیاء ع ۶) ۴۹: اِنَّمَا يُوْحٰٓى
اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (سورہ انبیاء ع ۷) ۵۰: فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗٓ
اَسْلِمُوْا (سورہ حج ع ۵) ۵۱-۵۲: اُعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ (سورہ
مؤمنون ع ۲-۳) ۵۳: وَمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ (سورہ مؤمنون ع ۵) ۵۴: فَتَعٰلَى اللّٰهُ
الْمَلِكُ الْحَقُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (سورہ مؤمنون ع ۶) ۵۵: وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ
لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ (سورہ مؤمنون ع ۶) ۵۶: ءَاِلٰهٌ
مَّعَ اللّٰهِ (سورہ نمل ع ۵ پانچ جگہ) ۵۷: وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْحَمْدُ
(سورہ قصص ع ۷) ۵۸: مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ (سورہ قصص ع ۷) ۵۹: وَلَا
تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (سورہ قصص ع ۹) ۶۰: وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ
وَاحِدٌ (سورہ عنکبوت ع ۵) ۶۱: لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ (سورہ فاطر ع ۱)
۶۲: اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ (سورہ صٰفّٰت ع ۱) ۶۳: اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ
اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ (سورہ صٰفّٰت ع ۲) ۶۴: اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا
(سورہ ص ع ۱) ۶۵: وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (سورہ ص ع ۵) ۶۶: هُوَ

اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (سورہ زمر ع ۱) ۶۷ : ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ (سورہ زمر ع ۱) ۶۸ : لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ إِلَيْهِ الْمَصِيرُ (سورہ مومن ع ۱) ۶۹ : لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ فَأَنّٰى تُؤْفَكُونَ (سورہ مومن ع ۷) ۷۰ : هُوَ الْحَيُّ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ فَادْعُوهُ (سورہ مومن رکوع ۷) ۷۱ : يُوحٰى إِلَيَّ أَنَّمَا إِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَاحِدٌ (سورہ حم سجدہ ع ۱) ۷۲ : أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللّٰهَ (سورہ حم سجدہ ع ۲) ۷۳ : اللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ (سورہ شوریٰ ع ۲) ۷۴ : أَجَعَلْنَا مِنْ دُونِ الرَّحْمٰنِ آلِهَةً يُعْبَدُونَ (سورہ زخرف ع ۴) ۷۵ : رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا (سورہ دخان ع ۱) ۷۶ : لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ (سورہ دخان ع ۱) ۷۷ : أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللّٰهَ (سورہ احقاف ع ۳) ۷۸ : فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ (سورہ محمد ع ۲) ۷۹ : وَلَا تَجْعَلُوا مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ (سورہ ذاریات ع ۳) ۸۰ : هُوَ اللّٰهُ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ (سورہ حشر ع ۳) ۸۱ : إِنَّا بُرَآءُ مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ (سورہ ممتحنہ ع ۱) ۸۲ : اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ (سورہ تغابن ع ۲) ۸۳ : رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ (سورہ مزمل ع ۱) ۸۴ : لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ (سورہ کافرون) ۸۵ : قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ (سورہ اخلاص)

یہ چند آیات ہیں جن میں کلمہ طیبہ یا اس کا مضمون وارد ہوا ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی آیات بکثرت ایسی ہیں جن میں اس کے معنیٰ اور مفہوم وارد ہوا ہے۔ اور جیسا کہ میں فصل کے شروع میں لکھ چکا ہوں، توحید ہی اصل دین ہے، اس لیے جتنا کہ یہ پختہ اور مضبوط ہوگا دین میں پختگی پیدا ہوگی۔ اسی لیے اس مضمون کو مختلف عبارات میں مختلف طریقوں سے ذکر فرمایا ہے کہ دل کی گہرائیوں میں اتر جائے اور اندر دل میں پیوستہ ہو جائے اور دل میں اللہ کے ما سوا کی کوئی جگہ باقی نہ رہے۔

فصل سوم

اُن احادیث کے ذکر میں جن میں کلمہ طیبہ کی ترغیب و فضائل ذکر فرمائے گئے ہیں۔ اس مضمون میں جب آیات اتنی کثرت سے ذکر فرمائی ہیں تو احادیث کا کیا پوچھنا ہے کہ ان کا احصاء تو ناممکن ہے اس لیے چند احادیث بطور نمونہ کے ذکر کی جاتی ہیں۔

(۱) عَنْ جَابِرٍؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَفْضَلُ الدُّعَاءِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ	حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تمام اذکار میں افضل لا الہ الا اللہ ہے اور تمام دعاؤں میں افضل الحمد للہ ہے۔

(کذا فی المشکوٰۃ بروایۃ الترمذی وابن ماجۃ وقال المنذری رواہ ابن ماجۃ والنسائی وابن حبان فی صحیحہ والحاکم کلہم من طریق طلحۃ بن خراش عنہ وقال الحاکم صحیح الاسناد قلت ورواہ الحاکم بسند آخر وصححہ واقرہ علیہ الذہبی وکذا رقم لہ بالصحۃ السیوطی فی الجامع)

ف: لا الہ الا اللہ کا افضل الذکر ہونا تو ظاہر ہے۔ بہت سی احادیث میں کثرت سے وارد ہوا ہے۔ نیز سارے دین کا مدار ہی کلمہ توحید پر ہے تو پھر اس کے افضل ہونے میں کیا تردد ہے اور الحمد للہ کو افضل دعا اس لحاظ سے فرمایا کہ کریم کی ثنا کا مطلب سوال ہی ہوتا ہے۔ عام مشاہدہ ہے کہ کسی رئیس، امیر، نواب کی تعریف و توصیف کا مطلب اس سے سوال ہی ہوتا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص لا الہ الا اللہ پڑھے اس کے بعد اس کو الحمد للہ بھی کہنا چاہیے اس لیے کہ قرآن پاک میں فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ تمام ذکروں میں سب سے بڑھا ہوا ذکر کلمہ طیبہ ہے کہ یہی دین کی وہ

بنیاد ہے جس پر سارے دین کی تعمیر ہے اور یہ وہ پاک کلمہ ہے کہ دین کی چکی اسی کے گرد گھومتی ہے۔ اسی وجہ سے صوفیاء اور عارفین اسی کلمہ کا اہتمام فرماتے ہیں اور سارے اذکار پر اسکو ترجیح دیتے ہیں اور اسی کی جتنی ممکن ہو کثرت کراتے ہیں کہ تجربہ سے اس میں جس قدر فوائد اور منافع معلوم ہوتے ہیں کسی دوسرے میں نہیں۔ چنانچہ سید علی بن میمون مغربی کا قصہ مشہور ہے کہ جب شیخ علوان حموی جو ایک متبحر عالم، مفتی اور مدرس تھے سید صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور سید صاحب کی اُن پر خصوصی توجہ ہوئی تو کل مشاغل درس و تدریس فتوی وغیرہ سب سے روک دیا اور سارا وقت ذکر میں مشغول کر دیا۔ عوام کا تو کام ہی اعتراض و بدگمانیاں دینا ہے۔ لوگوں نے بڑا شور مچایا کہ شیخ کے منافع سے دنیا کو محروم کر دیا اور شیخ کو ضائع کر دیا وغیرہ وغیرہ۔ کچھ دنوں بعد سید صاحب کو معلوم ہوا کہ شیخ کسی وقت کلام اللہ شریف کی تلاوت کرتے ہیں۔ سید صاحب نے اسکو بھی منع فرما دیا۔ پھر تو پوچھنا ہی کیا تھا۔ سید صاحب زندیقی اور بددینی کے الزام لگنے لگے۔ لیکن چند ہی روز بعد شیخ پر ذکر کا اثر ہو گیا اور دل رنگ گیا تو سید صاحب نے فرمایا کہ اب تلاوت شروع کر دو۔ کلام پاک جو کھولا تو ہر ہر لفظ پر وہ علوم و معارف کھلے کہ پوچھنا ہی کیا ہے۔ سید صاحب نے فرمایا کہ میں نے خدانخواستہ تلاوت کو منع نہیں کیا تھا بلکہ اس چیز کو پیدا کرنا چاہتا تھا۔

چونکہ یہ کلمہ دین کی اصل ہے ایمان کی جڑ ہے۔ اس لیے جتنی بھی اس کی کثرت کی جائے گی اتنی ہی ایمان کی جڑ مضبوط ہو گی۔ ایمان کا مدار اسی کلمہ پر ہے بلکہ دنیا کے وجود کا مدار اسی کلمہ پر ہے۔ چنانچہ صحیح حدیث میں وارد ہے کہ قیامت اس وقت تک نہیں آ سکتی جب تک لا الٰہ الا اللہ کہنے والا کوئی زمین پر ہو۔ دوسری حدیثوں میں آیا ہے کہ جب تک کوئی بھی اللہ اللہ کہنے والا روئے زمین پر ہو قیامت نہیں ہو گی۔

۲: عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ	حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا
عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ	ارشاد ہے کہ ایک دفعہ حضرت
وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ مُوْسٰی	موسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ
عَلَیْہِ السَّلَامُ یَا رَبِّ	والسلام نے اللہ جل جلالہ کی

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَبِّ
عَلِّمْنِيْ شَيْئًا اَذْكُرُكَ بِهٖ وَاَدْعُوْكَ
بِهٖ قَالَ قُلْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ يَا
رَبِّ كُلُّ عِبَادِكَ يَقُوْلُ هٰذَا
قَالَ قُلْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ
اِنَّمَا اُرِيْدُ شَيْئًا تَخُصُّنِيْ بِهٖ
قَالَ يَا مُوْسٰى لَوْ اَنَّ السَّمٰوٰتِ
السَّبْعَ وَالْاَرَضِيْنَ السَّبْعَ فِيْ
كِفَّةٍ وَّلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فِيْ كِفَّةٍ
مَالَتْ بِهِنَّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

پاک بارگاہ میں عرض کیا کہ مجھے کوئی ورد تعلیم فرما دیجیے جس سے آپ کو یاد کیا کروں اور آپ کو پکارا کروں۔ ارشاد خداوندی ہوا کہ لا الٰہ الا اللہ کہا کرو۔ انہوں نے عرض کیا اے پروردگار یہ تو ساری ہی دنیا کہتی ہے ارشاد ہوا کہ لا الٰہ الا اللہ کہا کرو۔ عرض کیا میرے ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں ایک پلڑے میں رکھ دی جائیں اور دوسری طرف لا الٰہ الا اللہ کو رکھ دیا جائے تو لا الٰہ الا اللہ والا پلڑا جھک جائے گا۔

(رواہ النسائی وابن حبان والحاکم کلہم من طریق دراج عن ابی الہیثم عنہ وقال الحاکم صحیح الاسناد کذا فی الترغیب وفی المنتخب قال الحاکم صحیح الاسناد ولم یخرجاہ واقرہ علیہ الذہبی واخرجہ فی مشکوٰۃ بروایۃ شرح السنۃ وزاد فی منتخب الکنز ابا یعلی والحکیم وابا نعیم فی الحلیۃ والبیہقی فی الاسماء والصفات وسعید بن منصور فی سننہ وفی مجمع الزوائد رواہ ابو یعلی ورجالہ وثقوا وفیہم ضعف)

ف: اللہ جل جلالہٗ وعم نوالہٗ کی عادت شریفہ یہی ہے کہ جو چیز جتنی زیادہ ضروری ہو اتنی ہی عام عطا فرماتے ہیں، دنیوی ضروریات میں غور کیا جائے کہ سانس، پانی، ہوا کیسی ضروری چیزیں ہیں اور اللہ جل شانہٗ نے ان کو کس قدر عام فرما رکھا ہے، البتہ یہ ضروری ہے کہ اللہ کے یہاں وزن اخلاص کا ہے، جس قدر اخلاص سے کوئی کام کیا جائے گا اتنا ہی وزنی ہوگا اور جس قدر اخلاص کی کمی اور بددلی سے کیا جائے گا اتنا ہی ہلکا ہوگا، اخلاص پیدا کرنے کے لئے بھی جس قدر مفید اس کلمہ کی کثرت ہے اتنی کوئی دوسری چیز نہیں، اس کلمہ کا نام جلاء القلوب (دلوں کی صفائی) ہے اسی وجہ سے حضرات صوفیاء اس کا ورد کثرت سے بتلاتے ہیں اور سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں

کی مقدار میں روزانہ کا معمول تجویز کرتے ہیں۔

ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ ایک مرید نے اپنے شیخ سے عرض کیا کہ میں ذکر کرتا ہوں مگر دل غافل رہتا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ذکر برابر کرتے رہو کہ اس نے ایک عضو یعنی زبان کو اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائی اور اس اللہ سے دل کی توجہ کے لئے دعا کرتے رہو۔ اسی قسم کا واقعہ احیاء العلوم میں بھی ابو عثمان مغربیؒ کے متعلق نقل کیا گیا ہے کہ ان سے کسی مرید نے شکایت کی تھی جس پر انہوں نے یہ جواب دیا تھا۔ درحقیقت بہترین نسخہ ہے۔ حق تعالیٰ شانہ کا کلام پاک میں ارشاد ہے کہ تم شکر کروگے تو میں اضافہ کروں گا۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ اللہ کا ذکر اس کی بڑی نعمت ہے اس کا شکر ادا کیا کرو کہ اللہ نے ذکر کی توفیق عطا فرمائی۔

(۱۴) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِكَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ ظَنَنْتُ یَا اَبَا هُرَیْرَةَ اَنْ لَّا یَسْأَلُنِیْ عَنْ هٰذَا الْحَدِیْثِ اَحَدٌ اَوَّلُ مِنْكَ لِمَا رَاَیْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَى الْحَدِیْثِ اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِّنْ قَلْبِهٖ اَوْ نَفْسِهٖ

حضرت ابو ہریرہؓ نے ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپ کی شفاعت کا سب سے زیادہ نفع اٹھانے والا قیامت کے دن کون شخص ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ابوہریرہ مجھے تمہاری حرص دیکھ کر یہی گمان تھا کہ اس بات کو تم سے پہلے کوئی دوسرا شخص نہ پوچھے گا۔ (پھر) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کا جواب ارشاد فرمایا کہ سب سے زیادہ سعادت مند اور نفع اٹھانے والا میری شفاعت سے وہ شخص ہوگا جو دل کے خلوص کے ساتھ لا الٰہ الا اللہ کہے۔

(رواہ البخاری وقد اخرجہ الحاکم بمعناہ وذکر صاحب المنتخب [illegible] فی الباب روایات شتی)

فائدہ: سعادت کہتے ہیں آدمی کو خیر کی طرف چلانے کے لیے توفیق الٰہی کے شامل ہونے کو۔ اور اخلاص سے کلمہ طیبہ پڑھنے والے کا سب سے زیادہ مستحق شفاعت ہونے کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک تو یہ کہ اس حدیث سے وہ شخص مراد ہے جو اخلاص سے مسلمان ہوا اور کوئی نیک عمل بجز کلمہ طیبہ پڑھنے کے اس کے پاس نہ ہو تو حدیث کا مطلب یہ ہے کہ سب سے زیادہ سعادت اس کو شفاعت ہی سے ہو گی جو ایسا ہے کہ اپنے پاس تو کوئی عمل نہیں ہے۔ اس مطلب کے موافق یہ حدیث اس حدیث کے قریب ہو گی جس میں ارشاد ہے کہ میری شفاعت میری اُمت کے کبیرہ گناہوں کے لیے ہے کہ وہ اپنے اعمال کی وجہ سے جہنم میں ڈالے جا چکے ہوں گے لیکن اللہ کی عنایت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ان کو نصیب ہو گی۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ اس کے مصداق وہ لوگ ہیں جو اخلاص سے اس کلمہ کو پڑھیں اور نیک اعمال بھی ہوں ان کے سب سے زیادہ سعادت مند ہونے کا مطلب یہ ہے کہ زیادہ نفع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے ان کو پہنچے گا کہ ترقی درجات کا سبب بنے گی علامہ عینی لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت قیامت کے دن چھ قسم کی ہو گی۔ اول میدان حشر کی تکلیف سے خلاصی کی ہو گی کہ حشر میں ساری مخلوق طرح طرح کی مصائب میں مبتلا پریشان حال یہ کہتی ہو گی کہ ہم کو جہنم ہی میں ڈال دیا جائے مگر ان مصائب سے خلاصی ہو۔ اس وقت جلیل القدر انبیاء کی خدمت میں بار بار حاضری ہو گی کہ آپ ہی اللہ کے یہاں سفارش فرمائیں۔ مگر کسی کی ہمت نہ ہو گی کہ سفارش فرما سکیں۔ بالآخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے۔ یہ شفاعت تمام مخلوق جن و انس مسلم و کافر سب کے حق میں ہو گی کہ سب ہی کو اس سے نفع ہو گا۔ احادیث قیامت میں اس کا مفصل قصہ مذکور ہے۔ دوسری بعض کفار کے حق میں تخفیف عذاب کی ہو گی۔ جیسا کہ ابو طالب کے بارہ میں صحیح حدیث میں وارد ہوا ہے۔ تیسری شفاعت بعض مومنوں کو جہنم سے نکالنے کے بارہ میں ہو گی جو اس میں داخل ہو چکے ہیں۔ چوتھی شفاعت بعض مومن جو اپنی

بداعمالیوں کی وجہ سے جہنم میں داخل ہونے کے مستحق ہو چکے ہیں ان کی جہنم سے معافی اور جہنم میں نہ داخل ہونے کے بارے میں ہوگی، پانچویں شفاعت بعض مؤمنین کے بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہونے میں ہوگی، اور چھٹی شفاعت مؤمنین کے درجے بلند ہونے میں ہوگی۔

۲ : عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قِيْلَ وَمَا اِخْلَاصُهَا قَالَ اَنْ تَحْجُزَهُ عَنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ رواه الطبراني في الاوسط والكبير

حضرت زید بن ارقمؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں جو شخص اخلاص کے ساتھ لا الٰہ الا اللہ کہے وہ جنت میں داخل ہوگا کسی نے پوچھا کہ کلمہ کے اخلاص کی علامت کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ حرام کاموں سے اس کو روک دے۔

فائدہ: یعنی ظاہر ہے کہ جب حرام کاموں سے رک جائیگا اور لا الٰہ الا اللہ کا قائل ہوگا تو اس کے سیدھا جنت میں جانے میں کیا تردد ہے لیکن اگر حرام کاموں سے نہ رکا تب بھی اس کلمہ پاک کی یہ برکت تو ہے کہ اپنی بداعمالیوں کی سزا بھگتنے کے بعد کسی نہ کسی وقت جنت میں ضرور داخل ہوگا۔ البتہ اگر خدانخواستہ بداعمالیوں کی بدولت اسلام و ایمان ہی سے محروم ہو جائے تو دوسری بات ہے۔

حضرت فقیہ ابو اللیث سمرقندیؒ ”تنبیہ الغافلین“ میں لکھتے ہیں ہر شخص کے لئے ضروری ہے کہ کثرت سے لا الٰہ الا اللہ پڑھتا رہا کرے اور حق تعالیٰ شانہ سے ایمان کے باقی رہنے کی دعا بھی کرتا رہے اور اپنے کو گناہوں سے بچاتا رہے۔ اس لئے کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ گناہوں کی نحوست سے آخر میں ان کا ایمان سلب ہو جاتا ہے اور دنیا سے کفر کی حالت میں جاتے ہیں اس سے بڑھ کر اور کیا مصیبت ہوگی کہ ایک شخص کا نام ساری عمر مسلمانوں کی فہرست میں رہا ہو مگر قیامت میں وہ کافروں کی فہرست میں ہو یہ حقیقی حسرت اور کمال حسرت ہے۔ اس شخص پر افسوس نہیں ہوتا جو گرجا یا بت خانہ میں ہمیشہ رہا ہو اور وہ آخر میں کفر کی فہرست میں شمار کیا جائے۔ افسوس تو

[illegible] میں رہا ہو اور کافروں میں شمار ہو جاتا ہے [illegible]
[illegible] قتل ہونے سے [illegible] ہوتی ہے۔ بہت سے [illegible]
[illegible] کے پاس دوسروں کا مال ہوتا ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ [illegible]
[illegible] کسی وقت اس کو واپس کر دوں گا اور [illegible]
کر دوں گا مگر اس کی نوبت نہیں آتی اور موت اس سے پہلے آجاتی ہے۔ بہت سے [illegible]
[illegible] سمجھتے ہیں مگر پھر اس سے بہتر [illegible] کرتے ہیں اور
[illegible] توبہ کی بھی توفیق نہیں ہوتی۔ ایسے [illegible]
[illegible] ہو جاتا ہے۔ [illegible] حدیث میں [illegible]
[illegible] ایک نوجوان کا انتقال ہونے لگا [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
[illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور اس سے
[illegible] کیا یا رسول اللہ ایک [illegible]
[illegible] ہوا کہ اس کی زبان سے [illegible]
[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ماں کو بلایا اور دریافت فرمایا کہ کوئی [illegible]
[illegible] تمہارے لڑکے کو [illegible]
[illegible] تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ [illegible]
[illegible] معاف کر دیا [illegible]
[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ہیں اور متکبر اور جبار لوگوں کے سے عمل کرتے ہیں اگر کوئی اس کلمہ کو اس طرح کہے کہ یہ کام نہ کرتا ہو تو جنت اس کے لئے واجب ہے

۵: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا قَالَ عَبْدٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِلَّا فُتِحَتْ لَهُ اَبْوَابُ السَّمَآءِ حَتّٰی یُفْضِیَ اِلَی الْعَرْشِ مَا اجْتَنَبَ الْکَبَائِرَ۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کوئی بندہ ایسا نہیں کہ لا الٰہ الا اللہ کہے اور اس کے لئے آسمانوں کے دروازے نہ کھل جاتے ہوں یہاں تک کہ یہ کلمہ سیدھا عرش تک پہنچتا ہے بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے۔

(رواہ الترمذی وقال حدیث حسن غریب کذا فی الترغیب والمشکوۃ لکن لیس فیہا حسن بل غریب فقط قال القاری ورواہ النسائی وابن حبان وعزاہ السیوطی فی الجامع الی الترمذی ورقم لہ بالحسن وھکذا السیوطی فی الدر من طریق ابن مردویہ عن ابی ھریرۃؓ ولیس فیہ ما اجتنب الکبائر وفی الجامع الصغیر بروایۃ الطبرانی عن معقل بن یسار لکل شیء مفتاح ومفتاح السموٰت قول لا الٰہ الا اللہ ورقم لہ بالضعف)

فائدہ: کتنی بڑی فضیلت ہے اور قبولیت کی انتہا ہے کہ یہ کلمہ براہ راست عرش معلی تک پہنچتا ہے اور یہ ابھی معلوم ہو چکا ہے کہ اگر کبیرہ گناہوں کے ساتھ بھی کہا جائے تو نفع سے اس وقت بھی خالی نہیں۔

ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ کبائر سے بچنے کی شرط قبول کی جلدی اور آسمان کے سب دروازے کھلنے کے اعتبار سے ہے ورنہ ثواب اور قبول سے کبائر کے ساتھ بھی خالی نہیں۔ بعض علماء نے اس حدیث کا یہ مطلب بیان فرمایا ہے کہ ایسے شخص کے واسطے مرنے کے بعد اس کی روح کے اعزاز میں آسمان کے سب دروازے کھل جاویں گے۔ ایک حدیث میں آیا ہے دو کلمے ایسے ہیں کہ ان میں سے ایک کے لئے عرش سے نیچے کوئی منتہا نہیں، دوسرا آسمان و زمین کو (اپنے نور یا اپنے اجر سے) بھر دے گا۔ ایک لا الٰہ الا اللہ دوسرا اللہ اکبر۔

۲ : عن يعلى بن شداد قال حدثني أبي شداد بن أوس وعبادة بن الصامت حاضر يصدقه قال كنا عند النبي صلى الله عليه وسلم فقال هل فيكم غريب يعني أهل الكتاب قلنا لا يا رسول الله فأمر بغلق الباب وقال ارفعوا أيديكم وقولوا لا إله إلا الله فرفعنا أيدينا ساعة ثم قال الحمد لله اللهم بعثتني بهذه الكلمة ووعدتني عليها الجنة وإنك لا تخلف الميعاد ثم قال أبشروا فإن الله قد غفر لكم

حضرت شداد فرماتے ہیں اور حضرت عبادہ اس واقعہ کی تصدیق کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم لوگ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کوئی اجنبی (غیر مسلم) تو مجمع میں نہیں۔ ہم نے عرض کیا کوئی نہیں۔ ارشاد فرمایا کواڑ بند کردو۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا ہاتھ اٹھاؤ اور کہو لا الہ الا اللہ ہم نے تھوڑی دیر ہاتھ اٹھائے رکھے (اور کلمہ طیبہ پڑھا) پھر فرمایا الحمد للہ اے اللہ تو نے مجھے یہ کلمہ دیکر بھیجا ہے اور اس کلمہ پر جنت کا وعدہ کیا ہے اور تو وعدہ خلاف نہیں ہے اسکے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ خوش ہوجاؤ اللہ نے تمہاری مغفرت فرمادی۔

(رواه أحمد بإسناد حسن والطبراني وغيرهما كذا في الترغيب قلت وأخرجه الحاكم وقال إسماعيل بن عياش أحد أئمة أهل الشام وقد نسب إلى سوء الحفظ وأنا على شرطي في أمثاله وقال الذهبي راشد ضعفه الدارقطني وغيره ووثقه دحيم اهـ وفي مجمع الزوائد رواه أحمد والطبراني والبزار ورجاله موثقون اهـ)

ف : غالباً اجنبی کو اسی لئے دریافت فرمایا تھا اور اسی لئے کواڑ بند کرائے تھے کہ ان لوگوں کے کلمہ طیبہ پڑھنے پر تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو مغفرت کی بشارت کی امید تھی اوروں کے متعلق یہ امید نہ ہو۔ صوفیاء نے اس حدیث سے مشائخ کا اپنے مریدین کو جماعۃً ذکر تلقین کرنے پر استدلال کیا ہے۔ چنانچہ جامع الاصول میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کو جماعۃً اور منفرداً ذکر تلقین کرنا ثابت ہے جماعت کو

تنبیہ کرنے میں اس حدیث کو پیش کیا ہے۔ اس صورت میں کواڑوں کا بند کرنا مستفیدین کی توجہ کے ادھر کرنے کی غرض سے ہوا اور اسی وجہ سے اجنبی کو دریافت فرمایا کہ غیر کا مجمع میں ہونا حضور کے تشتت کا سبب گو نہ ہو لیکن مستفیدین کے تشتت کا احتمال تو تھا ہی۔

چہ خوش است با تو بزمے بنہفتہ ساز کردن
در خانہ بند کردن سر شیشہ باز کردن

(کیسی مزے کی چیز ہے تیرے ساتھ خفیہ سازش کر لینا، گھر کا دروازہ بند کر لینا اور بوتل کا منہ کھول دینا)

٥: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَدِّدُوْا اِیْمَانَکُمْ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَکَیْفَ نُجَدِّدُ اِیْمَانَنَا قَالَ اَکْثِرُوْا مِنْ قَوْلِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اپنے ایمان کی تجدید کرتے رہا کرو یعنی تازہ کرتے رہا کرو۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ایمان کی تجدید کس طرح کریں۔ ارشاد فرمایا کہ لا الٰہ الا اللہ کو کثرت سے پڑھتے رہا کرو۔

(رواه احمد والطبرانی واسناده حسن كذا فی الترغيب قلت ورواه الحاكم فی صحيحه وقال صحيح الاسناد وقال الذهبی صدقة الراوی ضعفوه قلت هو من رواة ابی داؤد والترمذی وخرج له البخاری فی الادب وضعفه [illegible] فی التقريب صدوق له اوهام وذكره السيوطی فی الجامع الصغير برواية احمد والحاكم ورقم له بالصحة وفی مجمع الزوائد اسناده جيد وفيه ضعيف غير [illegible] رواه احمد والطبرانی ورجال احمد ثقات)

ف: ایک روایت میں حضور اقدس کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ ایمان پرانا ہو جاتا ہے جیسا کپڑا پرانا ہو جاتا ہے اس لئے اللہ جل شانہ سے ایمان کی تجدید مانگتے رہا کرو۔ پرانا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ معاصی سے قوت ایمانیہ اور نور ایمان جاتا رہتا ہے ایک حدیث میں ہے کہ جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو ایک سیاہ نشان (دھبہ) اس کے دل پر لگ جاتا ہے اگر سچی توبہ کر لی تو وہ نشان دھل جاتا ہے ورنہ باقی رہتا ہے اور پھر جب دوسرا گناہ کرتا ہے تو دوسرا نشان ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سے آخر دل بالکل

[illegible]

فائدہ: بہت سی روایات میں یہ مضمون وارد ہوا ہے ان سب سے اگر یہ مراد ہے کہ وہ مسلمان ہی اس وقت ہوا ہے تب تو کوئی اشکال ہی نہیں کہ اسلام لانے کے بعد کفر کے گناہ بالاتفاق معاف ہیں اور اگر یہ مراد ہے کہ پہلے سے مسلمان تھا اور خلوص کے ساتھ اس کلمہ کو کہہ رہا ہے تب بھی کیا بعید ہے حق تعالیٰ شانہٗ اپنے لطف سے سارے ہی گناہ معاف فرما دیں۔ حق تعالیٰ شانہٗ کا تو خود ہی ارشاد ہے کہ شرک کے علاوہ سارے ہی گناہ جس کے چاہیں گے معاف فرما دیں گے۔ ملا علی قاریؒ نے بعض علماء سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ یہ اور اس قسم کی احادیث اس وقت کے اعتبار سے ہیں جب تک دوسرے احکام نازل نہیں ہوئے تھے۔ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اس سے مراد اس کلمہ کو اس کے حق کی ادائیگی کے ساتھ کہنا ہے جیسا کہ پہلے حدیث نمبر ۴ میں گذر چکا ہے۔ حضرت حسن بصریؒ وغیرہ حضرات کی بھی یہی رائے ہے۔ امام بخاریؒ کی تحقیق یہ ہے کہ ندامت کے ساتھ اس کو کہا ہو یہی حقیقت توبہ ہے اور پھر اسی حال پر انتقال ہوا ہو۔ ملا علی قاریؒ کی تحقیق یہ ہے کہ اس سے ہمیشہ جہنم میں رہنے کی حرمت مراد ہے۔ ان سب کے علاوہ ایک سہل ہوتی بات یہ بھی ہے وہ یہ کہ کسی چیز کا کوئی خاص اثر ہونا اس کے منافی نہیں کہ کسی عارض کی وجہ سے وہ اثر ظاہر نہ ہو سکے۔ سقمونیا کا اثر اسہال ہے لیکن اس کے بعد اگر کوئی قابض چیز کھالی جائے تو یقیناً سقمونیا کا اثر نہ ہوگا لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ دوا مؤثر نہیں رہا بلکہ اس عارض کی وجہ سے اس شخص پر اثر نہ ہو سکا۔

۱۰: عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَفَاتِيْحُ الْجَنَّةِ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لا الہ الا اللہ کا اقرار جنت کی کنجیاں ہیں

رواه احمد كذا في المشكوة وفي الجامع الصغير ورقم له بالضعف وفي مجمع الزوائد رواه احمد والبزار وفيه انقطاع بين شهر ومعاذ [illegible] وكذا في الترغيب وزاد السيوطي في الدر برواية ابن مردويه والبيهقي وذكره في المقاصد الحسنة برواية احمد بلفظ مفتاح الجنة لا اله الا الله [illegible]

فائدہ: کنجیاں اس لحاظ سے فرمایا کہ ہر دروازہ اور ہر جنت کی کنجی یہی ہے۔ اس لئے

کنجیاں یہی کلمہ ہوا۔ یا اس لحاظ سے کہ یہ کلمہ بھی دو جزو والا ہوتا ہے۔ ایک لا الٰہ الا اللہ کا اقرار دوسرے محمد رسول اللہ کا اقرار۔ اس لئے دو ہو گئے کہ دونوں کے مجموعہ سے مکمل ہوتا ہے اور ان روایات میں جہاں جہاں جنت کے دخول اور جہنم کے حرام ہونے کا ذکر ہے اس سے مراد پورا کلمہ ہے۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ جنت کی قیمت لا الٰہ الا اللہ ہے۔

۱۱: عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فِيْ سَاعَةٍ مَّنْ فِي الصَّحِيْفَةِ مِنَ السَّيِّئَاتِ حَتّٰى تَسْكُنَ اِلٰى مِثْلِهَا مِنَ الْحَسَنَاتِ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو بھی بندہ کسی وقت بھی دن میں یا رات میں لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے تو اعمال نامہ میں سے برائیاں مٹ جاتی ہیں اور ان کی جگہ نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

(رواہ ابو یعلی کذا فی الترغیب وفی مجمع الزوائد فیہ عثمان بن عبد الرحمن الزہری وہو متروک اھ)

ف: برائیاں مٹ کر نیکیاں لکھی جانے کے متعلق باب اول فصل ثانی کے نمبر ۱۰ پر مختصر ذکر ہو چکا ہے کہ کئی آیات اور روایات سے چند معنی لکھے گئے ہیں۔ جو معنی کے اعتبار سے اُمور کا اس حدیث میں ارشاد ہے مثلا تو معلوم ہوتا ہی ہے۔ البتہ اخلاص ضروری ہے جتنا زیادہ ہو سکے اس کو پیدا کرے اور کلمہ طیبہ کا کثرت سے پڑھنا خود بھی اخلاص پیدا کرنے والا ہے۔ اسی لئے اس پاک کلمہ کا نام کلمۂ اخلاص ہے۔

۱۲: عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى عَمُوْدًا مِّنْ نُّوْرٍ بَيْنَ يَدَيِ الْعَرْشِ فَاِذَا قَالَ الْعَبْدُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اهْتَزَّ ذٰلِكَ الْعَمُوْدُ فَيَقُوْلُ اُسْكُنْ لَمْ تُغْفَرْ لِقَائِلِهَا

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ عرش کے سامنے نور کا ایک ستون ہے جب کوئی شخص لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے تو وہ ستون ہلنے لگتا ہے۔ اللہ کا ارشاد ہوتا ہے کہ ٹھہر جا۔ وہ عرض کرتا ہے کیسے ٹھہروں حالانکہ کلمہ طیبہ پڑھنے والے کی

فَيَقُوْلُ اِنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَهٗ	جب تک مغفرت نہیں ہوتی ارشاد ہوتا ہے
فَيَسْكُنُ عِنْدَ ذٰلِكَ	کہ میں نے اس کی مغفرت کر دی تو وہ ساکن ہو جاتا ہے۔

(رواه البزار وهو غريب كذا في الترغيب وفي مجمع الزوائد فيه عبد الله بن إبراهيم بن أبي عمرو وهو ضعيف جدا اهـ قلت وبسط السيوطي في اللآلي على طرقه وذكر له شواهد)

فائدہ: محدثین حضرات کو اس روایت پر کلام ہے لیکن حافظ سیوطیؒ نے متعدد روایت کتب حدیث سے مختلف الفاظ سے نقل کی گئی ہے بعض روایتوں میں اس کے ساتھ اتنا مضمون اور بھی ہے کہ میں نے ہی اس شخص کی زبان پر اسی طرح جاری کیا تھا کہ اس کی مغفرت کر دی۔ کیا ٹھکانا ہے اس لطف کا کہ خود ہی توفیق عطا فرماتے ہیں اور پھر خود ہی اس لطف کی کمائی پر مغفرت فرماتے ہیں۔ حضرت عطاءؒ کا قصہ مشہور ہے وہ کہتے ہیں کہ میں بازار گیا وہاں ایک باندی فروخت ہو رہی تھی جو دیوانی بتلائی جاتی تھی۔ میں نے خرید لی جب رات کا کچھ حصہ گزرا تو وہ اٹھی اور وضو کر کے نماز شروع کر دی اور نماز میں اس کی یہ حالت تھی کہ آنسوؤں سے دم گھٹا جاتا تھا۔ اس کے بعد اس نے کہا کہ اے میرے معبود آپ کو مجھ سے محبت رکھنے کی قسم مجھ پر رحم فرما دیجئے۔ میں نے یہ سن کر فرمایا کہ لونڈی یوں کہہ کہ آپ سے محبت رکھنے کی قسم، یہ سن کر اس کو غصہ آیا اور کہنے لگی اس کی قسم اگر اس کو مجھ سے محبت نہ ہوتی تو تمہیں یوں میٹھی نیند نہ سلاتا اور مجھے یوں کھڑا نہ رکھتا۔ اس کے بعد اس نے یہ اشعار پڑھے۔

اَلْكَرْبُ مُجْتَمِعٌ وَالصَّبْرُ مُفْتَرِقٌ — وَالْقَلْبُ مُحْتَرِقٌ وَالدَّمْعُ مُسْتَبِقٌ
كَيْفَ الْقَرَارُ عَلٰى مَنْ لَّا قَرَارَ لَهٗ — مِمَّا جَنَاهُ الْهَوٰى وَالشَّوْقُ وَالْقَلَقُ
يَا رَبِّ اِنْ كَانَ شَيْءٌ فِيْهِ لِيْ فَرَجٌ — فَامْنُنْ عَلَيَّ بِهٖ مَا دَامَ بِيْ رَمَقٌ

ترجمہ: بے چینی جمع ہے اور صبر رخصت ہو گیا، دل جل رہا ہے اور آنسو بہہ رہے ہیں، اس شخص کو کس طرح قرار آ سکتا ہے جس کو عشق و شوق اور بے چینی کی وجہ سے [illegible]

کر سکتی ہے۔ اے اللہ اگر کوئی چیز ایسی ہو سکتی جس میں نفس سے نجات ہو تو زندگی میں اس کو نہ فرماتے۔ اس کے بعد اس نے کہا اے اللہ میرا اور آپ کا معاملہ اب راز میں نہیں رہا یہ کہہ کر ایک چیخ ماری اور مر گئی۔ اس قسم کے اور بھی بہت سے واقعات ہیں جو گزرے ہیں۔ حق سبحانہ کی توفیق جب تک شامل حال نہ ہو کیا ہو سکتا ہے۔ وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ (اور تم بدون خدائے رب العالمین کے چاہے کچھ نہیں چاہ سکتے ہو۔)

۳) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ عَلَى أَهْلِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْشَةٌ فِي قُبُورِهِمْ وَلَا مَنْشَرِهِمْ وَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى أَهْلِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَهُمْ يَنْفُضُونَ التُّرَابَ عَنْ رُءُوسِهِمْ يَقُولُونَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ وَفِي رِوَايَةٍ لَيْسَ عَلَى أَهْلِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْشَةٌ عِنْدَ الْمَوْتِ وَلَا عِنْدَ الْقَبْرِ۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لا الہ الا اللہ والوں پر نہ قبروں میں وحشت ہے نہ میدان حشر میں۔ اس وقت گویا وہ منظر میرے سامنے ہے کہ جب وہ اپنے سروں سے مٹی جھاڑتے ہوئے (قبروں سے) اٹھیں گے اور کہیں گے کہ تمام تعریف اس اللہ کے لیے ہے جس نے ہم سے ہمیشہ کے لیے رنج و غم دور کر دیا۔ دوسری حدیث میں ہے کہ لا الہ الا اللہ والوں کو نہ موت کے وقت وحشت ہوگی نہ قبر کے وقت۔

رواه الطبراني والبيهقي كلاهما من رواية يحيى بن عبد الحميد الحماني وفي متنه نكارة كذا في الترغيب وذكره في الجامع الصغير برواية الطبراني عن ابن عمر ورقم له بالضعف وفي مجمع الزوائد رواه الطبراني وأبو يعلى بسند ضعيف وفي جمع الفوائد عن ابن عمر رفعه ليس على أهل لا إله إلا الله وحشة عند الموت ولا عند القبر في [illegible] للكبير والأوسط [illegible] بالضعيف ثم قال [illegible] في [illegible] [illegible] والبيهقي في الشعب [illegible] بسند ضعيف عن ابن عمر قلت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] على [illegible]

مسلم ومعلوم أن بعض المسلمين يعذبون في القبر والحشر فيكون الحديث مخالفا للمعروف فيكون منكرا لكنه إن أريد به المخصوص بهذه الصفة فيكون موافقا للنصوص الكثيرة من القرآن والحديث والسابقون أولئك المقربون ومنهم سابق بالخيرات بإذن الله وسبعون ألفا يدخلون الجنة بغير حساب وغير ذلك من الآيات والروايات فالحديث موافق لها لا مخالف فيكون معروفا لا منكرا وذكر السيوطي في الجامع الصغير برواية ابن مردويه والبيهقي في البعث عن عمر بلفظ سابقنا سابق ومقتصدنا ناج وظالمنا مغفور له ورقم له بالحسن قلت ويؤيده حديث سبق المفردون المستهترون في ذكر الله يضع الذكر عنهم أثقالهم فيأتون يوم القيامة خفافا رواه الترمذي والحاكم عن أبي هريرة والطبراني عن أبي الدرداء كذا في الجامع ورقم له بالصحة وفي رواية عن أبي الدرداء موقوفا الذين لا تزال ألسنتهم رطبة من ذكر الله يدخلون الجنة وهم يضحكون وفي الجامع الصغير برواية الحاكم ورقم له بالصحة السابق والمقتصد يدخلان الجنة بغير حساب والظالم لنفسه يحاسب حسابا يسيرا ثم يدخل الجنة)

فائدہ: حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہایت غمگین تھے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اللہ جل جلالہ نے آپ کو سلام فرمایا اور ارشاد فرمایا ہے کہ آپ کو رنجیدہ اور غمگین دیکھ رہا ہوں یہ کیا بات ہے؟ حالانکہ حق تعالیٰ شانہ دلوں کے بھید جاننے والے ہیں لیکن اکرام و اعزاز اور شرافت کے واسطے سے حق تعالیٰ شانہ سوال کرتے ہیں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جبرئیل مجھے اپنی امت کا فکر بہت زیادہ رہتا ہے کہ قیامت میں ان کا کیا حال ہوگا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے دریافت کیا کہ کفار کے بارے میں یا مسلمانوں کے بارے میں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمانوں کے بارے میں۔ تو حضرت جبرئیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لے کر ایک قبرستان پر تشریف لے گئے جہاں بنو سلمہ

کے ساتھ تھے حضرت جبرئیل نے ایک قبر پر پر مارا اور ارشاد فرمایا کہ قم باذن اللہ اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا۔ اس پر فوراً ایک شخص نہایت ہی خوبصورت چہرہ والا اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ الحمد للہ رب العلمین پڑھا۔ حضرت جبرئیل نے ارشاد فرمایا کہ اپنی جگہ لوٹ جا وہ چلا گیا۔ پھر دوسری قبر پر دوسرا پر مارا اور ارشاد فرمایا کہ اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا۔ اس میں سے ایک شخص نہایت بدصورت کالا نیلی آنکھوں والا کھڑا ہوا وہ کہہ رہا تھا ہائے افسوس ہائے شرمندگی ہائے مصیبت۔ پھر حضرت جبرئیل نے فرمایا اپنی جگہ لوٹ جا۔ اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ جس حالت پر یہ لوگ مرتے ہیں اسی حالت پر اٹھیں گے۔ [illegible] اور یہ ظاہر ہے کہ [illegible] کے ساتھ جتنی خصوصی مناسبت، خصوصی اشتغال ہوگا اس [illegible] برف والا وہی شخص [illegible] کے یہاں [illegible] ذخیرہ موجود ہو [illegible] ان کے حالات میں کوئی اشکال نہیں۔ قرآن پاک میں سورۂ واقعہ میں امت کے تین طبقے بیان کئے ہیں۔ ایک طبقہ سابقین کا ہے جن کا بیان فرمایا ہے ان کے متعلق حدیث میں آیا ہے کہ یہ سب بے حساب جنت میں داخل ہوں گے۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص سورۂ واقعہ ہر رات پڑھا کرے اس کو کبھی فاقہ [illegible] نہیں [illegible] [illegible] حضرت [illegible] فرماتے ہیں [illegible] جنت [illegible]۔

[illegible] عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ	حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد
الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ	ہے کہ حق تعالیٰ شانہ قیامت کے دن میری
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ	امت میں سے ایک شخص کو منتخب فرما کر
سَيُخَلِّصُ رَجُلًا مِّنْ أُمَّتِيْ عَلٰى	تمام دنیا کے سامنے بلائیں گے اور اس
رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ	کے سامنے ننانوے دفتر اعمال کے کھولیں
الْقِيٰمَةِ فَيَنْشُرُ عَلَيْهِ تِسْعَةً	گے۔ ہر دفتر اتنا بڑا ہوگا کہ منتہائے نظر

وَتِسْعِينَ سِجِلًّا كُلُّ سِجِلٍّ
مِثْلُ مَدِّ الْبَصَرِ ثُمَّ يَقُولُ أَتُنْكِرُ
مِنْ هَذَا شَيْئًا أَظَلَمَكَ كَتَبَتِي
الْحَافِظُونَ فَيَقُولُ لَا يَا رَبِّ فَيَقُولُ
أَفَلَكَ عُذْرٌ فَيَقُولُ لَا يَا
رَبِّ فَيَقُولُ اللّٰهُ تَعَالَى
بَلَى إِنَّ لَكَ عِنْدَنَا حَسَنَةً
فَإِنَّهُ لَا ظُلْمَ عَلَيْكَ
الْيَوْمَ فَتُخْرَجُ بِطَاقَةٌ
فِيهَا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا
اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا
عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ فَيَقُولُ
احْضُرْ وَزْنَكَ فَيَقُولُ يَا
رَبِّ مَا هَذِهِ الْبِطَاقَةُ
مَعَ هَذِهِ السِّجِلَّاتِ فَقَالَ
إِنَّكَ لَا تُظْلَمُ الْيَوْمَ
فَتُوضَعُ السِّجِلَّاتُ فِي
كَفَّةٍ فَطَاشَتِ
السِّجِلَّاتُ وَثَقُلَتِ
الْبِطَاقَةُ فَلَا
يَثْقُلُ مَعَ اسْمِ اللّٰهِ شَيْءٌ

تک یعنی جہاں تک نگاہ جا سکے وہاں
تک پھیلا ہوا ہوگا۔ اس کے بعد اس
سے سوال کیا جائے گا کہ ان اعمالناموں
میں سے تو کسی چیز کا انکار کرتا ہے کیا میرے
ان فرشتوں نے جو اعمال لکھنے پر متعین
تھے تجھ پر کچھ ظلم کیا ہے (کہ کوئی گناہ بغیر
کئے ہوئے لکھ لیا ہو یا کرنے سے زیادہ
لکھ لیا ہو) وہ عرض کرے گا نہیں (نہ انکار
کی گنجائش ہے نہ فرشتوں نے ظلم کیا) پھر
ارشاد ہوگا کہ تیرے پاس ان بداعمالیوں کا
کوئی عذر ہے وہ عرض کرے گا کوئی عذر بھی نہیں
ارشاد ہوگا اچھا تیری ایک نیکی ہمارے پاس
ہے آج تجھ پر کوئی ظلم نہیں ہے۔ پھر ایک کاغذ
کا پرزہ نکالا جائے گا جس میں اَشْہَدُ اَنْ
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ
لکھا ہوا ہوگا ارشاد ہوگا کہ جا اس کو تلوالے۔ وہ عرض
کرے گا کہ اتنے دفتروں کے مقابلہ میں یہ پرزہ کیا
کام دے گا ارشاد ہوگا کہ تجھ پر ظلم نہیں
ہوگا۔ پھر ان سب دفتروں کو ایک پلڑے میں
رکھ دیا جائے گا اور وہ پرزہ دوسرے پلڑہ
میں تو وہ دفتروں والا پلڑا اڑنے لگے گا
اور پرزہ والا وزنی ہو جائے گا۔ پس بات
یہ ہے کہ اللہ کے نام کے مقابلہ میں کوئی چیز وزنی نہیں

رواه الترمذي وقال حسن غريب وابن ماجة وابن حبان في صحيحه والبيهقي والحاكم وقال صحيح على شرط مسلم كذا في الترغيب قلت كذا قال الحاكم في كتاب الإيمان وأخرجه أيضاً في كتاب الدعوات وقال صحيح الإسناد وأقره في موضعين الذهبي وفي المشكوة برواية الترمذي وابن ماجة [illegible] السيوطي في [illegible] عزاه إلى أحمد وابن مردويه واللالكائي والبيهقي في البعث وفيه اختلاف في بعض الألفاظ [illegible] حديث يصاح برجل من أمتي على رؤوس الخلائق وفيه فيقال أفلك عذر أو حسنة فيهاب الرجل فيقول لا فيقال بلى إن لك عندنا حسنات الحديث [illegible] في حديث [illegible] [illegible] في [illegible] وذكر السيوطي ما يؤيد الرواية [illegible]

[illegible]

ناجائز باتوں پر گرفت نہ کی جائے تو کیا جائے قرآن و حدیث میں سینکڑوں جگہ اس کا حکم ہے نہ روکنے پر وعید ہے۔ احادیث میں بکثرت آیا ہے کہ جو لوگ کسی کو گناہ کرتے دیکھیں اور اس کے روکنے پر قادر ہوں اور نہ روکیں تو وہ خود اس کی سزا میں مبتلا ہوں گے عذاب میں شریک ہوں گے۔ اس مضمون کو میں اپنے رسالہ فضائل تبلیغ میں مفصل لکھ چکا ہوں جس کا دل چاہے اس کو دیکھے۔ یہاں ایک ضروری چیز یہ بھی قابل لحاظ ہے کہ جہاں دینداروں کا گنہگاروں کو قطعی جہنمی سمجھ لینا مہلک ہے وہاں جہلا کا ہر شخص کو مقتدا و بڑا بنا لینا خواہ وہ کتنے ہی خرافات بکنے والا ہو اور نہایت مہلک ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص کسی بدعتی کی تعظیم کرتا ہے وہ اسلام کے منہدم کرنے پر اعانت کرتا ہے۔ بہت سی احادیث میں یہ آیا ہے کہ آخر زمانہ میں دجال، مکار، کذاب پیدا ہوں گے جو ایسی احادیث تم کو سنا دیں گے جو تم نے نہ سنی ہوں گی ایسا نہ ہو کہ وہ تم کو گمراہ کریں اور فتنہ میں ڈال دیں۔

۱۵ : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ جِیْئَ بِالسَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْہِنَّ وَمَا بَیْنَہُنَّ وَمَا تَحْتَہُنَّ فَوُضِعْنَ فِیْ کِفَّۃِ الْمِیْزَانِ وَوُضِعَتْ شَہَادَۃُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فِی الْکِفَّۃِ الْاُخْرٰی لَرَجَحَتْ بِہِنَّ۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اس پاک ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تمام آسمان و زمین اور جو لوگ ان کے درمیان ہیں وہ سب اور تمام چیزیں جو ان کے درمیان ہیں اور جو کچھ ان کے نیچے ہے وہ سب کا سب ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور لا الہ الا اللہ کا اقرار دوسری جانب رکھ دیا جائے تو وہی بڑھ جائے گا۔

(اخرجه الطبرانی کذا فی الدر وهکذا فی مجمع الزوائد وزاد فی اوله لقنوا موتاکم شهادة ان لا اله الا الله فمن قالها عند موته وجبت له الجنة قالوا یا رسول الله فمن قالها فی صحته قال تلك اوجب واوجب ثم قال والذی نفسی بیده الحدیث قال الهیثمی رواه الطبرانی ورجاله ثقات الا ان ابن ابی طلحة لم یسمع من ابن عباس)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہوں یعنی نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں اور اسی کلمہ کی طرف لوگوں کو بلاتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا یہ مطلب نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس میں خصوصیت ہے بلکہ سارے ہی نبی اس کلمہ کے ساتھ نبی بنا کر بھیجے گئے اور سب ہی انبیاء نے اسی کلمہ کی طرف دعوت دی ہے۔ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر خاتم الانبیاء فخر رسل صلی اللہ علیہ وسلم تک کوئی بھی نبی ایسا نہیں ہے جو اس مبارک کلمہ کی دعوت نہ دیتا ہو۔ کس قدر بابرکت اور بلند بالا شان کلمہ ہے کہ سارے انبیاء اور سارے سچے مذہب اسی پاک کلمہ کی طرف بلانے والے اور اسی کے شائع کرنے والے رہے۔ آخر کوئی بات تو ہے کہ اس سے کوئی بھی سچا مذہب خالی نہیں۔ اسی کلمہ کی تصدیق میں قرآن پاک کی آیت قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَهَادَةً سورہ انعام نازل ہوئی جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق میں حق تعالیٰ شانہ کی گواہی کا ذکر ہے۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ جب بندہ لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے تو حق تعالیٰ شانہ اس کی تصدیق فرماتے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں میرے بندے نے سچ کہا ہے، میرے سوا کوئی معبود نہیں۔

۱۵: عَنْ لَیْثٍ قَالَ قَالَ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اُمَّةُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَثْقَلُ النَّاسِ فِی الْمِیْزَانِ ذَلَّتْ اَلْسِنَتُهُمْ بِكَلِمَةٍ ثَقُلَتْ عَلٰی مَنْ كَانَ قَبْلَهُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔

حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے اعمال (حشر کے ترازو میں بھی) سب سے زیادہ بھاری ہیں کہ ان کی زبانیں ایک ایسے کلمہ کے ساتھ مانوس ہیں جو ان سے پہلی امتوں پر بھاری تھا وہ **کلمہ لا الٰہ الا اللہ ہے۔**

اخرجہ الاصبہانی فی الترغیب کذا فی الدر

ف: یہ ایک کھلی ہوئی بات ہے کہ امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الف الف صلوٰۃ و تحیۃ کے درمیان کلمہ طیبہ کا جتنا زور اور کثرت ہے کسی امت میں بھی اتنی کثرت نہیں۔ مشائخ سلوک کی تعداد ہی کروڑوں کی مقدار ہے اور پھر ہر شیخ کے گروہ میں سیکڑوں نہیں اور اتقیاء سب ہی ایسے ہیں جن کے یہاں کلمہ طیبہ کا ورد ہزاروں کی مقدار میں روزانہ کے معمولات میں

[illegible]۔ جامع الاصول میں لکھا ہے کہ لفظ اللہ کا ذکر ورد کے طور پر کم از کم پانچ ہزار کی مقدار ہے اور زیادہ کے لیے کوئی حد نہیں اور صوفیا کے لیے کم از کم پچیس ہزار روزانہ اور لا الٰہ الا اللہ کی مقدار کے متعلق کہا ہے کہ روزانہ پانچ ہزار روزانہ ہو۔ یہ مقداریں مشائخ سلوک کی تجویز کے موافق کم و بیش ہوتی رہتی ہیں۔ میرا مقصود حضرت عیسیٰ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تاکیدوں اور نتائج کا ذکر بیان کرنا ہے۔ کہ ایک ایک شخص کے لیے روزانہ کی مقداریں کم از کم یہ بتائی گئی ہیں۔

ہمارے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے قول الجمیل میں اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ میں ابتدائے سلوک میں ایک ہی سانس میں لا الٰہ الا اللہ دو سو مرتبہ کہا کرتا تھا۔

شیخ ابو یزید قرطبی فرماتے ہیں میں نے یہ سنا کہ جو شخص ستر ہزار مرتبہ لا الٰہ الا اللہ پڑھے اس کو دوزخ کی آگ سے نجات ملے گی۔ میں نے یہ خبر سن کر ایک نصاب یعنی ستر ہزار کی تعداد اپنی بیوی کے لیے بھی پڑھا اور کئی نصاب خود اپنے لیے پڑھ کر ذخیرۂ آخرت بنایا۔ ہمارے پاس ایک نوجوان رہتا تھا جس کے متعلق یہ مشہور تھا کہ یہ صاحب کشف ہے جنت دوزخ کا بھی اس کو کشف ہوتا ہے مجھے اس کی صحت میں کچھ تردد تھا۔ ایک مرتبہ وہ نوجوان ہمارے ساتھ کھانے میں شریک تھا کہ دفعتاً اس نے ایک چیخ ماری اور سانس پھولنے لگا اور کہا کہ میری ماں دوزخ میں جل رہی ہے اس کی حالت مجھے نظر آئی۔ قرطبی کہتے ہیں کہ میں اس کی گھبراہٹ دیکھ رہا تھا مجھے خیال آیا کہ ایک نصاب اس کی ماں کو بخش دوں جس سے اس کی سچائی کا بھی مجھے تجربہ ہو جائے گا۔ چنانچہ میں نے ایک نصاب ستر ہزار کا ان نصابوں میں سے جو اپنے لیے پڑھے تھے اس کی ماں کو بخش دیا۔ میں نے اپنے دل میں چپکے ہی سے بخشا تھا اور میرے اس پڑھنے کی خبر بھی اللہ کے سوا کسی کو نہ تھی مگر وہ نوجوان فوراً کہنے لگا کہ چچا میری ماں دوزخ کے عذاب سے ہٹا دی گئی۔ قرطبی کہتے ہیں کہ مجھے اس قصہ سے دو فائدے ہوئے ایک تو اس برکت کا جو ستر ہزار کی مقدار پر میں نے سنی تھی اس کا تجربہ، دوسرے اس نوجوان کی سچائی کا یقین ہو گیا۔

یہ ایک مثال ہے جس سے اس قدر کے اعلام ہیں کہ وہ امانت اس امت کے افراد میں باقی جاتے ہیں۔ حدیث بالا کی حقیقت میں ایک موتی چھپا ہوا ہے [illegible] اس کی تفتیش کہ کوئی سائل اتنے ادب کے ساتھ [illegible] امت [illegible] کرو [illegible] فرما لیے ہیں کہ اس کی حقیقت حاصل ہے تو پھر کیا ارادہ ہے حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے [illegible] شاہد [illegible] کہ [illegible] کے منتظر [illegible] اور منتظر ہوتیں۔

۱۸: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَکْتُوْبٌ عَلٰی بَابِ الْجَنَّۃِ اِنَّنِیْ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا لَآ اُعَذِّبُ مَنْ قَالَھَا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جنت کے دروازہ پر لکھا ہوا ہے اِنَّنِیْ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا لَا اُعَذِّبُ مَنْ قَالَھَا (میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں جو شخص اس کلمہ کا کہتا رہے گا میں اس کو عذاب نہیں کروں گا۔

(اخرجہ ابو الشیخ کذا فی الدر)

ف: کلمہ پر عذاب کا نہ ہونا دوسری احادیث میں کثرت سے آیا ہے جس سے اگر دائمی عذاب مراد ہو تو کوئی اشکال نہیں لیکن کوئی خوش قسمت ایسا ہو جس سے اس کے گناہ کبیرہ معاف ہو گئے ہوں یا جو گناہوں سے [illegible] اس کو اصلاً عذاب نہ ہو [illegible] بھی محض لطف و کرم سے بعید نہیں جیسا کہ حدیث نمبر [illegible] میں گزر [illegible] اس کے [illegible] نمبر [illegible] پر [illegible] گزر چکا ہے۔

۱۹: عَنْ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ جِبْرَئِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ اِنِّیْ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبرئیل علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے کہ میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں

[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible] من عذابی	مامون ہو گیا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

الْاِسْتِغْفَارُ ثُمَّ قَرَأَ فَاعْلَمْ	آیت فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ الْاٰيَة	تلاوت فرمائی۔

(اخرجه الطبرانی وابن مردویه والدیلمی کذا فی الدر وفی الجامع الصغیر بروایة الطبرانی مَا مِنَ الذِّكْرِ اَفْضَلُ مِنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا مِنَ الدُّعَاءِ اَفْضَلُ مِنَ الْاِسْتِغْفَارِ ورقم له بالحسن)

فائدہ: اس فصل کی سب سے پہلی حدیث میں بھی یہ مضمون گذر چکا ہے کہ لا الہ الا اللہ سب اذکار سے افضل ہے جس کی وجہ شراح نے یہ لکھی ہے کہ دل کے پاک کرنے میں اس ذکر کو خاص مناسبت ہے۔ اس کی برکت سے دل سارے ہی گندگیوں سے پاک ہو جاتا ہے اور جب اس کے ساتھ استغفار بھی شامل ہو جاوے تو پھر کیا ہی کہنا۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ جب حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی نے نگل لیا تو اس کے پیٹ میں ان کی دعا یہ تھی لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ جو شخص بھی ان الفاظ سے دعا مانگے گا وہ ضرور قبول ہوگی۔ اس فصل کی سب سے پہلی حدیث میں بھی یہ مضمون گذرا ہے کہ سب سے افضل اور بہترین ذکر لا الہ الا اللہ ہے لیکن وہاں سب سے افضل دعا الحمد للہ ارشاد ہوا تھا اور یہاں استغفار وارد ہے۔ اس قسم کا اختلاف حالات کے اعتبار سے بھی ہوتا ہے۔ ایک متقی پرہیزگار ہے اس کے لیے الحمد للہ سب سے افضل ہے۔ ایک گنہگار ہے تو وہ استغفار کا بہت محتاج ہے اس کے حق میں استغفار سب سے اہم ہے۔ اس کے علاوہ افضلیت کی مختلف وجوہ سے ہوتی ہے۔ منافع کے حاصل کرنے کے واسطے حمد و ثنا سب سے زیادہ مفید ہے اور مضرتیں اور گندگیاں دور کرنے کے لیے استغفار سب سے زیادہ مفید ہے اس کے علاوہ اور بھی وجوہ اس قسم کے اختلاف کی ہوتی ہیں۔

۲۱: عَنْ اَبِیْ بَكْرِنِ الصِّدِّیْقِ رض عَنْ	حضرت ابوبکر صدیق حضور اقدس صلی
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ	اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ لا الہ
وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ	الا اللہ اور استغفار کو بہت کثرت سے

وَالْاِسْتِغْفَارِ فَاَكْثِرُوْا
مِنْهُمَا فَاِنَّ اِبْلِيْسَ قَالَ
اَهْلَكْتُ النَّاسَ بِالذُّنُوْبِ
وَاَهْلَكُوْنِيْ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
وَالْاِسْتِغْفَارِ فَلَمَّا رَاَيْتُ
ذٰلِكَ اَهْلَكْتُهُمْ بِالْاَهْوَاءِ
وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُهْتَدُوْنَ

پڑھا کرو شیطان کہتا ہے کہ میں نے لوگوں کو گناہوں سے ہلاک کیا اور انھوں نے مجھے لا الٰہ الا اللہ سے ہلاک کر دیا جب میں نے دیکھا کہ (یہ تو کچھ بھی نہ ہوا) تو میں نے ان کو ہوائے نفس (یعنی بدعات) سے ہلاک کیا اور وہ اپنے کو ہدایت پر سمجھتے رہے۔

(اخرجہ ابو یعلی کذا فی الدر وراجع الجامع الصغیر ورقم لہ بالضعف)

ف: لا الٰہ الا اللہ اور استغفار سے ہلاک کرنے کا مطلب یہ ہے کہ شیطان کا منتہائے مقصود دلوں پر پہنچنا ہے جس کا ذکر باب اول فصل دوم کے نمبر ۴ پر گذر چکا ہے یہ جب ہی پہنچ سکتا ہے جب دل اللہ کے ذکر سے خالی ہو ورنہ شیطان کو ذلت کے ساتھ واپس ہونا پڑتا ہے اور اللہ کا ذکر دلوں کی صفائی کا ذریعہ ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ ہر چیز کے لیے ایک صفائی ہوتی ہے اور دلوں کی صفائی اللہ کا ذکر ہے۔ اسی طرح استغفار کے بارہ میں کثرت سے احادیث میں وارد ہوا ہے کہ وہ دلوں کے زنگ کو دور کرنے والا ہے۔ ابو علی دقاق کہتے ہیں کہ جب بندہ اخلاص سے لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے تو ایک دم دل صاف ہو جاتا ہے جیسے آئینہ پر بھیگا ہوا کپڑا پھیر دیا جائے پھر وہ استغفر اللہ کہتا ہے تو صاف دل پر اس کا نور ظاہر ہوتا ہے ایسی صورت میں شیطان کی ساری ہی کوشش بیکار ہو گئی اور ساری محنت رائیگاں گئی۔ ہوائے نفس سے ہلاک کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ناحق کو حق سمجھنے لگے اور جو دل میں آ جائے اسی کو دین اور مذہب بنا لے۔ قرآن شریف میں آیات کثرت سے اس کی مذمت میں وارد ہوئی ہیں۔ ایک جگہ ارشاد ہے اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ۭ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ سورہ جاثیہ رکوع ۳ (کیا آپ نے

اس شخص کی حالت بھی دیکھی جس نے اپنا خدا اپنی خواہش نفس کو بنا رکھا ہے اور خدا تعالیٰ نے اس کو باوجود سمجھ بوجھ کے گمراہ کر دیا ہے اور اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی اور آنکھ پر پردہ ڈال دیا (کہ حق بات کو نہ سنتا ہے نہ دیکھتا ہے نہ دل میں اترتی ہے) پس ایسے شخص کو اللہ کے (گمراہ کر دینے کے) بعد کون ہدایت کر سکتا ہے، پھر بھی تم نہیں سمجھتے۔ دوسری جگہ ارشاد ہے، وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ـــــ سورۂ قصص رکوع ۵ (ایسے شخص سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو اپنی نفسانی خواہش پر چلتا ہو بغیر اس کے کہ کوئی دلیل اللہ کی طرف سے اس کے پاس ہو، حق تعالیٰ ایسے ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا) اور بھی متعدد آیات میں اس قسم کا مضمون وارد ہے [illegible] بہت ہی سخت خطرہ [illegible] دین کے لباس میں [illegible] اور آدمی اس کو دین سمجھ کر کرتا رہتا ہے [illegible]

[illegible]

بعض علماء نے [illegible] نقل کیا ہے کہ [illegible] بات سے [illegible] حق تعالیٰ شانہ جس شخص کے ساتھ [illegible] کے بعد [illegible] کے اقرار کے بعد اس کی [illegible] اور شیطان کی [illegible] کے باوجود [illegible] کی [illegible] ہونے کے باوجود اس کی [illegible] ہے۔

(۲۲) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمُوْتُ عَبْدٌ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَرْجِعُ ذٰلِكَ اِلٰى قَلْبٍ مُّوْقِنٍ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَفِيْ رِوَايَةٍ اِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص بھی اس حال میں مرے کہ وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی سچے دل سے شہادت دیتا ہو وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا۔ دوسری حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ اس کی ضرور مغفرت فرمادیں گے۔

([illegible])

[illegible]

ف: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

حدِ مغفرت ہوئی وہ ضرور جنت میں داخل ہو کر رہے گا۔ اس میں ذرا بھی تردد نہیں یہ ممکن ہے کہ وہ اپنے گناہوں کی وجہ سے کچھ دنوں سزا بھگت کر داخل ہو لیکن ضروری نہیں کسی کا اخلاص مالک الملک کو پسند ہو، اس کی کوئی خدمت ہی پسند آجائے تو وہ سارے ہی گناہوں کو معاف فرما سکتے ہیں۔ ایسی کریم ذات پر ہم نہ مرمٹیں کتنی حرمان محرومی ہے۔ بہرحال ان احادیث میں کلمۂ طیبہ کے پڑھنے والے کے لیے بہشت کا وعدہ ہے جن میں دونوں احتمال ہیں۔ قواعد کے مطابق گناہوں کی سزا کے بعد معافی اور کرم لطف احسان اور مراحمِ خسروانہ میں بلا عذاب معافی۔

یحییٰ بن اکثم ایک محدث ہیں جب ان کا انتقال ہوا تو ایک شخص نے ان کو خواب میں دیکھا ____ اُن سے پوچھا کیا گذری؟ فرمانے لگے کہ میری پیشی ہوئی، مجھ سے فرمایا کہ او بڈھے! تو نے فلاں کام کیا، فلاں کیا، میرے گناہ گنوائے گئے اور کہا گیا کہ تو نے ایسے ایسے کام کیے۔ میں نے عرض کیا یا اللہ آپ کی طرف سے یہ حدیث نہیں پہنچی ____ فرمایا کیا حدیث؟ عرض کیا مجھ سے عبدالرزاق نے کہا اُن سے معمر نے کہا اُن سے زہری نے کہا، اُن سے عروہ نے کہا اُن سے حضرت عائشہؓ نے کہا، اُن سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اُن سے حضرت جبرئیلؑ نے عرض کیا اُن سے آپ نے فرمایا کہ جو شخص اسلام میں بوڑھا ہوا ہو میں اس کو (اس کے اعمال کی وجہ سے) عذاب دینے کا ارادہ بھی کروں لیکن اس کے بڑھاپے سے شرما کر معاف کر دیتا ہوں اور آپ کو معلوم ہے کہ میں بوڑھا ہوں، ارشاد ہوا کہ عبدالرزاق نے سچ کہا، معمر نے بھی سچ کہا، زہری نے بھی سچ کہا، عروہ نے بھی سچ نقل کیا، عائشہؓ نے بھی سچ کہا، نبی نے بھی سچ کہا اور جبرئیل نے بھی سچ کہا اور میں نے بھی سچ بات کہی۔ یحییٰ کہتے ہیں کہ اس کے بعد مجھے جنت میں داخلہ کا ارشاد فرمادیا۔

۲۴: عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ	حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد
صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ	ہے کہ ہر عمل کے لیے اللہ کے یہاں پہنچنے
شَيْءٌ اِلَّا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ	کیلئے درمیان میں حجاب ہوتا ہے مگر

اِلَّا قَوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَدُعَاءُ الْوَالِدِ۔ | اور لا الٰہ الا اللہ اور باپ کی دعا بیٹے کے لئے ان دونوں کے لئے کوئی حجاب نہیں۔

(اخرجه ابن مردويه كذا في الدر وفي الجامع الصغير برواية ابن النجار ورقم له بالضعف وفي الجامع الصغير برواية الترمذي عن ابن عمرو ورقم له بالصحة التسبيح نصف الميزان والحمد لله تملؤه ولا اله الا الله ليس لها دون الله حجاب حتى تخلص اليه)

ف: پردہ نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان چیزوں کے قبول ہونے میں ذرا سی بھی دیر نہیں لگتی اور امور کے درمیان میں قبولیت تک اور بھی واسطے حائل ہوتے ہیں لیکن یہ چیزیں براہِ راست بارگاہِ الٰہی تک فوراً پہنچتی ہیں۔

ایک کافر بادشاہ کا قصہ لکھا ہے کہ نہایت متشدد اور متعصب تھا اتفاق سے مسلمانوں کے ساتھ ایک لڑائی میں گرفتار ہو گیا، چونکہ مسلمانوں کو اس سے بہت تکلیفیں پہنچی تھیں اس لئے انتقام کا جوش ان میں بھی بہت تھا، اس کو ایک دیگ میں ڈال کر چولہے پر رکھ دیا، اس نے اول اپنے بتوں کو پکارنا شروع کیا اور مدد چاہی، جب کچھ بھی نہ ہوا اسی وقت مسلمان ہو گیا اور لا الٰہ الا اللہ کا ورد شروع کیا، لگاتار پڑھ رہا تھا اور ایسی حالت میں جو جتنے خلوص سے پڑھا جا سکتا ہے ظاہر ہے، فوراً اللہ تعالیٰ شانہ کی طرف سے مدد ہوئی اور اس زور سے بارش ہوئی کہ وہ ساری آگ بجھ گئی اور دیگ ٹھنڈی ہو گئی، اس کے بعد زور سے آندھی چلی جس سے وہ دیگ اڑی اور کسی شہر میں جہاں سب ہی کافر تھے جا کر گری، یہ شخص لگاتار کلمہ طیبہ پڑھ رہا تھا، لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے اور عجوبہ دیکھ کر اس سے حال دریافت کیا، اس نے اپنی سرگزشت سنائی جس سے وہ سب مسلمان ہو گئے۔

(۱۳) عن حذيفة بن اليمان قال | حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد
قال رسول الله صلى الله عليه | [illegible]
وسلم [illegible] | [illegible]

[illegible] الا الله يبتغي	ہو کہ اللہ کی رضا کے سوا کوئی مقصود نہ
بذلك وجه الله حُرِّم على النار	ہو، مگر جہنم اس پر حرام ہوگی

(اخرجه احمد والبخاري ومسلم وابن ماجة والبيهقي في الاسماء والصفات كذا في الدر)

فائدہ:- جو شخص اخلاص کے ساتھ کلمہ طیبہ کا ورد کرتا رہا اس پر جہنم کی آگ کا حرام ہونا ظاہر ہی ہے قواعد کے موافق تو مطلب ہے ہی مگر [illegible] کے ساتھ یا جہنم کے عذاب سے اس میں ہمیشہ کو رہنا حرام ہے لیکن حق تعالیٰ شانہ اس پاک کلمہ کو اخلاص سے پڑھنے والے کو باوجود گناہوں کے بالکل ہی جہنم سے معاف فرمادیں تو کون روکنے والا ہے۔ [illegible] حدیث میں [illegible] قیامت کے دن حق تعالیٰ شانہ بعض [illegible] کو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

٢٥: عن يحيى بن طلحة بن عبيد	حضرت طلحہؓ کو لوگوں نے بہت رنجیدہ
الله عن امه [illegible]	غمگین دیکھا کسی نے پوچھا کیا بات
فقيل [illegible] قال اني	ہے فرمایا میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
سمعت رسول الله صلى	سے سنا تھا کہ میں ایک کلمہ ایسا جانتا ہوں
الله عليه وسلم يقول	کہ جو شخص موت کے وقت اس کو کہے تو موت
اني لاعلم كلمة لا	کی تکلیف اس سے ہٹ جاوے اور رنگ
يقولها عبد عند موته	چمکنے لگے اور خوشی کا منظر دیکھے مگر
الا فرج الله عنه كربته	مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے

[illegible] وَمَا [illegible] إِلَّا [illegible] قَالَ لَا [illegible] إِلَّا [illegible] وَاللّٰهُ [illegible]۔

[illegible] کی قدرت ہوتی [illegible] معلوم ہے [illegible] خوش ہو کر [illegible] کیا ہے حضرت [illegible] فرمایا [illegible] معلوم ہے کہ کوئی [illegible] یہی ہے۔

[illegible] في مسند عمر [illegible] وفي شرح الصدور للسيوطي واخرج ابو يعلى [illegible] (الحديث)

[illegible] حضرت ابو بکر صدیق [illegible] کیا ہے [illegible] دنیا کی محبت [illegible]

کرتی تھیں، اس میں مجھے کفن دے دینا اور کسی کو میرے مرنے کی خبر نہ کرنا۔ چنانچہ حسبِ وصیت تجہیز و تکفین کر دی گئی بعد میں اُس خادمہ نے خواب میں دیکھا کہ وہ نہایت عُمدہ لباس پہنے ہوئے ہیں، اس نے دریافت کیا کہ وہ آپ کی گدڑی کیا ہوئی جس میں کفن دیا گیا تھا فرمایا کہ لپیٹ کر میرے اعمال کے ساتھ رکھ دی گئی۔ انھوں نے خواہش کی کہ مجھے کوئی نصیحت فرمائیں کہا کہ اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرتی رہو کہ اس کی وجہ سے تم قبر میں قابلِ رشک بن جاؤ گی۔

٢٦: عَنْ عُثْمَانَ قَالَ إِنَّ رِجَالًا مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ تُوُفِّيَ حَزِنُوْا عَلَيْهِ حَتّٰى كَادَ بَعْضُهُمْ يُوَسْوِسُ قَالَ عُثْمَانُ وَكُنْتُ مِنْهُمْ فَبَيْنَا أَنَا جَالِسٌ مَرَّ عَلَيَّ عُمَرُ وَسَلَّمَ فَلَمْ أَشْعُرْ بِهٖ فَاشْتَكٰى عُمَرُ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ ثُمَّ أَقْبَلَا حَتّٰى سَلَّمَا عَلَيَّ جَمِيْعًا فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ مَا حَمَلَكَ عَلٰى أَنْ لَّا تَرُدَّ عَلٰى أَخِيْكَ عُمَرَ سَلَامَهٗ قُلْتُ مَا فَعَلْتُ فَقَالَ عُمَرُ بَلٰى وَاللّٰهِ لَقَدْ فَعَلْتَ قَالَ قُلْتُ وَاللّٰهِ مَا شَعَرْتُ أَنَّكَ مَرَرْتَ وَلَا سَلَّمْتَ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ صَدَقَ

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم (روحی فداہ) کے وصال کے وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو اس قدر سخت صدمہ تھا کہ بہت سے حضرات وساوس میں مبتلا ہو گئے تھے۔ حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں کہ میں بھی ان ہی لوگوں میں تھا جو وساوس میں گھرے ہوئے تھے۔ حضرت عمرؓ میرے پاس تشریف لائے سلام کیا، مگر مجھے مطلق پتہ نہ چلا۔ عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے شکایت کی (کہ عثمانؓ بھی خفا ہیں کہ میں نے سلام کیا انھوں نے جواب بھی نہ دیا) اس کے بعد دونوں حضرات اکٹھے تشریف لائے اور سلام کیا اور حضرت ابوبکرؓ نے دریافت فرمایا کہ تم نے اپنے بھائی عمرؓ کے سلام کا جواب نہ دیا کیا بات ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے تو سنا بھی نہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا ایسا نہیں بلکہ

عُثْمَانَ قَدْ شَغَلَهُ عَنْ ذٰلِكَ أَمْرٌ فَقُلْتُ أَجَلْ قَالَ مَا هُوَ قُلْتُ تَوَفَّى اللّٰهُ تَعَالٰى نَبِيَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ أَنْ نَسْأَلَهُ عَنْ نَجَاةِ هٰذَا الْأَمْرِ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ قَدْ سَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقُمْتُ إِلَيْهِ وَقُلْتُ لَهُ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ أَنْتَ أَحَقُّ بِهَا قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا نَجَاةُ هٰذَا الْأَمْرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَبِلَ مِنِّي الْكَلِمَةَ الَّتِيْ عَرَضْتُ عَلٰى عَمِّيْ فَرَدَّهَا فَهِيَ لَهُ نَجَاةٌ

عرض کیا کہ مجھے تو آپ کے آنے کی بھی خبر نہیں ہوئی کہ کب آئے نہ سلام کا پتہ چلا حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ ایسا ہی ہوا ہوگا۔ خیال ہے کہ کسی سوچ میں بیٹھے ہوئے تھے میں نے عرض کیا واقعی میں ایک گہری سوچ میں تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے دریافت فرمایا کیا تھا میں نے عرض کیا حضور کا وصال ہو گیا اور ہم نے یہ بھی نہ پوچھا کہ اس کام کی نجات کس چیز میں ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ میں پوچھ چکا ہوں میں اٹھا اور میں نے کہا میرے ماں باپ قربان ہوں واقعی تم ہی زیادہ مستحق تھے اس کے دریافت کرنے کے (اور ہو بھی ہر چیز میں آگے بڑھنے والے ہو) حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا میں نے حضور سے دریافت کیا تھا کہ اس کام کی نجات کیا ہے آپ نے فرمایا کہ جو شخص اس کلمہ کو قبول کرلے جس کو میں نے اپنے چچا ابو طالب پر ان کے انتقال کے وقت پیش کیا تھا اور انہوں نے رد کر دیا تھا وہی کلمہ نجات ہے۔

أخرجه أحمد في مسنده وفي مجمع الزوائد رواه أحمد والطبراني في الأوسط باختصار وأبو يعلى بتمامه والبزار بنحوه وفيه رجل لم يسم لكن الزهري وثقه [illegible] وله متابعات بألفاظ متقاربة

فائدہ: وصال ہونے کا مطلب یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ اس وقت رنج و غم کی
شدت میں ایسے پریشان ہو گئے تھے کہ حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابیؓ تلوار
ہاتھ میں لے کر کھڑے ہو گئے تھے کہ جو شخص یہ کہے گا کہ حضورؐ کا وصال ہو گیا اس کی گردن اڑا
دوں گا۔ حضورؐ تو اپنے رب سے ملنے تشریف لے گئے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام طور پر تشریف
لے گئے تھے۔ بعض صحابہؓ یہ خیال کرتے تھے کہ دین اب ختم ہو چکا۔ بعض اس سوچ میں تھے
کہ اب دین کے فروغ کی کوئی صورت نہیں ہو سکتی۔ بعض بالکل گم سم تھے کہ ان سے بولا بھی
نہ جاتا تھا۔ ایک ابوبکر صدیقؓ ہی کی ذات تھی جو حضورؐ کے ساتھ کمال عشق و محبت کے باوجود
اس وقت ثابت قدم اور جمے ہوئے تھے۔ انہوں نے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا جس
میں وما محمد الا رسول والی آیت پڑھی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نرے رسول ہی
تو ہیں خدا تو نہیں جن کو موت نہ آ سکے [illegible] اگر وہ مر جاویں یا شہید ہو جاویں تو تم لوگ الٹے
پاؤں پھر جاؤ گے اور جو شخص الٹے پاؤں پھر جاوے گا وہ خدا کا کوئی نقصان نہیں کرے گا
[illegible] اس قصہ کو میں نے اپنے رسالہ حکایات صحابہؓ میں لکھا ہے
[illegible] کے سوال کا جو مطلب ہے اس کے دو مطلب ہیں ایک یہ کہ دین کے کام
تو بہت سے ہیں ان سب میں اصل کیا چیز ہے جس کے بغیر چارہ کار نہیں اس صورت میں
مطلب صاف ہے کہ دین کا مدار کلمۂ شہادت پر ہے [illegible]
ہے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ [illegible] دین میں وسوسے جو پیش آتے ہیں ان وساوس کا
کیا علاج ہے۔ شیطان کے خطرات بھی مستقل ایک مصیبت ہیں۔ دنیاوی ضرورت
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
ہے

[illegible] عَنْ عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنِّىْ لَاَعْلَمُ كَلِمَةً لَا يَقُوْلُهَا عَبْدٌ حَقًّا مِنْ قَلْبِهٖ فَيَمُوْتُ عَلٰى ذٰلِكَ اِلَّا حُرِّمَ عَلَى النَّارِ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَنَا اُحَدِّثُكَ مَا هِىَ هِىَ كَلِمَةُ الْاِخْلَاصِ الَّتِىْ اَعَزَّ اللهُ بِهَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابَهٗ وَهِىَ كَلِمَةُ التَّقْوٰى الَّتِىْ اَلَاصَ عَلَيْهَا نَبِىُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمَّهٗ اَبَا طَالِبٍ عِنْدَ الْمَوْتِ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ

حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ مجھے ایک ایسا کلمہ معلوم ہے کہ جو شخص اس کو حق سمجھ کر خلوص کے ساتھ دل سے اس کو پڑھے اور اسی پر مر جائے تو جہنم کی آگ اس پر حرام ہو جائے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں بتاؤں وہ کلمہ کیا ہے؟ وہ وہی کلمہ ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اور ان کے صحابہ کو عزت دی اور وہ وہی تقویٰ کا کلمہ ہے جس کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابو طالب سے ان کے انتقال کے وقت خواہش کی تھی اور وہ شہادت ہے لا الٰہ الا اللہ کی

[illegible] وقال صحيح على شرطهما [illegible] عن عثمان [illegible] [illegible] ثم ذكر [illegible]

[illegible]

کا دین قبول کر لیا، اگر یہ خیال نہ ہوتا تو میں اس وقت اس کلمہ کے کہنے سے تمہاری آنکھیں ٹھنڈی کر دیتا، اس پر حضور رنجیدہ واپس تشریف لے گئے۔ اسی کلام پر قرآن پاک کی آیت اِنَّکَ لَا تَہْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ (سورۂ قصص ع ۶) نازل ہوئی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ آپ جس کو چاہیں ہدایت نہیں فرما سکتے، بلکہ اللہ جس کو چاہے ہدایت کرتا ہے، اس قصہ سے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ جو لوگ فسق و فجور میں مبتلا رہتے ہیں خدا اور اس کے رسول سے بیگانہ رہتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ کسی عزیز بزرگ کی دعا سے بیڑا پار ہو جائے گا غلطی میں مبتلا ہیں، کام اپنے کرنے کا ہے البتہ اصل چیز یہی ہے اسی کی طرف رجوع کرنا چاہئے اسی سے پہلے ان کا فائدہ ہونا ضروری نہیں، البتہ اللہ والوں کی صحبت، ان کی دعا، ان کی توجہ معین و مددگار بن سکتی ہے۔

۲۸ عَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا اَذْنَبَ اٰدَمُ الذَّنْبَ الَّذِيْ اَذْنَبَهُ رَفَعَ رَأْسَهُ اِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ اَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اِلَّا غَفَرْتَ لِيْ فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلَيْهِ مَنْ مُحَمَّدٌ فَقَالَ تَبَارَكَ اسْمُكَ لَمَّا خَلَقْتَنِيْ رَفَعْتُ رَأْسِيْ اِلَى عَرْشِكَ فَاِذَا فِيْهِ مَكْتُوْبٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَعَلِمْتُ اَنَّهُ لَيْسَ اَحَدٌ اَعْظَمَ عِنْدَكَ قَدْرًا مِّمَّنْ جَعَلْتَ اسْمَهُ مَعَ اسْمِكَ فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلَيْهِ يَا اٰدَمُ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب حضرت آدم (علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے وہ گناہ صادر ہو گیا جس کی وجہ سے جنت سے دنیا میں بھیج دیئے گئے تو ہر وقت روتے تھے اور دعا و استغفار کرتے رہتے تھے، ایک مرتبہ آسمان کی طرف منہ کیا اور عرض کیا یا اللہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وسیلہ سے تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں، وحی نازل ہوئی کہ محمد کون ہیں جن کے واسطہ سے تم نے استغفار کی، عرض کیا کہ جب آپ نے مجھے پیدا کیا تھا تو میں نے عرش پر لکھا ہوا دیکھا تھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تو میں سمجھ گیا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اونچی ہستی کوئی نہیں ہے جن کا نام تم نے اپنے نام کے ساتھ رکھا، وحی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ان جملہ روایات میں جو ذکر کیا ان سب کے مجموعہ میں کوئی اشکال نہیں ایک مضمون یہ بھی ہے کہ حضورؐ کا وسیلہ اختیار فرمایا، دوسرے مضمون عرش پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہونا یہ اور بھی بہت سی روایتوں میں آیا ہے۔

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے اس کی دونوں جانب تین سطریں سونے کے پانی سے لکھی ہوئی دیکھیں۔ پہلی سطر میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا تھا، دوسری سطر میں مَا قَدَّمْنَا وَجَدْنَا وَمَا اَکَلْنَا رَبِحْنَا وَمَا خَلَّفْنَا خَسِرْنَا تھا (جو ہم نے آگے بھیج دیا یعنی صدقہ وغیرہ کر دیا وہ پالیا اور جو دنیا میں کھایا وہ نفع میں رہا اور جو کچھ چھوڑ آئے وہ نقصان میں رہا) اور تیسری سطر میں تھا اُمَّۃٌ مُذْنِبَۃٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ (اُمت گنہگار اور مالک بخشنے والا)۔ ایک بزرگ کہتے ہیں میں ہندوستان کے ایک شہر میں پہنچا تو میں نے وہاں ایک درخت دیکھا جس کے پھل بادام کے مشابہ ہوتے ہیں اس کے دو چھلکے ہوتے ہیں جب اس کو توڑا جاتا ہے تو اس کے اندر سے ایک سبز پتہ لپٹا ہوا نکلتا ہے جس کو کھولا جاتا ہے تو سرخی سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہوتا ہے۔ میں نے اس قصہ کو ابو یعقوب شکاری سے ذکر کیا، انہوں نے کہا تعجب کی بات نہیں ہے میں نے ایلہ میں ایک مچھلی شکار کی تھی اس کے ایک کان پر لا الٰہ الا اللہ اور دوسرے پر محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔

۲۹: عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ یَزِیْدَ بْنِ السَّکَنِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ اِسْمُ اللّٰہِ الْاَعْظَمُ فِیْ ھَاتَیْنِ الْاٰیَتَیْنِ وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ وَفَاتِحَۃِ سُوْرَۃِ اٰلِ عِمْرَانَ الٓمّٓ

حضرت اسماءؓ حضورِ اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کرتی ہیں کہ اللہ کا سب سے بڑا نام (جو اسم اعظم کے نام سے مشہور ہے) ان دو آیتوں میں ہے (بشرطیکہ اخلاص سے پڑھی جائیں) وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ (سورہ بقرہ ع ۱۹) اور آلِ عمران

فی منامہا . [illegible] الا [illegible] حتی [illegible] (

(اخرجہ ابن ابی شیبۃ واحمد وابوداؤد والترمذی وصححہ وابن ماجہ وابو مسلم الکجی

وابن الضریس وابن ابی حاتم والبیہقی فی الشعب کذا فی الدر)

ف: اسم اعظم کے متعلق روایات حدیث میں کثرت سے وارد ہوئی ہیں کہ جو دعا اس کے ساتھ کی جاتی ہے وہ قبول ہوتی ہے۔

اسم اعظم کی تعیین میں روایات مختلف وارد ہوئی ہیں اور یہ عادۃ اللہ ہے کہ ہر مہتم بالشان چیز میں اخفا کی وجہ سے اختلاف پیدا ہو جاتا ہے، چنانچہ شب قدر کی تعیین اور جمعہ کے دن قبولیت کے خاص وقت میں اختلاف ہو رہا ہے جیسا کہ [illegible] اپنے رسالہ فضائل رمضان میں [illegible] اسی طرح اسم اعظم کی تعیین میں بھی مختلف روایات وارد ہوئی ہیں منجملہ ان کے یہ روایت بھی ہے جو اوپر گذری، دوسری روایات میں ان آیتوں کے متعلق ارشاد وارد ہوا ہے حضرت انس حضور کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ سرکش اور شریر شیاطین پر ان دو آیتوں سے زیادہ سخت کوئی آیت نہیں [illegible] کہ مجنون [illegible] شیطان کے [illegible] مفید ہے، جو شخص ان آیتوں کو [illegible] آیت [illegible] آیت الکرسی اور سورۂ بقرہ کی آخری آیت اور [illegible] سورۂ حشر کی آخری آیتیں [illegible] [illegible] [illegible] ابراہیم [illegible] [illegible] [illegible] حضرت شیخ عبد القادر

جیسا کہ [illegible] نقل کیا گیا ہے فرماتے ہیں کہ اسم اعظم [illegible] تو اس پاک نام کو [illegible] سوا کچھ نہ ہو فرماتے ہیں [illegible] اس پاک نام کو اس طرح پڑھنا چاہیئے کہ جب [illegible] پر جاری ہو تو عظمت و خوف کے ساتھ ہو [illegible] اس طرح ہو کہ اس پاک نام [illegible] وقت [illegible] صفات کا [illegible] اور اخص الخواص [illegible] ذات [illegible] کہتے ہیں کہ قرآن پاک میں یہ نام اللہ کثرت سے [illegible] شیخ اسمٰعیل فرغانی کہتے ہیں کہ مجھے ایک [illegible]

کہ اسم اعظم آ جاتا تو اس سپاہی کے لئے بد دعا کرتا، بزرگ نے کہا، اس لکڑی والے سے میں نے اسم اعظم سیکھا تھا۔

[illegible] عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول الله تبارك وتعالى اخرجوا من النار من قال لا اله الا الله وفي قلبه مثقال ذرة من الايمان اخرجوا من النار من قال لا اله الا الله او ذكرني او خافني في مقام	حضورؐ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن حق تعالیٰ شانہ ارشاد فرمائیں گے کہ جہنم سے ہر اس شخص کو نکال لو جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہو اور اس کے دل میں ایک ذرہ برابر بھی ایمان ہو، اور اس شخص کو بھی جہنم سے نکال لو جس نے مجھے کسی وقت بھی یاد کیا ہو یا کسی موقع پر مجھ سے ڈرا ہو۔

(رواہ الحاکم من روایة المؤمل عن مبارک بن فضالة وقال صحیح الاسناد [illegible] وقد تابع ابو داود مؤملا علی روایته مختصرا)

ف: اس پاک کلمہ میں حق تعالیٰ شانہ نے کیا برکت رکھی ہے کہ اس کا [illegible] سا [illegible] بات سے ہو جاتا ہے کہ سو برس کا بڈھا جس کی تمام عمر کفر و شرک میں گزری ہو ایک مرتبہ اس پاک کلمہ کو ایمان کے ساتھ پڑھنے سے مسلمان ہو جاتا ہے اور اس کے سب گناہ زائل ہو جاتے ہیں اور ایمان لانے کے بعد اگر گناہ بھی کئے ہوں تب بھی اس کلمہ کی برکت سے کسی نہ کسی وقت جہنم سے ضرور نکلے گا۔ حضرت حذیفہؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ اسلام ایسا [illegible] ایک زمانہ ایسا آئے گا [illegible] [illegible] ایک رات میں [illegible] اٹھا لیا جائے گا [illegible] بوڑھے مرد اور عورتیں یہ کہیں گے کہ ہم نے [illegible] یہ کلمہ سنا تھا [illegible] حضرت حذیفہؓ کے [illegible]

شاگرد نے عرض کیا کہ جب نماز روزہ کوئی رکن نہ ہوگا تو یہ کلمہ ہی کیا کام دے گا؟ حضرت حذیفہؓ نے سکوت فرمایا، انہوں نے پھر یہی عرض کیا۔ تیسری مرتبہ میں حضرت حذیفہؓ نے فرمایا کہ کسی نہ کسی وقت دوزخ سے نکالے گا، جہنم سے نکالے گا، جہنم سے نکالے گا، یعنی ارکان اسلام کے ادا نہ کرنے کا عذاب بھگتنے کے بعد کبھی نہ کبھی وقت اس کلمہ کی برکت سے نجات پائے گا۔ یہی مطلب ہے حدیث بالا کا کہ اگر ایمان ذرا سا بھی ہے تب بھی جہنم سے کبھی نہ کبھی وقت نکال دیا جائے گا۔ ایک حدیث میں ہے جو شخص لا الٰہ الا اللہ پڑھے وہ اس کو کسی نہ کسی دن ضرور نفع دے گا گو اس کو کچھ نہ کچھ سزا بھگتنا پڑے۔

۱۳: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو
قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَعْرَابِيٌّ عَلَيْهِ جُبَّةٌ مِنْ
طَيَالِسَةٍ مَكْفُوفَةٌ بِالدِّيْبَاجِ
فَقَالَ إِنَّ صَاحِبَكُمْ هٰذَا يُرِيْدُ
يَرْفَعَ كُلَّ رَاعٍ وَّابْنَ رَاعٍ وَيَضَعَ
كُلَّ فَارِسٍ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُغْضَبًا فَأَخَذَ
بِمَجَامِعِ جُبَّتِهِ فَاجْتَذَبَهُ
وَقَالَ أَلَا أَرٰى عَلَيْكَ ثِيَابَ
مَنْ لَا يَعْقِلُ ثُمَّ رَجَعَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَجَلَسَ فَقَالَ إِنَّ نُوْحًا لَمَّا
حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ دَعَا
ابْنَيْهِ فَقَالَ إِنِّيْ قَاصٌّ
عَلَيْكُمَا الْوَصِيَّةَ آمُرُكُمَا

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص گاؤں کا رہنے والا آیا جو ریشمی جبہ پہنے ہوئے تھا اور اس کے کناروں پر دیباج کی گوٹ تھی (صحابہؓ سے خطاب کر کے) کہنے لگا کہ تمہارے ساتھی (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) یہ چاہتے ہیں کہ ہر چرواہے (بکریاں چرانے والے) اور چرواہے زادے کو بڑھا دیں اور شہسوار اور شہسواروں کی اولاد کو گرا دیں۔ حضور ناراضی سے اٹھے اور اس کے کپڑوں کو گریبان سے پکڑ کر کھینچا اور ارشاد فرمایا کہ تو بے وقوفوں کے سے کپڑے نہیں پہن رہا ہے۔ پھر اپنی جگہ واپس تشریف فرما ہو کے ارشاد فرمایا کہ حضرت نوح علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جب انتقال ہونے لگا تو اپنے دونوں صاحبزادوں کو بلایا

بِاثْنَتَيْنِ وَأَنْهَاكُمَا عَنْ اثْنَتَيْنِ أَنْهَاكُمَا عَنِ الشِّرْكِ وَالْكِبْرِ وَآمُرُكُمَا بِلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَإِنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَمَا فِيْهِمَا لَوْ وُضِعَتْ فِيْ كِفَّةِ الْمِيْزَانِ وَوُضِعَتْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فِي الْكِفَّةِ الْأُخْرٰى كَانَتْ أَرْجَحَ مِنْهُمَا وَلَوْ أَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَمَا فِيْهِمَا كَانَتْ حَلْقَةً فَوُضِعَتْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ عَلَيْهَا لَفَصَمَتْهَا وَآمُرُكُمَا بِسُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ فَإِنَّهَا صَلٰوةُ كُلِّ شَيْءٍ وَبِهَا يُرْزَقُ كُلُّ شَيْءٍ

اور ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں آخری وصیت کرتا ہوں جس میں دو چیزوں سے روکتا ہوں اور دو چیزوں کا حکم کرتا ہوں جن سے روکتا ہوں ایک شرک ہے دوسرا تکبر اور جن چیزوں کا حکم کرتا ہوں ایک لا الٰہ الا اللہ ہے کہ تمام آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب کو ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور دوسری میں لا الٰہ الا اللہ کو رکھ دیا جائے تو وہی پلڑا جھک جائے گا اور اگر تمام آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے ایک حلقہ بنا کر اس پاک کلمہ کو اس پر رکھ دیا جائے تو وہ وزن سے ٹوٹ جائے اور دوسری چیز جس کا حکم کرتا ہوں وہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ہے کہ یہ دو لفظ ہر مخلوق کی نماز ہیں اور انہی کی برکت سے ہر چیز کو رزق عطا فرمایا جاتا ہے۔

وصححه الحاكم وقال صحيح الإسناد ولم يخرجاه للصقعب بن زهير فإنه ثقة قليل الحديث وأقره عليه الذهبي وقال الصقعب ثقة ورواه ابن عجلان عن زيد بن أسلم مرسلا قلت ورواه أحمد في مسنده بزيادة فيه بطوله وفي بعض منها فَإِنَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعَ وَالْأَرَضِيْنَ السَّبْعَ كُنَّ حَلْقَةً مُبْهَمَةً لَقَصَمَتْهُنَّ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وذكر المنذري في الترغيب عن ابن عمرو مختصرا وفيه وَلَوْ كُنَّ حَلْقَةً لَقَصَمَتْهُنَّ حَتّٰى تَخْلُصَ إِلَيْهِ رواه البزار ورواته محتج بهم

فی الصحیح الا ابن اسحاق وھو فی النسائی عن صالح بن سعید رفعه الی سلیمان بن یسار و رجل من الانصار لم یسمه ورواہ الحاکم عن عبداللہ وقال صحیح الاسناد ثم ذکر له شاهدا تحت وحدیث سلیمان بن یسار فی بیان التسبیح وفی مجمع الزوائد رواہ احمد ورواہ الطبرانی بنحوہ بزیادۃ من حدیث ابن عمرو ورجال احمد ثقات وقال فی روایة الطبرانی محمد بن اسحاق وھو مدلس وھو ثقة

فائدہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا کپڑوں کے متعلق ارشاد فرمانے کا سبب یہ ہے کہ ظاہر سے باطن پر استدلال کیا جاتا ہے جس شخص کا ظاہر حال خراب ہے اس کے باطن کا حال بھی خراب ویسا ہی ہے اس لیے ظاہر کو بہتر رکھنے کی سعی کی جاتی ہے کہ باطن اس کے تابع ہوتا ہے۔ اسی لیے صوفیہ کرام ظاہری طہارت وضو وغیرہ کا اہتمام کراتے ہیں تاکہ باطن کی طہارت حاصل ہو جائے جو لوگ یہ کہتے ہیں اجی باطن اچھا ہونا چاہیے ظاہر چاہے کیسا ہی ہو ٹھیک نہیں۔ باطن کا اچھا ہونا مستقل مقصود ہے اور ظاہر کا بہتر ہونا مستقل۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں میں ہے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ سَرِيْرَتِيْ خَيْرًا مِّنْ عَلَانِيَتِيْ وَاجْعَلْ عَلَانِيَتِيْ صَالِحَةً (اے اللہ میرے باطن کو میرے ظاہر سے زیادہ بہتر بنا اور میرے ظاہر کو نیک بنا دے) حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا تعلیم فرمائی ہے۔

(۲۳) عَنْ [illegible] عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [illegible] فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكَ [illegible] فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ [illegible] عَقْرَبٌ [illegible] فُلَانٌ وَهُوَ [illegible] قَالَ لَهُ

حضرت [illegible] کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں [illegible] حضور نے دریافت فرمایا کہ [illegible] کیا بات ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ گذشتہ شب [illegible] ہو گیا [illegible] حضور نے فرمایا [illegible] کی یہ دعا پڑھ لیتے [illegible]

[illegible] پڑھ لیا تھا [illegible]	قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ [illegible]
[illegible] ارشاد فرمایا [illegible] جنت [illegible]	[illegible] قَالَ
[illegible] عرض کیا	[illegible] الْجَنَّةُ قَالَ
یا رسول اللہ [illegible]	[illegible] رَسُوْلَ اللّٰهِ
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
ہے)	لِذُنُوْبِهِمْ

[illegible]

فائدہ: مقابر میں اور میت کے قریب کلمۂ طیبہ پڑھنے کے متعلق بھی کثرت سے احادیث میں ارشاد ہوا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جنازہ کے ساتھ کثرت سے لا الٰہ الا اللہ پڑھا کرو۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ میری اُمت کا شعار (نشان) جب وہ پل صراط پر چلیں گے تو لا الٰہ الا انت ہوگا۔ دوسری حدیث میں ہے کہ جب وہ اپنی قبروں سے اُٹھیں گے تو ان کا نشان لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ہوگا۔ تیسری حدیث میں ہے کہ قیامت کے اندھیروں میں ان کا نشان لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ ہوگا۔ لا الٰہ الا اللہ کو کثرت سے پڑھنے کی برکتیں مرنے سے پہلے بھی بسا اوقات نزع کے وقت سے محسوس ہوتی ہیں اور بعض اللہ کے بندوں کو اس سے بھی پہلے ظاہر ہو جاتی ہیں۔ ابو العباس کہتے ہیں کہ میں اپنے شہر اشبیلیہ میں بیمار پڑا ہوا تھا میں نے دیکھا کہ بہت سے پرندے بڑے بڑے اور مختلف رنگ کے سفید، سرخ اور سبز ہیں جو ایک ہی دفعہ سب کے سب پر سمیٹ لیتے ہیں اور ایک ہی دفعہ کھول دیتے ہیں اور بہت سے آدمی ہیں جن کے ہاتھ میں بہت بڑے طباق ڈھکے ہوئے ہیں جن کے اندر کچھ رکھا ہوا ہے۔ میں اس سب کو دیکھ کر سمجھا کہ یہ موت کے تحفے ہیں، میں جلدی جلدی کلمہ طیبہ پڑھنے لگا۔ ان میں سے ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ تمہارا وقت ابھی نہیں آیا، یہ ایک دوسرے مومن کے لیے تحفہ ہے جس کا وقت آگیا ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا جب انتقال ہونے لگا تو فرمایا مجھے بٹھا دو، لوگوں نے بٹھا دیا پھر فرمایا (یا اللہ) تو نے مجھے بہت سے کاموں کا حکم فرمایا مجھ سے اس میں کوتاہی ہوئی، تو نے مجھے بہت سی باتوں سے منع فرمایا مجھ سے اس میں نافرمانی ہوئی، تین مرتبہ یہی کہتے رہے۔ اس کے بعد فرمایا لیکن لا الٰہ الا اللہ، پھر ایک جانب غور سے دیکھنے لگے۔ کسی نے پوچھا کیا دیکھتے ہو؟ فرمایا کچھ سبز چیزیں ہیں کہ نہ وہ آدمی ہیں نہ جن۔ اس کے بعد انتقال فرمایا۔ زبیدہ کو کسی نے خواب میں دیکھا، ان سے پوچھا کیا گزری؟ انہوں نے کہا ان چار کلموں کی بدولت میری مغفرت ہوگئی۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اُفْنِيْ بِهَا عُمُرِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اُدْخِلُ بِهَا قَبْرِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَخْلُوْ بِهَا وَحْدِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَلْقٰى بِهَا رَبِّيْ (لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ اپنی عمر ختم کروں گی اور لا الٰہ الا اللہ

ہی توفیق دی ہے جو قرآن پاک اور اللہ والوں کے ساتھ تنہائی کا وقت گذارے وہی مرد اللہ والوں کے ساتھ تنہائی کا وقت گذاروں گی اور اللہ اللہ ہی کروں گی پہنچنے والے کے پاس باتیں فرمائیں۔

(۱۰) عَنْ أَبِي ذَرٍّ رض قَالَ قُلْتُ	حضرت ابوذر غفاریؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَوْصِنِيْ	مجھے کوئی وصیت فرما دیجئے ارشاد ہوا کہ جب
قَالَ إِذَا عَمِلْتَ سَيِّئَةً	کوئی برائی سرزد ہو جائے تو اس کے
فَأَتْبِعْهَا حَسَنَةً	بعد فوراً کوئی نیکی کر لیا کرو (تاکہ
تَمْحُهَا قُلْتُ يَا	برائی کی نحوست زائل ہو جائے) میں نے عرض
رَسُوْلَ اللّٰهِ أَمِنَ	کیا یا رسول اللہ لا الہ الا اللہ پڑھنا بھی
الْحَسَنَاتِ لَا إِلٰهَ إِلَّا	نیکیوں میں داخل ہے حضورؐ نے فرمایا کہ یہ
اللّٰهُ قَالَ هِيَ أَفْضَلُ الْحَسَنَاتِ۔	تو ساری نیکیوں میں افضل ہے۔

(رواه احمد في جمع الفوائد قلت رواه احمد ورجاله ثقات الا ان شمر بن عطية حدثه عن اشياخ من التيم عنهم قال السيوطي في الدر اخرجه احمد وابن مردويه والبيهقي في الاسماء والصفات قلت واخرجه الحاكم بلفظ يا اباذر اتق الله حيث كنت واتبع السيئة الحسنة تمحها وخالق الناس بخلق حسن وقال صحيح على شرطهما واقره عليه الذهبي وذكره السيوطي في الجامع مختصرا ورقم له بالصحة)

ف: برائی اگر گناہ صغیرہ ہے تو نیکی سے اس کا محو ہو جانا درست ہی ہے اور اگر کبیرہ ہے تو قواعد کے موافق توبہ سے محو ہوتی ہے یا اللہ تعالیٰ کے فضل سے بلا استحقاق معاف کر دیتا ہے۔ ہر صورت محو ہو جانے کا مطلب یہ ہے کہ پھر وہ گناہ نامۂ اعمال سے بالکل مٹا دیا جاتا ہے کہیں اس کا ذکر بھی نہیں رہتا چنانچہ ایک حدیث میں وارد ہے کہ جب بندہ توبہ کرتا ہے تو حق تعالیٰ شانہ، وہ گناہ محافظ فرشتوں کو بھی بھلا دیتے ہیں اور اس گناہگار کے اعضاء کو بھی بھلا دیتے ہیں اور زمین کے اس حصہ کو بھی جس پر وہ گناہ کیا ہے حتی کہ قیامت میں اس کا کوئی بھی گواہ نہیں ملتا۔ گناہ کی تو مطلب یہ ہے کہ ذرا سا

میں آدمی کے ہاتھ پاؤں وغیرہ کے دوسرے حصے نیک یا بد اعمال جو کئے ہوں ان کی گواہیاں دیں گے جیسا کہ باب سوم فصل دوم حدیث نمبر ۵ کے تحت میں آ رہا ہے حدیث بالا کی تائید ان روایات سے بھی ہوتی ہے جن میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ گناہ کیا ہی نہیں، یہ مضمون کئی حدیثوں میں وارد ہوا ہے توبہ اس کو کہتے ہیں کہ جو گناہ ہو چکا اس پر انتہائی ندامت اور شرم ہو اور آئندہ کے لیے پکا ارادہ ہو کہ پھر کبھی اس گناہ کو نہیں کروں گا ایک حدیث میں حضورؐ کا ارشاد وارد ہوا ہے۔ اللہ کی عبادت کر اور کسی کو اس کا شریک نہ بنا اور ایسے اخلاص سے عمل کر جیسا کہ وہ پاک ذات تیرے سامنے ہو، اور اپنے آپ کو مُردوں میں شمار کر اور اللہ کی یاد ہر پتھر اور ہر درخت کے قریب کر (کہ بہت سے گواہ قیامت کے دن ملیں) اور جب کوئی برائی ہو جائے تو اس کے بدلہ میں کوئی نیکی کیا کر، اگر برائی مخفی کی ہے تو نیکی بھی مخفی ہو اور برائی کو علی الاعلان کیا ہے تو اس کے عوض نیکی بھی علی الاعلان ہو۔

(۲۱) عَنْ تَمِيْمِ الدَّارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاحِدًا اَحَدًا صَمَدًا لَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ عَشْرَ مَرَّاتٍ كُتِبَتْ لَهٗ اَرْبَعُوْنَ اَلْفَ حَسَنَةٍ	حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جو شخص لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاحِدًا اَحَدًا صَمَدًا لَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ دس مرتبہ پڑھے چالیس ہزار نیکیاں اس کے لیے لکھی جاتی ہیں۔

اخرجہ احمد [illegible]

ف: کتنی مختصر سی چیز ہے اور کتنا بڑا اجر ہے [illegible] ایک حدیث میں آیا ہے [illegible]

دس مرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ پڑھا کرے، اس کا ثواب ایسا ہے کہ جیسے ایک غلام آزاد کر دیا۔

۲۰: عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ اَحَدًا صَمَدًا لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ اَلْفَیْ اَلْفِ حَسَنَۃٍ۔

دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ جو شخص لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ اَحَدًا صَمَدًا لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ پڑھے اس کے لئے بیس لاکھ نیکیاں لکھی جائیں گی۔

(رواہ الطبرانی کذا فی الترغیب وفی مجمع الزوائد فیہ فائد ابو الورقاء متروک)

ف: کس قدر اللہ جل شانہٗ کی طرف سے انعام و اعطا کی بارش ہے کہ ایک [illegible] کے پڑھنے پر [illegible] نیکیاں عطا ہوتی ہیں لیکن ہم لوگ اس قدر غفلت اور دنیاوی اغراض کے پیچھے ہو رہے ہیں کہ ان الطاف کی بارشوں سے کچھ بھی وصول نہیں کرتے، اللہ جل شانہٗ کے [illegible] کہ اگر دس گنا ثواب [illegible] اخلاص سے جتنا [illegible] کے اعتبار سے ثواب بڑھتا رہتا ہے۔ حضور کا ارشاد ہے کہ [illegible] معاف ہو جاتے ہیں۔ [illegible] اور اللہ جل شانہٗ اس کو معاف [illegible] دوسری حدیث میں [illegible]

کوئی لینے والا ہو، یہی چیز اللہ والوں کی نگاہ میں ہوتی ہے جس کی وجہ سے دُنیا کی بڑی سے بڑی دولت بھی ان کو نہیں لُبھا سکتی

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اعمال چھ طرح کے ہیں اور آدمی چار طرح کے۔ دو عمل تو واجب کرنے والے ہیں اور دو برابر سرابر اور ایک دس گنا اور ایک سات سو گنا، دو عمل جو واجب کرنے والے ہیں ایک یہ کہ جو شخص اس حال میں مرے کہ شرک نہ کرتا ہو وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا دوسرے جو شخص شرک کی حالت میں مرے ضرور جہنم میں جائے گا اور جو عمل برابر سرابر ہے وہ نیکی کا ارادہ ہے کہ دل اس کے لیے پختہ ہوگیا ہو، (مگر اس عمل کی نوبت نہ آئی ہو) اور دس گنا اجر ہے کہ عمل بھی کرلے، اور اللہ کے راستہ میں (جہاد وغیرہ میں) خرچ کرنا سات سو درجہ کا اجر رکھتا ہے اور گناہ اگر کرے تو ایک کا بدلا ایک ہی ہے اور چار قسم کے آدمی یہ ہیں کہ بعض لوگ ایسے ہیں کہ ان پر دُنیا میں وُسعت ہے آخرت میں تنگی ہے، بعض ایسے ہیں جن پر دُنیا میں تنگی ہے آخرت میں وُسعت، بعض ایسے ہیں کہ ان کو دونوں جگہ تنگی ہے (کہ دُنیا میں فقر اور آخرت میں عذاب ہے) بعض ایسے ہیں کہ دونوں جہان میں وُسعت ہے۔ ایک شخص حضرت ابوہریرہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا میں نے سُنا ہے کہ آپ یہ نقل کرتے ہیں کہ اللہ جلّ شانہٗ بعض نیکیوں کا بدلہ دس لاکھ گنا عطا فرماتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا اس میں تعجب کی کیا بات ہے میں نے خدا کی قسم ایسا ہی سُنا ہے، دوسری حدیث میں ہے کہ میں نے حضورؐ سے سُنا ہے کہ بعض نیکیوں کا ثواب بیس لاکھ تک ملتا ہے اور جب حق تعالیٰ شانہٗ يُضَاعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا ارشاد فرمائیں (اس کے ثواب کو بڑھاتے ہیں اور اپنے پاس سے بہت سا اجر دیتے ہیں) جس چیز کو اللہ تعالیٰ اجرِ عظیم فرمائیں اس کی مقدار کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ ثواب کی اتنی بڑی مقداریں جب ہی ہو سکتی ہیں جب ان الفاظ کے معنی کا تصور اور لحاظ کرکے پڑھے کہ یہ اللہ تعالیٰ شانہٗ کی جو صفات ہیں۔

۱۲ : عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما منکم من احد یتوضأ فیبلغ او فیسبغ الوضوء ثم یقول اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ الا فتحت لہ ابواب الجنۃ الثمانیۃ یدخل من ایھا شاء

کہ جو شخص وضو کرے اور اچھی طرح کرے (یعنی سنتوں اور آداب کی پوری رعایت کرے) پھر یہ دعا پڑھے اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں کہ جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔

اخرجہ مسلم وابوداؤد وابن ماجہ وقالا فیحسن الوضوء زاد ابوداؤد ثم یرفع طرفہ الی السماء ثم یقول فذکرہ ورواہ الترمذی کابی داؤد وزاد اللھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطھرین الحدیث وتکلم فیہ کذا فی الترغیب زاد السیوطی فی الدر ابن ابی شیبۃ والدارمی

ف: جنت میں داخل ہونے کے لیے ایک دروازہ بھی کافی ہے پھر آٹھوں کا کھل جانا نہایت اعزاز واکرام کے طور پر ہے۔ ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص اس حال میں مرے کہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کرتا ہو اور ناحق کسی کا خون نہ کیا ہو وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔

(۱۱) عن ابی الدرداء عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لیس من عبد یقول لا الٰہ الا اللہ مائۃ مرۃ الا بعثہ اللہ یوم القیمۃ ووجھہ کالقمر لیلۃ البدر ولم یرفع لاحد

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص سو مرتبہ لا الٰہ الا اللہ پڑھا کرے حق تعالیٰ شانہ قیامت کے دن اس کو ایسا روشن چہرہ والا اٹھائیں گے جیسا چودھویں رات کا چاند ہوتا ہے اور جس دن یہ کلمہ پڑھے اس دن اس سے افضل عمل والا کسی

يَوْمَئِذٍ اَفْضَلَ مِنْ عَمَلِهِ اِلَّا مَنْ قَالَ مِثْلَهُ اَوْ زَادَ شخص ہو جو کلمات جو اس سے زیادہ پڑھے

(رواه الطبراني وفيه عبد الوهاب بن ضحاك وهو متروك كذا في مجمع الزوائد قلت هو من رواة ابن ماجة ولا شك انه ضعيف جدا الا ان معناه مؤيد بروايات فاما لفظه فمن روايات يحيى بن سعيد عن مالك انه افضل الذكر وله شواهد من حديث ... في المرقاة)

فائدہ: متعدد آیات و روایات سے یہ مضمون ثابت ہو چکا ہے کہ لا الٰہ الا اللہ دل کے لیے بھی نور ہے اور چہرہ کے لیے بھی نور ہے اور یہ تو مشاہدہ ہی ہے کہ جن اکابر کا اس کلمہ کی کثرت معمول ہے ان کا چہرہ دنیا ہی میں نورانی ہوتا ہے

۳۱: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
افْتَحُوْا عَلٰى صِبْيَانِكُمْ
اَوَّلَ كَلِمَةٍ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا
اللّٰهُ وَلَقِّنُوْهُمْ عِنْدَ
الْمَوْتِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاِنَّهُ
مَنْ كَانَ اَوَّلُ كَلَامِهِ لَا
اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاٰخِرُ كَلَامِهِ
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ عَاشَ
اَلْفَ سَنَةٍ لَمْ يُسْئَلْ
عَنْ ذَنْبٍ وَّاحِدٍ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بچہ کو
شروع میں جب بولنا سیکھے لا الٰہ الا
اللہ یاد کراؤ اور جب مرنے کا وقت
آئے جب بھی لا الٰہ الا اللہ کی تلقین کرو
جس شخص کا اول کلمہ لا الٰہ الا اللہ ہو اور
آخری کلمہ بھی لا الٰہ الا اللہ ہو وہ اگر ہزار
برس بھی زندہ رہے تو انشاء اللہ کسی گناہ
کا اس سے مطالبہ نہیں ہوگا یا اس
سے گناہ صادر نہ ہوگا یا اگر صادر ہو تو
توبہ وغیرہ سے معاف ہو جائے گا یا اس
وجہ سے کہ اللہ جل جلالہ اپنے فضل سے
معاف فرمائیں گے)۔

موضوع لابن عدي وابن الجوزي قد ضعف البخاري ابراهيم بن مهاجر لكن اخرج له مسلم وابو داود وصححه بحوله حديث في مستدرك وخرجه البيهقي في شعب عن ابن عباس غريب لم نكتبه الا من هذا الوجه وقال ابن حجر في ... فيه ... مسلم في ... كذا في ... ذكره السيوطي في شرح ...

لم يجرح فيه بشيء قلت وقد ورد في التلقين احاديث كثيرة ذكرها في الخصائص و
في الجمع روايات من عروة بن مسعود الثقفي رواه العقيلي بسند ضعيف ثم قال روي
في الباب احاديث صحيح عن غير واحد من الصحابة رواه ابن ابي الدنيا في كتاب المحتضرين
من طريق عروة بن مسعود عن ابيه عن حذيفة بلفظ لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاِنَّهَا تَهْدِمُ مَا قَبْلَهَا مِنَ الخطايا وروي فيه ايضا عن عمر و
عثمان وابن مسعود وانس وغيرهم اه وفي الجامع الصغير لقنوا موتاكم لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
رواه احمد ومسلم والاربعة عن ابي سعيد ومسلم وابن ماجه عن ابي هريرة والنسائي عن
عائشة ورقم له بالصحة وفي الحصن اِذَا اَفْصَحَ الْوَلَدُ فَلْيُعَلِّمْهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
الخ رواه ابن السني عن عمرو بن شعيب قلت ولفظه في عمل اليوم والليلة عن عمرو
ابن شعيب وَجَدْتُ فِيْ كِتَابِ جَدِّيْ الَّذِيْ حَدَّثَهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَفْصَحَ اَوْلَادُكُمْ فَعَلِّمُوْهُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ لَا تُبَالُوْا
مَتٰى مَاتُوْا وَاِذَا اثَّغَرُوْا فَمُرُوْهُمْ بِالصَّلٰوةِ وفي الجامع الصغير برواية احمد
وابي داود والحاكم عن معاذ مَنْ كَانَ اٰخِرُ كَلَامِهٖ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ ورقم
له بالصحة وفي مجمع الزوائد عن علي رفعه مَنْ كَانَ اٰخِرُ كَلَامِهٖ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
لم يدخل النار وفي غير رواية مرفوعة من لُقِّنَ عِنْدَ الْمَوْتِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
دَخَلَ الْجَنَّةَ

فائدہ: تلقین اس کو کہتے ہیں کہ مرتے وقت آدمی کے پاس بیٹھ کر کلمہ پڑھا جائے
تاکہ اس کو سن کر وہ بھی پڑھنے لگے، اس وقت جبر یا تقاضہ نہیں کرنا چاہئے کہ وہ
تنگی کا وقت ہے۔ آخری وقت میں کلمہ تلقین کرنے کا اور بھی بہت سی حدیثوں
میں حکم ہوا ہے۔ متعدد حدیثوں میں یہ ارشاد نبوی وارد ہوا ہے کہ جس شخص کو
موت کے وقت لا الہ الا اللہ نصیب ہو جاوے اس کے گناہ ایسے گر جاتے ہیں جیسا کہ
خزاں میں درخت کے پتے گر جاتے ہیں اور جو شخص مرتے وقت یہ مبارک
نصیب ہو جاتا ہے اس کے پچھلے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں، ایک حدیث میں آیا ہے اپنے مردوں

کو لا الٰہ الا اللہ کا توشہ دیا کرو، ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص نماز کی پابندی کرتا ہے مرنے کے وقت ایک فرشتہ اس کے پاس آتا ہے جو شیطان کو دور کر دیتا ہے اور مرنے والے کو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ تلقین کرتا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص کسی بچہ کی پرورش کرے یہاں تک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کہنے لگے اس سے حساب معاف

ایک بات کثرت سے تجربہ میں آئی ہے کہ اکثر و بیشتر تلقین کافی تو جب ہی ہوتا ہے کہ زندگی میں بھی اس پاک کلمہ کی کثرت رکھتا ہو، ایک شخص کا قصہ لکھا ہے جو کپڑا فروخت کیا کرتا تھا، جب اس کے مرنے کا وقت قریب آیا تو لوگ اس کو کلمہ طیبہ کی تلقین کرتے تھے اور وہ کہتا تھا کہ یہ گٹھا اتنے کا ہے اور یہ اتنے کا ہے اسی طرح اور بھی متعدد واقعات نُزْھَۃُ الْبَسَاتِیْن میں بھی لکھے ہیں اور مشاہدہ میں بھی آتے ہیں۔

بسا اوقات کسی گناہ کا کرنا بھی اس کا سبب بن جاتا ہے کہ مرتے وقت کلمہ نصیب نہیں ہوتا، علماء نے لکھا ہے کہ افیون کھانے میں ستر نقصان ہیں منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ مرتے وقت کلمہ یاد نہیں آتا اس کے بالمقابل مسواک میں ستر فائدے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ مرتے وقت کلمہ طیبہ یاد آتا ہے۔ ایک شخص کا قصہ لکھا ہے کہ مرتے وقت اس کو کلمہ شہادت تلقین کیا گیا وہ کہنے لگا کہ اللہ سے دعا کرو میری زبان سے نکلتا نہیں، لوگوں نے پوچھا کیا بات ہے اس نے کہا میں تولنے میں بے احتیاطی کرتا تھا۔ ایک دوسرے شخص کا قصہ ہے کہ جب اس کو تلقین کی گئی تو کہنے لگا کہ مجھ سے کہا نہیں جاتا، لوگوں نے پوچھا کیا بات ہے اس نے کہا کہ ایک عورت مجھ سے تولیہ لینے آئی تھی مجھے وہ بھلی لگی، میں اس کو دیکھتا رہا اور بھی بہت سے واقعات اس قسم کے ملتے ہیں جن میں سے بعض تذکرہ قرطبیہ میں بھی لکھے ہیں، بندہ کا کام ہے کہ گناہوں سے توبہ کرتا رہے اور اللہ جل شانہ سے توفیق کی دعا کرتا رہے۔

(۲۱) عَنْ اُمِّ ھَانِئٍ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ لَا یَسْبِقُھَا

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لا الٰہ الا اللہ سے نہ تو کوئی عمل بڑھ سکتا ہے اور نہ یہ کلمہ کسی گناہ کو چھوڑتا

عَمَلٌ وَلَا تَتْرُكُ ذَنْبًا سکتا ہے۔

(رواه ابن ماجه كذا في منتخب كنز العمال قلت واخرجه الحاكم في حديث طويل وصححه وفيه قول لا اله الا الله لا يترك ذنبا ولا يشبهها عمل واورده في الترغيب فيه زكريا بن منظور ضعيف وسقط بينه محمد مرهقا وذكره في الجامع برواية ابن ماجه ورقم له بالضعف)

ف: کسی عمل کا اس سے نہ بڑھ سکنا تو ظاہر ہے کہ کوئی بھی عمل ایسا نہیں ہے جو بغیر کلمہ طیبہ پڑھے کارآمد ہو سکتا ہو، نماز، روزہ، حج، زکوۃ غرض ہر عمل ایمان کا محتاج ہے، اگر ایمان ہے تو وہ اعمال بھی مقبول ہو سکتے ہیں ورنہ نہیں اور کلمہ طیبہ جو خود ایمان ہے وہ کسی عمل کا بھی محتاج نہیں، اسی وجہ سے اگر کوئی شخص فقط ایمان رکھتا ہو اور ایمان کے سوا کوئی عمل نہ ہو تو بھی وہ کسی نہ کسی وقت ضرور نجات پا جائے گا، اور جو شخص ایمان نہ رکھتا ہو تو وہ کتنے ہی پسندیدہ اعمال کرے نجات کے لئے کافی نہیں۔ دوسرا جزو کسی گناہ کو نہ چھوڑنا ہے، اگر اس اعتبار سے دیکھا جائے کہ کوئی شخص کفر کی حالت میں مسلمان ہوا اور کلمہ طیبہ پڑھنے کے بعد فوراً ہی مر جائے تو ظاہر ہے کہ ایمان لانے سے پہلے کفر کی حالت میں جتنے گناہ کئے تھے وہ سب بالاتفاق معاف ہو جائیں گے [illegible] حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ یہ کلمہ دل کی صفائی اور تکمیل ہونے کا ذریعہ ہے۔ جب اس پاک کلمہ کی کثرت ہوگی تو دل کی صفائی [illegible] اور آخرکار گناہوں کی معافی [illegible] ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص سونے کے وقت [illegible] کا اہتمام [illegible] بخشے جائیں گے۔

[illegible]

[illegible]

شُعْبَةً فَأَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا اِلٰهَ	اِلّا اللہ کا پڑھنا ہے اور سب سے کم درجہ
اِلَّا اللّٰهُ وَاَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰى	راستہ سے کسی تکلیف دہ چیز (اینٹ کنکر
عَنِ الطَّرِيْقِ وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ	کانٹے پتھر) کا ہٹا دینا ہے اور حیا بھی
الْاِيْمَانِ.	(ایک خصوصی) شعبہ ہے ایمان کا۔

رواہ الستۃ وغیرھم بالفاظ مختلفۃ واختلاف یسیر فی العدد وغیرہ وھذا اٰخر ما اردت ایرادہ فی ھذا الفصل رعایۃ لعدد الاربعین واللّٰہ الموفق لما یحب ویرضٰی

فائدہ: حیا کو خصوصیت سے اہتمام کی وجہ سے ذکر فرمایا کہ یہ بہت سے گناہوں زنا، چوری، فحش گوئی، ننگا ہونا، گالی گلوچ وغیرہ سے بچنے کا سبب ہے۔ اسی طرح رسوائی کے خوف سے بہت سے نیک کام کرنے ضروری ہو جاتے ہیں بلکہ دنیا اور آخرت کی شرم سارے ہی نیک کاموں پر ابھارتی ہے، نماز، زکوٰۃ، حج وغیرہ تو ظاہر ہی ہیں اسی طرح سے اور بھی تمام احکام بجا لانے کا سبب ہے، اسی وجہ سے مثل مشہور ہے "بے حیا باش وہرچہ خواہی کن" تو بے غیرت ہو جا پھر جو چاہے کر، اس معنی میں ایک حدیث بھی وارد ہے، اِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ، جب تو حیا نہ رہے تو جو چاہے کر کہ سارا مدار غیرت اور شرم ہی کا ہے اگر حیا ہے تو یہ خیال بھی ہوگا کہ نماز نہ پڑھوں گا تو آخرت میں کیا منہ دکھلاؤں گا اور شرم نہیں ہے تو پھر یہ خیال ہوتا ہے کہ کوئی کیا کہہ کیا کر لے گا۔

تنبیہ: اس حدیث شریف میں ایمان کی ستر سے زیادہ شاخیں ارشاد فرمائی ہیں۔ اس بارے میں روایات مختلف وارد ہوئی ہیں اور متعدد روایت میں ستتر کا عدد آیا ہے اسی لئے ہم نے اس طرف اشارہ بھی کر دیا تھا، ان ستتر کی تفصیل میں علماء نے بہت سی مستقل تصانیف فرمائی ہیں۔ امام ابو حاتم بن حبان فرماتے ہیں کہ میں اس حدیث کا مطلب ایک مدت تک سوچتا رہا، جب عبادتوں کو گنتا تو وہ ستتر سے بہت زیادہ ہو جاتیں۔ احادیث کو تلاش کرتا اور حدیث شریف میں جن چیزوں کو خاص طور سے ایمان کی شاخوں کے ذیل میں ذکر

کرتاہے ان کو شمار کرتا تو وہ اس عدد سے کم ہو جاتیں۔ پھر قرآن پاک کی طرف متوجہ ہوا اور قرآن شریف میں جن جن چیزوں کو ایمان کے ذیل میں ذکر کیا ہے ان کو شمار کیا تو وہ بھی اس عدد سے کم تھیں، تو میں نے قرآن اور حدیث شریف دونوں کو جمع کیا اور دونوں میں جن چیزوں کو ایمان کا جزو قرار دیا ان کو شمار کرکے جو چیزیں دونوں میں مشترک تھیں ان کو ایک ایک عدد شمار کیا تو دونوں کا مجموعہ مکررات کو نکال کر اس عدد کے موافق ہوگیا تو میں سمجھا کہ حدیث شریف کا مقصود یہی ہے۔ قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ ایک جماعت نے ان شاخوں کی تفصیل بیان کرنے کا اہتمام کیا ہے اور اجتہاد سے ان تفصیلات کے مراد ہونے کا حکم لگایا ہے حالانکہ ان تعداد کی خصوصی تعیین معلوم نہ ہونے سے ایمان میں کوئی نقص پیدا نہیں ہوتا جبکہ ایمان کے اصول و فروع سارے بالتفصیل معلوم و متحقق ہیں، خطابی فرماتے ہیں کہ اس تعداد کی تفصیل اللہ اور اس کے رسول کے علم میں ہے اور شریعت مطہرہ میں موجود ہے تو اس تعداد کے ساتھ تفصیل کا معلوم نہ ہونا کچھ مضر نہیں۔

امام نووی فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان شاخوں میں سب سے اونچا توحید یعنی کلمہ لا الٰہ الا اللہ قرار دیا ہے جس سے معلوم ہوگیا کہ ایمان میں سب سے اونچا درجہ یہی ہے اس سے اوپر کوئی چیز ایمان کی شاخ نہیں ہے جس سے یہ معلوم ہوگیا کہ اصل توحید ہے جو ہر مکلف پر ضروری ہے اور سب سے نیچے اذیٰ کا ہٹانا ہے یعنی جو کسی مسلمان کو نقصان پہنچانے کا احتمال رکھتی ہو، باقی سب شاخیں ان کے درمیان ہیں جن کی تفصیلی معرفت ضروری نہیں۔ اجمالاً ان پر ایمان کافی ہے، جیسا کہ سب فرشتوں پر ایمان لانا ضروری ہے لیکن ان کی تفصیل اور ان کے نام ہم نہیں جانتے لیکن ایک جماعت محدثین نے ان سب شاخوں کی تفصیلات پر مستقل تصنیفات فرمائی ہیں، چنانچہ ابو عبداللہ حلیمی نے ایک کتاب اسی مضمون میں تصنیف فرمائی ہے جس کا نام فوائد المنہاج رکھا ہے اور امام بیہقی نے ایک کتاب تصنیف کی ہے جس کا نام ہی شعب الایمان رکھا ہے، اسی طرح شیخ عبدالجلیل نے بھی ایک

لکھی ہے۔ اس کا نام بھی شعب الایمان رکھا ہے اور اسحاق بن قرطبیؒ نے کتاب النصائح اسی مضمون میں تصنیف فرمائی ہے اور امام ابو حاتمؒ نے اپنی کتاب کا نام وصف الایمان و شعبہ رکھا ہے۔ شراح بخاری نے اس باب میں مختلف تصانیف سے تتبع کرتے ہوئے ان کو مختصر طور پر جمع فرمایا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ دراصل ایمان کامل تین چیزوں کے مجموعہ کا نام ہے۔ اوّل تصدیق قلبی یعنی دل سے جملہ امور کا یقین کرنا، دوسرے زبان کا اقرار و عمل، تیسرے بدن کے اعمال یعنی ایمان کی جملہ شاخیں تین حصوں میں منقسم ہیں۔ اوّل وہ جن کا تعلق نیت و اعتقاد اور عمل قلبی سے ہے، دوسرے وہ جن کا تعلق زبان سے ہے، تیسرے وہ جن کا تعلق باقی جسم بدن سے ہے۔ ایمان کی جملہ چیزیں ان تینوں میں داخل ہیں۔

پہلی قسم: جو نیت و عقائد کو شامل ہے۔ اس کا خلاصہ تیس چیزیں ہیں۔

۱: اللہ پر ایمان لانا جس میں اس کی ذات، اس کی صفات پر ایمان لانا داخل ہے اور اس کا یقین بھی کہ وہ پاک ذات ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور نہ اس کا کوئی مثل ہے۔ ۲: اللہ کے ماسوا سب چیزیں بعد کی پیداوار ہیں، ہمیشہ سے وہی ایک ذات ہے۔ ۳: فرشتوں پر ایمان لانا۔ ۴: اللہ کی اتاری ہوئی کتابوں پر ایمان لانا۔ ۵: اللہ کے رسولوں پر ایمان لانا۔ ۶: تقدیر پر ایمان لانا کہ بھلا برا جو کچھ بھی ہو سب اللہ کی طرف سے ہے۔ ۷: قیامت کے حق ہونے پر ایمان لانا جس میں قبر کا سوال و جواب، قبر کا عذاب، مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا، حساب ہونا، اعمال کا تُلنا اور پل صراط پر گذرنا سب ہی داخل ہے۔ ۸: جنت کا یقین ہونا اور یہ کہ مومن انشاء اللہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ ۹: جہنم کا یقین ہونا اور یہ کہ اس میں سخت سے سخت عذاب ہیں اور وہ بھی ہمیشہ ہمیشہ رہے گی۔ ۱۰: اللہ تعالیٰ شانہٗ سے محبت رکھنا۔ ۱۱: اللہ کے واسطے دوسروں سے محبت رکھنا اور اللہ ہی کے واسطے [illegible] بغض رکھنا [illegible] اور اسی میں داخل ہے کہ تمام مہاجرین اور انصار کی محبت اور آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت۔ ۱۲: حضور اقدس

حال ۱۲: حضورؐ سے محبت رکھنا جس میں آپؐ کی تعظیم بھی آگئی اور حضورؐ پر درود شریف پڑھنا اور آپؐ کی سنتوں کا اتباع کرنا بھی داخل ہے۔ ۱۳: اخلاص جس میں ریا نہ کرنا اور نفاق سے بچنا بھی داخل ہے۔ ۱۴: توبہ یعنی دل سے گناہوں پر ندامت اور آئندہ نہ کرنے کا عہد۔ ۱۵: اللہ کا خوف۔ ۱۶: اللہ کی رحمت کا امیدوار ہونا۔ ۱۷: اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا۔ ۱۸: شکر گزاری۔ ۱۹: وفا۔ ۲۰: صبر۔ ۲۱: تواضع جس میں بڑوں کی تعظیم بھی داخل ہے۔ ۲۲: شفقت و رحمت جس میں چھوٹوں پر شفقت کرنا بھی داخل ہے۔ ۲۳: مقدر پر راضی رہنا۔ ۲۴: توکل۔ ۲۵: خود بینی اور خود ستائی کا چھوڑنا جس میں اپنے نفس کو حقیر سمجھنا بھی داخل ہے۔ ۲۶: کینہ اور بغض نہ رکھنا جس میں حسد بھی داخل ہے۔ ۲۷: غصہ نہ کرنا۔ ۲۸: [illegible] جس میں اس کی جگہ [illegible] نہ [illegible]۔ ۲۹: فریب نہ دینا جس میں بدگمانی نہ کرنا اور کسی کے ساتھ مکر نہ کرنا بھی داخل ہے۔ ۳۰: دنیا کی محبت دل سے نکال دینا جس میں مال اور جاہ کی محبت بھی داخل ہے۔ شیخ فرماتے ہیں کہ اگر بالا دل کے تمام اعمال کا [illegible] معلوم ہو تو وہ غور کرلے کہ ان شعبوں میں سے کوئی باہر نہ ہوگا۔

دوسری قسم: زبان کا عمل جو سات شعبے ہیں۔

۱: کلمۂ طیبہ پڑھنا۔ ۲: قرآن پاک کی تلاوت کرنا۔ ۳: علم سیکھنا۔ ۴: علم دوسروں کو سکھانا۔ ۵: دعا کرنا۔ ۶: اللہ کا ذکر جس میں استغفار بھی داخل ہے۔ ۷: لغو سے بچنا۔

تیسری قسم: باقی بدن کے اعمال جو چالیس ہیں اور تین قسموں پر منقسم ہیں۔

(الف) اپنی ذات سے تعلق رکھنے والے جو سولہ شعبے ہیں۔

۱: طہارت کرنا جس میں بدن کی پاکی، کپڑے کی پاکی، مکان کی پاکی سب ہی داخل [illegible] وضو کرنا [illegible] جنابت، حیض و نفاس سے غسل [illegible] [illegible]

۳: صدقہ جس میں زکوٰۃ صدقہ فطر وغیرہ بھی داخل ہے۔ ۴: روزہ فرض ہو یا نفل۔ ۵: حج کرنا فرض ہو یا نفل اور اسی میں عمرہ بھی داخل ہے اور طواف بھی۔ ۶: اعتکاف کرنا جس میں لیلۃ القدر کو تلاش کرنا بھی داخل ہے۔ ۷: دین کی حفاظت کے لیے گھر بار چھوڑنا جس میں ہجرت بھی داخل ہے۔ ۸: نذر کو پورا کرنا۔ ۹: قسموں کی نگہداشت رکھنا۔ ۱۰: کفاروں کا ادا کرنا۔ ۱۱: ستر کا نماز میں اور نماز کے علاوہ ڈھکنا۔ ۱۲: قربانی کرنا اور قربانی کے جانوروں کی خبرگیری کرنا اور ان کا اہتمام کرنا۔ ۱۳: جنازہ کا اہتمام کرنا اور اس کے جملہ امور کا انتظام کرنا۔ ۱۴: قرضوں کا ادا کرنا۔ ۱۵: معاملات کا درست کرنا سود سے بچنا۔ ۱۶: سچی بات کی گواہی دینا حق کو نہ چھپانا۔

دوسرا حصہ: کسی دوسرے کے ساتھ برتاؤ جس کی چھ شاخیں ہیں۔

۱: نکاح کے ذریعہ حرامکاری سے بچنا۔ ۲: اہل وعیال کے حقوق کی رعایت کرنا اور ان کا ادا کرنا، اس میں نوکروں اور خادموں کے حقوق بھی داخل ہیں۔ ۳: والدین کے ساتھ سلوک کرنا، نرمی برتنا، فرمانبرداری کرنا۔ ۴: اولاد کی اچھی تربیت کرنا۔ ۵: صلہ رحمی کرنا۔ ۶: بڑوں کی فرمانبرداری اور اطاعت کرنا۔

تیسرا حصہ: حقوق عامہ جو اٹھارہ شعبوں میں منقسم ہیں۔

۱: عدل کے ساتھ حکومت کرنا۔ ۲: حقانی جماعت کا ساتھ دینا۔ ۳: حکام کی اطاعت کرنا (بشرطیکہ خلاف شرع حکم نہ ہو)۔ ۴: آپس کے معاملات کی اصلاح کرنا جس میں مفسدوں کو سزا دینا، باغیوں سے جہاد کرنا بھی داخل ہے۔ ۵: نیک کاموں میں دوسروں کی مدد کرنا۔ ۶: نیک کاموں کا حکم کرنا اور بری باتوں سے روکنا جس میں وعظ و تبلیغ بھی داخل ہے۔ ۷: حدود کا قائم کرنا۔ ۸: جہاد کرنا جس میں مورچوں کی حفاظت بھی داخل ہے۔ ۹: امانت کا ادا کرنا جس میں خمس جو غنیمت کے مالوں میں ہوتا ہے وہ بھی داخل ہے۔ ۱۰: قرض کا دینا اور ادا کرنا۔ ۱۱: پڑوسی کا حق ادا کرنا، ان کا اکرام کرنا۔ ۱۲: معاملہ اچھا کرنا جس میں جائز طریقہ سے مال کا جمع کرنا بھی داخل ہے۔ ۱۳: مال کو اپنے محل اور موقع پر خرچ کرنا، اسراف اور بخل سے بچنا بھی اس میں داخل ہے۔

سلام کرنا اور سلام کا جواب دینا۔ ۱۵: چھینکنے والے کو یرحمک اللہ کہنا۔ ۱۶: دنیا کو اپنے نقصان سے یعنی تکلیف سے بچانا۔ ۱۷: لہو و لعب سے بچنا۔ ۱۸: راستہ سے تکلیف دہ چیز کو دور کرنا۔

یہ ستتر شاخیں ہوئیں ان میں بعض کو ایک دوسرے میں ضم بھی کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ اپنے معاملہ میں مال کا جمع کرنا اور خرچ کرنا دونوں داخل ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح غور کرنے سے اور بھی اعداد کو کم کیا جا سکتا ہے اور اس لحاظ سے تہتر والی یا ستر والی روایت کے تحت بھی یہ تفصیل آ سکتی ہے۔ اس تفصیل میں بندہ نے علامہ عینی کا اتباع کیا ہے جنہوں نے بخاری کی شرح میں سب سے اصل قرار دیا ہے کہ انہوں نے خود ان چیزوں کو ذکر فرمایا ہے اور حافظ ابن حجر کی فتح الباری اور علامہ قاری کی مرقات سے توضیح کی گئی ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ ایمان کے سارے شعبے گویا انہی چیزوں میں جو ذکر ہوئے آدمی کو چاہیئے کہ ان میں غور و فکر کرے جو اوصاف اس میں ان میں سے پائے جاتے ہوں ان پر حق تعالیٰ شانہ کا شکر ادا کرے کہ اسی کی توفیق و لطف سے ہر بھلائی نصیب ہوتی ہے اور جن اوصاف میں کمی ہو ان کے حاصل کرنے کی سعی کرے اور حق تعالیٰ سے اس کی توفیق مانگتا رہے۔ وما توفیقی الا باللہ

[illegible] اسلام کی دیگر [illegible] کتابیں

۱. [illegible]
۲. محبوب کے حسن و جمال کا منظر
۳. [illegible] منظر
۴. محبوب خدا کی دعائیں

باب سوم

کلمۂ سوم کے فضائل میں

یعنی سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اور بعض روایات میں ان کلمات کے ساتھ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ بھی وارد ہوا ہے، احادیث میں ان کلمات کی بہت زیادہ فضیلت آئی ہے، یہ کلمات تسبیحاتِ فاطمہ کے نام سے بھی مشہور ہیں اس لیے کہ یہ کلمات حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سب سے زیادہ لاڈلی صاحبزادی حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بھی تعلیم فرمائے ہیں جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ اس باب میں بھی چونکہ کلام پاک کی آیات اور احادیث بکثرت وارد ہوئی ہیں اس لیے دو فصلوں پر اس کو منقسم کر دیا پہلی فصل آیاتِ قرآنیہ میں اور دوسری احادیثِ نبویہ میں۔

فصل — اوّل

ان آیات کے بیان میں جن میں سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کا مضمون ذکر فرمایا گیا ہے۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جو چیز جتنی مہتم بالشان ہوتی ہے اتنے ہی اہتمام سے ذکر کی جاتی ہے اور مختلف طریقوں سے ذہن نشین کی جاتی ہے۔ ان کلمات کا مضمون بھی قرآن پاک میں مختلف طریقوں سے ذکر فرمایا گیا ہے۔ ان میں سب سے پہلا کلمہ سُبحان اللہ ہے۔ سُبحان اللہ کے معنی ہیں اللہ جلّ شانہٗ ہر عیب اور ہر برائی سے پاک ہے۔ بعض جگہ اس کلمہ کا بعینہٖ پورا لفظ ذکر کیا ہے، بعض جگہ اس مضمون کو حکم سے بھی ذکر فرمایا ہے کہ اللہ کی پاکی بیان کرو، خبر سے بھی ارشاد فرمایا ہے کہ فرشتے اور دوسری مخلوقات اللہ

کی پاکی، تعریف بیان کرتی رہتی ہیں، وغیرہ وغیرہ اسی طرح دوسرے لفظ کا بھی یہی حال ہے کہ مختلف عنوانات سے کلام اللہ شریف میں ان مضامین کا ذکر فرمایا ہے۔

۱ : وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ۔ (سورہ بقرہ ع ۴)	(فرشتوں کا مقولہ ہے آدم کی پیدائش کے وقت) ہم بحمد اللہ آپ کی تسبیح کرتے رہتے ہیں اور آپ کی پاکی کا دل سے اقرار کرتے رہتے ہیں۔
۲ : قَالُوا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝ (سورہ بقرہ ع ۴)	(ملائکہ نے جب ان کا امتحان ہوا تو) کہا آپ تو ہر عیب سے پاک ہیں ہم کو اس کے سوا کچھ بھی علم نہیں جتنا آپ نے بتا دیا ہے۔ بیشک آپ بڑے علم والے ہیں بڑی حکمت والے ہیں۔
۳ : وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ (سورہ آل عمران ع ۴)	اور اپنے رب کو کثرت سے یاد کیجیو اس کی تسبیح کیجیو دن ڈھلے بھی اور صبح کے وقت بھی۔
۴ : رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ (سورہ آل عمران ع ۲۰)	(عقل والے لوگ جو اللہ کے ذکر میں ہر وقت مشغول رہتے ہیں اور قدرت کے کارخانہ میں غور و فکر کرتے رہتے ہیں) یہ کہتے ہیں اے ہمارے رب آپ نے یہ سب

بیکار تو پیدا نہیں کیا ہے (بلکہ بڑی حکمتیں اس میں ہیں) آپ کی ذات ہر عیب سے پاک ہے ہم آپ کی تسبیح کرتے ہیں آپ ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا لیجئے

۵ : سُبْحٰنَهٗ أَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ۔ (سورہ نساء ع ۲۳)	وہ ذات اس سے پاک ہے کہ اس کے اولاد ہو۔
۶ : سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ	(قیامت میں جب حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و

لِيْ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ ؕ (سورہ مائدہ ع ۱۶)

علیہ السلام سے سوال ہوگا کہ اپنی امت کو تثلیث کی تعلیم کیا تم نے دی تھی تو وہ کہیں گے (توبہ توبہ) میں تو آپ کو ہر [illegible] سے اور ہر عیب سے) پاک سمجھتا ہوں میں ایسی بات کیسے کہتا جس کے کہنے کا مجھ کو کوئی حق نہ تھا۔

۷: سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ (سورہ انعام ع [illegible])

اللہ جل جلالہ ان سب باتوں سے پاک ہے جن کو (یہ کافر لوگ اللہ کی شان میں) کہتے ہیں (کہ اس کے اولاد ہے یا شریک ہے وغیرہ وغیرہ)

۸: فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحَانَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ (سورۂ اعراف ع [illegible])

(جب طور پر حق تعالیٰ شانہٗ کی ایک تجلی سے حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام بے ہوش ہو کر گر گئے تھے) پھر جب افاقہ ہوا تو عرض کیا کہ بے شک آپ کی ذات (ان آنکھوں کے دیکھنے سے اور ہر عیب سے) پاک ہے میں (دیدار کی درخواست سے) توبہ کرتا ہوں اور سب سے پہلا ایمان لانے والا ہوں۔

۹: اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ ○ (سورہ اعراف ع ۲۴)

بے شک جو تیرے رب کے مقرب ہیں (یعنی فرشتے) وہ اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے اور اس کی تسبیح کرتے رہتے ہیں اور اس کو سجدہ کرتے رہتے ہیں۔

فائدہ: صوفیاء نے لکھا ہے کہ آیت میں تکبر کی نفی کو مقدم کرنے میں اس طرف اشارہ ہے کہ تکبر کا نہ ہونا عبادت پر اقتدار کا ذریعہ ہے اور تکبر سے عبادت [illegible]

وارد ہوا ہے۔

(۱۰) سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (سورہ توبہ ع ۵)	اس کی ذات پاک ہے ان چیزوں سے جن کو وہ (کافر) اس کا شریک بناتے ہیں۔
(۱۱) دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (سورہ یونس ع ۱)	(ان جنتیوں کے منہ سے یہ بات نکلے گی سبحانک اللھم اور آپس کا ان کا سلام ہوگا السلام علیکم اور جب دنیا کی دقتوں کو یاد کریں گے اور خیال کریں گے کہ اب ہمیشہ کے لئے ان سے خلاصی ہوگئی تو آخر میں کہیں گے الحمد للہ رب العالمین
(۱۲) سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (سورہ یونس ع ۲)	وہ ذات پاک اور برتر ہے ان چیزوں سے جن کو وہ کافر شریک بناتے ہیں۔
(۱۳) قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ هُوَ الْغَنِيُّ (سورہ یونس ع ۷)	وہ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ جل شانہٗ کے اولاد ہے، اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے، وہ کسی کا محتاج نہیں۔
(۱۴) وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (سورہ یوسف ع ۱۲)	اور اللہ جل شانہٗ ہر عیب سے پاک ہے اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں۔
(۱۵) وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ (سورہ رعد ع ۲)	اور رعد (فرشتہ) اس کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتا ہے اور دوسرے فرشتے بھی اس کے ڈر سے (تسبیح و تحمید کرتے ہیں)

ف: [illegible] لکھا ہے کہ جو شخص بجلی کی کڑک کے وقت سُبْحٰنَ الَّذِيْ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ پڑھے تو اس کو بجلی کے نقصان سے حفاظت ہوگی، ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب بجلی کی کڑک سنا کرو تو اللہ کا ذکر کیا کرو کہ بجلی ذکر کرنے والے تک نہیں جا سکتی، دوسری حدیث میں وارد

ہے کہ بجلی کی کڑک کے وقت تسبیح کیا کرو تکبیر نہ کہا کرو۔

۱۶: وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السَّاجِدِيْنَ ۝ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ (سورہ حجر ع ۶)

اور ہم کو معلوم ہے کہ یہ لوگ (جو نامناسب کلمات آپ کی شان میں) کہتے ہیں اُن سے آپ کے دل کو تنگی ہوتی ہے پس (اس کی پرواہ نہ کیجیے) آپ اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے رہیں اور سجدہ کرنے والوں (یعنی نمازیوں) میں شامل رہیں اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں یہاں تک کہ آپ کی وفات کا وقت آوے۔

۱۷: سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (سورہ نحل ع ۱)

وہ ذات لوگوں کے شرک سے پاک اور بالاتر ہے۔

۱۸: وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ۔ (سورہ نحل ع ۷)

اور وہ اللہ کے لیے بیٹیاں تجویز کرتے ہیں۔ وہ ذات اس سے پاک ہے اور تماشا یہ ہے کہ) اپنے لیے ایسی چیز تجویز کرتے ہیں جس کو خود پسند کرتے ہیں۔

۱۹: سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى (بنی اسرائیل ع ۱)

وہ پاک ذات ہے جو اپنے بندہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو رات کے وقت مسجد حرام (یعنی مسجد مکہ) سے مسجد اقصیٰ تک لے گئی (معراج کا قصہ)

۲۰: سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا ۝ (سورۂ بنی اسرائیل ع ۵)

(اللہ تعالیٰ) یہ لوگ جو کچھ کہتے ہیں۔ حق تعالیٰ اس سے پاک اور بہت زیادہ برتر ہے تمام ساتوں آسمان اور زمین اور جتنے (فرشتے اور جن) ان میں ہیں

۲۱: تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ

الْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ ۚ

(سورہ بنی اسرائیل ع ۵)

۲۲: وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَٰكِنْ لَا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ ۚ

(سورہ بنی اسرائیل ع ۵)

سب کے سب اسی کی تسبیح کرتے ہیں۔ (اور یہی نہیں بلکہ کوئی چیز بھی جاندار ہو یا بے جان) ایسی نہیں جو اس کی تعریف کے ساتھ تسبیح نہ کرتی ہو لیکن تم لوگ ان کی تسبیح کو سمجھتے نہیں ہو۔

۲۳: قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا رَسُولًا ۝

(سورہ بنی اسرائیل ع ۱۰)

(آپ ان لوگوں سے جواب میں جو وہ کرتے ہیں) کہ دیجئے کہ سبحان اللہ میں تو ایک آدمی ہوں رسول ہوں (خدا نہیں ہوں کہ جو چاہے کروں)۔

۲۴: وَيَقُولُونَ سُبْحَانَ رَبِّنَا إِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولًا ۝

(سورہ بنی اسرائیل ع ۱۲)

(اہل علم) جب قرآن شریف پڑھا جاتا ہے تو وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدہ میں گر جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا رب پاک ہے بیشک اس کا وعدہ ضرور پورا ہونے والا ہے۔

۲۵: فَخَرَجَ عَلَىٰ قَوْمِهِ مِنَ الْمِحْرَابِ فَأَوْحَىٰ إِلَيْهِمْ أَنْ سَبِّحُوا بُكْرَةً وَعَشِيًّا

(سورہ مریم ع ۱)

پس حضرت زکریا (علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) حجرہ میں سے باہر تشریف لائے اور اپنی قوم کو اشارہ سے فرمایا کہ تم لوگ صبح و شام خدا کی تسبیح کیا کرو۔

۲۶: مَا كَانَ لِلَّهِ أَنْ يَتَّخِذَ مِنْ وَلَدٍ سُبْحَانَهُ ۚ

(سورہ مریم ع ۲)

اللہ جل شانہ کی یہ شان ہی نہیں کہ وہ اولاد اختیار کرے وہ ان سب قصوں سے پاک ہے۔

۲۷: وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان لوگوں کی نامناسب باتوں پر صبر کیجئے) اور

غُرُوْبِهَا وَمِنْ اٰنَآئِ
الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَ اَطْرَافَ
النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى

(سورہ طٰہٰ ع ۸)

اپنے رب کی حمد (و ثنا) کے ساتھ تسبیح کرتے رہا کیجئے آفتاب نکلنے سے پہلے اور غروب سے پہلے اور رات کے اوقات میں تسبیح کیا کیجئے اور دن کے اول و آخر میں تاکہ آپ (اس ثواب اور درجہ انتہا ملنے پر جو ان کے مقابلہ میں ملنے والا ہے) خوش ہو جائیں گے۔

۲۸ : يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ
لَا يَفْتُرُوْنَ

(سورہ انبیاء ع ۲)

(اللہ کے مقبول بندے اس کی عبادت سے تھکتے نہیں۔ شب و روز اللہ کی تسبیح کرتے رہتے ہیں کسی وقت بھی موقوف نہیں کرتے۔

۲۹ : فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ
عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝

(سورہ انبیاء ع ۲)

اللہ تعالیٰ جو کہ مالک ہے عرش کا، ان سب امور سے پاک ہے جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں (کہ نعوذ باللہ اس کے شریک ہیں یا اس کے اولاد ہے۔)

۳۰ : وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ
وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ط

(سورہ انبیاء ع ۲)

یہ (کافر لوگ) یہ کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) رحمن نے (یعنی اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو) اولاد بنا رکھا ہے، اس کی ذات اس سے پاک ہے۔

۳۱ : وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ
يُسَبِّحْنَ وَ الطَّيْرَ ط

(سورہ انبیاء ع ۶)

ہم نے پہاڑوں کو داؤد (علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) کے تابع کر دیا تھا کہ ان کی تسبیح کے ساتھ وہ بھی تسبیح کیا کرتے تھے اور پرندوں کو بھی تابع کر دیا تھا کہ وہ بھی حضرت داؤد کی تسبیح کے ساتھ تسبیح کیا کریں)

۳۲: لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ

(سورہ انبیاء ع۶)

(حضرت یونسؑ نے مچھلی کے پیٹ میں دعا کی) کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں، آپ سب عیوب سے پاک ہیں، بیشک میں قصوروار ہوں۔

۳۳: سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ

(سورۂ مومنون ع۵)

اللہ تعالیٰ ان سب امور سے پاک ہے جو یہ بیان کرتے ہیں۔

۳۴: سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ (سورہ نور ع۲)

سبحان اللہ یہ لوگ (جو حضرت عائشہؓ کی شان میں تہمت لگاتے ہیں) بہت بڑا بہتان ہے۔

۳۵: يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ

(سورہ نور ع۵)

ان مسجدوں میں ایسے لوگ صبح و شام اللہ کی تسبیح کرتے ہیں جن کو اللہ کی یاد اور نماز پڑھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے نہ خریدنا غفلت میں ڈالتا ہے نہ فروخت کرنا، وہ ایسے دن (کے عذاب) سے ڈرتے رہتے ہیں جس میں بہت سے دل اور بہت سی آنکھیں الٹ جائیں گی (یعنی قیامت کے دن سے)۔

۳۶: اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِمَا يَفْعَلُوْنَ

(سورہ نور ع[illegible])

[illegible]

تسبیح (کا طریقہ) معلوم ہے اور اللہ جل شانہ کو سب کا حال اور جو کچھ لوگ کرتے ہیں وہ سب معلوم ہے۔

۳۷ : قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ وَكَانُوْا قَوْمًۢا بُوْرًا ۝

(سورہ فرقان ع ۲)

قیامت کے روز جب اللہ تعالیٰ ان کافروں کو اور جن کو یہ پوجتے تھے سب کو جمع کرکے ان معبودوں سے پوچھے گا (کیا تم نے ان کو گمراہ کیا تھا تو) وہ کہیں گے سبحان اللہ ہماری کیا طاقت تھی کہ آپ کے سوا اور کسی کو کارساز تجویز کرتے بلکہ یہ آدمی خود ہی بدبختی کے گڑھے میں مبتلا ہو گئے) کہ آپ نے ان کو اور ان کے بڑوں کو خوب ثروت عطا فرمائی یہاں تک کہ یہ لوگ (دولت کے نشہ میں شہوتوں میں مبتلا ہو گئے اور) آپ کی یاد کو بھلا دیا اور خود ہی برباد ہو گئے۔

۳۸ : وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ۚ وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا ۚ (سورہ فرقان ع ۵)

اور اس ذات پاک پر توکل رکھئے جو زندہ ہے اور کبھی اس کو فنا نہیں اور اس کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتے رہئے (یعنی تسبیح و تحمید میں مشغول رہئے۔ کسی کی مخالفت کی پرواہ نہ کیجئے) کیونکہ وہ پاک ذات اپنے بندوں کے گناہوں سے کافی خبردار ہے۔ (قیامت میں ہر شخص کی مخالفت کا بدلہ دیا جاتا ہے)۔

۳۹ : وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

(سورہ نمل ع ۱)

اللہ رب العالمین ہر قسم کی کدورت سے پاک ہے۔

۴۰ : سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝

(سورہ قصص ع ۷)

اللہ جل شانہ ان سب چیزوں سے پاک ہے جن کو یہ مشرک بیان کرتے ہیں اور ان سے بالاتر ہے۔

۲۱: فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ۝ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ (سورۂ روم ع ۲)	پس تم اللہ کی تسبیح کیا کرو شام کے وقت (یعنی رات میں) اور صبح کے وقت اور اسی کی حمد (کی جاتی) ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور (اسی کی تسبیح و تحمید کیا کرو) شام کے وقت بھی (یعنی عصر کے وقت بھی) اور ظہر کے وقت بھی۔
۲۲: سُبْحَانَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (سورۂ روم ع ۴)	اللہ جل شانہ کی ذات پاک اور بالاتر ہے اُن چیزوں سے جن کو یہ لوگ اس کی طرف (منسوب کر کے) بیان کرتے ہیں۔
۲۳: اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ (سورۂ سجدہ ع ۲)	پس ہماری آیتوں پر تو وہ لوگ ایمان لاتے ہیں کہ جب ان کو وہ آیتیں یاد دلائی جاتی ہیں تو وہ سجدے میں گر پڑتے ہیں اور اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرنے لگتے ہیں اور وہ لوگ تکبر نہیں کرتے۔
۲۴: يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۝ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ (سورۂ احزاب ع ۶)	اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا ذکر خوب کثرت سے کیا کرو اور صبح شام اس کی تسبیح کرتے رہو۔
۲۵: قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ (سورۂ سبا ع ۵)	(جب قیامت میں ساری مخلوق کو جمع کر کے حق تعالیٰ شانہ فرشتوں سے پوچھیں گے کیا یہ لوگ تمہاری پرستش کرتے تھے تو وہ کہیں گے آپ (شرک وغیرہ)

سے پاک ہیں ہمارا تو آپ سے تعلق ہے نہ کہ اُن سے)

۲۶: سُبْحٰنَ الَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ	وہ پاک ذات ہے جس نے تمام جوڑے کی

[illegible] ۔ (سورہ یٰس ع ۳)	(یعنی ایک دوسرے کے مقابل) جوڑے پیدا کیں ۔
۴۷: فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (سورہ یٰس ع ۵)	پس پاک ہے وہ ذات جس کے قبضہ میں ہر چیز کا پورا اختیار ہے، اور اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے ۔
۴۸: فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ (سورہ صافات ع ۵)	پس اگر یونس علیہ السلام تسبیح کرنے والوں میں نہ ہوتے تو قیامت تک اس (مچھلی) کے پیٹ میں رہتے ۔
۴۹: سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ (سورہ صافات ع ۵)	اللہ کی ذات پاک ہے ان چیزوں سے جن کو یہ لوگ بیان کرتے ہیں ۔
۵۰: وَ اِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ ۝ (سورہ صافات ع ۵)	(فرشتے کہتے ہیں کہ ہم سب ادب سے صف بستہ کھڑے رہتے ہیں) اور ہم اس کی تسبیح کرتے رہتے ہیں ۔
۵۱: سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۚ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۚ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (سورہ صافات ع ۵)	آپ کا رب جو عزت و عظمت والا ہے پاک ہے ان چیزوں سے جن کو یہ بیان کرتے ہیں اور سلام ہو پیغمبروں پر اور تمام تعریفیں اللہ ہی کے واسطے ثابت ہیں جو تمام عالم کا پروردگار ہے ۔
۵۲: اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ ۙ وَالطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً ۭ كُلٌّ لَّهٗٓ اَوَّابٌ (سورہ ص ع ۲)	ہم نے پہاڑوں کو حکم کر رکھا تھا کہ ان کے (داؤد علیہ السلام کے) ساتھ شریک ہو کر صبح و شام تسبیح کیا کریں اور پرندوں کو بھی حکم کر رکھا تھا جو تسبیح کے وقت ان کے پاس جمع ہو جاتے

تھے اور سب (پہاڑ اور پرندے مل کر حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ) اللہ کی طرف رجوع کرنے والے (اور تسبیح و تحمید میں مشغول ہونے والے) ہوتے ہیں۔

۵۳: سُبْحٰنَهٗ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝

(سورہ زمر ع۱)

وہ عیوب سے پاک ہے، ایسا اللہ ہے جو اکیلا ہے (کوئی اس کا شریک نہیں) زبردست ہے۔

۵۴: سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝

(سورہ زمر ع۷)

وہ ذات پاک اور برتر ہے ان چیزوں سے جس کو یہ لوگ شریک کرتے ہیں۔

۵۵: وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

(سورہ زمر ع۸)

آپ (قیامت میں) فرشتوں کو دیکھیں گے کہ عرش کے چاروں طرف حلقہ باندھے کھڑے ہوں گے اور اپنے رب کی تسبیح و تحمید میں مشغول ہوں گے اور (اس دن) تمام بندوں کا ٹھیک ٹھیک فیصلہ کر دیا جائے گا اور ہر طرف سے کہا جائے گا الحمد للہ رب العالمین (تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو تمام عالم کا پروردگار ہے)

۵۶: اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا

جو فرشتے عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو فرشتے اس کے چاروں طرف ہیں وہ اپنے رب کی تسبیح کرتے رہتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ (اور کہتے ہیں) کہ اے ہمارے پروردگار

فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ (سورہ مومن ع ۱)

آپ کی رحمت اور علم ہر شئی کو شامل ہے۔ پس ان لوگوں کو بخش دیجئے جنہوں نے توبہ کر لی ہے اور آپ کے راستہ پر چلتے ہیں اور ان کو جہنم کے عذاب سے بچا لیجئے۔

۵۷: وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ ۝ (سورہ مومن ع ۶)

صبح اور شام ہمیشہ اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے رہیے۔

۵۸: فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْـَٔمُوْنَ ۝ (سورہ حم سجدہ ع ۵)

جو آپ کے رب کے نزدیک ہیں (یعنی مُقرّب ہیں مراد فرشتے ہیں) وہ رات دن اس کی تسبیح کرتے رہتے ہیں اور ذرا بھی نہیں اکتاتے۔

۵۹: وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْأَرْضِ ط (سورہ شوریٰ ع ۱)

اور فرشتے اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے رہتے ہیں اور ان لوگوں کے لیے جو زمین میں رہتے ہیں ان کے لیے استغفار کرتے رہتے ہیں۔

۶۰: وَتَقُوْلُوْا سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ۝ وَإِنَّآ إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ۝ (سورہ زخرف ع ۱)

(اور تم سواریوں پر بیٹھ جانے کے بعد اپنے رب کو یاد کیا کرو) اور کہو پاک ہے وہ ذات جس نے ان سواریوں کو ہمارے تابع کیا اور ہم تو ایسے نہ تھے کہ ان کو تابع کر سکتے، اور بے شک ہم کو اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

۶۱: سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ (سورہ زخرف ع ۷)

آسمانوں اور زمین کا پروردگار جو مالک ہے عرش کا بھی، پاک ہے ان چیزوں سے جن کو یہ بیان کرتے ہیں۔

۶۲: وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا

(سورہ فتح ع۱)

اور تسبیح کرتے رہو اس کی صبح کے وقت اور شام کے وقت۔

۶۳: فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ ۚ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ

(سورہ ق ع۳)

پس ان لوگوں کی نامناسب باتوں پر جو کچھ وہ کہیں صبر کیجئے اور اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے رہیئے آفتاب نکلنے سے پہلے اور آفتاب کے غروب ہونے کے بعد اور رات میں بھی اس کی تسبیح و تحمید کیجئے۔

۶۴: سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ

(سورہ طور ع۲)

اللہ کی ذات پاک ہے ان چیزوں سے جن کو وہ شریک کرتے ہیں۔

۶۵: وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ۙ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ

(سورہ طور ع۲)

اور اپنے رب کی تسبیح و تحمید کیا کیجئے (مجلس سے یا سونے سے) اٹھنے کے بعد (یعنی تہجد کے وقت) اور رات کے وقت بھی اس کی تسبیح کیا کیجئے اور ستاروں کے (غروب ہونے کے) بعد بھی۔

۶۶: فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ

سورہ واقعہ ع ۲-۳ دو جگہ

پس اپنے اس بڑی عظمت والے رب کے نام کی تسبیح کیجئے۔

۶۷: سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

(سورۂ حدید ع۱)

اللہ جل شانہ کی تسبیح کرتے ہیں وہ سب کچھ جو آسمانوں میں ہیں اور زمین میں ہیں اور وہ زبردست ہے حکمت والا ہے۔

۶۸: سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَ

اللہ کی تسبیح کرتی ہیں وہ سب چیزیں

فِي الْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ (سورہ حشر ع۱)	جو زمین میں ہیں اور وہ زبردست ہے حکمت والا ہے۔
۷۰: سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ (سورہ حشر ع۳)	اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے ان چیزوں سے جن کو یہ شریک کرتے ہیں۔
۷۱: يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ (سورہ حشر ع۳)	اللہ تعالیٰ شانہٗ کی تسبیح کرتی رہتی ہیں وہ سب چیزیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور وہ زبردست ہے حکمت والا ہے۔
۷۲: سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ (سورہ صف ع۱)	اللہ جل شانہٗ کی تسبیح کرتی ہیں وہ سب چیزیں جو آسمانوں میں ہیں اور زمین میں ہیں اور وہ زبردست ہے حکمت والا ہے
۷۳: يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ (سورہ جمعہ ع۱)	اللہ جل شانہٗ کی تسبیح کرتی ہیں وہ سب چیزیں جو آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں زمین میں ہیں جو بادشاہ ہے، سب عیبوں سے پاک ہے زبردست ہے حکمت والا ہے۔
۷۴: يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (سورہ تغابن ع۱)	اللہ جل شانہٗ کی تسبیح کرتی ہیں وہ سب چیزیں جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں اسی کے لئے ساری سلطنت ہے اور وہی تعریف کے قابل ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔
۷۵، ۷۶: قَالَ أَوْسَطُهُمْ أَلَمْ أَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ ۝ قَالُوْا	ان میں سے جو افضل تھا وہ کہنے لگا کہ میں نے تم سے کہا نہ تھا اللہ

سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝ (سورۂ قلم ع ۱)

کہ تسبیح کیوں نہیں کرتے وہ لوگ کہنے لگے سُبحٰن ربّنا (ہمارا رب پاک ہے) بیشک ہم خطاوار ہیں۔

۶۶: فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ (سورۂ حاقہ ع ۲)

پس اپنے عظمت والے پروردگار کے نام کی تسبیح کرتے رہئے۔

۶۷: وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ۝ (سورۂ دہر ع ۲)

اپنے پروردگار کا نام صبح و شام لیا کیجئے اور رات کو بھی اس کے لئے سجدہ کیجئے اور رات کے بڑے حصہ میں اس کی تسبیح کیا کیجئے۔

۶۸: سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى (سورۂ اعلیٰ ع ۱)

آپ اپنے عالی شان پروردگار کے نام کی تسبیح کرتے رہئے۔

۶۹: فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝ (سورۂ نصر ع ۱)

پس آپ اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے رہئے اور اس سے مغفرت طلب کرتے رہئے بیشک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔

فائدہ: یہ تمام آیات ہیں جن میں اللہ جل جلالہٗ و عم نوالہٗ کی تسبیح کا حکم ہے۔ اس کو بیان کیا یا کرنے اور اقرار کرنے کا حکم ہے یا اس کی ترغیب ہے۔ جس مضمون کو اللہ جل شانہٗ نے اس اہتمام سے اپنے پاک کلام میں بار بار ذکر فرمایا ہو اس کے مہتم بالشان ہونے میں کیا تردد ہو سکتا ہے۔ ان کے علاوہ بہت سی آیات ہیں جن میں تسبیح کے ساتھ تحمید (یعنی اللہ جل شانہٗ کی تعریف کرنا اس کی حمد بیان کرنا) اور تنہا الحمد للہ کا بھی ذکر بہت سی جگہ آیا ہے اور بہت سی آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] تو [illegible] خصوصیت سے [illegible] آیات میں بھی آیا ہے اور سب سے اخیر یہ کہ جنت والوں کے کلام کا آخری حصہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ہے جیسا

اس سے بڑھ کر اس پاک کلمہ کی اور کیا فضیلت ہوگی کہ اللہ جل جلالہٗ نے قرآن پاک کا شروع اس سے فرمایا ہے۔

۱: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (سو فاتحہ ع ۱)	سب تعریفیں اللہ کو لائق ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔
۲: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ثُمَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ (سو انعام ع۵)	تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا فرمایا اور اندھیروں اور نور کو بنایا پھر بھی کافر لوگ (دوسروں کو) اپنے ربّ کے برابر کرتے ہیں۔
۳: فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (سورہ انعام ع۵)	پھر (ہماری گرفت سے) ظالم لوگوں کی جڑ کٹ گئی اور تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے (اس کا شکر ہے) جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔
۴: وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ هَدٰنَا لِهٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰنَا اللّٰہُ (سورۃ اعراف ع۵)	اور (جنّت میں پہنچنے کے بعد) وہ لوگ کہنے لگے تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے ہم کو اس مقام تک پہنچا دیا اور کبھی بھی یہاں تک نہ پہنچتے، اگر حق تعالیٰ شانہٗ ہم کو نہ پہنچاتے۔
۵: اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ (سو اعراف ع۱۹)	جو لوگ ایسے رسول نبی اُمّی کا اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس توراۃ اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔

فائدہ:- توراۃ میں جو صفات حضورؐ کی نقل کی گئی ہیں اُن میں یہ بھی ذکر کیا گیا ہے

کہ ان کی امت بہت کثرت سے اللہ کی حمد کرنے والی ہے چنانچہ درمنثور میں کئی روایات سے یہ مضمون نقل کیا گیا ہے۔

۵: اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ (توبہ ع ۱۴)	ان مجاہدوں کے اوصاف جن کے نفوس کو اللہ جل شانہ نے جنت کے بدلہ میں خرید لیا ہے یہ ہیں کہ وہ لوگ گناہوں سے توبہ کرنے والے ہیں، اللہ کی حمد کرنے والے ہیں، روزہ رکھنے والے ہیں یا

خدا ملنے کے لیے سفر کرنے والے ہیں رکوع اور سجدہ کرنے والے ہیں (یعنی نمازی ہیں) نیک باتوں کا حکم کرنے والے ہیں اور بری باتوں سے روکنے والے ہیں (یعنی تبلیغ کرنے والے ہیں) اور اللہ کی حدود کی (یعنی احکام کی) حفاظت کرنے والے ہیں ایسے مومنوں کو آپ خوشخبری سنا دیجئے۔

۶: وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (یونس ع ۱)	اور ان کی آخری پکار یہ ہوگی الحمد للہ رب العالمین (تمام تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے)۔
۷: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ (ابراہیم ع ۶)	تمام تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے بڑھاپے میں مجھ کو دو بیٹے اسمٰعیل اور اسحٰق (علی نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام) عطا فرمائے
۸: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ (نحل ع ۱۰)	تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں، مگر وہ لوگ اس طرف متوجہ نہیں ہوتے، بلکہ اکثر ان میں سمجھتے ہی نہیں۔
۹: فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ	جس وقت تم شام کرو اور تم کو صبح ہو

بِحَمْدِهٖ وَتَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ (س بنی اسرائیل ع ۵)

کو زندہ کر کے پکارے گا تو تم مجبوراً اس کی حمد (و ثنا) کرتے ہوئے حکم کی تعمیل کرو گے اور (اس حالت کو دیکھ کر) گمان کرو گے (کہ تم دنیا اور قبر میں) **بہت ہی کم مدت ٹھہرے تھے۔**

۱۱: وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ۝ (سورہ بنی اسرائیل ع ۱۲)

اور آپ (علی الاعلان) کہہ دیجئے کہ تمام تعریف اسی اللہ کے لیے ہے جو نہ اولاد رکھتا ہے اور نہ اس کا کوئی سلطنت میں شریک ہے اور نہ کمزوری کی وجہ سے اس کا کوئی مددگار ہے اور اس کی خوب تکبیر (بڑائی بیان) کیا کیجئے۔

۱۲: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۝ (س کہف ع ۱)

تمام تعریف اس اللہ کے لیے ہے جس نے اپنے بندہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر کتاب نازل فرمائی اور اس کتاب میں کسی قسم کی ذرا سی بھی کجی نہیں رکھی۔

۱۳: فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَجّٰىنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (سورہ مؤمنون ع ۲)

(حضرت نوح علیہ السلام کو خطاب ہے کہ جب تم کشتی میں بیٹھ جاؤ) تو کہنا کہ تمام تعریف اس اللہ کے لیے ہے جس نے **ہمیں ظالموں سے نجات دی۔**

۱۴: وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (س نمل ع ۲)

(اور حضرت سلیمان و داؤد علیہما السلام) نے کہا کہ تمام تعریف اس اللہ کے لیے ہے جس نے ہم کو اپنے بہت سے ایمان **والے بندوں پر فضیلت دی۔**

۱۰: قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى (سورۂ نمل ع ۵)	آپ کہہ دیجئے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں اور اس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اس نے منتخب فرمایا
۱۱: وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا (سورۂ نمل ع ۷)	اور آپ کہہ دیجئے کہ سب تعریفیں اللہ ہی کے واسطے ہیں وہ عنقریب تم کو اپنی نشانیاں دکھلائے گا پس تم اس کو پہچان لوگے
۱۲: لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (سورۂ قصص ع ۷)	حمد و ثنا کے لائق دنیا و آخرت میں وہی ہے اور حکومت بھی اسی کے لیے ہے اور اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے
۱۳: قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ (سورۂ عنکبوت ع ۶)	آپ کہئے الحمد للہ (کہ حق ظاہر ہوا) بلکہ اکثر ان میں سمجھتے بھی نہیں
۱۴: وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ (سورۂ لقمان ع ۲)	اور جو شخص ناشکری کرے (وہ اپنا نقصان کرے) تو اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے اور ستودہ ہے
۱۵: قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (سورۂ لقمان ع ۳)	آپ کہئے الحمد للہ بلکہ ان میں اکثر جانتے نہیں
۱۶: اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ (ایضاً ع ۳)	بے شک اللہ تعالیٰ ہی بے نیاز ہے تعریف کے لائق ہے
۱۷: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي	تمام تعریفیں اسی اللہ کے لیے ہیں جس کی

مالک ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اسی کی حمد (وثنا) ہوگی آخرت میں (کسی دوسرے کی پوچھ نہیں)۔

۲۳: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (سورۂ فاطر ع ۱)

تمام تعریف اللہ کے لیے ہے جو آسمانوں کا پیدا کرنے والا ہے اور زمین کا۔

۲۴: يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ (سورۂ فاطر ع ۳)

اے لوگو تم محتاج ہو اللہ کے اور وہ بے نیاز ہے اور تمام خوبیوں والا ہے۔

۲۵: وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ ۙ الَّذِيْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ (سورۂ فاطر ع ۴)

جب مسلمان جنت میں داخل ہوں گے تو ریشمی لباس پہنائے جاویں گے اور کہیں گے کہ تمام تعریف اس اللہ کے لیے ہے جس نے ہم سے ہمیشہ کیلئے رنج دور کر دیا۔ بیشک ہمارا رب بڑا بخشنے والا بڑا قدر کرنے والا ہے جس نے ہم کو اپنے فضل سے ہمیشہ کے رہنے کے مقام میں پہنچا دیا جہاں ہم کو نہ کوئی کلفت پہنچے گی، اور نہ ہم کو کوئی خستگی پہنچے گی۔

۲۶: وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (سورۂ صافات ع ۵)

اور سلام ہو رسولوں پر اور تمام تعریف اللہ ہی کے واسطے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

۲۷: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (سورۂ زمر ع ۳)

تمام تعریف اللہ کے واسطے ہے (مگر یہ لوگ سمجھتے نہیں) بلکہ اکثر جاہل ہیں۔

۲۸: وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا

(جب مسلمان جنت میں داخل ہو جائیں گے تو) کہیں گے کہ تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے

الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ۝

(سورۂ زمر ع۸)

ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا کیا اور ہم کو اس زمین کا مالک بنا دیا کہ ہم جنت میں جہاں چاہیں مقام کریں، نیک عمل کرنے والوں کا کیا ہی اچھا بدلہ ہے۔

۱۱: فَلِلَّهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْأَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ

(سورۂ جاثیہ ع۴)

پس اللہ ہی کے لئے تمام تعریف ہے جو پروردگار ہے آسمانوں اور زمین کا اور تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

۱۲: وَمَا نَقَمُوا مِنْهُمْ إِلَّا أَنْ يُؤْمِنُوا بِاللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ

(سورۂ بروج ع۱)

(ایک کافر بادشاہ کے مسلمانوں کو ستانے اور تکلیفیں دینے کا قصہ ذکر کرتے ہوئے) وہ ان کافروں نے ان مسلمانوں میں اور کوئی عیب نہیں پایا تھا بجز اس کے کہ وہ خدا پر ایمان لائے تھے جو زبردست ہے اور تعریف کا مستحق ہے اسی کی ہے سلطنت آسمانوں اور زمین کی۔

فائدہ: ان آیات میں اللہ کی حمد اور اس کی تعریف کی ترغیب، اس کا حکم، اس کی خوبی، احادیث میں بھی کثرت سے اللہ کی تعریف کرنے والوں کے فضائل خاص طور پر ذکر کئے گئے ہیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جنت کی طرف سب سے پہلے وہ لوگ بلائے جائیں گے جو ہر راحت و تکلیف میں اللہ کی تعریف کرنے والے ہوں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ کو اپنی تعریف بہت پسند ہے اور ہونا بھی چاہئے کہ حقیقتاً تعریف کی مستحق صرف اسی کی ذات پاک ہے، غیر اللہ کی تعریف کیا ہے، کسی کی مستحق ہی نہیں ہے کہ وہ خود بھی اپنے قبضہ میں نہیں، ایک حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے دن افضل بندے وہ ہیں جو کثرت سے اللہ کی حمد و ثنا کرنے والے ہوں۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ حمد شکر کی جڑ اور بنیاد ہے جس نے اللہ کی حمد نہیں کی اس نے اللہ کا شکر بھی ادا نہیں کیا۔ ایک حدیث میں

[illegible]

۸: وَلَهُ الْكِبْرِيَاءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

(سورۃ جاثیہ ع ۴)

اور اسی (پاک ذات) کے لیے بڑائی ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور وہی زبردست حکمت والا ہے۔

۹: هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۚ

(سورۃ حشر ع ۳)

وہ ایسا معبود ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ بادشاہ ہے (سب عیبوں سے) پاک ہے (سب نقصانات سے) سالم ہے امن دینے والا ہے نگہبانی کرنے والا ہے (یعنی آفتوں سے بچانے والا ہے) زبردست ہے خرابی کا درست کرنے والا ہے، بڑائی والا ہے۔

فائدہ: ان آیات میں اللہ جل شانہ کی بڑائی اور عظمت کی ترغیب اور اس کا حکم فرمایا گیا ہے احادیث میں بھی خصوصیت کے ساتھ اللہ کی بڑائی کا حکم اس کی ترغیب کثرت سے وارد ہوئی ہے، ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جب یہ دیکھو کہ کہیں آگ لگ گئی تو تکبیر (یعنی اللہ اکبر کثرت سے) پڑھا کرو یہ اس کو بجھا دے گی، دوسری حدیث میں ہے کہ تکبیر (یعنی اللہ اکبر کہنا) آگ کو بجھا دیتا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب بندہ تکبیر کہتا ہے تو اس کا نور زمین سے آسمان تک سب چیزوں کو ڈھانپ لیتا ہے، ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ مجھے جبرئیل ؑ نے تکبیر کا حکم کیا، ان آیات و احادیث کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و رفعت، اس کی حمد و ثنا اور علو شان کو مختلف عنوانات سے کلام اللہ شریف میں بہت سے مختلف الفاظ سے ذکر فرمایا ہے، ان کے علاوہ بہت سی آیات ایسی ہیں جن میں ان تسبیحات کے الفاظ ذکر نہیں فرماتے لیکن مراد یہ تسبیحات ہیں چنانچہ چند آیات حسب ذیل ہیں۔

۱: فَتَلَقّٰى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ

پس حاصل کر لیے حضرت آدم (علیہ السلام) نے اپنے رب سے چند کلمے ان کے

التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ (سورۂ بقرہ ع ۴)

ذریعے سے توبہ کی) پس اللہ تعالیٰ نے رحمت کے ساتھ اس پر توجہ فرمائی بیشک وہی ہے بڑی توبہ قبول کرنیوالا بڑا مہربان۔

فائدہ:- ان کلمات کی تفسیر میں مختلف احادیث وارد ہوئی ہیں منجملہ ان کے یہ بھی ہے کہ وہ کلمات یہ تھے لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ وَبِحَمْدِکَ رَبِّ عَمِلْتُ سُوْٓءًا وَّظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ اِنَّکَ اَنْتَ خَیْرُ الْغَافِرِیْنَ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ وَبِحَمْدِکَ رَبِّ عَمِلْتُ سُوْٓءًا وَّظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ وَبِحَمْدِکَ رَبِّ عَمِلْتُ سُوْٓءًا وَّظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ط اس قسم کے مضمون کی اور بھی متعدد احادیث وارد ہوتی ہیں جن کو علامہ سیوطیؒ نے دُرِّ منثور میں ذکر کیا ہے اور ان میں تسبیح و تحمید مذکور ہے۔

۲) مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ (سورۂ انعام ع ۲۰)

جو شخص ایک نیکی لے کر آوے گا اس کو دس گنا اجر ملے گا اور جو شخص برائی لے کر آوے گا اس کو اس کے برابر ہی سزا ملے گی اور ان لوگوں پر ظلم نہ ہوگا۔

فائدہ:- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دو خصلتیں ایسی ہیں کہ جو مسلمان ان کا اہتمام کرلے جنت میں داخل ہو اور وہ دونوں بہت معمولی چیزیں ہیں مگر ان پر عمل کرنے والے بہت کم ہیں، ایک یہ کہ سُبْحَانَ اللّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ہر نماز کے بعد دس دس مرتبہ پڑھ لیا کرے تو روزانہ ایک سو پچاس مرتبہ (پانچوں نمازوں کے بعد کا مجموعہ) زبان سے ادا ہوں گے، جو دس گنا ہو جانے کی وجہ سے پندرہ سو نیکیاں حساب میں شمار کی جائیں گی دوسری چیز یہ کہ سوتے وقت اَللّٰہُ اَکْبَرُ چونتیس مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تینتیس مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ تینتیس مرتبہ پڑھ لیا کرے تو سو کلمے ہو گئے جن کا ثواب ایک ہزار نیکیاں ہو گیا اب ان کی اور دن بھر کی نمازوں کی تسبیح کی میزان کل دو ہزار پانچ سو نیکیاں ہو

[illegible] ہزار نیکیاں روزانہ کی [illegible]

[illegible] ہزار نیکیاں روزانہ [illegible] روزانہ کی اس [illegible]

[illegible] نے اپنی شفقت سے [illegible] ارشاد فرمایا [illegible]

[illegible] ارشاد فرمایا کہ [illegible]

[illegible]

[illegible] اعتبار سے بھی ابد (جہاں) بہتر ہیں اور امید [illegible]

[illegible]

والارض سُبْحَانَ اللّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ہیں اور یہ عرش کے خزانے سے نازل ہوئی اور بھی روایات میں یہ مضمون وارد ہوا ہے۔

۶: اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ (س فاطر ع ۲)

اسی کی طرف اچھے کلمے پہنچتے ہیں اور نیک عمل ان کو پہنچاتا ہے۔

فائدہ:- کلمہ طیبہ کے بیان میں بھی اس آیت کا ذکر گذر چکا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جب ہم تمہیں کوئی حدیث سناتے ہیں تو قرآن شریف سے اس کی سند اور تائید بتا دیتے ہیں، مسلمان جب سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اللّٰهُ اَكْبَرُ تَبَارَكَ اللّٰهُ پڑھتا ہے تو فرشتہ ان کو اپنے پروں میں نہایت احتیاط سے لے کر آسمان پر لے جاتا ہے اور جس آسمان پر گذرتا ہے اس کے فرشتے اس پڑھنے والے کے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور اس کی تائید آیت شریفہ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ سے ہے۔ حضرت کعب احبارؓ فرماتے ہیں کہ سُبْحَانَ اللّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اللّٰهُ اَكْبَرُ کے لئے عرش کے گرد اگرد ایک بھنبھناہٹ ہے جس میں اپنے پڑھنے والوں کا تذکرہ کرتے رہتے ہیں۔ بعض روایات میں حضرت کعبؓ نے حضورؐ سے یہ مضمون نقل کیا ہے اور ایک دوسرے صحابی حضرت نعمانؓ نے بھی اس قسم کا مضمون خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے نقل کیا ہے۔

فصل —— دوم

ان احادیث کے بیان میں جن میں ان کلمات کی فضیلت اور ترغیب ذکر فرمائی گئی ہے۔

۱: عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَتَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دو کلمے ایسے ہیں کہ زبان پر بہت ہلکے اور ترازو میں بہت وزنی اور اللہ کے نزدیک بہت محبوب ہیں وہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ

الرَّحْمٰنِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ (رواہ البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجۃ کذا فی الترغیب)

اور سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ ہیں۔

فائدہ: زبان پر ہلکے کا مطلب یہ ہے کہ پڑھنے میں نہ وقت خرچ ہو کہ بہت مختصر ہیں، نہ یاد کرنے میں کوئی دِقّت یا دیر لگے اس کے باوجود جب اعمال کے تولنے کا وقت آئے گا تو ترازو میں ان کلموں کی کثرت کی وجہ سے بہت زیادہ وزن ہو جائے گا، اور اگر کوئی بھی فائدہ نہ ہوتا تو یہی اس سے بڑھ کر کیا چیز تھی کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ دو کلمے سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ امام بخاری نے اپنی کتاب صحیح بخاری کو انہی دو کلموں پر ختم فرمایا اور یہی حدیث کتاب کے ختم پر ذکر فرمائی ہے۔ ایک حدیث میں ارشادِ نبوی ہے کہ کوئی شخص تم میں سے اس بات کو نہ چھوڑے کہ ہزار نیکیاں روزانہ کر لیا کرے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سو مرتبہ پڑھا کرے، ہزار نیکیاں ہو جائیں گی، اتنے گناہ تو انشاء اللہ روزانہ کے ہوں گے بھی نہیں اور اس تسبیح کے علاوہ جتنے نیک کام کیے ہوں گے ان کا ثواب علیحدہ نفع میں رہا۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص صبح و شام ایک ایک تسبیح سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ کی پڑھے اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں گو سمندر کے جھاگوں سے بھی زیادہ ہوں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ سے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے (سردی میں) درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔

۲: عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُخْبِرُكَ بِاَحَبِّ الْكَلَامِ اِلَى اللّٰهِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِیْ بِاَحَبِّ الْكَلَامِ اِلَى اللّٰهِ قَالَ اِنَّ اَحَبَّ الْكَلَامِ اِلَى اللّٰهِ سُبْحَانَ

حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں تجھے بتاؤں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ کلام کیا ہے؟ میں نے عرض کیا ضرور بتائیں، ارشاد فرمایا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ دوسری حدیث میں ہے سُبْحَانَ رَبِّیْ وَبِحَمْدِهٖ ایک حدیث میں ہے کہ اللہ نے جس چیز کو اپنے فرشتوں کے لیے انتخاب فرمایا

اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ۔

وہی افضل ترین ہے اور وہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ ہے۔

رواہ مسلم والنسائی والترمذی الا انہ قال سُبْحَانَ رَبِّیْ وَبِحَمْدِہٖ وقال حسن صحیح وعزاہ السیوطی فی الجامع الصغیر الی مسلم واحمد والترمذی ورقم لہ بالصحۃ وفی روایۃ لمسلم سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْکَلَامِ اَفْضَلُ قَالَ مَا اصْطَفَی اللّٰہُ لِمَلٰئِکَتِہٖ اَوْ لِعِبَادِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ کذا فی الترغیب [illegible] وصححہ علی شرط مسلم [illegible] ذکرہ السیوطی فی الجامع [illegible] ورقم لہ بالصحۃ۔

ف: پہلی فصل کی آیات میں [illegible] ملائکہ [illegible] [illegible]

[illegible]

بِعِتْقِهٖ اَوْ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ
وَمَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ
مِائَةَ مَرَّةٍ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ
مِائَةَ اَلْفِ حَسَنَةٍ وَّاَرْبَعًا
وَّعِشْرِيْنَ اَلْفَ حَسَنَةٍ قَالُوْا
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِذًا لَّا يَهْلِكُ مِنَّا
اَحَدٌ قَالَ بَلٰى اِنَّ اَحَدَكُمْ
لَيَجِيْئُ بِالْحَسَنَاتِ لَوْ وُضِعَتْ
عَلٰى جَبَلٍ اَثْقَلَتْهُ ثُمَّ تَجِيْئُ
النِّعَمُ فَتَذْهَبُ بِتِلْكَ ثُمَّ
يَتَطَاوَلُ الرَّبُّ بَعْدَ ذٰلِكَ بِرَحْمَتِهٖ

ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ صحابہؓ نے عرض
کیا یا رسول اللہ! ایسی حالت میں تو کوئی
بھی قیامت میں ہلاک نہیں ہو سکتا کہ
نیکیاں غالب ہی رہیں گی۔ حضورؐ نے
فرمایا کہ بعض لوگ پھر بھی ہلاک ہوں گے
(اور کیوں نہ ہوں) بعض آدمی اتنی نیکیاں
لے کر آئیں گے کہ اگر پہاڑ پر رکھ دی جائیں
تو وہ دب جائے لیکن اللہ کی نعمتوں
کے مقابلہ میں وہ معدوم ہو جاتی ہیں البتہ
اللہ جل شانہٗ پھر اپنی رحمت و فضل
سے دستگیری فرماتے ہیں۔

(رواہ الحاکم [illegible] کذا فی الترغیب [illegible])

فائدہ: اللہ کی نعمتوں کے مقابلہ میں دب جانے کا مطلب [illegible]
یہ ہے کہ قیامت میں جہاں نیکیاں اور برائیاں تولی جائیں گی وہاں [illegible]
[illegible] اللہ جل شانہٗ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
تھی پھر [illegible]

کرنے کی طاقت کون رکھتا ہے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا ہر تسبیح صدقہ ہے، ہر تکبیر صدقہ ہے، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ایک مرتبہ کہنا صدقہ ہے، اللّٰہُ اکبر کہنا صدقہ ہے، راستہ سے تکلیف دینے والی چیز کا ہٹا دینا صدقہ ہے، غرض بہت سے صدقات شمار کرائے اس قسم کی اور بھی احادیث ہیں جن میں سے آدمی کی اپنی ذات میں جو اللہ کی نعمتیں ہیں ان کا بیان ہے۔ اس کے علاوہ کھانے پینے راحت و آرام کے متعلق جتنی اللہ کی نعمتیں ہر وقت میسر ہوتی ہیں وہ مزید برآں۔

قرآنِ پاک میں سورۂ اَلْہٰکُمُ التَّکَاثُرُ میں بھی اس کا ذکر ہے کہ قیامت میں اللہ کی نعمتوں سے بھی سوال ہوگا۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ بدن کی صحت، کانوں کی صحت آنکھوں کی صحت سے سوال ہوگا کہ اللہ کی یہ نعمتیں اپنے لطف سے عطا فرمائیں ان کو کس کام میں خرچ کیا یا چوپاؤں کی طرح صرف پیٹ پالنے میں خرچ کیا، چنانچہ دوسری جگہ سورۂ بنی اسرائیل میں ارشاد ہے اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ کُلُّ اُولٰٓئِکَ کَانَ عَنْہُ مَسْئُوْلًا (کان، آنکھ، دل ہر شخص سے ان سب کی قیامت کے دن پوچھ ہوگی کہ ان چیزوں کا استعمال کہاں کیا) حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جن نعمتوں سے سوال ہوگا، ان میں بے فکری جو اللہ کی بڑی دولت ہے اور صحتِ بدن بھی ہے، مجاہدؒ کہتے ہیں کہ دنیا کی ہر لذت نعمتوں میں داخل ہے جن سے سوال ہوگا۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اس میں عافیت بھی داخل ہے۔ ایک شخص نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ (پھر اس دن نعمتوں سے بھی سوال کیا جاوے گا) کا مطلب کیا ہے، آپ نے ارشاد فرمایا کہ گیہوں کی روٹی اور ٹھنڈا پانی مراد ہے کہ اس سے بھی سوال ہوگا اور رہنے کے لیے مکان سے بھی۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو بعض صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کن نعمتوں کا سوال ہوگا آدھی بھوک روٹی ملتی ہے اور وہ بھی جَو کی (پیٹ بھر کر روٹی بھی میسر نہیں) وحی نازل ہوئی، کیا پاؤں میں جوتا نہیں پہنتے، کیا ٹھنڈا پانی نہیں پیتے یہ بھی تو اللہ کی نعمتیں ہیں، ایک حدیث میں آیا ہے کہ بعض صحابہؓ نے اس آیت شریفہ کے نازل ہونے پر عرض کیا، یا

رسول اللہ کن نعمتوں سے سوال ہوگا کھجور اور پانی صرف یہ دو چیزیں کھانے پینے کو ملتی ہیں اور ہماری تلواریں (جہاد کے لیے) ہر وقت کندھوں پر رہتی ہیں اور دشمن (کافر کوئی نہ کوئی) مقابل (جس کی وجہ سے وہ دو چیزیں بھی اطمینان اور بے فکری سے نصیب نہیں ہوتیں) حضورؐ نے فرمایا کہ عنقریب نعمتیں میسر ہونے والی ہیں۔ ایک حدیث میں حضورؐ کا ارشاد ہے کہ قیامت میں جن نعمتوں سے سوال ہوگا ان میں سب سے اول یہ ہوگا کہ ہم نے تیرے بدن کو تندرستی عطا فرمائی (یعنی اس تندرستی کا کیا حق ادا کیا اور اس میں اللہ کی رضا کی کیا خدمت ادا کی) اور ہم نے ٹھنڈے پانی سے تجھ کو سیراب کیا (درحقیقت اللہ کی بڑی نعمت ہے جہاں ٹھنڈا پانی میسر نہیں ہوتا ان سے کوئی اس کی قدر پوچھے یہ اللہ کی اتنی بڑی نعمت ہے کہ حد نہیں مگر ہم لوگوں کو اس کے نعمت عظمیٰ ہونے کی طرف التفات بھی نہیں ہوتا چہ جائیکہ اس کا شکر اس کی ادائیگی ہو) ایک حدیث میں وارد ہے کہ جن نعمتوں سے سوال ہوگا یہ ہیں روٹی کا ٹکڑا جس سے پیٹ بھرا جاتا ہے۔ وہ پانی جس سے پیاس بجھائی جاتی ہے کپڑا جس سے بدن ڈھانکا جاتا ہے۔ ایک مرتبہ دوپہر کے وقت سخت دھوپ میں حضرت ابوبکرؓ پریشان ہو کر گھر سے چلے۔ مسجد میں پہنچے ہی تھے کہ حضرت عمرؓ بھی اسی حالت میں تشریف لے آئے۔ حضرت ابوبکرؓ کو بیٹھا ہوا دیکھ کر دریافت کیا کہ تم اس وقت یہاں کہاں فرمایا کہ بھوک کی شدت نے پریشان کیا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا، واللہ اسی چیز نے مجھے بھی مجبور کیا کہ کہیں جاؤں، یہ دونوں حضرات یہ گفتگو کر ہی رہے تھے کہ سردار دو عالم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ان کو دیکھ کر دریافت فرمایا کہ تم اس وقت کہاں؟ عرض کیا یا رسول اللہ بھوک نے پریشان کیا جس سے مضطرب ہو کر نکل پڑے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا اسی مجبوری سے میں بھی آیا ہوں۔ تینوں حضرات اکٹھے ہو کر حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے مکان پر پہنچے وہ تشریف نہیں رکھتے تھے۔ بیوی نے بڑی مسرت اور خوشی سے ان حضرات کو بٹھایا۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا ابو ایوب کہاں گئے ہیں۔ عرض کیا ابھی حاضر ہوتے ہیں کسی ضرورت سے گئے ہوئے ہیں۔ اتنے میں ابو ایوب بھی حاضر خدمت ہو گئے اور فرط مسرت میں کھجور کا ایک بڑا سا خوشہ توڑ لائے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ

سارا خوشہ کیوں توڑا اس میں کچی اور آدھ کچری بھی ٹوٹ گئیں چھانٹ کر پکی ہوئی توڑ لیتے انہوں نے عرض کیا اس خیال سے توڑا کہ ہر قسم کی سامنے ہوں جو پسند ہو وہ نوش فرمائیں بعض مرتبہ پکی ہوئی سے آدھ کچری زیادہ پسند ہوتی ہیں، خوشہ سامنے رکھ کر جلدی سے گئے اور ایک بکری کا بچہ ذبح کیا اور جلدی جلدی کچھ گوشت بھون لیا کچھ سالن تیار کر لیا۔ حضورؐ نے ایک روٹی میں تھوڑا سا گوشت رکھ کر ابو ایوبؓ کو دیا کہ یہ فاطمہؓ کو پہنچا دو، اس کو بھی کئی دن سے کچھ نہیں ملا۔ وہ فوراً پہنچا کر آئے، ادھر حضرات نے بھی سیر ہو کر نوش فرمایا۔ اس کے بعد حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ دیکھو یہ اللہ کی نعمتیں ہیں روٹی ہے گوشت ہے ہر قسم کی کچی پکی کھجوریں ہیں یہ فرما کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور ارشاد فرمایا اس پاک ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے یہی وہ نعمتیں ہیں جن سے قیامت میں سوال ہوگا، جن حالات کے تحت میں اس وقت یہ چیزیں میسر ہوئی تھیں اس کے لحاظ سے صحابہؓ کو بڑی گرانی اور فکر پیدا ہو گیا کہ ایسی مجبوری اور اضطرار کی حالت میں یہ چیزیں میسر آئیں اس پر بھی حساب ہے، حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ کا شکر ادا کرنا تو ضروری ہے جب اس قسم کی چیزوں پر ہاتھ ڈالو تو اول بسم اللہ پڑھو اور جب کھا چکو تو کہو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هُوَ اَشْبَعَنَا وَ اَنْعَمَ عَلَیْنَا وَ اَفْضَلَ (تمام تعریف اس اللہ کی ہے جس نے ہم کو پیٹ بھر کر کھلایا اور ہم پر انعام فرمایا اور بہت زیادہ عطا فرمایا) اس دعا کا پڑھنا شکر کے لئے کافی ہے۔ اس قسم کے واقعات متعدد دفعہ پیش آئے ہیں متعدد احادیث میں مختلف [illegible] سے ذکر کئے گئے ہیں، چنانچہ ایک مرتبہ [illegible] کا [illegible] [illegible] کا ایک قصہ [illegible] صاحب سے منقول ہے جس میں [illegible] ایک شخص پر [illegible] تھا اور [illegible] آپ نے ساتھیوں سے فرمایا کہ تم لوگ [illegible] انہوں نے عرض کیا [illegible] آپ نے ارشاد فرمایا [illegible] قیامت میں [illegible]

ایک رجسٹر میں نیکیوں کا حساب ہے، دوسرے میں اللہ کی نعمتوں کا حساب ہے، تیسرے میں گناہوں کا۔ مطلب یہ ہے کہ نیکیاں نعمتوں کے مقابلہ میں ہو جائیں گی اور برائیاں باقی رہ جائیں گی جو اللہ کے فضل کے تحت میں ہوں گی۔ ان سب کا مطلب یہ ہے کہ اللہ جل شانہ کی جس قدر نعمتیں ہر آن اور ہر دم آدمی پر ہوتی ہیں ان کا شکر کرنا، ان کا حق ادا کرنا بھی آدمی کے ذمہ ہے۔ اس لیے جتنی مقدار بھی نیکیوں کی پیدا ہو سکے، اس کو حاصل کرنے میں کمی نہ کرے اور کسی مقدار کو بھی زیادہ نہ سمجھے کہ وہاں پہنچ کر معلوم ہوگا کہ کتنے گناہ ہم نے اپنی آنکھ کان اور زبان وغیرہ سے ایسے کیے ہیں جن کو ہم گناہ سمجھتے بھی نہ تھے۔ حضور کا ارشاد ہے کہ تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جس کی قیامت میں اللہ کے یہاں پیشی نہ ہو کہ اس وقت نہ کوئی پردہ درمیان میں حائل ہوگا نہ ترجمان (وکیل وغیرہ) دائیں طرف دیکھے گا تو اپنے اعمال کا انبار ہوگا، بائیں طرف دیکھے گا تب بھی یہی منظر ہوگا، سامنے کی جانب نظر پڑے گی تو جہنم کی آگ سامنے ہوگی، اس لیے جہاں تک ممکن ہو صدقہ سے جہنم کی آگ کو دفع کرو، خواہ کھجور کا ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ قیامت میں سب سے اول یہ سوال ہوگا کہ ہم نے تجھے بدن کی صحت نہیں دی، ٹھنڈا پانی پینے کو نہیں دیا (یعنی ان چیزوں کا کیا حق ادا کیا) دوسری حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن آدمی اپنی جگہ سے نہیں ہٹ سکے گا جب تک پانچ چیزوں کا سوال نہ ہو جائے۔ عمر کس کام میں خرچ کی، جوانی کی طاقت کس مشغلہ میں صرف کی، مال کس طرح کمایا، اور کس طریقہ سے خرچ کیا، اور جو علم حاصل کیا اس پر کتنا عمل کیا۔ (کذا فی الترغیب)

عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقیت ابراہیم
لیلۃ اسری بی فقال یا محمد
اقرئ امتک منی السلام

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے
کہ شب معراج میں میری ملاقات حضرت
ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی انہوں نے
فرمایا کہ اپنی امت کو میرا سلام کہہ دینا

اِقْرَأْ اُمَّتَكَ مِنِّي السَّلَامَ وَ اَخْبِرْهُمْ اَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ عَذْبَةُ الْمَاءِ وَاَنَّهَا قِيْعَانٌ وَاَنَّ غِرَاسَهَا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ (رواه الترمذي) والطبراني في الصغير والاوسط وزاد لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ وقال الترمذي حسن غريب من هذا الوجه ورواه الطبراني ايضا باسناد واه من حديث سلمان الفارسي وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ غُرِسَ لَهٗ بِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ شَجَرَةٌ فِي الْجَنَّةِ رواه الطبراني واسناده حسن ولا باس به في المتابعات وَعَنْ جَابِرٍ مَرْفُوْعًا مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ غُرِسَتْ لَهٗ نَخْلَةٌ فِي الْجَنَّةِ۔

یہ کہنا کہ جنت کی نہایت عمدہ پاکیزہ مٹی ہے اور بہترین پانی لیکن وہ بالکل چٹیل میدان ہے، اور اس کے پودے (درخت) سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ہیں (جتنے کسی کا دل چاہے لگالے) ایک حدیث میں اس کے بعد لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ بھی ہے دوسری حدیث میں ہے کہ ان کلموں میں سے ہر کلمہ کے بدلے ایک درخت جنت میں لگایا جاتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ پڑھے گا ایک درخت جنت میں لگایا جاوے گا۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جارہے تھے حضرت ابوہریرہؓ کو دیکھا کہ ایک پودا لگا رہے ہیں دریافت فرمایا کیا کر رہے ہو انہوں نے عرض کیا درخت لگا رہا ہوں، ارشاد فرمایا میں بتاؤں بہترین پودے جو لگاتے جاویں سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ہر کلمہ سے ایک درخت جنت میں لگتا ہے۔

رواه الترمذي وحسنه والنسائي إلا أنه قال شجرة وابن حبان في صحيحه والحاكم في موضعين من كتابه قال في أحدهما على شرط مسلم وفي الآخر على شرط البخاري وذكره في الجامع الصغير برواية الترمذي وابن حبان والحاكم ورقم له بالصحة [illegible]

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِهٖ وَهُوَ يَغْرِسُ غَرْسًا رواہ ابن ماجۃ باسناد
حسن والحاکم وقال صحیح الاسناد کذا فی الترغیب وعزاہ فی الجامع الی ابن ماجۃ والحاکم ورقم له
بالصحۃ وفی الباب عن حدیث ابی ایوب مرفوعاً رواہ احمد باسناد حسن وابن ابی الدنیا
وابن حبان فی صحیحہ [illegible] فی [illegible] عن حدیث ابن عمر [illegible]
[illegible] فی حدیثہما [illegible] کذا فی الترغیب [illegible] وذکر السیوطی فی الدر
[illegible] بن عبد [illegible] حدیث ابن مسعود وقال اخرجہ ابن مردویہ وذکرہ
[illegible] حدیث ابن مسعود وقال اخرجہ الترمذی وحسنہ والطبرانی وابن مردویہ [illegible] وذکر
[illegible] وذکر فی [illegible]
فی تفسیر [illegible]

ف: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] حضرت ابراہیم علیٰ نبینا و
علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] کے پاس یہ حدیث
[illegible] سلام کے جواب میں وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ و
[illegible] ارشاد [illegible] جنت کی مٹی بہترین ہے اور میٹھا پانی [illegible]
[illegible] حالت کا بیان کرنا ہے کہ بہترین [illegible]
[illegible] کہ [illegible] اور پانی نہایت لذیذ [illegible]
[illegible] ہوتا ہے اور [illegible] راحت کے لیے باغ وغیرہ [illegible] اسباب
[illegible] بہترین اور پانی بہتر
[illegible] جنت اچھی ہوتی ہے [illegible] ایک مرتبہ
[illegible] ایک درخت وہاں قائم ہو جاتا ہے [illegible]
[illegible] ایک [illegible] دنیا [illegible] باقی
[illegible] اس حدیث میں جنت کو چٹیل میدان فرمایا ہے [illegible]
[illegible] جنت [illegible] بیان کیا گیا ہے ان میں جنت [illegible] قسم کے [illegible] باغ
درختوں وغیرہ کا موجود ہونا بتایا گیا ہے [illegible] جنت کے [illegible] باغ [illegible] اس [illegible]

احتمال واقع ہوتا ہے۔ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اصل کے اعتبار سے وہ میدان ہے لیکن جو جنت بھی وہ نیک عمل لوگوں کو دی جائے گی اُن کے اعمال کے موافق اس میں باغ اور درخت وغیرہ موجود ہوں گے۔ دوسری توجیہ بعض علماء نے یہ فرمائی کہ جنت کے باغ وغیرہ ان اعمال کے موافق ملیں گے۔ جب ان اعمال کی وجہ سے اور ان کے برابر ملے تو گویا یہ اعمال ہی درختوں کا سبب ہوتے۔ تیسری توجیہ یہ فرمائی گئی ہے کہ کم سے کم مقدار جو ہر شخص کے حصہ میں ہے وہ ساری دنیا سے کہیں زائد ہے اس میں بہت سے حصہ میں خود اپنے اصلی باغ موجود ہیں اور بہت سا حصہ خالی پڑا ہوا ہے جتنا کوئی ذکر تسبیح وغیرہ کرے گا، اتنے ہی درخت اور لگ جائیں گے۔ شیخ المشائخ حضرت مولانا گنگوہیؒ کا ارشاد جو کوکب دری میں نقل کیا گیا ہے یہ ہے کہ اس کے سارے درخت خیر کی طرح سے ایک جگہ مجتمع ہیں۔ ہر شخص جس قدر اعمال خیر کرتا رہتا ہے، اتنا ہی اس کے حصہ کی زمین میں لگتے رہتے اور نشوونما پاتے رہتے ہیں۔

⑤ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هَالَهُ اللَّيْلُ اَنْ يُّكَابِدَهٗ اَوْ بَخِلَ بِالْمَالِ اَنْ يُّنْفِقَهٗ اَوْ جَبُنَ عَنِ الْعَدُوِّ اَنْ يُّقَاتِلَهٗ فَلْيُكْثِرْ مِنْ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ فَاِنَّهَا اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ جَبَلِ ذَهَبٍ يُّنْفِقُهٗ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جو شخص رات کی مشقت جھیلنے سے ڈرتا ہو، کہ راتوں کو جاگنے اور عبادت میں مشغول رہنے سے قاصر ہو، یا بخل کی وجہ سے مال خرچ کرنا دشوار ہو یا بزدلی کی وجہ سے جہاد کی ہمت نہ پڑتی ہو اُس کو چاہیے کہ سبحان اللہ وبحمدہ کثرت سے پڑھا کرے کہ اللہ کے نزدیک یہ کلمہ پہاڑ کے بقدر سونا خرچ کرنے سے بھی زیادہ محبوب ہے۔

ـہ یہ عربی میں ترمذی شریف کی شرح ہے۔

(رواه الترمذي والطبراني واللفظ له وهو حديث غريب ولا بأس باسناده ان شاء الله كذا في الترغيب وفي مجمع الزوائد رواه الطبراني وفيه سليمان بن احمد الواسطي وثقه عبدان وضعفه الجمهور والغالب على بقية رجاله التوثيق وفي الباب عن ابي هريرة مرفوعا اخرجه ابن مردويه وابن عباس ايضا عند ابن مردويه كذا في الدر)

فائدہ: کس قدر اللہ کا فضل ہے کہ ہر قسم کی مشقت سے بچنے والوں کے لیے بھی فضائل اور درجات کا دروازہ بند نہیں فرمایا، راتوں کو جاگا نہیں جاتا، کنجوسی سے پیسہ خرچ نہیں ہوتا، بزدلی اور کم ہمتی کی وجہ سے جہاد جیسا مبارک عمل نہیں ہوتا، اس کے بعد بھی اگر دین کی تمنا ہے آخرت کی فکر ہے تو اس کے لیے راستہ کھلا ہوا ہے۔ پھر بھی کچھ نہ کما سکے تو کم نصیبی کے سوا اور کیا ہے۔ پہلے یہ مضمون ذرا تفصیل سے گذر چکا ہے۔

(٨) عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ الْكَلَامِ اِلَى اللّٰهِ اَرْبَعٌ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ لَا يَضُرُّكَ بِاَيِّهِنَّ بَدَاْتَ

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب چار کلمے ہیں سُبْحَانَ اللّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ان میں سے جس کو چاہے پہلے پڑھے اور جس کو چاہے بعد میں (کوئی خاص ترتیب نہیں) ایک حدیث میں ہے کہ یہ کلمے قرآن پاک میں بھی موجود ہیں۔

(رواه مسلم وابن ماجة والنسائي وزاد وهن من القرآن ورواه النسائي ايضا وابن حبان في صحيحه من حديث ابي هريرة كذا في الترغيب وعزاه في الجامع الصغير الى مسند احمد ومسلم ورمز له بالصحة وحديث ابي هريرة في مسند الفردوس [illegible] ورمز له بالصحة)

یعنی قرآن پاک کے الفاظ میں بھی یہ کلمے کثرت سے وارد ہوئے ہیں۔ قرآن کی

شَهْوَتَهٗ يَكُوْنُ لَهٗ فِيْهَا اَجْرٌ الحديث اخرجه احمد وفي الباب عن ابي الدرداء عند احمد)

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ اس نیت سے صحبت کرنا کہ حرام کاری سے بچے ثواب اور اجر کا سبب ہے۔ اسی قصہ کو ایک دوسری حدیث میں اس اشکال کے جواب میں کہ بیوی سے ہمبستری اپنی شہوت کا پورا کرنا ہے حضورؐ کا یہ جواب نقل کیا گیا، بتاؤ اگر بچہ پیدا ہو جاتے، پھر وہ جوان ہونے لگے اور تم اس کی خیر کی اُمید باندھنے لگو، پھر وہ مر جاتے کیا تم ثواب کی اُمید رکھتے ہو؟ عرض کیا گیا بیشک اُمید ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کیوں تُم نے اسے پیدا کیا؟ کیوں تم نے اسے پیدا کیا؟ عرض کیا نہیں۔ تم نے اس کو ہدایت کی؟ نہیں۔ تم نے اس کو روزی دی؟ نہیں بلکہ اللہ ہی نے پیدا کیا ہے، اسی نے ہدایت دی ہے، وہی روزی دیتا ہے۔ اسی طرح تم صحبت سے نطفہ کو حلال جگہ رکھتے ہو پھر حق تعالیٰ جو چاہے، تم کو تو ثواب ہے کہ اس سے اولاد پیدا کردے یا مردہ کردے کہ اولاد پیدا نہ ہو۔ اس حدیث کا مقتضیٰ یہ ہے کہ یہ اجر تو ہے بچہ پیدا ہونے کا سبب ہونے کی وجہ سے ہے۔

(١٢) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ
سَبَّحَ اللّٰهَ فِیْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ ثَلٰثًا
وَّثَلٰثِيْنَ وَحَمِدَ اللّٰهَ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ
وَكَبَّرَ اللّٰهَ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ فَتِلْكَ
تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ وَقَالَ تَمَامَ
الْمِائَةِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ
لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ غُفِرَتْ خَطَايَاهُ وَاِنْ كَانَتْ
مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ (رواه مسلم كذا في الترغيب ومسند احمد)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد
ہے کہ جو شخص ہر نماز کے بعد سبحان اللہ ۳۳
مرتبہ، الحمد للہ ۳۳ مرتبہ، اللہ اکبر ۳۳
مرتبہ اور ایک مرتبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ
لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ
وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
قَدِيْرٌ پڑھے اس کے گناہ
معاف ہو جاتے ہیں چاہے وہ کثرت
میں سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔

فائدہ: خطاؤں کی مغفرت کے بارہ میں پہلے کئی حدیثوں کے تحت میں بحث گذر چکی ہے کہ ان خطاؤں سے مراد علماء کے نزدیک صغیرہ گناہ ہیں۔ اس حدیث میں تینوں کلمے ۳۳، ۳۳ مرتبہ اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ایک مرتبہ وارد ہوا ہے۔ اس سے اگلی حدیث میں دو کلمے ۳۳، ۳۳ مرتبہ اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۳۴ مرتبہ آیا ہے۔ حضرت زیدؓ سے نقل کیا گیا ہے کہ ہم کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ ہر ایک کو ۳۳ مرتبہ ہر نماز کے بعد پڑھنے کا حکم فرمایا تھا۔ ایک انصاریؓ نے خواب میں دیکھا کوئی شخص کہتا ہے ہر کلمہ کو پچیس مرتبہ کرلو اور ان کے ساتھ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۲۵ مرتبہ کا اضافہ کرلو۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا۔ حضورؐ نے قبول فرمالیا اور اس کی اجازت فرمادی کہ ایسا ہی کرلیا جاوے۔ ایک حدیث میں سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ ہر کلمہ کو ہر نماز کے بعد گیارہ مرتبہ کا حکم ہے اور ایک حدیث میں ۱۰ مرتبہ وارد ہوا ہے۔ ایک حدیث میں ہر نماز کے بعد چاروں کلمے ۱۰۰، ۱۰۰ مرتبہ وارد ہوئے ہیں جیسا کہ حدیث نمبر ۲ میں ان روایات کو ذکر کیا جا چکا ہے یہ اختلافات بظاہر حالات کے اختلاف کی وجہ سے ہے کہ آدمی فراغت اور مشاغل کے اعتبار سے مختلف ہوتے ہیں کہ ایک وقت دوسرے ضروری کاموں میں مشغول ہیں ان کے لئے کم مقدار تجویز فرمائی اور جو فارغ ہیں ان کے لئے زیادہ مقدار۔ لیکن شیخ کی رائے یہ ہے کہ جو مقدار جس عدد کی روایت میں وارد ہوئی ہے کہ جو چیز جس عدد کے ساتھ وارد ہوئی ہے اس پر مقدار کی رعایت بھی اہم ہے۔

عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مُعَقِّبَاتٌ لَا يَخِيْبُ قَائِلُهُنَّ اَوْ فَاعِلُهُنَّ
دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ مَّكْتُوْبَةٍ ثَلٰثٌ وَّثَلٰثُوْنَ
تَسْبِيْحَةً وَّثَلٰثٌ وَّثَلٰثُوْنَ تَحْمِيْدَةً
وَّاَرْبَعٌ وَّثَلٰثُوْنَ تَكْبِيْرَةً

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے
کہ چند پیچھے آنے والے (کلمات) ایسے
ہیں جن کا کہنے والا نامراد نہیں ہوتا وہ
یہ ہیں کہ ہر فرض نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ
سُبْحَانَ اللّٰہِ ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ
۳۴ مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۰ [illegible]

[illegible]

[illegible]

وقال رجالها رجال الصحیح

[illegible]

للنسائی وابن حبان والحاکم عن ابی سلمیٰ وبروایته احمد عن ابی امامة ورقم له بالحسن وذکره فی مجمع الزوائد روایة ثوبان وابی سلمیٰ راعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسفینة ومولیٰ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یسمه وصحح بعضها (مرقاۃ)

فائدہ: یہ مضمون کئی صحابہؓ سے متعدد احادیث میں نقل کیا گیا ہے کہ بخ بخ سرور اور فرحت کا کلمہ ہے جس چیز پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس خوشی اور مسرت سے ارشاد فرما رہے ہوں، جو فرما رہے ہوں کیا محبت کا دعویٰ کرنے والوں کے ذمہ نہیں ہے کہ ان کلموں پر مرمٹیں کہ حضورؐ کی اس خوشی کی قدر دانی اور اس کا مقتضیٰ یہی ہے۔

۱۳ عن سلیمان بن یسار عن رجل من الانصار ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال قال نوح لابنہ انی موصیک بوصیة وقاصرها لکی لا تنساها اوصیک باثنتین وانهاک عن اثنتین اما اللتان اوصیک بهما فیستبشر اللہ بهما وصالح خلقه وهما یکثران الولوج علی اللہ اوصیک بلا الہ الا اللہ فان السموات والارض لو کانتا حلقة قصمتها ولو کانتا فی کفة وزنتها واوصیک

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا کہ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں اور اس خیال سے کہ بھول نہ جاؤ نہایت مختصر کہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ دو کام کرنے کی وصیت کرتا ہوں اور دو کاموں سے روکتا ہوں جن دو کاموں کے کرنے کی وصیت کرتا ہوں وہ دونوں ایسے ہیں کہ اللہ جل شانہ ان سے نہایت خوش ہوتے ہیں اور اللہ کی نیک مخلوق ان سے خوش ہوتی ہے، ان دونوں کاموں کی حق تعالیٰ کے یہاں رسائی بہت (مقبولیت ہوتی ہے)

جن کاموں کی وصیت کرتا ہوں ان میں سے ایک لا الہ الا اللہ کا ورد ہے کہ اگر تمام آسمان و زمین ایک حلقہ بن کر

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ
فَاِنَّہَا صَلٰوۃُ الْخَلْقِ
وَبِہَا یُرْزَقُ الْخَلْقُ ۔
وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ
وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَہُوْنَ تَسْبِیْحَہُمْ [illegible]
[illegible]
[illegible] فَیَحْتَجِبُ
[illegible]
[illegible]
[illegible]

یہ پاک کلمہ ان کو توڑ کر آسمان پر جاتے بغیر
نہ رہتا اور اگر تمام آسمان و زمین ایک
پلڑے میں رکھ دیا جاتا اور دوسرے میں
یہ پاک کلمہ تب بھی یہ پلڑا جھک جاتا اور
دوسرا کلمہ جو کرنے کا ہے وہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ
کا پڑھنا ہے کہ یہ تمام مخلوق کی عبادت
[illegible] برکت سے [illegible]
روزی دی جاتی ہے کوئی بھی چیز [illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] والبزار والحاکم من حدیث عبد اللہ بن عمرو وقال صحیح [illegible] [illegible] حدیث عبد اللہ بن عمرو مرفوعا [illegible] [illegible] فَاِنَّہَا صَلٰوۃُ الْخَلْقِ وَتَسْبِیْحُ الْخَلْقِ وَبِہَا یُرْزَقُ الْخَلْقُ [illegible] [illegible]

[illegible]

مِّنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ قرآن پاک کی آیت ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بہت سی احادیث میں وارد ہوا ہے کہ شب معراج میں آسمانوں کی تسبیح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سنی۔ ایک مرتبہ حضور کا ایسی جماعت پر گذر ہوا جو اپنے گھوڑوں اور اونٹوں پر کھڑی ہوئی تھی۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ جانوروں کو منبر اور کرسیاں نہ بناؤ بہت سے جانور سواروں سے بہتر اور ان سے زیادہ اللہ کا ذکر کرنے والے ہوتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ کھیتی بھی تسبیح کرتی ہے اور کھیتی والے کو اس کا ثواب ملتا ہے۔ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک پیالہ پیش کیا گیا جس میں ثرید تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کھانا تسبیح کر رہا ہے کسی نے عرض کیا آپ اس کی تسبیح سمجھتے ہیں۔ حضور نے ارشاد فرمایا ہاں سمجھتا ہوں۔ اس کے بعد آپ نے ایک شخص سے فرمایا کہ اس کو فلاں شخص کے قریب کر دو، وہ پیالہ اس کے قریب کیا گیا تو انھوں نے بھی تسبیح سنی۔ اس کے بعد ایک تیسرے صاحب کے قریب اسی طرح کیا گیا انھوں نے بھی سنا کسی نے درخواست کی کہ سب ہی لوگوں کو سنایا جائے۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ اگر ان میں سے کسی کو سنائی نہ دی تو لوگ سمجھیں گے کہ یہ گنہگار ہے۔ اور یہ چیز کشف سے متعلق ہے۔ حضرات انبیاء کرام کو تو یہ چیز بدرجۂ اتم حاصل ہوتی ہی ہے۔ بعض اوقات صحابہ کرامؓ کو بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت اور توجہ کی برکت سے یہ چیز حاصل ہو جاتی تھی۔ صوفیوں کو اوقات ان کے مجاہدہ میں مشغولی کے وقت [illegible] حاصل ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے [illegible] سمجھتے ہیں لیکن محققین کے نزدیک [illegible] قرب [illegible] جس سے [illegible] قرب حاصل ہو [illegible] کی [illegible] جاتا ہے۔ چنانچہ اپنے حضرت [illegible] صاحب سے [illegible] منقول ہے کہ جب ان کی خدمت میں [illegible]

وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ
اللّٰهِ قَدْ كَبِرْتُ وَضَعُفْتُ اَوْ كَمَا
قَالَتْ فَمُرْنِيْ بِعَمَلٍ اَعْمَلُهُ
وَاَنَا جَالِسَةٌ قَالَ سَبِّحِي اللّٰهَ
مِائَةَ تَسْبِيْحَةٍ فَاِنَّهَا تَعْدِلُ
لَكِ مِائَةَ رَقَبَةٍ تُعْتِقِيْنَهَا
مِنْ وُلْدِ اِسْمٰعِيْلَ وَاَحْمِدِي
اللّٰهَ مِائَةَ تَحْمِيْدَةٍ فَاِنَّهَا
تَعْدِلُ لَكِ مِائَةَ فَرَسٍ
مُسْرَجَةٍ مُلْجَمَةٍ تَحْمِلِيْنَ
عَلَيْهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكَبِّرِي
اللّٰهَ مِائَةَ تَكْبِيْرَةٍ فَاِنَّهَا
تَعْدِلُ لَكِ مِائَةَ بَدَنَةٍ
مُقَلَّدَةٍ مُتَقَبَّلَةٍ وَ
هَلِّلِي اللّٰهَ مِائَةَ تَهْلِيْلَةٍ
قَالَ اَبُوْ خَلَفٍ اَحْسِبُهُ
قَالَ تَمْلَأُ مَا بَيْنَ
السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَلَا
يُرْفَعُ لِاَحَدٍ عَمَلٌ
اَفْضَلُ مِمَّا يُرْفَعُ لَكِ
اِلَّا اَنْ يَاْتِيَ بِمِثْلِ
مَا اَتَيْتِ

میں بوڑھی ہو گئی ہوں اور ضعیف ہوں کوئی ایسا عمل بتا دیجئے کہ بیٹھے بیٹھے کرتی رہا کروں۔ حضورؐ نے فرمایا سبحان اللہ سو مرتبہ پڑھا کرو اس کا ثواب ایسا ہے گویا تم نے سو عرب غلام آزاد کئے اور الحمد للہ سو مرتبہ پڑھا کرو اس کا ثواب ایسا ہے گویا تم نے سو گھوڑے مع سامان لگام وغیرہ جہاد میں سواری کے لئے دے دیئے اور اللہ اکبر سو مرتبہ پڑھا کرو یہ ایسا ہے گویا تم نے سو اونٹ قربانی میں ذبح کئے اور وہ قبول ہو گئے اور لا الہ الا اللہ سو مرتبہ پڑھا کرو اس کا ثواب تو تمام آسمان زمین کے درمیان کو بھر دیتا ہے اور اس سے بڑھ کر کسی کا کوئی عمل نہیں جو مقبول ہو۔ حضرت ابو رافعؓ کی بیوی حضرت سلمیٰؓ نے حضورؐ سے عرض کیا کہ مجھے کوئی وظیفہ مختصر سا بتا دیجئے زیادہ لمبا نہ ہو۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ اکبر دس مرتبہ پڑھا کرو۔ اللہ جل شانہ اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ یہ میرے لئے ہے پھر اللھم اغفر لی دس مرتبہ پڑھا کرو حق تعالیٰ شانہ فرماتے ہیں کہ ہاں میں نے مغفرت کر دی۔ دس مرتبہ تم اللھم اغفر لی کہو اور دس مرتبہ اللہ جل شانہ فرماتے ہیں کہ میں نے مغفرت کر دی

کردی)

(رواه احمد باسناد حسن واللفظ له والنسائی ولم يقل ولا يرفع الى آخره والبیہقی بتمامه وابن ابی الدنیا فجعل ثواب الرقاب فی التحمید والفرس فی التسبیح وابن ماجه بمعناه باختصار والطبرانی فی الکبیر بنحو احمد ولم يقل احتسبه وفی الاوسط باسناد حسن بمعناه کذا فی الترغيب باختصار قلت رواه الحاکم بمعناه وصححه وعزاه فی الجامع الصغير الى احمد والطبرانی والحاکم ورقم له بالصحة وذکره فی مجمع الزوائد بطرق وقال اسانيدها حسنة وفی الترغيب ايضا عن ابی امامة مرفوعا بنحو حديث الباب مختصرا قال رواه الطبرانی ورواته رواة الصحيح خلا سليم بن عثمان الفوزی يكشف حاله فانه لا يحضرنی الآن فيه جرح ولا عدالة اه وفی الباب عن سلمی ام بنی ابی رافع قالت يا رسول الله اخبرنی بکلمات ولا تکثر علی الحديث مختصرا وفيه التكبير والتسبيح عشرا عشرا والتحميد عشرا قال المنذری رواه الطبرانی ورواته محتج بهم فی الصحيح قلت وله شواهد منها عن عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ مَرْفُوعًا بِلَفْظِ مَنْ سَبَّحَ اللّٰهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعَشِيِّ كَانَ كَمَنْ حَجَّ مِائَةَ حَجَّةٍ الحديث وجعل فيه التحميد كمن حمل على مائة فرس والتهليل كمن اعتق مائة رقبة من ولد اسمعيل ذکره فی المشكوة برواية الترمذی وقال حسن غريب)

فائدہ: بوڑھوں اور بوڑھیوں کے بالخصوص عورتوں کے لئے کس قدر سہل اور مختصر چیز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تجویز فرمادی ہے ویسے بھی مختصر چیز ہر ایک کو پڑھنی ہی زیادہ نفع مند ہے خصوصاً بوڑھاپے میں کتنے بڑے سے بڑے ثوابوں کا وعدہ ہے۔ کتنی کم نصیبی ہوگی اگر ہم لوگ ان سے نفع حاصل نہ کریں یا نہ اٹھائیں۔ حضرت ام سلیمؓ کہتی ہیں میں نے حضورؐ سے عرض کیا کوئی ایسی چیز بتلا دیجئے جس کے ذریعہ سے نماز میں دعا کیا کروں۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ سُبْحَانَ اللّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَرُ ۱۰، ۱۰ مرتبہ پڑھ لیا کرو اور جو مانگنا ہو اس کے بعد مانگا کرو۔ دوسری حدیث میں ہے کہ اس کے بعد یہ ارشاد ہے کہ جو چاہو مانگو حق تعالیٰ شانہ اس دعا پر فرماتے ہیں ہاں ہاں (میں نے قبول کی) کتنی سہل

اور مقصود ان مشاغل سے یہ ہے کہ [illegible] اس میں کوئی محنت اٹھانی نہیں پڑتی بیٹھے ہوئے [illegible] جو اس میں پڑا۔ دیکھئے آپ تجارت کے ساتھ زبان پر بیٹھے بیٹھے یا چلتے پھرتے ساتھ رہے کہ مکانات میں بیٹھے ہوئے گذر جاتے حالانکہ [illegible] کو پڑھتے ہیں تو دنیا میں ان کے ساتھ ہی آخرت کی بھی [illegible] ہاتھ آجاتے۔

۱۶) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِلّٰهِ مَلٰئِكَةً يَطُوْفُوْنَ فِي الطُّرُقِ يَلْتَمِسُوْنَ أَهْلَ الذِّكْرِ فَإِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَنَادَوْا هَلُمُّوْا إِلٰى حَاجَتِكُمْ فَيَحُفُّوْنَهُمْ بِأَجْنِحَتِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَإِذَا تَفَرَّقُوْا عَرَجُوْا وَصَعِدُوْا إِلَى السَّمَاءِ فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ مِنْ أَيْنَ جِئْتُمْ فَيَقُوْلُوْنَ جِئْنَا مِنْ عِنْدِ عِبَادِكَ يُسَبِّحُوْنَكَ وَيُكَبِّرُوْنَكَ وَيَحْمَدُوْنَكَ وَيُمَجِّدُوْنَكَ فَيَقُوْلُ هَلْ رَأَوْنِيْ فَيَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ مَا رَأَوْكَ فَيَقُوْلُ لَوْ رَأَوْنِيْ فَيَقُوْلُوْنَ لَوْ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ فرشتوں کی ایک جماعت ہے جو راستوں وغیرہ میں گشت کرتی رہتی ہے اور جہاں کہیں ان کو اللہ کا ذکر کرنے والے ملتے ہیں تو وہ آپس میں ایک دوسرے کو پکار کر سب جمع ہو جاتے ہیں اور ذکر کرنے والوں کے گرد آسمان تک جمع ہوتے رہتے ہیں جب وہ مجلس ختم ہو جاتی ہے تو وہ آسمان پر جاتے ہیں، حق تعالیٰ شانہ باوجودیکہ ہر چیز کو جانتے ہیں پھر بھی دریافت فرماتے ہیں کہ تم کہاں سے آئے ہو وہ عرض کرتے ہیں کہ تیرے بندوں کی فلاں جماعت کے پاس سے آئے ہیں جو تیری تسبیح اور تکبیر اور تحمید بیان کر رہے تھے اور تعریف میں مشغول تھے ارشاد ہوتا ہے کیا ان لوگوں نے مجھے دیکھا ہے عرض کرتے ہیں یا اللہ دیکھا تو نہیں ارشاد ہوتا ہے

رَأَوْكَ كَانُوْا اَشَدَّ
لَكَ عِبَادَةً وَّ اَشَدَّ لَكَ
تَمْجِيْدًا وَّ اَكْثَرَ لَكَ
تَسْبِيْحًا فَيَقُوْلُ فَمَا يَسْأَلُوْنَ
فَيَقُوْلُوْنَ يَسْأَلُوْنَكَ الْجَنَّةَ
فَيَقُوْلُ وَهَلْ رَأَوْهَا
فَيَقُوْلُوْنَ لَا فَيَقُوْلُ
فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا
فَيَقُوْلُوْنَ لَوْ اَنَّهُمْ رَأَوْهَا
كَانُوْا اَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا
وَّ اَشَدَّ لَهَا طَلَبًا وَّ
اَعْظَمَ فِيْهَا رَغْبَةً
قَالَ فَمِمَّ يَتَعَوَّذُوْنَ
فَيَقُوْلُوْنَ يَتَعَوَّذُوْنَ مِنَ
النَّارِ فَيَقُوْلُ وَهَلْ
رَأَوْهَا فَيَقُوْلُوْنَ لَا
فَيَقُوْلُ فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا
فَيَقُوْلُوْنَ لَوْ اَنَّهُمْ رَأَوْهَا
كَانُوْا اَشَدَّ مِنْهَا هَرَبًا
وَّ اَشَدَّ مِنْهَا خَوْفًا
فَيَقُوْلُ اُشْهِدُكُمْ
اَنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ
فَيَقُوْلُ مَلَكٌ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ

کہ اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو کیا حال ہوتا؟ عرض کرتے ہیں کہ اور بھی زیادہ عبادت میں مشغول ہوتے اور اس سے بھی زیادہ تیری تسبیح اور تعریف میں منہمک ہوتے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ وہ کیا چاہتے ہیں؟ عرض کرتے ہیں کہ وہ جنت چاہتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ عرض کرتے ہیں کہ دیکھا تو نہیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اگر دیکھ لیتے تو کیا ہوتا؟ عرض کرتے ہیں کہ اس سے بھی زیادہ شوق اور تمنا اور اس کی طلب میں لگ جاتے۔ پھر ارشاد ہوتا ہے کہ کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے؟ عرض کرتے ہیں کہ جہنم سے پناہ مانگ رہے تھے۔ ارشاد ہوتا ہے کیا انہوں نے جہنم کو دیکھا ہے؟ عرض کرتے ہیں کہ دیکھا تو نہیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اگر دیکھ لیتے تو کیا ہوتا؟ عرض کرتے ہیں کہ اور بھی زیادہ اس سے بھاگتے اور بچنے کی کوشش کرتے۔ ارشاد ہوتا ہے اچھا تم گواہ رہو میں نے ان سب کو بخش دیا۔ ایک فرشتہ عرض کرتا ہے یا اللہ فلاں شخص اس مجلس میں اتفاقاً کسی ضرورت سے

فُلَانٌ لَيْسَ مِنْهُمْ اِنَّمَا
جَاءَ لِحَاجَةٍ قَالَ
هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقٰى
بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ۔

آیا تھا وہ اس مجلس کا شریک نہیں
تھا۔ ارشاد ہوتا ہے کہ یہ جماعت
ایسی مبارک ہے کہ ان کے پاس
بیٹھنے والا بھی محروم نہیں ہوتا۔
(لہٰذا اس کو بھی بخش دیا)۔

(رواہ البخاری ومسلم والبیہقی فی الاسماء والصفات کذا فی الدر۔ و مشکوٰۃ)

فائدہ: اس قسم کا مضمون متعدد احادیث میں وارد ہوا ہے کہ فرشتوں کی ایک جماعت ذکر کی مجالس اور ذکر کرنے والی جماعتوں اور افراد کی تلاش میں رہتی ہے اور جہاں مل جاتی ہے ان کے پاس یہ جماعت بیٹھتی ہے ان کا ذکر سنتی ہے چنانچہ باب اول کے نمبر ۸ میں یہ مضمون گذر چکا ہے اور اس میں یہ گذر چکا ہے کہ فرشتوں سے فخر کے طور پر اللہ جل جلالہ اس کا ذکر کیوں فرماتے ہیں فرشتہ کا یہ عرض کرنا کہ ایک شخص ان میں ایسا بھی تھا کہ جو اپنی ضرورت سے آیا تھا واقعہ کا اظہار ہے کہ اس وقت یہ حضرات بمنزلہ گواہوں کے ہیں اور ان لوگوں کی عبادت اور ذکر میں مشغولی کی گواہی دے رہے ہیں، اسی وجہ سے اس کے اظہار کی ضرورت پیش آئی کہ مبادا اعتراض ہو جائے لیکن یہ اللہ کا لطف ہے کہ ذاکرین کی برکت سے ان کے پاس اپنی ضرورت سے بیٹھنے والے کو بھی محروم نہ فرمایا۔ اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (سورۂ توبہ) (اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو) صوفیاء کا ارشاد ہے کہ اللہ جل جلالہٗ کے ساتھ رہو اگر یہ نہیں ہو سکتا تو ان لوگوں کے ساتھ رہو جو کہ اللہ والوں کے ساتھ رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہنے کا مطلب یہ ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں ارشاد ہے حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بندہ نوافل کے ذریعہ میرے قرب میں ترقی کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو اپنا محبوب بنا لیتا ہوں اور جب میں محبوب بنا لیتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنے اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے دیکھے اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے پکڑے اس

پاؤں بنتا ہوں جس سے وہ چلے جو وہ مجھ سے مانگتا ہے اس کو دیتا ہوں۔ یا تو پناہ دیتا ہوں حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اس کا ہر کام اللہ کی رضا اور محبت کے ذیل میں ہوتا ہے اس کا کوئی کام بھی اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف نہیں ہوتا۔ صوفیاء کے احوال اور ان کے واقعات جو کثرت سے تواریخ میں موجود ہیں وہ شاہد عدل ہیں اور وہ اتنی کثرت سے ہیں کہ شمار نہیں ہو سکتا ان کی گنجائش نہیں۔ ایک رسالہ اس باب میں نزہۃ البساتین کے نام سے مشہور ہے جس سے ان حضرات کے حالات کا پتہ چلتا ہے۔

شیخ ابو بکر کتانی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حج کے موقعہ پر مکہ مکرمہ میں چند صوفیاء کا اجتماع تھا جن میں سب سے کم عمر حضرت جنید بغدادی تھے۔ اس مجمع میں محبت الٰہی پر بات شروع ہوئی کہ محب کون ہے مختلف حضرات مختلف ارشادات فرماتے رہے۔ حضرت جنید چپ تھے۔ ان حضرات نے ان سے فرمایا کہ تم بھی کچھ کہو، اس پر انہوں نے سر جھکا کر روتے ہوئے فرمایا کہ عاشق وہ ہے جو اپنی خودی سے جاتا رہے، خدا کے ذکر کے ساتھ وابستہ ہو گیا ہو اور اس کا حق ادا کرتا ہو دل سے اللہ کی طرف دیکھتا ہو اس کے دل کو انوار ہیبت نے جلا دیا ہو اس کے لئے اللہ کا ذکر شراب کا پیالہ ہو اگر کلام کرتا ہے تو اللہ ہی کا کلام ہو گویا حق تعالیٰ شانہ اس کی زبان سے بولتا ہے اگر حرکت کرتا ہے تو اللہ کے حکم سے اگر سکون پاتا ہو تو اللہ ہی کے ساتھ۔ اور جب یہ حالت ہو جاتی ہے تو کھانا پینا سونا جاگنا سب کاروبار اللہ ہی کی رضا کے واسطے ہو جاتے ہیں۔ نہ دنیا کے رسوم و رواج کی طرف التفات رہتا ہے، نہ لوگوں کی طعن و تشنیع کی پروا رہتی۔ حضرت سعید بن المسیب مشہور تابعی ہیں، بڑے محدثین میں شمار ہوتے ہیں، ان کی خدمت میں ایک شاگرد عبداللہ بن ابی وداعہ کثرت سے حاضر ہوا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ چند روز حاضر نہ ہو سکے۔ چند روز کے بعد جب حاضر ہوئے تو حضرت سعید نے دریافت فرمایا کہاں تھے؟ عرض کیا میری بیوی کا انتقال ہو گیا تھا اس کی وجہ سے مشاغل میں پھنسا رہا۔ فرمایا ہم کو خبر کیوں نہ کی ہم بھی جنازہ میں شریک ہوتے۔ تھوڑی دیر کے بعد میں اٹھ کر آنے لگا تو فرمایا دوسرا نکاح کر لیا؟ میں نے عرض کیا حضرت مجھ سے کون نکاح کر دے گا، دو

تین آنے کی میری حیثیت ہے آپ نے فرمایا ہم کر دیں گے اور یہ کہہ کر خطبہ پڑھا اور اپنی بیٹی کا نکاح نہایت معمولی مہر آٹھ دس آنے پر مجھ سے کر دیا (اتنی مقدار مہر کی ان کے نزدیک جائز ہوگی جیسا کہ بعض اماموں کا مذہب ہے۔ حنفیہ کے نزدیک ڈھائی روپے سے کم جائز نہیں) نکاح کے بعد میں اٹھا اور اللہ ہی کو معلوم ہے کہ مجھے کس قدر مسرت تھی خوشی میں سوچ رہا تھا کہ رخصتی کے انتظام کے لیے کس سے قرض مانگوں، کیا کروں اسی فکر میں شام ہوگئی میرا روزہ تھا مغرب کے وقت روزہ افطار کیا، نماز پڑھ کر گھر آیا، چراغ جلایا روٹی اور زیتون کا تیل موجود تھا اس کو کھانے لگا کہ کسی شخص نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے پوچھا کون ہے؟ کہا سعید ہے۔ میں سوچنے لگا کہ کون سعید حضرت کی طرف میرا خیال بھی نہ گیا کہ چالیس برس سے اپنے گھر یا مسجد کے سوا کہیں جانا آنا تھا ہی نہیں باہر آکر دیکھا کہ سعید بن المسیبؒ ہیں میں نے عرض کیا آپ نے مجھے نہ بلا لیا۔ فرمایا میرا ہی آنا مناسب تھا۔ میں نے عرض کیا کیا ارشاد ہے۔ فرمایا مجھے یہ خیال آیا کہ اب تمہارا نکاح ہو چکا ہے تنہا رات کو سونا مناسب نہیں اس لیے تمہاری بیوی کو لایا ہوں یہ کہہ کر اپنی لڑکی کو دروازے کے اندر کر دیا اور دروازہ بند کر کے چلے گئے۔ وہ لڑکی شرم کی وجہ سے گر گئی۔ میں نے اندر سے کواڑ بند کئے اور وہ روٹی اور تیل جو چراغ کے سامنے رکھا تھا وہاں سے ہٹا دیا کہ اس کی نظر نہ پڑے اور مکان کی چھت پر چڑھ کر پڑوسیوں کو آواز دی لوگ جمع ہو گئے تو میں نے کہا کہ حضرت سعید نے اپنی لڑکی سے میرا نکاح کر دیا ہے اور اس وقت وہ اس کو خود ہی پہنچا گئے ہیں سب کو بڑا تعجب ہوا کہنے لگے واقعی وہ تمہارے گھر میں ہے؟ میں نے کہا ہاں اس کا چرچا ہوا۔ میری والدہ کو خبر ہوئی وہ بھی اسی وقت آگئیں اور کہنے لگیں اگر تین دن تک تو نے اس کو چھیڑا تو تیرا منہ نہ دیکھوں گی۔ ہم تین دن میں اس کی تیاری کر دیں۔ تین دن کے بعد جب میں اس لڑکی سے ملا تو دیکھا نہایت خوبصورت، قرآن شریف کی بھی حافظ اور سنت رسول سے بھی بہت زیادہ واقف۔ شوہر کے حقوق سے بھی بہت زیادہ باخبر۔ ایک مہینہ تک نہ تو حضرت سعید میرے پاس آئے نہ میں ان کی

خدمت میں حاضر ہو سکا۔ ایک ماہ کے بعد حاضر ہوا تو وہاں ایک مجمع تھا۔ میں سلام کر کے بیٹھ گیا جب سب چلے گئے تو فرمایا، اس ساتھی کو کیسا پایا؟ میں نے عرض کیا کہ نہایت بہتر ہے کہ دوست دیکھ کر خوش ہوں، دشمن جلیں، فرمایا اگر کوئی بات ناگوار ہو تو کثرت سے پڑھنا۔ میں واپس آگیا تو ایک آدمی کو بھیجا جو بیس ہزار درہم (تقریباً پانچ ہزار روپیہ) مجھے دے گیا۔ اس لڑکی کو عبدالملک بن مروان بادشاہ نے اپنے بیٹے ولید کے لیے جو ولی عہد بھی تھا مانگا تھا مگر حضرت سعیدؓ نے عذر کر دیا تھا جس کی وجہ سے عبدالملک ناراض بھی ہوا اور ایک حیلہ سے حضرت سعیدؓ کے سو کوڑے سخت سردی میں لگوائے اور پانی کا گھڑا ان پر گرا دیا۔

۱۱ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ كُتِبَتْ لَهٗ بِكُلِّ حَرْفٍ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَمَنْ اَعَانَ عَلٰى خُصُوْمَةٍ بِبَاطِلٍ لَمْ يَزَلْ فِيْ سَخَطِ اللهِ حَتّٰى يَنْزِعَ وَمَنْ حَالَتْ شَفَاعَتُهٗ دُوْنَ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللهِ فَقَدْ ضَادَّ اللهَ فِيْ اَمْرِهٖ وَمَنْ بَهَتَ مُؤْمِنًا اَوْ مُؤْمِنَةً حَبَسَهُ اللهُ فِيْ رَدْغَةِ الْخَبَالِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حَتّٰى يَخْرُجَ

حضورِ اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص سُبْحَانَ اللهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ اَللهُ اَکْبَرُ پڑھے ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں ملیں گی اور جو شخص کسی جھگڑے میں ناحق کی حمایت کرتا ہے وہ اللہ کے غصہ میں رہتا ہے جب تک اس سے توبہ کرے اور جو اللہ کی حدود میں سفارش کرے (یعنی کسی شرعی سزا میں حارج ہو) وہ اللہ کا مقابلہ کرتا ہے اور جو شخص کسی مومن مرد یا عورت پر بہتان باندھے قیامت کے دن رَدْغَةُ الْخَبَال میں قید کیا جائے گا یہاں تک کہ اس بہتان سے نکلے اور کیسے نکل سکتا ہے۔

مِمَّا قَالَ وَلَيْسَ بِخَارِجٍ۔ (رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط ورجالہما رجال الصحیح کذا فی مجمع الزوائد قلت اخرجہ ابو داؤد بدون ذکر التسبیح فیہ)

فائدہ: ناحق کی حمایت آج کل ہماری طبیعت بن گئی ہے ایک چیز کو ہم سمجھتے ہیں کہ ہم غلطی پر ہیں مگر رشتہ داروں کی طرف داری ہے، پارٹی کا سوال ہے۔ قوم کے غصہ میں داخل ہوں اللہ کی ناراضگی ہو اس کا عتاب ہو مگر کنبہ برادری کی بات کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں۔ جو اس ناحق کرنے والے کو ٹوک نہ سکیں اور سکوت کریں یہ بھی نہیں بلکہ ہر طرح سے اس کی حمایت کریں گے۔ کسی دوست نے چوری کی یا کسی پر زیادتی کی۔ اس کے حوصلے بلند کریں گے، اس کی ہر طرح مدد کریں گے کیا یہی ہے مسلمان کا تقاضا ہے یہی دینداری ہے اسی پر اسلام کے ساتھ ہم فخر کرتے ہیں یا اپنے اسلام کو دوسروں کی نگاہ میں بھی بدنام کرتے ہیں اور اللہ کے یہاں خود بھی ذلیل ہوتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص عصبیت کی طرف بلائے یا عصبیت پر لڑے وہ ہم میں سے نہیں ہے دوسری حدیث میں ہے کہ عصبیت سے یہ مراد ہے کہ ناحق پر اپنی قوم کی مدد کرے۔ ردغۃ الخبال جس کا اوپر ذکر ہے جہنمیوں کے لہو پیپ وغیرہ سے جمع ہو جانے کی جگہ ہے۔ کس قدر گندی اور اذیت دینے والی جگہ ہے جس میں ایسے لوگوں کو ڈال دیا جاتا ہے جو مسلمانوں پر بہتان باندھتے ہوں آج دنیا میں بہت سرسری طور سے ہوتا ہے کہ جس شخص کے متعلق جو چاہا منہ بھر کر کہہ دیا کہ جب زبان سے کہی ہوئی بات کو ثابت کرنا پڑے گا اور ثبوت بھی وہی جو شرعاً معتبر ہو دنیا کی طرح نہیں کہ چرب زبانی یا جھوٹی بنا کر دوسرے کو چپ کرا دیا جائے، اس وقت آنکھیں کھلیں گی کہ ہم نے کیا کیا تھا اور کیا نتیجہ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آدمی بعض کلمہ زبان سے ایسا کہتا ہے جس کی پروا بھی نہیں کرتا لیکن اس کی وجہ سے جہنم میں پھینک دیا جاتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ آدمی بعض دفعہ صرف اس وجہ سے کہتا ہے کہ لوگ ذرا ہنس پڑیں گے لیکن اس کی وجہ سے اتنی دور جہنم میں پھینک دیا جاتا ہے جتنی دور آسمان سے زمین ہے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ زبان کی لغزش پاؤں کی لغزش سے زیادہ سخت ہے۔ ایک حدیث

ہے جو شخص کسی کو کسی گناہ سے عار دلاوے وہ خود مرنے سے پہلے اس گناہ میں مبتلا ہوتا ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں کہ وہ گناہ مراد ہے جس سے گناہگار توبہ کرچکا ہو۔ حضرت ابوبکر اپنی زبان مبارک پکڑ کر کھینچتے تھے کہ اسی کی بدولت ہلاکتوں میں پڑتے ہیں۔ محمد بن منکدر مشہور محدثین میں ہیں اور تابعی ہیں انتقال کے وقت رونے لگے کسی نے پوچھا کیا بات ہے فرمانے لگے مجھے کوئی گناہ تو ایسا معلوم نہیں جو میں نے کیا ہو، اس پر روتا ہوں کہ کوئی بات ایسی ہو گئی ہو جس کو میں نے سرسری سمجھا ہو اور وہ اللہ کے نزدیک سخت ہو۔

۱۶: عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ ؓ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بِأَخَرَةٍ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَقُومَ مِنَ الْمَجْلِسِ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّكَ لَتَقُولُ قَوْلًا مَا كُنْتَ تَقُولُهُ فِيمَا مَضَى قَالَ كَفَّارَةٌ لِمَا يَكُونُ فِي الْمَجْلِسِ

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول اخیر زمانہ عمر شریف میں یہ تھا کہ جب مجلس سے اٹھتے تو سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ پڑھا کرتے تھے کسی نے عرض کیا کہ آج کل ایک دعا معمول حضور نے بنائی ہے پہلے تو یہ معمول نہیں تھا حضور نے ارشاد فرمایا کہ یہ مجلس کا کفارہ ہے دوسری حدیثوں میں بھی یہ مضمون ذکر ہے۔ ایک میں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل ہے کہ یہ کلمات مجلس کا کفارہ ہیں جو حضرت جبرئیل نے مجھے بتائے ہیں۔

رواه ابن أبي شيبة وأبو داود والنسائي والحاكم وابن مردويه كذا في الدر

ف: مصنف ابن ابی شیبہ میں ابو العالیہ سے حضرت جبرئیل علیہ السلام کا یہ بتانا نقل کیا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مجلس سے اٹھتے تو سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ

أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ پڑھتے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ اس دعا کو بڑی کثرت سے پڑھتے ہیں ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجلس کے ختم پر اس کو پڑھ لیا کرے تو اس مجلس میں جو لغزشیں اس سے ہوئی ہوں وہ سب معاف ہو جاتی ہیں، مجالس میں عموماً فضول بیکار تذکرے ہو ہی جاتے ہیں کتنی مختصر دعا ہے اگر کوئی شخص ان دعاؤں میں سے کوئی سی ایک دعا پڑھ لے تو مجلس کے وبال سے خلاصی پا سکتا ہے حق تعالیٰ شانہٗ نے کیسی سہولتیں مرحمت فرمائی ہیں۔

۱۷: عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ مِنْ جَلَالِ اللّٰهِ مِنْ تَسْبِيْحِهٖ وَتَحْمِيْدِهٖ وَتَكْبِيْرِهٖ وَتَهْلِيْلِهٖ يَتَعَاطَفْنَ حَوْلَ الْعَرْشِ لَهُنَّ دَوِيٌّ كَدَوِيِّ النَّحْلِ يُذَكِّرْنَ بِصَاحِبِهِنَّ اَلَا يُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ لَّا يَزَالَ لَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ شَيْءٌ يُذَكِّرُ بِهٖ۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرتے ہیں یعنی سُبْحَانَ اللّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھتے ہیں تو یہ کلمات عرش کے چاروں طرف گشت لگاتے ہیں کہ ان سے مکھیوں کی سی آواز (بھنبھناہٹ) ہوتی ہے اور اپنے پڑھنے والے کا تذکرہ کرتے ہیں کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ کوئی تمہارا تذکرہ کرنے والا اللہ کے پاس موجود ہو جو تمہارا ذکر خیر کرتا رہے۔

(رواه احمد والحاكم وقال صحيح على شرط مسلم وقال الذهبي موسى بن سالم قال ابو حاتم منكر الحديث ولفظ الحاكم [illegible] مسلم، [illegible] لهن دوي كدوي النحل يذكرن بصاحبهن)

فائدہ:- جو لوگ حکام رس ہیں کرسی نشین کہلاتے ہیں کوئی ان سے پوچھے کہ بادشاہ نہیں وزیر نہیں [illegible] ان کا ذکر خیر آ جاتا ہے تو کتنے پھولے نہیں سماتے دماغ آسمان پر پہنچ جاتا ہے [illegible]

سے نہ تو دین کا نفع نہ دنیا کا۔ دین کا نفع نہ ہونا تو ظاہر اور کھلا ہوا ہے اور دنیا کا نفع نہ ہونا اس وجہ سے کہ شاید جتنا نفع اس قسم کے تذکروں سے ہوتا ہو اس سے زیادہ نقصان اس نوع کے مرتبہ اور تذکرے حاصل کرنے میں پہنچ جاتا ہے جائدادیں فروخت کرکے اور سُودی قرض لے کر ایسے مرتبے حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مشقت کی، عداوتیں مول لی جاتی ہیں اور ہر قسم کی ذلتیں برداشت کی جاتی ہیں الیکشنوں کے منظر سب کے سامنے ہی رہتے ہیں کہ کیا کیا کرنا پڑتا ہے۔ اس کے بالمقابل اللہ جل جلالہ کے عرش پر تذکرہ، مالک الملک کے حضور میں تذکرہ، اس پاک ذات کے یہاں تذکرہ جس کے قبضہ میں بادشاہوں کے دلوں کے اختیارات اس کے اختیار میں ہیں نفع اور نقصان کا واحد مالک وہی ہے۔ سارے جہان کے تمام آدمی حاکم و محکوم، بادشاہ و رعایا کسی کو نقصان پہنچانا چاہیں اور وہ مالک نہ چاہے تو بال بیکا نہیں کر سکتا۔ ساری مخلوق کسی کو نفع پہنچانا چاہتے اور مالک نہ چاہے تو ایک قطرہ پانی نہیں پلا سکتی۔ ایسی پاک ذات کے یہاں اپنا ذکر خیر ہو رہا ہو کیا اس کا مقابلہ کر سکتی ہے؟ کوئی عزت دنیا کی خواہ کتنی ہی بڑی ہو جائے اس کا مقابلہ کر سکتی ہے؟ نہیں ہرگز نہیں اور اس کے مقابلہ میں دنیا کی کسی عزت کو گو وقتی [illegible] کیا اپنے اوپر لازم نہیں۔

عَنْ يُسَيْرَةَ وَكَانَتْ مِنَ	حضرت یسیرہؓ جو ہجرت کرنے والی
الْمُهَاجِرَاتِ قَالَتْ قَالَ	صحابیات میں سے ہیں فرماتی ہیں کہ حضور
لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ	اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُنَّ	کہ اپنے اوپر تسبیح (سُبْحَانَ اللّٰہِ کہنا)
بِالتَّسْبِيحِ وَالتَّهْلِيلِ	اور تہلیل (لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنا) اور
وَالتَّقْدِيسِ وَاعْقِدْنَ	تقدیس (اللہ کی پاکی بیان کرنا مثلاً سُبْحَانَ
بِالْأَنَامِلِ فَإِنَّهُنَّ مَسْئُولَاتٌ	الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ یا سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا
مُسْتَنْطَقَاتٌ وَلَا تَغْفُلْنَ فَتَنْسَيْنَ (ت د)	وَرَبُّ الْمَلٰئِکَۃِ) لازم کرلو اور انگلیوں

پر گنا کرو اس لئے کہ انگلیوں سے قیامت میں سوال کیا جاوے گا (کہ کیا عمل کئے) اور ان سے

جواب طلب کیا جائے گا کہ کیا عمل کئے اور جواب میں) گویائی دی جائے گی اور اللہ کے ذکر سے غفلت نہ کرنا (اگر ایسا کرو گی تو اللہ کی) رحمت سے محروم کر دی جاؤ گی۔

(رواہ الترمذی وابو داؤد کذا فی المشکوٰۃ وفی المنہل اخرجہ ایضاً احمد والحاکم وقال الذہبی فی تلخیصہ صحیح وکذا رقم لہ بالصحۃ فی الجامع الصغیر وبسط صاحب الاتحاف فی تخریجہ وقال عبد اللہ بن عمروؓ رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعقد التسبیح رواہ ابو داؤد والنسائی والترمذی وحسنہ والحاکم کذا فی الاتحاف وبسط فی تخریجہ ثم ذکر ان الفقہ معنی العقد المذکور فی الحدیث احصاء العدد وھو اصطلاح العرب بوضع بعض انامل الید علی بعض عقد انملۃ اخری فالاحاد والعشرات بالیمین والمئون والالوف بالیسار)

فائدہ: قیامت میں آدمی کے بدن سے، اس کے ہاتھ پاؤں سے بھی سوال ہوگا کہ ہر ہر عضو بدن سے کیا کیا نیک کام کئے اور کیا کیا ناجائز اور بُرے کام کئے۔ قرآن پاک میں متعدد جگہ اس کا ذکر ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہے۔ یَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ جس روز ان کے خلاف گواہی دیں گی ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور پاؤں ان کے کاموں کی (یعنی گناہوں کی جن کو یہ کرتے تھے) دوسری جگہ ارشاد ہے۔ وَيَوْمَ يُحْشَرُ أَعْدَاءُ اللّٰهِ إِلَى النَّارِ الآیات (سورہ حم سجدہ ع ۳) اس جگہ کئی آیتوں میں اس کا ذکر ہے جن کا ترجمہ یہ ہے کہ جس دن (حشر میں) اللہ کے دشمن جہنم کی طرف جمع کئے جائیں گے پھر ان کو ایک جگہ روک دیا جائے گا، پھر سب کے سب اس جہنم کے قریب آجائیں گے تو ان کے کان، آنکھیں، کھالیں ان پر گواہیاں دیں گے (اور بتائیں گی کہ ہمارے ذریعہ سے اس شخص نے کیا کیا گناہ کئے) اس وقت وہ لوگ تعجب سے اپنے اعضاء سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی (ہم تو دنیا میں تمہاری ہی لذت اور راحت کے واسطے گناہ کرتے تھے) وہ جواب دیں گے کہ ہم کو اس اللہ نے گویائی عطا کی جس نے سب چیزوں کو گویائی عطا فرمائی اسی نے تم کو بھی اول پیدا کیا تھا اور اسی کے پاس پھر تم لوٹائے گئے ہو۔ حدیث میں اس گواہی کے متعدد واقعات ذکر کئے گئے ہیں۔ ایک

حدیث میں وارد ہے کہ قیامت کے دن کافر باوجودیکہ اپنی بداعمالیوں کو جانتا ہوگا پھر بھی انکار کرے گا کہ میں نے گناہ نہیں کیے۔ اس سے کہا جائے گا کہ یہ تیرے پڑوسی تجھ پر گواہی دیتے ہیں وہ کہے گا کہ یہ لوگ دشمنی سے جھوٹ بولتے ہیں پھر کہا جائے گا یہ تیرے عزیز و اقارب گواہی دیتے ہیں وہ ان کو بھی جھٹلائے گا تو اس کے اعضاء کو گواہ بنایا جائے گا۔ ایک حدیث میں ہے کہ سب سے پہلے ران گواہی دے گی کہ کیا کیا بداعمالیاں اس سے کرائی گئی ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ پل صراط سے آخری گزرنے والا اس طرح گرتا پڑتا جارہا ہوگا جیسے کہ بچہ جب اس کو باپ مار رہا ہو کہ وہ کبھی ادھر گرتا ہے کبھی ادھر۔ فرشتے اس سے کہیں گے کہ اچھا اگر تو سیدھا چل کر پل صراط سے گزر جائے تو اپنے سب اعمال بتادے وہ اس کا وعدہ کرے گا کہ میں سچ سچ سب بتادوں گا اور اللہ کی عزت کی قسم کھا کر کہے گا کہ کچھ نہیں چھپاؤں گا، وہ کہیں گے اچھا سیدھا کھڑا ہو جا اور چل، وہ سہولت سے پل صراط پر سے گزر جائے گا۔ اور پار پہنچ جانے کے بعد اس سے پوچھا جائے گا کہ اچھا اب بتا۔ وہ سوچے گا کہ اگر میں نے اقرار کر لیا تو ایسا نہ ہو کہ مجھ کو واپس کر دیا جائے اس لیے صاف انکار کر دے گا کہ میں نے کوئی برا عمل نہیں کیا، فرشتے کہیں گے کہ اچھا اگر ہم نے گواہ پیش کر دیئے تو؟ وہ ادھر اُدھر دیکھے گا کہ کوئی آدمی پاس نہیں اُس کو خیال ہوگا اب تو کوئی نہیں ہے سب لوگ اپنے اپنے ٹھکانے پہنچ گئے ہیں۔ اس لیے کہے گا اچھا پیش کرو گواہ تو اس کے اعضاء کو حکم کیا جاوے گا اور وہ کہنا شروع کریں گے تو مجبوراً اس کو اقرار کرنا پڑے گا کہ بے شک ابھی اور بھی بہت سے مہلک گناہ بیان کرنے باقی ہیں تو ارشاد ہوگا کہ اچھا ہم نے مغفرت کر دی۔ غرض ان وجوہ سے ضرورت ہے کہ دونوں کے اعضاء سے نیک کام بھی بکثرت ہوں تاکہ گواہ دونوں قسم کے مل سکیں [illegible] حدیث بالا میں انگلیوں پر شمار کرنے [illegible] سے آ جانے کا حکم [illegible] خوش قسمت ہے [illegible] کا گواہ کوئی بھی موجود نہ ہو، گناہ کیے ہی نہیں یا توبہ وغیرہ سے

معاف ہو گئے اور بھلائی اور نیکی کے گواہ سینکڑوں ہزاروں ہوں جس کی سہل ترین صورت
یہ ہے کہ جب کوئی گناہ صادر ہو جائے فوراً توبہ سے اس کو محو کر ڈالیں کہ پھر وہ کالعدم
ہو جاتے ہیں جیسا کہ باب دوم فصل سوم حدیث نمبر ۲۳ کے تحت گذر چکا ہے اور نیکیاں
اعمال ناموں میں باقی ہیں جن کے گواہ بھی موجود ہوں اور جن جن اعضاء سے یہ نیک
اعمال کئے ہیں وہ سب گواہی دیں۔ متعدد احادیث میں خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کا انگلیوں پر گننا مختلف الفاظ سے نقل کیا گیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں
کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (انگلیوں) پر تسبیح گنتے تھے۔ اس کے حدیث بالا میں اللہ
کے ذکر سے غفلت پر رحمت الٰہیہ سے محروم کئے جانے کی وعید ہے۔ اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے محروم رہتے ہیں وہ اللہ کی رحمت سے
بھی محروم رہتے ہیں۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ تم مجھے **یاد کرو میں (رحمت کے ساتھ) تمہارا**
ذکر کروں گا۔ حق تعالیٰ شانہٗ نے اپنی یاد کو بندہ کی یاد پر مرتب فرمایا۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے
وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ۝ وَاِنَّهُمْ
لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ (سورۂ زخرف ع ۴) اور
جو شخص اللہ کے ذکر سے خواہ کسی قسم کا ہو قرآن پاک ہو یا کسی اور قسم کا جان بوجھ کر اندھا بن جاتا ہے
ہم اس پر ایک شیطان کو مسلط کر دیتے ہیں پس وہ شیطان ہر وقت اس کے ساتھ رہتا ہے
اور وہ شیطان اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر سب کے سب ان لوگوں کو (جو ذکر
سے اندھے بن گئے ہیں سیدھے) راستہ سے ہٹاتے رہتے ہیں اور یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ
ہم ہدایت پر ہیں۔

حدیث میں ہے کہ ہر شخص کے ساتھ ایک شیطان مقرر ہے کافر کے ساتھ تو وہ ہر
وقت شریک حال رہتا ہے کھانے میں بھی پینے میں بھی لیکن مومن سے ذرا دور ہٹا ہوا
اور موقع کا منتظر رہتا ہے جب ذرا اس کو غافل پاتا ہے فوراً اس پر حملہ کر دیتا ہے
دوسری جگہ ارشاد ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ
ذِكْرِ اللّٰهِ (سورۂ منافقون ع ۲) اے ایمان والو تم کو تمہارے مال اور اولاد (اسی طرح دوسری

بیٹے ہیں) اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دیں اور جو لوگ ایسا کریں گے وہی خسارے والے ہیں اور ہم نے جو کچھ مال و دولت عطا کر رکھی ہے اس میں سے (اللہ کے راستہ میں) اس سے پہلے پہلے خرچ کر لو کہ تم میں سے کسی کی موت آجاتے اور پھر (حسرت و افسوس سے) کہنے لگے کہ اے میرے پروردگار مجھے کچھ دنوں اور مہلت کیوں نہ دی کہ میں خیرات کر لیتا اور نیک بندوں میں شامل ہو جاتا اور اللہ جل جلالہ کسی کو بھی موت کا وقت آجانے کے بعد مہلت نہیں دیتا اور اللہ کو تمہارے سارے اعمال کی پوری پوری خبر ہے جیسا کرو گے بدلہ پاؤ گے) اللہ جل شانہ کے ایسے بھی بندے ہیں جن کو کسی وقت بھی غفلت نہیں ہوتی۔ حضرت شبلیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک جگہ دیکھا کہ ایک مجنون شخص ہے لڑکے اس کو ڈھیلے مار رہے ہیں۔ میں نے ان کو دھمکایا، وہ لڑکے کہنے لگے کہ یہ شخص یوں کہتا ہے کہ میں خدا کو دیکھتا ہوں۔ میں اس کے قریب گیا تو وہ کچھ کہہ رہا تھا، میں نے غور سے سنا تو وہ کہہ رہا تھا کہ تو نے بہت ہی اچھا کیا کہ ان لڑکوں کو مجھ پر مسلط کر دیا میں نے کہا یہ لڑکے تجھ پر ایک تہمت لگاتے ہیں، کہنے لگا کیا کہتے ہیں، میں نے کہا یہ کہتے ہیں کہ تو خدا کو دیکھنے کا مدعی ہے، یہ سن کر اس نے ایک چیخ ماری اور یہ کہا شبلی اس ذات کی قسم جس نے اپنی محبت میں مجھ کو شکستہ حال بنا رکھا ہے اور اپنے قرب و بعد میں بھٹکا رکھا ہے، اگر تھوڑی دیر بھی وہ مجھ سے غائب ہو جاتا ہے (یعنی حضوری میں خلل پڑ جاتا ہے) تو میں درد فراق سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاؤں، یہ کہہ کر وہ مجھ سے منہ موڑ کر یہ شعر پڑھتا ہوا چل دیا۔

خَيَالُكَ فِي عَيْنِي وَذِكْرُكَ فِي فَمِي   وَمَثْوَاكَ فِي قَلْبِي فَأَيْنَ تَغِيبُ

تیری صورت میری نگاہ میں جمی ہوئی ہے، اور تیرا ذکر میری زبان پر ہر وقت رہتا ہے، تیرا ٹھکانا میرے دل میں ہے، تو کدھر غائب ہو سکتا ہے۔

حضرت جنید بغدادیؒ کا جب انتقال ہونے لگا تو کسی نے تلقین کی لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فرمایا میں کسی وقت بھی اس کو بھولا ہی نہیں (یعنی یاد تو اس کو دلایا جائے جو کسی وقت غافل ہوتا ہو) حضرت ممشاد دینوریؒ مشہور بزرگ ہیں، جب ان کا انتقال ہونے

کہا تو کسی پاس بیٹھنے والے نے دعا کی حق تعالیٰ شانہ آپ کو جنت کی فلاں فلاں دولت عطا فرمائیں تو ہنس پڑے، فرمانے لگے تیس برس سے جنت اپنے سارے ساز و سامان کے ساتھ میرے سامنے ظاہر ہوتی رہی ہے ایک دفعہ بھی تو اللہ جل شانہ کی طرف سے توجہ ہٹا کر ادھر توجہ نہیں کی۔ حضرت رُوَیم کو انتقال کے وقت کسی نے کلمہ تلقین فرمایا تو کہنے لگے کہ میں اس کے غیر کو اچھی طرح جانتا ہی نہیں۔ احمد بن خضرویہ کے انتقال کا وقت تھا کسی شخص نے کوئی بات پوچھی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے، فرمایا پچانوے برس سے ایک دروازہ کھٹکھٹا رہا ہوں وہ اس وقت کھلنے والا ہے، مجھے معلوم نہیں کہ سعادت کے ساتھ کھلتا ہے یا بدبختی کے ساتھ، مجھے اس وقت بات کرنے کی فرصت کہاں۔

۱۹: وَعَنْ جُوَيْرِيَةَ رضـ اَنَّ
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا
بُكْرَةً حِيْنَ صَلَّى
الصُّبْحَ وَهِيَ فِيْ مَسْجِدِهَا
ثُمَّ رَجَعَ بَعْدَ اَنْ اَضْحٰى
وَهِيَ جَالِسَةٌ فَقَالَ مَا
زِلْتِ عَلَى الْحَالِ الَّتِيْ
فَارَقْتُكِ عَلَيْهَا قَالَتْ
نَعَمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ
قُلْتُ بَعْدَكِ اَرْبَعَ
كَلِمَاتٍ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ
لَوْ وُزِنَتْ بِمَا قُلْتِ
مُنْذُ الْيَوْمِ لَوَزَنَتْهُنَّ

اُمّ المؤمنین حضرت جویریہؓ فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کے وقت اُن کے پاس سے نماز کے لیے تشریف لے گئے اور یہ اپنے مصلّے پر بیٹھی ہوئی تسبیح میں مشغول تھیں) حضور چاشت کی نماز کے بعد (دوپہر کے قریب) تشریف لائے تو یہ اسی حال میں بیٹھی ہوئی تھیں، حضور نے دریافت فرمایا تم اسی حال پر ہو جس پر میں نے چھوڑا تھا، عرض کیا جی ہاں، آپؐ نے فرمایا میں نے تم سے جدا ہونے کے بعد چار کلمے تین مرتبہ پڑھے اگر ان کو اس سب کے مقابلہ میں تولا جائے جو تم نے صبح سے پڑھا ہے تو وہ غالب ہو جائیں گے وہ کلمے یہ ہیں سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَرِضَا نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَرِضَا نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ (رواه مسلم والترمذی وکذا اصحاب السنن الاربعة وفی الباب عن صفیة قالت دخل علیّ رسول

(اللہ کی تسبیح کرتا ہوں اور اس کی تعریف کرتا ہوں بقدر اس کی مخلوقات کے عدد کے اور بقدر اس کی مرضی اور خوشنودی کے اور بقدر وزن اس کے عرش کے اور اس کے کلمات کی مقدار کے موافق)

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبین یدی اربعة الاف نواة اسبح بها الحدیث اخرجه الحاکم و قال صحیح الاسناد)

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍؓ اَنَّهٗ دَخَلَ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی امْرَاَةٍ وَّبَیْنَ یَدَیْهَا نَوًی اَوْ حَصًی تُسَبِّحُ بِهٖ فَقَالَ اَلَا اُخْبِرُكِ بِمَا هُوَ اَیْسَرُ عَلَیْكِ مِنْ هٰذَا اَوْ اَفْضَلُ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِی السَّمَاءِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِی الْاَرْضِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا بَیْنَ ذٰلِكَ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا هُوَ خَالِقٌ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ مِثْلَ ذٰلِكَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ مِثْلَ ذٰلِكَ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مِثْلَ ذٰلِكَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت سعدؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک عورت کے پاس تشریف لے گئے ان کے سامنے کھجور کی گٹھلیاں یا کنکریاں رکھی ہوئی تھیں جن پر وہ تسبیح پڑھ رہی تھیں حضور نے فرمایا میں تجھے ایسی چیز بتاؤں جو اس سے سہل ہو (یعنی کنکریوں پر گننے سے) یا افضل ہو یہ ارشاد فرمایا کہ اس سے افضل یہ سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا خَلَقَ الیٰ آخرہ۔ اللہ کی تسبیح کرتی ہوں بقدر اس مخلوق کے جو آسمان میں پیدا کی اور بقدر اس مخلوق کے جو زمین میں پیدا کی اور بقدر اس مخلوق کے جو ان دونوں کے درمیان ہے یعنی آسمان زمین کے درمیان ہے اور اللہ کی پاکی بیان کرتی ہوں بقدر اس کے جس کو وہ پیدا کرنے والا ہے اور اس سب کے برابر اَللّٰہُ اَکْبَرُ

مثل ذٰلک۔ اور اسی کے برابر الحمد للہ

اور اسی کی مانند لا الٰہ الا اللہ۔

(رواہ ابو داؤد والترمذی وقال الترمذی حدیث غریب کذا فی المشکوٰۃ قلت و
فی نسخۃ حسن غریب اھ وفی المنہل اخرجہ ایضاً النسائی وابن ماجۃ وابن حبان و
الحاکم والترمذی وقال حسن غریب من ھذا الوجہ اھ قلت وصححہ الذہبی)

فائدہ: ملّا علی قاری نے لکھا ہے کہ ان کیفیات کے ساتھ تسبیح کے افضل ہونے
کا مطلب یہ ہے کہ ان الفاظ کے ذکر کرنے سے ان کیفیات اور صفات کی طرف ذہن متوجہ ہو
گا اور ظاہر ہے کہ جتنا بھی تدبر اور غور و فکر زیادہ ہوگا اتنا ہی ذکر افضل ہوگا۔ اسی لیے
قرآن پاک جو تدبر سے پڑھا جاتا ہے وہ تھوڑا سا بھی اس تلاوت سے بہت زیادہ افضل ہے
جو بلا تدبر کے ہو اور بعض علماء نے کہا ہے کہ افضلیت اس حیثیت سے ہے کہ اس
میں اللہ جل جلالہ کی حمد و ثنا کے شمار سے عجز کا اظہار ہے جو کمال عبدیت ہے۔ اسی وجہ
سے بعض صوفیا سے نقل کیا گیا ہے وہ کہتے ہیں کہ گناہ تو بے حساب بے گنے کرتے ہو
اور اللہ کے پاک نام کو شمار سے گن گن کر لیتے ہو۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ شمار نہ کرنا چاہیے اگر
ایسا ہوتا تو احادیث میں کثرت سے خاص خاص اذکار پر شمار کیوں بتلائی جاتی بلکہ
بہت سی احادیث میں خاص خاص مقدار پر خاص خاص وعدے فرمائے گئے ہیں۔ بلکہ اس
کا یہ مطلب ہے کہ صرف شمار ہی پر قناعت نہ کرنا چاہیے بلکہ اوقات معمولات سے بچے
ہوئے اوقات کو لغو کاموں میں ضائع نہ کرے جتنا ممکن ہو بے شمار اللہ کے ذکر میں مشغول
رہنا چاہیے کہ یہ بہت بڑی دولت ہے جو شمار کی پابندیوں اور اسی کی حدود سے بالاتر ہے
ان احادیث سے تسبیح متعارف یعنی دھاگہ میں پروئے ہوئے دانوں کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ بعض
لوگوں نے اس کو بدعت کہہ دیا ہے مگر صحیح نہیں ہے جب اس کی اصل ثابت ہے۔
حضور نے گٹھلیوں اور کنکریوں پر گنتے ہوئے دیکھا اور اس پر انکار نہیں فرمایا تو اصل
ثابت ہوگئی ہے۔ اب یہ دانے پروئے ہوئے ہوں یا بے پروئے ہوں کچھ فرق نہیں اسی وجہ سے جملہ
مشائخ و فقہاء اس کا استعمال فرماتے رہے ہیں۔ مولانا عبدالحی صاحب نے ایک

مستقل رسالہ "نزہۃ الفکر" اس بارے میں تصنیف فرمایا ہے۔ ملا علی قاری کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح دلیل ہے تسبیح متعارف کے جواز کی، اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان گٹھلیوں یا کنکریوں پر گنتے ہوئے دیکھا اور اس پر انکار نہیں فرمایا جو شرعی دلیل ہے اور کھلے ہوئے دانے یا پروئے ہوئے ہیں کوئی فرق نہیں ہے اس لیے جو لوگ اس کو بدعت کہتے ہیں ان کا قول قابل اعتماد نہیں ہے۔ فرماتے ہیں کہ صوفیا کی اصطلاح میں اس کو شیطان کا کوڑا کہا جاتا ہے۔ حضرت جنید بغدادی کے ہاتھ میں کسی نے ایک وقت تسبیح دیکھی جب وہ منتہائے کمال پر پہنچ چکے تھے تو کسی نے اس بارہ میں سوال کیا، فرمایا جس چیز کے ذریعہ سے ہم اللہ تک پہنچے ہیں، اس کو کیسے چھوڑ دیں۔ بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم سے یہ نقل کیا گیا ہے کہ ان کے پاس کھجور کی گٹھلیاں یا کنکریاں رہتی تھیں جن پر گن کر تسبیح پڑھا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت ابو صفیہؓ صحابی سے نقل کیا گیا ہے کہ وہ کنکریوں پر گنا کرتے تھے۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے گٹھلیاں اور کنکریاں دونوں نقل کی گئی ہیں۔ حضرت ابو سعید خدریؓ سے بھی کنکریوں پر پڑھنا نقل کیا گیا ہے۔ مرقاۃ میں لکھا ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ کے پاس ایک دھاگہ رہتا تھا جس میں گرہیں لگی ہوئی تھیں ان پر شمار کیا کرتے تھے۔ ابوداؤد میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ کے پاس ایک تھیلی تھی جس میں گٹھلیاں یا کنکریاں بھری رہتی تھیں ان پر تسبیح پڑھا کرتے اور جب وہ تھیلی خالی ہو جاتی تو ایک باندی اُن سب کو پھر اُس میں بھر دیتی اور حضرت ابوہریرہؓ کے پاس رکھ دیتی تھی۔ ان کا معمول یہ ہے کہ وہ تھیلی میں سے نکالتے رہتے اور باہر ڈالتے رہتے تھے۔ جب ختم ہو جاتی تو باندی سمیٹ کر وہ باندی اس تھیلی میں بھر دیتی۔ حضرت ابو درداءؓ سے بھی یہ نقل کیا گیا ہے کہ ان کے پاس ایک تھیلی میں عجوہ کھجور کی گٹھلیاں رہتی تھیں صبح کی نماز کے بعد ان کو لے کر بیٹھتے اور جب تک وہ خالی نہ ہوتی پڑھتے رہتے، جب ان کو ختم کر لیتے تو اٹھ جاتے اور اپنی ضروریات میں مشغول ہو جاتے، ظہر کی نماز کے بعد پھر اسی طرح شام تک ان کو پڑھتے رہتے۔ حضرت ابوہریرہؓ کے پوتے نقل کرتے ہیں کہ ان کے پاس ایک دھاگہ تھا جس میں دو ہزار گرہیں لگی ہوئی تھیں، اس وقت تک

نہیں سوتے تھے جب تک ایک مرتبہ ان پر تسبیح نہ پڑھ لیتے۔ حضرت امام حسینؓ کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ سے بھی یہ نقل کیا گیا ہے۔ ان کے پاس ایک دھاگہ تھا جس میں گرہیں لگی ہوئی تھیں، ان پر تسبیح پڑھا کرتی تھیں۔ صوفیاء کی اصطلاح میں تسبیح کا نام مذکّرہ (یاد دلانے والی) بھی ہے۔ اس وجہ سے کہ جب یہ ہاتھ میں ہوتی ہے تو خواہ مخواہ پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔ اس لئے گویا اللہ کے نام کو یاد دلانے والی ہے۔ اس بارہ میں ایک حدیث بھی نقل کی گئی ہے۔ حضرت علیؓ سے نقل کی گئی ہے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ تسبیح کیا ہی اچھی مذکّر (یاد دلانے والی چیز) ہے۔ اس باب میں ایک مسلسل حدیث مولانا عبدالحی صاحب نے نقل فرمائی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ مولانا سے لے کر اوپر تک ہر اُستاذ نے اپنے شاگرد کو ایک تسبیح عطا فرمائی اور اس کے پڑھنے کی اجازت بھی دی۔ اخیر میں حضرت جنید بغدادیؒ کے شاگرد تک یہ سلسلہ پہنچتا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے اُستاذ حضرت جنیدؒ کے ہاتھ میں تسبیح دیکھی تو میں نے عرض کیا کہ آپ اس علو مرتبہ پر پہنچ کر بھی تسبیح ہاتھ میں رکھتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے اُستاذ سری سقطیؒ کے ہاتھ میں تسبیح دیکھی تو ان سے یہی سوال کیا تھا انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے اُستاذ حضرت بشر حافیؒ کے ہاتھ میں تسبیح دیکھی (جو حضرت کے اُستاذ تھے) انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے اُستاذ حضرت معروف کرخیؒ کے ہاتھ میں تسبیح دیکھی تو یہی سوال کیا تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے اُستاذ حضرت حسن بصریؒ (جو مشائخ چشتیہ کے گروہ میں ہیں) کے ہاتھ میں تسبیح دیکھی تو عرض کیا کہ آپ کی اس علو شان و علو مرتبہ کے باوجود بھی اب تک تسبیح آپ کے ہاتھ میں ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم نے تصوف کی ابتداء میں اس سے کام لیا تھا اور اس کے ذریعہ سے ترقی حاصل کی تھی تو گوارا نہیں کہ اخیر میں اس کو چھوڑ دیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اپنے دل سے، زبان سے، ہاتھ سے، ہر طرح اللہ کا ذکر کروں۔ محدثین کی حیثیت سے اس پر کلام بھی کیا گیا ہے۔

۲۱: عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ	حضرت علیؓ سے حضورؐ کا پاک ارشاد نقل کیا گیا
مَرْفُوْعًا نِعْمَ الْمُذَکِّرُ السُّبْحَۃُ	کہ تسبیح کیا ہی اچھی یاد دلانے والی چیز
(اخرجہ الدیلمی فی مسند الفردوس)	کی طرح ذکر کا سبب بنتی ہے

عليه وسلم وكانت من
أحب أهله إليه قلت بلى
قال إنها جرت بالرحى حتى
أثرت بيدها واستقت بالقربة
حتى أثرت في نحرها وكنست
البيت حتى اغبرت ثيابها
فأتى النبي صلى الله عليه
وسلم خدم فقلت لو أتيت
أباك فسألتيه خادما
فأتته فوجدت عنده
حداثا فرجعت فأتاها
من الغد فقال ما كان
حاجتك فسكتت فقلت
أنا أحدثك يا رسول الله
جرت بالرحى حتى أثرت
في يدها وحملت بالقربة
حتى أثرت في نحرها فلما
أن جاءك الخدم أمرتها
أن تأتيك فتستخدمك
خادما يقيها حر ما هي
فيه قال اتقي الله يا فاطمة
وأدي فريضة ربك
واعملي عمل أهلك فإذا

زیادہ لاڈلی تھیں قصہ نہ سناؤں انہوں نے عرض کیا ضرور سنائیے۔ فرمایا کہ وہ خود چکی پیستی تھیں جس سے ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے تھے اور خود ہی مشک بھر کر لاتی تھیں جس سے سینہ پر رسی کے نشان پڑ گئے تھے خود ہی جھاڑو دیتی تھیں جس کی وجہ سے کپڑے میلے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ لونڈی غلام آئے۔ میں نے حضرت فاطمہؓ سے کہا کہ تم اگر اپنے والد صاحب کی خدمت میں جا کر ایک خادم مانگ لو تو اچھا ہے سہولت رہے گی۔ وہ گئیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لوگوں کا مجمع تھا اس لیے واپس چلی آئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے روز خود ہی مکان پر تشریف لے آئے اور فرمایا تم کل کس کام کو آئی تھیں وہ چپ ہو گئیں (شرم کی وجہ سے بول بھی نہ سکیں) میں نے عرض کیا حضور چکی سے ہاتھوں میں نشان پڑ گئے۔ مشکیزہ بھرنے کی وجہ سے سینہ پر بھی نشان پڑ گیا ہے۔ جھاڑو دینے کی وجہ سے کپڑے میلے رہتے ہیں کل آپ کے پاس کچھ لونڈی غلام آئے

خَذْتِ مَضْجَعَكِ فَسَبِّحِيْ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ وَاحْمَدِيْ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ وَكَبِّرِيْ اَرْبَعًا وَّثَلٰثِيْنَ فَتِلْكَ مِائَةٌ فَهِيَ خَيْرٌ لَّكِ مِنْ خَادِمٍ قَالَتْ رَضِيْتُ عَنِ اللّٰهِ وَعَنْ رَّسُوْلِهٖ

اَخْرَجَهٗ اَبُوْ دَاوٗدَ فِيْ بَابٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ الْحَسَنِ الضَّمْرِيِّ اَنَّ اُمَّ الْحَكَمِ اَوْ ضُبَاعَةَ ابْنَتَيِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ حَدَّثَتْهُ عَنْ اِحْدٰهُمَا اَنَّهَا قَالَتْ اَصَابَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْيًا فَذَهَبْتُ اَنَا وَاُخْتِيْ وَفَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَكَوْنَا اِلَيْهِ مَا نَحْنُ فِيْهِ وَسَاَلْنَاهُ اَنْ يَّاْمُرَ بِشَيْءٍ مِّنَ السَّبْيِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَقَكُنَّ يَتَامٰى بَدْرٍ وَلٰكِنْ سَاَدُلُّكُنَّ عَلٰى مَا هُوَ خَيْرٌ لَّكُنَّ مِنْ ذٰلِكَ تُكَبِّرْنَ اللّٰهَ عَلٰى اِثْرِ كُلِّ صَلٰوةٍ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ تَكْبِيْرَةً وَّثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ تَسْبِيْحَةً وَّثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ تَحْمِيْدَةً وَّلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

تھے۔ اس لیے میں نے ان سے کہا تھا کہ ایک خادم اگر مانگ لیتیں تو ان مشقتوں میں سہولت ہو جاتی۔ حضورؐ نے فرمایا فاطمہ اللہ سے ڈرتی رہو اور اس کے فرض ادا کرتی رہو اور گھر کے کاروبار کرتی رہو اور جب سونے کے لیے لیٹو تو سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر ۳۴ مرتبہ پڑھ لیا کرو یہ خادم سے بہتر ہے۔ انہوں نے عرض کیا میں اللہ کی تقدیر اور اس کے رسولؐ کی تجویز سے راضی ہوں۔

دوسری حدیث میں حضورؐ کی پھوپھی زاد بہنوں کا قصہ بھی اسی قسم کا ہے وہ کہتی ہیں کہ ہم دو بہنیں اور حضورؐ کی بیٹی فاطمہؓ تینوں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اپنی مشقت اور دقتیں ذکر کر کے ایک خادم کی طلب کی۔ حضورؐ نے فرمایا کہ خادم دینے میں تو بدر کے یتیم تم سے مقدم ہیں میں تمہیں خادم سے بھی بہتر چیز بتاؤں۔ ہر نماز کے بعد یہ تینوں کلمے سُبْحَانَ اللّٰہ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ، اَللّٰہُ اَکْبَر ۳۳، ۳۳ مرتبہ اور ایک مرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ پڑھ لیا کرو یہ خادم سے

(رواه ابو داؤد وفی الجامع الصغیر بروایۃ
بہتر ہے۔

ابن منده عن حابس كان يامر نساءه اذا ارادت احداهن ان تنام ان
تحمد الحديث ورقم له بالضعف)

فائدہ: حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں اور عزیزوں کو خاص طور سے ان تسبیحات کا حکم فرمایا کرتے تھے، ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیبیوں کو یہ حکم فرمایا کرتے تھے کہ جب وہ سونے کا ارادہ کریں تو سبحان اللہ و الحمد للہ و اللہ اکبر ہر ایک ۳۳ مرتبہ پڑھیں، حدیث بالا میں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیوی مشقتوں اور تکلیفوں کے مقابلہ میں ان تسبیحات کو تلقین فرمایا، اس کی ظاہری وجہ تو ظاہر ہے کہ مسلمان کے لیے دنیوی مشقت اور تکلیف قابل التفات نہیں ہے اس کو ہر وقت آخرت اور مرنے کے بعد کی راحت و آرام کی فکر ضروری ہے۔ اس لیے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے چند روزہ زندگی کی مشقت اور تکلیف کی طرف سے توجہ ہٹا کر ہمیشہ کی راحت کے سامان بڑھانے کی طرف متوجہ فرمایا اور ان تسبیحات کا آخرت میں زیادہ سے زیادہ نافع ہونا ان روایات سے جو اس باب میں ذکر کی گئیں ظاہر ہے، اس کے علاوہ دوسری وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ان تسبیحات کو حق تعالیٰ شانہ نے جہاں دینی منافع و ثمرات سے شرف بخشا ہے دنیوی منافع بھی ان میں رکھے ہیں، اللہ کے پاک کلام اور اس کے رسول کے پاک کلام میں بہت سی چیزیں ایسی ہیں جن میں آخرت کے ساتھ دنیاوی منافع بھی حاصل ہوتے ہیں، چنانچہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ دجال کے زمانہ میں مومنوں کی غذا فرشتوں کی غذا ہوگی یعنی تسبیح و تقدیس (سبحان اللہ وغیرہ کا پڑھنا) کہ جس شخص کا کلام ان چیزوں کا پڑھنا ہوگا حق تعالیٰ شانہ اس سے بھوک کی مشقت کو زائل کر دیں گے، اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اس دنیا میں بھی آدمی صرف ذکر پر گذارہ کر سکتا ہے اور دجال کے زمانہ میں عام مومنین کو میسر ہوگا تو اس زمانہ میں خواص کو اس حالت کا میسر ہونا کچھ مشکل نہیں، بہت سے بزرگوں سے ان فاقہ کے واقعات کثرت سے منقول ہیں کہ معمولی غذا پر بالکل غذا

سکے وہ کچھ اتنی دل گداز و حقیقت ان میں کوئی وجہ انکار یا تکذیب کی نہیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ اگر کہیں آگ لگ جاوے تو تکبیر (یعنی اللہ اکبر) کثرت سے پڑھا کرو، یہ اس کو بجھا دیتی ہے۔ حصن حصین میں یہ نقل کیا گیا ہے کہ جب کسی شخص کو کسی کام میں تعب و مشقت معلوم ہو یا قوت کی زیادتی مطلوب ہو تو سوتے وقت سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر ۳۴ مرتبہ پڑھے یا تینوں کلمے ۳۳، ۳۳ مرتبہ پڑھے یا کوئی سا ایک ۳۴ مرتبہ پڑھ لے (چونکہ مختلف احادیث میں مختلف عدد آئے ہیں اس سبب سے سب کو نقل کر دیا ہے) علامہ ابن تیمیہ نے ان احادیث سے جن میں اوپر گزرا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ کو خادم کے بجائے یہ تسبیحات تعلیم فرمائیں یہ استدلال کیا ہے کہ جو شخص ان پر مداومت کرے اس کو مشقت کے کاموں میں تکان اور تعب نہیں ہو گا۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اگر تکان ہو بھی تب بھی مضرت نہ ہو گی۔ ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ یہ عمل مجرب ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ان تسبیحوں کا سوتے وقت پڑھنا اللہ کے ذکر سے قوت کا سبب ہو جاتا ہے۔ علامہ سیوطی نے مرقاۃ الصعود میں لکھا ہے کہ ان تسبیحوں کا خادم سے بہتر ہونا آخرت کے اعتبار سے بھی ہو سکتا ہے کہ آخرت میں تو تسبیح کا اجر باقی ہے اور خادم فانی ہوگا، دنیا میں خادم کا اجر اور نافع نہیں ہو سکتا، اور دنیا کے اعتبار سے بھی ہو سکتا ہے کہ ان تسبیحوں کی وجہ سے کام پر اتنی قوت ہو جاوے جو خادم سے زیادہ مفید ہو سکتا۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ دو خصلتیں ایسی ہیں کہ جو ان پر عمل کرے وہ جنت میں داخل ہو اور وہ دونوں بہت سہل ہیں لیکن ان پر عمل کرنے والے بہت کم ہیں۔ ایک یہ کہ تسبیحوں کو ہر نماز کے بعد دس دس مرتبہ پڑھے کہ یہ پڑھنے میں ایک سو پچاس ہوئیں لیکن اعمال کی ترازو میں پندرہ سو ہوں گی، دوسرے یہ کہ سوتے وقت سبحان اللہ الحمد للہ ۳۳، ۳۳ مرتبہ پڑھے اور اللہ اکبر ۳۴ مرتبہ پڑھے کہ یہ پڑھنے میں سو ہوئیں اور ثواب کے اعتبار سے ایک ہزار ہوئیں۔ کسی نے پوچھا یا رسول اللہ یہ کیا بات ہے کہ ان پر عمل کرنے والے بہت تھوڑے

ہیں حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ نماز کے وقت شیطان آتا ہے اور کہتا ہے کہ فلاں ضرورت ہے فلاں کام ہے اور جب سونے کا وقت ہوتا ہے وہ ذکر کی نوبت نہیں آنے دیتا پہلے ہی سلا دیتا ہے اس حدیث میں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت اقدس کی سب سے زیادہ لاڈلی بیٹی اپنے ہاتھ سے چکی پیستیں جس سے ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے، خود ہی پانی کی مشک بھر کر لاتیں جس سے سینہ پر رسی کے نشان ہو گئے، خود ہی گھر کی جھاڑو وغیرہ سارا کام کرتیں جس سے ہر وقت کپڑے میلے رہتے، آٹا گوندھنا روٹی پکانا غرض سب ہی کام اپنے ہاتھوں سے کرتی تھیں کیا ہماری بیبیاں یہ سارے کام تو کیا ان میں سے آدھے بھی اپنے ہاتھ سے کرتی ہیں اور اگر نہیں کرتیں تو کتنی غیرت کی بات ہے کہ جن کے آقا کی بیٹی یوں کام کرتی ہوں ان کے لئے یہ فخر کی بات ہو کہ زندگی اس سے الگ ہو [illegible] اپنی [illegible] کی شفقت کا تو [illegible] [illegible] ہے کہ آپ کے پاس بھی نہیں

[illegible]

خاتمہ

آخر میں ایک حدیث مختصر شرح کے ذکر کرتا ہوں جس پر اس رسالہ کو ختم کرتا ہوں [illegible] کیا گیا ہے [illegible] [illegible] حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کہا جاتا ہے [illegible] پڑھی جاتی ہیں حضرات نے بہت ہی اہتمام [illegible]

ترغیبوں کے ساتھ اس نماز کو تعلیم فرمایا۔ چنانچہ حدیث شریف یہ ہے۔

۱۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَا عَبَّاسُ يَا عَمَّاهُ اَلَا اُعْطِيْكَ اَلَا اَمْنَحُكَ اَلَا اَحْبُوْكَ اَلَا اَفْعَلُ بِكَ عَشْرَ خِصَالٍ اِذَا اَنْتَ فَعَلْتَ ذٰلِكَ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ ذَنْبَكَ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ قَدِيْمَهٗ وَحَدِيْثَهٗ خَطَاَهٗ وَعَمَدَهٗ صَغِيْرَهٗ وَكَبِيْرَهٗ سِرَّهٗ وَعَلَانِيَتَهٗ اَنْ تُصَلِّيَ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ تَقْرَاُ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَسُوْرَةً فَاِذَا فَرَغْتَ مِنَ الْقِرَاءَةِ فِيْ اَوَّلِ رَكْعَةٍ وَاَنْتَ قَائِمٌ قُلْتَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً ثُمَّ تَرْكَعُ فَتَقُوْلُهَا وَاَنْتَ رَاكِعٌ عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَاْسَكَ مِنَ الرُّكُوْعِ فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَهْوِيْ سَاجِدًا فَتَقُوْلُهَا وَاَنْتَ سَاجِدٌ عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَاْسَكَ مِنَ السُّجُوْدِ فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَسْجُدُ فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنے چچا حضرت عباسؓ سے فرمایا، اے عباس، اے میرے چچا کیا میں تمہیں ایک عطیہ کروں، ایک بخشش کروں ایک چیز بتاؤں تمہیں دس چیزوں کا مالک بناؤں جب تم اس کام کو کرو گے، تو حق تعالیٰ شانہ تمہارے سب گناہ پہلے اور پچھلے پرانے اور نئے غلطی سے کئے ہوئے اور جان بوجھ کر کئے ہوئے اور چھوٹے بڑے چھپ کر کئے ہوئے اور کھلم کھلا کئے ہوئے سب ہی معاف فرما دیں گے، وہ کام یہ ہے کہ چار رکعت نفل نماز (تسبیح) کی نیت باندھ کر پڑھو اور ہر رکعت میں جب الحمد اور سورت پڑھ چکو تو رکوع سے پہلے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پندرہ مرتبہ پڑھو پھر جب رکوع کرو تو دس مرتبہ اس میں پڑھو پھر جب رکوع سے اٹھو تو دس مرتبہ پڑھو پھر سجدہ کرو تو دس مرتبہ اس میں پڑھو پھر سجدہ سے اٹھ کر بیٹھو تو دس مرتبہ پڑھو پھر جب دوسرا سجدہ کرو تو دس مرتبہ اس میں پڑھو پھر جب دوسرے سجدہ سے اٹھو تو دوسری رکعت میں کھڑے

ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا فَذٰلِكَ خَمْسٌ وَّسَبْعُوْنَ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ تَفْعَلُ ذٰلِكَ فِيْ أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ إِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تُصَلِّيَهَا فِيْ كُلِّ يَوْمٍ مَرَّةً فَافْعَلْ فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَفِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّةً فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَفِيْ كُلِّ شَهْرٍ مَرَّةً فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَفِيْ كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَفِيْ عُمُرِكَ مَرَّةً

ہونے سے پہلے بیٹھ کر دس مرتبہ پڑھو ان سب کی میزان پچھتر ہوئی اس طرح ہر رکعت میں پچھتر دفعہ ہوا اگر ممکن ہو سکے تو روزانہ ایک مرتبہ اس نماز کو پڑھ لیا کرو یہ نہ ہو سکے تو ہر جمعہ کو ایک مرتبہ پڑھ لیا کرو یہ بھی نہ ہو سکے تو ہر مہینہ میں ایک مرتبہ پڑھ لیا کرو یہ بھی نہ ہو سکے تو ہر سال میں ایک مرتبہ پڑھ لیا کرو یہ بھی نہ ہو سکے تو عمر بھر میں ایک مرتبہ تو پڑھ ہی لو۔

رواه ابو داؤد وابن ماجة والبيهقي في الدعوات الكبير وروى الترمذي عن ابي رافع نحوه [illegible] قلت واخرجه الحاكم وقال هذا حديث وصله موسى بن عبد العزيز عن الحكم بن ابان وقد اخرجه ابو بكر محمد بن اسحٰق وابو داؤد وابو عبد الرحمن احمد بن شعيب في الصحيح ثم [illegible] ذكر توثيق رواته وما ارسله ابراهيم بن الحكم [illegible] حديث [illegible] في حديث اسحٰق بن ابراهيم [illegible] ابراهيم بن الحكم [illegible] في [illegible] ثم [illegible] النسائي في كتابه [illegible] الصحيح [illegible] الكبرى

(۲) عَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ عَنْ رَجُلٍ كَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ يَرَوْنَ أَنَّهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ائْتِنِيْ غَدًا أَحْبُوْكَ وَأُثِيْبُكَ

ایک صحابیؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کل صبح کو آنا تمہیں ایک بخشش کروں گا ایک چیز دوں گا ایک عطیہ کروں گا۔ وہ صحابیؓ کہتے ہیں میں یہ سمجھا کہ یہ کوئی (مال) عطا فرمائیں گے جب

[illegible]

میں حاضر ہوا تو فرمایا کہ جب دوپہر کو
آفتاب ڈھل جائے تو چار رکعت نماز
پڑھا کرو [illegible] طریقہ سے بتایا جو پہلی حدیث
میں گذرا اور یہ بھی فرمایا کہ اگر تم سارے
دنیا کے لوگوں سے زیادہ گنہگار ہوگے
تو تمہارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ میں
نے عرض کیا کہ اگر اس وقت میں نہ
پڑھ سکوں تو ارشاد فرمایا کہ رات
[illegible]
حضور اقدس صلی [illegible]
[illegible]

عليه وسلم علم ابن عمه جعفر ثم ذكر حديثه بسنده وقال فى آخره هذا سند صحيح لا غبار عليه وممن قال المنذرى فى اول الحديث واخره ثم الى مذهب عبيد الله ان فى هذا الحديث زيادة لا حول ولا قوة الا بالله العلى العظيم ايضا على الحديث من الاربع

۱۰ وَعَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أَهَبُ لَكَ أَلَا أُعْطِيْكَ أَلَا أَمْنَحُكَ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ يُعْطِيْنِيْ مِنَ الدُّنْيَا شَيْئًا لَمْ يُعْطِهِ أَحَدًا مِّنْ قَبْلِيْ قَالَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ ۔

حضرت عباسؓ فرماتے ہیں مجھ سے حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں تجھے بخشش کروں، ایک عطیہ دوں، ایک چیز عنایت کروں، وہ کہتے ہیں میں سمجھا کہ کوئی دنیا کی چیز ایسی عطا فرماویں گے جو کسی کو نہیں دی ہوگی اسی لئے کہتے ہیں کہ الفاظ بخشش وغیرہ کو بار بار فرمانے کے بعد آپ نے چار رکعت نماز سکھائی جو اوپر گذری ہے اس میں یہ بھی فرمایا کہ جب تشہد کے لئے بیٹھو تو پہلے تسبیحوں کو پڑھو پھر تشہد پڑھو۔

ا ذكره هيئة وفى آخره غير انه جعل التسبيحات بعد السجدتين قبل التشهد قال الدارقطنى فى الافراد وفى آخره ... كذا فى شرح ... ذكره فى منتخب الذهب

۱۱ قَالَ التِّرْمِذِيُّ وَقَدْ رَوَى ابْنُ الْمُبَارَكِ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ صَلوٰةَ التَّسْبِيْحِ وَذَكَرُوْا الْفَضْلَ فِيْهِ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ ثَنَا أَبُوْ وَهْبٍ سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْمُبَارَكِ عَنِ الصَّلوٰةِ الَّتِيْ يُسَبَّحُ فِيْهَا قَالَ يُكَبِّرُ ثُمَّ يَقُوْلُ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ

حضرت عبد اللہ بن مبارکؒ وغیرہ بہت سے علماء سے اس نماز کی فضیلت نقل کی گئی منقول ہے اس میں یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ سبحانک اللہم پڑھنے کے بعد الحمد شریف پڑھنے سے پہلے پندرہ دفعہ ان کلموں کو پڑھے پھر اعوذ اور بسم اللہ پڑھ کر الحمد شریف اور پھر کوئی سورت پڑھے، سورت کے بعد

وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ
وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ ثُمَّ يَقُوْلُ خَمْسَ
عَشْرَةَ مَرَّةً سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ
لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ
أَكْبَرُ ثُمَّ يَتَعَوَّذُ وَيَقْرَأُ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَ
فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَسُوْرَةً ثُمَّ يَقُوْلُ
عَشْرَ مَرَّاتٍ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا
إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ ثُمَّ يَرْكَعُ فَيَقُوْلُهَا
عَشْرًا ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ فَيَقُوْلُهَا عَشْرًا ثُمَّ يَسْجُدُ

رکوع سے پہلے دس مرتبہ پڑھے پھر رکوع میں دس مرتبہ پھر رکوع سے اٹھ کر، پھر دونوں سجدوں میں اور دونوں سجدوں کے درمیان میں بیٹھ کر دس دس مرتبہ پڑھے اور یہ پچھتر ہی ہوگئی، لہٰذا دوسرے سجدہ کے بعد بیٹھ کر پڑھنے کی ضرورت نہیں رہی) رکوع میں پہلے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ اور سجدہ میں پہلے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى (تین تین مرتبہ) پھر ان کلموں کو پڑھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس طرح نقل کیا گیا ہے۔

فَيَقُوْلُهَا عَشْرًا ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ فَيَقُوْلُهَا عَشْرًا ثُمَّ يَسْجُدُ الثَّانِيَةَ
فَيَقُوْلُهَا عَشْرًا يُصَلِّيْ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ عَلٰى هٰذَا فَذٰلِكَ خَمْسٌ وَّسَبْعُوْنَ تَسْبِيْحَةً
فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ [illegible] قَالَ أَبُوْ وَهْبٍ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ قَالَ
يَبْدَأُ فِي الرُّكُوْعِ بِسُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ وَفِي السَّجْدَةِ بِسُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى
ثَلَاثًا ثُمَّ يُسَبِّحُ التَّسْبِيْحَاتِ قَالَ عَبْدُ الْعَزِيْزِ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ إِنْ
سَهَا فِيْهَا يُسَبِّحُ فِيْ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ عَشْرًا عَشْرًا قَالَ لَا إِنَّمَا هِيَ ثَلَاثُ مِائَةِ

تَسْبِيْحَةٍ اه مختصرا قلت وهكذا رواه الحاكم وقال رواته عن ابن المبارك كلهم ثقات
اثبات ولا يتهم عبد الله ان يعلمه ما لم يصح عنده سنده اه وقال الغزالي في الاحياء
بعد ما ذكر حديث ابن عباس [illegible] وفي رواية اخرى انه يقول في اول الصلوة سبحانك
اللهم ثم يسبح خمس عشرة تسبيحة قبل القراءة وعشرا بعد القراءة والباقي كما سبق عشرا عشرا
ولا يسبح بعد السجدة الاخيرة قاعدا وهذا احسن وهو اختيار ابن المبارك اه قال الزبيدي
في شرحه ولفظ القوت هذه الرواية احب الوجهين الي [illegible]
[illegible]

كذا رويناه في حديث عبد الله بن جعفر بن ابي طالب ان النبي صلى الله عليه وسلم علّمه صلوة التسبيح فذكره ثم قال الزبيدي واما حديث عبد الله بن جعفر فاخرجه الدارقطني من وجهين عن عبد الله بن زياد بن سمعان قال في احدهما عن معاوية و اسمعيل ابني عبد الله ابن جعفر عن ابيهما وقال في الآخر عن عون بدل اسمعيل عن ابيهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الا اعطيك فذكر الحديث وابن سمعان ضعيف وهذه الرواية فيها [illegible] يدعو بعد القنوت وهي ثمانية عشرة [illegible] زيادة في [illegible] ثم [illegible] فذكر تسبيحات وزاد فيها الحوقلة ولم يذكر هذا التسبيحة الثانية عند قيامه من سجوده قال والذي اختاره ابن المبارك اه قال المنذري في الترغيب وروى ابو داؤد من حديث مهدي بن [illegible] عن ابي الجوزاء عن ابن عمرو بن العاص فذكر الحديث بنحوه [illegible] عن ابن المبارك [illegible] ابن المبارك [illegible] بن سعد [illegible] حبان بن [illegible] نزل على عبد الله بن عمرو بن العاص فذكر الحديث وفيه [illegible] النبي صلى الله عليه وسلم [illegible] التسبيحات في الجلسة [illegible] فاذكرها بعد ما [illegible] الاستراحة كما ذكر [illegible] اه قلت حديث ابي الجوزاء [illegible] مذكور في السنن [illegible] ابن المبارك [illegible] البيهقي [illegible] في السنن [illegible] الكبير [illegible] في السنن [illegible] الاحاديث الباب [illegible] قال ابو داؤد ورواه روح بن المسيب وجعفر بن سليمان عن عمرو بن مالك النكري عن ابي الجوزاء عن ابن عباس قوله [illegible] حديث النبي صلى الله عليه وسلم [illegible] في السند [illegible] وذكر [illegible] الاقناع من فروع [illegible] التسبيح [illegible] ابن المبارك [illegible] البجيرمي [illegible] رواية ابن مسعود [illegible] قبل [illegible] خمسة عشر والعشرة في جلسة [illegible] من طريق ابن المبارك [illegible] الحديث [illegible] الكتب بل المذكور فيها [illegible] صاحب المنهل وشارح الاحياء [illegible] حديث صلوة التسبيح مروي عن جماعة من [illegible]

[illegible] عباس و ابو رافع [illegible] بن عمرو [illegible] بن عمرو [illegible]

[illegible] علی بن ابی طالب و اخوه جعفر [illegible]

عبد اللہ بن جعفر و ام المؤمنین ام سلمۃ والانصاری غیر مسمی فقد قیل انہ جابر بن عبد اللہ

[illegible] وقد اخرج احادیثهم [illegible] التسبیح [illegible]

[illegible] وقد افرط ابن الجوزی [illegible] ذکره فی الموضوعات ولذا تعقب علیہ غیر واحد

من ائمۃ الحدیث کالحافظ ابن حجر [illegible] المدینی فقد اساء ابن الجوزی

بذکره ایاه فی الموضوعات کذا فی اللآلی [illegible] وممن صححه او حسنه ابن منده و

[illegible] وصنف فیه کتابا الآجری والخطیب وابو سعد السمعانی وابو موسی المدینی وابو الحسن بن المفضل

والمنذری وابن الصلاح والنووی فی تهذیب الاسماء والسبکی وآخرون کذا فی اتحاف

[illegible] قلت وبسط السیوطی فی اللآلی

فی تحسینه وحکی [illegible] صلاۃ التسبیح اشهر الصلوات واصحها اسنادا

فائدہ: صلوٰۃ التسبیح بڑی اہم نماز ہے جس کا اندازہ کچھ احادیث بالا سے ہو سکتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس قدر شفقت اور اہتمام سے اس کو تعلیم فرمایا ہے اکابر امت، علماء محدثین، فقہاء، صوفیہ ہر زمانہ میں اس کا اہتمام فرماتے رہے ہیں۔ امام حدیث حاکم نے لکھا ہے کہ اس حدیث کی صحت پر یہ بھی دلیل ہے کہ تبع تابعین کے زمانہ سے ہمارے زمانہ تک مقتدا حضرات اس پر مداومت کرتے اور لوگوں کو تعلیم دیتے رہے ہیں جن میں عبد اللہ بن مبارک بھی ہیں۔ یہ عبد اللہ بن مبارک امام بخاری کے استادوں کے استاد ہیں۔ بیہقی کہتے ہیں کہ ابن مبارک سے پہلے ابو الجوزاء جو معتبر تابعی ہیں اس کا اہتمام کیا کرتے تھے۔ روزانہ جب ظہر کی اذان ہوتی تو مسجد میں چلے جاتے اور جماعت کے وقت تک اس کو پڑھ لیا کرتے تھے۔ عبد العزیز بن ابی رواد جو ابن مبارک کے بھی استاد ہیں بڑے عابد زاہد اور متقی لوگوں میں ہیں کہتے ہیں کہ جو جنت کا ارادہ کرے اس کو ضروری ہے کہ صلوٰۃ التسبیح کو مضبوط پکڑے۔ ابو عثمان حیری جو بڑے زاہد ہیں کہتے ہیں کہ میں نے مصیبتوں اور غموں کے ازالہ کے لئے صلوٰۃ التسبیح جیسی کوئی چیز

نہیں دیکھی

نہیں رکھتی۔ علامہ تقی سبکی فرماتے ہیں کہ یہ نماز بڑی اہم ہے۔ بعض لوگوں کے انکار کی وجہ سے دھوکہ میں نہ پڑنا چاہیے۔ جو شخص اس نماز کے ثواب کو سن کر بھی غفلت کرے وہ دین کے بارے میں سستی کرنے والا ہے۔ صلحاء کے کاموں سے دور ہے۔ اس کو پکا آدمی نہ سمجھنا چاہیے۔ مرقاۃ میں لکھا ہے کہ حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ ہر جمعہ کو پڑھا کرتے تھے۔

فائدہ ۲: بعض علماء نے اس وجہ سے اس حدیث کا انکار کیا ہے کہ اتنا زیادہ ثواب صرف چار رکعت پر (اور) بالخصوص کبیرہ گناہوں کا معاف ہونا۔ لیکن جب روایت بہت سے صحابہؓ سے منقول ہے تو انکار مشکل ہے البتہ دوسری آیات و احادیث کی وجہ سے کبیرہ گناہوں کی معافی کے لیے توبہ کی شرط ہوگی۔

فائدہ ۳: احادیث بالا میں اس نماز کے دو طریقے بتائے گئے ہیں، اول یہ کہ کھڑے ہو کر الحمد شریف اور سورۃ کے پندرہ مرتبہ ان کلموں کو سُبْحَانَ اللّٰہِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ، وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھے پھر رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کے بعد دس مرتبہ پڑھے، پھر رکوع سے کھڑے ہو کر سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ، رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کے بعد دس مرتبہ پڑھے، پھر دونوں سجدوں میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کے بعد دس دس مرتبہ پڑھے، اور دونوں سجدوں کے درمیان جب بیٹھے دس مرتبہ پڑھے اور جب دوسرے سجدے سے اٹھے تو اللہ اکبر کہتا ہوا اٹھے اور بجائے کھڑے ہونے کے بیٹھ جائے اور دس مرتبہ پڑھ کر بغیر اللّٰہُ اَکْبَرُ کہے کھڑا ہو جائے اور دو رکعت کے بعد اور چوتھی رکعت کے بعد پہلے ان کلموں کو دس دس مرتبہ پڑھے پھر التحیات پڑھے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ کے بعد اَلْحَمْدُ سے پہلے پندرہ مرتبہ پڑھے اور پھر الحمد اور سورۃ کے بعد دس مرتبہ پڑھے اور باقی سب طریقہ بدستور، البتہ اس صورت میں نہ دوسرے سجدے کے بعد بیٹھنے کی ضرورت ہے اور نہ التحیات کے ساتھ پڑھنے کی ضرورت ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ کبھی اس طرح پڑھ لیا کرے کبھی اس طرح۔

فائدہ ۴: چونکہ یہ نماز عام طور سے رائج نہیں ہے اس لیے اس کے متعلق چند

مسائل بھی لکھے جاتے ہیں تاکہ پڑھنے والوں کو سہولت ہو۔

مسئلہ ۱: اس نماز کے لیے کوئی سورۃ قرآن کی متعین نہیں جونسی دل چاہے پڑھے لیکن بعض علماء نے لکھا ہے کہ سورۂ حدید، سورۂ حشر، سورۂ صف، سورۂ جمعہ، سورۂ تغابن میں سے چار سورتیں پڑھے۔ بعض حدیثوں میں بیس آیتوں کے بقدر آیا ہے اس لیے ان سورتوں کو پڑھے جو بیس آیتوں کے قریب قریب ہوں۔ بعض نے اذا زلزلت، والعادیات، تکاثر، والعصر، کافرون، نصر، اخلاص لکھا ہے کہ ان میں سے پڑھ لیا کرے۔

مسئلہ ۲: ان تسبیحوں کو زبان سے ہرگز نہ گنے کہ زبان سے گننے سے نماز ٹوٹ جائے گی۔ انگلیوں کو بند کرکے گننا اور تسبیح ہاتھ میں لے کر اس پر گننا جائز ہے مگر مکروہ ہے۔ بہتر یہ ہے کہ انگلیاں جس طرح اپنی جگہ پر رکھی ہیں ویسی ہی رہیں اور ہر کلمہ پر ایک ایک انگلی کو اسی جگہ دباتا رہے۔

مسئلہ ۳: اگر کسی جگہ تسبیح پڑھنا بھول جائے تو دوسرے رکن میں اس کو پورا کرلے البتہ بھولے ہوئے کی قضا رکوع سے اٹھ کر اور دو سجدوں کے درمیان نہ کرے۔ اسی طرح پہلی اور تیسری رکعت کے بعد اگر بیٹھے تو ان میں بھی بھولے ہوئے کی قضا نہ کرے بلکہ صرف ان ہی کی تسبیح پڑھے اور ان کے بعد جو رکن ہو اس میں بھولی ہوئی بھی پڑھ لے مثلاً اگر رکوع میں پڑھنا بھول گیا تو اس کو پہلے سجدہ میں پڑھ لے اسی طرح پہلے سجدہ کی دوسرے سجدہ میں اور دوسرے سجدہ کی دوسری رکعت میں کھڑا ہو کر پڑھ لے اور اگر رہ جائے تو آخری قعدہ میں التحیات سے پہلے پڑھ لے۔

مسئلہ ۴: اگر سجدہ سہو کسی وجہ سے پیش آجائے تو اس میں تسبیح نہیں پڑھنا چاہیے اس لیے کہ مقدار تین سو ہے وہ پوری ہو چکی ہاں اگر کسی وجہ سے اس مقدار میں کمی رہ گئی ہو تو سجدہ سہو میں پڑھ لے۔

مسئلہ ۵: بعض احادیث میں آیا ہے کہ التحیات کے بعد سلام سے پہلے یہ دعا پڑھے

رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ من حدیث ابن عباس وفیہ اذا فرغت قلت بعد التشہد قبل التسلیم

کذا فی الاتحاف [illegible] من حدیث [illegible] فی مسندہ [illegible]

[illegible]

THE SPECTACLE OF DEATH
KHAWAJA MOHAMMAD ISLAM

GLIMPSES OF LIFE BEYOND THE GRAVE
PRICE Rs 50

[illegible]

[illegible] عبرت آموز کتاب

موت کا منظر
مع
مرنے کے بعد کیا ہوگا؟

اردو۔ عربی۔ فارسی۔ انگلش ایڈیشن

خواجہ محمد اسلام کی دیگر تصنیفات [illegible]

۱۔ جنت کا منظر
۲۔ [illegible] کا منظر
۳۔ محبوب کے حسن و جمال کا منظر
۴۔ محبوب خدا کی دعائیں

ملنے کا پتہ

ادارہ اشاعت دینیات [illegible]

[illegible]

فضائل نماز

مصنفہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب

[illegible]

فہرست مضامین

نمبر	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
	[illegible]	۲	[illegible]	۱۳
	باب اوّل		فصل دوم	
	[illegible]	۵	[illegible]	
	فصل اوّل		[illegible]	
	[illegible]		[illegible]	
	[illegible]		[illegible]	
	[illegible]		[illegible]	
	[illegible]		[illegible]	
	[illegible]		[illegible]	
	[illegible]		[illegible]	
	[illegible]		[illegible]	
	[illegible]		[illegible]	
	[illegible]		[illegible]	
	[illegible]		[illegible]	
	[illegible]		[illegible]	
	[illegible]		باب دوم	
	[illegible]		[illegible]	

فصل اول

[illegible]

فصل دوم

[illegible]

خطبہ و تمہید

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم وعلی آلہ وصحبہ [illegible]

[illegible]

باب اول

نماز کی اہمیت کے بیان میں

[illegible]

فصل اول

نماز کی فضیلت کے بیان میں

[illegible]

[illegible]

[illegible] تو تحریمہ قائم تو [illegible] ہوگی [illegible] چاہیے کہ [illegible] جس کو [illegible] کی بنیاد [illegible]

[illegible] زیادہ محبوب عمل [illegible]

[illegible] قریب قریب [illegible]

[illegible] میں باہر تشریف لائے اور پتے درختوں پر [illegible]

لہ جامع الصغیر

الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ تَحَاتَّتْ خَطَايَاهُ
كَمَا تَحَاتُّ هٰذَا الْوَرَقُ وَقَالَ
أَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ
اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئٰتِ ذٰلِكَ
ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ۝

رواه احمد والنسائی والطبرانی
ورواة احمد محتج بهم فی الصحیح الا
علی بن زید کذا فی الترغیب

[illegible] کیوں کیا آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ جب مسلمان
اچھی طرح سے وضو کرتا ہے پھر پانچوں نمازیں پڑھتا ہے
تو اس کی خطائیں اس سے ایسی گر جاتی ہیں جیسے یہ پتے
گرتے ہیں پھر قرآن کی آیت اقم الصلوٰۃ طرفی
النہار تلاوت فرمائی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ قائم کر
نماز کو دن کے دونوں سروں میں اور رات کے کچھ
حصوں میں بیشک نیکیاں دور کر دیتی ہیں برائیوں کو یہ
نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے لئے۔

فائدہ: حضرت سلمانؓ نے جو کر کے دکھایا یہ [illegible] تعشق کی ادنیٰ مثال ہے جب کسی شخص کو کسی سے عشق ہوتا ہے اس کی ہر ادا بھاتی ہے اور اسی طرح ہر کام کے کرنے کو جی چاہا کرتا ہے جس طرح محبوب کو کرتے دیکھتا ہے جو لوگ محبت کا ذائقہ چکھ چکے ہیں وہ اس کی کیفیت سے بخوبی واقف ہیں اسی طرح صحابہ کرامؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات نقل کرنے میں اکثر ان افعال کی بھی نقل کرتے تھے جو اس ارشاد کے وقت حضورؐ نے کیے تھے۔ نماز کا اہتمام اور اس کی وجہ سے گناہوں کا معاف ہونا جتنی کثرت سے روایات میں ذکر کیا گیا ہے اس کا احاطہ دشوار ہے پہلے بھی متعدد روایات میں یہ مضمون گذر چکا ہے علماء نے اس کو صغیرہ گناہوں کے ساتھ مخصوص کیا ہے جیسا کہ پہلے معلوم ہو چکا مگر احادیث میں صغیرہ کبیرہ کی قید نہیں ہے مطلق گناہوں کا ذکر ہے میرے والد صاحب نور اللہ مرقدہ نے [illegible] اس کی دو وجہیں ارشاد فرمائی تھیں ایک یہ کہ مسلمان کی شان سے یہ بعید ہے کہ اس سے کوئی کبیرہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible] مثلاً

[illegible]

[illegible]

فوراً اپنی اُمّتی کو پہچان جائیں گے۔

[illegible] يَبْقٰى مِنْ [illegible]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

بتاؤ اگر کسی شخص کے دروازہ پر ایک نہر جاری [illegible]

اس کے بدن پر کچھ میل باقی رہے گا صحابہؓ نے [illegible]

فرمایا کہ یہی حال پانچوں نمازوں کا ہے کہ اللہ جل شانہٗ [illegible]

[illegible]

حقیقت نماز ایسی ہی بڑی دولت ہے کہ اللہ کی رضا کے علاوہ دنیا کے مصائب سے بھی اکثر نجات کا سبب ہوتی ہے اور سکون قلب تو حاصل ہوتا ہی ہے۔ ابن سیرین کہتے ہیں اگر مجھے جنت میں جانے اور دو رکعت نماز پڑھنے میں اختیار دیا جائے تو میں دو رکعت ہی کو اختیار کروں گا۔ اس لئے کہ جنت میں جانا میری اپنی خوشی کے واسطے ہے اور دو رکعت نماز میں میرے مالک کی رضا ہے۔ حضور کا ارشاد ہے بڑا قابل رشک ہے وہ مسلمان جو ہلکا پھلکا ہو (یعنی اہل و عیال کا زیادہ بوجھ نہ ہو) نماز سے وافر حصہ اس کو ملا ہو، روزی صرف گزارہ کے قابل ہو جس پر صبر کر کے عمر گزار دے، اللہ کی عبادت اچھی طرح کرتا ہو، گمنامی میں پڑا ہو، جلدی سے مر جائے، نہ میراث زیادہ ہو نہ رونے والے زیادہ ہوں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ اپنے گھر میں نماز کثرت سے پڑھا کرو، گھر کی خیر میں اضافہ ہوگا۔

[illegible]

[illegible]

فرمایا کہ میں نے یہ مضمون نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
سے کئی دفعہ سنا ہے۔

(رواہ احمد وصاحب حی بسند الحسن والطبرانی بنحوہ کذا فی الترغیب قلت وقد اخرج
الحدیث عن ابی ہریرۃ فی الجمعۃ وغیرہ)

ف: یہ مضمون بھی کئی صحابہ سے نقل کیا گیا ہے چنانچہ حضرت عثمانؓ حضرت ابوہریرہؓ حضرت انسؓ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ حضرت عمرو بن عبسہؓ وغیرہ حضرات رضی اللہ عنہم کے ساتھ متعدد روایات میں ذکر کیا گیا ہے اور حضرات اہلِ کشف کو تو گناہوں کا زائل ہونا محسوس بھی ہوتا ہے چنانچہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا قصہ مشہور ہے کہ وضو کا پانی گرتے ہوئے یہ محسوس فرما لیتے تھے کہ کون سا گناہ اس میں دُھل گیا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی نقل کیا گیا ہے کہ کسی شخص کو اس بات سے مغرور نہیں ہونا چاہیے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس گھمنڈ پر کہ نماز سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں گناہ پر جرأت نہیں کرنا چاہیے اس لیے کہ ہم لوگوں کی نماز اور عبادت جیسی ہوتی ہیں ان کو اگر حق تعالیٰ جل شانہ اپنے لطف و کرم سے قبول فرما لیں تو ان کا لطف احسان و انعام ہے ورنہ ہماری عبادتوں کی حقیقت ہمیں معلوم ہے۔ اگرچہ نماز کا یہ اثر ضروری ہے کہ اس سے گناہ معاف ہوتے ہیں لیکن ہماری نماز اس قابل بھی ہے اس کا علم اللہ ہی کو ہے۔ اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ اس وجہ سے گناہ کرنا کہ میرا مالک کریم ہے معاف کرنے والا ہے انتہائی بے غیرتی ہے اس کی مثال تو ایسی ہوئی کہ کوئی یوں کہنے لگے کہ میرے بیٹے ان چیزوں سے جن کا کام کریں درگذر کرتا ہوں تو وہ نافرمانی کرتے ہیں اس وجہ سے کہ باپ نے درگذر کرنے کو کہہ دیا ہے نہایت بیہودہ بات ہے کہ اس کی نافرمانیاں کریں۔

(۴) عن ابی ہریرۃ قال کان رجلان	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ دو
من بلی حی من قضاعۃ	ایک ساتھ مسلمان ہوئے ان میں سے ایک صاحب
اسلما مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	جہاد میں شہید ہو گئے اور دوسرے صاحب
فاستشہد احدھما واخر الآخر	کا ایک سال بعد انتقال ہوا میں نے خواب میں

سَنَةً قَالَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ فَرَأَيْتُ الْمُتَأَخِّرَ مِنْهُمَا أُدْخِلَ الْجَنَّةَ قَبْلَ الشَّهِيْدِ فَتَعَجَّبْتُ لِذٰلِكَ فَأَصْبَحْتُ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ ذُكِرَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَلَيْسَ قَدْ صَامَ بَعْدَهُ رَمَضَانَ وَصَلَّى سِتَّةَ آلَافِ رَكْعَةٍ أَوْ كَذَا وَكَذَا رَكْعَةً صَلَاةَ سَنَةٍ

کہ وہ صاحب جن کا ایک سال بعد انتقال ہوا تھا ان شہید سے پہلے جنت میں داخل ہو گئے تو مجھے بڑا تعجب ہوا کہ شہید کا درجہ تو بہت اونچا ہے ان کو پہلے جنت میں داخل ہونا چاہئے تھا میں نے خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا کسی اور نے عرض کیا تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ جن صاحب کا بعد میں انتقال ہوا ان کی نیکیاں نہیں دیکھتے کتنی زیادہ ہو گئیں ایک رمضان المبارک کے پورے روزے بھی ان کے زیادہ ہو گئے اور چھ ہزار اور اتنی اتنی رکعتیں نماز کی ایک سال میں ان کی بڑھ گئیں

اخرجه احمد باسناد حسن ورواه ابن ماجة وابن حبان في صحيحه والبيهقي كلهم عن طلحة بنحوه اطول منه وزاد ابن ماجة وابن حبان في آخره فلما بينهما ابعد مما بين السماء والارض كذا في الترغيب وفي الدر المنثور اخرج [illegible] مالك واحمد والنسائي وابن خزيمة والحاكم وصححه والبيهقي في شعب الايمان عن عامر بن سعد قال سمعت سعدا وناسا من الصحابة يقولون كان رجلان اخوان في عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وكان احدهما افضل من الآخر فتوفي الذي هو افضلهما ثم عمر الآخر بعده اربعين ليلة ثم توفي [illegible]

[illegible]

واقعہ میں وہ خود بیان کرتے ہیں کہ ایک قبیلہ کے دو آدمی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی
خدمت میں ایک ساتھ آئے اور اکٹھے ہی مسلمان ہوئے ایک صاحب بہت مستعد اور ہمت والے
تھے وہ ایک لڑائی میں شہید ہو گئے اور دوسرے صاحب کا ایک سال بعد انتقال ہوا۔ میں
نے خواب میں دیکھا کہ میں جنت کے دروازہ پر کھڑا ہوں اور وہ دونوں صاحب بھی وہاں
موجود ہیں اندر سے ایک شخص آئے اور ان کو جن کا ایک سال بعد انتقال ہوا تھا اندر جانے کی
اجازت ہو گئی اور جو صاحب شہید ہوئے تھے وہ کھڑے رہ گئے تھوڑی دیر بعد پھر اندر سے
ایک شخص آئے اور ان شہید کو بھی اجازت ہو گئی اور مجھ سے کہا کہ تمہارا ابھی وقت نہیں آیا
تم واپس چلے جاؤ۔ میں نے صبح کو لوگوں سے اپنے خواب کا تذکرہ کیا سب کو اس پر تعجب
ہوا کہ ان شہید کو بعد میں اجازت کیوں ہوئی ان کو تو پہلے ہونی چاہئے تھی۔ آخر حضور سے
لوگوں نے تذکرہ کیا تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ اس میں تعجب کی کیا بات ہے لوگوں نے عرض
کیا کہ یا رسول اللہ وہ شہید بھی ہوئے اور بہت زیادہ مستعد اور ہمت والے بھی تھے اور جنت
میں یہ دوسرے صاحب پہلے داخل ہو گئے۔ حضور نے فرمایا کہ انہوں نے ایک سال
عبادت زیادہ نہیں کی۔ عرض کیا بیشک کی۔ ارشاد فرمایا کیا انہوں نے پورے ایک رمضان
کے روزے ان سے زیادہ نہیں رکھے۔ عرض کیا گیا بیشک رکھے۔ ارشاد فرمایا کیا انہوں نے
اتنے اتنے سجدے ایک سال کی نمازوں کے زیادہ نہیں کیے۔ عرض کیا گیا بیشک
کیے۔ حضور نے فرمایا پھر تو دونوں میں آسمان زمین کا فرق ہو گیا۔ اھ

اس نوع کے قصے کئی لوگوں کے ساتھ پیش آئے ابوداؤد شریف میں دو صحابہ کا
قصہ اسی قسم کا صرف آٹھ دن کے فرق سے ذکر کیا گیا ہے کہ دوسرے صاحب کا انتقال ایک
ہفتہ بعد ہوا پھر بھی جنت میں پہلے داخل ہو گئے۔ حقیقت میں ہم لوگوں کو اس کا اندازہ ہی
نہیں کہ نماز کتنی قیمتی چیز ہے۔ آخر کوئی بات تو ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آنکھ
کی ٹھنڈک نماز میں بتلائی ہے حضور کی آنکھوں کی ٹھنڈک جو انتہائی محبت کی علامت ہے معمولی چیز
نہیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ دو بھائی تھے ان میں سے ایک چالیس دن پہلے انتقال کر
گئے دوسرے بھائی کا چالیس روز بعد انتقال ہوا پہلے بھائی زیادہ بزرگ تھے لوگوں نے

ان کو بہت بڑھانا شروع کر دیا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ دوسرے بھائی مسلمان نہ تھے؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ بیشک مسلمان تھے مگر معمولی درجہ میں تھے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ تمہیں کیا معلوم کہ چالیس دن کی نمازوں نے ان کو کس درجہ تک پہنچا دیا۔ نماز کی مثال ایک میٹھی اور گہری نہر کی سی ہے جو دروازہ پر جاری ہو اور آدمی پانچ دفعہ اس میں نہاتا ہو تو اس کے بدن پر کیا میل رہ سکتا ہے۔ اس کے بعد پھر دوبارہ حضورؐ نے فرمایا کہ تمہیں کیا معلوم کہ اس کی نمازوں نے جو بعد میں پڑھی گئیں اس کو کس درجہ تک پہنچا دیا ہے۔

عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُبْعَثُ مُنَادٍ عِنْدَ حَضْرَةِ كُلِّ صَلٰوةٍ فَيَقُوْلُ يَا بَنِيْ آدَمَ قُوْمُوْا فَاَطْفِئُوْا مَا اَوْقَدْتُمْ عَلٰى اَنْفُسِكُمْ فَيَقُوْمُوْنَ فَيَتَطَهَّرُوْنَ وَيُصَلُّوْنَ الظُّهْرَ فَيُغْفَرُ لَهُمْ مَا بَيْنَهُمَا فَاِذَا حَضَرَتِ الْعَصْرُ فَمِثْلُ ذٰلِكَ فَاِذَا حَضَرَتِ الْمَغْرِبُ فَمِثْلُ ذٰلِكَ فَاِذَا حَضَرَتِ الْعَتَمَةُ فَمِثْلُ ذٰلِكَ فَيَنَامُوْنَ فَمُدْلِجٌ فِيْ خَيْرٍ وَمُدْلِجٌ فِيْ شَرٍّ [illegible]

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب نماز کا وقت آتا ہے تو ایک فرشتہ اعلان کرتا ہے کہ اے آدم کی اولاد اٹھو اور جہنم کی اس آگ کو جسے تم نے (گناہوں کی بدولت) اپنے اوپر جلانا شروع کر دیا ہے بجھاؤ۔ چنانچہ (دیندار) لوگ اٹھتے ہیں وضو کرتے ہیں ظہر کی نماز پڑھتے ہیں جس کی وجہ سے ان کے گناہوں کی (صبح سے ظہر تک کی) مغفرت کر دی جاتی ہے اسی طرح پھر عصر کے وقت پھر مغرب کے وقت پھر عشاء کے وقت (غرض ہر نماز کے وقت یہی صورت ہوتی ہے) عشاء کے بعد لوگ سونے میں مشغول ہو جاتے ہیں اس کے بعد بعض لوگ رات کے اندھیرے میں بھلائیوں [illegible] کی طرف چلتے ہیں اور بعض لوگ برائیوں [illegible] کی طرف چلتے ہیں۔

ف: [illegible] ایک حدیث میں ہے کہ اللہ جل شانہ [illegible]

[illegible]

پنے لطف سے نماز کی بدولت گناہوں کو معاف فرماتے ہیں اور نماز میں چونکہ استغفار خود موجود ہے جیسا کہ اوپر گذرا، اس لیے صغیرہ اور کبیرہ ہر قسم کے گناہ اس میں داخل ہو جاتے ہیں بشرطیکہ دل سے گناہوں پر ندامت ہو۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ جیسا کہ عنقریب آرہا ہے۔

حضرت سلمان ایک بڑے مشہور صحابی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ جب عشاء کی نماز پڑھ لی جاتی ہے تو آدمی تین جماعتوں میں منقسم ہو جاتے ہیں۔ ایک وہ جماعت ہے جس کے لیے یہ رات نعمت ہے اور کمائی ہے اور بھلائی ہے۔ یہ وہ حضرات ہیں جو رات کی فرصت کو غنیمت سمجھتے ہیں اور جب لوگ اپنے راحت و آرام اور سونے میں مشغول ہوتے ہیں تو یہ لوگ نماز میں مشغول ہو جاتے ہیں ان کی رات ان کے لیے اجر و ثواب بن جاتی ہے۔ دوسری جماعت وہ ہے جس کے لیے رات وبال ہے، عذاب ہے۔ یہ وہ جماعت ہے جو رات کی تنہائی اور فرصت کو غنیمت سمجھتی ہے اور گناہوں میں مشغول ہو جاتی ہے ان کی رات ان پر وبال بن جاتی ہے۔ تیسری جماعت وہ ہے جو عشاء کی نماز پڑھ کر سو جاتی ہے اس کے لیے نہ وبال ہے نہ کمائی، نہ کچھ گیا نہ آیا۔

(۹) عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ بْنِ رِبْعِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِنِّیْ اِفْتَرَضْتُ عَلٰی اُمَّتِكَ خَمْسَ صَلَوٰتٍ وَعَهِدْتُّ عِنْدِیْ عَهْدًا اَنَّهٗ مَنْ حَافَظَ عَلَیْهِنَّ لِوَقْتِهِنَّ اَدْخَلْتُهُ الْجَنَّةَ وَمَنْ لَّمْ یُحَافِظْ عَلَیْهِنَّ فَلَا عَهْدَ لَهٗ عِنْدِیْ

حضور کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے یہ فرمایا کہ میں نے تمہاری امت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور اس کا میں نے اپنے لیے عہد کر لیا ہے کہ جو شخص ان پانچوں نمازوں کو ان کے وقت پر ادا کرنے کا اہتمام کرے اس کو اپنی ذمہ داری پر جنت میں داخل کروں گا اور جو ان نمازوں کا اہتمام نہ کرے تو مجھ پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں۔

[illegible]

[illegible]

فائدہ: ایک دوسری حدیث میں یہ مضمون اور وضاحت سے آیا ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں جو شخص ان میں لاپرواہی سے کسی قسم کی کوتاہی نہ کرے اچھی طرح وضو کرے اور وقت پر ادا کرے خشوع و خضوع سے پڑھے تو حق تعالیٰ کا عہد ہے کہ اس کو جنت میں ضرور داخل فرمائیں گے اور جو شخص ایسا نہ کرے اللہ تعالیٰ کا کوئی عہد اس سے نہیں۔ چاہے مغفرت فرمادیں چاہے عذاب دیں۔ کتنی بڑی فضیلت ہے نماز کی کہ اس کے اہتمام سے اللہ کے عہد میں آدمی داخل ہو جاتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی معمولی سا حاکم یا امیر کسی شخص کو اطمینان دلا دے یا کسی مطالبہ کا ذمہ دار ہو جاوے تو وہ کتنا مطمئن اور خوش ہو جاتا ہے اور اس حاکم کا کس قدر احسان مند اور گرویدہ بن جاتا ہے۔ یہاں ایک معمولی عبادت پر جس میں کچھ مشقت بھی نہیں ہے مالک الملک دو جہاں کا بادشاہ عہد کرتا ہے پھر بھی لوگ اس چیز سے غفلت اور کوتاہی کرتے ہیں اس میں کسی کا کیا نقصان ہے اپنی ہی کم نصیبی اور اپنا ہی ضرر ہے۔

عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلْمَانَ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُ قَالَ لَمَّا فَتَحْنَا خَيْبَرَ اَخْرَجُوْا غَنَائِمَهُمْ مِنَ الْمَتَاعِ وَالسَّبْيِ فَجَعَلَ النَّاسُ يَتَبَايَعُوْنَ غَنَائِمَهُمْ فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدْ رَبِحْتُ رِبْحًا مَا رَبِحَ الْيَوْمَ مِثْلَهٗ اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ هٰذَا الْوَادِيْ قَالَ وَيْحَكَ وَمَا رَبِحْتَ قَالَ مَا زِلْتُ اَبِيْعُ وَاَبْتَاعُ حَتّٰى رَبِحْتُ ثَلٰثَ مِائَةِ اُوْقِيَّةٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اُنَبِّئُكَ

ایک صحابی فرماتے ہیں کہ ہم لوگ جب خیبر فتح کرچکے تو لوگوں نے اپنا مال غنیمت نکالا جس میں متفرق سامان تھا اور قیدی تھے اور خرید و فروخت شروع ہوگئی کہ ہر شخص اپنی ضروریات خریدنے لگا دوسری زائد چیزیں فروخت کرنے لگا، اتنے میں ایک صحابی حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھے آج اس تجارت میں اس قدر نفع ہوا کہ ساری جماعت میں سے کسی کو اتنا نفع نہیں مل سکا حضور نے تعجب سے پوچھا کہ کتنا کمایا انہوں نے عرض کیا حضور میں سامان خریدتا رہا اور بیچتا رہا جس میں تین سو اوقیہ

قال ما هو

يا رسول الله؟ قال ركعتين

بعد الصلوة.

(اخرجه ابو داؤد وسكت عنه المنذري)

چاندی نفع میں کمائی۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا میں تمہیں بہترین نفع کی چیز بتاؤں اس نے عرض کیا حضور ضرور بتائیں، ارشاد فرمایا فرض نماز کے بعد دو رکعت نفل۔

فائدہ: ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے اور ایک درہم تقریباً چار آنہ کا، اس حساب سے تین ہزار روپیہ ہوا جس کے مقابلہ میں دو جہان کے بادشاہ کا ارشاد ہے کہ یہ کیا نفع ہے، حقیقی نفع وہ ہے جو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رہنے والا ہے اور کبھی ختم ہونے والا نہیں۔ اگر حقیقت میں ہم لوگوں کے ایمان ایسے ہی ہو جائیں تو دو رکعت نماز کے مقابلہ میں تین ہزار روپیہ کی وقعت نہ رہے تو پھر واقعی زندگی کا لطف ہے اور حق تو یہ ہے کہ نماز ہے ہی ایسی دولت، اسی وجہ سے حضور اقدس سید البشر فخر رسل نے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں بتلائی ہے اور وصال کے وقت آخری وصیت جو فرمائی ہے اس میں نماز کے اہتمام کا حکم فرمایا ہے۔ کنز العمال میں متعدد حدیثوں میں اس کی وصیت مذکور ہے۔ حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ اخیر وقت میں جب زبان مبارک سے پورے الفاظ نہیں نکل رہے تھے اس وقت بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز اور غلاموں کے حقوق کی تاکید فرمائی۔ حضرت علیؓ سے بھی یہی نقل کیا گیا ہے کہ آخری کلام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز کی تاکید اور غلاموں کے بارے میں اللہ سے ڈرنے کا حکم تھا۔ حضور اقدسؐ نے نجد کی طرف ایک لشکر بھیجا جو بہت ہی جلدی واپس لوٹ آیا اور ساتھ ہی بہت سا مال غنیمت لے کر آیا، لوگوں کو بڑا تعجب ہوا کہ اتنی تھوڑی مدت میں اتنی بڑی کامیابی اور مال و دولت کے ساتھ واپس آ گیا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں اس سے بھی کم وقت میں اس سے بہت زیادہ غنیمت اور دولت کمانے والی جماعت بتاؤں، یہ وہ لوگ ہیں جو صبح کی نماز میں جماعت میں شریک ہوں اور آفتاب نکلنے تک وہیں بیٹھے رہیں اور آفتاب نکلنے کے بعد (جب مکروہ وقت جو تقریباً بیس منٹ رہتا ہے نکل جائے) دو رکعت اشراق کی نماز پڑھیں، یہ لوگ بہت تھوڑے سے وقت میں بہت زیادہ دولت کمانے والے ہیں۔

حضرت شقیق بلخیؒ مشہور صوفی و بزرگ ہیں فرماتے ہیں کہ ہم نے پانچ چیزیں تلاش کیں ان کو پانچ جگہ پایا۔ روزی کی برکت چاشت کی نماز میں ملی اور قبر کی روشنی تہجد کی نماز میں ملی اور منکر نکیر کے سوال کا جواب قرأت میں پایا اور پل صراط کا سہولت سے پار ہونا روزہ اور صدقہ میں پایا اور عرش کا سایہ خلوت میں پایا (نزہۃ المجالس) حدیث کی کتابوں میں نماز کے بارے میں بہت سی تاکید اور بہت سے فضائل وارد ہوئے ہیں ان سب کا جمع کرنا مشکل ہے تبرکاً چند احادیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ اللہ جل شانہ نے میری امت پر سب چیزوں سے پہلے نماز فرض کی اور قیامت میں سب سے پہلے نماز ہی کا حساب ہوگا۔ نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرو نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ آدمی اور شرک کے درمیان نماز ہی حائل ہے۔ اسلام کی علامت نماز ہے جو شخص دل کو فارغ کر کے اور اوقات اور مستحبات کی رعایت رکھ کر نماز پڑھے وہ مومن ہے۔ [illegible]

میں مشغول ہو تو ۱۹۔ نماز ہی شہنشاہ کا دروازہ کھٹکھٹانا ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ جو دروازہ کھٹکھٹاتا ہی رہے تو کھلتا ہی ہے ۲۰۔ نماز کا مرتبہ دین میں ایسا ہی ہے جیسا کہ سر کا درجہ بدن میں ۲۱۔ نماز دل کا نور ہے جو اپنے دل کو نورانی بنانا چاہے (نماز کے ذریعہ سے) بنا لے ۲۲۔ جو شخص اچھی طرح وضو کرے اس کے بعد خشوع خضوع سے دو یا چار رکعت نماز فرض یا نفل پڑھ کر اللہ سے اپنے گناہ کی معافی چاہے اللہ تعالیٰ شانہٗ معاف فرما دیتے ہیں ۲۳۔ زمین کے جس حصہ پر نماز کے ذریعہ سے اللہ کی یاد کی جاتی ہے وہ حصہ زمین کے دوسرے ٹکڑوں پر فخر کرتا ہے ۲۴۔ جو شخص دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا مانگتا ہے تو حق تعالیٰ شانہٗ وہ دعا قبول فرما لیتے ہیں خواہ فوراً ہو یا کسی مصلحت سے کچھ دیر کے بعد مگر قبول ضرور فرماتے ہیں ۲۵۔ جو شخص تنہائی میں دو رکعت نماز پڑھے جس کو اللہ اور اس کے فرشتوں کے سوا کوئی نہ دیکھے تو اس کو جہنم کی آگ سے بری ہونے کا پروانہ مل جاتا ہے ۲۶۔ جو شخص ایک فرض نماز ادا کرے اللہ جل شانہٗ کے یہاں ایک مقبول دعا اس کی ہو جاتی ہے ۲۷۔ جو پانچوں نمازوں کا اہتمام کرتا رہے ان کے رکوع سجدہ اور وضو وغیرہ کو اہتمام کے ساتھ اچھی طرح سے پورا کرتا رہے جنت اس کے لیے واجب ہو جاتی ہے اور دوزخ اس پر حرام ہو جاتی ہے ۲۸۔ مسلمان جب تک پانچوں نمازوں کا اہتمام کرتا رہتا ہے شیطان اس سے ڈرتا رہتا ہے اور جب وہ نمازوں میں کوتاہی کرنے لگتا ہے تو شیطان کو اس پر جرأت ہو جاتی ہے اور اس کے بہکانے کی طمع کرنے لگتا ہے ۲۹۔ سب سے افضل عمل اول وقت نماز پڑھنا ہے ۳۰۔ نماز ہر متقی کی قربانی ہے ۳۱۔ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ عمل نماز کو اول وقت پڑھنا ہے ۳۲۔ صبح کو جو شخص نماز کو جاتا ہے اس کے ہاتھ میں ایمان کا جھنڈا ہوتا ہے اور جو بازار کو جاتا ہے اس کے ہاتھ میں شیطان کا جھنڈا ہوتا ہے ۳۳۔ ظہر کی نماز سے پہلے چار رکعتوں کا ثواب ایسا ہے جیسا کہ تہجد کی چار رکعتوں کا ۳۴۔ ظہر سے پہلے چار رکعتیں تہجد کی چار رکعتوں کے برابر شمار ہوتی ہیں ۳۵۔ جب آدمی نماز کو کھڑا ہوتا ہے تو رحمت الٰہیہ اس کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے ۳۶۔ افضل ترین نماز آدھی رات کی ہے مگر اس کے پڑھنے والے بہت ہی کم ہیں ۳۷۔ میرے پاس حضرت جبرئیل آئے اور کہنے لگے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم خواہ کتنا ہی آپ

زندہ رہیں آخر ایک دن مرنا ہے اور جس سے چاہیں محبت کریں آخر ایک دن اس سے جدا ہونا ہے اور آپ جس قسم کا بھی عمل کریں برا یا بھلا اس کا بدلہ ضرور ملے گا۔ اس میں کوئی تردد نہیں کہ مومن کی شرافت تہجد کی نماز ہے اور مومن کی عزت لوگوں سے استغنا ہے۔ (۲) اخیر رات کی دو رکعتیں دنیا سے افضل ہیں اگر مجھے مشقت کا اندیشہ نہ ہوتا تو امت پر فرض کر دیتا (۳) تہجد ضرور پڑھا کرو کہ تہجد صالحین کا طریقہ ہے اور اللہ کے قرب کا سبب ہے۔ تہجد گناہوں سے روکتی ہے اور خطاؤں کی معافی کا ذریعہ ہے اس سے بدن کی تندرستی بھی ہوتی ہے (۴) حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے ابن آدم تو دن کے شروع میں چار رکعتوں سے عاجز نہ بن میں تمام دن تیرے کاموں کی کفایت کروں گا۔

ف: کتب حدیث میں بہت کثرت سے نماز کے فضائل اور ترغیبیں ذکر کی گئی ہیں۔ ان سب کا احاطہ دشوار ہے تبرک کے طور پر یہ چند حدیثیں کافی ہیں اگر کوئی شخص عمل کرنا چاہے تو یہی بہت ہیں اللہ کے ساتھ تعلق حاصل کرنے کا ذریعہ ہے حقیقت یہ ہے کہ نماز ایسی بڑی دولت ہے کہ اس کی قدر وہی جان سکتا ہے جس کو اللہ جل شانہ نے اس کا مزہ چکھا دیا ہو۔ اسی دولت کی وجہ سے حضور نے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں فرمائی اور اسی لذت کی وجہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم رات کا اکثر حصہ نماز میں کھڑے رہتے تھے یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال کے وقت خاص طور پر نماز کی وصیت فرمائی اور اس کے اہتمام کی تاکید فرمائی۔ متعدد احادیث میں یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے اِتَّقُوا اللّٰہَ فِی الصَّلوٰۃِ نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود حضور سے نقل کرتے ہیں کہ تمام اعمال میں مجھے نماز سب سے زیادہ محبوب ہے۔ ایک صحابی کہتے ہیں کہ میں ایک رات مسجد نبوی پر گذرا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے مجھے بھی شوق ہوا میں حضور کے پیچھے نیت باندھ لی۔ حضور سورۂ بقرہ پڑھ رہے تھے میں نے خیال کیا کہ سو آیتوں پر رکوع کریں گے مگر جب سو آیتیں گذر گئیں اور رکوع نہ کیا تو میں نے خیال کیا کہ دو سو پر رکوع کریں گے مگر وہاں بھی نہ کیا تو مجھے خیال ہوا کہ سورت کے ختم ہی پر رکوع کریں گے جب سورت ختم ہوئی تو حضور نے کئی مرتبہ اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ پڑھا اور پھر سورۂ آل عمران شروع کر دی۔ میں سوچ میں پڑ گیا آخر میں نے خیال کیا

گیا کہ آخر اس کے ختم پر تو رکوع کریں ہی گے حضور نے اس کو ختم فرمایا اور تین مرتبہ اَللّٰھُمَّ لَکَ
الْحَمْدُ پڑھا اور سورۂ مائدہ شروع کر دی اس کے ختم کر کے رکوع کیا اور رکوع میں سُبْحَانَ
رَبِّیَ الْعَظِیْم پڑھتے رہے اور اس کے ساتھ کچھ اور بھی پڑھتے رہے جو میری سمجھ میں نہ آیا اس کے
بعد اسی طرح سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی بھی پڑھتے اس کے ساتھ کچھ اور بھی پڑھتے
تھے اس کے بعد دوسری رکعت میں سورۂ انعام شروع کر دی، میں حضور کے ساتھ نماز پڑھنے کی
ہمت نہ کر سکا اور مجبور ہو کر چلا آیا۔ پہلی رکعت میں تقریباً پانچ سیپارے ہوئے اور پھر حضور اقدس
صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑھنا جو نہایت اطمینان سے تجوید اور ترتیل کے ساتھ ایک ایک آیت جدا جدا کر کے
پڑھتے تھے، ایسی صورت میں کتنی لمبی رکعت ہوئی ہوگی انہیں وجوہ سے آپ کے پاؤں پر نماز
پڑھتے پڑھتے ورم آجاتا تھا مگر جس چیز کی لذت دل میں اتر جاتی ہے اس میں مشقت اور
تکلیف دشوار نہیں رہتی۔ ابو اسحاق سبیعی مشہور محدث ہیں سو برس کی عمر میں انتقال فرمایا اس پر
افسوس کیا کرتے تھے کہ بڑھاپے اور ضعف کی وجہ سے نماز کا لطف جاتا رہا، دو رکعتوں میں صرف
دو سورتیں سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران ہی پڑھی جاتی ہیں زیادہ نہیں پڑھا جاتا (تہذیب التہذیب)
یہ دو سورتیں بھی پونے چار پارے کی ہیں۔ محمد بن سماک فرماتے ہیں کہ کوفہ میں میرا ایک پڑوسی تھا
اس کا ایک لڑکا تھا جو دن کو ہمیشہ روزہ رکھتا اور رات بھر نماز اور شوقیہ اشعار میں رہتا
وہ سوکھ کر ایسا ہو گیا کہ صرف ہڈی اور چمڑا رہ گیا اس کے والد نے مجھ سے کہا کہ تم اس کو ذرا
سمجھاؤ۔ میں ایک مرتبہ اپنے دروازہ پر بیٹھا تھا۔ وہ سامنے سے گزرا میں نے اسے
بلایا وہ آیا اور سلام کر کے بیٹھ گیا میں نے کہنا شروع کیا ہی تھا کہ وہ کہنے لگا چچا شاید
آپ محنت میں کمی کا مشورہ دیں گے، چچا جان میں نے اس محلہ کے چند لڑکوں کے ساتھ
یہ طے کیا تھا کہ دیکھیں کون شخص عبادت میں زیادہ کوشش کرتا ہے انہوں نے کوشش اور
محنت کی اور اللہ تعالیٰ کی طرف بلا لئے گئے جب وہ بلائے گئے تو بڑی خوشی اور سرور کے
ساتھ گئے ان میں سے میرے سوا کوئی باقی نہیں رہا میرا عمل دن میں دو مرتبہ ان پر ظاہر
ہوگا وہ کیا کہیں گے جب اس میں کوتاہی پائیں گے، چچا جان ان جوانوں نے بڑے بڑے
مجاہدے کئے ان کی محنتیں اور مجاہدے بیان کرنے لگا جن کو سن کر ہم لوگ متحیر رہ

[illegible] گیا۔ تیسرے دن ہم نے سنا کہ وہ بھی [illegible] رحمہ اللہ رحمۃ

[illegible] یہ بھی کہتے [illegible] ایسے لوگ [illegible] جو

[illegible] نماز میں گذار دیتے [illegible]

[illegible]

کا خرچ کرنا مال سے ہو یا بدن سے اور گناہ پر ندامت کے وقت فی الفور توبہ کرنا

حافظ ابن قیم زاد المعاد میں تحریر فرماتے ہیں کہ نماز روزی کو کھینچنے والی ہے صحت کی محافظ ہے بیماریوں کو دفع کرنے والی ہے دل کو تقویت پہنچاتی ہے چہرہ کو خوبصورت اور منور کرتی ہے جان کو فرحت پہنچاتی ہے اعضاء میں نشاط پیدا کرتی ہے کاہلی کو دفع کرتی ہے شرح صدر کا سبب ہے روح کی غذا ہے دل کو منور کرتی ہے اللہ کے انعام کی محافظ ہے عذاب الٰہی سے حفاظت کا سبب ہے شیطان کو دور کرتی ہے اور رحمٰن سے قرب پیدا کرتی ہے غرض روح اور بدن کی صحت کی حفاظت میں اس کو خاص دخل ہے اور دونوں چیزوں میں اس کی عجیب تاثیر ہے نیز دنیا اور آخرت کی مضرتوں کے دور کرنے میں اور دونوں جہان کے منافع پیدا کرنے میں اس کو بہت خصوصیت ہے۔

فصل دوم

نماز کے چھوڑنے پر جو وعید اور عتاب حدیث میں آیا ہے اس کا بیان

حدیث کی کتابوں میں نماز نہ پڑھنے پر بہت سخت سخت عذاب ذکر کئے گئے ہیں نمونہ کے طور پر چند حدیثیں ذکر کی جاتی ہیں۔ سچی خبر دینے والے کا ایک ارشاد بھی سمجھدار کے لئے کافی تھا مگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت کے قربان کہ آپ نے کتنی کتنی طرح سے اور بار بار اس چیز کی طرف متوجہ فرمایا کہ ان کے نام لیوا ان کی امت کہیں اس میں کوتاہی نہ کرنے لگے پھر افسوس ہے کہ ہم لوگ اُن کے امتی ہونے کے باوجود نماز کا اہتمام نہیں کرتے اور بے غیرتی اور بے حیائی سے اپنے کو امتی اور متبع رسول اور اسلام کا دعویدار بھی سمجھتے ہیں۔

(۱) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ
رواہ احمد ومسلم وَقَالَ بَيْنَ الرَّجُلِ وَ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ نماز چھوڑنا آدمی کو کفر سے ملا دیتا ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہے کہ بندہ کو اور کفر کو ملانے والی چیز صرف نماز چھوڑنا ہے ایک جگہ ارشاد ہے کہ ایمان اور کفر کے

بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ

درمیان نماز چھوڑنے کا فرق ہے۔

(رواہ احمد وابوداؤد والنسائی ولفظہ لیس بین العبد وبین الکفر الا ترک الصلوۃ والترمذی ولفظہ قال بین الکفر والایمان ترک الصلوۃ وابن ماجۃ ولفظہ قال بین العبد وبین الکفر ترک الصلوۃ کذا فی الترغیب للمنذری قال السیوطی فی الدر حدیث جابر اخرجہ ابن ابی شیبۃ واحمد ومسلم وابوداؤد والترمذی وصححہ والنسائی وابن ماجۃ وابن حبان والحاکم وصححہ عن بُرَيْدَةَ مَرْفُوْعًا اَلْعَهْدُ الَّذِيْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلٰوةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ)

ف: اس قسم کا مضمون اور بھی کئی حدیثوں میں آیا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ ابر کے دن نماز جلدی پڑھا کرو کیونکہ نماز چھوڑنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے یعنی کہیں ایسا نہ ہو کہ بادل کی وجہ سے وقت کا پتہ نہ چلے اور نماز قضا ہو جائے اس کو بھی نماز کا چھوڑنا ارشاد فرمایا۔ کتنی سخت بات ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے چھوڑنے والے پر کفر کا حکم لگاتے ہیں گو علماء نے اس حدیث کو انکار کے ساتھ مقید فرمایا ہے مگر حضور کے ارشاد کی فکر اتنی سخت چیز ہے کہ جن کے دل میں ذرا بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی وقعت اور حضور کے ارشاد کی اہمیت ہے ان کے لئے یہ ارشادات نہایت سخت ہیں۔ اس کے علاوہ بڑے بڑے صحابہ جیسا کہ حضرت عمرؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ وغیرہ حضرات کا مذہب یہی ہے کہ بلا عذر جان کر نماز چھوڑنے والا کافر ہے۔ ائمہ میں سے حضرت امام احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، ابن مبارک کا بھی یہی مذہب نقل کیا جاتا ہے۔ (الترغیب ملخصاً منذری)

(۶) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ اَوْصَانِيْ خَلِيْلِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعِ خِصَالٍ فَقَالَ لَا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَاِنْ قُطِّعْتُمْ اَوْ حُرِّقْتُمْ اَوْ صُلِّبْتُمْ وَلَا تَتْرُكُوا الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدِيْنَ فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا

حضرت عبادہؓ کہتے ہیں کہ مجھے میرے محبوب سرور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سات نصیحتیں کی ہیں۔ جن میں سے چار یہ ہیں اول یہ کہ اللہ کا شریک کسی کو نہ بناؤ چاہے تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں یا تم جلا دیئے جاؤ یا تم سولی پر چڑھا دیئے جاؤ۔ دوسرے یہ کہ جان بوجھ کر نماز نہ چھوڑو جو جان بوجھ

ترغیب

فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْمِلَّةِ وَلَا تَرْكَبُوا الْمَعْصِيَةَ فَإِنَّهَا سَخَطُ اللّٰهِ وَلَا تَشْرَبُوا الْخَمْرَ فَإِنَّهَا رَأْسُ الْخَطَايَا كُلِّهَا۔

بوجھ کر نماز چھوڑ دے وہ مذہب سے نکل جاتا ہے تیسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرو کہ اس سے حق تعالیٰ ناراض ہو جاتے ہیں چوتھے یہ کہ شراب نہ پیو کہ وہ ساری خطاؤں کی جڑ ہے۔

(اخرجہ الطبرانی ومحمد بن نصر فی کتاب الصلوۃ باسنادین لا باس بہما کذا فی الترغیب ولکن ذکرہ السیوطی فی الدر المنثور وعزاہ الیہ وفی مشکوۃ بروایۃ ابن ماجۃ عن ابی الدرداء نحوہ)

ف: ایک دوسری حدیث میں حضرت ابو الدرداءؓ بھی اسی قسم کا مضمون فرماتے ہیں کہ مجھے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی کہ اللہ کا شریک کسی کو نہ کرنا گو تیرے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جاویں یا آگ میں جلا دیا جائے دوسری نماز جان بوجھ کر نہ چھوڑنا جو شخص جان بوجھ کر نماز چھوڑتا ہے اس سے اللہ تعالیٰ شانہ بری الذمہ ہیں تیسرے شراب نہ پینا کہ یہ ہر برائی کی کنجی ہے۔

(۸) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ أَوْصَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَشْرِ كَلِمَاتٍ قَالَ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَإِنْ قُتِلْتَ وَحُرِّقْتَ وَلَا تَعُقَّنَّ وَالِدَيْكَ وَإِنْ أَمَرَاكَ أَنْ تَخْرُجَ مِنْ أَهْلِكَ وَمَالِكَ وَلَا تَتْرُكَنَّ صَلٰوةً مَكْتُوْبَةً مُتَعَمِّدًا فَإِنَّ مَنْ تَرَكَ صَلٰوةً مَكْتُوْبَةً مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَلَا تَشْرَبَنَّ خَمْرًا فَإِنَّهُ رَأْسُ كُلِّ فَاحِشَةٍ وَإِيَّاكَ وَالْمَعْصِيَةَ فَإِنَّ بِالْمَعْصِيَةِ حَلَّ سَخَطُ اللّٰهِ وَإِيَّاكَ وَالْفِرَارَ مِنَ

حضرت معاذؓ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دس باتوں کی وصیت فرمائی ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا گو تو قتل کر دیا جائے یا جلا دیا جائے ۲ والدین کی نافرمانی نہ کرنا گو وہ تجھے اس کا حکم کریں کہ بیوی کو چھوڑ دے یا سارا مال خرچ کر دے ۳ فرض نماز جان بوجھ کر نہ چھوڑنا جو شخص فرض نماز جان بوجھ کر چھوڑ دیتا ہے اللہ کا ذمہ اس سے بری ہے ۴ شراب نہ پینا کہ یہ ہر برائی اور فحش کی جڑ ہے ۵ اللہ کی نافرمانی نہ کرنا کہ اس سے اللہ تعالیٰ کا غضب اور قہر نازل ہوتا ہے ۶ لڑائی میں نہ بھاگنا چاہے سب ساتھی مر جائیں

کی نگرانی کیا کرو اور اچھی باتوں کی ان کو عادت ڈالو۔ حضرت لقمان حکیم کا ارشاد ہے کہ باپ کی مار اولاد کے لیے ایسی ہے جیسا کھیتی کے لیے پانی۔ حضور کا ارشاد ہے کہ کوئی شخص اپنی اولاد کو تنبیہ کرے یہ ایک صاع صدقہ سے بہتر ہے۔ ایک صاع تقریباً ساڑھے تین سیر غلہ کا ہوتا ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحمت کرے جو گھر والوں کی تنبیہ کے لئے گھر میں کوڑا لٹکا کر رکھے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ کوئی باپ اپنی اولاد کو اس سے افضل عطیہ نہیں دے سکتا کہ اس کو بہتر طریقہ تعلیم کرے۔

۱۴- عَنْ نَوْفَلِ بْنِ مُعَاوِيَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ فَاتَتْهُ صَلٰوةٌ فَكَاَنَّمَا وُتِرَ اَهْلَهٗ وَمَالَهٗ	حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس شخص کی ایک نماز بھی فوت ہو گئی وہ ایسا ہے کہ گویا اس کے گھر کے لوگ اور مال و دولت سب چھین لیا گیا ہو

(رواہ ابن حبان فی صحیحہ کذا فی الترغیب زاد السیوطی فی الدر النسائی لصلوٰۃ العصر [illegible])

فائدہ: نماز کا ضائع کرنا اکثر مال یا بچوں کی وجہ سے ہوتا ہے کہ ان کی خبر گیری میں مشغول رہے یا مال و دولت کمانے کے دھندے میں نماز کھوئی جاتی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ نماز کا ضائع کرنا انجام کے اعتبار سے ایسا ہی ہے گویا اہل بچے اور مال و دولت سب ہی چھین لیا گیا ہو اور وہ اکیلا کھڑا رہ گیا ہو یعنی جتنا خسارہ اور نقصان اس حالت میں ہے اتنا ہی نماز کے چھوٹنے میں ہے یا جس قدر رنج و صدمہ اس حالت میں ہو اتنا ہی نماز کے چھوٹنے پر ہونا چاہئے۔ اگر کسی شخص سے کوئی معتبر آدمی یہ کہدے اور اس کو یقین آ جائے کہ فلاں راستہ سے جاؤ گے تو راستہ میں شام ہو جائے گی اور ڈاکو تم کو قتل کر دیں گے اور مال چھین لیں گے تو کون بہادر ہے کہ اس راستہ سے رات کو چلے۔ رات درکنار دن کو بھی اس راستہ سے جانے کا ارادہ نہ کرے گا مگر حضور کا یہ پاک ارشاد اور سچی خبر اور حضور کی یہ حدیث ہم سنتے ہیں اور پڑھتے ہیں اور سچے ہونے کا اعتراف بھی کرتے ہیں حضور کی زبان سے نکلے ہیں مگر اس ارشاد کا کیا اثر ہوا ہے ہر شخص کو معلوم ہے۔

لہ در منثور [illegible] حاشیۃ الفیۃ

وعن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من جمع	دو نمازوں کو بلا کسی عذر کے ایک وقت میں
بین الصلوٰتین من غیر عذر فقد	پڑھے وہ کبیرہ گناہوں کے دروازوں میں سے
اتٰی بابا من ابواب الکبائر	ایک دروازہ پر پہنچ گیا

[illegible]

فائدہ: حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ تین چیزوں میں [illegible] ایک نماز جب اس کا وقت ہو جائے دوسرے جنازہ جب تیار ہو جائے تیسری [illegible]

[illegible]

وَمَنْ تَهَاوَنَ بِهَا عَاقَبَهُ اللّٰهُ
بِخَمْسَ عَشَرَةَ عُقُوْبَةً خَمْسَةٌ فِي
الدُّنْيَا وَثَلَاثَةٌ عِنْدَ الْمَوْتِ وَثَلٰثٌ
فِيْ قَبْرِهِ وَثَلٰثٌ عِنْدَ خُرُوْجِهِ مِنَ
الْقَبْرِ فَاَمَّا اللَّوَاتِيْ فِي الدُّنْيَا فَالْاُوْلٰى
تُنْزَعُ الْبَرَكَةُ مِنْ عُمُرِهِ وَالثَّانِيَةُ تُمْحٰى
سِيْمَاءُ الصَّالِحِيْنَ مِنْ وَجْهِهِ وَالثَّالِثَةُ
كُلُّ عَمَلٍ يَعْمَلُهُ لَا يَأْجُرُهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَالرَّابِعَةُ لَا يُرْفَعُ لَهُ دُعَاءٌ اِلَى السَّمَاءِ
وَالْخَامِسَةُ لَيْسَ لَهُ حَظٌّ فِيْ دُعَاءِ
الصَّالِحِيْنَ وَاَمَّا اللَّوَاتِيْ تُصِيْبُهُ عِنْدَ
الْمَوْتِ فَاِنَّهُ يَمُوْتُ ذَلِيْلًا وَالثَّانِيَةُ
يَمُوْتُ جَائِعًا وَالثَّالِثَةُ يَمُوْتُ عَطْشَانًا
وَلَوْ سُقِيَ بِحَارَ الدُّنْيَا مَا رُوِيَ مِنْ
عَطْشِهِ وَاَمَّا اللَّوَاتِيْ تُصِيْبُهُ فِيْ قَبْرِهِ
فَالْاُوْلٰى يُضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهُ حَتّٰى
تَخْتَلِفَ فِيْهِ اَضْلَاعُهُ وَالثَّانِيَةُ يُوْقَدُ عَلَيْهِ
الْقَبْرُ نَارًا فَيَتَقَلَّبُ عَلَى الْجَمْرِ لَيْلًا
وَنَهَارًا وَالثَّالِثَةُ يُسَلَّطُ عَلَيْهِ فِيْ قَبْرِهِ
ثُعْبَانٌ اِسْمُهُ الشُّجَاعُ الْاَقْرَعُ عَيْنَاهُ
مِنْ نَارٍ وَاَظْفَارُهُ مِنْ حَدِيْدٍ طُوْلُ كُلِّ
ظُفْرٍ مَسِيْرَةُ يَوْمٍ يُكَلِّمُ الْمَيِّتَ
فَيَقُوْلُ اَنَا الشُّجَاعُ الْاَقْرَعُ وَصَوْتُهُ

حال سورۃ الحاقہ میں مفصل مذکور ہے کہ جن لوگوں کے نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دیئے جائیں گے وہ نہایت خوش و خرم ہر شخص کو دکھاتے پھریں گے اور چوتھے یہ کہ پل صراط پر سے بجلی کی طرح گذر جائیں گے پانچویں یہ کہ حساب سے محفوظ رہیں گے اور جو شخص نماز میں سستی کرتا ہے اس کو پندرہ طریقے سے عذاب ہوتا ہے پانچ طرح دنیا میں اور تین طرح سے موت کے وقت اور تین طرح قبر میں اور تین طرح قبر سے نکلنے کے بعد دنیا کے پانچ تو یہ ہیں اول یہ کہ اس کی زندگی میں برکت نہیں رہتی دوسرے یہ کہ صلحاء کا نور اس کے چہرہ سے ہٹا دیا جاتا ہے تیسرے یہ کہ اس کے نیک کاموں کا اجر ہٹا دیا جاتا ہے چوتھے اس کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں، پانچویں یہ کہ نیک بندوں کی دعاؤں میں اس کا استحقاق نہیں رہتا اور موت کے وقت کے تین عذاب یہ ہیں کہ اول ذلت سے مرتا ہے، دوسرے بھوکا مرتا ہے تیسرے پیاس کی شدت میں موت آتی ہے اگر سمندر بھی پی لے تو پیاس نہیں بجھتی قبر کے تین عذاب یہ ہیں اول اس پر قبر اتنی تنگ ہو جاتی ہے کہ پسلیاں ایک دوسری میں گھس جاتی ہیں دوسرے قبر میں آگ جلا دی جاتی ہے تیسرے قبر میں ایک سانپ اس پر ایسی شکل کا مسلط ہوتا ہے جس کی آنکھیں آگ کی ہوتی ہیں اور ناخن لوہے

[illegible]

[illegible]

فائدہ [illegible]

[illegible] إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ [illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت ابو درداءؓ نے حضرت سلمانؓ کو ایک خط لکھا جس میں یہ لکھا کہ مسجد میں اکثر اوقات گذارا کریں میں نے حضور سے سنا ہے کہ مسجد متقی کا گھر ہے اور اللہ جل شانہٗ نے اس بات کا عہد فرمایا ہے کہ جو شخص مسجد میں اکثر رہتا ہے اس پر رحمت کروں گا، اس کو راحت دوں گا، اور قیامت میں پل صراط کا راستہ آسان کروں گا اور اپنی رضا نصیب کروں گا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ حضور سے نقل کرتے ہیں کہ مسجدیں اللہ کے گھر ہیں اور گھر آنے والے کا اکرام تو ہوتا ہی ہے اس لئے اللہ پر ان کا اکرام ضروری ہے جو مسجد والے ہیں ان کی خاطر ہوتی رہے۔ حضرت ابو سعید خدریؓ حضور سے نقل کرتے ہیں کہ جو شخص مسجد سے الفت رکھے حق تعالیٰ شانہٗ اس سے الفت رکھتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ حضور سے نقل کرتے ہیں کہ جب مردہ قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو جو لوگ قبر تک ساتھ گئے تھے وہ ابھی واپس بھی نہیں ہوتے کہ فرشتے اس کے امتحان کے لئے آتے ہیں۔ اس وقت اگر وہ مومن ہے تو نماز اس کے سر کے قریب ہوتی ہے اور زکوٰۃ دائیں جانب اور روزہ بائیں جانب اور باقی بھلائی کے کام جو کئے تھے وہ پاؤں کی جانب ہوجاتے ہیں اور ہر جانب سے اس کا احاطہ کر لیتے ہیں کہ اس کے قریب کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ فرشتے دور ہی سے کھڑے ہو کر سوال کرتے ہیں۔ ایک صحابیؓ فرماتے ہیں کہ جب حضور کے گھر والوں پر کسی قسم کی تنگی ہوتی تو آپ ان کو نماز کا حکم فرمایا کرتے اور یہ آیت تلاوت فرماتے۔ وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَىٰ (اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کیجئے اور خود بھی اس کا اہتمام کرتے رہیے ہم آپ سے روزی کمانا نہیں چاہتے روزی تو آپ کو ہم دیں گے اور بہترین انجام تو پرہیزگاری ہی کا ہے۔ حضرت اسماءؓ کہتی ہیں کہ میں نے حضور سے سنا کہ قیامت کے دن سارے آدمی ایک جگہ جمع ہوں گے اور فرشتہ جو بھی آواز دے گا سب کو سنائی دے گی اس وقت اعلان ہوگا کہاں ہیں وہ لوگ جو راحت اور تکلیف ہر حال میں اللہ کی حمد کرتے تھے یہ سن کر ایک جماعت اٹھے گی اور بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہو جائے گی پھر اعلان ہوگا کہاں ہیں وہ لوگ جو راتوں کو عبادت میں مشغول رہتے تھے اور ان کے پہلو بستروں سے

لہ درمنثور

[illegible] پھر ایک جماعت اٹھے گی اور بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہو
جائے گی پھر اعلان ہوگا کہاں ہیں وہ لوگ جن کو تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے
مانع نہیں کرتی تھی پھر ایک جماعت اٹھے گی اور بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہو جائے
گی ایک اور حدیث میں بھی یہی قصہ آیا ہے اس میں یہ بھی ہے کہ اعلان ہوگا کہ آج محشر والے
[illegible] کون ہیں اور اعلان ہوگا کہاں ہیں وہ لوگ جن کو تجارت اللہ کے
ذکر سے اور نماز سے نہیں روکتی تھی [illegible]
[illegible]

ترغیب

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سنائی دی جس کو حضور نے پوچھا کہ تیرا وہ خصوصی عمل کیا ہے جس کی وجہ سے جنت میں بھی تو دنیا کی طرح سے میرے ساتھ ساتھ چلتا رہا عرض کیا کہ رات دن میں جس وقت بھی میرا وضو ٹوٹ جاتا ہے تو وضو کرتا ہوں اس کے بعد تحیۃ الوضو کی نماز جتنی مقدر ہو پڑھتا ہوں ابن حجرؒ نے نقل کیا ہے کہ صبح کی نماز چھوڑنے والے کو ملائکہ او فاجر سے پکارتے ہیں اور ظہر کی نماز چھوڑنے والے کو او خاسر (خسارہ والے) سے اور عصر کی نماز چھوڑنے والے کو او عاصی سے اور مغرب کی نماز چھوڑنے والے کو او کافر سے اور عشاء کی نماز چھوڑنے والے کو او مضیع (ضائع کرنے والے) سے پکارتے ہیں، علامہ شعرانیؒ فرماتے ہیں کہ یہ بات سمجھ لینی چاہیئے کہ مصیبت ہر اس آبادی سے ہٹا دی جاتی ہے کہ جہاں کے لوگ نمازی ہوں جیسا کہ ہر اس آبادی پر نازل ہوتی ہے جہاں کے لوگ نمازی نہ ہوں ایسی جگہوں میں زلزلوں کا آنا بجلیوں کا گرنا مکانوں کا دھنس جانا کچھ بھی مستبعد نہیں اور کوئی یہ خیال نہ کرے کہ میں تو نمازی ہوں مجھے دوسروں سے کیا غرض اس لئے کہ جب بلا نازل ہوتی ہے تو عام ہوا کرتی ہے خود حدیث شریف میں مذکور ہے کسی نے سوال کیا کہ کیا ہم لوگ ایسی صورت میں ہلاک ہو سکتے ہیں کہ ہم میں صلحاء موجود ہوں حضور نے ارشاد فرمایا ہاں جب خباثت کا غلبہ ہو جائے اس لئے کہ ان کے ذمہ یہ بھی ضروری ہے کہ اپنی وسعت کے موافق دوسروں کو بری باتوں سے روکیں اور اچھی باتوں کا حکم کریں۔

(۸) رُوِیَ اَنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ قَالَ مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ حَتّٰی مَضٰی وَقْتُہَا ثُمَّ قَضٰی عُذِّبَ فِی النَّارِ حُقْبًا وَالْحُقْبُ ثَمَانُوْنَ سَنَۃً وَالسَّنَۃُ ثَلٰثُمِائَۃٍ وَّسِتُّوْنَ یَوْمًا کُلُّ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗ اَلْفَ سَنَۃٍ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص نماز کو قضا کر دے گو وہ بعد میں پڑھ بھی لے پھر بھی اپنے وقت پر نہ پڑھنے کی وجہ سے ایک حقب جہنم میں جلے گا اور حقب کی مقدار اسی برس کی ہوتی ہے اور ایک برس تین سو ساٹھ دن کا اور قیامت کا ایک دن ایک ہزار برس کے برابر ہوگا اس حساب سے ایک حقب کی مقدار دو کروڑ اٹھاسی لاکھ برس ہوئی ۲۸۸۰۰۰۰۰

کذا فی مجالس الابرار قلت لم اجده فیما عندی من کتب الحدیث [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] الحقبة ثمانون عاما [illegible]

[illegible] واخرج [illegible] في تفسير قوله تعالى [illegible]

[illegible] عن ابن عباس [illegible] جهنم [illegible]

[illegible] ذلك [illegible]

[illegible] عن ابن عباس ان في جهنم [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] وقال صحيح [illegible]

[illegible]

ضروری ہے اور حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ یا اللہ ہم میں سے کسی کو شقی محروم نہ کر پھر فرمایا تم جانتے ہو کہ شقی محروم کون ہے عرض کیا یا رسول اللہ کون ہے؟ فرمایا شقی محروم نماز کا چھوڑنے والا ہے کہ اسلام میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ جان بوجھ کر بلا عذر نماز چھوڑنے والے کی طرف حق تعالیٰ قیامت میں التفات نہ فرمائیں گے اور عذاب الیم (یعنی درد ناک عذاب) اس کو دیا جاوے گا۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ دس آدمیوں کو خاص طور سے عذاب ہوگا منجملہ ان کے نماز کو چھوڑنے والا بھی ہے کہ اس کے ہاتھ بندھے ہوئے ہوں گے اور فرشتے منہ اور پشت پر ضرب لگا رہے ہوں گے جنت کہے گی کہ تیرا میرا کوئی تعلق نہیں نہ میں تیرے لئے نہ تو میرے لئے دوزخ کہے گی کہ آ میرے پاس آ تو میرے لئے ہے میں تیرے لئے ہوں۔ یہ بھی نقل کیا ہے کہ جہنم میں ایک وادی ہے جس کا نام لملم ہے اس میں سانپ ہیں جو اونٹ کی گردن کے برابر موٹے ہیں اور ان کی لمبائی ایک مہینہ کی مسافت کے برابر ہے اس میں نماز چھوڑنے والوں کو عذاب دیا جاوے گا۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ایک میدان ہے جس کا نام جب الحزن ہے وہ بچھوؤں کا گھر ہے اور ہر بچھو خچر کے برابر ہے وہ بھی نماز چھوڑنے والوں کو ڈسنے کے لئے ہیں۔ ہاں اللہ جل شانہ کسی کو معاف فرما دے تو کون پوچھنے والا ہے مگر کوئی معافی چاہے بھی تو [illegible] آثار [illegible] [illegible] [illegible]

۹ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ [illegible]

[illegible]

باب دوم

جماعت کے بیان میں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] جمع کرے گا اور شوق تو جب ہی [illegible] ہوتا ہے جب آپ [illegible]
نصیب ہوتا ہے۔

[illegible]

[illegible] تسلی نہیں پا سکتا۔

حدیث میں آیا ہے کہ [illegible] تو فرشتے ان کی زیارت کرتے ہیں۔

[illegible]	حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا [illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible] فِي بَيْتِهِ وَفِي سُوقِهِ	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

[illegible]

فائدہ: پہلی حدیث میں ستائیس درجہ کی زیادتی بتلائی گئی تھی اور اس حدیث میں پچیس درجہ کی۔ ان دونوں حدیثوں میں جو اختلاف ہوا ہے علماء نے اس کے بہت سے جوابات تحریر فرمائے ہیں جو شروح حدیث میں تحریر ہیں منجملہ ان کے یہ ہے کہ نمازیوں کے حال کے اختلاف کی وجہ سے ہے کہ بعضوں کو پچیس درجہ کی زیادتی ہوتی ہے اور بعضوں کو اخلاص کی وجہ سے ستائیس ہو جاتی ہے۔ بعض علماء نے نماز کے اختلاف پر محمول فرمایا ہے کہ سری نمازوں میں پچیس ہے اور جہری نمازوں میں ستائیس ہے۔ بعض نے ستائیس عشاء اور صبح کے لئے بتلایا کہ ان نمازوں میں جانا مشکل معلوم ہوتا ہے اور پچیس باقی نمازوں میں۔ بعض شراح نے لکھا ہے کہ اس امت پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعامات کی بارش بڑھتی چلی گئی جیسا کہ اور جگہ بھی معلوم ہے اس لئے اول پچیس درجہ تھا بعد میں ستائیس ہو گیا۔ بعض شراح نے ایک عجیب نکتہ بھی لکھا ہے وہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کا ثواب پہلی حدیث سے بڑھ گیا اس لئے کہ اس حدیث میں یہ ارشاد نہیں کہ وہ پچیس درجہ کی زیادتی ہے بلکہ یہ ارشاد ہے کہ پچیس درجہ اضعف ہوتی ہے جس کا ترجمہ دو چند اور دوگنا ہوتا ہے۔ پچیس مرتبہ تک دو چند ہونا ہوتا ہے اس صورت میں جماعت کی ایک نماز کا ثواب بڑھ کر ۳۳۵۵۴۴۳۲ درجہ ہوا۔ حق تعالیٰ شانہ کی رحمت سے یہ ثواب کچھ بعید بھی نہیں اور جب نماز کے چھوڑنے کا گناہ ایک حقب ہے جیسا کہ پہلے باب میں گذر چکا تو اس کے پڑھنے کا ثواب یہ ہونا قرین قیاس بھی ہے۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے اس طرف اشارہ فرمایا کہ یہ بات تو خود غور کرنے کی ہے کہ جماعت کی نماز میں کس قدر اجر و ثواب اور کس کس طرح اضافہ ہوتا ہے کہ جو شخص گھر سے وضو کر کے محض نماز کی نیت سے مسجد میں جائے تو اس کے ہر قدم پر ایک نیکی کا اضافہ اور ایک خطا کی معافی ہوتی چلی جاتی ہے۔ بنو سلمہ مدینہ طیبہ میں ایک قبیلہ تھا ان کے مکانات مسجد سے دور تھے انہوں نے ارادہ کیا کہ مسجد کے قریب ہی کہیں منتقل ہو جائیں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہیں رہو تمہارے مسجد تک آنے کا ہر قدم لکھا جاتا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص گھر سے وضو کر کے نماز کو جائے وہ ایسا ہے جیسا کہ گھر سے احرام باندھ کر حج کو جائے۔ اس کے بعد حضور ﷺ ایک اور فضیلت کی طرف اشارہ

فرماتے ہیں کہ جب نماز پڑھ چکا تو اس کے بعد جب تک مصلے پر رہے فرشتے مغفرت اور رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں فرشتے اللہ کے مقبول اور معصوم بندے ہیں ان کی دعا کی برکت خود ظاہر ہے۔ محمد بن سماعہ ایک بزرگ عالم ہیں جو امام ابو یوسف اور امام محمد کے شاگرد ہیں، ایک سو تین سال کی عمر میں انتقال ہوا ہے۔ اس وقت دو سو رکعت نفل روزانہ پڑھتے تھے کہتے ہیں کہ مسلسل چالیس برس تک میری ایک مرتبہ کے علاوہ تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی، صرف ایک مرتبہ جس دن میری والدہ کا انتقال ہوا ہے اس کی مشغولی کی وجہ سے تکبیر اولیٰ فوت ہوگئی تھی، یہ بھی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میری جماعت کی نماز فوت ہوگئی تو میں نے اس وجہ سے کہ جماعت کی نماز کا ثواب پچیس درجہ زیادہ ہے اس نماز کو پچیس دفعہ پڑھا تاکہ وہ عدد پورا ہو جائے تو خواب میں دیکھا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ محمد! پچیس دفعہ نماز تو پڑھ لی مگر ملائکہ کی آمین کا کیا ہوگا۔ ملائکہ کی آمین کا مطلب یہ ہے کہ بہت سی احادیث میں یہ ارشاد نبوی وارد ہوا ہے کہ جب امام سورۂ فاتحہ کے بعد آمین کہتا ہے تو ملائکہ بھی آمین کہتے ہیں جس شخص کی آمین ملائکہ کی آمین کے ساتھ ہو جاتی ہے اس کے پچھلے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں، تو یہ بات منفرد کو کیسے حاصل ہو سکتی ہے، اسی حدیث کی طرف اشارہ ہے۔ مولانا عبدالحی صاحب فرماتے ہیں کہ اس قصہ میں اس طرف اشارہ ہے کہ جماعت کا ثواب مجموعی طور سے جو حاصل ہوتا ہے وہ اکیلے کو حاصل ہو ہی نہیں سکتا چاہے ایک ہزار مرتبہ اس نماز کو پڑھے اور یہ ظاہر ہے کہ ایک آمین کی موافقت ہی صرف نہیں بلکہ مجمع کی شرکت، نماز سے فراغت کے بعد ملائکہ کی دعا جس کا اس حدیث میں ذکر ہے اس کے علاوہ اور بہت سی خصوصیات ہیں جو جماعت ہی میں پائی جاتی ہیں۔ ایک ضروری امر یہ بھی قابل لحاظ ہے کہ علماء نے لکھا ہے کہ فرشتوں کی اس دعا کا مستحق جب ہی ہوگا جب نماز بھی نماز ہو اور اگر ایسے ہی پڑھی کہ پرانے کپڑے کی طرح لپیٹ کر منہ پر مار دی گئی تو پھر فرشتوں کی دعا کا مستحق نہیں ہوتا۔

(۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّلْقَى اللّٰهَ غَدًا مُسْلِمًا	حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ چاہے کہ کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ

لہ فوائد بہیہ ۲ بہجۃ

[illegible]

وسلم في قيامه وقعوده كذا في الدر المنثور والاضافة في سنن الهدى بيانية اي

سنن هي الهدى والضم لغة كذا في مجمع البحار

فائدہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے یہاں جماعت کا اس قدر اہتمام تھا کہ بیمار بھی کسی طرح جماعت میں جا سکتا تھا تو وہ بھی جا کر شریک ہو جاتا تھا چاہے دو آدمیوں کو گھسیٹ کر لے جانے کی نوبت آتی اور یہ اہتمام کیوں نہ ہوتا جبکہ ان کے آقا و سردار فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا بہت اہتمام تھا چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الوفات میں یہی قصہ پیش آیا کہ مرض کی شدت کی وجہ سے بار بار غشی ہوتی تھی اور کئی کئی دفعہ وضو کا پانی طلب فرماتے آخر ایک مرتبہ وضو فرمایا اور حضرت عباس اور ایک دوسرے صحابی کے سہارے سے مسجد میں تشریف لے گئے کہ زمین پر پاؤں مبارک اچھی طرح جمتا بھی نہ تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھانا شروع کر چکے تھے حضور جا کر نماز میں شریک ہوئے۔ حضرت ابو الدرداء فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا وہ بالکل سامنے ہے اور تو اس کو دیکھ رہا ہے اور اپنے آپ کو مُردوں کی فہرست میں شمار کرو زندوں میں اپنے آپ کو سمجھو ہی نہیں کہ پھر نہ کسی بات کی خوشی نہ کسی بات سے رنج اور مظلوم کی بددعا سے اپنے کو بچاؤ اور اگر تم میں سے کوئی اتنی بھی ہمت رکھتا ہو کہ زمین پر گھسٹ کر عشاء اور صبح کی جماعت میں شریک ہو سکے تو دریغ نہ کرے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ منافقوں پر عشاء اور صبح کی نماز بہت بھاری ہے اگر ان کو یہ معلوم ہو جاتا کہ جماعت میں کیا ثواب ہے تو زمین پر گھسٹ کر جاتے اور جماعت سے پڑھتے۔

۷ عَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَنَّهُ قَالَ الْجَفَاءُ كُلُّ الْجَفَاءِ
وَالْكُفْرُ وَالنِّفَاقُ مَنْ سَمِعَ مُنَادِيَ اللّٰهِ
يُنَادِيْ بِالصَّلٰوةِ يَدْعُوْ اِلَى الْفَلَاحِ فَلَا يُجِيْبُهُ.

رواہ احمد والطبرانی کذا فی الترغیب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سراسر ظلم ہے
اور کفر ہے اور نفاق ہے اس شخص کا فعل جو
اللہ کے منادی یعنی مؤذن کی آواز سنے اور
[illegible]
نماز کو نہ جائے۔

رواه الترمذي وقال [illegible] احدا رفعه الا ما روى مسلم بن قتيبة عن طعمة بن عمرو قال المملي رحمه الله ومسلم وطعمة وبقية رواته ثقات كذا في الترغيب قلت وله شاهد من حديث عمر رفعه من صلى في مسجد جماعة اربعين ليلة لا تفوته الركعة الاولى من صلاة العشاء كتب الله له بها عتقا من النار رواه ابن ماجه واللفظ له والترمذي وقال نحو حديث انس يعني المتقدم [illegible] وقال مرسل يعني ان عمارة الراوي عن انس لم يدرك انسا وعزاه في المنتخب [illegible] في الشعب وابن عساكر [illegible]

ف: [illegible] یعنی جو اس طرح چالیس دن [illegible] نماز پڑھے کہ شروع سے امام کے ساتھ تکبیر [illegible] نماز شروع کرنے کی تکبیر جب امام کہے تو اسی وقت یہ بھی نماز میں شریک ہو جائے [illegible]

[illegible]	(۲) عن ابی هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من توضأ فأحسن وضوءه ثم راح فوجد الناس قد صلوا اعطاه الله مثل اجر من صلاها وحضرها لا ينقص ذلك من اجورهم شيئا
(۲) [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص اچھی طرح وضو کرے پھر مسجد میں نماز کے لئے جائے اور وہاں پہنچ کر معلوم ہو کہ جماعت ہو چکی تو بھی اس کو جماعت کی نماز کا ثواب ہوگا اور اس ثواب کی وجہ سے ان لوگوں کے ثواب میں کچھ کمی نہیں ہوگی جنہوں نے جماعت سے نماز پڑھی ہے	

رواه ابو داود والنسائي والحاكم وقال صحيح على شرط مسلم [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] والنسائی وابن خزیمة وابن حبان فی صحیحیهما

[illegible] كذا فی الترغیب

[illegible]

دن نور کے منبروں پر ہوں گے اور بے فکر اور لوگ گھبراہٹ میں ہوں گے۔ ایک حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ قیامت کے دن ارشاد فرمائیں گے کہ میرے پڑوسی کہاں ہیں فرشتے عرض کریں گے کہ آپ کے پڑوسی کون ہیں؟ ارشاد ہوگا کہ مسجدوں کو آباد کرنے والے ایک حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب جگہوں سے زیادہ محبوب مسجدیں ہیں اور سب سے زیادہ ناپسند بازار ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ مسجدیں جنت کے باغ ہیں۔ ایک صحیح حدیث میں وارد ہے۔ ابو سعیدؓ حضور سے نقل کرتے ہیں جس شخص کو دیکھو کہ مسجد کا عادی ہے اس کے ایماندار ہونے کی گواہی دو۔ اس کے بعد اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ آیت تلاوت فرمائی (یعنی مسجدوں کو وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ پر اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں)۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ مشقت کے وقت وضو کرنا اور مسجد کی طرف قدم اٹھانا اور نماز کے بعد دوسری نماز کے انتظار میں بیٹھے رہنا گناہوں کو دھو دیتا ہے۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص جتنا مسجد سے دور ہوگا اتنا ہی زیادہ ثواب ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر قدم پر جو ثواب ہے اور جتنی دور مسجد ہوگی اتنے ہی قدم زیادہ ہوں گے۔ اسی وجہ سے بعض صحابہؓ چھوٹے چھوٹے قدم رکھتے تھے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ ان میں کیا ہے تو قرعہ اندازی سے ان کو حاصل کیا جائے۔ ایک اذان کہنا، دوسرے جماعت کی نمازوں کے لئے دوپہر کے وقت جانا، تیسرے پہلی صف میں نماز پڑھنا۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ قیامت کے دن جب ہر شخص پریشان حال ہوگا اور آفتاب نہایت تیزی پر ہوگا سات آدمی ایسے ہوں گے جو اللہ کی رحمت کے سایہ میں ہوں گے ان میں ایک وہ شخص بھی ہوگا جس کا دل مسجد میں اٹکا رہے کہ جب کسی ضرورت سے باہر آئے تو پھر مسجد ہی میں واپس جانے کی خواہش ہو۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے جو شخص مسجد سے الفت رکھتا ہے اللہ جل شانہٗ اس سے الفت فرماتے ہیں۔

[illegible]

[illegible]

سے اعتبار شان کے [illegible] اور ان کے مضامین تک کس کی رسائی ہے مگر تاہم اپنی استعداد و حوصلہ کے موافق جو ان کی نسبت اپنی سمجھ کام دیتی ہے اور ان کی مضامین سمجھ میں آتی ہیں اور جتنی استعداد ہوتی ہے اسی قدر [illegible] ہمیں شمار نہ [illegible] کی مضامین بھی اپنی سمجھ کے موافق تحریر کر دیتے ہیں [illegible] حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نور اللہ مرقدہ نے حجۃ اللہ البالغہ میں ایک تقریر کے ذیل میں ارشاد فرمائی ہے جس کا ترجمہ اور مطلب یہ ہے کہ:

رسم و رواج کے مہلکات سے بچنے کے لیے اس سے زیادہ نافع کوئی چیز نہیں کہ عبادات میں سے کسی عبادت کو ایسی عام رسم اور عام رواج بنا دیا جائے جو علی الاعلان ادا کی جائے ہر شخص کے سامنے خواہ وہ سمجھدار ہو یا ناسمجھ وہ ادا کی جا سکے۔ اس کے ادا کرنے میں شہری اور دیہاتی برابر ہوں اس پر مسابقت اور تفاخر کیا جاتا ہو اور یہ عام ہو جائے اور ضروریات زندگی کی طرح داخل ہو جائے کہ اس سے جدائی ناممکن اور دشوار ہو جائے تاکہ وہ اللہ کی عبادت کے لیے تائید ہو جائے اور [illegible] کوئی عبادت نماز سے زیادہ مہتم بالشان [illegible] نہیں اس لیے [illegible] اس کے رواج کو خوب [illegible] اور آپس میں اتفاق سے [illegible] لوگ ایسے ہوتے ہیں جو مقتدا ہوتے ہیں کہ ان کی [illegible] دوسرے درجہ میں ایسے ہوتے ہیں جن کو معمولی سی ترغیب و تنبیہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] عجیب خاصیت رکھتی ہے۔

[illegible] مشکل ہے [illegible] ساز اس کے [illegible]

فصل دوم

[illegible]

[illegible]

حاضر نہ ہو اس کے کان پگھلے ہوئے سیسے سے بھر دیئے جائیں تو بہتر ہے۔

۲۔ عن معاذ بن انس عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال الجفاء کل الجفاء والکفر والنفاق من سمع منادی اللہ ینادی الی الصلوٰۃ فلا یجیبہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سراسر ظلم ہے اور کفر ہے اور نفاق ہے اس شخص کا فعل جو اللہ کے منادی یعنی مؤذن کی آواز سنے اور نماز کو نہ جائے۔

رواہ احمد والطبرانی من روایۃ زبان بن فائد کذا فی الترغیب وفی مجمع الزوائد رواہ الطبرانی فی الکبیر وزبان ضعفہ ابن معین ووثقہ ابو حاتم اھ وفی الجامع الصغیر برمز الطبرانی ورقم لہ بالضعف۔

فا: کس قدر سخت وعید اور ڈانٹ ہے اس حدیث پاک پر کہ اس کی اس حرکت کو کفر اور منافقوں کی حرکت بتایا ہے کہ گویا مسلمان سے یہ بات ہو ہی نہیں سکتی۔ ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ آدمی کی بدبختی اور بدنصیبی کے لئے یہ کافی ہے کہ مؤذن کی آواز سنے اور نماز کو نہ جائے۔ سلیمان بن ابی حثمہؓ اکابر میں ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پیدا ہوئے مگر حضور سے روایت سننے کی نوبت کم عمری کی وجہ سے نہیں آئی۔ حضرت عمرؓ نے ان کو بازار کا نگران بنا رکھا تھا۔ ایک دن اتفاق سے صبح کی نماز میں موجود نہ تھے حضرت عمرؓ ادھر سے تشریف لے گئے تو ان کی والدہ سے پوچھا کہ سلیمان آج صبح کی نماز میں نہیں تھے۔ والدہ نے کہا کہ رات بھر نفلوں میں مشغول رہا نیند کے غلبہ سے آنکھ لگ گئی۔ آپ نے فرمایا کہ میں صبح کی جماعت میں شریک ہوں یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ رات بھر نفلیں پڑھوں۔

۳۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سمع المنادی فلم یمنعہ من اتباعہ عذر قالوا وما العذر قال خوف او مرض لم تقبل منہ الصلوٰۃ التی صلی رواہ ابو داؤد

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص اذان کی آواز سنے اور بلا کسی عذر کے نماز کو نہ جائے وہیں پڑھ لے تو وہ نماز قبول نہیں ہوتی۔ صحابہ نے عرض کیا کہ عذر سے کیا مراد ہے۔ ارشاد ہوا کہ مرض ہو یا کوئی خوف ہو۔

رواه مسلم وابوداؤد وابن ماجه والترمذی کذا فی الترغیب قال السیوطی فی الدر اخرج ابن ابی شیبة والبخاری ومسلم وابن ماجه عن ابی هریرة رفعه اثقل الصلوة علی المنافقین صلوة العشاء وصلوة الفجر ولو یعلمون ما فیهما لاتوهما ولو حبوا ولقد هممت ان آمر بالصلوة فتقام [illegible]

ف: اللہ اکبر! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو باوجود اس شفقت اور رحمت کے جو امت کے حال پر تھی اور کسی شخص کی ادنیٰ سی تکلیف بھی گوارا نہ تھی ان لوگوں پر جو گھروں میں نماز پڑھ لیتے ہیں اس قدر غصہ ہے کہ ان کے گھروں میں آگ لگا دینے کو بھی آمادہ ہیں۔

(٦) عن ابی الدرداء قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما من ثلثة فی قریة ولا بدو لا تقام فیہم الصلوة الا قد استحوذ علیہم الشیطن فعلیکم بالجماعة فانما یاکل الذئب من الغنم القاصیة	حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس گاؤں یا جنگل میں تین آدمی ہوں اور وہاں باجماعت نماز نہ ہوتی ہو تو ان پر شیطان مسلط ہو جاتا ہے اس لیے جماعت کو ضروری سمجھو بھیڑیا اکیلی بکری کو کھا جاتا ہے اور آدمیوں کا بھیڑیا شیطان ہے۔

رواه احمد وابوداؤد والنسائی وابن خزیمة وابن حبان فی صحیحیهما والحاکم وزاد رزین فی جامعه وان ذئب الانسان الشیطان اذا خلا به اکله کذا فی الترغیب وقال فی [illegible] وصححه الحاکم واقره علیه الذهبی

ف: اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ کھیتی باڑی میں مشغول رہتے ہیں اگر تین آدمی ہوں تو ان کو جماعت سے نماز پڑھنا چاہئے بلکہ دو کو بھی جماعت سے پڑھنا اولیٰ ہے۔ [illegible]

نمازوں کا ثواب ہو جاتا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب کوئی بکریاں چرانے والا کسی پہاڑ کی جڑ میں یا جنگل میں اذان کہتا ہے اور نماز پڑھنے لگتا ہے تو حق تعالیٰ شانہٗ اس سے بے حد خوش ہوتے ہیں اور تعجب و تفاخر سے فرشتوں سے فرماتے ہیں، دیکھو میرا بندہ اذان کہہ کر نماز پڑھنے لگا، یہ سب میرے ڈر کی وجہ سے کر رہا ہے میں نے اس کی مغفرت کر دی اور جنت میں داخلہ طے کر دیا۔

۵۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ يَصُوْمُ النَّهَارَ وَيَقُوْمُ اللَّيْلَ وَلَا يَشْهَدُ الْجَمَاعَةَ وَلَا الْجُمُعَةَ فَقَالَ هٰذَا فِي النَّارِ۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے کسی نے پوچھا کہ ایک شخص دن بھر روزہ رکھتا ہے رات بھر نفلیں پڑھتا ہے مگر جمعہ و جماعت میں شریک نہیں ہوتا، اس شخص کا کیا حکم ہے؟ آپؓ نے فرمایا کہ یہ شخص جہنمی ہے۔

(رواہ الترمذی موقوفا کذا فی الترغیب وفی التنبیہ لابی اللیث روی عن مجاہد ان رجلا جاء الی ابن عباس فقال یا ابن عباس ما تقول فی رجل فذکر بمعناہ وزاد فی آخرہ فاختلف الیہ شہرا یسألہ عن ذلک وہو یقول ہو فی النار)

فائدہ: گو ایک خاص زمانہ تک سزا بھگتنے کے بعد جہنم سے نکل آئے کہ مسلمان ہے مگر نہ معلوم کتنے عرصہ تک پڑا رہے گا۔ جاہل صوفیوں میں ذکر و شغل کا زور ہوتا ہے اور جماعت کی پرواہ نہیں ہوتی، اس کو وہ بزرگی سمجھتے ہیں، حالانکہ کمال اللہ کے محبوب کا اتباع ہے۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ تین شخصوں پر حق تعالیٰ شانہٗ لعنت بھیجتے ہیں ایک وہ شخص جس سے نمازی کسی معقول وجہ سے ناخوش ہوں اور وہ امامت کرے، دوسرے وہ عورت جس کا خاوند اس سے ناراض ہو، تیسرے وہ شخص جو اذان کی آواز سنے اور پھر جماعت میں شریک نہ ہو۔

۶۔ عَنْ كَعْبِ الْاَحْبَارِ قَالَ وَالَّذِيْ اَنْزَلَ التَّوْرَاةَ عَلٰى مُوْسٰى وَالْاِنْجِيْلَ عَلٰى عِيْسٰى وَالزَّبُوْرَ عَلٰى دَاوٗدَ

حضرت کعب احبارؓ فرماتے ہیں، قسم ہے اس پاک ذات کی جس نے تورات حضرت موسیٰ پر اور انجیل حضرت عیسیٰ پر اور زبور حضرت داؤد پر اور

وَالْفُرْقَانَ عَلٰى مُحَمَّدٍ نَزَلَتْ هٰذِهِ
الْاٰيَاتُ فِي الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوْبَاتِ
حَيْثُ يُنَادٰى بِهِنَّ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ
سَاقٍ اِلٰى قَوْلِهٖ وَهُمْ سَالِمُوْنَ
الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ اِذَا نُوْدِيَ بِهَا اَخْرَجَهُ الْبَيْهَقِيُّ
فِي الشُّعَبِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ
الصَّلَوَاتُ فِي الْجَمَاعَاتِ وَاَخْرَجَ الْبَيْهَقِيُّ
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ الرَّجُلُ يَسْمَعُ الْاَذَانَ
فَلَا يُجِيْبُ الصَّلٰوةَ كَذَا فِي الدُّرِّ الْمَنْثُوْرِ
[illegible] الْاٰيَةُ يَوْمَ يُكْشَفُ
عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ
فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ
تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ
اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سَالِمُوْنَ

نبیوں علیہم الصلوٰۃ والسلام پر نازل فرمائی اور قرآن شریف سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا کہ یہ آیتیں فرض نمازوں کو جماعت سے نہیں پڑھنے کے بارہ میں جہاں اذان ہوتی ہے نازل ہوئی ہیں۔ ترجمۂ آیات: جس دن حق تعالیٰ شانہ ساق کی تجلی فرماویں گے۔ جو ایک خاص قسم کی تجلی ہوگی اور لوگ اس دن سجدہ کے لئے بلائے جاویں گے تو یہ لوگ سجدہ نہیں کر سکیں گے۔ ان کی آنکھیں شرم کے مارے جھکی ہوئی ہوں گی اور ان پر ذلت چھائی ہوئی ہوگی اس لئے کہ یہ لوگ دنیا میں سجدہ کی طرف بلائے جاتے تھے اور صحیح سالم تندرست تھے۔ (پھر بھی سجدہ نہیں کرتے تھے)

ف: ساق کی تجلی ایک خاص قسم کی تجلی ہے جو میدانِ حشر میں ہوگی جس کو دیکھ کر سارے مسلمان سجدہ میں گر جاویں گے مگر بعض لوگ ایسے ہوں گے جن کی کمر تختہ ہو جاوے گی اور سجدہ پر قدرت نہ ہوگی۔ یہ کون لوگ ہوں گے؟ اس کے بارے میں اس آیت شریفہ کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں۔ ایک تفسیر یہ ہے جو کعب احبار سے منقول ہے اور اس کے موافق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ سے بھی منقول ہے کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو دنیا میں جماعت کے لئے بلائے جاتے تھے اور جماعت کی نماز نہیں پڑھتے تھے۔ دوسری تفسیر بخاری شریف میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے حضور سے سنا کہ جو لوگ ریا اور دکھلاوے کے واسطے نماز پڑھتے تھے۔ تیسری تفسیر یہ ہے کہ یہ کافر لوگ ہیں جو دنیا میں سرے سے نماز ہی نہیں پڑھتے تھے۔ چوتھی تفسیر یہ ہے کہ منافقین مراد ہیں واللہ اعلم۔

بہر حال اس تفسیر کے موافق جس کو حضرت کعب احبار قسم کھا کر ارشاد فرما رہے ہیں اور حضرت ابن عباسؓ جیسے جلیل القدر صحابی امام تفسیر سے اس کی تائید ہوتی ہے، کتنی سخت بات ہے کہ میدان حشر میں ذلت و نکبت ہو اور جہاں سارے مسلمان سجدہ میں مشغول ہوں اس سے سجدہ ادا نہ ہو سکے۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سی وعیدیں جماعت کے چھوڑنے پر آئی ہیں، مسلمان کے لیے تو ایک وعید کی ضرورت نہیں کہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم و ارشاد ہی سب کچھ ہے اور جس کو اس کی ضرورت نہیں اس کے لیے ہزار طرح کی وعیدیں بھی بیکار ہیں۔ جب سزا کا وقت آئے گا تو پشیمانی ہوگی جو بیکار ہوگی۔

تیسرا باب

خشوع خضوع کے بیان میں

بہت سے لوگ ایسے ہیں جو نماز پڑھتے ہیں اور ان میں سے بہت سے ایسے بھی ہیں جو جماعت کا بھی اہتمام فرماتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ایسی بری طرح پڑھتے ہیں کہ وہ نماز بجائے اس کے کہ ثواب و اجر کا سبب ہو ناقص ہونے کی وجہ سے منہ پر مار دی جاتی ہے۔ گو نہ پڑھنے سے یہ بھی بہتر ہے۔ کیونکہ نہ پڑھنے کی صورت میں جو عذاب ہے وہ بہت زیادہ سخت ہے اور اس صورت میں یہ ہوا کہ وہ قابل قبول نہ ہوئی اور منہ پر پھینک کر مار دی گئی۔ اس پر کوئی عذاب نہیں ہوا لیکن نہ پڑھنے میں جس درجہ کی نافرمانی اور نخوت ہوگی وہ اس صورت میں نہ ہوئی۔ البتہ یہ مناسب ہے کہ جب آدمی وقت خرچ کرے کاروبار چھوڑے، مشقت اٹھائے تو اس کی کوشش کرنی چاہیئے کہ جتنی زیادہ سے زیادہ وزنی اور قیمتی پڑھ سکے اس میں کوتاہی نہ کرے۔ حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے۔ گو وہ قربانی کے بارے میں ہے۔ مگر حکم تو سب باب ہیں۔ فرماتے ہیں لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَاۤؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ۔ ترجمہ حق

تعالیٰ شانہ کے پاس ان کا گوشت پہنچتا ہے نہ ان کا خون بلکہ ان کے پاس تو تمہارا تقویٰ اور اخلاص پہنچتا ہے۔ پس جس درجہ کا اخلاص ہوگا اسی درجہ کی مقبولیت ہوگی۔ حضرت معاذ فرماتے ہیں کہ حضور نے جب مجھے یمن بھیجا تو میں نے آخری وصیت کی درخواست کی حضور نے ارشاد فرمایا کہ دین کے ہر کام میں اخلاص کا اہتمام کرنا کہ اخلاص سے تھوڑا عمل بھی بہت کچھ ہے۔ حضرت ثوبان کہتے ہیں کہ میں نے حضور کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ اخلاص والوں کے لئے خوشحالی ہو کہ وہ ہدایت کے چراغ ہیں ان کی وجہ سے سخت سخت فتنے دور ہو جاتے ہیں۔ ایک حدیث میں حضور کا ارشاد ہے کہ اللہ جل شانہ ضعیف لوگوں کی برکت سے اس امت کی مدد فرماتے ہیں ان کی دعا سے ان کی نماز سے ان کے اخلاص سے۔ نماز کے بارے میں حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے۔ فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلَاتِھِمْ سَاھُوْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ یُرَاءُوْنَ بڑی خرابی ہے ان نمازیوں کے لئے جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں جو ایسے ہیں کہ دکھلاوا کرتے ہیں۔ بے خبر ہونے کی بھی مختلف تفسیریں کی گئی ہیں۔ ایک یہ ہے کہ وقت کی خبر نہ ہو قضا کر دے۔ دوسرے یہ کہ متوجہ نہ ہو ادھر ادھر مشغول ہو۔ تیسرے یہ کہ یہی خبر نہ ہو کتنی رکعتیں ہوئیں۔ دوسری جگہ منافقین کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے وَاِذَا قَامُوْا اِلَی الصَّلٰوۃِ قَامُوْا کُسَالٰی یُرَاءُوْنَ النَّاسَ وَلَا یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ اِلَّا قَلِیْلًا۔ اور جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو بہت کاہلی سے کھڑے ہوتے ہیں۔ صرف لوگوں کو دکھلاتے ہیں اور اللہ جل شانہ کا ذکر نہیں کرتے مگر بہت تھوڑا سا۔ ایک جگہ چند انبیاء کا ذکر فرما کر علیہم الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرمایا ہے فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِھِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوۃَ وَاتَّبَعُوا الشَّھَوٰتِ فَسَوْفَ یَلْقَوْنَ غَیًّا۔ پس ان نبیوں کے بعد بعض ایسے ناخلف پیدا ہوئے جنہوں نے نماز کو برباد کیا اور خواہشات نفسانیہ کے پیچھے پڑ گئے سو عنقریب آخرت میں خرابی دیکھیں گے۔ غی کا ترجمہ لغت میں خرابی ہے جس سے مراد آخرت کی خرابی اور ہلاکت ہے اور بہت سے مفسرین نے کہا ہے کہ غی جہنم میں ایک گڑھا ہے جس میں لہو پیپ وغیرہ جمع ہوتا ہے۔ اس میں یہ لوگ ڈالے جاویں گے۔ ایک جگہ ارشاد ہے۔ وَمَا مَنَعَھُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْھُمْ نَفَقٰتُھُمْ اِلَّا اَنَّھُمْ کَفَرُوْا بِاللّٰہِ وَبِرَسُوْلِہٖ وَلَا یَاْتُوْنَ الصَّلٰوۃَ اِلَّا وَھُمْ کُسَالٰی

وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ترجمہ: اور ان کی خیر خیرات مقبول ہونے کی کوئی
چیز بجز اس کے مانع نہیں ہے کہ انہوں نے اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا
اور نماز نہیں پڑھتے مگر کاہلی سے اور نیک کام میں خرچ نہیں کرتے مگر گرانی سے۔ اس کے
بالمقابل اچھی طرح سے نماز پڑھنے والوں کے بارے میں ارشاد ہے۔ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ
هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ
لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ
اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ
عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ
هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ترجمہ: بیشک کامیابی کو پہنچ گئے وہ مومن جو اپنی نماز میں
خشوع کرنے والے ہیں اور وہ لوگ جو لغویات سے اعراض کرنے والے ہیں اور جو زکوٰۃ ادا کرنے
والے ہیں یا اپنے اخلاق کو درست کرنے والے ہیں اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت
کرنے والے ہیں۔ بجز اپنی بیویوں کے اور باندیوں کے کہ ان میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ جو ان سے
علاوہ دوسری جگہ شہوت پوری کرنا چاہیں وہ لوگ حد سے گزرنے والے ہیں اور جو اپنی امانتوں اور
اپنے عہد و پیمان کی رعایت کرنے والے ہیں اور جو اپنی نمازوں کی نگہبانی کرنے والے ہیں۔ یہی
لوگ جنت کے وارث ہیں۔ جو فردوس کے وارث بنیں گے اور ہمیشہ ہمیشہ کو اس میں رہیں
گے۔ حدیث میں آیا ہے کہ فردوس جنت کا اعلیٰ اور افضل ترین حصہ ہے وہاں سے جنت
کی نہریں جاری ہوتی ہیں۔ اسی پر عرش الٰہی ہوگا۔ جب تم جنت کی دعا کیا کرو تو جنت الفردوس
مانگا کرو۔ دوسری جگہ نماز کے بارے میں ارشاد ہے۔ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ
الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ترجمہ: بیشک نماز دشوار
ہے مگر جن کے دلوں میں خشوع ہے ان پر کچھ بھی دشوار نہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اس کا خیال
رکھتے ہیں کہ بیشک وہ اپنے رب سے ملاقات کرنے والے ہیں اور مرنے کے بعد اسی کی
طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ [illegible]

فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْکَرَ فِیْہَا اسْمُہٗ یُسَبِّحُ لَہٗ فِیْہَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ رِجَالٌ لَّا تُلْہِیْہِمْ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَآءِ الزَّکٰوۃِ یَخَافُوْنَ یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِیْہِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ لِیَجْزِیَہُمُ اللّٰہُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَیَزِیْدَہُمْ مِّنْ فَضْلِہٖ ط وَاللّٰہُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ (نور ع ۵) ۶۔ ایسے گھروں میں جن کے متعلق اللہ جل شانہ نے حکم فرما دیا ہے کہ ان کا ادب کیا جائے اور ان کو بلند کیا جائے۔ ان میں صبح و شام اللہ کی تسبیح کرتے ہیں ایسے لوگ جن کو اللہ کی یاد سے اور نماز کے قائم کرنے سے اور زکوٰۃ کے دینے سے نہ تو تجارت غفلت میں ڈالتی ہے نہ خرید و فروخت غفلت میں ڈالتی ہے۔ وہ لوگ ایسے دن کی سختی سے ڈرتے ہیں جس دن بہت سے دل اور بہت سی آنکھیں الٹ پلٹ ہو جاویں گی (یعنی قیامت کے دن) اور وہ لوگ یہ سب کچھ اس لئے کرتے ہیں کہ اللہ جل شانہ ان کے نیک اعمال کا بدلہ ان کو عطا فرماویں اور بدلہ سے بھی بہت زیادہ انعامات اپنے فضل سے عطا فرماویں اور اللہ جل شانہ تو جس کو چاہتے ہیں بے شمار عطا فرما دیتے ہیں ؎

تو وہ داتا ہے کہ دینے کے لئے
در تری رحمت کے ہیں ہر دم کھلے

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نماز قائم کرنے سے یہ مراد ہے کہ اس کے رکوع سجدہ کو اچھی طرح ادا کرے، ہمہ تن متوجہ رہے اور خشوع کے ساتھ پڑھے۔ قتادہؓ سے بھی یہی نقل کیا گیا کہ نماز قائم کرنا اس کے اوقات کی حفاظت رکھنا اور وضو کا اور رکوع سجدہ کا اچھی طرح کرنا ہے یعنی جہاں جہاں قرآن شریف میں اقیموا الصلوٰۃ اور یقیمون الصلوٰۃ آیا ہے یہی مراد ہے۔ یہی لوگ ہیں جن کی تعریف دوسری جگہ ان الفاظ سے فرمائی ہے [illegible]

[illegible]

ن ہوا ہیں دوری ہی سے سلام اور یہ وہ لوگ ہیں جو راتیں گذار دیتے ہیں اپنے رب کے لیے سجدہ کرتے میں اور نماز میں کھڑے رہنے میں آگے ان کے اجر اور ثواب ذکر فرمانے کے بعد ارشاد ہے اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا خٰلِدِيْنَ فِيْهَا حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا یہی لوگ ہیں جن کو جنت کے بالاخانے دیئے جائیں گے اس لیے کہ انھوں نے صبر کیا اور دین پر ثابت قدم رہے، اور جنت میں فرشتوں کی طرف سے دعا و سلام سے استقبال کیا جا ئیگا اور اس جنت میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے کیا ہی اچھا ٹھکانا اور رہنے کی جگہ ہے دوسری جگہ ارشاد ہے وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ پ ۱۳ ع ۱۰ اور فرشتے ہر دروازہ سے داخل ہوں گے یہ کہتے ہوئے کہ تم پر سلام اور سلامتی ہو اس وجہ سے کہ تم نے صبر کیا اور دین پر مضبوط و ثابت قدم رہے اپس کیا ہی اچھا انجام کار تمہارا ہے۔ انہیں لوگوں کی تعریف دوسری جگہ ان الفاظ سے فرمائی گئی ہے تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ وہ لوگ ایسے ہیں کہ رات کو ان کے پہلو ان کی خوابگاہوں اور بستروں سے علیحدہ رہتے ہیں کہ نماز پڑھتے رہتے ہیں اور اپنے رب کو عذاب کے ڈر سے اور ثواب کی امید میں پکارتے رہتے ہیں اور ہماری عطا کی ہوئی چیزوں سے خرچ کرتے ہیں سو کوئی بھی نہیں جانتا کہ ایسے لوگوں کے لیے کیا کیا آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان پردۂ غیب میں موجود ہے جو بدلہ ہے ان کے نیک اعمال کا۔ انہیں لوگوں کی شان میں ہے اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ اٰخِذِيْنَ مَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ پ ۲۶ ع ۱۷ بے شک متقی لوگ جنتوں اور پانی کے چشموں کے درمیان میں ہوں گے اور ان کو ان کے رب نے جو کچھ ثواب عطا فرمایا اس کو خوشی خوشی لے رہے ہوں گے اور کیوں نہ ہو کہ وہ لوگ اس سے پہلے دنیا میں اچھے کام کرنے والے

تھے وہ لوگ رات کو بہت کم سوتے تھے اور آخر شب میں استغفار کرنے والے تھے۔ ایک جگہ ارشاد خداوندی ہے۔ أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُو رَحْمَةَ رَبِّهِ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ (زمر ع ۱ پ ۲۳) کیا برابر ہو سکتا ہے بے دین اور وہ شخص جو عبادت کرنے والا ہو رات کے اوقات میں کبھی سجدہ کرنے والا ہو اور کبھی نیت باندھ کر کھڑا ہونے والا ہو آخرت سے ڈرتا ہو اور اپنے رب کی رحمت کا امیدوار ہو (آپ ان سے کہیے کہ) کہیں عالم اور جاہل برابر ہو سکتا ہے (اور یہ ظاہر ہے کہ جو اپنے رب کی عبادت کرے تو وہ عالم اور جو ایسے کریم مولیٰ کی عبادت نہ کرے وہ جاہل ہے) ایسی باتوں سے نصیحت وہی لوگ حاصل کرتے ہیں جو اہل عقل ہیں۔ ایک جگہ ارشاد ہے إِنَّ الْإِنسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا إِلَّا الْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ اس میں شک نہیں کہ انسان بے مستقل مزاج پیدا ہوا ہے۔ جب اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو بہت زیادہ گھبرا جاتا ہے اور جب کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو بخل کرنے لگتا ہے کہ دوسرے کو یہ بھلائی نہ پہنچے مگر ہاں وہ نمازی جو اپنی نماز کے ہمیشہ پابند رہتے ہیں اور سکون و وقار سے پڑھنے والے ہیں آگے ان کی اور چند صفتیں ذکر فرمانے کے بعد ارشاد ہے کہ وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ أُولَٰئِكَ فِي جَنَّاتٍ مُّكْرَمُونَ (پ ۲۹ ع ۷) اور وہ لوگ نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں یہ لوگ ہیں جن کا جنت میں اکرام کیا جائے گا۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سی آیات ہیں جن میں نماز کا حکم اور نمازیوں کے فضائل ان کے اعزاز و اکرام ذکر فرمائے گئے ہیں اور حقیقت میں نماز ایسی ہی دولت ہے۔ اسی وجہ سے دو جہان کے سردار فخر رسل صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ اسی وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام دعا فرماتے ہیں رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِن ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ اے میرے رب مجھ کو نماز کا خاص اہتمام کرنے والا بنا دے اور میری اولاد میں سے بھی ایسے لوگ پیدا فرما جو اہتمام کرنے والے ہوں اے ہمارے رب میری یہ دعا قبول فرمائے

اللہ کا ایک پیارا نبی جس کو خلیل ہونے کا بھی فخر ہے وہ نماز کی پابندی اور اہتمام کو بندگی سے مانگتا ہے۔ خود حق سبحانہ و تقدس اپنے محبوب سید المرسلین کو حکم فرماتے ہیں وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى۔ پ ۱۶ ع ۱۷ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کرتے رہیے اور خود بھی اس کا اہتمام کیجئے ہم آپ سے روزی (کموانا) نہیں چاہتے روزی تو آپ کو ہم دیں گے اور بہترین انجام تو پرہیزگاری ہی کا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی تنگی پیش آتی تو گھر والوں کو نماز کا حکم فرماتے اور یہ آیت تلاوت فرماتے۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا بھی معمول نقل کیا گیا کہ جب کبھی ان حضرات کو کوئی دقت پیش آتی تو نماز میں مشغول ہو جاتے۔ مگر ہم لوگ اس اہم چیز سے ایسے غافل اور بے نیاز ہیں کہ اسلام اور مسلمانی کے لمبے لمبے دعووں کے باوجود بھی ادھر متوجہ نہیں ہوتے، اگر کوئی بلانے والا یا ٹوکنے والا کھڑا ہوتا ہے تو اس پر فقرے کستے ہیں اس کی مخالفت کرتے ہیں مگر کسی کا کیا نقصان ہے اپنا ہی کچھ کھوتے ہیں۔ پھر جو لوگ نماز پڑھتے بھی ہیں ان میں سے اکثر ایسی پڑھتے ہیں جس کو نماز کے ساتھ مذاق سے اگر تعبیر کیا جائے تو بے جا نہیں کہ اکثر ارکان بھی پورے ادا نہیں کرتے خشوع و خضوع کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ سامنے ہے [illegible] اکابر خود کر کے دکھلا گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے واقعات بھی سامنے ہیں ان کا اتباع کرنا چاہیے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے چند قصے میں اپنے رسالہ حکایات صحابہ میں لکھ چکا ہوں ان کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ البتہ چند حضرات صوفیہ کے [illegible] نقل کرتا ہوں [illegible] نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے [illegible]

شیخ عبدالواحد مشہور صوفیہ میں ہیں فرماتے ہیں کہ ایک روز نیند کا غلبہ ہوا اور رات کو اوراد وظائف بھی چھوٹ گئے۔ خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت حسین خوبصورت لڑکی سبز ریشمی لباس پہنے ہوئے ہے جس کے پاؤں کی جوتیاں تک تسبیح میں مشغول ہیں کہتی ہے کہ میری طلب میں کوشش کر میں تیری طلب میں ہوں پھر اس نے چند شوقیہ شعر پڑھے۔ یہ خواب دیکھ کر اٹھے اور قسم کھائی کہ رات کو نہیں سوؤں گا۔ کہتے ہیں کہ چالیس برس تک

صبح کی نماز عشاء کے وضو سے پڑھی۔

شیخ مظہر سعدیؒ ایک بزرگ ہیں جو اللہ جل شانہ کے عشق و شوق میں ساٹھ برس تک روتے رہے۔ ایک شب خواب میں دیکھا گویا ایک نہر ہے جس میں خالص مشک بھرا ہوا ہے۔ اس کے کنارے پر موتیوں کے درخت سونے کی شاخوں والے ہیں۔ وہاں چند نوعمر لڑکیاں یک زبان ہو کر اللہ جل جلالہ کی تسبیح میں مشغول ہیں۔ انہوں سے پوچھا تم کون ہو تو انہوں نے دو شعر پڑھے جن کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کے معبود اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پروردگار نے ان لوگوں کے واسطے پیدا فرمایا ہے جو رات کو اپنے پروردگار کے سامنے اپنے قدموں پر کھڑے رہتے ہیں اور اپنے اللہ سے مناجات کرتے رہتے ہیں۔

ابوبکر ضریرؒ کہتے ہیں کہ میرے پاس ایک نوجوان غلام رہتا تھا، دن بھر روزہ رکھتا تھا اور رات بھر تہجد پڑھتا۔ ایک دن وہ میرے پاس آیا اور بیان کیا کہ میں اتفاق سے آج رات سو گیا تھا، خواب میں دیکھا کہ محراب کی دیوار پھٹی، اس میں سے چند لڑکیاں نہایت ہی حسین و خوبصورت اور خوش شکل ظاہر ہوئیں مگر ایک ان میں نہایت بدصورت بھی ہے۔ میں نے ان سے پوچھا تم کون ہو اور یہ بدصورت کون ہے؟ کہنے لگیں کہ ہم تیری گذشتہ راتیں ہیں اور یہ تیری آج کی رات ہے۔

ایک بزرگ کہتے ہیں کہ مجھے ایک رات ایسی گہری نیند آئی کہ آنکھ نہ کھلی۔ میں نے خواب میں دیکھا ایک ایسی نہایت حسین لڑکی ہے کہ اس جیسی میں نے عمر بھر نہیں دیکھی۔ اس میں سے ایسی تیز خوشبو مہک رہی تھی کہ میں نے ویسی خوشبو کبھی نہیں سونگھی۔ اس نے مجھے ایک کاغذ کا پرچہ دیا جس میں تین شعر لکھے ہوئے تھے، ان کا مطلب یہ ہے کہ تو نیند کی لذت میں ایسا مدہوش ہو گیا کہ جنت کے بالاخانوں سے غافل ہو گیا جہاں ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہے اور موت بھی وہاں نہ آئے گی۔ اپنی نیند سے اٹھ، تہجد میں قرآن پڑھنا سونے سے بہتر ہے۔ کہتے ہیں اس کے بعد سے جب مجھے نیند آتی ہے اور یہ اشعار یاد آتے ہیں تو نیند بالکل اڑ جاتی ہے۔

عطاء سلمیؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک بازار گیا، وہاں ایک باندی فروخت ہو رہی تھی جو دیوانی تھی۔ میں نے سات دینار میں خرید لی اور اپنے گھر لے آیا۔ جب رات کا کچھ حصہ گزرا تو میں نے دیکھا وہ اٹھی، وضو کیا، نماز شروع کر دی اور نماز میں اس کی یہ حالت تھی

کر روتے روتے اس کا دم نکل جاتا تھا۔ نماز کے بعد اس نے مناجات شروع کی اور کہنے لگی۔ اے میرے معبود آپ کو مجھ سے محبت رکھنے کی قسم مجھ پر رحم فرما۔ میں نے اس سے کہا اس طرح نہ کہو۔ یوں کہو کہ مجھے تجھ سے محبت رکھنے کی قسم۔ یہ سن کر اس کو غصہ آگیا اور کہنے لگی قسم ہے اس ذات کی اگر اس کو مجھ سے محبت نہ ہوتی تو تجھے میٹھی نیند نہ سلاتا اور مجھے یوں کھڑا نہ رکھتا۔ پھر اوندھے منہ گر گئی اور چند شعر پڑھے جن کا مطلب یہ ہے کہ بے چینی بڑھتی جا رہی ہے اور دل جلا جا رہا ہے اور صبر جاتا رہا اور آنسو بہہ رہے ہیں۔ اس شخص کو کس طرح قرار آسکتا ہے جس کو عشق اور اضطراب سے چین ہی نہیں۔ اے اللہ اگر کوئی خوشی کی چیز ہو تو اس کو عطا فرما کر مجھ پر احسان فرما۔ اس کے بعد بلند آواز سے یہ دعا کی کہ یا اللہ میرا اور آپ کا معاملہ اب تک پوشیدہ تھا اب مخلوق کو خبر ہو چلی۔ اب مجھے اٹھا لیجئے۔ یہ کہہ کر زور سے ایک چیخ ماری اور مر گئی۔

اسی قسم کا ایک واقعہ حضرت سری کے ساتھ بھی پیش آیا کہتے ہیں کہ میں نے اپنی خدمت کے لیے ایک باندی خریدی۔ ایک مدت تک وہ میری خدمت کرتی رہی اور اپنی حالت کا مجھ سے اخفا کرتی رہی اس کی نماز کی ایک جگہ متعین تھی جب کام سے فارغ ہو جاتی وہاں جا کر نماز میں مشغول ہو جاتی۔ ایک رات میں نے دیکھا کہ وہ کبھی نماز پڑھتی ہے اور کبھی مناجات میں مشغول ہو جاتی ہے اور کہتی ہے کہ آپ اس محبت کے وسیلہ سے جو مجھ سے ہے فلاں فلاں کام کر دیں۔ میں نے آواز سے کہا کہ اے عورت یوں کہہ کہ میری محبت کے وسیلہ سے جو مجھ کو آپ سے ہے۔ کہنے لگی میرے آقا اگر اس کو مجھ سے محبت نہ ہوتی تو تمہیں نماز سے بٹھا کر مجھے کھڑا نہ کرتا۔ سری کہتے ہیں جب صبح ہوئی تو میں نے اس کو بلا کر کہا کہ تو میری خدمت کے قابل نہیں اللہ ہی کی عبادت کے لائق ہے اور اسے کچھ سامان دے کر آزاد کر دیا۔

حضرت سری سقطی ایک عورت کا حال فرماتے ہیں کہ جب وہ تہجد کی نماز کو کھڑی ہوتی تو کہتی اے اللہ ابلیس بھی تیرا ایک بندہ ہے اس کی پیشانی بھی تیرے قبضہ میں ہے وہ مجھے دیکھتا ہے اور میں اسے نہیں دیکھ سکتی تو اسے دیکھتا ہے اور اس کے سارے کاموں پر قادر ہے اور وہ تیرے کسی کام پر بھی قدرت نہیں رکھتا۔ اے اللہ اگر وہ میری برائی چاہتا ہے تو تو اس کو دفع کر اور وہ میرے ساتھ مکر کرے تو تو اس کے مکر کا انتقام لے۔ میں اس کے شر سے

تیری پناہ مانگتی ہوں اور تیری مدد سے اس کو دھکیلتی ہوں۔ اس کے بعد وہ روتی رہتی تھی حتیٰ کہ روتے روتے اس کی ایک آنکھ جاتی رہی لوگوں نے اس سے کہا خدا سے ڈر کہیں دوسری آنکھ بھی نہ جاتی رہے۔ اس نے کہا اگر یہ آنکھ جنت کی آنکھ ہے تو اللہ جل شانہٗ اس سے بہتر عطا فرمائیں گے اور اگر دوزخ کی آنکھ ہے تو اس کا دور ہی ہونا اچھا۔

شیخ ابو عبداللہ جلاءؒ فرماتے ہیں کہ ایک دن میری والدہ نے میرے والد سے مچھلی کی فرمائش کی۔ والد صاحب بازار تشریف لے گئے میں بھی ساتھ تھا مچھلی خریدی۔ گھر تک لانے کے لیے مزدور کی تلاش تھی کہ ایک نوعمر لڑکا جو پاس ہی کھڑا تھا کہنے لگا چچا جان اس کے اٹھانے کے واسطے مزدور چاہیے کہا ہاں۔ اس لڑکے نے اپنے سر پر اٹھائی اور ہمارے ساتھ چل دیا راستہ میں اس نے اذان کی آواز سن لی کہنے لگا اللہ کے منادی نے بلایا ہے مجھے وضو بھی کرنا ہے نماز کے بعد لے جا سکوں گا آپ کا دل چاہے انتظار کر لیجئے ورنہ اپنی مچھلی لے لیجئے یہ کہا اور مچھلی رکھ کر چل دیا میرے والد صاحب کو خیال آیا کہ یہ مزدور لڑکا تو ایسا کرے ہمیں بطریق اولیٰ اللہ پر بھروسہ کرنا چاہیے یہ سوچ کر وہ بھی مچھلی رکھ کر مسجد میں چلے گئے نماز سے فارغ ہو کر سب آئے تو مچھلی اسی طرح رکھی ہوئی تھی اس نے اٹھا کر ہمارے گھر پہنچا دی۔ گھر جا کر والد نے یہ عجیب قصہ والدہ کو سنایا انہوں نے فرمایا کہ اس کو روک لو وہ بھی مچھلی کھا کر جائے اس سے کہا گیا تو اس نے جواب دیا میرا تو روزہ ہے۔ والد صاحب نے فرمایا کہ شام کے وقت یہیں آ کر افطار کرے اس نے کہا میں ایک دفعہ جا کر دوبارہ نہیں آتا البتہ یہ ممکن ہے کہ میں پاس ہی مسجد میں ہوں شام کو آپ کی دعوت کھا کر چلا جاؤں گا یہ کہہ کر وہ قریب کی مسجد میں چلا گیا۔ شام کو مغرب کے بعد آیا کھانا کھایا اور کھانے سے فارغ ہو کر تخلیہ کی جگہ بتا دی ہمارے قریب ہی ایک اپاہج عورت رہا کرتی تھی ہم نے دیکھا وہ بالکل اچھی تندرست چلی آرہی ہے۔ ہم نے اس سے پوچھا کہ تو کس طرح اچھی ہو گئی اس نے جواب دیا کہ میں نے اس مہمان کے طفیل سے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ اس کی برکت سے مجھے اچھا کر دے میں فوراً اچھی ہو گئی اس کے بعد جب ہم تخلیہ کی جگہ اس کو دیکھنے گئے تو دیکھا دروازے بند ہیں اور اس مزدور کا

کہیں پتہ نہیں۔

ایک بزرگ کا قصہ لکھا ہے کہ ان کے پاؤں میں پھوڑا نکل آیا، طبیبوں نے کہا کہ ان کا پاؤں نہ کاٹا گیا تو ہلاکت کا اندیشہ ہے۔ ان کی والدہ نے کہا ابھی ٹھہر جاؤ، جب یہ نماز کی نیت باندھ لیں تو کاٹ لینا، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا ان کو خبر بھی نہ ہوئی۔

ابو عامر کہتے ہیں میں نے ایک باندی دیکھی جو بہت کم داموں میں فروخت ہو رہی تھی اور وہ نہایت دبلی پتلی تھی، اس کا پیٹ کمر سے لگ رہا تھا، بال بکھرے ہوئے تھے۔ میں نے اس پر رحم کھا کر اس کو خرید لیا۔ اس سے کہا ہمارے ساتھ بازار چل، رمضان مبارک کے واسطے کچھ ضروری سامان خرید لیں۔ کہنے لگی اللہ کا شکر ہے جس نے میرے واسطے سارے مہینے یکساں کر دیے، وہ ہمیشہ دن کو روزہ رکھتی، رات بھر نماز پڑھتی۔ جب عید قریب آئی تو میں نے اس سے کہا کہ کل صبح بازار چلیں گے تو بھی ساتھ چلنا، عید کے لیے کچھ ضروری سامان خرید لائیں گے۔ کہنے لگی میرے آقا تم تو دنیا میں بہت ہی مشغول ہو، پھر اندر گئی اور نماز میں مشغول ہو گئی اور اطمینان سے ایک ایک آیت مزے لے لے کر پڑھتی رہی اور جب اس آیت پر پہنچی وَيُسْقٰى مِنْ مَّاءٍ صَدِيْدٍ. الآیۃ (سورۂ ابراہیم ع ۳) اس آیت کو بار بار پڑھتی رہی اور ایک چیخ مار کر دنیا سے رخصت ہو گئی۔

ایک سید صاحب کا قصہ لکھا ہے کہ بارہ دن تک ایک ہی وضو سے ساری نمازیں پڑھیں اور پندرہ برس مسلسل لیٹنے کی نوبت نہیں آئی، کئی کئی دن ایسے گزر جاتے کہ کوئی چیز چکھنے کی نوبت نہ آتی تھی۔

ان بزرگوں میں اس قسم کے واقعات بہت کثرت سے ملتے ہیں، ان حضرات کی حرص تو بہت ہی مشکل ہے کہ حق جل شانہٗ نے ان کو پیدا ہی اسی لیے فرمایا تھا، لیکن جو حضرات اکابر کہ دوسرے دینی اور دنیوی مشاغل میں مشغول تھے، ان کی حرص بھی ہم جیسوں سے دشوار ہے۔ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ مشہور ہیں، وہ خلفائے راشدین کے بعد انہیں کا شمار ہے۔ ان کی بیوی فرماتی ہیں کہ عمر بن عبد العزیز سے زیادہ وضو اور نماز میں مشغول رہنے والے اور بھی ہوں گے لیکن ان سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا میں نے نہیں دیکھا، عشاء کی نماز کے بعد مسجد میں بیٹھ جاتے اور دعا کے واسطے ہاتھ اٹھاتے اور روتے رہتے حتیٰ کہ اسی میں نیند

کا غلبہ ہوتا تو آنکھ لگ جاتی پھر جب کھل جاتی تو اسی طرح روتے رہتے اور دعا میں مشغول رہتے تھے۔ خلافت کے بعد سے غسلِ جنابت کی نوبت نہیں آئی۔ ان کی بیوی عبدالملک بادشاہ کی بیٹی تھیں، باپ نے بہت سے زیورات اور جواہر دیئے تھے اور ایک ایسا ہیرا دیا تھا جس کی نظیر نہیں تھی۔ آپ نے بیوی سے فرمایا کہ دو باتوں میں سے ایک اختیار کر لو یا وہ سارا زیور اللہ کے واسطے دے دو کہ میں اس کو بیت المال میں داخل کر دوں یا مجھ سے جدائی اختیار کر لو مجھے یہ چیز ناگوار ہے کہ میں اور وہ مال ایک گھر میں جمع رہیں۔ بیوی نے عرض کیا وہ مال کیا چیز ہے، اس سے کئی چند زیادہ بھی آپ کو نہیں چھوڑ سکتی یہ کہہ کر سب کا سب بیت المال میں داخل کر دیا۔ آپ کے انتقال کے بعد جب عبدالملک کا بیٹا یزید بادشاہ ہوا تو اس نے بہن سے دریافت کیا کہ اگر تم چاہو تو تمہارا زیور تم کو واپس دے دیا جائے فرمانے لگیں کہ جب میں ان کی زندگی میں اس سے خوش نہ ہوئی تو ان کے مرنے کے بعد اس سے کیا خوش ہوں گی۔ مرض الموت میں آپ نے لوگوں سے پوچھا کہ اس مرض کے متعلق کیا خیال کیا جاتا ہے۔ کسی نے عرض کیا کہ لوگ جادو سمجھ رہے ہیں، آپ نے فرمایا یہ نہیں، پھر ایک غلام کو بلایا۔ اس سے پوچھا کہ تجھے زہر دینے پر کس چیز نے آمادہ کیا۔ اس نے کہا سو دینار دیئے گئے اور آزادی کا وعدہ کیا گیا۔ آپ نے فرمایا وہ دینار لے آ، اس نے حاضر کر دیئے آپ نے ان کو بیت المال میں داخل فرما دیا اور اس غلام سے فرمایا کہ کسی جگہ بھاگ جا جہاں تجھے کوئی نہ دیکھے۔ انتقال کے وقت مسلمہ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ نے اپنی اولاد کے ساتھ ایسا برتاؤ کیا جو کسی نے بھی نہیں کیا ہوگا، آپ کے تیرہ بیٹے ہیں ان کے لیے کوئی چیز بھی نہیں چھوڑی۔ آپ نے فرمایا ذرا مجھے بٹھا دو۔ بیٹھ کر فرمایا کہ میں نے ان کا کوئی حق نہیں روکا اور جو دوسروں کا حق تھا وہ ان کو دیا نہیں۔ اگر وہ صالح ہیں تو حق تعالیٰ شانہٗ خود ان کا متکفل ہے کلام پاک میں ارشاد ہے وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ اور وہی متولی ہے۔ اور اگر وہ بدکار ہیں تو ان کی مجھے بھی کچھ پروا نہیں۔

حضرت امام احمد بن حنبلؒ جو فقہ کے مشہور امام ہیں دن بھر مسائل میں مشغول رہنے کے باوجود رات دن میں تین سو رکعتیں نفل پڑھتے تھے۔ حضرت سعید بن جبیرؒ ایک رکعت میں

پورا قرآن شریف پڑھ لیتے تھے۔ حضرت محمد بن منکدرؒ حافظِ حدیث ہیں، ایک رات تہجد میں اتنی کثرت سے روئے کہ حد نہ رہی کسی نے دریافت کیا تو فرمایا تلاوت میں یہ آیت آ گئی تھی وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ اخیر تک (سورۂ زمر ع ۵) اوپر کی آیت میں اس کا ذکر ہے کہ اگر ظلم کرنے والوں کے پاس دنیا کی ساری چیزیں ہوں اور اتنی ہی ان کے ساتھ اور بھی ہوں تو وہ قیامت کے دن سخت عذاب سے چھوٹنے کے لیے فدیہ کے طور پر دینے لگیں اس کے بعد ارشاد ہے وَبَدَا لَهُمْ الآیۃ۔ اور اللہ کی طرف سے ان کے لیے عذاب کا وہ معاملہ پیش آئیگا جس کا ان کو گمان بھی نہ تھا اور اس وقت ان کو اپنی تمام بداعمالیاں ظاہر ہو جائیں گی۔ حضرت محمد ابن منکدر وفات کے وقت بھی بہت گھبرا رہے تھے اور فرماتے تھے کہ اسی آیت سے ڈر رہا ہوں۔

حضرت ثابت بنانیؒ حافظِ حدیث ہیں، اس قدر کثرت سے اللہ کے سامنے روتے تھے کہ حد نہیں کسی نے عرض کیا کہ آنکھیں جاتی رہیں گی فرمایا کہ ان آنکھوں سے اگر روئیں نہیں تو فائدہ ہی کیا ہے اس کی دعا کیا کرتے تھے کہ یا اللہ اگر کسی کو قبر میں نماز پڑھنے کی اجازت ہو سکتی ہو تو مجھے بھی ہو جائے۔ ابوسنانؒ کہتے ہیں خدا کی قسم میں ان لوگوں میں تھا جنہوں نے ثابت کو دفن کیا۔ دفن کرتے ہوئے لحد کی ایک اینٹ گر گئی تو میں نے دیکھا کہ وہ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں نے اپنے ساتھی سے کہا دیکھو یہ کیا ہو رہا ہے۔ اس نے مجھے کہا چپ ہو جا۔ جب دفن کر چکے تو ان کے گھر جا کر ان کی بیٹی سے دریافت کیا کہ ثابت کا عمل کیا تھا۔ اس نے کہا کیوں پوچھتے ہو ہم نے قصہ بیان کیا۔ اس نے کہا کہ پچاس برس شب بیداری کی اور صبح کو ہمیشہ یہ دعا کیا کرتے تھے کہ یا اللہ اگر تو کسی کو یہ دولت عطا کرے کہ وہ قبر میں نماز پڑھے تو مجھے بھی عطا فرما۔

حضرت امام ابو یوسفؒ باوجود علمی مشاغل کے جو سب کو معلوم ہیں اور اس کے علاوہ قاضی القضاۃ ہونے کی وجہ سے قضا کے مشاغل بھی تھے لیکن پھر بھی دو سو رکعت نوافل روزانہ پڑھتے تھے۔ حضرت محمد بن نصرؒ مشہور محدث ہیں اس خشوع سے نماز پڑھتے تھے جس کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ ایک مرتبہ پیشانی پر ایک بھڑ نے نماز میں کاٹا جس کی وجہ سے خون بھی نکل

ہوگیا تو ڈیڑھ سو رکعتیں پڑھتی تھیں اور تقریبا اسی برس کی عمر تھی۔ ابو عتاب سلمی چالیس برس تک رات بھر روتے تھے اور دن کو روزہ رکھتے تھے۔ ان کے علاوہ ہزاروں لاکھوں واقعات ہیں جو حدیث کی کتب میں مذکور ہیں جن کا احاطہ بھی دشوار ہے نمونہ اور مثال کے لیے یہی واقعات کافی ہیں حق تعالیٰ شانہ مجھے بھی اور ناظرین کو بھی ان حضرات کے اتباع کا کچھ حصہ اپنے فضل سے نصیب فرمائیں۔ آمین

۱۔ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَنْصَرِفُ وَمَا كُتِبَ لَهُ إِلَّا عُشْرُ صَلَاتِهِ تُسْعُهَا ثُمُنُهَا سُبُعُهَا سُدُسُهَا خُمُسُهَا رُبُعُهَا ثُلُثُهَا نِصْفُهَا	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آدمی نماز سے فارغ ہوتا ہے اور اس کے لیے ثواب کا دسواں حصہ لکھا جاتا ہے اسی طرح بعض کے لیے نواں حصہ بعض کے لیے آٹھواں ساتواں چھٹا پانچواں چوتھائی تہائی آدھا حصہ لکھا جاتا ہے۔

۱۔ [illegible] المنذري في الترغيب رواه ابو داود والنسائي وابن حبان في صحيحه [illegible] وعزاه في الجامع الصغير الى احمد وابي داود وابن حبان ورقم له بالصحيح وذكر في المنتخب [illegible] وفي الدر المنثور [illegible] محمد بن نصر [illegible] واشار [illegible] المنذري في الترغيب [illegible] باسناد حسن [illegible] كعب بن عمرو السلمي شهد بدرا اه

ف: یعنی جس درجہ کا خشوع اور اخلاص نماز میں ہوتا ہے اتنی ہی مقدار اجر و ثواب کی ملتی ہے حتی کہ بعض کو پورے اجر کا دسواں حصہ ملتا ہے اگر اس کے موافق خشوع و خضوع ہو اور بعض کو آدھا مل جاتا ہے اور اسی طرح دسویں سے کم اور آدھے سے زیادہ بھی مل جاتا ہے حتی کہ بعض کو پورا پورا مل جاتا ہے اور بعض کو بالکل بھی نہیں ملتا کہ وہ اس قابل ہی نہیں ہوتی۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ فرض نماز کے لیے اللہ کے یہاں ایک خاص وزن ہے جتنی اس میں کمی رہ جاتی ہے اس کا حساب کیا جاتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ امت میں سے سب سے پہلے خشوع اٹھایا جائے گا کہ پوری جماعت میں ایک شخص بھی خشوع سے نماز پڑھنے والا نہ ملے گا۔

[1] جامع الصغیر

٢ - رُوِيَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى
الصَّلَوٰةَ لِوَقْتِهَا وَأَسْبَغَ لَهَا
وُضُوْءَهَا وَأَتَمَّ لَهَا قِيَامَهَا وَ
خُشُوْعَهَا وَرُكُوْعَهَا وَسُجُوْدَهَا
خَرَجَتْ وَهِيَ بَيْضَاءُ مُسْفِرَةٌ
تَقُوْلُ حَفِظَكَ اللهُ كَمَا حَفِظْتَنِيْ
وَمَنْ صَلَّاهَا لِغَيْرِ وَقْتِهَا وَلَمْ
يُسْبِغْ لَهَا وُضُوْءَهَا وَلَمْ يُتِمَّ لَهَا
خُشُوْعَهَا وَلَا رُكُوْعَهَا وَلَا سُجُوْدَهَا
خَرَجَتْ وَهِيَ سَوْدَاءُ مُظْلِمَةٌ تَقُوْلُ
ضَيَّعَكَ اللهُ كَمَا ضَيَّعْتَنِيْ حَتّٰى إِذَا
كَانَتْ حَيْثُ شَاءَ اللهُ لُفَّتْ كَمَا
يُلَفُّ الثَّوْبُ الْخَلَقُ ثُمَّ ضُرِبَ
بِهَا وَجْهُهُ.

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص
نمازوں کو اپنے وقت پر پڑھے وضو بھی اچھی طرح
کرے خشوع و خضوع سے بھی پڑھے کھڑا بھی پورے
وقار سے ہو پھر اسی طرح رکوع سجدہ بھی اچھی طرح
اطمینان سے کرے غرض ہر چیز کو اچھی طرح ادا کرے تو
وہ نماز نہایت روشن چمکدار بن کر جاتی ہے اور نمازی کو
دعا دیتی ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ تیری بھی ایسی ہی حفاظت
کرے جیسی تو نے میری حفاظت کی اور جو شخص نماز
کو بری طرح پڑھے وقت کو بھی ٹال دے وضو بھی
اچھی طرح نہ کرے رکوع سجدہ بھی اچھی طرح نہ کرے تو
وہ نماز بری صورت سے سیاہ رنگ میں بد دعا دیتی
ہوئی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے بھی ایسا ہی برباد
کرے جیسا تو نے مجھے ضائع کیا اس کے بعد
وہ نماز پرانے کپڑے کی طرح لپیٹ کر نمازی کے
منہ پر مار دی جاتی ہے۔

[illegible]

[illegible]

ٹھونگیں دوسری دفعہ ادا کی یعنی نماز کا جو حشر ہے وہ اس حدیث شریف میں مذکور ہی ہے اور پھر جب وہ بددعا کرے تو پھر بربادی کا کیا پوچھنا، یہی وجہ ہے کہ آج کل مسلمان گرتے جا رہے ہیں اور ہر طرف تباہی ہی تباہی ہے۔ ایک دوسری حدیث میں بھی یہی مضمون وارد ہوا ہے اس میں یہ بھی ہے کہ جو نماز خشوع خضوع سے پڑھی جاتی ہے تو آسمان کے دروازے اس کے لئے کھل جاتے ہیں وہ نہایت نورانی ہوتی ہے اور نمازی کے لئے حق تعالیٰ شانہٗ کی بارگاہ میں سفارش کرتی ہے۔ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جس نماز میں اچھی طرح رکوع ادا نہ کیا جائے کہ کمر پوری نہ جھک جائے اس کی مثال اس حاملہ عورت کی سی ہے جو حاملہ ہو اور جب بچہ ہونے کا وقت قریب آ جائے تو اسقاط ہو جائے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ بہت سے روزہ دار ایسے ہیں جن کو روزہ سے بجز بھوکا پیاسا رہنے کے کچھ حاصل نہیں اور بہت سے شب بیدار ایسے ہیں کہ ان کو رات کے جاگنے کے سوا بجز جاگنے کے کچھ نہیں ملتا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جو شخص قیامت کے دن پانچوں نمازیں ایسی طرح لے کر حاضر ہو کہ ان کے اوقات کی بھی حفاظت کرتا رہا ہو اور وضو کا بھی اہتمام کرتا رہا ہو اور ان نمازوں کو خشوع خضوع سے پڑھتا رہا ہو تو حق تعالیٰ شانہٗ نے عہد فرما لیا ہے کہ اس کو عذاب نہیں دیا جائے گا اور جو ایسی نمازیں لے کر نہ جائے اس کے لئے کوئی وعدہ نہیں ہے۔ اپنی رحمت سے معاف فرما دیں چاہے عذاب دیں۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک دفعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا جانتے بھی ہو کہ تمہارے رب نے کیا ارشاد فرمایا؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول ہی جانتے ہیں۔ حضورؐ نے تاکید کی وجہ سے تین مرتبہ یہی دریافت فرمایا اور صحابہؓ یہی جواب دیتے رہے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہٗ یوں فرماتے ہیں کہ میری عزت کی قسم جو ان نمازوں کو ان کے وقت کی پابندی کے ساتھ پڑھتا رہے گا میں اس کو جنت میں داخل کروں گا اور جو بے وقت پڑھے گا اس کو چاہوں گا رحمت سے بخش دوں گا چاہوں گا عذاب دوں گا۔

عن ابی ہریرۃ قال سمعت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول
ان اول ما یحاسب بہ العبد یوم
القیامۃ من عملہ صلاتہ فان
صلحت فقد افلح وانجح و
ان فسدت فقد خاب وخسر وان
انتقص من فریضتہ شیء قال الرب
عز وجل انظروا ہل لعبدی من تطوع
فیکمل بہا ما انتقص من الفریضۃ
ثم یکون سائر عملہ علی ذلک

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت میں
آدمی کے اعمال میں سب سے پہلے فرض نماز
کا حساب کیا جائے گا اگر نماز ٹھیک نکلی تو [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ان کا عمل پورا پورا ادا ہو جانا کون سا مشکل کام ہے کہ ہر چیز بالکل پوری ادا ہو جائے اور جب تھوڑی بہت کوتاہی ہوتی ہی ہے تو اس کے پورا کرنے کے لیے نفلوں کی بڑی ضرورت ہے۔ ایک دوسری حدیث میں یہ مضمون زیادہ وضاحت سے آیا ہے، ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عبادات میں سب سے پہلے نماز کو فرض فرمایا ہے اور سب سے پہلے اعمال میں سے نماز ہی کا حساب ہوگا۔ اگر فرض نمازوں میں کچھ کمی رہ گئی تو نفلوں سے اس کو پورا کیا جائے گا اور پھر اس کے بعد اسی طرح روزوں کا حساب کیا جائے گا۔ اور فرض روزوں میں جو کمی ہوگی وہ نفل روزوں سے پوری کر دی جائے گی اور پھر زکوٰۃ کا حساب اسی طریقہ سے ہوگا۔ ان سب چیزوں میں نوافل کو ملا کر بھی اگر نیکیوں کا پلہ بھاری ہو گیا تو وہ شخص خوشی خوشی جنت میں داخل ہو جائے گا ورنہ جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہی تھا کہ جو شخص مسلمان ہوتا سب سے اول اس کو نماز سکھائی جاتی۔

۱۳- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُرْطٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الصَّلٰوةُ فَاِنْ صَلَحَتْ صَلَحَ سَائِرُ عَمَلِهِ وَاِنْ فَسَدَتْ فَسَدَ سَائِرُ عَمَلِهِ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت میں سب سے پہلے نماز کا حساب کیا جائے گا اگر وہ اچھی اور پوری نکل آئی تو باقی اعمال بھی پورے اتریں گے اور اگر وہ خراب ہوئی تو باقی اعمال بھی خراب نکلیں گے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں ایک اعلان سب جگہ کے حکام کے پاس بھیجا تھا کہ سب سے زیادہ مہتم بالشان چیز میرے نزدیک نماز ہے جو شخص اس کی حفاظت اور اس کا اہتمام کرے گا وہ دین کے اور اجزاء کا بھی اہتمام کر سکتا ہے اور جو اس کو ضائع کر دے گا وہ دین کے اور اجزاء کو زیادہ ضائع کر دے گا۔

رواه [illegible] في الأوسط ولا بأس بإسناده إن شاء الله كذا في الترغيب وفي [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] الا من حديث المغيرة بن مسلم قال [illegible] واسناده حسن [illegible] واخرج مالك في الموطأ ان عمر بن الخطاب كتب الى عماله ان اهم اموركم عندي الصلوة فمن حفظها [illegible] حفظ دينه ومن ضيعها فهو لما سواها اضيع كذا في الدر۔

ف: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پاک ارشاد اور حضرت عمرؓ کے اس فرمان کا منشا وہ ہے جو دوسری حدیث میں آیا ہے کہ شیطان مسلمان سے اس وقت تک ڈرتا رہتا ہے جب تک وہ نماز کا پابند اور اس کو اچھی طرح ادا کرتا رہتا ہے کیونکہ خوف کی وجہ سے اس کو جرأت نہیں ہوتی لیکن جب وہ نماز کو ضائع کر دیتا ہے تو اس کی جرأت بہت بڑھ جاتی ہے اور اس کے گمراہ کرنے کی امنگ پیدا ہو جاتی ہے اور بہت سے مہلکات اور بڑے سے بڑے گناہوں میں اس کو مبتلا کر دیتا ہے اور یہی مطلب ہے حق تعالیٰ شانہ کے ارشاد اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ کا جس کا بیان قریب ہی آ رہا ہے۔

(۷) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَسْوَأُ النَّاسِ سَرِقَةً الَّذِیْ یَسْرِقُ مِنْ صَلٰوتِهٖ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَکَیْفَ یَسْرِقُ مِنْ صَلٰوتِهٖ قَالَ لَا یُتِمُّ رُکُوْعَهَا وَلَا سُجُوْدَهَا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بدترین چوری کرنے والا شخص وہ ہے جو نماز میں سے بھی چوری کر لے صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ نماز میں سے کس طرح چوری کرے گا ارشاد فرمایا کہ اس کا رکوع اور سجدہ اچھی طرح سے نہ کرے۔

[illegible] كذا في الترغيب ورواه احمد والطبراني وابن خزيمة في صحيحه [illegible] صحيح [illegible] حديث [illegible] رواه احمد [illegible] عن [illegible] عبد الله بن ابي قتادة [illegible] بن [illegible] عن ابي سلمة عن ابي هريرة [illegible] حدثنا علي بن زيد عن سعيد بن المسيب عن ابي سعيد [illegible] رواية ابي هريرة [illegible] وفي الباب عن عبد الله بن مغفل وعن

نعمان بن مرة عند مالک مرسلا في حديث ه وقال المنذري في الترغيب حديث ابن مغفل رواه الطبراني في معاجمه الثلاثة بإسناد جيد وقال حديث أبي هريرة رواه الطبراني في الأوسط وابن حبان في صحيحه والحاكم وقال صحيح الإسناد قلت وحديث أبي قتادة وأبي سعيد ذكرها السيوطي في الجامع الصغير ورقم له بالصحة۔

فائدہ: یہ مضمون کئی حدیثوں میں وارد ہوا ہے۔ اوّل تو چوری ہی کس قدر ذلت کی چیز ہے اور چور کو کیسی حقارت سے دیکھا جاتا ہے پھر چوری میں بھی اس حرکت کو بدترین چوری فرمایا ہے کہ رکوع سجدہ کو اچھی طرح ادا نہ کرے۔ حضرت ابو الدرداءؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور پھر ارشاد فرمایا کہ اس وقت علم دنیا سے اٹھ جانے کا وقت منکشف ہوا۔ صحابی حضرت زیاد بن لبیدؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ علم ہم سے کیسے اٹھ جائے گا ہم نے قرآن شریف پڑھا ہے اور ہم اپنی اولاد کو پڑھاتے ہیں اور وہ اپنی اولاد کو پڑھائیں گے اور یہ سلسلہ چلتا رہے گا حضور نے فرمایا کہ میں تو تجھ کو بڑا سمجھدار خیال کرتا تھا یہ یہود و نصاریٰ بھی تو توراۃ انجیل پڑھتے پڑھاتے ہیں پھر [illegible] کے شاگرد کہتے ہیں کہ میں نے دوسرے صحابی حضرت عبادہؓ سے جا کر یہ قصہ سنایا تو انہوں نے فرمایا ابو الدرداءؓ سچ کہتے ہیں اور میں بتاؤں کہ سب سے پہلے کیا چیز دنیا سے اٹھے گی سب سے پہلے نماز کا خشوع اٹھایا جائے گا۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ اس نماز کی طرف توجہ ہی نہیں فرماتے جس میں رکوع سجدہ اچھی طرح نہ کیا جاوے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ آدمی ساٹھ برس تک نماز پڑھتا ہے مگر ایک نماز بھی قبول نہیں ہوتی کہ کبھی رکوع اچھی طرح کرتا ہے تو سجدہ پورا نہیں کرتا سجدہ کرتا ہے تو رکوع پورا نہیں کرتا۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ [illegible]

[illegible]

نہیں فرمایا بلکہ اپنے معمولی آداب کی رعایت کی ضرورت ہے اسی سلسلہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ نماز پڑھتے ہوئے کی حالت میں سجدہ کی جگہ نگاہ رکھنا اور رکوع کی حالت میں پاؤں پر نگاہ رکھنا اور سجدہ میں جاکر ناک پر نگاہ رکھنا اور بیٹھنے کی حالت میں [illegible] پر نگاہ رکھنا [illegible] پیدا کرتا ہے اور اس سے نماز میں [illegible] جب بیٹھ [illegible] آدمی [illegible] ہیں تو [illegible] آداب [illegible] کی رعایت تم بھی [illegible] نماز پڑھا کرو۔

عَنْ اُمِّ رُوْمَانَ وَالِدَةِ عَائِشَةَ	حضرت ام رومان [illegible]
قَالَتْ رَآنِیْ اَبُوْبَکْرٍ الصِّدِّیْقُ اَتَمَیَّلُ	[illegible] نماز پڑھ رہی تھی نماز میں ادھر
فِیْ صَلَاتِیْ فَزَجَرَنِیْ زَجْرَۃً کِدْتُ	[illegible]
اَنْ اَنْصَرِفَ مِنْ صَلَاتِیْ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ	[illegible]
رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ	[illegible]
اِذَا قَامَ اَحَدُکُمْ فِی الصَّلٰوۃِ فَلْیُسْکِنْ	[illegible]
اَطْرَافَہٗ لَا یَتَمَیَّلُ تَمَیُّلَ الْیَہُوْدِ	[illegible]
فَاِنَّ سُکُوْنَ الْاَطْرَافِ فِی الصَّلٰوۃِ	[illegible]
مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوۃِ	نماز [illegible]

[illegible]

[illegible]

ف: [illegible]

[illegible] قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ ہُمْ

فِیْ صَلَاتِہِمْ خَاشِعُوْنَ [illegible] متعلق بھی

حدیث میں آیا ہے کہ اوّل اوّل اِدھر اُدھر توجہ فرما لیا کرتے تھے مگر اس آیت شریفہ کے نازل ہونے کے بعد سے کسی طرف توجہ نہیں کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اسی آیت شریفہ کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ جب نماز کو کھڑے ہوتے تھے تو کسی طرف توجہ نہیں کرتے تھے بلکہ نماز کی طرف متوجہ رہتے تھے۔ اپنی نگاہوں کو سجدہ کی جگہ رکھتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ حق تعالیٰ شانہ ان کی طرف متوجہ ہیں۔ حضرت علیؓ سے کسی نے دریافت کیا کہ خشوع کیا چیز ہے، فرمایا کہ خشوع دل میں ہوتا ہے (یعنی دل سے نماز میں متوجہ رہنا) اور یہ بھی اس میں داخل ہے کہ کسی طرف توجہ نہ کرے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ خشوع کرنے والے وہ ہیں جو اللہ سے ڈرنے والے ہیں اور نماز میں سکون سے رہنے والے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ نفاق کے خشوع سے اللہ ہی سے پناہ مانگو، صحابہؓ نے عرض کیا کہ حضور نفاق کا خشوع کیا چیز ہے، ارشاد فرمایا کہ ظاہر میں تو سکون ہو اور دل میں نفاق ہو۔ حضرت ابو الدرداءؓ بھی اسی قسم کا ایک واقعہ نقل فرماتے ہیں جس میں حضورؐ کا ارشاد نقل کیا کہ نفاق کا خشوع یہ ہے کہ ظاہر بدن تو خشوع والا ہو اور دل میں خشوع نہ ہو۔ حضرت قتادہؓ کہتے ہیں کہ دل کا خشوع اللہ کا خوف ہے اور نگاہ کو نیچی رکھنا۔ حضورؐ نے ایک مرتبہ ایک شخص کو دیکھا کہ نماز میں ڈاڑھی پر ہاتھ پھیر رہا ہے، ارشاد فرمایا کہ اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا تو بدن کے سارے اعضاء میں سکون ہوتا۔ حضرت عائشہؓ نے حضورؐ سے ایک مرتبہ دریافت کیا کہ نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنا کیسا ہے، ارشاد فرمایا کہ یہ شیطان کا نماز میں سے اُچک لینا ہے۔ ایک مرتبہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ نماز میں اوپر دیکھتے ہیں وہ اپنی اس حرکت سے باز آجائیں ورنہ نگاہیں اوپر کی اوپر ہی رہ جائیں گی۔ بہت سے صحابہ و تابعین سے نقل کیا گیا ہے کہ خشوع سکون کا نام ہے یعنی نماز نہایت سکون سے پڑھی جائے۔ متعدد احادیث میں حضورؐ کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ نماز ایسی طرح پڑھا کرو گویا یہ آخری نماز ہے، ایسی طرح پڑھو جیسا وہ شخص پڑھتا ہے جس کو یہ گمان ہو کہ اس وقت کے بعد مجھے دوسری نماز کی نوبت ہی نہ آئے گی۔

۔ عن [illegible] بن [illegible] قال [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

لہ درمنثور [illegible]

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِهٖ تَعَالٰى اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ قَالَ مَنْ لَّمْ تَنْهَهُ صَلٰوتُهٗ عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ فَلَا صَلٰوةَ لَهٗ

(اخرجہ ابن ابی حاتم وابن مردویہ کذا فی الدر المنثور)

شانہ کے ارشاد ان الصلوۃ تنہی (بیشک نماز روکتی ہے بے حیائی اور ناشائستہ حرکتوں سے) کے متعلق دریافت کیا تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کی نماز ایسی نہ ہو کہ اس کو بے حیائی اور ناشائستہ حرکتوں سے نہ روکے وہ نماز ہی نہیں

ف: بیشک نماز ایسی ہی بڑی دولت ہے اور اس کو اپنی اصلی حالت پر پڑھنے کا یہی ثمرہ ہے کہ وہ ایسی نامناسب باتوں سے روک دے، اگر یہ بات پیدا نہیں ہوئی تو نماز کے کمال میں کمی ہے۔ بہت سی حدیثوں میں یہ مضمون وارد ہوا ہے حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نماز میں گناہوں سے روک ہے اور گناہوں سے ہٹانا ہے۔ حضرت ابو العالیہؒ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ شانہ کے ارشاد ان الصلوۃ تنہی کا مطلب یہ ہے کہ نماز میں تین چیزیں ہوتی ہیں اخلاص، اللہ کا خوف، اللہ کا ذکر، جس نماز میں یہ چیزیں نہیں وہ نماز ہی نہیں۔ اخلاص نیک کاموں کا حکم کرتا ہے اور اللہ کا خوف بری باتوں سے روکتا ہے اور اللہ کا ذکر قرآن پاک ہے جو مستقل طور پر اچھی باتوں کا حکم کرتا ہے اور بری باتوں سے روکتا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ جو نماز بری باتوں سے اور نامناسب حرکتوں سے نہ روکے وہ نماز بجائے اللہ کے قرب کے اللہ سے دوری پیدا کرتی ہے۔ حضرت حسنؓ بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی نقل کرتے ہیں کہ جس شخص کی نماز اس کو بری باتوں سے نہ روکے وہ نماز ہی نہیں۔ اس نماز کی وجہ سے اللہ سے دوری پیدا ہوتی ہے۔ حضرت ابن عمرؓ نے بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی مضمون نقل کیا ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو نماز کا کہنا نہ مانے اس کی نماز ہی نہیں اور نماز کا کہنا ماننا یہ ہے کہ بے حیائی اور بری باتوں سے رکے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ فلاں شخص رات کو نماز پڑھتا رہتا ہے اور جب صبح ہوتی ہے تو چوری کرتا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اس کی نماز اس کو اس فعل سے عنقریب ہی روک دے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص بری

باتوں میں مشغول ہو تو اس کو اتنے درجے نماز میں مشغول ہونا چاہیے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
توفیق عطا فرمائیں۔

[illegible]
[illegible]
[illegible]
ومسلم والترمذی وابن ماجہ کذا
فی الدر المنثور وفیہ ایضًا عن
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
الَّا نَاسِيًا حَتّٰى يَمُوْتَ

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
مؤدب، اس آیت میں رکوع بھی داخل ہے
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ میں سے
[illegible]
ڈرتا تھا اس بات سے کہ ادھر ادھر دیکھے یا سجدہ
[illegible]
[illegible]
[illegible]
بھول کے خیال آگیا ہو تو دوسری بات ہے۔

[illegible]
[illegible]

اس کا موقع ہے۔ خدا کی قسم حضورؐ جیسا شفیق استاذ میں نے نہ پہلے دیکھا نہ بعد میں۔

دوسری تفسیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ قٰنِتِیْنَ کے معنی خٰشِعِیْنَ کے ہیں یعنی خشوع سے نماز پڑھنے والے، اسی کے موافق مجاہد نقل کرتے ہیں جو اوپر ذکر کیا گیا کہ یہ سب چیزیں خشوع میں داخل ہیں یعنی لمبی لمبی رکعات کا ہونا، خشوع سے پڑھنا، نگاہ کو نیچی رکھنا، اللہ تعالیٰ سے ڈرنا۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ابتدا میں حضور اقدسؐ رات کو جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو خود کو رسی سے باندھ لیا کرتے تھے کہ نیند کے غلبہ سے گر نہ جائیں۔ اس پر طٰهٰ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰی نازل ہوئی اور یہ مضمون تو کئی حدیثوں میں آیا ہے کہ حضورؐ اتنی طویل رکعت کیا کرتے تھے کہ کھڑے کھڑے پاؤں پر ورم آجاتا تھا۔ گو ہم جیسے لوگوں پر شفقت کی وجہ سے حضورؐ نے یہ ارشاد فرمادیا کہ جتنا تحمل اور نباہ ہو سکے اتنی مشقت کرنا چاہیے ایسا نہ ہو کہ تحمل سے زیادہ بار اٹھانے کی وجہ سے بالکل ہی جاتا رہے۔ چنانچہ ایک صحابی عورت نے بھی اسی طرح رسی میں اپنے کو باندھنا شروع کیا تو حضورؐ نے منع فرمادیا۔ مگر اتنی بات ضرور ہے کہ جس حد تک تحمل ہو نماز میں [illegible] بہتر اور نشاط ہو۔ آخر حضورؐ کی اتنی لمبی نماز پڑھنا کہ پاؤں مبارک پر ورم آجاتا تھا کوئی بات تو تھی۔ صحابہؓ نے عرض بھی کیا کہ سورۂ فتح میں آپ کی مغفرت کا وعدہ، حق تعالیٰ نے فرمادیا ہے۔ تو حضورؐ ارشاد فرماتے کہ پھر میں شکر گزار بندہ کیوں نہ بنوں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب حضور اقدسؐ نماز پڑھتے تھے تو آپ کے سینۂ مبارک سے رونے کی وجہ سے ایسی مسلسل آواز آتی تھی جیسا کہ چکی کی آواز ہوتی ہے۔ ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ ایسی آواز ہوتی تھی جیسا کہ ہنڈیا کے پکنے کی آواز ہوتی ہے[1]۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بدر کی لڑائی میں میں نے حضورؐ کو دیکھا کہ ایک درخت کے نیچے نماز پڑھ رہے تھے اور رو رہے تھے کہ اسی حالت میں صبح فرمادی۔ متعدد حدیثوں میں یہ ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ چند آدمیوں سے بہت خوش ہوتے ہیں منجملہ ان کے وہ شخص ہے جو سردی کی رات میں نرم بستر پر لحاف میں لپٹا ہوا ہو اور حسین بیوی پاس ہو اور پھر تہجد کے لیے اٹھے اور نماز میں مشغول ہو جائے۔

---

[1] ترغیب

تو اللہ جل شانہ اس شخص سے بہت ہی خوش ہوتے ہیں تعجب فرماتے ہیں باوجود غائب ہونے کے فرشتوں سے فخر کے طور پر دریافت فرماتے ہیں کہ اس بندہ کو کس بات نے مجبور کیا کہ اس طرح کھڑا ہو گیا۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ آپ کے لطف و عطیہ کی امید نے اور آپ کے عذاب کے خوف نے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اچھا جس چیز کی اس نے مجھ سے امید کی وہ میں نے عطا کی اور جس چیز کا اس کو خوف ہے اس سے امن بخشا۔ حضور کا ارشاد ہے کہ کسی بندہ کو کوئی عطا اللہ کی طرف سے اس سے بہتر نہیں دی گئی کہ اس کو دو رکعت نماز کی توفیق عطا ہو جائے۔

قرآن و حدیث میں کثرت سے وارد ہوا ہے کہ فرشتے ہر وقت عبادت میں مشغول ہیں۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ ایک جماعت ان کی ایسی ہے جو قیامت تک رکوع ہی میں رہے گی اور ایک جماعت اسی طرح ہر وقت سجدہ میں مشغول رہتی ہے اور ایک جماعت اسی طرح کھڑی رہتی ہے۔ حق تعالیٰ شانہ نے مومن کے لیے یہ اکرام فرمایا کہ ان سب چیزوں کا مجموعہ اس کو دو رکعت نماز میں عطا فرما دیا تاکہ فرشتوں کی ہر عبادت سے اس کو حصہ مل جائے اور نماز میں قرآن شریف کی تلاوت ان کی عبادتوں پر اضافہ ہے اور جب یہ فرشتوں کی عبادات کا مجموعہ ہے تو فرشتوں کی سی صفات سے اس میں لطف میسر ہو سکتا ہے۔ اسی وجہ سے حضور رہتے ہیں کہ نماز کے لیے اچھے درجہ [illegible] کو [illegible] طالب [illegible] ساتھ [illegible] بہت [illegible] زیادہ [illegible] اس سے الگ [illegible] ہے۔

علماء نے لکھا ہے کہ نماز میں بارہ ہزار چیزیں ہیں جن کو اللہ جل شانہ نے بارہ چیزوں میں منحصر فرمایا ہے [illegible] کی رعایت ضروری ہے تاکہ نماز کامل ہو [illegible] حضور کا ارشاد ہے کہ علم کے ساتھ تھوڑا سا عمل جہالت کے ساتھ بہت سے عمل سے افضل ہے۔ دوسرے وضو، تیسرے لباس، چوتھے وقت، پانچویں قبلہ کی طرف منہ کرنا، چھٹے نیت، ساتویں تکبیر تحریمہ، آٹھویں قیام، نویں قرأت، دسویں رکوع، گیارہویں سجدہ، بارہویں [illegible]

رکوع، سجدہ، قعدہ، اور ان سب کی تکمیل خشوع کے ساتھ ہے۔ پھر ان بارہ کے تین تین جزو ہیں۔ اول علم کے تین جزو یہ ہیں کہ فرضوں اور سنتوں کو علیحدہ علیحدہ معلوم کرے، دوسرے یہ معلوم کرے کہ وضو اور نماز میں کتنی چیزیں فرض ہیں کتنی سنت ہیں، تیسرے یہ معلوم کرے کہ شیطان کس کس مکر سے نماز میں رخنہ ڈالتا ہے۔ اس کے بعد وضو کے بھی تین جزو ہیں۔ اول یہ کہ دل کو کینہ اور حسد سے پاک کرے جیسا کہ بدن کو پاک کر رہا ہے، دوسرے اپنے ظاہری اعضاء کو گناہوں سے پاک رکھے، تیسرے وضو کرنے میں نہ اسراف کرے نہ کوتاہی کرے۔ پھر لباس کے بھی تین جزو ہیں۔ اول یہ کہ حلال کمائی کا ہو، دوسرے یہ کہ پاک ہو، تیسرے سنت کے موافق ہو کہ ٹخنے وغیرہ ڈھکے ہوئے نہ ہوں، تکبر اور بڑائی کے طور پر نہ پہنا ہو۔ پھر وقت میں بھی تین چیزوں کی رعایت ضروری ہے۔ اول یہ کہ دھوپ ستاروں وغیرہ کی خبر گیری رکھے تاکہ اوقات صحیح معلوم ہو سکیں (اور آج کل اس کے قائم مقام گھڑیاں ہیں) دوسرے اذان کی خبر رکھے، تیسرے دل سے ہر وقت نماز کے وقت کا خیال رکھے کہیں ایسا نہ ہو کہ وقت گذر جائے پتہ نہ چلے۔ پھر قبلہ کی طرف منہ کرنے میں بھی تین چیزوں کی رعایت رکھے۔ اول یہ کہ ظاہری بدن سے ادھر متوجہ ہو، دوسرے یہ کہ دل سے اللہ کی طرف توجہ رکھے کہ دل کا کعبہ وہی ہے، تیسرے مالک کے سامنے جس طرح ہمہ تن متوجہ ہونا چاہئے اس طرح متوجہ ہو۔ پھر نیت بھی تین چیزوں کی محتاج ہے۔ اول یہ کہ کون سی نماز پڑھ رہا ہے، دوسرے یہ کہ اللہ کے سامنے کھڑا ہے اور وہ دیکھ رہا ہے، تیسرے یہ کہ وہ دل کی حالت کو بھی دیکھ رہا ہے۔ پھر تکبیر تحریمہ کے وقت بھی تین چیزوں کی رعایت ضروری ہے۔ اول یہ کہ لفظ صحیح ہوں، دوسرے ہاتھوں کو کانوں تک اٹھائے (گویا اشارہ ہے کہ اللہ کے سوا سب چیزوں کو پیچھے پھینک دیا) تیسرے یہ کہ اللہ اکبر کہتے ہوئے دل بھی حاضر ہو اور اللہ کی بڑائی دل میں ہو۔ پھر قیام میں بھی تین چیزیں ہیں۔ اول یہ کہ نگاہ سجدہ کی جگہ رہے، دوسرے دل سے اللہ کے سامنے کھڑا ہونے کا خیال رہے، تیسرے کسی دوسری طرف متوجہ نہ ہو۔ کہتے ہیں کہ نماز میں ادھر ادھر متوجہ ہونے والے کی مثال ایسی ہے جیسا کہ کوئی شخص بڑی مشقت سے حاجب وغیرہ کی خوشامد کر کے بادشاہ کے حضور میں پہنچے اور جب رسائی ہو

اور بادشاہ کی طرف متوجہ ہو کر وہ ادھر ادھر دیکھے تو ایسی صورت میں بادشاہ اس کی طرف کیا توجہ کرے گا۔ پھر قرأت میں بھی تین چیزوں کی رعایت کرے، اول یہ کہ ترتیل سے پڑھے، دوسرے یہ کہ معنی پر غور کرے، تیسرے جو پڑھے اس پر عمل کرے۔ پھر رکوع میں بھی تین چیزیں ہیں، اول یہ کہ رکوع میں بالکل سیدھا رہے، نہ نیچا رہے نہ اونچا رہے، یعنی سر اور کمر اور سرین تینوں چیزیں برابر رہیں، دوسرے ہاتھوں کی انگلیاں کھول کر گھٹنوں پر رکھے، تیسرے تسبیح کو عظمت و وقار سے پڑھے۔ پھر سجدہ میں بھی تین چیزوں کی رعایت کرے، اول یہ کہ ہاتھ سجدہ میں کانوں کے برابر رہیں، دوسرے کہنیاں کھلی رہیں، تیسرے تسبیح کو عظمت سے پڑھے۔ پھر بیٹھنے میں بھی تین چیزوں کی رعایت کرے، اول یہ کہ بایاں پاؤں کھڑا کرے اور بائیں پر بیٹھے، دوسرے یہ کہ عظمت کے ساتھ معنی کی رعایت کرکے تشہد پڑھے کہ اس میں حضور پر سلام ہے، مومنین کے لیے دعا ہے، پھر فرشتوں پر اور دائیں بائیں جانب جو لوگ ہیں ان پر سلام کی نیت کرے۔ پھر ختم نماز میں بھی تین چیزیں ہیں، اول یہ کہ نماز سے صرف اللہ کی خوشنودی مقصود ہو، دوسرے یہ سمجھے کہ معلوم نہیں قبول ہوئی یا نہیں، تیسرے اس پر ثواب کی امید رکھے۔

حقیقت میں نماز بڑی خیر اور بڑی برکت کی چیز ہے، اس کا ہر ذکر بہت سی خوبیوں کو لیے ہوئے ہے۔ ایک سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ ہی کو دیکھ لیجیے جو سب سے پہلی ثنا ہے، کتنے فضائل پر حاوی ہے۔ سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ، اے اللہ میں تیری پاکی بیان کرتا ہوں کہ تو ہر عیب سے پاک ہے، ہر برائی سے دور ہے۔ وَبِحَمْدِكَ، جتنی تعریف کی باتیں اور جتنے کمالات کی چیزیں ہیں وہ سب تیرے لیے ثابت ہیں اور تیرے ہی لیے زیبا ہیں۔ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ، تیرا نام بابرکت ہے اور ایسا بابرکت ہے کہ جس چیز پر تیرا نام لیا جائے وہ بھی بابرکت ہو جاتی ہے۔ وَتَعَالٰى جَدُّكَ، تیری شان بہت بلند ہے، تیری عظمت سب سے بالا تر ہے۔ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، نہ کوئی ذات پرستش کے لائق کبھی ہوئی نہ ہے۔ اسی طرح رکوع میں سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْعَظِيْمِ میں عظمت الٰہی کا اقرار ہے، سجدہ میں سب سے بلند ذات کے سامنے اپنی عاجزی اور بے چارگی کا اظہار ہے، اگر وہاں خلوص و

زندگی کی عادت ہے۔ جب اس میں بندگی اور فرمانبرداری کا اقرار ہے تو اس کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا ہے۔ رکوع میں عظمت اور بندگی کو پیش نظر رکھ کر سر جھکانا ہے اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ پڑھا جاتا ہے جو اس کی عظمت کا اقرار ہے کہ ہر قسم کی عظمت اسی کو ہے اور بندگی اُن کے سامنے ہے مگر سر نگوں ہوں۔ اسی طرح سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پڑھا جاتا ہے کہ جو اللہ کی عظمت و بلندی کا اقرار ہے اور اس بلندی کے ساتھ ہر بڑائی و عیب سے پاکی کا اقرار ہے۔ پھر سر اس کے سامنے ڈال دینا ہے جو ہمارے اعضاء میں اشرف شمار کیا جاتا ہے اور اس میں محبوب ترین چیزیں آنکھ، کان، ناک، زبان ہیں گویا اس کا اقرار ہے کہ میری یہ سب اشرف و محبوب چیزیں تیرے حضور میں حاضر اور تیرے سامنے زمین پر پڑی ہوئی ہیں اس امید پر کہ تو اپنا فضل فرمائے اور رحم کرے اور اس عاجزی کا پہلا ادب ہاتھ باندھ کر مؤدب کھڑے ہونے سے ہے پھر اس پر ترقی اس کے سامنے جھک جانا ہے پھر اس پر ترقی اس کے سامنے زمین پر ناک رگڑنے اور دوزانو بیٹھنے میں ہے اسی طرح ... ہے اور اسی پر ہے کہ اللہ کی بلند شان ہے جو ہر قسم کی عبادت و عاجزی کو ... ہے حق تعالیٰ شانہٗ اپنے لطف سے مجھے اور سب مسلمانوں کو اس کی پہچان نصیب فرمائے۔

ترغیب ... میں لکھا ہے ... کہ زین العابدینؒ جب نماز کو کھڑے ہوتے تھے تو کانپ جاتے تھے۔ حضرت حسنؓ جب وضو فرماتے تو چہرہ کا رنگ متغیر ہو جاتا کسی نے پوچھا تو ارشاد فرمایا کہ ایک بڑے جبار بادشاہ کے حضور میں کھڑے ہونے کا وقت آ گیا ہے پھر جب مسجد میں تشریف لے جاتے تو مسجد کے دروازہ پر کھڑے ہو کر یہ فرماتے اِلٰہِیْ عَبْدُکَ بِبَابِکَ یَا مُحْسِنُ قَدْ اَتَاکَ الْمُسِیْءُ وَقَدْ اَمَرْتَ الْمُحْسِنَ مِنَّا اَنْ یَّتَجَاوَزَ عَنِ الْمُسِیْءِ فَاَنْتَ الْمُحْسِنُ وَاَنَا الْمُسِیْءُ فَتَجَاوَزْ عَنْ قَبِیْحِ مَا عِنْدِیْ بِجَمِیْلِ مَا عِنْدَکَ یَا کَرِیْمُ
ترجمہ: اے اللہ تیرا بندہ تیرے دروازہ پر حاضر ہے اے احسان کرنے والے برائی کرنے والا بدعمل تیرے پاس حاضر ہے تو نے ہم لوگوں کو یہ حکم فرمایا ہے کہ

بُروں سے درگزر کریں تو اچھائی والا ہے اور میں بدکار ہوں اے کریم میری برائیوں سے اُن خوبیوں کی بدولت جن کا تو مالک ہے درگزر فرما۔ اس کے بعد مسجد میں داخل ہوتے۔

حضرت زین العابدینؒ روزانہ ایک ہزار رکعت پڑھتے تھے، تہجد کبھی سفر یا حضر میں ناغہ نہیں ہوا۔ جب وضو کرتے تو چہرہ زرد ہو جاتا اور جب نماز کو کھڑے ہوتے تو بدن پر لرزہ آ جاتا۔ کسی نے دریافت کیا تو فرمایا کیا تمہیں خبر نہیں کہ کس کے سامنے کھڑا ہوتا ہوں۔ ایک مرتبہ نماز پڑھ رہے تھے کہ گھر میں آگ لگ گئی یہ نماز میں مشغول رہے۔ لوگوں نے عرض کیا تو فرمایا کہ دنیا کی آگ سے آخرت کی آگ نے غافل رکھا۔ آپ کا ارشاد ہے کہ تکبر کرنے والے پر تعجب ہے کہ کل تک ناپاک نطفہ تھا اور کل کو مردار ہو جائے گا پھر تکبر کرتا ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ تعجب ہے کہ لوگ فنا ہونے والے گھر کے لیے تو فکر کرتے ہیں ہمیشہ رہنے والے گھر کی فکر نہیں کرتے۔ آپ کا معمول تھا کہ رات کو چھپ کر صدقہ کیا کرتے تھے، لوگوں کو یہ خبر بھی نہ ہوتی کہ کس نے دیا۔ جب آپ کا انتقال ہوا تو سو گھرانے ایسے نکلے جن کا گذارہ آپ کی اعانت پر تھا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے متعلق نقل کیا گیا ہے کہ جب نماز کا وقت آتا تو چہرہ کا رنگ بدل جاتا، بدن پر کپکپی آ جاتی۔ کسی نے پوچھا تو ارشاد فرمایا کہ اس امانت کے ادا کرنے کا وقت ہے جس کو آسمان و زمین نہ اٹھا سکے، پہاڑ اس کے اٹھانے سے عاجز ہو گئے میں نہیں کہہ سکتا کہ میں اس کو پورا کر سکوں گا یا نہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ جب اذان کی آواز سنتے تو اس قدر روتے کہ چادر تر ہو جاتی، رگیں پھول جاتیں، آنکھیں سرخ ہو جاتیں۔ کسی نے عرض کیا کہ ہم تو اذان سنتے ہیں تو کچھ بھی اثر نہیں ہوتا، آپ اس قدر گھبراتے ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ اگر لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ مؤذن کیا کہتا ہے تو راحت و آرام سے محروم ہو جائیں اور نیند اڑ جائے۔ اس کے بعد اذان کے ہر جملہ کی تنبیہ کو مفصل ذکر فرمایا۔

ایک شخص نقل کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ذوالنون مصریؒ کے پیچھے عصر کی نماز پڑھی جب انہوں نے اللہ اکبر کہا تو لفظ اللہ کے وقت ان پر جلال کا ایسا غلبہ تھا گویا ان

[illegible]

کے بدن میں روح نہیں رہی بالکل مبہوت سے ہو گئے اور جب اللہ اکبر زبان سے کہا تو میرا دل ان کی اس تکبیر کی ہیبت سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا

حضرت اویس قرنیؒ مشہور بزرگ اور افضل ترین تابعی ہیں بعض مرتبہ رکوع کرتے اور تمام رات اسی حالت میں گذار دیتے کبھی سجدہ میں یہی حالت ہوتی کہ تمام رات ایک ہی سجدہ میں گذار دیتے[1]

عصامؒ نے حضرت حاتم زاہد بلخیؒ سے پوچھا کہ آپ نماز کس طرح پڑھتے ہیں، فرمایا کہ جب نماز کا وقت آتا ہے اول نہایت اطمینان سے اچھی طرح وضو کرتا ہوں پھر اس جگہ پہنچتا ہوں جہاں نماز پڑھنا ہے اور اول نہایت اطمینان سے کھڑا ہوتا ہوں گویا کعبہ میرے منہ کے سامنے ہے اور میرا پاؤں پل صراط پر ہے، داہنی طرف جنت ہے بائیں طرف دوزخ ہے موت کا فرشتہ میرے سر پر ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ میری آخری نماز ہے پھر کوئی نماز شاید میسر نہ ہو اور میرے دل کی حالت کو اللہ ہی جانتا ہے۔ اس کے بعد نہایت عاجزی کے ساتھ اللہ اکبر کہتا ہوں پھر معنی کو سوچ کر قرآن پڑھتا ہوں تواضع کے ساتھ رکوع کرتا ہوں عاجزی کے ساتھ سجدہ کرتا ہوں اور اطمینان سے نماز پوری کرتا ہوں اس طرح کہ اللہ کی رحمت سے اس کے قبول ہونے کی امید رکھتا ہوں اور اپنے اعمال سے مردود ہو جانے کا خوف کرتا ہوں۔ عصامؒ نے پوچھا کہ کتنی مدت سے آپ ایسی نماز پڑھتے ہیں، حاتمؒ نے کہا تیس برس سے۔ عصامؒ رونے لگے کہ مجھے ایک بھی نماز ایسی نصیب نہ ہوئی۔

کہتے ہیں کہ حاتمؒ کی ایک مرتبہ جماعت فوت ہو گئی جس کا بے حد اثر تھا، ایک دو ملنے والوں نے تعزیت کی، اس پر رونے لگے اور یہ فرمایا کہ اگر میرا ایک بیٹا مر جاتا تو آدھا بلخ تعزیت کرتا۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ دس ہزار آدمیوں سے زیادہ تعزیت کرتے، جماعت کے فوت ہونے پر ایک دو آدمیوں نے تعزیت کی، یہ صرف اس وجہ سے کہ دین کی مصیبت لوگوں کی نگاہ میں دنیا کی مصیبت سے ہلکی ہے۔

حضرت سعید بن مسیبؒ کہتے ہیں کہ بیس برس کے عرصہ میں کبھی ایسا نہیں ہوا

---

[1] نزہۃ البساتین

کہ اذان ہوئی ہو اور میں مسجد میں پہلے سے موجود نہ ہوں۔ محمد بن واسع کہتے ہیں کہ مجھے دنیا میں صرف تین چیزیں چاہئیں۔ ایک ایسا دوست ہو جو میری لغزشوں پر متنبہ کرتا رہے، ایک بقدر زندگی روزی جس میں کوئی جھگڑا نہ ہو، ایک جماعت کی نماز ایسی کہ اس میں جو کوتاہی ہو وہ تو معاف ہو جائے اور جو ثواب ہو وہ مجھے مل جائے، حضرت ابوعبیدہ بن الجراح نے ایک مرتبہ نماز پڑھائی نماز کے بعد فرمانے لگے کہ شیطان نے اس وقت مجھ پر ایک حملہ کیا میرے دل میں یہ خیال آیا کہ میں افضل ہوں اس لئے کہ نفس کو مارنا پڑا تھا آئندہ کبھی نماز نہیں پڑھاؤں گا میمون بن مہران ایک مرتبہ مسجد میں تشریف لے گئے، تو جماعت ہو چکی تھی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اور فرمایا کہ جماعت کی فضیلت مجھے عراق کی سلطنت سے بھی زیادہ محبوب تھی۔

کہتے ہیں کہ ان حضرات کرام میں سے جس کی تکبیر اولیٰ فوت ہو جاتی تین دن تک اس کا رنج کرتے تھے اور جس کی جماعت جاتی رہتی، سات دن تک اس کا افسوس کرتے تھے۔

بکر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ اگر تو اپنے مالک اپنے مولیٰ سے بلا واسطہ بات کرنا چاہے جب چاہے کر سکتا ہے کسی نے پوچھا کہ اس کی کیا صورت ہے فرمایا کہ اچھی طرح وضو کر اور نماز کی نیت باندھ لے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ ہم سے باتیں کرتے تھے اور ہم حضورؐ سے باتیں کرتے تھے لیکن جب نماز کا وقت آجاتا تو ایسے ہو جاتے گویا ہم کو پہچانتے ہی نہیں اور ہمہ تن اللہ کی طرف مشغول ہو جاتے تھے سعید تنوخیؒ جب تک نماز پڑھتے رہتے آنسوؤں کی لڑی رخساروں پر جاری رہتی خلف بن ایوب سے کسی نے پوچھا کہ یہ مکھیاں تم کو نماز میں دق نہیں کرتیں، کہنے لگے کہ بچپن سے کسی ایسی چیز کا عادی نہیں بنتا جس سے نماز میں نقصان آئے، یہ بدکار لوگ حکومت کے کوڑوں کو برداشت کرتے ہیں محض اس بات کی وجہ سے کہ لوگ کہیں گے کہ بڑا متحمل مزاج ہے اور پھر اس پر فخر کرتے ہیں میں اپنے مالک کے سامنے کھڑا ہوں اور ایک مکھی کی وجہ سے حرکت کرنے لگوں۔

بہجۃ النفوس میں لکھا ہے کہ ایک صحابی رات کو نماز پڑھ رہے تھے ایک چور آیا اور گھوڑا کھول کر لے گیا، لے جاتے ہوئے پر بھی نظر پڑ گئی مگر نماز نہ توڑی بعد میں کسی نے کہا بھی کہ آپ نے پکڑ نہ لیا، فرمایا جس چیز میں مشغول تھا وہ اس سے بہت اونچی تھی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قصہ مشہور ہے کہ جب لڑائی میں ان کو تیر لگ جاتے تو وہ نماز ہی میں نکالے جاتے چنانچہ ایک مرتبہ ران میں ایک تیر گھس گیا، لوگوں نے نکالنے کی کوشش کی نہ نکل سکا، آپس میں مشورہ کیا کہ جب یہ نماز میں مشغول ہوں اس وقت نکالا جائے آپ نے جب نفلیں شروع کیں اور سجدہ میں گئے تو ان لوگوں نے اس کو زور سے کھینچ لیا، جب نماز سے فارغ ہوئے تو آس پاس مجمع دیکھا، فرمایا کیا تم تیر نکالنے کے واسطے آئے ہو، لوگوں نے عرض کیا کہ وہ تو ہم نے نکال بھی لیا، آپ نے فرمایا مجھے خبر ہی نہیں ہوئی۔

مسلم بن یسار جب نماز پڑھتے تو گھر والوں سے کہہ دیتے کہ تم باتیں کرتے رہو مجھے تمہاری باتوں کا پتہ بھی نہیں چلے گا۔ ربیع کہتے ہیں کہ میں جب نماز میں کھڑا ہوتا ہوں مجھ پر اس کا فکر مسلط ہو جاتا ہے کہ مجھ سے کیا کیا سوال و جواب ہوگا۔ عامر بن عبداللہ جب نماز پڑھتے تو گھر کی باتوں کی تو کیا خبر ہوتی ڈھول کی آواز کا بھی پتہ نہ چلتا تھا کسی نے ان سے پوچھا کہ تمہیں نماز میں کسی چیز کی خبر بھی ہوتی ہے فرمایا ہاں مجھے اس کی خبر ہوتی ہے کہ ایک دن اللہ کے سامنے کھڑا ہونا ہوگا اور دونوں گھروں جنت یا دوزخ میں سے ایک میں جانا ہوگا، انہوں نے پوچھا ہماری باتوں میں سے بھی کسی کی خبر ہوتی ہے؟ فرمایا کہ مجھ میں نیزوں کی بھالیں گھس جائیں یہ زیادہ پسند ہے اس سے کہ مجھے نماز میں تمہاری باتوں کا پتہ چلے، ان کا یہ بھی ارشاد ہے کہ اگر آخرت کا منظر اس وقت میرے سامنے ہو جائے تو میرے یقین میں اضافہ نہ ہو کہ غیب پر ایمان اتنا ہی پختہ ہے جتنا مشاہدہ پر ہوتا ہے، ایک صاحب کا کوئی عضو خراب ہو گیا تھا جس کے سبب سے کاٹنے کی ضرورت تھی، لوگوں نے تجویز کیا کہ جب یہ نماز کی نیت باندھیں اس وقت کاٹنا چاہیے، ان کو پتہ بھی نہ چلے گا، چنانچہ نماز پڑھتے ہوئے اس عضو کو کاٹ دیا گیا۔ ایک صاحب سے پوچھا گیا کہ تمہیں نماز میں دنیا کا بھی خیال آجاتا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ نماز میں آتا ہے نہ غیر نماز میں، ایک اور صاحب کا قصہ لکھا ہے کہ ان

سے کسی نے دریافت کیا کہ تمہیں نماز میں کوئی چیز یاد آجاتی ہے انہوں نے فرمایا کہ نماز سے زیادہ کوئی محبوب چیز ہے جو نماز میں یاد آئے۔

بہجۃ النفوس میں لکھا ہے کہ ایک بزرگ کی خدمت میں ایک شخص ملنے کے لیے آیا، وہ ظہر کی نماز میں مشغول تھے وہ انتظار میں بیٹھ گیا، جب نماز سے فارغ ہو چکے تو نفلوں میں مشغول ہو گئے اور عصر تک نفلیں پڑھتے رہے یہ انتظار میں بیٹھا رہا، نفلوں سے فارغ ہوئے تو عصر کی نماز شروع کر دی اور اس سے فارغ ہو کر دعا میں مشغول ہو گئے اور مغرب تک مشغول رہے پھر مغرب کی نماز پڑھی اور نفلیں شروع کر دیں، عشاء تک اسی میں مشغول رہے، یہ بے چارہ منتظر بیٹھا رہا، عشاء کی نماز پڑھ کر پھر نفلوں کی نیت باندھ لی اور صبح تک اسی میں مشغول رہے، یہ بے چارہ منتظر بیٹھا رہا پھر صبح کی نماز پڑھی اور ذکر شروع کر دیا اور وظیفہ پڑھتے رہے اسی میں مصلے پر بیٹھے بیٹھے آنکھ جھپک گئی تو فوراً آنکھوں کو ملتے ہوئے اٹھے، استغفار و توبہ کرنے لگے اور یہ دعا پڑھی اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ عَیْنٍ لَا تَشْبَعُ مِنَ النَّوْمِ۔ اللہ ہی سے پناہ مانگتا ہوں ایسی آنکھ سے جو نیند سے بھرتی ہی نہیں۔

ایک صاحب کا قصہ لکھا ہے کہ وہ رات کو سوتے نہیں تھے اور کوشش کرتے رہتے اس لئے کہ جب نیند آتی تو اٹھ کر نماز میں مشغول ہو جاتے اور عرض کرتے یا اللہ تو جانتا ہے کہ جہنم کی آگ کے خوف نے میری نیند اڑا دی اور یہ کہہ کر صبح تک نماز میں مشغول رہتے۔

بزرگوں کی راتیں سب کی سب اضطراب اور شوق و اشتیاق ہی میں نماز پڑھتے گذرتی تھیں، اللہ والوں کے واقعات اس کثرت سے ہیں کہ ان کا احاطہ ممکن نہیں، ہم لوگ ان کی ہمت سے اتنے دور ہو گئے ہیں کہ ان واقعات کی صحت میں بھی تردد ہونے لگا، لیکن اول تو جس کثرت اور تواتر سے یہ واقعات نقل کئے گئے ہیں ان کی تردید سے ساری تاریخ سے اعتماد اٹھ جاتا ہے کہ حقیقت نقل ہی سے ثابت ہوتی ہے جب وہ مشتبہ ہو گئی تو پھر آنکھوں سے اب بھی ایسے لوگوں کو دیکھتے ہیں جو مشقتیں اور تہجد میں ساری رات گذار دیتے کو کچھ نہ سمجھتے ہوں گے مگر ہو جاتا ہے نیند ستانی ہے۔ بہرحال وجہ تو یہی ہے معلوم کی تنگی

کا یقین کرنے کے باوجود ان عبادات کی لذتوں کا انکار کریں حالانکہ عبادات میں اللہ جل شانہٗ کی طرف سے بڑی قوت عطا ہوتی ہے۔ ہمارے اس تردد کی وجہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ ہم ان لذتوں سے ناآشنا ہیں ورنہ بادشاہت کی لذتوں سے ناواقف ہوتا ہے حق تعالیٰ شانہٗ اس لذت تک پہنچا دیں تو زہے نصیب۔

آخری گزارش

صوفیہ نے لکھا ہے کہ نماز حقیقت میں اللہ جل شانہٗ کے ساتھ مناجات کرنا اور ہمکلام ہونا ہے جو غفلت کے ساتھ ہو ہی نہیں سکتا۔ نماز کے علاوہ اور عبادتیں غفلت سے بھی ہو سکتی ہیں مثلاً زکوٰۃ ہے کہ اس کی حقیقت مال کا خرچ کرنا ہے یہ خود ہی نفس کو اتنا شاق ہے کہ اگر غفلت کے ساتھ ہو تب بھی نفس کو شاق گزرے گا۔ اسی طرح روزہ دن بھر کا بھوکا پیاسا رہنا صحبت کی لذت سے رکنا کہ یہ سب چیزیں نفس کو مغلوب کرنے والی ہیں غفلت سے بھی متحقق ہوں تو نفس کی شدت و تیزی پر اثر پڑے گا۔ لیکن نماز کا معظم ذکر ہے، قراءت قرآن ہے۔ یہ چیزیں اگر غفلت کی حالت میں ہوں تو مناجات یا کلام نہیں ہیں ایسی ہی ہیں جیسے کہ بخار کی حالت میں ہذیان اور بکواس ہوتی ہے کہ جو چیز دل میں ہوتی ہے وہ زبان پر ایسے اوقات میں جاری ہو جاتی ہے نہ اس میں کوئی مشقت ہوتی ہے نہ کوئی نفع اسی طرح چونکہ نماز کی عادت پڑ گئی ہے اس لئے اگر توجہ نہ ہو تو عادت کے موافق بے سوچے سمجھے زبان سے الفاظ نکلتے رہیں گے جیسا کہ سونے کی حالت میں اکثر باتیں زبان سے نکلتی ہیں کہ نہ سننے والا اس کو اپنے سے کلام سمجھتا ہے نہ اس کا کوئی فائدہ ہے۔ اسی طرح حق تعالیٰ شانہٗ بھی ایسی نماز کی طرف التفات اور توجہ نہیں فرماتے جو بلا ارادہ کے ہو۔ اس لئے نہایت اہم ہے کہ نماز اپنی وسعت و ہمت کے موافق پوری توجہ سے پڑھی جائے۔ لیکن یہ امر نہایت ضروری ہے کہ اگر یہ حالت اور کیفیات جو پچھلوں کی معلوم ہوئی ہیں حاصل نہ بھی ہوں تب بھی نماز جس طرح سے بھی ممکن ہو ضرور پڑھی جائے۔ یہ بھی شیطان کا ایک سخت ترین مکر ہوتا ہے وہ یہ سمجھائے کہ بری طرح پڑھنے سے تو نہ پڑھنا ہی اچھا ہے۔ یہ غلط ہے نہ پڑھنے سے بری طرح

نماز کی ضرورت ہے، اس لئے کہ نہ پڑھنے کا جو عذاب ہے وہ نہایت ہی سخت ہے حتیٰ کہ علماء کی ایک جماعت نے اس شخص کے کفر کا فتویٰ دیا ہے جو جان بوجھ کر نماز چھوڑ دے جیسا کہ پہلے باب میں مفصل گزر چکا ہے البتہ اس کی کوشش ضرور ہونا چاہئے کہ نماز کا جو حق ہے وہ اپنے اکابر کے سے طریقہ پر ادا ہو جائے اگر حق تعالیٰ شانہ اپنے لطف سے اس کی توفیق عطا فرمائیں اور بڑے کہتے ہیں کہ اگر ایک ہی نماز ایسی ہو جاوے جو پیش کرنے کے قابل ہو تو خیر یہی بس ہے مرتبہ کی ضرورت ہے۔ حضرات محدثین رضی اللہ عنہم اجمعین کے نزدیک فضائل کی روایات میں توسع ہے اور معمولی ضعف قابل تسامح ہے باقی صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے واقعات تو تاریخی حیثیت رکھتے ہی ہیں اور ظاہر ہے کہ تاریخ کا درجہ حدیث سے بہت نیچے ہے۔ وَمَا تَوْفِيْقِيْ إِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيْبُ رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَّسِيْنَا أَوْ أَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ. وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِ الْأَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَأَتْبَاعِهِمْ وَحَمَلَةِ الدِّيْنِ الْمَتِيْنِ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

زکریا عفی عنہ کاندھلوی

شب دوشنبہ ۷ محرم سنہ ۱۳۵۸ھ

دعائے خیر کا متمنی خواجہ محمد اسلام

ان کتب کے علاوہ ہر قسم کی کتابیں منگوا سکتے ہیں
کتابیں منگوانے کے لیے پتہ صاف اور خوشخط لکھیں

راہ سنت	از مولانا [illegible] صاحب	[illegible]	از مولانا [illegible] صاحب
بہشتی زیور	از مولانا اشرف علی تھانوی	[illegible]	〃
بہشتی زیور مدلل	〃	[illegible]	
[illegible]	از [illegible]	[illegible]	از [illegible]
اسوۂ رسول اکرم	از ڈاکٹر محمد عبدالحی	[illegible]	
[illegible]	از [illegible]	[illegible]	از [illegible]
[illegible]	از [illegible]	[illegible]	
[illegible]	از [illegible]	[illegible]	
[illegible]	〃	[illegible]	از [illegible]
[illegible]	از [illegible]	[illegible]	
[illegible]	از [illegible]	[illegible]	
[illegible]		[illegible]	
[illegible]		[illegible]	
[illegible]	از [illegible]	[illegible]	
[illegible]		[illegible]	
[illegible]		[illegible]	
[illegible]		[illegible]	
[illegible]		[illegible]	

پتہ: مکتبہ خلیل لاہور
[illegible] روڈ، [illegible] نمبر ۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فضائل قرآن مجید

مصنفہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب

[illegible]

خواجہ محمد اسلام

فہرست

عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ
خطبۂ کتاب	۴	قرآن پاک کو آگ نہیں جلاتی	۳۰
سبب تالیف	۴	کلام پاک پر عمل کرنیوالے کو دس آدمیوں کی	۳۱
چالیس حدیثیں یاد کرنے کا ثواب	۶	سفارش کا حق ہے	
تلاوت کے ظاہری و باطنی آداب	۸	قرآن پاک کے پڑھنے والے کی مثال مشک	۳۲
حفظ قرآن کی وہ مقدار جو فرض ہے	۱۰	سے بھری ہوئی تھیلی کی طرح ہے	
احادیث	۱۱	جس شخص کے سینہ میں قرآن پاک نہیں وہ ویران گھر کی طرح ہے	۳۳
سب سے بہتر شخص کون ہے	۱۱	قرآن پاک کا نماز میں پڑھنا افضل ہے الخ	۳۳
تلاوت کی برکت اور کلام اللہ کی فضیلت	۱۲	نماز میں تین آیتیں پڑھنے کا ثواب	۳۴
دو، تین اور چار آیات کا ثواب	۱۳	دیکھ کر پڑھنے کا ثواب	۳۵
تلاوت میں مہارت اور اٹکنے پر ثواب ہے	۱۵	زنگ خوردہ دلوں کی جلا تلاوت قرآن پاک	۳۶
دو چیزوں میں حسد جائز ہے	۱۶	اور موت کی یاد ہے	۳۷
تلاوت کرنیوالوں اور نہ کرنیوالوں کی مثال	۱۷	اس امت کا شرف اور فخر قرآن پاک ہے	۳۸
اس کتاب کی وجہ سے قوموں کا عروج وزوال	۱۸	تلاوت قرآن پاک دنیا میں نور آخرت میں ذخیرہ	۳۹
قیامت میں تین چیزیں عرش کے نیچے ہوں گی	۱۹	تلاوت کرنیوالے کے گھر آسمان والوں کو چاند تاروں	۳۹
سال میں دو مرتبہ ختم کرنا قرآن مجید کا حق ہے	۲۰	کی طرح چمکتے معلوم ہوتے ہیں	
تفسیر کیلئے پندرہ علوم میں مہارت ضروری ہے	۲۱	حضرت حسنؓ سے ایک سو چار کتب سماویہ کی تعداد اور ان	۴۰
قرآن پاک کی وجہ سے جنت میں بلند مقام	۲۳	کے مضامین	
قرآن پاک کے ایک حرف پر دس نیکیاں	۲۷	ہر ایک تلاوت کرنیوالوں پر سکینہ اور رحمت کا	۴۲
تلاوت و عمل کرنے والے کے والدین کو سورج	۲۷	نزول اور فرشتوں کا گھیرنا	
سے زیادہ روشن تاج پہنائے جائیں گے		حق تعالیٰ کے پاس لوٹنے والے قرآن پاک کی	

عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ
سے بڑھ کر اور کوئی عمل نہ بڑھا سکیں گے	۴۴	میں سمیٹ لیتا ہے۔	
امام احمد بن حنبلؒ کا خواب	۴۴	تین شخص جو مشک کے ٹیلوں پر ہوں گے	۶۲
درجۂ احسان کے حصول کا طریقہ	۴۴	ایک آیت کا سیکھنا سو رکعت سے بہتر ہے	۶۲
اہل قرآن اہل اللہ ہیں	۴۷	دس آیتیں پڑھنے والا غافلین میں نہیں لکھا جاتا	۶۳
خوش آوازی سے قرآن پاک پڑھنے والے پیغمبر	۴۷	[illegible] پڑھنے والا غافلین میں سے نہیں	۶۳
کی طرف اللہ کی خاص توجہ		[illegible] اللہ ہے	۶۴
قاری کی قراءت کی طرف اللہ کی خاص توجہ	۴۸	خاتمہ	۶۵
حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور ایک گویّے کا قصہ	۴۹	سورۂ فاتحہ ہر بیماری کی دوا ہے۔	۶۶
قرآن پاک کو [illegible] پڑھنے کا حکم اور اس کا ثواب	۴۹	سورۂ فاتحہ دوسری سورتوں اور آیتوں کے فضائل	۶۷
توراۃ کی ایک روایت		سورۂ یٰسین کی برکات اور فضائل۔	۶۸
قرآن مجید [illegible] کا حکم اور اس سے	۵۱	سورۂ واقعہ کی برکات	۶۹
[illegible] ہے۔		سورۂ تبارک الذی کے فضائل	۷۰
[illegible] کی ایک مجلس	۵۱	افضل عمل کونسا ہے؟	۷۱
قرآن پاک پڑھنے اور سننے کا ثواب	۵۴	قرآن مجید کی خبرگیری اور استعمال کی ضرورت	۷۲
قرآن پاک شافع و مشفع ہے	۵۵	قرآن مجید کو ذریعۂ سوال بنانے والے کا عذاب	۷۳
روزہ اور قرآن پاک شفاعت کریں گے	۵۶	تتمہ	۷۵
[illegible] کے درجات	۵۸	[illegible]	[illegible]
حفظ قرآن پاک کے مسائل	۵۹	محبت کے اسباب پانچ ہیں اور وہ یہ	
اگر شفاعت کرنیوالا قرآن مجید ہے	۶۰	قرآن مجید [illegible]	۸۰
خوش نصیب		حفاظت قرآن مجید ایک معجزہ مسلسل	۸۸
[illegible] کے لئے قرآن مجید شفاعت کرے گا	۶۱	تکملہ، ضمیمہ چہل حدیث	۹۲
[illegible] علوم نبوت کو لئے ہوئے ہے	۶۱		

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ الْاِنْسَانَ وَعَلَّمَهُ الْبَیَانَ وَنَزَّلَ لَهُ الْقُرْاٰنَ وَجَعَلَهُ تَذْکِرَةً وَّتَبْصِرَةً وَّهُدًی وَّرَحْمَةً لِّذَوِی الْاِیْمَانِ لَارَیْبَ فِیْهِ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا وَّاَنْزَلَهٗ قَیِّمًا شَاْنُهٗ نُوْرٌ لِّذَوِی الْاِیْقَانِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ الْاَتَمَّانِ الْاَکْمَلَانِ عَلٰی خَیْرِ الْخَلْقِ مِنَ الْاِنْسِ وَالْجَانِّ الَّذِیْ نُوْرُ الشَّمْسِ وَشُمُوْسِ نُوْرُهٗ رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ ظُهُوْرُهٗ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهِ الَّذِیْنَ هُمْ نُجُوْمُ هِدَایَتِهٖ وَنَشَرُوا الْفُرْقَانَ وَعَلٰی مَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ وَّبَعْدُ فَیَقُوْلُ الْمُفْتَقِرُ اِلٰی رَحْمَةِ رَبِّهِ الْجَلِیْلِ عَبْدُهٗ زَکَرِیَّا بْنُ مُحَمَّدٍ یَحْیٰی هٰذِهٖ اَرْبَعُوْنَ حَدِیْثًا فِیْ فَضَائِلِ الْقُرْاٰنِ اَلَّفْتُهَا مُمْتَثِلًا لِّاَمْرِ مَنْ اِشَارَتُهٗ حُکْمٌ وَّطَاعَتُهٗ غُنْمٌ۔

تمام تعریفیں اسی پاک ذات کے لیے ہیں جس نے انسان کو پیدا کیا اور اسکو وضاحت سکھائی اور اس کے لیے قرآن پاک نازل فرمایا جسکو نصیحت شفا ہدایت اور رحمت ایمان والوں کے لیے بنایا جس میں ذرا بھی شک نہیں اور نہ کسی قسم کی کجی رکھی بلکہ ٹھیک اور سیدھا نور ہے یقین والوں کیلئے اور کامل ترین درود وسلام اس بہترین خلق پر ہو جس کے نور نے زندگی ہی دلوں کو اور سورج کے بہترین انوار کو اور جس کا وجود تمام عالم کیلئے رحمت ہے اور ان کے صحابہ پر جو ہدایت کے ستارے ہیں اور قرآن کے پھیلانے والے اور ان مومنین پر جو ان کے پیچھے لگنے والے ہیں۔ حمد وصلوٰۃ کے بعد اللہ جل شانہ کی رحمت کا محتاج بندہ زکریا ابن محمد یحییٰ کہتا ہے کہ یہ چالیس حدیثیں فضائل قرآن میں ہیں جن کو میں نے ایسے بزرگ کے ارشاد کی تعمیل میں جمع کیا ہے جن کا اشارہ بھی میرے لیے حکم ہے اور ان کی اطاعت ہر طرح مغتنم ہے۔

حق تعالیٰ شانہ کے انعامات خاصہ میں سے جو مدرسہ مظاہر علوم کے ساتھ بیشمار ہیں ایک یہ ہے کہ مدرسہ کا سالانہ جلسہ ہے جو ہر سال مدرسہ کے ابتدائی تعطیلات شعبان کے اخیر میں منعقد ہوا کرتا ہے۔ مدرسہ کے اس جلسہ میں تقریریں اور

والبستہ اور مشاہیر اہل ہند کے جمع کرنے کا اس قدر اہتمام نہیں کیا جاتا جتنا کہ اللہ والے قلوب والے، گمنامی میں رہنے والے مشائخ کے اجتماع کی سعی کی جاتی ہے وہ زمانہ گو بہت دور ہو گیا ہے کہ جب کہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس سرہ العزیز اور قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی نور اللہ مرقدہ کی تشریف آوری حاضرین جلسہ کے قلوب کو منور فرمایا کرتی تھی مگر وہ منظر ابھی آنکھوں سے زیادہ دور نہیں ہوا جبکہ ان مجددین اسلام اور شموس ہدایت کے جانشین حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ عبد الرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا اشرف علی صاحب نور اللہ مرقدہ کے سالانہ جلسہ میں مجتمع ہو کر مردہ قلوب کے لیے زندگی و نورانیت کے لیے [illegible] بن جایا کرتے تھے اور عشق کے پیاسوں کو سیراب فرماتے تھے۔

وہ منظر بھی مدرسے کا جلسہ ان بدور ہدایت سے بھی خالی ہو گیا مگر ان کے جانشین اور متوسلین جلسہ کو اب بھی اپنے فیوض و برکات سے مالا مال فرماتے ہیں جو لوگ سالانہ جلسہ میں شریک رہتے ہیں وہ اس کے لیے شاہد عادل ہیں آنکھوں والے برکات دیکھتے ہیں لیکن ہم سے بے بصیرت بھی اتنا محسوس کرتے ہیں کہ کوئی بات ضرور ہے۔

مدرسہ کے سالانہ جلسہ میں اگر کوئی شخص شرکت کرتا ہے اور اپنے دل کی طلب [illegible] اتنا مشہور ہے کہ جتنا کہ [illegible] کا [illegible] نصیب [illegible]۔

اس سال ہی سال رواں ۲۷ ذی قعدہ [illegible] کے جلسہ میں حضرت اقدس [illegible] صاحب گنگوہی [illegible] کہ اس جلسہ [illegible] و ملت کا [illegible] کے آنے کا [illegible] سے [illegible] حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے [illegible] سے [illegible] انوار و برکات [illegible] کے ذکر کی ضرورت نہیں

تبلیغی جلسہ سے فراغت کے بعد ممدوح حسب واپس تشریف لے گئے تو گرامی نامہ، مکرمت نامہ، عزت نامہ سے مجھے اس کا حکم فرمایا کہ فضائل قرآن میں ایک چہل حدیث جمع کر کے اس کا ترجمہ خدمت میں پیش کروں اور نیز یہ کہ اگر ممدوح کے حکم سے میں نے انحراف کیا تو میرے، جانشین شیخ اور مثیل والد چچا جان مولانا الحافظ الحاج مولوی محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے اس حکم کو مؤکد کرائیں گے اور بہر حال یہ خدمت ممدوح کو مجھ جیسے ناکارہ ہی سے لینا ہے۔ یہ افتخار نامہ اتفاقاً ایسے وقت میں پہنچا کہ میں سفر میں تھا اور میرے چچا جان یہاں تشریف فرما تھے، انہوں نے میری واپسی پر یہ گرامی نامہ اپنے تاکیدی حکم کے ساتھ میرے حوالہ فرمایا کہ جس کے بعد نہ مجھے کسی معذرت کی گنجائش رہی اور نہ ہی عدم اہلیت کے پیش کرنے کا موقع میرے لیے شرح مؤطا امام مالک کی مشغولیت بھی ایک قوی عذر تھا مگر ارشادات عالیہ کی اہمیت کی وجہ سے اس کو چند روز کے لیے ملتوی کر کے، مختصر خدمات ذیل میں پیش کرتا ہوں اور ان لغزشوں سے جن کا وجود میری نا اہلیت کے لیے لازم ہے معافی کا خواستگار رہوں۔

رَجَاءَ الْحَشْرِ فِي زُمْرَةِ مَنْ قَالَ فِيهِمْ نَبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَفِظَ عَلٰى
أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا فِي أَمْرِ دِينِهَا
بَعَثَهُ اللّٰهُ فَقِيهًا وَكُنْتُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
شَافِعًا وَشَهِيدًا قَالَ الْعَلْقَمِيُّ الْحِفْظُ
ضَبْطُ الشَّيْءِ وَمَنْعُهُ مِنَ الضِّيَاعِ فَتَارَةً
يَكُونُ حِفْظُ الْعِلْمِ بِالْقَلْبِ وَإِنْ لَمْ
يَكْتُبْ وَتَارَةً فِي الْكِتَابِ وَإِنْ لَمْ
يَحْفَظْهُ بِقَلْبِهِ فَلَوْ حَفِظَ فِي كِتَابٍ ثُمَّ
نَقَلَ إِلَى النَّاسِ دَخَلَ فِي وَعْدِ الْحَدِيثِ

اس بشارت کے ساتھ حشر ہونے کی امید پر جن کے بارے میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص میری امت کے لیے ان کے دینی امور میں چالیس حدیثیں محفوظ کرے گا، حق تعالیٰ شانہ اس کو قیامت میں عالم فقیہ اور میں اس کے لیے سفارشی اور گواہ بنوں گا، علقمی کہتے ہیں کہ محفوظ کرنا، شے کے منضبط کرنے اور ضائع ہونے سے حفاظت کا نام ہے، چاہے بغیر لکھے زبانی یاد کرے یا لکھ کر دوسروں تک پہنچا دے تو بھی حدیث

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بے ادب محروم گشت از فضل رب

مختصر طور پر آداب کا خلاصہ یہ ہے کہ کلام اللہ شریف معبود کا کلام ہے، محبوب و مطلوب کے فرمودہ الفاظ ہیں۔

جن لوگوں کو محبت سے کچھ واسطہ پڑا ہے وہ جانتے ہیں کہ معشوق کے خط کی، محبوب کی تقریر و تحریر کی دل میں کیا وقعت ہوتی ہے، اس کے ساتھ جو شغف و انہماک ہونا چاہیے اور ہوا کرتا ہے وہ قواعد و ضوابط سے بالاتر ہے ع

محبت تجھ کو آداب محبت خود سکھا دے گی

اس وقت اگر جمال حقیقی اور نوالات غیر متناہی کا تصور ہو تو محبت جوش زن ہو گی، اس کے ساتھ ہی وہ احکم الحاکمین کا کلام ہے، سلطان السلاطین کا فرمان ہے، سطوت و جبروت والے بادشاہ کا قانون ہے جس کی ہمسری نہ کسی نے کی ہے نہ کر سکتا ہے۔ جن لوگوں کو سلاطین کے دربار سے کچھ واسطہ پڑ چکا ہے وہ تجربہ سے اور جن کو سابقہ نہیں پڑا وہ اندازہ کر سکتے ہیں کہ شاہی فرمان کی ہیبت کس پر کیا ہوتی ہے۔ کلام الٰہی محبوب و حاکم کا کلام ہے، اس لیے دونوں آداب کا اس کے ساتھ مجتمع ہونا ضروری ہے۔

حضرت عکرمہؓ جب کلام پاک پڑھنے کے لیے کھولتے تو بیہوش ہو کر گر جاتے تھے، زبان پر جاری ہوتا تھا ھٰذَا كَلَامُ رَبِّيْ، ھٰذَا كَلَامُ رَبِّيْ (یہ میرے رب کا کلام ہے، یہ میرے رب کا کلام ہے) یہ ان آداب کا اجمالی خلاصہ ہے، ان کی تفصیل کا خلاصہ ہے جو مشائخ نے آداب تلاوت میں لکھا ہے، جس کو میں مختصر طور پر ناظرین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بندہ بن کر نہیں بلکہ بندہ بن کر آقا و مالک، محسن و منعم کا کلام پڑھے۔ جو شخص قرأت کے آداب سے ناواقف ہے ... وہ قرب کے مراتب میں ترقی کرتا رہے گا اور جو تکبر و خود بینی کی نظر سے پڑھے گا وہ ترقی

سے دور ہوگا۔

آداب

مسواک اور وضو کے بعد کسی یکسوئی کی جگہ میں نہایت وقار و تواضع کے ساتھ قبلہ رو بیٹھے اور نہایت حضورِ قلب اور خشوع کے ساتھ اس طرح پڑھے کہ گویا حق سبحانہٗ تقدس کو سنا رہا ہے۔ اگر معنی سمجھتا ہو تو نہایت تدبر و تفکر کے ساتھ آیاتِ وعد و رحمت پر دعائے مغفرت و رحمت مانگے اور آیاتِ عذاب و وعید پر اللہ سے پناہ چاہے کہ اس کے سوا کوئی بھی چارہ ساز نہیں۔ آیاتِ تنزیہ و تقدیس پر سبحان اللہ کہے اور از خود تلاوت میں رونا نہ آوے تو بتکلف رونے کی سی صورت بنائے۔

[illegible] الْمُنْفَرِدِ شَكْوَى الْهَوَى بِالْمَدْمَعِ الْمُتَرَقْرِقِ

ترجمہ: عاشق کے لیے سب سے زیادہ لذت کی حالت یہ ہے کہ محبوب سے [illegible] اس طرح پر کہ آنسو جاری ہوں۔

[illegible] پڑھنے میں جلدی نہ کرے بلکہ ترتیل کی پابندی کرے، تلاوت کے درمیان کسی سے کلام نہ کرے، اگر کوئی ضرورت پیش آہی جائے تو کلام پاک بند کرکے بات کرے اور پھر اس کے بعد اعوذ پڑھ کر دوبارہ شروع کرے۔ اگر مجمع میں لوگ اپنے کاموں میں مشغول ہوں تو آہستہ پڑھنا افضل ہے ورنہ آواز سے پڑھنا اولیٰ ہے۔ مشائخ نے تلاوت کے چھ آداب ظاہری اور چھ باطنی نقل کئے ہیں۔

ظاہری آداب

غایتِ احترام سے باوضو رو بقبلہ بیٹھے، پڑھنے میں جلدی نہ کرے، ترتیل و تجوید سے پڑھے، رونے کی سعی کرے چاہے بتکلف ہی کیوں نہ ہو، آیاتِ رحمت و آیاتِ عذاب کا حق ادا کرے جیسا کہ پہلے گزر چکا، اگر ریا کا احتمال ہو یا کسی مسلمان کی تکلیف و حرج کا اندیشہ ہو تو آہستہ پڑھے ورنہ آواز سے

ششم: خوش الحانی سے پڑھے کہ خوش الحانی سے کلام پاک پڑھنے کی بہت سی حدیثوں میں تاکید آئی ہے۔

باطنی آداب

اولؔ: کلام پاک کی عظمت دل میں رکھے کہ کیسا عالی مرتبہ کلام ہے۔ دوم: حق سبحانہٗ و تقدس کی علو شان اور رفعت و کبریائی دل میں رکھے جس کا کلام ہے۔ سوم: دل کو وساوس و خطرات سے پاک رکھے۔ چہارم: معانی کا تدبر کرے اور لذت سے پڑھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شب تمام رات اس آیت کو پڑھ کر گذار دی تھی۔

إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ	اے اللہ! اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو بخش دے تو عزت و حکمت والا ہے۔

سعید بن جبیرؓ نے ایک رات اس آیت کو پڑھ کر صبح کر دی۔

وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ	او مجرمو! آج قیامت کے دن فرمانبرداروں سے الگ ہو جاؤ۔

پنجم: جن آیات کی تلاوت کر رہا ہے دل کو ان کے تابع بنا دے مثلاً اگر آیت رحمت زبان پر ہے تو دل سرور محض بن جائے اور آیت عذاب اگر آ گئی ہے تو دل لرز جائے۔ ششم: کانوں کو اس درجہ متوجہ بنا دے کہ گویا خود حق سبحانہٗ کلام فرما رہے ہیں اور یہ سن رہا ہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ محض اپنے لطف و کرم سے مجھے بھی ان آداب کے ساتھ قرآن پاک پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے اور تم کو بھی۔

مسئلہ: اتنا قرآن شریف کا حفظ کرنا جس سے نماز ادا ہو جائے ہر مسلمان پر فرض ہے اور تمام کلام پاک کا حفظ کرنا فرض کفایہ ہے۔ اگر کوئی بھی حافظ نہ رہے تو تمام مسلمان گنہگار ہیں۔ بلکہ زرکشیؒ سے ملا علی قاریؒ نے نقل کیا ہے کہ جس شہر یا گاؤں میں کوئی قرآن پاک پڑھنے والا نہ ہو تو سب گنہگار ہیں۔ اس زمانہ ضلالت و جہالت میں جہاں

مسلمانوں میں اور بہت سے دینی امور میں کوتاہی کی جا رہی ہے وہاں ایک عام آوازہ یہ بھی ہے کہ قرآن شریف کے حفظ کرنے کو فضول سمجھا جا رہا ہے اس کے الفاظ رٹنے کو حماقت بتلایا جاتا ہے اس کے یاد کرنے کو دماغ سوزی اور تضییع اوقات کہا جاتا ہے۔ اگر بے دینی میں یہی ایک وبا ہوتی تو اس پر کچھ تفصیل سے لکھا جاتا مگر یہاں ہر وادی میں ہماری بے دینی ہلاکت کی طرف کھینچتی ہے۔ اس لئے کس کس چیز کو روئیے اور کس کس کا شکوہ کیجئے۔ فَاِلَی اللّٰہِ الْمُشْتَکٰی وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ۔

۱: عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ	حضرت عثمانؓ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد منقول ہے کہ تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن شریف کو سیکھے اور سکھائے۔

(رواه البخاري وابو داؤد والترمذي والنسائي وابن ماجة كذا في الترغيب وعزاه الى مسلم ايضا لكن حكى الحافظ في الفتح عن ابي العلاء ان مسلما سكت عنه)

ف: اکثر کتب میں یہ روایت واؤ کے ساتھ ہے جس کا ترجمہ لکھا گیا اس صورت میں فضیلت اس شخص کے لئے ہے جو کلام پاک سیکھے اور اس کے بعد دوسروں کو سکھائے لیکن بعض کتب میں یہ روایت او کے ساتھ وارد ہوئی ہے۔ اس صورت میں علیحدہ علیحدہ ہر دو کی فضیلت ہے کہ خود سیکھے یا دوسروں کو سکھائے دونوں کے لئے مستقل خیر و بہتری ہے۔

کلام پاک چونکہ اصل دین ہے اس کی بقاء و اشاعت ہی پر دین کا مدار ہے اس لئے اس کے سیکھنے اور سکھانے کا افضل ہونا ظاہر ہے کسی توضیح کا محتاج نہیں البتہ اس کی انواع مختلف ہیں کمال اس کا یہ ہے کہ مطالب و مقصد سمیت سیکھے اور ادنیٰ درجہ اس کا یہ ہے کہ فقط الفاظ سیکھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا ارشاد حدیث مذکورہ بالا کی تائید کرتا ہے جو سعید بن سلیمؓ سے مرسلاً منقول ہے کہ جو شخص قرآن شریف کو حاصل کر لے اور پھر کسی دوسرے شخص کو جو کوئی اور چیز عطا کیا گیا ہو اپنے سے افضل سمجھے

تو اس نے حق تعالیٰ شانہٗ کے اس انعام کی جو اپنے کلام پاک کی وجہ سے اس پر فرمایا ہے ناقدری کی ہے اور کھلی ہوئی بات ہے کہ جب کلامِ الٰہی سب کلاموں سے افضل ہے جیسا کہ مستقل احادیث میں آنے والا ہے تو اس کا پڑھنا پڑھانا یقیناً سب چیزوں سے افضل ہونا ہی چاہئے۔ ایک دوسری حدیث سے ملا علی قاریؒ نے نقل کیا ہے کہ جس شخص نے کلام پاک کو حاصل کر لیا اس نے علوم نبوت کو اپنی پیشانی میں جمع کر لیا۔ سہل تستریؒ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ شانہٗ سے محبت کی علامت یہ ہے کہ اس کے کلام پاک کی محبت قلب میں ہو۔ شرح احیاء میں ان لوگوں کی فہرست میں جو قیامت کے ہولناک دن میں عرش کے سایہ کے نیچے رہیں گے ان لوگوں کو بھی شمار کیا ہے جو مسلمانوں کے بچوں کو قرآن پاک کی تعلیم دیتے ہیں نیز ان لوگوں کو بھی شمار کیا ہے جو بچپن میں قرآن شریف سیکھتے ہیں اور بڑے ہو کر اس کی تلاوت کا اہتمام کرتے ہیں۔

٢- عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الرَّبُّ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی مَنْ شَغَلَہُ الْقُرْاٰنُ عَنْ ذِکْرِیْ وَمَسْاَلَتِیْ اَعْطَیْتُہٗ اَفْضَلَ مَا اُعْطِی السَّائِلِیْنَ وَفَضْلُ کَلَامِ اللّٰہِ عَلٰی سَائِرِ الْکَلَامِ کَفَضْلِ اللّٰہِ عَلٰی خَلْقِہٖ

(رواہ الترمذی والدارمی والبیہقی فی شعب)

ابو سعیدؓ سے حضور اکرمؐ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ حق سبحانہٗ و تقدس کا یہ فرمان ہے کہ جس شخص کو قرآن شریف کی مشغولی کی وجہ سے ذکر کرنے اور دعائیں مانگنے کی فرصت نہیں ملتی میں اس کو سب دعائیں مانگنے والوں سے زیادہ عطا کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ شانہٗ کے کلام کو سب کلاموں پر ایسی فضیلت ہے جیسی کہ خود حق تعالیٰ کو تمام مخلوق پر

یعنی جس شخص کو کلام پاک کے یاد کرنے یا جاننے اور سمجھنے میں اس درجہ مشغولی ہے کہ کسی دوسری دعا وغیرہ کے مانگنے کا وقت نہیں ملتا میں دعا مانگنے والوں سے زیادہ افضل چیز اس کو عطا کروں گا۔ دنیا کا مشاہدہ ہے کہ جب کوئی شخص شیرینی وغیرہ تقسیم کر رہا ہو اور کوئی شخص اس کے ہی کام میں مشغول ہو اور اس کی وجہ سے آ نہ سکتا ہو تو یقیناً اس کا حصہ پہلے ہی نکال لیا جاتا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں اسی قصہ میں وارد

ہے کہ میں اسکو شکرگزار بندوں کے ثواب سے افضل ثواب عطا کروں گا۔

۲۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ
خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِي الصُّفَّةِ فَقَالَ أَيُّكُمْ
يُحِبُّ أَنْ يَّغْدُوَ كُلَّ يَوْمٍ إِلَى بُطْحَانَ
أَوِ الْعَقِيْقِ فَيَأْتِيَ بِنَاقَتَيْنِ كَوْمَاوَيْنِ
فِيْ غَيْرِ إِثْمٍ وَّلَا قَطْعِ رَحِمٍ
فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كُلُّنَا
نُحِبُّ ذٰلِكَ قَالَ أَفَلَا يَغْدُوْ أَحَدُكُمْ
إِلَى الْمَسْجِدِ فَيَعْلَمَ أَوْ يَقْرَأَ آيَتَيْنِ
مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّهُ مِنْ نَاقَتَيْنِ
وَثَلَاثٌ خَيْرٌ لَّهُ مِنْ ثَلَاثٍ وَّأَرْبَعٌ
خَيْرٌ لَّهُ مِنْ أَرْبَعٍ وَّمِنْ أَعْدَادِ
هِنَّ مِنَ الْإِبِلِ

عقبہ بن عامرؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہم لوگ صفہ میں بیٹھے تھے آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کون شخص اس کو پسند کرتا ہے کہ علی الصبح بازار بطحان یا عقیق میں جاوے اور دو اونٹنیاں عمدہ سے عمدہ بلا کسی قسم کے گناہ اور قطع رحمی کے پکڑ لائے صحابہؓ نے عرض کیا کہ اس کو تو ہم میں سے ہر شخص پسند کرے گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد میں جا کر دو آیتوں کا پڑھنا یا پڑھا دینا دو اونٹنیوں سے اور تین آیات کا تین اونٹنیوں سے اسی طرح چار کا چار سے افضل ہے اور ان کے برابر اونٹوں سے افضل ہے۔

(رواہ مسلم و ابوداؤد)

ف۔ صفہ مسجد نبوی میں ایک خاص چبوترہ کا نام ہے جو فقراء مہاجرین کا ٹھکانا تھا گزشتہ اصحاب صفہ کی تعداد مختلف اوقات میں کم و بیش ہوتی رہتی تھی۔ علامہ سیوطیؒ نے ایک سو ایک نام شمار کرائے ہیں اور مستقل رسالہ ان کے اسمائے گرامی میں تصنیف کیا ہے۔ بطحان اور عقیق مدینہ طیبہ کے پاس دو جگہ ہیں جہاں اونٹوں کا بازار لگتا تھا۔ عرب کے نزدیک اونٹ بہت پسندیدہ چیز تھی بالخصوص موٹے تازے جن کا کوہان فربہ ہو۔ بلا گناہ کا مطلب یہ ہے کہ بسا اوقات بلا محنت چیز ملتی ہے مگر گناہ سے خالی نہیں ہوتی مثلاً میراث وغیرہ میں کسی رشتہ دار کا مال قبضہ کر لے یا کسی کا مال چرا لے اس لئے حضور نے ان سب کی نفی فرمادی کہ بالکل بلا مشقت اور بلا کسی گناہ کے حاصل ہونے سے چند آیات کا حاصل کرنا افضل ہے

[illegible]

پہنچ سکتا ہے تو گویا دونوں ایک ہی مسلک پر ہیں یا یہ حشر میں ان کے ساتھ جمع ہوگا۔ اٹکنے والے کو دوہرا اجر ایک اس کی قراءت کا دوسرا اس کی اس مشقت کا جو اس بار بار کے اٹکنے کی وجہ سے برداشت کرتا ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ یہ اس ماہر سے بڑھ جاوے۔ ماہر کے لیے جو فضیلت ارشاد فرمائی گئی ہے وہ اس سے بہت بڑھ کر ہے کہ مخصوص ملائکہ کے ساتھ اس کا اجتماع فرمایا ہے بلکہ مقصود یہ ہے کہ اس کے اٹکنے کی وجہ سے اس مشقت کا جو مستقل اجر ہے اس کی وجہ سے کسی کو پڑھنا نہیں چھوڑنا چاہیے۔ ملا علی قاریؒ نے طبرانی اور بیہقی کی روایت سے نقل کیا ہے کہ جو شخص قرآن شریف پڑھتا ہے اور وہ یاد نہیں ہوتا تو اس کے لیے دوہرا اجر ہے اور جو یاد کرنے کی تمنا رکھتا ہے لیکن یاد کرنے کی قوت نہیں رکھتا مگر وہ پڑھنا نہیں چھوڑتا تو حق تعالیٰ شانہٗ اس کو حفاظ ہی کے ساتھ حشر فرمائیں گے۔

۵۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حَسَدَ إِلَّا عَلَى اثْنَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُوْمُ بِهٖ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ۔

(رواه البخاري والترمذي والنسائي)

ابن عمرؓ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد منقول ہے کہ حسد دو شخصوں کے سوا کسی پر جائز نہیں۔ ایک وہ جس کو حق تعالیٰ شانہ نے قرآن شریف کی تلاوت عطا فرمائی اور وہ دن رات اس میں مشغول رہتا ہے۔ دوسرے وہ جس کو حق سبحانہ نے مال کی کثرت عطا فرمائی اور وہ دن رات اس کو خرچ کرتا ہے۔

قرآن شریف کی آیات اور احادیث کثیرہ کے عموم سے حسد کی برائی اور مذمت مطلقاً معلوم ہوتی ہے۔ اس حدیث شریف سے دو آدمیوں کے بارے میں جواز معلوم ہوتا ہے چونکہ وہ روایات قطعی اور مشہور ہیں اس لیے علماء نے اس حدیث شریف کے دو مطلب ارشاد فرمائے ہیں۔ اول یہ کہ حسد اس حدیث شریف میں رشک کے معنی میں ہے جس کو عربی میں غبطہ کہتے ہیں۔ حسد اور غبطہ میں یہ فرق ہے کہ حسد میں کسی کے پاس کوئی

نعمت دیکھ کر یہ آرزو ہوتی ہے کہ اس کے پاس یہ نعمت نہ رہے خواہ اپنے پاس حاصل ہو یا نہ ہو اور رشک یہ ہے کہ اپنے پاس اس کے حصول کی تمنا و آرزو ہوتی ہے۔ عام ہے کہ وہ اس سے زائل ہو یا نہ ہو۔ چونکہ حسد بالاجماع ناجائز ہے اس لئے علماء نے اس جگہ حسد کو مجازاً غبطہ کے معنی میں ارشاد فرمایا ہے جو دنیوی امور میں مباح ہے اور دینی امور میں مستحب۔ دوسرے معنی یہ بھی ممکن ہیں کہ کبھی ایسا کلام علیٰ سبیل الفرض و التقدیر مستعمل ہوتا ہے۔ یعنی اگر حسد جائز ہوتا تو یہ دو چیزیں ایسی تھیں کہ ان میں جائز ہوتا۔

(۱۳) عن ابی موسیٰ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل المؤمن الذی یقرأ القرآن مثل الاترجۃ ریحھا طیب وطعمھا طیب ومثل المؤمن الذی لا یقرأ القرآن مثل التمرۃ لا ریح لھا وطعمھا حلو ومثل المنافق الذی لا یقرأ القرآن کمثل الحنظلۃ لیس لھا ریح وطعمھا مر ومثل المنافق الذی یقرأ القرآن مثل الریحانۃ ریحھا طیب وطعمھا مر۔

(رواہ البخاری ومسلم والنسائی وابن ماجۃ)

ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جو مسلمان قرآن شریف پڑھتا ہے اس کی مثال ترنج کی سی ہے اس کی خوشبو بھی عمدہ ہوتی ہے اور مزہ بھی لذیذ۔ اور جو مومن قرآن شریف نہ پڑھے اس کی مثال کھجور کی سی ہے کہ خوشبو کچھ نہیں مگر مزہ شیریں ہوتا ہے اور جو منافق قرآن شریف نہیں پڑھتا اس کی مثال اندرائن کے پھل کی سی ہے کہ مزہ کڑوا اور خوشبو کچھ نہیں اور جو منافق قرآن شریف پڑھتا ہے اس کی مثال خوشبودار پھول کی سی ہے کہ خوشبو عمدہ اور مزہ کڑوا۔

مقصود اس حدیث شریف سے غیر محسوس شے کو محسوس کے ساتھ تشبیہ دینا ہے تاکہ ذہن میں سہولت سے پڑھنے اور نہ پڑھنے کا تفاوت آجائے ورنہ ظاہر ہے کہ کلام پاک کی حلاوت اور خوشبو سے کیا نسبت ترنج و کھجور کو مگر ان اشیاء کے ساتھ

تشبیہ میں خاص نکات ہوتے ہیں جو بہت زیادہ تحقیق رکھتے ہیں ورنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم و معرفت کی نہایت کثیر ہیں۔ مثلاً ترنج ہی کو لے لیجئے منہ میں خوشبو پیدا کرتا ہے، معدہ کو صاف کرتا ہے، ہضم میں قوت دیتا ہے وغیرہ وغیرہ، یہ منافع ایسے ہیں جو قراءت قرآن شریف کے ساتھ خاص مناسبت رکھتے ہیں، مثلاً منہ کا خوشبودار ہونا، باطن کا صاف کرنا، روحانیت میں قوت پیدا کرنا، یہ منافع ترنج میں ہیں جو کلام پاک کے ساتھ بہت ہی مشابہت رکھتے ہیں۔ ایک خاص اثر ترنج میں یہ بتلایا جاتا ہے کہ جس گھر میں ترنج ہو وہاں جن نہیں جا سکتا، اگر یہ صحیح ہے تو پھر کلام پاک کے ساتھ خاص مشابہت ہے۔ بعض اطباء سے میں نے سنا ہے کہ ترنج سے حافظہ بھی قوی ہوتا ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے احیاء میں نقل کیا گیا ہے کہ تین چیزیں حافظہ کو بڑھاتی ہیں:۔

۱: مسواک ۲: روزہ ۳: تلاوت کلام اللہ شریف

ابوداؤد کی روایت میں اس حدیث کے ختم پر ایک اور مضمون ہے کہ نیک ہمنشین کی مثال ہے کہ بہترین ساتھی کی مثال مشک والے کی سی ہے کہ اگر تجھ کو مشک نہ ملے تو خوشبو تو کہیں نہیں گئی، اور بدترین ساتھی کی مثال آگ کی بھٹی والے کی سی ہے کہ اگر سیاہی نہ پہنچے تب بھی دھواں تو کہیں گیا نہیں۔ نہایت اہم بات ہے آدمی کو اپنے ہمنشینوں پر بھی نظر کرنا چاہیے کہ کس قسم کے لوگ ہیں جن کے ساتھ نشست و برخاست ہے۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ اَقْوَامًا وَّيَضَعُ بِهٖ اٰخَرِيْنَ

(رواہ مسلم)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ حق تعالیٰ شانہ اس کتاب یعنی قرآن پاک کی وجہ سے کتنے ہی لوگوں کو بلند مرتبہ کرتا ہے اور کتنے ہی لوگوں کو پست و ذلیل کرتا

ف

یعنی جو لوگ اس پر ایمان لاتے اور عمل کرتے ہیں حق تعالیٰ شانہ ان کو دنیا و آخرت

ہیں رفعت و عزت عطا فرماتا ہے اور جو لوگ اس پر عمل نہیں کرتے حق سبحانہ و تقدس ان کو ذلیل کرتا ہے۔ کلام اللہ شریف کی آیات سے بھی یہ مضمون ثابت ہوتا ہے ایک جگہ ارشاد ہے يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا۔ حق تعالیٰ شانہ اس کی وجہ سے بہت سوں کو ہدایت فرماتا ہے اور بہت سوں کو گمراہ۔ دوسری جگہ ارشاد ہے وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد منقول ہے کہ اس امت کے بہت سے منافق قاری ہوں گے۔ بعض مشائخ سے احیاء میں نقل کیا ہے کہ بندہ ایک سورت کلام پاک کی شروع کرتا ہے تو ملائکہ اس کے لئے رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ فارغ ہو اور دوسرا ایک شخص ایک سورت شروع کرتا ہے اور ملائکہ اس کے ختم تک اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔ بعض علماء سے منقول ہے کہ آدمی تلاوت کرتا ہے اور خود اپنے اوپر لعنت کرتا ہے اور اس کو خبر بھی نہیں ہوتی۔ قرآن شریف میں پڑھتا ہے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ اور خود ظالم ہونے کی وجہ سے اس وعید میں داخل ہوتا ہے۔ اسی طرح پڑھتا ہے لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ اور خود جھوٹا ہونے کی وجہ سے اس کا مستحق ہوتا ہے۔

عامر بن واثلہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر نے نافع بن عبدالحارث کو مکہ مکرمہ کا حاکم بنا رکھا تھا۔ ان سے ایک مرتبہ دریافت فرمایا کہ جنگلات والوں پر کس کو حاکم بنایا ہے عرض کیا کہ ابن ابزیٰ کو۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ ابن ابزیٰ کون ہے عرض کیا ہمارے غلاموں میں سے ایک غلام ہے۔ حضرت عمر نے اعتراض فرمایا کہ غلام کو امیر کیوں بنا دیا۔ انہوں نے عرض کیا کہ کتاب اللہ کا پڑھنے والا ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ حضور نے ارشاد فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ اس کلام کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو بلند مرتبہ فرماتا ہے اور بہت سے لوگوں کو پست کرتا ہے۔

(۶) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ	عبد الرحمن بن عوف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ تین چیزیں

وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثٌ تَحْتَ الْعَرْشِ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الْقُرْاٰنُ يُحَاجُّ
الْعِبَادَ لَهٗ ظَهْرٌ وَّبَطْنٌ وَّالْاَمَانَةُ
وَالرَّحِمُ تُنَادِيْ اَلَا مَنْ وَّصَلَنِيْ
وَصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَنِيْ قَطَعَهُ
اللّٰهُ

(رواہ فی شرح السنۃ)

کے دن عرش کے نیچے ہوں گی۔ ایک کلام پاک کہ جھگڑے گا بندوں سے، قرآن پاک کے لیے ظاہر ہے اور باطن۔ دوسری چیز امانت ہے اور تیسری رشتہ داری جو پکارے گی کہ جس شخص نے مجھ کو جوڑا اللہ اس کو اپنی رحمت سے جوڑے اور جس نے مجھ کو توڑا اللہ اپنی رحمت سے اس کو جدا کر دے۔

ان چیزوں کے عرش کے نیچے ہونے سے مقصود انتہائی قرب ہے کہ حق سبحانہٗ وتقدس کے عالی دربار میں بہت ہی قریب ہوں گی۔ کلام اللہ شریف کے جھگڑنے کا مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں نے اس کی رعایت کی اس کا حق ادا کیا ان کی طرف سے دربار الٰہی میں جھگڑے گا اور شفاعت کرے گا ان کے درجے بلند کرائے گا۔ ملا علی قاری نے بروایت ترمذی نقل کیا ہے کہ قرآن شریف بارگاہ الٰہی میں عرض کرے گا کہ اس کو جوڑا مرحمت فرمائیں تو حق تعالیٰ شانہٗ کرامت کا تاج مرحمت فرمائیں گے پھر وہ زیادتی کی درخواست کرے گا تو حق تعالیٰ شانہٗ اکرام کا جوڑا مرحمت فرماویں گے پھر وہ درخواست کرے گا کہ یا اللہ آپ اس شخص سے راضی ہو جائیں تو حق سبحانہٗ وتقدس اس سے رضا کا اظہار فرمادیں گے۔ اور جب کہ دنیا میں محبوب کی رضا سے بڑھ کر کوئی بڑی سے بڑی نعمت نہیں ہوتی تو آخرت میں محبوب کی رضا کا مقابلہ کون سی نعمت کر سکتی ہے۔ اور جن لوگوں نے اس کی حق تلفی کی ان سے اس بارے میں مطالبہ کرے گا کہ میری کیا رعایت کی، میرا کیا حق ادا کیا۔ شرح احیاء میں امام صاحب سے نقل کیا ہے کہ سال میں دو مرتبہ قرآن شریف کا ختم کرنا اس کا حق ہے۔ اب وہ حضرات جو کبھی بھول کر بھی تلاوت نہیں کرتے ذرا غور فرمائیں کہ اس قوی مقابل کے سامنے کیا جواب دیں گے۔ موت ضرور آنے والی چیز ہے۔ اس سے کسی طرح مفر نہیں۔ قرآن شریف کے ظاہر اور باطن ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ایک تو اس کے ظاہری معنی ہیں جن کو ہر شخص سمجھتا ہے

دراصل باطن معنی ہیں جن کو ہر شخص نہیں سمجھتا جس کی طرف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے
اس ارشاد سے اشارہ کیا ہے کہ جو شخص قرآن پاک میں اپنی رائے سے کچھ کہے اگر وہ صحیح بھی
ہو تب بھی اس نے خطا کی بعض مشائخ نے ظاہر سے مراد اس کے الفاظ فرمائے ہیں کہ
جن کی تلاوت میں ہر شخص برابر ہے اور باطن سے مراد اس کے معنی اور مطالب ہیں جو
حسب استعداد مختلف ہوتے ہیں۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ اگر علم چاہتے ہو تو قرآن
پاک کے معانی میں غور و فکر کرو کہ اس میں اولین و آخرین کا علم ہے مگر کلام پاک کے معنی
کے لیے جو شرائط و آداب ہیں ان کی رعایت ضروری ہے یہ نہیں کہ ہمارے اس زمانے
کی طرح سے جو شخص عربی کے چند الفاظ کے معنی جان لے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر بغیر
کسی لفظ کے معنی جانے ترجمہ دیکھ کر اپنی رائے کو اس میں داخل کر دے۔ اہل فن نے
تفسیر کے لیے پندرہ علوم پر مہارت ضروری بتلائی ہے، وقتی ضرورت کی وجہ سے مختصراً عرض
کرتا ہوں جس سے معلوم ہو جائے گا کہ بطن کلام پاک تک رسائی ہر شخص کو نہیں ہو سکتی، اول
لغت جس سے کلام پاک کے مفرد الفاظ کے معنی معلوم ہو جائیں۔ مجاہدؒ کہتے ہیں کہ جو شخص
اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کو جائز نہیں کہ بدوں معرفت لغات
عرب کے کلام پاک میں کچھ لب کشائی کرے اور چند لغات کا معلوم ہو جانا کافی نہیں اس
لیے کہ بسا اوقات لفظ چند معانی میں مشترک ہوتا ہے وہ ان میں سے ایک دو معنی جانتا
ہے اور فی الواقع اس جگہ کوئی اور معنی مراد ہوتے ہیں۔ دوسرے نحو کا جاننا ضروری ہے
اس لیے کہ اعراب کے تغیر و تبدل سے معنی بالکل بدل جاتے ہیں اور اعراب کی معرفت
نحو پر موقوف ہے۔ تیسرے صرف کا جاننا ضروری ہے اس لیے کہ بناء اور صیغوں کے اختلاف
سے معنی بالکل مختلف ہو جاتے ہیں۔ ابن فارسؒ کہتے ہیں کہ جس شخص سے علم صرف فوت
ہو گیا اس سے بہت کچھ فوت ہو گیا۔ علامہ زمخشریؒ اعجوبات تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ
ایک شخص نے کلام پاک کی آیت یَوْمَ نَدْعُوْا کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ کا ترجمہ جس
دن کہ پکاریں گے ہم ہر شخص کو اس کے پیشوا کے ساتھ اس کی تفسیر صرف کی
ناواقفیت کی وجہ سے یہ کی کہ جس دن پکاریں گے ہم ہر شخص کو ان کی ماؤں کے ساتھ امام

[illegible]

[illegible]

اس چیز پر عمل کرتا ہے جس کو جانتا ہے تو حق تعالیٰ شانہ ایسی چیزوں کا علم عطا فرماتے ہیں جن کو وہ نہیں جانتا۔

اسی کی طرف حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اشارہ فرمایا جب کہ ان سے لوگوں نے پوچھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کچھ ایسے علوم عطا فرمائے ہیں جو اور لوگوں کے علاوہ آپ کے ساتھ مخصوص ہیں۔ انہوں نے فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے جنت پیدا کی اور جان پیدا کی اس فہم کے علاوہ کچھ نہیں ہے جس کو اللہ جل شانہ اپنے کلام کے سمجھنے کے لیے کسی کو عطا فرمادیں۔ ابن ابی الدنیا کہتے ہیں کہ علوم قرآن اور جو اس سے حاصل ہو وہ ایسا سمندر ہے جس کا کنارہ نہیں۔ یہ علوم جو بیان کیے گئے مفسر کے لیے بطور آلہ کے ہیں۔ اگر کوئی شخص ان علوم کی واقفیت بغیر تفسیر کرے تو وہ تفسیر بالرائے میں داخل ہے جس کی ممانعت آئی ہے۔ صحابہ کے لیے علوم عربیہ طبعاً حاصل تھے اور بقیہ علوم مشکوٰۃ نبوت سے مستفاد تھے۔ علامہ سیوطی کہتے ہیں کہ شاید تم کو یہ خیال ہو کہ علم وہبی کا حاصل کرنا بندہ کی قدرت سے باہر ہے لیکن حقیقت ایسی نہیں بلکہ اس کے حاصل کرنے کا طریقہ ان اسباب کا حاصل کرنا ہے جن پر حق تعالیٰ شانہ اس کو مرتب فرماتے ہیں مثلاً علم پر عمل اور دنیا سے بے رغبتی وغیرہ وغیرہ۔

کیمیائے سعادت میں لکھا ہے کہ قرآن شریف کی تفسیر سے تین شخص محروم رہتے ہیں۔ اول وہ جو علوم عربیہ سے واقف نہ ہو، دوسرے وہ جو کسی کبیرہ پر مصر ہو یا بدعتی ہو کہ اس گناہ اور اس بدعت کی وجہ سے اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے معرفت قرآن سے قاصر رہتا ہے۔ تیسرے وہ شخص جو کسی اعتقادی مسئلہ میں ظاہر کا قائل ہو اور کلام اللہ شریف کی جو عبارت اس کے خلاف ہو اس سے طبیعت اچٹتی ہو اس شخص کو بھی فہم قرآن سے حصہ نہیں ملتا۔ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنْهُمْ۔

(۹) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْاٰنِ	عبداللہ بن عمروؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ قیامت کے دن صاحب قرآن سے کہا جاوے گا کہ قرآن

وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ	شریف پڑھتا جا اور بہشت کے درجوں پر چڑھتا
تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا فَإِنَّ	جا اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جیسا کہ تو دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر
مَنْزِلَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ	پڑھتا تھا۔ بس تیرا مرتبہ وہی ہے جہاں آخری
تَقْرَؤُهَا.	آیت پر پہنچے۔

(رواہ احمد والترمذی وابوداؤد والنسائی وابن ماجۃ وابن حبان فی صحیحہ)

صاحب القرآن سے بظاہر حافظ مراد ہے اور ملا علی قاری نے بڑی تفصیل سے اس کو واضح کیا ہے کہ یہ فضیلت حافظ ہی کے لیے ہے ناظرہ خواں اس میں داخل نہیں۔ اول اس وجہ سے کہ صاحب قرآن کا لفظ بھی اسی طرف مشیر ہے۔ دوسرے اس وجہ سے کہ مسند احمد کی روایت میں ہے حَتّٰى يَقْرَأَ شَيْئًا مَعَهُ یعنی یہاں تک کہ پڑھے جو کچھ قرآن شریف اس کے ساتھ ہے۔ یہ لفظ اس امر میں زیادہ ظاہر ہے کہ اس سے مراد حافظ ہے۔ گو محتمل وہ ناظرہ خواں بھی ہے جو کہ قرآن شریف بہت کثرت کے ساتھ پڑھتا ہو۔ مرقاۃ میں لکھا ہے کہ پڑھنے والا وہ مراد نہیں ہے جس کو قرآن لعنت کرتا ہے۔ یہ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے کہ بہت سے قرآن پڑھنے والے ایسے ہیں کہ وہ قرآن کو پڑھتے ہیں اور قرآن ان کو لعنت کرتا ہے۔ اس لیے اگر کسی کے عقائد وغیرہ درست نہ ہوں تو قرآن شریف کے پڑھنے سے اس کی مقبولیت پر استدلال نہیں ہو سکتا۔ خوارج کے بارے میں بکثرت اس قسم کی احادیث وارد ہوئی ہیں۔

ترتیل کے متعلق شاہ عبدالعزیز صاحب نوراللہ مرقدہ نے اپنی تفسیر میں تحریر فرمایا ہے کہ ترتیل لغت میں صاف اور واضح طور سے پڑھنے کو کہتے ہیں اور شرع شریف میں کئی چیزوں کی رعایت کے ساتھ تلاوت کرنے کو کہتے ہیں۔ اول حرفوں کو صحیح نکالنا یعنی اپنے مخرج سے پڑھنا تاکہ ط کی جگہ ت اور ض کی جگہ ظ نہ نکلے۔ دوسرے وقوف کی جگہ پر اچھی طرح ٹھہرنا تاکہ وصل اور قطع کلام بے محل نہ ہو جاوے۔ تیسرے حرکات میں اشباع کرنا یعنی زبر زیر پیش کو اچھی طرح ظاہر کرنا۔ چوتھے آواز کو تھوڑا سا بلند کرنا تاکہ کلام پاک کے الفاظ زبان سے نکل کر کانوں تک پہنچیں اور وہاں سے دل پر اثر کریں۔ پانچویں

آواز دلپسند طرز سے درست کرنا کہ اس میں درد پیدا ہو جاوے اور دل پر جلدی اثر کرے کہ درد والی آواز دل پر جلدی اثر کرتی ہے اور اس سے روح کو قوت اور تازگی ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے اطباء نے لکھا ہے کہ جس دوا کا اثر دل پر پہنچانا ہو اس کو خوشبو میں ملا دیا جائے کہ دل اس کو جلدی کھینچتا ہے اور جس دوا کا اثر جگر میں پہنچانا ہو اس کو شیرینی میں ملایا جاوے کہ جگر مٹھائی کا جاذب ہے۔ اسی وجہ سے بندہ کے نزدیک اگر تلاوت کے وقت خوشبو خاص استعمال کیا جاوے تو دل پر تاثیر میں زیادہ تقویت ہوگی۔ چھٹے تشدید و مد کو پوری طرح ظاہر کیا جاوے کہ اس کے اظہار سے کلام پاک کی عظمت ظاہر ہوتی ہے اور تاثیر میں اعانت ہوتی ہے۔ ساتویں آیات رحمت و عذاب کا حق ادا کرے جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے۔ یہ سات چیزیں ہیں جن کی رعایت ترتیل کہلاتی ہے اور مقصود ان سب سے صرف ایک ہے یعنی کلام پاک کا فہم و تدبر۔ حضرت ام المومنین ام سلمہؓ سے کسی نے پوچھا کہ حضور اقدس ﷺ کلام شریف کس طرح پڑھتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ سب حرکتوں کو بڑھا کر پڑھتے تھے یعنی زبر زیر پیش کو پورا ادا کرتے تھے اور ایک ایک حرف الگ الگ ظاہر ہوتا تھا۔ ترتیل سے تلاوت مستحب ہے گو معنی نہ سمجھتا ہو۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں ترتیل سے القارعہ اور اذا زلزلت پڑھوں یہ بہتر سمجھتا ہوں اس سے کہ بلا ترتیل سورۂ بقرہ اور آل عمران پڑھوں۔

شراح و مشائخ کے نزدیک حدیث بالا کا مطلب یہ ہے کہ قرآن پاک کی ایک ایک آیت پڑھتا جاوے اور ایک ایک درجہ اوپر چڑھتا جاوے اس لئے کہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت کے درجات قرآن شریف کی آیات کے برابر ہیں۔ لہٰذا جو شخص جتنی آیات کا ماہر ہوگا اتنے ہی درجے اوپر اس کا ٹھکانا ہوگا اور جو شخص تمام قرآن کا ماہر ہوگا وہ سب سے اوپر کے درجہ میں ہوگا۔

ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ حدیث میں وارد ہے کہ قرآن پڑھنے والے سے اوپر کوئی درجہ نہیں۔ پس قراء آیات کے بقدر ترقی کریں گے۔ علامہ دانیؒ نے اتفاق نقل کیا ہے کہ قرآن شریف کی آیات چھ ہزار ہیں لیکن اس کے بعد کی

مقدار میں یعنی تعداد میں اختلاف ہے اور اتنے اقوال نقل کیے ہیں ۔ ۲۰۴ ۔ ۱۴ ۔ ۱۹ ۔ ۲۵ ۔ ۳۶ ۔

شرح احیاء میں لکھا ہے کہ ہر آیت ایک درجہ ہے جنت میں پس قاری سے کہا جاوے گا کہ جنت کے درجات پر اپنی تلاوت کے بقدر چڑھتے جاؤ جو شخص قرآن پاک تمام پورا کرے گا وہ جنت کے اعلیٰ درجہ پر پہنچے گا اور جو شخص کچھ حصہ پڑھا ہوا ہوگا وہ اس کے بقدر درجات پر پہنچے گا ۔ بالجملہ منتہائے ترقی منتہائے قراءت ہوگی ۔ بندہ کے نزدیک حدیث بالا کا مطلب کچھ اور معلوم ہوتا ہے فَاِنْ کَانَ صَوَابًا فَمِنَ اللّٰہِ وَاِنْ کَانَ خَطَاءً فَمِنِّیْ وَمِنَ الشَّیْطٰنِ وَاللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ مِنْہُ بَرِیْئَانِ ۔ اگر درست ہو تو حق تعالیٰ شانہٗ کی اعانت سے ہے اور اگر غلط ہو تو میری اپنی تقصیر سے ہے ۔

حاصل اس مطلب کا یہ ہے کہ حدیث بالا سے درجات کی وہ ترقی مراد نہیں جو آیات کے لحاظ سے فی آیت ایک درجہ ہے اس لیے کہ اس ترقی میں ترتیل سے پڑھنے نہ پڑھنے کا بظاہر کوئی تعلق معلوم نہیں ہوتا جب ایک آیت پڑھی جاوے ایک درجہ کی ترقی ہوگی عام ہے کہ ترتیل سے ہو یا بلا ترتیل بلکہ اس حدیث میں ایک دوسری ترقی باعتبار کیفیت مراد ہے جس میں ترتیل سے پڑھنے نہ پڑھنے کو دخل ہے لہٰذا جس ترتیل سے دنیا میں پڑھتا تھا اسی ترتیل سے آخرت میں پڑھ سکے گا اور اس کے موافق درجات میں ترقی ہوتی رہے گی ۔ ملا علی قاری نے ایک حدیث سے نقل کیا ہے کہ اگر دنیا میں بکثرت تلاوت کرتا رہا ہے تو اس وقت بھی یاد ہوگا ورنہ بھول جاوے گا ۔ اللہ جل شانہٗ اپنا فضل فرماویں کہ ہم میں بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کو والدین نے دینی شوق میں یاد کرا دیا تھا مگر وہ اپنی لاپرواہی اور بے توجہی سے دنیا ہی میں ضائع کر دیتے ہیں اور اس کے بالمقابل بعض احادیث میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص قرآن پاک یاد کرتا تھا اور اس میں محنت و مشقت برداشت کرتا ہوا مر جائے وہ حفاظ کی جماعت میں شمار ہوگا ۔ حق تعالیٰ کے یہاں عطا میں کوئی کمی نہیں ، کوئی لینے والا ہو ۔

اس کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر
تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

١٠- عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِّنْ کِتَابِ اللّٰہِ فَلَہٗ بِہٖ حَسَنَۃٌ وَّالْحَسَنَۃُ بِعَشْرِ اَمْثَالِہَا لَا اَقُوْلُ الٓمّٓ حَرْفٌ اَلِفٌ حَرْفٌ وَّلَامٌ حَرْفٌ وَّمِیْمٌ حَرْفٌ۔

ابن مسعودؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص ایک حرف کتاب اللہ کا پڑھے اس کے لیے اس حرف کے عوض ایک نیکی ہے اور ایک نیکی کا اجر دس نیکی کے برابر ملتا ہے میں یہ نہیں کہتا کہ سارا الٓمّٓ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف، لام ایک حرف، میم ایک حرف۔

(رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث صحیح غریب اسنادا والدارمی)

مقصود یہ ہے کہ جیسے اور اعمال میں پورا عمل ایک شمار کیا جاتا ہے، کلام پاک میں ایسے نہیں بلکہ اجزاءِ عمل بھی پورے عمل شمار کیے جاتے ہیں اور اس لیے تلاوت میں ہر ہر حرف ایک ایک نیکی شمار کی جاتی ہے اور ہر نیکی پر حق تعالیٰ کی طرف سے مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَۃِ فَلَہٗ عَشْرُ اَمْثَالِہَا (جو شخص ایک نیکی لاوے اس کو اس کا دس گنا اجر ملتا ہے) دس کے اجر کا وعدہ ہے اور یہ اقل درجہ ہے وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَاءُ (حق تعالیٰ شانہ جس کے لیے چاہتے ہیں بڑھا دیتے ہیں) ہر ہر حرف کو مستقل نیکی شمار کرنے کی مثال حضور نے ارشاد فرمائی کہ الٓمّٓ پورا ایک حرف شمار نہیں ہوگا بلکہ الف، لام، میم، علیحدہ علیحدہ شمار کیے جاویں گے اس طرح الٓمّٓ کے مجموعہ پر تیس نیکیاں ہو گئیں۔ اس میں اختلاف ہے کہ الٓمّٓ سے سورۂ بقرہ کا شروع مراد ہے یا اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ کا۔ اگر سورۂ بقرہ کا شروع مراد ہے تو پھر سورۂ بقرہ کے شروع میں جو الٓمّٓ ہے [illegible] نیکیاں ہوں گی [illegible] ثابت ہے کہ میں [illegible] نہیں کہتا کہ [illegible] ایک حرف ہے بلکہ [illegible]

عَنْ مُعَاذِ الْجُہَنِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

معاذ جہنیؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص قرآن پڑھے

مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَعَمِلَ بِمَا فِيْهِ أُلْبِسَ وَالِدَاهُ تَاجًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ضَوْءُهُ أَحْسَنُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ فِيْ بُيُوْتِ الدُّنْيَا لَوْ كَانَتْ فِيْكُمْ فَمَا ظَنُّكُمْ بِالَّذِيْ عَمِلَ بِهٰذَا (رواہ احمد وابوداؤد وصححہ الحاکم)

جو شخص قرآن پڑھے اور اس پر عمل کرے اس کے والدین کو قیامت کے دن ایک تاج پہنایا جاوے گا جس کی روشنی آفتاب کی روشنی سے بھی زیادہ ہوگی اگر وہ آفتاب تمہارے گھروں میں ہو پس کیا گمان ہے تمہارا اس شخص کے متعلق جو خود عامل ہے۔

یعنی قرآن پاک کے پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی یہ برکت ہے کہ اس کے پڑھنے والے کے والدین کو ایسا تاج پہنایا جاوے گا جس کی روشنی آفتاب کی روشنی سے بہت زیادہ ہو اگر وہ آفتاب تمہارے گھروں میں ہو یعنی آفتاب اتنی دور سے اس قدر روشنی پھیلاتا ہے اگر وہ گھر کے اندر آجاوے تو یقیناً بہت زیادہ روشنی اور چمک کا سبب ہوگا تو پڑھنے والے کے والدین کو جو تاج پہنایا جاوے گا اس کی روشنی اس روشنی سے بھی زیادہ ہوگی جس گھر میں آفتاب طلوع ہو رہا ہو اور جب کہ والدین کے لئے یہ ذخیرہ ہے تو خود پڑھنے والے کے اجر کا اندازہ کر لیا جاوے کہ کس قدر ہوگا جب اس کے طفیل والدین کا یہ حال ہے تو خود پڑھنے والے کا حال بدرجہا زیادہ ہوگا کہ والدین کو یہ اجر صرف اس وجہ سے ہے کہ وہ اس کے وجود یا تعلیم کا سبب ہوئے [illegible] ہر وقت [illegible] روشنی [illegible] آفتاب [illegible] اگرچہ [illegible]

[illegible] حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص

قرآن شریف پڑھے اور اس پر عمل کرے اس کو ایک تاج پہنایا جاوے گا جو نور سے بنا ہوا ہوگا اور اس کے والدین کو ایسے دو جوڑے پہنائے جاویں گے کہ تمام دنیا اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ وہ عرض کریں گے کہ یا اللہ یہ جوڑے کس صلہ میں ہیں تو ارشاد ہوگا کہ تمہارے بچے کے قرآن شریف پڑھنے کے عوض ملیں۔

جمع الفوائد میں طبرانی سے نقل کیا ہے کہ حضرت انسؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص اپنے بیٹے کو ناظرہ قرآن شریف سکھلاوے اس کے سب اگلے اور پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور جو شخص حفظ کرائے اس کو قیامت میں چودھویں رات کے چاند کے مشابہ اٹھایا جاوے گا اور اس کے بیٹے سے کہا جاوے گا کہ پڑھنا شروع کر، جب بیٹا ایک آیت پڑھے گا باپ کا ایک درجہ بلند کیا جاوے گا حتیٰ کہ اسی طرح تمام قرآن شریف پورا ہو۔

بچے کے قرآن شریف پڑھنے پر باپ کے لیے یہ فضائل ہیں اور صرف یہی نہیں، دوسری بات بھی سن لیجئے کہ اگر خدانخواستہ آپ نے اپنے بچے کو چار پیسے کے لالچ میں دین سے محروم رکھا تو یہی نہیں کہ آپ اس ابدی ثواب سے محروم رہیں گے بلکہ اللہ کے یہاں آپ کو جواب دہی بھی کرنی پڑے گی۔ آپ اس ڈر سے کہ بچہ مولوی و حافظ پڑھنے کے بعد صرف مسجد کے ملانے اور ٹکڑوں کے محتاج بن جاتے ہیں اس وجہ سے آپ اپنے لخت جگر کو دین سے بچاتے ہیں، یاد رکھیں کہ اس سے آپ اس کو تو دائمی مصیبت میں گرفتار کر رہے ہیں مگر ساتھ ہی اپنے اوپر بھی بڑی سخت جواب دہی لے رہے ہیں۔ حدیث میں ارشاد ہے کُلُّکُمْ رَاعٍ وَّکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ ہر شخص سے اس کے ماتحتوں اور دست نگروں کا بھی سوال ہوگا کہ ان کو کس قدر دین سکھلایا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ان عیوب سے آپ بچے کو بچانے کی کوشش کیجئے مگر جوؤں کے ڈر سے کپڑا نہ پہننا کوئی عقل کی بات نہیں بلکہ اس کے صاف کرنے کی کوشش چاہیے۔ بہرحال آپ اپنے بچے کو دینداری کی حیثیت سے تعلیم دیجئے تو جب تک وہ دین سے متعلق ہوں گے اور جس وقت تک وہ زندہ رہے گا

جس قدر نیک اعمال کرے گا، دعا و استغفار آپ کے لیے کرے گا، آپ کے لیے رفع درجات کا سبب بنے گا، لیکن دنیا کی خاطر چار پیسے کے لالچ سے آپ نے اس کو دین سے بے بہرہ رکھا تو یہی نہیں کہ خود آپ کو اپنی حرکت کا وبال بھگتنا پڑے گا، جس قدر بداطواریاں، فسق و فجور اس سے سرزد ہوں گے آپ کے نامۂ اعمال بھی اس ذخیرہ سے خالی نہ رہیں گے۔ خدارا اپنے حال پر رحم کیجئے۔ دنیا بہرحال گذر جانے والی چیز ہے اور موت سے بڑی سے بڑی تکلیف کا خاتمہ ہے لیکن جس تکلیف کے بعد موت بھی نہیں اس کا کوئی منتہا نہیں۔ اس کے لیے جو کچھ کرنا ہے کرلیں۔

۱۲۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَوْ جُعِلَ الْقُرْاٰنُ فِيْ إِهَابٍ ثُمَّ اُلْقِيَ فِي النَّارِ مَا احْتَرَقَ (رواه الدارمی)

عقبہ بن عامرؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اگر رکھ دیا جاوے قرآن شریف کو کسی چمڑے میں پھر وہ آگ میں ڈال دیا جاوے تو نہ جلے

مشائخ حدیث اس روایت کے مطلب میں دو طرف گئے ہیں بعض کے نزدیک چمڑے سے عام مراد ہے جس جانور کا ہو اور آگ سے دنیوی آگ مراد ہے۔ اس صورت میں یہ مخصوص معجزہ ہے جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے ساتھ مخصوص تھا جیسا کہ اور انبیاء کے معجزے ان کے زمانے کے ساتھ خاص ہوتے ہیں۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ چمڑے سے مراد آدمی کا چمڑا ہے اور آگ سے جہنم، اس صورت میں یہ حکم عام ہے کسی زمانے کے ساتھ مخصوص نہ ہوگا یعنی جو شخص کہ حافظ قرآن ہو اگر وہ کسی جرم میں جہنم میں ڈالا بھی جاوے تو آگ اس پر اثر نہ کرے گی۔ ایک روایت میں مَا مَسَّتْهُ النَّارُ کا لفظ بھی آیا ہے یعنی آگ اس کو چھوئے گی بھی نہیں۔ ابو امامہؓ کی روایت جس کو شرح السنۃ سے ملا علی قاری نے نقل کیا ہے اسی دوسرے معنی کی تائید کرتی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ قرآن شریف کو حفظ کیا کرو اس لیے کہ حق تعالیٰ شانہ اس قلب کو عذاب نہیں فرماتے جس میں کلام پاک محفوظ ہو۔ یہ حدیث اپنے مضمون میں صاف نص ہے جو لوگ حفظ

قرآن شریف کے مشغول رہتے ہیں، وہ خدارا ان فضائل پر بھی غور کریں کہ یہی ایک فضیلت ایسی ہے جس کی وجہ سے ہر شخص کو حفظ قرآن پر جان دے دینا چاہیے۔ اس لیے کہ اگر کسی شخص میں ایسا ہو کہ جس نے گناہ نہ کیے ہوں، جس کی وجہ سے آگ کا مستحق نہ ہو۔

شرح احیاء میں ہے کہ اولیاء کی فہرست میں جو قیامت کے ہول اور وحشت اثر دن میں اللہ کے سایہ کے نیچے رہیں گے حضرت علیؓ کی حدیث سے بروایت دیلمی نقل کیا ہے کہ حاملینِ قرآن یعنی حفاظ اللہ کے سایہ کے نیچے انبیاء اور برگزیدہ لوگوں کے ساتھ ہوں گے۔

(۱۳) عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَظْهَرَهٗ فَاَحَلَّ حَلَالَهٗ وَحَرَّمَ حَرَامَهٗ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ وَشَفَّعَهٗ فِیْ عَشَرَةٍ مِّنْ اَهْلِ بَیْتِهٖ کُلُّهُمْ قَدْ وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ

رواہ احمد والترمذی وقال ھذا حدیث غریب وحفص بن سلیمان الراوی لیس ھو بالقوی یضعف فی الحدیث ورواہ ابن ماجۃ والدارمی

حضرت علیؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جس شخص نے قرآن پڑھا، پھر اس کو حفظ کیا اور اس کے حلال کو حلال جانا اور حرام کو حرام، حق تعالیٰ شانہ اس کو جنت میں داخل فرماویں گے اور اس کے گھرانے میں سے ایسے دس آدمیوں کے بارے میں اس کی شفاعت قبول فرماویں گے جن کے لیے جہنم واجب ہو چکی ہو۔

ف: دخولِ جنت اگرچہ ہر مومن کے لیے ہے، خواہ وہ اپنی بدعملی کی سزا بھگت کر کیوں نہ ہو، لیکن حافظ کی یہ فضیلت ابتدائی دخول کے متعلق ہے اور جن دس آدمیوں کے بارے میں شفاعت قبول ہوگی وہ فساق فجار ہیں جن پر جہنم واجب ہو چکی، اس لیے کہ کفار کے بارے میں تو شفاعت ہے ہی نہیں، حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے اِنَّهٗ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ [illegible]

مَنُوْا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ (الآية) اتری اور مسلمانوں کے لئے اس کی گنجائش نہیں رہی کہ وہ مشرکین کے لئے استغفار کریں گو وہ رشتہ دار ہوں [illegible] مضمون اس مضمون میں صاف ہیں کہ مشرکین کی مغفرت نہیں ہے [illegible]

اَللّٰهُمَّ زِدْ فَزِدْ

۹ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَلَّمُوا الْقُرْاٰنَ فَاقْرَؤُوْهُ فَاِنَّ مَثَلَ الْقُرْاٰنِ لِمَنْ تَعَلَّمَهٗ فَقَرَاَ وَقَامَ بِهٖ كَمَثَلِ جِرَابٍ مَّحْشُوٍّ مِسْكًا تَفُوْحُ رِيْحُهٗ كُلَّ مَكَانٍ وَّمَثَلُ مَنْ تَعَلَّمَهٗ فَرَقَدَ وَهُوَ فِيْ جَوْفِهٖ كَمَثَلِ جِرَابٍ اُوْكِيَ عَلٰى مِسْكٍ. رواه الترمذي والنسائي وابن ماجه وابن حبان

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ قرآن شریف کو سیکھو پھر اس کو پڑھو اس لئے کہ جو شخص قرآن شریف سیکھتا ہے اور پڑھتا رہتا ہے اور تہجد میں اس کو پڑھتا ہے اس کی مثال اس کھلی ہوئی تھیلی کی سی ہے جو مشک سے بھری ہوئی ہو کہ اس کی خوشبو تمام مکان میں مہکتی ہے اور جس شخص نے سیکھا اور پھر سو گیا اس کی مثال اس مشک کی تھیلی کی سی ہے جس کا منہ بند کر دیا گیا ہو۔

[illegible]

[illegible]

جو لیمپ ہے وہ تو بہر حال منور ہی ہے۔ اس کی غفلت سے اتنا نقصان ہوا کہ دوسرے لوگ اس کی برکات سے محروم رہے لیکن اس کا قلب تو بہر حال اس مشک کو اپنے اندر لیے ہوئے ہے۔

(۱۹) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الَّذِیْ لَیْسَ فِیْ جَوْفِہٖ شَیْءٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ کَالْبَیْتِ الْخَرِبِ۔

ابن عباسؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جس شخص کے قلب میں قرآن شریف کا کوئی حصہ بھی محفوظ نہیں وہ بمنزلہ ویران گھر کے ہے۔

رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث صحیح ورواہ الدارمی والحاکم وصححہ

ف: ویران گھر کے ساتھ تشبیہ دینے میں ایک خاص لطیفہ بھی ہے وہ یہ کہ خالی مکان پر اکثر جن وغیرہ کا تسلط ہوتا ہے اسی طرح جو قلب کلام پاک سے خالی ہوتا ہے شیاطین کا اس پر تسلط زیادہ ہوتا ہے اس حدیث میں حفظ کی کس قدر تاکید فرمائی ہے کہ اس دل کو ویران گھر سے تعبیر فرمایا جس میں کلام پاک محفوظ نہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جس گھر میں کلام پاک پڑھا جاتا ہے اس کے اہل و عیال کثیر ہو جاتے ہیں اس میں خیر و برکت بڑھ جاتی ہے، ملائکہ اس میں نازل ہوتے ہیں اور شیاطین اس گھر سے نکل جاتے ہیں اور جس گھر میں تلاوت نہیں ہوتی اس میں تنگی اور بے برکتی ہوتی ہے، ملائکہ اس گھر سے چلے جاتے ہیں شیاطین اس میں گھس جاتے ہیں۔ ابن مسعودؓ سے منقول ہے اور بعض نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی نقل کیا ہے کہ خالی گھر وہی ہے جس میں تلاوت قرآن شریف نہ ہوتی ہو۔

(۲۰) عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ قِرَاءَۃُ الْقُرْاٰنِ فِی الصَّلٰوۃِ اَفْضَلُ مِنْ قِرَاءَۃِ الْقُرْاٰنِ فِیْ غَیْرِ الصَّلٰوۃِ وَقِرَاءَۃُ الْقُرْاٰنِ فِیْ غَیْرِ الصَّلٰوۃِ اَفْضَلُ مِنَ التَّسْبِیْحِ وَالتَّکْبِیْرِ وَالتَّسْبِیْحُ اَفْضَلُ مِنَ الصَّدَقَۃِ وَالصَّدَقَۃُ

حضرت عائشہؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ نماز میں قرآن شریف کی تلاوت بغیر نماز کی تلاوت سے افضل ہے اور بغیر نماز کی تلاوت تسبیح و تکبیر سے افضل ہے اور تسبیح صدقہ سے افضل ہے اور صدقہ روزہ سے افضل

[illegible]

فَضْلٌ مِّنَ الصَّوْمِ وَالصَّوْمُ جُنَّةٌ مِّنَ النَّارِ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

ہے اور روزہ بچاؤ ہے آگ سے۔

تلاوت کا ذکر سے افضل ہونا ظاہر ہے اس لئے کہ یہ کلام الٰہی ہے اور پہلے یہ معلوم ہو چکا کہ اللہ تعالیٰ کے کلام کو اوروں کے کلام پر وہی فضیلت ہے جو اللہ تعالیٰ کو فضیلت ہے مخلوق پر۔ ذکر اللہ کا افضل ہونا صدقہ سے اور روایات میں بھی وارد ہے اور صدقہ کا روزہ سے افضل ہونا جیسا کہ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے، دوسری بعض روایات کے خلاف ہے جن سے روزہ کی فضیلت معلوم ہوتی ہے لیکن یہ احوال کے اعتبار سے مختلف ہے بعض حالتوں میں روزہ افضل ہے اور بعض میں صدقہ، اسی طرح لوگوں کے اعتبار سے بھی تفاوت ہے بعض لوگوں کے لئے روزہ افضل ہے اور جبکہ روزہ آگ سے بچاؤ ہے، جس کا درجہ اس روایت میں سب سے اخیر میں ہے تو پھر تلاوت کلام اللہ کا کیا کہنا جو سب سے اول ہے۔ صاحب احیاء نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے نقل کیا ہے کہ جس شخص نے نماز میں کھڑے ہو کر کلام پاک پڑھا اس کو ہر حرف پر سو نیکیاں ملیں گی اور جس شخص نے نماز میں بیٹھ کر پڑھا اس کے لئے پچاس نیکیاں اور جس نے بغیر نماز کے وضو کے ساتھ پڑھا اس کے لئے پچیس نیکیاں اور جس نے بلا وضو پڑھا اس کے لئے دس نیکیاں اور جو شخص پڑھے نہیں بلکہ صرف پڑھنے والے کی طرف کان لگا کر سنے اس کے لئے بھی ہر حرف کے بدلے ایک نیکی ہے۔

۱۳- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اِذَا رَجَعَ اِلٰى اَهْلِهٖ اَنْ يَّجِدَ فِيْهِ ثَلٰثَ خَلِفَاتٍ عِظَامٍ سِمَانٍ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ فَثَلٰثُ اٰيَاتٍ يَقْرَأُ بِهِنَّ اَحَدُكُمْ فِيْ صَلٰوتِهٖ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ ثَلٰثٍ

ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ جب وہ گھر آئے تو تین اونٹنیاں حاملہ بڑی اور موٹی اس کو مل جاویں ہم نے عرض کیا بیشک۔ حضور نے فرمایا کہ تین آیتیں جن کو تم میں سے کوئی نماز میں پڑھے وہ تین حاملہ بڑی اور موٹی اونٹنیوں سے افضل ہیں

خَلِفَاتٍ عِظَامٍ سِمَانٍ (رواہ مسلم)

اس سے ملتا جلتا مضمون حدیث نمبر ۳ میں گذر چکا ہے۔ اس حدیث شریف میں چونکہ نماز میں پڑھنے کا ذکر ہے اور وہ بغیر نماز کے پڑھنے سے افضل ہے اس لئے تشبیہ حاملہ اونٹنیوں سے دی گئی اس لئے کہ وہاں بھی دو عبادتیں ہیں نماز اور تلاوت، ایسے ہی یہاں بھی دو چیزیں ہیں اونٹنی اور اس کا حمل۔ میں حدیث نمبر ۳ کے فائدے میں لکھ چکا ہوں کہ اس قسم کی احادیث سے صرف تشبیہ مراد ہوتی ہے ورنہ ایک آیت کا باقی رہنے والا اجر ہزار فانی اونٹنیوں سے افضل ہے۔

۱۸۔ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَوْسٍ الثَّقَفِيِّ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِرَاءَةُ الرَّجُلِ الْقُرْاٰنَ فِيْ غَيْرِ الْمُصْحَفِ اَلْفُ دَرَجَةٍ وَقِرَاءَتُهٗ فِي الْمُصْحَفِ تُضَعَّفُ عَلٰى ذٰلِكَ اِلٰى اَلْفَيْ دَرَجَةٍ

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

اوس ثقفی رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ کلام اللہ شریف کا حفظ پڑھنا ہزار درجہ ثواب رکھتا ہے اور قرآن پاک میں دیکھ کر پڑھنا دو ہزار تک بڑھ جاتا ہے۔

حفظ قرآن کے متعدد فضائل پہلے گذر چکے ہیں۔ اس حدیث شریف میں جو دیکھ کر پڑھنے کی فضیلت ہے وہ اس وجہ سے ہے کہ قرآن پاک کے دیکھ کر پڑھنے میں تدبر اور غور کے زیادہ ہونے کے علاوہ وہ کئی عبادتوں کو متضمن ہے، قرآن پاک کو دیکھنا، اس کو چھونا وغیرہ وغیرہ، اس وجہ سے یہ افضل ہوا۔ چونکہ روایات کا مفہوم مختلف ہے اسی وجہ سے علماء نے اس میں اختلاف فرمایا ہے کہ کلام پاک کا حفظ پڑھنا افضل ہے یا دیکھ کر، ایک جماعت کی رائے ہے کہ حدیث بالا کی وجہ سے اور اس وجہ سے کہ اس میں غلط پڑھنے سے امن رہتا ہے، قرآن پاک پر نظر رہتی ہے، قرآن شریف دیکھ کر پڑھنا افضل ہے، اور بعض حضرات دوسری روایت کی وجہ سے اور اس وجہ سے کہ حفظ پڑھنا زیادہ خشوع کا سبب ہوتا ہے، ریا سے دور ہوتا ہے اور نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ

حفظ پڑھنے کی بھی حفظ کو ترجیح دیتی ہے۔ امام نووی نے اس میں فیصلہ کیا ہے کہ فضیلت آدمیوں کے لحاظ سے مختلف ہے بعض کے لیے دیکھ کر پڑھنا افضل ہے جس کو اس میں تدبر و تفکر زیادہ حاصل ہوتا ہو اس کے لیے حفظ پڑھنا افضل ہے۔

حافظ نے بھی فتح الباری میں اسی تفصیل کو پسند کیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت عثمانؓ کے پاس کثرت تلاوت کی وجہ سے دو کلام مجید پھٹے تھے۔ عمرو بن میمون نے شرح احیا میں نقل کیا ہے کہ جو شخص صبح کی نماز پڑھ کر قرآن مجید کھولے اور بقدر سو آیت کے پڑھے تو تمام دنیا کی بقدر اس کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ قرآن شریف کو دیکھ کر پڑھنا نگاہ کے لیے مفید بتایا جاتا ہے۔ ابوعبیدہ نے حدیث مسلسل نقل کی ہے جس میں ہر راوی نے کہا ہے کہ مجھے آنکھوں کی شکایت تھی تو استاد نے قرآن شریف دیکھ کر پڑھنے کو بتایا۔ حضرت امام شافعی صاحب بسا اوقات عشاء کے بعد قرآن شریف کھولتے تھے اور صبح کی نماز کے وقت بند کرتے تھے۔

١٩ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوْبَ تَصْدَأُ كَمَا يَصْدَأُ الْحَدِيْدُ اِذَا اَصَابَهُ الْمَاءُ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللهِ وَمَا جِلَاؤُهَا قَالَ كَثْرَةُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَتِلَاوَةُ الْقُرْاٰنِ -	عبداللہ بن عمرؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ دلوں کو بھی زنگ لگ جاتا ہے جیسا کہ لوہے کو پانی لگنے سے زنگ لگ جاتا ہے پوچھا گیا کہ حضورؐ ان کی صفائی کی کیا صورت ہے آپ نے فرمایا کہ موت کو کثرت سے یاد کرنا اور قرآن پاک کی تلاوت کرنا۔

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

یعنی گناہوں کی کثرت اور اللہ جل شانہ کی یاد سے غفلت کی وجہ سے دلوں پر بھی زنگ لگ جاتا ہے اور کلام پاک کی تلاوت اور موت کی یاد ان کے جلا کے لیے صیقل کا کام دیتے ہیں دل کی مثال ایک آئینہ کی سی ہے جتنا وہ گندہ ہوگا معرفت کا عکس اس میں کم ہوگا اور جس قدر صاف شفاف ہوگا اسی قدر اس میں معرفت کا عکس واضح ہوگا اس لیے آدمی جس قدر معاصی شہوانیہ، شیطانیہ میں مبتلا ہوگا اسی قدر معرفت سے دور ہوگا

اس آئینہ کے صاف کرنے کے لیے مشائخ سلوک ریاضات و مجاہدات، ذکر و اشغال تجویز فرماتے ہیں۔ احادیث میں وارد ہوا ہے کہ جب بندہ گناہ کرتا ہے تو ایک سیاہ نقطہ اس کے قلب میں پڑ جاتا ہے۔ اگر وہ سچی توبہ کر لیتا ہے تو وہ نقطہ زائل ہو جاتا ہے اور اگر دوسرا گناہ کر لیتا ہے تو دوسرا نقطہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سے اگر گناہوں میں بڑھتا رہتا ہے تو شدہ شدہ ان نقطوں کی کثرت سے دل بالکل سیاہ ہو جاتا ہے، پھر اس کے بعد خیر کی رغبت ہی نہیں رہتی، بلکہ شر ہی کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنْہُ۔

اسی طرح قرآن پاک کی اس آیت میں اشارہ ہے کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِہِمْ مَّا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ ایسا نہیں بلکہ ان کے قلوب پر زنگ جمادیا ان کی بداعمالیوں نے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دو واعظ چھوڑے ہیں ایک بولنے والا دوسرا خاموش، بولنے والا قرآن شریف ہے اور خاموش موت کی یاد۔ حضور کا ارشاد سر آنکھوں پر، مگر واعظ تو اس کے لیے ہوتے ہیں جو نصیحت قبول کرے، نصیحت کی ضرورت سمجھے، یہاں سرے سے دین ہی بیکار ہو، ترقی کی راہ میں مانع ہو، وہاں نصیحت کی ضرورت کیا، نصیحت کرے گا کیا۔ حسن بصری کہتے ہیں کہ پہلے لوگ قرآن شریف کو اللہ کا فرمان سمجھتے تھے، رات بھر اس میں غور و تدبر کرتے تھے اور دن میں اس پر عمل کرتے تھے اور تم لوگ اس کے حروف اور زیر زبر تو بہت درست کرتے ہو مگر اس کو فرمانِ شاہی نہیں سمجھتے، اس میں غور و تدبر نہیں کرتے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِکُلِّ شَیْءٍ شَرَفًا یَتَبَاہَوْنَ بِہٖ وَاِنَّ بَہَاءَ اُمَّتِیْ وَشَرَفَہَا الْقُرْاٰنُ رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ۔	حضرت عائشہؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتی ہیں کہ ہر چیز کے لیے کوئی شرافت و افتخار ہوا کرتا ہے جس سے وہ تفاخر کیا کرتا ہے میری امت کی رونق اور افتخار قرآن شریف ہے۔

یعنی لوگ اپنے آباء و اجداد سے، خاندان سے اور اسی طرح بہت سی چیزوں سے

اپنی شرافت و بڑائی ظاہر کیا کرتے ہیں، میری امت کے لیے ذریعۂ افتخار کلام اللہ شریف ہے کہ اس کے پڑھنے سے اس کے یاد کرنے سے، اس کے پڑھانے سے، اس پر عمل کرنے غرض اس کی ہر چیز قابلِ افتخار ہے اور کیوں نہ ہو کہ محبوب کا کلام ہے آقا کا فرمان ہے۔ دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا شرف بھی اس کے برابر نہیں ہو سکتا، نیز دنیا کے جس قدر کمالات ہیں وہ آج نہیں تو کل زائل ہونے والے ہیں لیکن کلام پاک کا شرف و کمال دائمی ہے، کبھی ختم ہونے والا نہیں ہے۔ قرآن شریف کے چھوٹے چھوٹے اوصاف بھی ایسے ہیں کہ افتخار کے لیے ان میں کا ہر ایک کافی ہے چہ جائیکہ اس میں وہ سب اوصاف کامل طور پر پائے جاتے ہیں، مثلاً اس کی حسنِ تالیف، حسنِ سیاق، الفاظ کا تناسب، کلام کا ارتباط، گذشتہ اور آئندہ واقعات کی اطلاع، لوگوں کے متعلق ایسے حکم کہ وہ اگر اس کی تکذیب بھی کرنا چاہیں تو نہ کر سکیں، جیسے کہ یہود کا باوجود ادعائے محبت کے موت کی تمنا نہ کر سکنا، نیز سننے والے کا اس سے متاثر ہونا، پڑھنے والے کا کبھی نہ اکتانا، حالانکہ ہر کلام خواہ وہ کتنا ہی دل کو پیارا معلوم ہوتا ہو، مجنون بنا دینے والے محبوب کا خط ہی کیوں نہ ہو، دن میں دس دفعہ پڑھنے سے دل اکتا جاتا ہے تو بیس دفعہ سے اکتا جائے گا، بیس سے نہ سہی چالیس سے اکتا دے گا، بہر حال اکتا دے گا، مگر کلام پاک کا کوئی پاؤ یاد کیجیے، دو سو مرتبہ پڑھیے، چار سو مرتبہ پڑھیے، عمر بھر پڑھتے رہیے، دل کبھی نہ اکتا دے گا، اگر کوئی عارض پیش آ جاوے تو وہ خود عارضی ہوگا اور جلد زائل ہو جانے والا، جتنی کثرت کیجیے اتنی ہی حلاوت اور لذت میں اضافہ ہوگا، وغیرہ وغیرہ۔ یہ امور ایسے ہیں کہ اگر کسی کلام میں ان میں سے ایک بھی پایا جاوے خواہ پورے طور سے نہ ہو تو اس پر کتنا افتخار کیا جاتا ہے، چہ جائیکہ کسی کلام میں یہ سب کے سب امور علیٰ وجہ الکمال پائے جاتے ہوں تو اس سے کتنا فخر ہوگا۔ اس کے بعد ایک لمحہ ہمیں اپنی حالت پر بھی غور کرنا ہے۔ ہم میں سے کتنے لوگ ہیں جن کو اپنے حافظِ قرآن ہونے پر فخر ہے، ہمارے یہاں کسی کا حافظِ قرآن ہونا باعثِ شرف ہے، ہماری شرافت، ہمارا افتخار اونچی اونچی ڈگریوں سے، بڑے بڑے القاب سے، دنیوی جاہ و جلال اور مرنے کے بعد چھوٹ جانے والے مال و متاع

[illegible] فی الدر [illegible]

۴۔ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَوْصِنِیْ قَالَ عَلَیْکَ بِتَقْوَی اللّٰہِ فَاِنَّہٗ رَأْسُ الْاَمْرِ کُلِّہٖ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ زِدْنِیْ قَالَ عَلَیْکَ بِتِلَاوَۃِ الْقُرْاٰنِ فَاِنَّہٗ نُوْرٌ لَکَ فِی الْاَرْضِ وَذُخْرٌ لَکَ فِی السَّمَاءِ۔

(رواہ ابن حبان فی صحیحہ فی حدیث طویل)

ابوذرؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضورؐ سے درخواست کی کہ مجھے کچھ وصیت فرمادیں۔ حضورؐ نے فرمایا تقویٰ کا اہتمام کرو کہ تمام امور کی جڑ ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اس کے ساتھ کچھ اور بھی ارشاد فرمادیں تو حضورؐ نے فرمایا کہ تلاوتِ قرآن کا اہتمام کرو کہ دنیا میں نور ہے اور آسمان میں ذخیرہ ہے۔

تقویٰ حقیقت میں تمام امور کی جڑ ہے جس دل میں اللہ کا ڈر پیدا ہو جاوے اس سے کوئی معصیت صادر نہیں ہوتی اور نہ پھر اس کو کسی قسم کی تنگی پیش آتی ہے وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ جو شخص تقویٰ حاصل کرے تو اللہ جل شانہ اس کے لیے ہر تنگی میں کوئی راستہ نکال دیتے ہیں اور اس طرح سے رزق پہنچاتے ہیں کہ اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔

کلام اللہ کا نور ہونا پہلی روایات سے بھی معلوم ہو چکا۔ شرح احیاء میں معرفت [illegible] سے حضرت [illegible] کے واسطے سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ذکر کیا ہے کہ جن گھروں میں کلام پاک کی تلاوت کی جاتی ہے وہ مکانات آسمان والوں کے لیے ایسے چمکتے ہیں جیسے زمین والوں کے لیے آسمان پر ستارے۔ یہ حدیث ترغیب وغیرہ میں اتنی ہی مختصر ہے۔ اصل روایت بہت طویل ہے جس کو ابن حبان وغیرہ نے [illegible] اور سیوطی نے بھی مختصر الفاظ میں [illegible] ہے [illegible] چونکہ یہ حدیث بہت سے ضروری مضامین پر [illegible] ہے اس لیے اس حدیث کا مناسب حصہ ترجمہ کیا جاتا ہے جو حسب ذیل ہے۔

ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ حق تعالیٰ شانہ نے کس قدر کتابیں نازل فرمائی ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ سو صحیفے

اور چار کتابیں۔ پچاس صحیفے حضرت شیث علیہ السلام پر اور تیس صحیفے حضرت ادریس علیہ السلام پر اور دس صحیفے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور دس صحیفے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات سے پہلے اور ان کے علاوہ چار کتابیں تورات، انجیل، زبور، اور قرآن شریف نازل فرمائی ہیں۔ میں نے پوچھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں میں کیا چیز تھی، ارشاد فرمایا کہ وہ سب ضرب الامثال تھیں۔ مثلاً او متسلط و مغرور بادشاہ میں نے تجھ کو دنیا میں اس لئے نہیں بھیجا تھا کہ تو علیہ پر علیہ جمع کرتا رہے۔ میں نے تجھے اس لئے بھیجا تھا کہ مجھ تک مظلوم کی فریاد نہ پہنچنے دے تو پہلے ہی اس کا انتظام کر دے اس لئے کہ میں مظلوم کی فریاد کو رد نہیں کرتا گو وہ کافر ہی کیوں نہ ہو۔ بندہ ناچیز کہتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے صحابہ کو امیر بنا کر بھیجتے تھے تو منجملہ اور نصیحتوں کے اس کا بھی اہتمام سے فرمایا کرتے تھے۔ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّهٗ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ۔ مظلوم کی بددعا سے بچیو اس لئے کہ اس کے اور اللہ جل شانہ کے درمیان میں حجاب اور واسطہ نہیں ہے

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از در حق بہر استقبال می آید!

نیز ان صحیفوں میں یہ بھی تھا کہ عاقل کے لئے ضروری ہے جب تک کہ وہ مغلوب العقل نہ ہو جاوے کہ اپنے تمام اوقات کو تین حصوں پر منقسم کرے۔ ایک حصہ میں اپنے رب کی عبادت کرے اور ایک حصہ میں اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور سوچے کہ کتنے کام اچھے کیے اور کتنے برے، اور ایک حصہ کو کسب حلال میں خرچ کرے۔ عاقل پر یہ بھی ضروری ہے کہ اپنے اوقات کی نگہداشت کرے۔ اپنے حالات کی درستگی کی فکر میں رہے اپنی زبان کی فضول گوئی اور بے کار گفتگو سے حفاظت کرے جو شخص اپنے کلام کا محاسبہ کرتا رہے گا اس کی زبان بے کار کلام میں کم چلے گی۔ عاقل کے لئے ضروری ہے کہ تین چیزوں کے علاوہ سفر نہ کرے، یا آخرت کے لئے توشہ مقصود ہو یا کچھ فکر معاش ہو یا لذت کی تحصیل کہ مباح ہو۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ حضرت موسیٰ کے

علیہ السلام کے صحیفوں میں کیا چیز تھی؟ ارشاد فرمایا کہ سب کی سب عبرت کی باتیں تھیں مثلاً میں تعجب کرتا ہوں اس شخص پر کہ جس کو موت کا یقین ہو پھر کسی بات پر خوش ہو (اس لیے کہ جس شخص کو یقین ہو جاوے کہ مجھے جانکنی کا الم ہونا ہے عنقریب سولی پر چڑھنا ہے اس کو کسی چیز سے خوشی نہیں ہو سکتی) میں تعجب کرتا ہوں اس شخص پر کہ اس کو موت کا یقین ہے پھر وہ ہنستا ہے۔ میں تعجب کرتا ہوں اس شخص پر جو دنیا کے حوادث، تغیرات انقلابات ہر وقت دیکھتا ہے پھر دنیا پر اطمینان کر لیتا ہے۔ میں تعجب کرتا ہوں اس شخص پر جس کو قیامت میں حساب کا یقین ہے پھر نیک اعمال نہیں کرتا۔ میں تعجب کرتا ہوں اس شخص پر جس کو تقدیر کا یقین ہے پھر رنج و مشقت میں پڑتا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو کچھ وصیت فرمائیے۔ حضور نے سب سے اول تقویٰ کی وصیت فرمائی اور فرمایا کہ یہ تمام امور کی بنیاد اور جڑ ہے۔ میں نے عرض کیا کہ کچھ اور بھی اضافہ فرما دیجیے تو ارشاد فرمایا کہ تلاوت قرآن اور ذکر اللہ کا اہتمام کر کہ یہ دنیا میں نور ہے اور آسمان میں ذخیرہ ہے۔ میں نے اور اضافہ چاہا تو ارشاد ہوا کہ زیادہ ہنسی سے احتراز کر کہ اس سے دل مر جاتا ہے اور چہرہ کی رونق جاتی رہتی ہے (یعنی ظاہر و باطن دونوں کو نقصان پہنچاتا ہے)۔ میں نے اور اضافہ کی درخواست کی تو ارشاد ہوا کہ جہاد کا اہتمام کر کہ یہ میری امت کی رہبانیت ہے (راہب پہلی امتوں میں وہ لوگ کہلاتے تھے جو دنیا سے سب تعلقات منقطع کر کے اللہ والے بن جاویں)۔ میں نے اور اضافہ چاہا تو ارشاد فرمایا کہ غرباء اور مساکین کے ساتھ میل جول رکھ ان کو دوست بنا ان کے پاس بیٹھا کر۔ میں نے اور اضافہ چاہا تو ارشاد ہوا کہ اپنے سے کم درجہ والے پر نگاہ رکھ اپنے سے اوپر کے درجہ والوں کو مت دیکھ کہ اس سے اللہ کی نعمتوں کی جو تجھ پر ہیں تحقیر پیدا ہو گی۔ میں نے اور اضافہ چاہا تو ارشاد ہوا کہ تجھ کو اپنے عیوب دوسروں کی عیب جوئی سے روک دیں اور ان کے عیوب پر اطلاع کی کوشش مت کر کہ تو خود ان میں مبتلا ہے۔ تجھ کو عیب لگانے کے لیے یہی کافی ہے کہ تو لوگوں میں ایسے عیب پہچانے جو خود تجھ میں موجود ہیں اور تو ان سے بے خبر ہے اور [illegible]

پڑھ سکیں پڑھ خود کرتا ہے۔ پھر حضورؐ نے اپنا دست مبارک میرے سینہ پر مار کر کہا کہ ابوذر تدبیر کے برابر کوئی عقلمندی نہیں اور ناجائز امور سے بچنے کے برابر کوئی تقویٰ نہیں اور خوش خلقی سے بڑھ کر کوئی شرافت نہیں اھ۔ اس میں خلاصہ اور مطلب کا زیادہ لحاظ کیا گیا ہے تمام الفاظ کے ترجمہ کا لحاظ نہیں رکھا گیا۔

۲۲۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِیْ بَیْتٍ مِّنْ بُیُوْتِ
اللّٰهِ یَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ وَیَتَدَارَسُوْنَهٗ
بَیْنَهُمْ اِلَّا نَزَلَتْ عَلَیْهِمُ
السَّكِیْنَةُ وَغَشِیَتْهُمُ الرَّحْمَةُ
وَحَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ
فِیْمَنْ عِنْدَهٗ

ابوہریرہؓ نے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے
یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ کوئی قوم اللہ کے گھروں
میں سے کسی گھر میں مجتمع ہو کر تلاوتِ کلام اللہ
اور اس کا دور نہیں کرتی مگر ان پر سکینہ نازل
ہوتی ہے اور رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور
ملائکہ رحمت ان کو گھیر لیتے ہیں اور حق تعالیٰ
شانہ ان کا ذکر ملائکہ کی مجلس میں فرماتے ہیں۔

(رواہ مسلم و ابوداؤد)

اس حدیث شریف میں مکاتب مدارس دینیہ کی خاص فضیلت ذکر فرمائی ہے کہ بہت سی نوع کے اکرام ان کیلئے مذکور ہیں جن میں سے ہر ایک ایسا ہے کہ جس کے حاصل کرنے میں اگر کوئی شخص اپنی تمام زندگی خرچ کردے تب بھی ارزاں ہے چہ جائیکہ ایسے متعدد انعامات فرمائے جاتے ہیں۔ بالخصوص آخری فضیلت کہ حق تعالیٰ کا یاد کرنا کی مجلس میں یاد ایک ایسی نعمت ہے جس کا مقابلہ کوئی چیز بھی نہیں کرسکتی۔

سکینہ کا نازل ہونا متعدد روایات میں وارد ہوا ہے۔ اس کے مصداق میں مشائخ حدیث کے چند اقوال ہیں لیکن ان میں کوئی ایسا اختلاف نہیں کہ جس سے تعارض سمجھا جائے بلکہ سب کا مجموعہ بھی مراد ہو سکتا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے سکینہ کی تفسیر یہ نقل کی گئی ہے کہ وہ ایک خاص ہوا ہے جس کا چہرہ آدمی کے چہرہ جیسا ہوتا ہے۔ علامہ سدی سے نقل کیا گیا ہے کہ جنت کے ایک طشت کا نام ہے جو سونے کا ہے جس میں انبیاء علیہم السلام کے قلوب کو غسل دیا جاتا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ خاص رحمت ہے۔ طبری اس کو

بعض نے کہا ہے کہ اس سے سکونِ قلب مراد ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ طمانیت مراد ہے۔ بعض نے اس کی تفسیر وقار سے کی ہے تو کسی نے ملائکہ سے، بعض نے اور بھی اقوال کہے ہیں۔ حافظ کی رائے فتح الباری میں یہ ہے کہ سکینہ کا اطلاق سب پر آتا ہے۔ نووی نے کہا ہے کہ یہ کوئی ایسی چیز ہے جو باعث ہے طمانیت رحمت وغیرہ کو اور ملائکہ کے ساتھ نازل ہوتی ہے۔ کلام اللہ شریف میں ارشاد ہے فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ دوسری جگہ ارشاد ہے هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ ایک جگہ ارشاد ہے فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ۔ غرض متعدد آیات میں اس کا ذکر ہے اور احادیث میں متعدد روایات میں اس کی بشارت فرمائی گئی ہے۔ احیاء میں نقل کیا ہے ابن ثوبان نے اپنے کسی عزیز سے اس کے ساتھ افطار کا وعدہ کیا مگر دوسرے دن صبح کے وقت پہنچے۔ انھوں نے شکایت کی تو کہا کہ اگر میرا تم سے وعدہ نہ ہوتا تو ہرگز نہ بتلاتا کہ کیا مانع پیش آیا۔ مجھے اتفاقاً دیر ہو گئی تھی کہ عشاء کی نماز کا وقت آگیا۔ خیال ہوا کہ اس کے ساتھ ہی وتر بھی پڑھ لوں کہ موت کا اطمینان نہیں، کبھی رات میں مر جاؤں اور وہ ذمہ رہ جائیں۔ میں دعائے قنوت پڑھ رہا تھا کہ مجھے جنت کا ایک سبز باغ نظر آیا جس میں جنت کے پھول وغیرہ تھے۔ اس کے دیکھنے میں ایسا مشغول ہوا کہ صبح ہو گئی۔ اس قسم کے بیشمار واقعات ہیں جو بزرگوں کے حالات میں درج ہیں لیکن ان کا ظہور اسی وقت ہوتا ہے جب ماسوا سے انقطاع ہو جاوے اور ادھر کی جانب توجہ کامل ہو جاوے۔

ملائکہ کا نازل ہونا بھی متعدد روایات میں وارد ہوا ہے۔ اُسید بن حضیرؓ کا مشہور قصہ حدیث میں آتا ہے کہ انھوں نے تلاوت کرتے ہوئے اپنے اوپر ایک ابر سا دیکھا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ یہ ملائکہ تھے جو قرآن شریف سننے کے لیے آئے تھے جو ان کی وجہ سے ابر سا معلوم ہوتے تھے۔ ایک صحابی کو ایک مرتبہ ابر سا محسوس ہوا، حضورؐ نے فرمایا کہ یہ سکینہ تھی یعنی رحمت جو قرآن شریف کی وجہ سے نازل ہوئی تھی۔ مسلم شریف میں یہ حدیث زیادہ مفصل آئی ہے جس میں اور بھی مضامین ہیں۔ منجملہ ان کے ایک جملہ

یہ بھی زیادہ ہے۔ مَنْ بَطَّأَ بِهٖ عَمَلُهٗ لَمْ يُسْرِعْ بِهٖ نَسَبُهٗ (جس شخص کو اس کے برے اعمال رحمت سے دور کریں، اسکا عالی نسب ہونا اسکو رحمت سے قریب نہیں کر سکتا)۔ ایک شخص جو پشتانی شریف النسب ہے مگر فسق و فجور میں مبتلا ہے وہ اللہ کے نزدیک اس رذیل اور کم ذات مسلمان کی برابری کیسے کر سکتا جو متقی اور پرہیزگار ہے۔ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ۔

۲۲۔ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكُمْ لَا تَرْجِعُوْنَ اِلَى اللّٰهِ بِشَیْءٍ اَفْضَلَ مِمَّا خَرَجَ مِنْهُ يَعْنِي الْقُرْاٰنَ

ابوذرؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ تم لوگ اللہ جل شانہ کی طرف رجوع اور اس کے یہاں تقرب اس چیز سے بڑھ کر کسی اور چیز سے حاصل نہیں کر سکتے جو خود حق سبحانہ سے نکلی ہے یعنی کلام پاک۔

رواه الحاكم وصححه وابو داؤد في مراسيله عن جبير بن نفير والترمذي عن ابي امامة بمعناه

متعدد روایات سے یہ مضمون ثابت ہے کہ حق تعالیٰ شانہ کے دربار میں کلام پاک سے بڑھ کر تقرب کسی چیز سے حاصل نہیں ہوتا۔ امام احمد بن حنبلؒ کہتے ہیں کہ میں نے حق سبحانہ کی خواب میں زیارت کی تو پوچھا کہ سب سے بہتر چیز جس سے آپ کے دربار میں تقرب ہو کیا ہے۔ ارشاد ہوا کہ احمد میرا کلام ہے۔ میں نے عرض کیا کہ سمجھ کر یا بلا سمجھے۔ ارشاد ہوا کہ سمجھ کر پڑھے یا بلا سمجھے دونوں طرح موجب تقرب ہے۔ اس حدیث شریف کی توضیح اور تلاوت کلام پاک کا سب سے بہتر طریقہ تقرب ہونے کی تشریح حضرت بقیۃ السلف حجۃ الخلف مولانا شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی نور اللہ مرقدہٗ کی تفسیر سے مستنبط ہوتی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ سلوک الی اللہ یعنی مرتبۂ احسان جو عبادت میں حق تعالیٰ کی حضوری کا نام ہے جو تین طریقوں سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اول تصور جس کو شرع میں تفکر و تدبر سے تعبیر کرتے ہیں اور صوفیاء کے یہاں مراقبہ سے۔ دوسرا ذکر لسانی، تیسرا کلام پاک۔ سب سے اول طریقہ بھی چونکہ ذکر قلبی ہے اس لئے در اصل دو ہی ہیں۔ اول ذکر عام ہے کہ زبانی ہو یا قلبی، دوسرے تلاوت۔ سو جس لفظ کو

سبحانہ وتقدس پر ہوگا اور اس کو بار بار دہرایا جاوے گا جو کہ ذکر کا حاصل ہے تو مذکر کے اس ذات کی طرف توجہ اور التفات کا سبب ہوگا اور گویا وہ ذات مستحضر ہوگی اور استحضار کے دوام ہی کا نام معیت ہے جس کو اس حدیث شریف میں ارشاد فرمایا ہے لَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اَحْبَبْتُہٗ فَکُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ وَ بَصَرَہُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِہٖ وَیَدَہُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِہَا (الحدیث) حق سبحانہ وتقدس کا ارشاد ہے کہ بندہ نفل عبادتوں کے ساتھ میرے ساتھ تقرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں بھی اس کو محبوب بنالیتا ہوں حتی کہ میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور ہاتھ جس سے وہ کسی چیز کو پکڑتا ہے اور پاؤں جس سے وہ چلتا ہے یعنی جب بندہ کثرت عبادت سے حق تعالیٰ شانہ کا مقرب بن جاتا ہے تو حق تعالیٰ شانہ اس کے اعضاء کے محافظ بن جاتے ہیں اور آنکھ کان وغیرہ سب مرضی آقا کے تابع ہوجاتے ہیں اور نفل عبادات کی کثرت اس لئے ارشاد فرمائی کہ فرائض متعینہ ہیں جن میں کثرت نہیں ہوتی اور اس کے لئے ضرورت ہے دوام استحضار کی ہے جیسا کہ پہلے معلوم ہوچکا لیکن تقرب کا یہ ذریعہ صرف اسی محبوب کی پاک ذات کے لئے ہے اگر کوئی چاہے کہ کسی دوسرے کے نام کی تسبیح پڑھ کر اس سے تقرب حاصل کرے تو یہ ممکن نہیں اس وجہ سے کہ اس قسم کے تقرب میں جیسا کہ ظاہر ہوا اس میں دو باتوں کا پایا جانا ضروری ہے اول یہ کہ اس کا علم محیط ہو ذاکرین کے نفسی اور زبانی اذکار کو اگرچہ وہ مختلف زبانوں اور مختلف اوقات میں ذکر کریں دوسرے یہ کہ ذکر کرنے والے کے مذکر میں تجلی اور اس کے پکڑ بیٹھنے کی قدرت ہو جس کو عرف میں دُنُو اور تدلی، نزول اور قرب سے تعبیر کرتے ہیں اور یہ دونوں باتیں چونکہ اسی صاحب میں پائی جاتی ہیں اس لئے طریق بالا سے تقرب بھی صرف اسی پاک ذات سے حاصل ہو سکتا ہے اور اسی کی طرف اس حدیث قدسی میں اشارہ ہے جس میں ارشاد ہے مَنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ اِلَیْہِ ذِرَاعًا (الحدیث) جو شخص میری طرف ایک بالشت نزدیک ہوتا ہے تو میں اس کی طرف ایک ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور

جو شخص میری طرف ایک ہاتھ آتا ہے میں اس کی طرف ایک باع آتا ہوں، یعنی دونوں ہاتھوں کی لمبائی کے بقدر، اور جو شخص میری طرف معمولی رفتار سے آتا ہے میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں، یہ سب تشبیہات سمجھانے کے لئے ہیں ورنہ حق سبحانہ وتقدس چلنے وغیرہ سب سے منزہ ہیں مقصود یہ ہے کہ حق سبحانہ وتقدس اپنے یاد کرنے اور ڈھونڈنے والوں کی طرف ان کی طلب وترقی سے زیادہ توجہ اور نزول فرماتے ہیں اور یہی ہونا بھی چاہئے کریم کا مقتضا یہی ہے پس جبکہ یاد کرنے والوں کی طرف یاد کرنے میں دوام ہے تو پاک آقا کی طرف سے توجہ اور نزول میں دوام ہوتا ہے کہ اس کا ہر ہر حرف اس کی کوئی آیت ذکر وتوجہ الی اللہ سے خالی نہیں، اسی لئے یہی بات اس آیت میں پائی جاتی ہے اور نیز ایک امر سب سے زیادہ ہے جو زیادتی قرب کا سبب ہے وہ یہ کہ یہ کلام محبوب کی صفات و اوصاف اپنے اندر لئے ہوئے ہوتا ہے اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ مثلاً فحش اشعار اور گندے مضامین کے اثرات پڑھنے والے پر ہوتے ہیں اور اخیار کے نیک مضامین کے اثرات پیدا ہوتے ہیں اسی وجہ سے منطقی مزاج سے دو سے نخوت تکبر پیدا ہوتا ہے اور حدیث کی کثرت مزاولت سے تواضع پیدا ہوتی ہے اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ انگریزی محض زبان ہونے میں دونوں برابر ہیں لیکن جن کی کتب پڑھائی جاتی ہیں ان کے مختلف اثرات سے اثر میں بھی اختلاف ہوتا ہے اسی وجہ سے چونکہ کلام میں متکلم کے اثرات پائے جاتے ہیں اس لئے یہ امر ضروری ہے کہ کلام اللہ کی کثرت کی وجہ سے وہ اثرات اس کے ساتھ مناسبت پیدا ہوجانا یقینی ہے، نیز ہر مصنف کا قاعدہ ہے کہ جب کوئی شخص اس کی تصنیف کا اہتمام کرتا ہے تو مصنف کی طرف التفات اور توجہ ہوا کرتی ہے اسی طرح شاغلین کلام اللہ و رفقاء وسائل کی طرف حق سبحانہ وتقدس کی زیادتی توجہ بھی بدیہی اور یقینی ہے جو زیادتی قرب کا سبب ہوتی ہے۔ آقا مجھ کو بھی اپنے کرم سے لطف اس لطف سے نوازیں اور متمتع فرمائیں۔

(۲۲) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ لِلّٰہِ اَھْلِیْنَ مِنَ النَّاسِ قَالُوْا مَنْ ھُمْ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ اَهْلِيْنَ مِنَ النَّاسِ قَالُوْا مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَهْلُ الْقُرْاٰنِ هُمْ اَهْلُ اللّٰهِ وَخَاصَّتُهُ

(رواه النسائی وابن ماجة والحاكم واحمد)

نقل کیا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ کے لیے لوگوں میں سے بعض لوگ خاص گھر کے لوگ ہیں صحابہ نے عرض کیا کہ وہ کون لوگ ہیں ارشاد فرمایا کہ قرآن شریف والے کہ وہ اللہ کے اہل ہیں اور خواص ہیں۔

قرآن والے وہ لوگ ہیں جو ہر وقت کلام پاک میں مشغول رہتے ہوں، اس کے ساتھ خصوصیت رکھتے ہوں ان کا اللہ کے اہل اور خواص ہونا ظاہر ہے اور گذشتہ مضمون سے واضح ہو گیا کہ جب یہ ہر وقت کلام پاک میں مشغول رہتے ہیں تو الطاف باری بھی ہر وقت ان کی طرف متوجہ رہتے ہیں اور جو لوگ ہر وقت کے پاس رہنے والے ہوتے ہیں وہ اہل خاص ہوتے ہی ہیں کس قدر بڑی فضیلت ہے کہ ذرا سی محنت و مشقت سے اللہ والے بنتے ہیں، اللہ کے اہل شمار کیے جاتے ہیں اور اس کے گھر والے ہونے کا شرف حاصل ہو جاتا ہے، دنیوی دربار میں شرف داخلہ کی اجازت کے لیے، ممبروں میں صرف شمول کے لیے کس قدر جانی و مالی قربانی کی جاتی ہے، ووٹروں کے ساتھ خوشامد کرنی پڑتی ہے ذلتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں اور اس کو سب کچھ سمجھا جاتا ہے لیکن قرآن شریف کی محنت کو بیکار سمجھا جاتا ہے ع

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

(۲۵) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَذِنَ اللّٰهُ لِشَیْءٍ مَا اَذِنَ لِنَبِیٍّ يَتَغَنّٰى بِالْقُرْاٰنِ

(رواه البخاری ومسلم)

ابوہریرہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ حق سبحانہ تقدس کسی کی طرف توجہ نہیں فرماتے جتنا کہ اس نبی کی آواز کو توجہ سے سنتے ہیں جو کلام الٰہی خوش الحانی سے پڑھتا ہو۔

ف: مطلب یہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہ اپنے کلام کی طرف خصوصیت سے توجہ فرماتے ہیں۔ چنانچہ انبیاء چونکہ آداب تلاوت کو کماحقہ ادا کرتے ہیں اس لیے ان

کی طرف اور زیادہ توجہ ہونا بھی ظاہر ہے پھر جب کہ حسنِ آواز اس کے ساتھ مل جاوے تو سونے پر سہاگہ ہے جتنی بھی توجہ ہو ظاہر ہے اور انبیاء کے بعد الافضل فالافضل حسب حیثیت پڑھنے والے کی طرف توجہ ہوتی ہے۔

۲۶۔ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُ اَشَدُّ اُذُنًا اِلٰى قَارِئِ الْقُرْاٰنِ مِنْ صَاحِبِ الْقَيْنَةِ اِلٰى قَيْنَتِهٖ

فضالہ ابن عبیدؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ قاری کی آواز کی طرف اس شخص سے زیادہ کان لگاتے ہیں جو اپنی گانے والی باندی کا گانا سن رہا ہو۔

(رواہ ابن ماجۃ وابن حبان والحاکم کذا فی شرح الاحیاء قلت وقال الحاکم صحیح علی شرطہما واقرہ الذہبی)

گانے کی آواز کی طرف فطرۃً اور طبعاً توجہ ہوتی ہے مگر شرعی روک کی وجہ سے دیندار لوگ ادھر متوجہ نہیں ہوتے لیکن گانے والی اپنی مملوکہ ہو تو اس کا گانا سننے میں کوئی شرعی نقص بھی نہیں اس لیے اس طرف کامل توجہ ہوتی ہے البتہ کلام پاک میں یہ ضروری ہے کہ گانے کی آواز میں نہ پڑھا جائے۔ احادیث میں اس کی ممانعت آئی ہے۔ ایک حدیث میں ہے اِيَّاكُمْ وَلُحُوْنَ اَهْلِ الْعِشْقِ (الحدیث) یعنی اس سے بچو کہ جس طرح عاشق غزلوں کو آواز بنا بنا کر موسیقی قوانین پر پڑھتے ہیں اس طرح مت پڑھو۔ مشائخ نے لکھا ہے کہ اس طرح کا پڑھنے والا فاسق اور سننے والا گنہگار ہے مگر گانے کے قواعد کی رعایت کیے بغیر خوش آوازی مطلوب ہے۔ حدیث میں متعدد جگہ اس کی ترغیب آئی ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہے کہ اچھی آواز سے قرآن شریف کو مزین کرو، ایک جگہ ارشاد ہے کہ اچھی آواز سے کلام اللہ شریف کا حسن دوبالا ہو جاتا ہے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب غنیہ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعودؓ ایک مرتبہ کوفہ کے نواح میں جا رہے تھے کہ ایک جگہ فساق کا مجمع ایک گھر میں جمع تھا۔ ایک گویا جس کا نام زاذان تھا گا رہا تھا اور سارنگی بجا رہا تھا۔ ابن مسعودؓ نے اس کی آواز سن کر ارشاد فرمایا کیا ہی اچھی آواز تھی اگر قرآن شریف کی تلاوت میں ہوتی اور اپنے سر پر کپڑا ڈال کر

گذرے ہوئے چلے گئے، زاذان نے ان کو بولتے ہوئے دیکھا۔ لوگوں سے پوچھنے پر معلوم ہوا کہ عبداللہ بن مسعودؓ صحابی ہیں اور یہ ارشاد فرما گئے، اس پر اس مقولہ کی کچھ ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ حد نہیں۔ قصہ مختصر کہ وہ اپنے سب آلات توڑ کر ابن مسعودؓ کے پیچھے لگ لیے اور امام وقت ہوئے۔ غرض متعدد روایات میں اچھی آواز سے تلاوت کی مدح آئی ہے مگر اس کے ساتھ ہی گانے کی آواز میں پڑھنے کی ممانعت آئی ہے جیسا کہ اوپر گذر چکا۔ حذیفہؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن شریف کو عرب کی آواز میں پڑھو، عشق بازوں اور یہود و نصاریٰ کی آواز میں مت پڑھو، عنقریب ایک قوم آنے والی ہے جو گانے اور نوحہ کرنے والوں کی طرح سے قرآن شریف کو بنا بنا کر پڑھے گی وہ تلاوت ذرا بھی ان کے لیے نافع نہ ہوگی خود بھی وہ لوگ فتنہ میں پڑیں گے اور جن کو وہ پڑھنا اچھا معلوم ہوگا ان کو بھی فتنہ میں ڈالیں گے۔ طاؤس کہتے ہیں کہ کسی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اچھی آواز سے پڑھنے کا کیا مطلب ہے؟ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص کہ جب تو اس کو تلاوت کرتے دیکھے تو یہ محسوس کرے کہ اس پر اللہ کا خوف ہے، یعنی اس کی آواز سے خوف محسوس ہوتا ہو۔ اس سب کے ساتھ اللہ جل شانہ کا بڑا انعام ہے کہ آدمی اپنی حیثیت و وسعت کے موافق امر کا مکلف ہے، چنانچہ حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے ایک فرشتہ اس کام پر مقرر کر رکھا ہے کہ جو شخص کلام پاک پڑھے اور کما حقہ اس کو درست نہ پڑھ سکے تو وہ فرشتہ اس کو درست کرنے کے بعد اوپر لے جاتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ لَا أُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ۔

(۲۰) عَنْ عُبَیْدَۃَ الْمُلَیْکِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا أَھْلَ الْقُرْآنِ لَا تَتَوَسَّدُوا الْقُرْآنَ وَاتْلُوْہُ حَقَّ تِلَاوَتِہٖ مِنْ آنَاءِ اللَّیْلِ وَالنَّھَارِ وَأَفْشُوْہُ وَتَغَنَّوْہُ

عبیدہ ملیکیؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ اے قرآن والو قرآن سے تکیہ نہ لگاؤ اور اس کی تلاوت شب و روز ایسی کرو جیسا کہ اس کا حق ہے اور اس کی اشاعت کرو اور اس کو اچھی آواز سے پڑھو

وَتَدَبَّرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ — اور اس کے معانی میں تدبر و تفکر کرو تاکہ تم فلاح کو

وَلَا تَعْجَلُوْا ثَوَابَهٗ فَاِنَّ لَهٗ ثَوَابًا — پہنچو اور اس کا بدلہ دنیا میں طلب نہ کرو

رواه البيهقي في شعب الايمان — کہ آخرت میں اس کے لیے بڑا اجر و بدلہ ہے

حدیث بالا میں چند امور ارشاد فرمائے ہیں۔ (۱) قرآن شریف سے تکیہ نہ لگاؤ۔ قرآن شریف سے تکیہ نہ لگانے کے دو مطلب ہیں۔ اول یہ کہ اس پر تکیہ نہ لگاؤ کہ یہ خلاف ادب ہے۔ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ قرآن پاک پر تکیہ لگانا، اس کی طرف پاؤں پھیلانا، اس کی طرف پشت کرنا، اس کو روندنا وغیرہ حرام ہے۔ دوسرے یہ کہ کنایہ ہے غفلت سے، کلام پاک برکت کے واسطے تکیہ ہی پر رکھا رہتا ہے جیسا کہ بعض مزارات پر [illegible] قبر کے سرہانے برکت کے واسطے طاق میں پڑا رہتا ہے۔ [illegible] بلکہ یہ ہے کہ اس کی تلاوت کی جائے۔ (۲) اور اس کی تلاوت کرو جیسا کہ اس کا حق ہے یعنی عظمت سے آداب کی رعایت رکھتے ہوئے خود کلام پاک میں بھی اس کی طرف متوجہ فرمایا ارشاد ہے اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ [illegible] جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کی تلاوت کرتے ہیں جیسا کہ اس کی تلاوت کا حق ہے الخ [illegible] جس طرح [illegible] (۳) اور اس کی اشاعت کرو [illegible] ترغیب سے [illegible] اس کی [illegible] اور اس کے [illegible] لیکن ہمارے روشن دماغ اس کے [illegible] رسول [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] قرآن پاک [illegible]

کہ اردو پڑھیں تمہیں اس پر غصہ ہے کہ مکتب کے میاں جی بچوں کی عمر ضائع کر دیتے ہیں
اس لیے ہم نہیں پڑھانا چاہتے۔ مسلّم وہ یقینا کوتاہی کرتے ہیں مگر ان کی کوتاہی سے آپ
سبکدوش ہو سکتے ہیں یا آپ پر سے قرآن پاک کی اشاعت کا فریضہ ہٹ جاتا ہے۔
نہیں ہو سکتے ہیں تو یہ فریضہ آپ پر عائد ہوتا ہے، وہ اپنی کوتاہی کے جواب دہ ہیں
مگر ان کی کوتاہی سے آپ بچوں کو جبراً قرآن پاک کے مکتب سے ہٹا دیں زمانہ کے
والدین پر نوٹس جاری کرائیں کہ وہ قرآن پاک حفظ یا ناظرہ پڑھانے سے مجبور ہیں اس کا
وبال آپ کی گردن پر ہے، یہی دق کا علاج سکھایا ہے نہیں تو اور کیا ہے۔ عدالت
میں دیں اپنے اس جواب کو اس لیے جبراً تعلیم قرآن سے ہٹا دیا کہ مکتب کے میاں جی بہت
بُری طرح سے پڑھاتے تھے آپ خود ہی سوچ لیجیے کہ کتنا وزنی عذر ہے۔ بنئے کی دکان پر
بیٹھنے کے واسطے اس کی تعلیم اہمیت رکھتی ہے، بحمد اللہ کہ میاں جی تعلیم قرآن سب سے
اہم ہے ۲ خوش آوازی سے پڑھے جیسا کہ اس سے پہلی حدیث میں گذر چکا۔ ۳ اس
کے معانی میں غور کرے، قرات سے جدا ہیں ان کی یا ہے حق سبحانہ وتقدس ارشاد فرماتے
ہیں اے میرے بندے تجھے شرم نہیں آتی تیرے پاس راستہ میں کسی دوست
کا خط آ جاتا ہے تو راستے سے ہٹ کر بیٹھ جاتا ہے۔ ایک ایک لفظ کو غور سے پڑھتا ہے
ایک ایک لفظ پر غور کرتا ہے یہ میری کتاب تجھ پر گزری ہے میں نے اس میں سب کچھ
واضح کر دیا ہے۔ بعض امور کو بار بار کہا ہے تاکہ اس پر غور کرے لیکن تو بے
پروائی سے اڑا دیتا ہے کیا میں تیرے نزدیک تیرے دوستوں سے بھی ذلیل ہوں اے
میرے بندے تیرے بعض دوست تیرے پاس بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں تو تو ہمہ تن ادھر
متوجہ ہو جاتا ہے۔ کان لگاتا ہے غور کرتا ہے کوئی بیچ میں تجھ سے بات کرنے لگتا ہے
تو تو اشارہ سے اس کو روکتا ہے منع کرتا ہے میں تجھ سے اپنے کلام سے
باتیں کرتا ہوں اور تو ذرا بھی متوجہ نہیں ہوتا۔ کیا میں نے تیرے نزدیک تیرے دوستوں سے
بھی زیادہ ذلیل بنا رکھا ہے۔ تدبر اور غور کرنے کے متعلق کچھ مقدمہ میں اور کچھ حدیث نمبر ۱
کے ذیل میں گزر چکا ہے۔ ۴ اور اس کا بلند ہونا بشرطیکہ [illegible]

نہ لو کہ آخرت میں اس کا بہت بڑا معاوضہ ملنے والا ہے۔ دنیا میں اگر اس کا معاوضہ لے لیا جاویگا تو ایسا ہے جیسا کہ روپوں کے بدلے کوئی شخص کوڑیوں پر راضی ہوجاوے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب میری امت دنیا و درہم کو بڑی چیز سمجھنے لگے گی تو اسلام کی ہیبت اس سے جاتی رہے گی اور جب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑ دے گی تو برکت وحی سے یعنی فہم قرآن سے محروم ہوجاوے گی، کذا فی الدر المنثور اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْہُ۔

۱۸۔ عَنْ وَاثِلَۃَ رَفَعَہٗ اُعْطِیْتُ مَکَانَ التَّوْرَاۃِ السَّبْعَ وَاُعْطِیْتُ مَکَانَ الزَّبُوْرِ الْمِئِیْنَ وَاُعْطِیْتُ مَکَانَ الْاِنْجِیْلِ الْمَثَانِیَ وَفُضِّلْتُ بِالْمُفَصَّلِ [illegible] کذا فی العزیزی

واثلہؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ مجھے توراۃ کے بدلہ میں سبع طوال ملی ہیں، اور زبور کے بدلہ میں مئین اور انجیل کے بدلہ میں مثانی اور مفصل مخصوص ہی میرے ساتھ۔

کلام پاک کی اوّل سات سورتیں طوال کہلاتی ہیں، اس کے بعد کی گیارہ سورتیں مئین کہلاتی ہیں، اس کے بعد کی بیس سورتیں مثانی اس کے بعد آخر تک مفصل، یہ مشہور قول ہے۔ بعض بعض سورتوں میں اختلاف ہے کہ طوال میں داخل ہیں یا مئین میں، اسی طرح مثانی میں داخل ہیں یا مفصل میں، مگر حدیث شریف کے مطلب و مقصود میں اس اختلاف سے کوئی فرق نہیں آتا، مقصود یہ ہے کہ جتنے کتب مشہورہ سابقہ پہلے نازل ہوئی تھیں ان سب کی نظیر قرآن شریف میں موجود ہے اور ان کے علاوہ مفصل اس کا ایک خاص مخصوص حصہ ہے جس کی مثال پہلی کتابوں میں نہیں ملتی۔

۱۹۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّؓ قَالَ جَلَسْتُ فِیْ عِصَابَۃٍ مِّنْ ضُعَفَاءِ الْمُھَاجِرِیْنَ وَاِنَّ بَعْضَھُمْ لَیَسْتَتِرُ بِبَعْضٍ مِّنَ الْعُرْیِ وَقَارِئٌ یَّقْرَاُ

ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ میں ضعفاء مہاجرین کی جماعت میں ایک مرتبہ بیٹھا ہوا تھا، ان کے پاس اتنا کپڑا بھی نہ تھا کہ جس سے اپنا بدن ڈھانپ سکیں بعض بعض کی آڑ کر رہے تھے

عَلَيْنَا إِذْ جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ عَلَيْنَا فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَكَتَ الْقَارِئُ فَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ مَا كُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ قُلْنَا كُنَّا نَسْتَمِعُ إِلٰى كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ مِنْ أُمَّتِيْ مَنْ أُمِرْتُ أَنْ أَصْبِرَ نَفْسِيْ مَعَهُمْ قَالَ فَجَلَسَ وَسْطَنَا لِيَعْدِلَ بِنَفْسِهٖ فِيْنَا ثُمَّ قَالَ بِيَدِهٖ هٰكَذَا فَتَحَلَّقُوْا وَبَرَزَتْ وُجُوْهُهُمْ لَهٗ فَقَالَ أَبْشِرُوْا يَا مَعْشَرَ صَعَالِيْكِ الْمُهَاجِرِيْنَ بِالنُّوْرِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ قَبْلَ أَغْنِيَآءِ النَّاسِ بِنِصْفِ يَوْمٍ وَذٰلِكَ خَمْسُ مِائَةِ سَنَةٍ (رواہ ابو داؤد)

اور ایک شخص قرآن شریف پڑھ رہا تھا کہ اتنے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے اور بالکل ہمارے قریب کھڑے ہوگئے حضور کے آنے پر قاری چپ ہوگیا تو حضور نے سلام کیا اور پھر دریافت فرمایا کہ تم لوگ کیا کر رہے تھے ہم نے عرض کیا کہ کلام اللہ شریف سن رہے تھے۔ حضور نے فرمایا کہ تمام تعریف اس اللہ کے لیے ہے جس نے میری امت میں ایسے لوگ پیدا فرمائے کہ مجھے ان میں ٹھہرنے کا حکم کیا گیا۔ اس کے بعد حضور ہمارے بیچ میں بیٹھ گئے تاکہ سب کے برابر میں رہیں کسی سے دور نہ ہوں۔ اس کے بعد سب کو حلقہ کرکے بیٹھنے کا فرمایا۔ سب حضور کی طرف منہ کرکے بیٹھ گئے۔ تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ اے فقراء مہاجرین تمہیں خوشخبری ہو قیامت کے دن نور کامل کی اور تم اغنیاء سے آدھے دن پہلے جنت میں داخل ہو گے اور یہ آدھا دن پانچ سو برس کے برابر ہوگا۔

ف: بدن سے ننگا ہونے کا مطلب ستر کے علاوہ ہے۔ مجمع میں ستر کے علاوہ دوسرے بدن کے کھلنے سے بھی جب شرم ہوا کرتی ہے اس لئے ایک دوسرے کے پیچھے بیٹھ جاتے تھے کہ بدن نظر نہ آوے حضور کے تشریف لانے کا اول قاری لوگوں کو اپنی مشغولی کی وجہ سے خبر نہ ہوئی لیکن جب حضور بالکل ہی قریب تشریف لے آئے تو معلوم ہوا تو قاری ادب کی وجہ سے خاموش ہو گئے۔

حضور کا دریافت فرمانا بہ اظہار مسرت کے لیے تھا ورنہ حضور تو [illegible] کو پہنچتے ہوئے دیکھ چکے تھے۔ آخرت کا ایک دن دنیا کے ہزار برس کے برابر ہے۔ اِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ اور اسی وجہ سے بہت جگہ قیامت کا ذکر آتا ہے غد کے ساتھ آتا ہے جس کے معنی کل آئندہ کے ہیں لیکن یہ ہے باعتبار اغلب [illegible] مومنین کیلئے ہے ورنہ کافروں کے لیے وارد ہوا ہے كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ایسا دن جو پچاس ہزار برس کا ہوگا اور خواص مومنین کے لیے بحسب حیثیت کم معلوم ہوگا چنانچہ وارد ہوا ہے کہ بعض مومنین کے لیے بمنزلہ دو رکعت فجر کے ہوگا۔ قرآن شریف پڑھنے کے [illegible] جیسا کہ بہت سی روایات میں وارد ہوئے ہیں ایسے ہی اس کے شغف کے فضائل بھی بہت سی روایات میں آئے ہیں اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہوگی کہ [illegible] بھی برکت کا حکم ہوا ہے جیسا کہ اس روایت سے معلوم ہوا البتہ علماء کا فیصلہ ہے کہ قرآن پاک کا [illegible] پڑھنے سے زیادہ افضل ہے اس لحاظ سے کہ [illegible] نفس ہے اور [illegible] فرض اور [illegible] نفل سے بڑھا ہوا ہے [illegible] ایک [illegible] مستقل [illegible] جس میں علماء کا اختلاف ہے کہ [illegible] ہوا اپنے [illegible] کسی [illegible] ہو وہ افضل ہے یا [illegible] شکر [illegible] حقوق ادا کرنے [illegible] اس حدیث سے [illegible] کی فضیلت پر استدلال کیا جاتا ہے۔

۲۰۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَمَعَ اِلٰى اٰيَةٍ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ كُتِبَ لَهٗ حَسَنَةٌ مُّضَاعَفَةٌ وَّمَنْ تَلَاهَا كَانَتْ لَهٗ نُوْرًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ

ابو ہریرہؓ نے حضور [illegible] کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص ایک آیت [illegible] کی سنے اس کے لیے دوچند نیکی لکھی جاتی ہے اور جو تلاوت کرے اس کے لیے قیامت کے دن نور ہوگا۔

تھا اور جس وقت وہ افضل تھا۔ آہستہ پڑھنے کی فضیلت پر بہت سے لوگوں نے خود اسی صدقہ والی حدیث سے بھی استدلال کیا ہے۔ بیہقی نے کتاب الشعب میں حضرت عائشہؓ سے بروایت نقل کیا ہے کہ آہستہ عمل علانیہ کے عمل سے ستر درجہ بڑھ جاتا ہے۔ جابرؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ ہر کسی جہر سے پڑھتا ہے کہ ایک آواز دوسرے میں [illegible] عمر بن عبدالعزیز نے مسجد میں ایک شخص کو زور سے تلاوت کرتے سنا تو اس کو منع فرما دیا۔ پڑھنے والے نے کچھ حجت کی تو آپ نے فرمایا کہ اگر اللہ کے واسطے پڑھتا ہے تو آہستہ پڑھ اور اگر لوگوں کی وجہ سے پڑھتا ہے تو پڑھنا بے کار ہے۔ اسی طرح حضورؐ سے پکار کر پڑھنے کا بھی ثبوت نقل کیا گیا۔ شرح احیاء میں دونوں طرح کی روایات وارد کی گئی ہیں۔

(۲۲) عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْقُرْاٰنُ شَافِعٌ مُشَفَّعٌ وَمَاحِلٌ مُصَدَّقٌ مَنْ جَعَلَهُ اَمَامَهُ قَادَهُ اِلَى الْجَنَّةِ وَمَنْ جَعَلَهُ خَلْفَ ظَهْرِهِ سَاقَهُ اِلَى النَّارِ۔

رواہ ابن حبان والحاکم مطولا وصححہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا گیا کہ قرآن پاک ایسا شفیع ہے جس کی شفاعت قبول کی گئی اور ایسا جھگڑالو ہے کہ جس کا جھگڑا تسلیم کر لیا گیا۔ جو شخص اس کو اپنے آگے رکھے یہ اس کو جنت کی طرف کھینچتا ہے اور جو اس کو پشت کے پیچھے ڈال دے یہ اس کو جہنم میں گرا دیتا ہے۔

ف: یعنی جس کی یہ شفاعت کرتا ہے اس کی شفاعت قبول ہوتی ہے اور جس شخص کی یہ شکایت کرتا ہے جن لوگوں کے بارے میں جھگڑا کرتا ہے وہ جھگڑا مانا جاتا ہے۔ [illegible] یعنی مدعی ہے کہ قرآن کی رعایت رکھنے والوں کے لیے درجات بڑھانے میں اور [illegible] کے بارے میں جھگڑتا ہے اور ان کی حق تلفی کرنے والوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ میرا حق کیوں نہیں ادا کیا۔ جو شخص اس کو اپنے آگے رکھے یعنی اس کا اتباع کرے اس کی پیروی اور اس پر عمل بنالے اس کو یہ جنت میں پہنچا دیتا ہے اور جو [illegible]

دے یعنی اس کا اتباع نہ کرے اس کو جہنم میں گرا دیتا ہے۔ بندہ کے نزدیک قرآن پاک کے ساتھ لاپرواہی برتنا بھی اس کے مفہوم میں داخل ہو سکتا ہے۔ متعدد احادیث میں کلام اللہ شریف کے ساتھ بے پرواہی پر وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ بخاری شریف کی ایک طویل حدیث میں جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض عذابوں کی سیر کرائی گئی ایک شخص کا حال دکھلایا گیا جس کے سر پر ایک پتھر اس زور سے مارا جاتا تھا کہ اس کا سر کچل جاتا تھا۔ حضور کے دریافت فرمانے پر بتلایا گیا کہ اس شخص کو حق تعالیٰ شانہ نے اپنا کلام پاک سکھایا تھا مگر اس نے نہ شب کو اس کی تلاوت کی نہ دن میں اس پر عمل کیا اور قیامت تک اس کے ساتھ یہی معاملہ رہے گا۔ حق تعالیٰ شانہ اپنے لطف کے ساتھ اپنے عذاب سے محفوظ رکھیں کہ درحقیقت کلام اللہ شریف بڑی نعمت ہے کہ اس کے ساتھ بے توجہی ہر طرح نامناسب ہے۔

(۲۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الصِّیَامُ وَالْقُرْاٰنُ یَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ یَقُوْلُ الصِّیَامُ رَبِّ اِنِّیْ مَنَعْتُہُ الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ فِی النَّہَارِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْہِ وَیَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ رَبِّ مَنَعْتُہُ النَّوْمَ بِاللَّیْلِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْہِ فَیُشَفَّعَانِ۔

عبد اللہ بن عمرو حضور سے نقل کرتے ہیں کہ روزہ اور قرآن شریف دونوں بندہ کے لیے شفاعت کرتے ہیں۔ روزہ عرض کرتا ہے کہ یا اللہ میں نے اس کو دن میں کھانے پینے سے روکے رکھا میری شفاعت قبول کیجئے اور قرآن شریف کہتا ہے کہ یا اللہ میں نے رات کو سونے سے روکا میری شفاعت قبول کیجئے پس دونوں کی شفاعت قبول کی جاتی ہے۔

رواہ احمد وابن ابی الدنیا والطبرانی فی الکبیر والحاکم وقال صحیح علی شرط مسلم

ف: ترغیب میں الطعام والشراب کا لفظ ہے جس کا ترجمہ کیا گیا۔ حاکم میں شراب کی جگہ شہوات کا لفظ ہے یعنی میں نے اس کو کھانے اور خواہشات نفسانیہ

ـے رہو، اس طرف اشارہ ہے کہ رات دن کو خواہشات نفسانیہ سے ہٹا رہنا چاہیئے، اگرچہ ادنیٰ درجہ ہی ہو جیسا کہ بیان کیا گیا۔ ایک ضعیف روایت میں آیا ہے کہ قرآن مجید زرد مرد کی شکل میں آئے گا اور کہے گا کہ میں ہی ہوں جس نے تجھے راتوں کو جگایا اور دن کو پیاسا رکھا۔ نیز اس حدیث شریف میں اس طرف اشارہ ہے کہ کلام اللہ شریف کے حقوق کا تقاضا یہ ہے کہ رات کو نوافل میں اس کی تلاوت کیا کرے، حدیث شریف میں اس کی ترغیب بھی مذکور ہے۔ خود کلام پاک میں متعدد جگہ اس کی ترغیب نازل ہوئی۔ ایک جگہ ارشاد ہے وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ۔ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا۔ ایک جگہ ارشاد ہے۔ يَتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ۔ ایک جگہ ارشاد ہے۔ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی بعض مرتبہ تلاوت کرتے ہوئے تمام رات گزر جاتی تھی۔ حضرت عثمانؓ سے مروی ہے کہ بعض مرتبہ وتر کی ایک رکعت میں وہ تمام قرآن شریف پڑھ لیتے تھے، اسی طرح عبداللہ بن زبیرؓ ایک رات میں تمام قرآن شریف پورا فرما لیتے تھے۔ سعید بن جبیرؓ نے دو رکعت میں کعبہ کے اندر تمام قرآن شریف پڑھا۔ ثابت بنانیؒ دن رات میں ایک قرآن شریف ختم کرتے تھے اور اسی طرح ابوحرہ بھی۔ ابوالشیخ ہنائی کہتے ہیں کہ میں نے ایک رات میں دو قرآن مجید پورے کیے اور تیسرے میں سے دس پارے پڑھے، اگر چاہتا تو تیسرا بھی پورا کر لیتا، صالح بن کیسان جب حج کو گئے تو راستے میں اکثر ایک رات میں دو کلام مجید پورے کرتے تھے اور تمام رات نوافل میں پڑھتے تھے، اتنا روتے تھے کہ عمامہ کا شملہ تر ہو جاتا تھا۔ اسی طرح بہت حضرات کا حال ہے جیسا کہ محمد بن نصر نے قیام اللیل میں تخریج کیا ہے۔ شرح احیاء میں لکھا ہے کہ سلف کی عادت ختم قرآن میں مختلف تھی، بعض حضرات ایک ختم روزانہ کرتے تھے جیسا کہ امام شافعیؒ غیر رمضان میں اور بعض دو ختم روزانہ کرتے تھے جیسا کہ خود امام شافعیؒ صاحب کا معمول رمضان المبارک میں تھا اور یہی معمول اسود و صالح بن کیسان، سعید بن جبیر اور ایک جماعت کا تھا،

بعض کا معمول تین ختم روزانہ کا تھا، چنانچہ سلیم بن عتر جو بڑے تابعین میں شمار کیے جاتے ہیں، حضرت عمرؓ کے زمانے میں فتح مصر میں شریک تھے اور حضرت معاویہؓ نے قصص کی امارت ان کے سپرد کی تھی، ان کا معمول تھا کہ ہر شب میں تین قرآن شریف ختم کرتے تھے۔ نووی کی کتاب اذکار میں نقل کرتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ مقدار جو ہم تک پہنچی ہے وہ ابن الکاتب کا معمول تھا کہ دن رات میں آٹھ قرآن شریف پڑھتے تھے۔ ابن قدامہ نے امام احمد سے نقل کیا ہے کہ اس کی کوئی تحدید نہیں، پڑھنے والے کے نشاط پر موقوف ہے۔ مؤرخین نے امام اعظم کا حال لکھا ہے کہ رمضان شریف میں اکسٹھ قرآن شریف پڑھتے تھے، ایک دن کا اور ایک رات کا اور ایک تمام رمضان شریف میں تراویح کا۔ اور حضور ﷺ نے فرمایا کہ تین دن سے کم میں پڑھنے والا تدبر نہیں کرتا، اس حدیث کی بنا پر ابن حزم وغیرہ نے [illegible]

[illegible]

منزل روزانہ کرکے پنجشنبہ کو ختم کرے۔ امام صاحبؒ کا مقولہ پہلے گذر چکا کہ سال میں دو مرتبہ ختم کرنا قرآن شریف کا حق ہے لہٰذا اس سے کم کسی طرح نہ ہونا چاہیے۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ کلام پاک کا ختم اگر دن کے شروع میں ہو تو تمام دن اور رات کے شروع میں ہو تو تمام رات ملائکہ اس کے لیے رحمت کی دعا کرتے ہیں اس سے بعض مشائخ نے مستنبط فرمایا ہے کہ گرمی کے ایام میں دن کے ابتداء میں ختم کرے اور موسم سرما میں ابتدائی شب میں تاکہ بہت سا وقت ملائکہ کی دعا کا سبب ہو سکے۔

۲۴۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ سُلَيْمٍ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ شَفِيْعٍ اَفْضَلُ مَنْزِلَةً عِنْدَ اللهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْقُرْاٰنِ لَا نَبِيٌّ وَّلَا مَلَكٌ وَّلَا غَيْرُهٗ

سعید بن سلیم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک کلام پاک سے بڑھ کر کوئی سفارش کرنے والا نہ ہوگا، نہ کوئی نبی نہ فرشتہ وغیرہ۔

(قال العراقی رواہ عبد الملک بن حبیب کذا فی شرح الاحیاء)

کلام اللہ شریف کا شفیع ہونا اور ایسے درجہ کا شفیع ہونا جس کی شفاعت مقبول ہے اور بھی متعدد روایات سے معلوم ہو چکا۔ حق تعالیٰ شانہ اپنے لطف سے ہمارے اور تمہارے لیے اس کو شفیع بنادے، مدعی اور فریق مقابل نہ بنائے۔ لآلی مصنوعہ میں بزار کی روایت سے نقل کیا ہے اور [illegible] کہ جب آدمی مرتا ہے تو اس کے گھر کے لوگ تجہیز و تکفین میں مشغول ہوتے ہیں اور اس کے سرہانے نہایت حسین و جمیل صورت میں ایک شخص ہوتا ہے جب کفن دیا جاتا ہے تو وہ شخص کفن اور سینہ کے درمیان ہوتا ہے۔ جب دفن کرنے کے بعد لوگ لوٹتے ہیں اور منکر نکیر آتے ہیں تو وہ اس شخص کو علیحدہ کرنا چاہتے ہیں کہ سوال تنہائی میں کریں مگر یہ کہتا ہے کہ یہ میرا ساتھی ہے میرا دوست ہے میں کسی حال میں بھی اس کو تنہا نہیں چھوڑ

سکتا۔ تم سوالات کے لیے اگر مامور ہو تو اپنا کام کرو، میں تب تک اس سے جدا نہیں ہو سکتا کہ جنت میں داخل کراؤں، اس کے بعد اپنے ساتھی کی طرف متوجہ ہو کر کہتا ہے کہ میں ہی قرآن ہوں جس کو تو کبھی بلند پڑھتا تھا اور کبھی آہستہ، تو بے فکر رہ، منکر نکیر کے سوالات کے بعد تجھ کو کوئی غم نہیں ہے۔ اس کے بعد جب وہ اپنے سوالات سے فارغ ہو جاتے ہیں تو ملأ اعلیٰ سے بستر وغیرہ کا انتظام کرتا ہے جو ریشم کا ہوتا ہے اور اس کے درمیان مشک بھرا ہوا ہوتا ہے۔ حق تعالیٰ ہم کو بھی اپنے فضل سے نصیب فرماویں اور چونکہ یہ حدیث بہت فضائل پر مشتمل ہے جس کو طول کے خوف سے مختصر کر دیا۔

۲۸۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ فَقَدِ اسْتَدْرَجَ النُّبُوَّةَ بَيْنَ جَنْبَيْهِ غَيْرَ اَنَّهٗ لَا يُوْحٰى اِلَيْهِ لَا يَنْبَغِىْ لِصَاحِبِ الْقُرْاٰنِ اَنْ يَّجِدَ مَعَ مَنْ وَّجَدَ وَلَا يَجْهَلَ مَعَ مَنْ جَهِلَ وَفِيْ جَوْفِهٖ كَلَامُ اللّٰهِ۔

رواہ الحاکم وقال صحیح الاسناد

عبد اللہ بن عمروؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جس شخص نے کلام اللہ شریف پڑھا اس نے علوم نبوت کو اپنی پسلیوں کے درمیان لے لیا گو اس کی طرف وحی نہیں بھیجی جاتی۔ حافظ قرآن کے لئے مناسب نہیں کہ غصہ والوں کے ساتھ غصہ کرے یا جاہلوں کے ساتھ جہالت کرے حالانکہ اس کے پیٹ میں اللہ کا کلام ہے۔

[illegible]

جاوے یا بے کار لوگوں میں داخل ہو جاوے۔

[illegible]
[illegible]
ثَلَاثَةٌ لَا يَهُوْلُهُمُ الْفَزَعُ
[illegible]
[illegible]
حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ حِسَابِ الْخَلَائِقِ
رَجُلٌ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ اِبْتِغَآءَ
وَجْهِ اللّٰهِ وَاَمَّ بِهٖ قَوْمًا
[illegible]
[illegible]
[illegible]
بَيْنَ رَبِّهٖ وَفِيْمَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ
[illegible]
[illegible]

ابن عمرؓ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ
[illegible]
ایسے ہیں جن کو قیامت کا خوف دامنگیر
نہ ہوگا، نہ ان کو حساب کتاب دینا پڑے
[illegible]
سے فارغ ہو وہ مشک کے ٹیلوں
[illegible]
[illegible] کے واسطے قرآن شریف پڑھا،
[illegible]
سے راضی رہے، دوسرا وہ شخص جو
لوگوں کو نماز کے لیے بلاتا ہو، صرف
اللہ کے واسطے، تیسرا وہ شخص جو اپنے
مالک سے بھی اچھا معاملہ رکھے، اور
اپنے ماتحتوں سے بھی۔

[illegible]

[illegible]

[illegible] لَاَنْ تَغْدُوَ فَتَعَلَّمَ بَابًا [illegible] اَنْ تُصَلِّیَ [illegible]

[illegible] سے افضل ہے اور اگر ایک باب [illegible] سیکھ لے خواہ اس وقت وہ معمول بہ ہو یا نہ ہو تو ہزار رکعات نفل پڑھنے سے بہتر ہے۔

[illegible]

[illegible] قال صحیح علی شرط مسلم)

[illegible]

[illegible] ابوہریرۃؓ نے [illegible]

عَلٰى هٰؤُلَاءِ الصَّلَوٰتِ الْمَكْتُوْبَاتِ لَمْ يُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِيْنَ وَمَنْ قَرَأَ فِيْ لَيْلَةٍ مِائَةَ اٰيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْقَانِتِيْنَ

(رواه ابن خزيمة في صحيحه والحاكم وقال صحيح على شرطهما)

نمازوں پر مداومت کرے وہ غافلین سے نہیں لکھا جاوے گا اور جو شخص سو آیات کی تلاوت کسی رات میں کرے وہ اس رات میں قانتین سے لکھا جاوے گا۔

حسن بصریؒ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ جو شخص سو آیتیں ایک رات کو پڑھے کلام اللہ شریف کے مطالبہ سے بری ہو جاوے گا اور جو دو سو پڑھ لے تو اس کو رات بھر کی عبادت کا ثواب ملے گا اور جو پانچ سو سے ہزار تک پڑھ لے اس کے لیے ایک قنطار ملے گا۔ صحابہ نے پوچھا قنطار کیا ہے تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ بارہ ہزار کے برابر (درہم یا دینار)۔

۴۰۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَزَلَ جِبْرَئِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَتَكُوْنُ فِتَنٌ قَالَ فَمَا الْمَخْرَجُ مِنْهَا يَا جِبْرَئِيْلُ قَالَ كِتَابُ اللّٰهِ (رواه رزين كذا في رحمة مهداة)

ابن عباس کہتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی کہ بہت سے فتنے ظاہر ہوں گے۔ حضور نے دریافت فرمایا کہ ان سے خلاصی کی کیا صورت ہے؟ انہوں نے کہا کہ قرآن شریف۔

کتاب اللہ پر عمل بھی فتنوں سے بچنے کا سبب ہے اور اس کی تلاوت کی برکت بھی فتنوں سے خلاصی کا سبب ہے۔ حدیث نمبر ۲۲ میں گزر چکا ہے کہ جس گھر میں کلام پاک کی تلاوت ہوتی ہے سکینہ اور رحمت اس گھر میں نازل ہوتی ہے اور شیاطین اس گھر سے نکل جاتے ہیں۔ فتنوں سے مراد خروجِ دجال، فتنۂ تاتار وغیرہ علماء نے تحریر فرمائے ہیں۔ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ سے بھی ایک طویل روایت میں یہ مضمون وارد ہوا ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا حق تعالیٰ شانہ تمہیں اپنی کتاب کے پڑھنے کا حکم فرماتے ہیں اور اس کی مثال یہ ہے

کہ جیسے کوئی قوم اپنے قلعہ میں محفوظ ہو اور اس کی طرف کوئی دشمن متوجہ ہو کہ جس جانب سے بھی وہ حملہ کرنا چاہے اسی جانب میں اللہ کی کلام کو اس کا محافظ پاوے گا۔ اور وہ اس دشمن کو دفع کر دے گا۔

خاتمہ

اَلتَّتِمَّةُ بِرِوَايَاتٍ زَائِدَةٍ عَلَى الْاَرْبَعِيْنِيَّةِ مِنْ ذِكْرِهَا [illegible]

۱۔ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ دَاءٍ

عبد الملک بن عمیر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ سورۂ فاتحہ میں ہر بیماری سے شفا ہے۔

(رواہ الدارمی والبیہقی فی شعب الایمان)

تتمہ: بعض ایسی سورتوں کے فضائل ہیں جو پڑھنے میں بہت مختصر ہیں فضائل میں بہت بڑھی ہوئی ہیں اور اسی طرح دو ایک اہم امور کا بیان جن کا جاننا ہر قرآن شریف پڑھنے والے کے لئے ضروری ہے۔

سورۂ فاتحہ کے فضائل بہت سی روایات میں وارد ہوئے ہیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک صحابی نماز پڑھ رہے تھے حضور نے ان کو بلایا وہ نماز کی وجہ سے جواب نہ دے سکے جب فارغ ہو کر حاضر ہوئے تو حضور نے فرمایا کہ میرے پکارنے پر جواب کیوں نہیں دیا۔ انھوں نے نماز کا عذر کیا۔ حضور نے فرمایا کہ قرآن شریف میں یہ حکم نہیں پڑھا۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ (اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کی پکار کو قبول کرو جب وہ تم کو

[illegible] قرآن شریف کی سب سے بڑی [illegible]

[illegible]

[illegible] منقول ہے [illegible]

[illegible]

[illegible] منقول ہے کہ [illegible]

[illegible] لکھا ہے

[illegible] ہوتی ہے

[illegible]

[illegible] گویا تورات انجیل زبور اور قرآن شریف کو پڑھ لیا [illegible]

[illegible]

مسلم شریف کی ایک حدیث میں ابن عباس [illegible]

آخری رکوع ان کو نور اس لیے فرمایا کہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والے کے آگے آگے چلیں گے

۲۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ رَبَاحٍ قَالَ
بَلَغَنِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَرَأَ یٰسٓ
فِیْ صَدْرِ النَّہَارِ قُضِیَتْ حَوَائِجُہٗ
(رواہ الدارمی)

عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں کہ مجھے
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد
پہنچا ہے کہ جو شخص سورۂ یٰسٓ کو شروع
دن میں پڑھے اس کی تمام دن کی حوائج
پوری ہو جاتی ہیں۔

احادیث میں سورۂ یٰسٓ کے بھی بہت سے فضائل وارد ہوئے ہیں۔ ایک روایت میں وارد ہوا ہے کہ ہر چیز کے لیے ایک دل ہوا کرتا ہے۔ قرآن شریف کا دل سورۂ یٰسٓ ہے، جو شخص سورۂ یٰسٓ پڑھتا ہے حق تعالیٰ شانہ اس کے لیے دس قرآنوں کا ثواب لکھتے ہیں۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے سورۂ طٰہٰ اور سورۂ یٰسٓ کو آسمان و زمین کے پیدا کرنے سے ہزار برس پہلے پڑھا جب فرشتوں نے سنا تو کہنے لگے کہ خوشحالی ہے اس امت کے لیے جس پر یہ قرآن اتارا جائے گا اور خوشحالی ہے ان دلوں کے لیے جو اس کو اٹھائیں گے یعنی یاد کریں گے اور خوشحالی ہے ان زبانوں کے لیے جو اس کو تلاوت کریں گی۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص سورۂ یٰسٓ کو صرف اللہ کی رضا کے واسطے پڑھے اس کے پہلے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں پس اس سورۃ کو اپنے مُردوں پر پڑھا کرو۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ سورۂ یٰسٓ کا نام تورات میں مُعِمَّہ ہے کہ اپنے پڑھنے والے کے لیے دنیا و آخرت کی بھلائیوں پر مشتمل ہے اور دنیا و آخرت کی مصیبت کو دُور کرتی ہے اور آخرت کی ہول کو دور کرتی ہے۔ اس سورۃ کا نام رافعہ خافضہ بھی ہے یعنی مؤمنوں کے رتبے بلند کرنے والی اور کافروں کو پست کرنے والی۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ سورۂ یٰسٓ میرے ہر امتی کے دل میں ہو۔ ایک روایت میں ہے کہ جس نے سورۂ یٰسٓ کو ہر رات

جو پڑھتا ہے مرگیا تو شہید مرا۔ ایک روایت میں ہے کہ جو یٰسین کو پڑھتا ہے اس کی مغفرت کی جاتی ہے اور جو بھوک کی حالت میں پڑھتا ہے وہ سیر ہو جاتا ہے اور جو راستہ گم ہو جانے کی وجہ سے پڑھتا ہے وہ راستہ پالیتا ہے اور جو جانور کے گم ہو جانے کی وجہ سے پڑھے وہ پا لیتا ہے اور جو ایسی حالت میں پڑھے کہ کھانا کم ہو جانے کا خوف ہو تو وہ کھانا کافی ہو جاتا ہے اور جو ایسے شخص کے پاس پڑھے جو نزع میں ہو تو اس پر نزع میں آسانی ہو جاتی ہے اور جو ایسی عورت پر پڑھے جس کے بچہ ہونے میں دشواری ہو رہی ہو اس کے لیے بچہ جننے میں سہولت ہوتی ہے۔ مقری کہتے ہیں کہ جب بادشاہ یا دشمن کا خوف ہو اور اس کے لیے سورۂ یٰسین پڑھے تو وہ خوف جاتا رہتا ہے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ جس نے سورۂ یٰسین اور والصافات جمعہ کے دن پڑھی اور پھر اللہ سے دعا کی اس کی دعا پوری ہوتی ہے۔ اس کا اکثر مضمون مرقات سے منقول ہے مگر بعض مشائخ نے بعض روایات کی صحت میں کلام کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْوَاقِعَةِ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ لَمْ تُصِبْهُ فَاقَةٌ اَبَدًا وَكَانَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ يَأْمُرُ بَنَاتِهِ يَقْرَأْنَ بِهَا كُلَّ لَيْلَةٍ	ابن مسعودؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص ہر رات سورۂ واقعہ پڑھے اس کو کبھی فاقہ نہیں ہوگا اور ابن مسعودؓ اپنی بیٹیوں کو حکم فرمایا کرتے تھے کہ ہر شب میں اس سورۃ کو پڑھیں۔

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

ف سورۂ واقعہ کے فضائل میں بھی متعدد روایات وارد ہوئی ہیں۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ جو شخص سورۂ حدید، سورۂ واقعہ اور سورۂ رحمٰن پڑھتا ہے وہ جنت الفردوس کے رہنے والوں میں پکارا جاتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ سورۂ واقعہ سورۃ الغنیٰ ہے اس کو پڑھو اور اپنی اولاد کو سکھاؤ۔ ایک روایت میں ہے کہ اپنی بیبیوں کو سکھاؤ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی اس کے پڑھنے

[illegible]

[illegible]

[illegible] پڑھنے والے کی شفاعت کرتی رہتی ہے یہاں تک کہ اسکی مغفرت کرادے وہ سورت تبارک الذی ہے۔

([illegible])

[illegible] آیات [illegible] ہے [illegible] نے [illegible] کو پڑھ [illegible] روایت میں ہے [illegible] لیلۃ [illegible]

[illegible] اللہ کے عذاب سے روکنے [illegible]

ایک شخص بڑا گنہگار تھا اور سورۂ سجدہ پڑھا کرتا تھا، اس کے علاوہ اور کچھ نہیں پڑھتا تھا، اس سورت نے اپنے پَر اس شخص پر پھیلا دیے کہ اے رب یہ شخص میری تلاوت بہت کرتا تھا، چنانچہ اس کی شفاعت قبول کی گئی اور حکم ہو گیا کہ ہر خطا کے بدلے ایک نیکی دی جائے۔ خالد بن معدانؓ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ سورۃ اپنے پڑھنے والے کی طرف سے قبر میں جھگڑتی ہے اور کہتی ہے کہ اگر میں تیری کتاب میں سے ہوں تو میری شفاعت قبول کر ورنہ مجھے اپنی کتاب سے مٹا دے اور بمنزلہ پرندہ کے بن جاتی ہے اور اپنے پَر میت پر رکھ دیتی ہے اور اس پر عذابِ قبر سے مانع ہوتی ہے اور یہی سارا مضمون تبارک الذی کے بارے میں بھی کہتے ہیں۔ خالد بن معدانؓ اس وقت تک نہ سوتے تھے جب تک دونوں سورتیں نہ پڑھ لیتے تھے۔ طاؤسؒ کہتے ہیں کہ یہ دونوں سورتیں قرآن کی ہر سورت پر ساٹھ نیکیاں زیادہ رکھتی ہیں۔ عذابِ قبر کوئی معمولی چیز نہیں ہے، ہر شخص کو مرنے کے بعد سب سے پہلے قبر سے سابقہ پڑتا ہے، حضرت عثمانؓ جب کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو اس قدر روتے کہ ریش مبارک تر ہو جاتی کسی نے پوچھا کہ آپ جنت وجہنم کے تذکرہ پر بھی اتنا نہیں روتے جتنا کہ قبر سے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ قبر منازل آخرت میں سب سے پہلی منزل ہے جو شخص اس کے عذاب سے نجات پالے آئندہ کے واقعات اس کے لئے سہل ہو جاتے ہیں اور اگر اس سے نجات نہ پائے تو آنے والے حوادث اس سے سخت ہوتے ہیں۔ نیز میں نے یہ بھی سنا ہے کہ قبر سے زیادہ متوحش کوئی منظر نہیں دیکھا۔ اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْہُ بِفَضْلِکَ وَمَنِّکَ۔

(۲۷) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ رَجُلًا	ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی
قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الْاَعْمَالِ	اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ بہترین
اَفْضَلُ قَالَ الْحَالُّ الْمُرْتَحِلُ	اعمال میں سے کونسا عمل ہے۔ آپ نے
قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا الْحَالُّ الْمُرْتَحِلُ	ارشاد فرمایا کہ حال مرتحل۔ لوگوں نے پوچھا
قَالَ صَاحِبُ الْقُرْاٰنِ یَضْرِبُ	کہ حال مرتحل کیا چیز ہے حضورؐ نے ارشاد فرمایا

مِنْ اَوَّلِهٖ حَتّٰى يَبْلُغَ اٰخِرَهٗ وَمِنْ اٰخِرِهٖ حَتّٰى يَبْلُغَ اَوَّلَهٗ كُلَّمَا حَلَّ ارْتَحَلَ۔

وہ صاحب القرآن ہے جو اوّل سے چلے حتیٰ کہ ختم تک پہنچے اور ختم کے بعد پھر اوّل پر پہنچے جہاں ٹھہرے پھر آگے چلے

(رواه الترمذي والحاكم كذا في الترغيب وقال تفرد به صالح المري وهو من زهاد اهل البصرة الا ان الشيخين لم يخرجا له قال الذهبي صالح متروك قلت هو من رواة ابي داود والترمذي)

حال کہتے ہیں منزل پر آنے والے کو اور مرتحل کوچ کرنے والے کو یعنی یہ کہ جب کلام پاک ختم ہو جائے تو پھر از سر نو شروع کرے، یہ نہیں کہ بس اب ختم ہو گیا دوبارہ پھر دیکھا جائے گا۔ کنز العمال کی ایک روایت میں اس کی شرح وارد ہوئی ہے الخاتم المفتتح ختم کرنے والا اور ساتھ ہی شروع کرنے والا یعنی ایک قرآن ختم کرنے کے بعد ساتھ ہی دوسرا شروع کرے، اسی سے غالباً وہ عادت ماخوذ ہے جو ہمارے دیار میں متعارف ہے کہ ختم قرآن شریف کے بعد مفلحون تک پڑھا جاتا ہے مگر اب لوگ اسی کو مستقل ادب سمجھتے ہیں اور پھر پورا کرنے کا اہتمام نہیں کرتے حالانکہ ایسا نہیں بلکہ دراصل مقصود دوسرا قرآن شریف شروع کرنا ہے جس کو پورا بھی کرنا چاہیے۔ شرح احیاء میں اور علامہ سیوطی نے اتقان میں یہ روایت دارمی سے نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب قل اعوذ برب الناس پڑھا کرتے تو سورۂ بقرہ کے مفلحون تک ساتھ ہی پڑھتے اور اس کے بعد ختم قرآن شریف کی دعا فرماتے تھے۔

۶۔ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَاهَدُوا الْقُرْاٰنَ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَهُوَ اَشَدُّ تَفَصِّيًا مِنَ الْاِبِلِ فِيْ عُقُلِهَا (رواه البخاري ومسلم)

ابو موسیٰؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ قرآن شریف کی خبر گیری کیا کرو، قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ قرآن پاک جلد نکل جانے والا ہے سینوں سے بہ نسبت اونٹ کے اپنی رسیوں سے

یعنی آدمی کے جانور کی حفاظت سے غافل ہو جاوے اور وہ رسی سے نکل جاوے تو بھاگ جاتا ہے اسی طرح کلامِ پاک کی اگر حفاظت نہ کی جاوے تو وہ بھی یاد نہیں رہتا اور بھول جاتا ہے اور اصل بات یہ ہے کہ کلام اللہ شریف کا حفظ ہو جانا درحقیقت خود قرآن شریف کا ایک کھلا ہوا معجزہ ہے ورنہ اس سے آدھی تہائی مقدار کی کتاب بھی یاد ہونا مشکل ہی نہیں بلکہ قریب بہ محال ہے۔ اسی وجہ سے حق تعالیٰ شانہ نے اس کے یاد ہو جانے کو سورۂ قمر میں بطور احسان کے ذکر فرمایا اور بار بار اس پر تنبیہ فرمائی۔ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ کہ ہم نے کلامِ پاک کو حفظ کرنے کے لیے سہل کر رکھا ہے کوئی ہے حفظ کرنے والا۔ صاحبِ جلالین نے لکھا ہے کہ استفہام اس آیت میں امر کے معنی میں ہے۔ تو جس چیز کو حق تعالیٰ شانہ بار بار تاکید سے فرما رہے ہوں اس کو ہم مسلمان لغو، حماقت اور بیکار ضائع وقت سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس حماقت کے بعد پھر ہماری تباہی کے لیے کسی اور چیز کے انتظار کی ضرورت باقی ہے۔ تعجب کی بات ہے کہ حضرت عزیرؑ اگر اپنی یاد سے توراۃ لکھا دیں تو اس کی وجہ سے اللہ کے بیٹے پکارے جاویں اور مسلمانوں کے لیے حق تعالیٰ شانہ نے اس لطف و احسان کو عام فرما دیا ہے تو اس کی یہ قدردانی کی جاوے فَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ۔ حق تعالیٰ شانہ کے عطیہ سے ایسا ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد اگر کسی شخص کی طرف سے بے توجہی پائی جاتی ہے تو اس سے چھین لیا جاتا ہے۔ قرآن شریف پڑھ کر بھلا دینے میں بڑی سخت وعیدیں آئی ہیں۔ حضور ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھ پر امت کے گناہ پیش کیے گئے میں نے اس سے بڑا کوئی گناہ نہیں دیکھا کہ کوئی شخص قرآن شریف پڑھ کر بھلا دے۔ دوسری جگہ ارشاد ہے کہ جو شخص قرآن شریف پڑھ کر بھلا دے قیامت کے دن اللہ کے دربار میں کوڑھی ہو کر حاضر ہو گا۔ رزین کی روایت سے آیت ذیل کو دلیل بنایا ہے اَعْمٰی [illegible] قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَىٰ وَقَدْ كُنتُ بَصِيرًا۔ جو شخص ہماری یاد سے روگردانی کرے گا اس کی زندگی تنگ کر دیتے ہیں اور قیامت کے روز اس کو اندھا

اٹھائیں گے۔ وہ عرض کرے گا کہ یا اللہ میں تو آنکھوں والا تھا مجھے اندھا کیوں کر دیا۔ ارشاد ہوگا۔ اس لئے کہ تیرے پاس ہماری آیتیں آئیں اور تو نے ان کو بھلا دیا ایسے ہی آج تو بھی اسی طرح بھلا دیا جائے گا یعنی تیری کوئی اعانت نہیں۔

۷۔ عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ يَتَأَكَّلُ بِهِ النَّاسَ جَاءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَوَجْهُهُ عَظْمٌ لَيْسَ عَلَيْهِ لَحْمٌ

(رواه البيهقي في شعب الايمان)

حضرت بریدہؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص قرآن پڑھے تاکہ اس کی وجہ سے کھاوے لوگوں سے۔ قیامت کے دن وہ ایسی حالت میں آئے گا کہ اس کا چہرہ محض ہڈی ہوگا جس پر گوشت نہ ہو

یعنی جو لوگ قرآن شریف کو طلبِ دنیا کی غرض سے پڑھتے ہیں ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہم قرآن شریف پڑھتے ہیں اور ہم میں عجمی و عربی ہر طرح کے لوگ ہیں جس طرح پڑھتے ہو پڑھتے رہو عنقریب ایک جماعت آنے والی ہے جو قرآن شریف کے حروف کو اس طرح سیدھا کریں گے جس طرح تیر سیدھا کیا جاتا ہے۔ یعنی خوب سنواریں گے ایک ایک حرف کو گھنٹوں درست کریں گے اور مخارج کی رعایت میں خوب تکلف کریں گے اور یہ سب دنیا کے واسطے ہوگا آخرت سے ان لوگوں کو کچھ بھی سروکار نہ ہوگا۔ مقصد یہ ہے کہ محض خوش آوازی بیکار ہے جبکہ اس میں اخلاص نہ ہو محض دنیا کمانے کے واسطے کیا جاتا ہو۔ چہرہ پر گوشت نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جب اس نے اشرف الاشیاء کو ذلیل چیز کے کمانے کا ذریعہ بنایا تو اشرف الاعضاء چہرہ کو رونق سے محروم کر دیا جائے گا۔ عمران بن حصینؓ کا ایک واعظ پر گذر ہوا جو تلاوت کے بعد لوگوں سے کچھ طلب کر رہا تھا۔ یہ دیکھ کر انہوں نے انا للہ پڑھی اور فرمایا کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص تلاوت کرے اس کو جو مانگنا ہو اللہ سے مانگے۔ عنقریب ایسے لوگ آئیں گے جو پڑھنے کے بعد لوگوں سے بھیک مانگیں گے۔ مشائخ سے منقول ہے

کہ جو شخص قرآن کے ذریعے سے دنیا کماتا ہے اس کی مثال ایسی ہے کہ جوتے کو چہرہ سے صاف کرے۔ اس میں شک نہیں کہ جوتا تو صاف ہو جائے گا مگر چہرہ سے صاف کرنا حماقت کی انتہا ہے۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں نازل ہوا ہے اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى ۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے میں گمراہی خریدی سو ان کی تجارت کچھ نفع والی نہ ہوئی اور نہ یہ لوگ ہدایت یافتہ ہوئے۔ ابی بن کعبؓ کہتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو قرآن شریف کی ایک سورت پڑھائی تھی۔ اس نے ایک کمان مجھے ہدیہ کے طور پر دی۔ میں نے حضورؐ سے اس کا تذکرہ کیا تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ جہنم کی ایک کمان تو نے لے لی۔ اسی قسم کا واقعہ عبادہ بن الصامتؓ نے اپنے متعلق نقل کیا اور حضورؐ کا جواب یہ نقل کیا کہ جہنم کی ایک چنگاری اپنے مونڈھوں کے درمیان لٹکا دی۔ دوسری روایت میں ہے کہ اگر تو چاہے کہ جہنم کا ایک طوق گلے میں ڈالے تو اس کو قبول کر لے۔

یہاں پہنچ کر میں ان حفاظ کی خدمت میں بھی جو مقصود قرآن شریف کے مکتبوں سے فقط پیسہ ہی کو مقصد بناتے ہیں با ادب عرض کروں گا کہ للہ اپنے منصب اور اپنی ذمہ داری کا لحاظ کیجئے۔ جو لوگ آپ کی بدنیتیوں کی وجہ سے کلام مجید پڑھانا یا حفظ کرانا بند کرتے ہیں اس کے وبال میں وہ تنہا گرفتار نہیں ہیں، آپ بھی اس کے باعث ہیں اور قرآن بند کرنے والوں میں شریک ہیں۔ آپ سمجھتے ہیں کہ ہم اشاعت کرنے والے ہیں لیکن درحقیقت اس اشاعت کے روکنے والے ہم لوگ ہیں جن کی بد اطواریاں اور بدنیتیاں دنیا کو مجبور کرتی ہیں کہ وہ قرآن پاک ہی کو چھوڑ بیٹھیں۔ علماء نے تعلیم کی تنخواہ کو اس لئے جائز نہیں فرمایا کہ لوگ اس کو مقصود بنا لیں بلکہ حقیقت میں معلمین کی اصل غرض صرف تعلیم اور اشاعت علم و قرآن شریف ہونے کی ضرورت ہے اور تنخواہ اس کا معاوضہ نہیں بلکہ ضرورت کی ایک صورت ہے جس کو بدرجۂ مجبوری اور اضطرار کی وجہ سے اختیار کیا گیا۔

تتمہ : قرآن پاک کے ان سب فضائل اور خوبیوں کے ذکر کرنے سے مقصود

اس کے ساتھ محبت پیدا کرنا ہے اس لیے کہ کلام اللہ شریف کی محبت حق تعالیٰ شانہٗ کی محبت کے لیے لازم و ملزوم ہے اور ایک کی محبت دوسرے کی محبت کا سبب ہوتی ہے دنیا میں آدمی کی خلقت صرف اللہ جل شانہٗ کی معرفت کے لیے ہوئی ہے اور آدمی کے علاوہ سب چیزوں کی خلقت آدمی کے لیے ہوئی ہے

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک درکارند تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری
ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرمانبردار شرط انصاف نباشد کہ تو فرمان نبری

کہتے ہیں بادل، ہوا، چاند، سورج، آسمان، زمین غرض ہر چیز تیری خدمت میں مشغول ہے تاکہ تو اپنی حوائج ان کے ذریعہ سے پوری کرے اور حیرت کی بات ہے دیکھے کہ آدمی کی ضروریات کے لیے یہ سب چیزیں کس قدر فرمانبردار و مطیع وقت پر کام کرنے والی ہیں۔ اور تنبیہ کے لیے کبھی کبھی ان میں تخلف بھی تھوڑی دیر کے لیے کر دیا جاتا ہے، بارش کے وقت بارش نہ ہوتا، ہوا کے وقت ہوا نہ چلنا، اسی طرح گرہن کے ذریعہ سے چاند، سورج غرض ہر چیز میں کوئی تغیر بھی پیدا ہو جاتا ہے تاکہ ایک غافل کے لیے تنبیہ کا تازیانہ بھی لگے۔ اس سب کے بعد کس قدر حیرت کی بات ہے کہ تیری وجہ سے یہ سب چیزیں تیری ضروریات کے تابع کی جاویں اور ان کی فرمانبرداری بھی تیری اطاعت و فرمانبرداری کا سبب نہ بنے اور اطاعت فرمانبرداری کے لیے بہترین چیز محبت ہے اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُّحِبُّ مُطِيْعٌ جب کسی شخص سے محبت ہو جاتی ہے عشق و فریفتگی پیدا ہو جاتی ہے تو اس کی اطاعت و فرمانبرداری طبیعت و عادت بن جاتی ہے اور اس کی نافرمانی اتنی ہی گراں اور شاق ہوتی ہے جیسے کہ بغیر محبت کے کسی کی اطاعت خلاف عادت و طبع ہونے کی وجہ سے بار ہوتی ہے۔ کسی چیز سے محبت پیدا کرنے کی صورت اس کے کمالات و جمال کا مشاہدہ ہے، خواہ حس ظاہرہ سے ہو یا حواس باطنہ میں استحضار سے۔ اگر کسی کے چہرے کو دیکھ کر بے اختیار اس سے دلبستگی ہو جاتی ہے تو کسی کی دلکش آواز بھی بسا اوقات مقناطیس کا کام دیتی ہے۔

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد
بسا کیں دولت از گفتار خیزد

عشق ہمیشہ صورت ہی سے پیدا نہیں ہوتا بسا اوقات یہ مبارک دولت بات سے بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ کان میں آواز پڑی اور کسی کی طرف بے اختیار کھنچ گئے غرض کسی کے کردار کی خوبیاں، اس کے جوہر اس کے ساتھ الفت کا سبب بن جاتی ہیں کسی کے ساتھ عشق پیدا کرنے کی تدبیر اہل فن نے یہ بھی لکھی ہے کہ اس کی خوبیوں کا استحضار کیا جاوے۔ اس کے غیر کو دل میں جگہ نہ دی جاوے جیسا کہ عشق طبعی ہے [illegible] بے اختیار ہوتی ہیں کسی کا حسن [illegible] تو آدمی کو سعی کرنا ہے کوشش کر [illegible] کہ محبت میں اضافہ قلب کو تسکین ہو [illegible] تسکین ہوتی نہیں مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ کسی محبت میں آگ ڈالنے کے بعد اگر اس کی آبیاری نہ کی گئی تو پیداوار نہ ہوگی۔ اگر کسی کی محبت دل میں بے اختیار آ جانے کے بعد اس کی طرف التفات نہ کیا جاوے تو آج نہیں تو کل دل سے محو ہو جاوے گی لیکن اس کے خدوخال، سراپا، رفتار و گفتار کے تصور سے اس قلبی آگ کو بھڑکاتے رہے تو اس میں ہر لمحہ اضافہ ہوتا رہے گا۔

مکتب عشق کے انداز نرالے دیکھے
اس کو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

اس سبق کو جب دہرائے گا تو [illegible] چھٹی مل جاوے گی جتنا جتنا یاد کرے گا اتنا ہی پکا ہو جاوے۔ اسی طرح اگر کسی قابل عشق سے محبت پیدا کرنی ہو تو اس کے کمالات، حسن کی دل آویزیوں کا تصور کرے، چہرہ [illegible] کو تصور کرے اور جب تصور [illegible] ہو جاوے اس پر [illegible] نہ [illegible] اس سے زائد کا مشتاق ہو [illegible] ہونے والے محبوب کے [illegible] عشق [illegible] نہیں کی جاتی اس سے زیادہ [illegible] جہاں تک [illegible] باقی [illegible] حق [illegible] جو [illegible] پر جمال حسن کا [illegible] حقیقت [illegible] دل [illegible] نہیں [illegible] ایسے محبوب ہیں کہ جن کے [illegible]

ہے نہیں، نہ اس کی کوئی حاجت۔ ان آیات جلیلہ نہایت کثرت سے ہیں ان کا احاطہ تو ہے جن کے متعلق بار بار ابھی کہہ چکا ہوں کہ اس انتخاب کے بعد کچھ تلاش کی ضرورت نہیں عشاق کے لئے اس انتخاب کے برابر کون سی چیز ہو گی ع

اے گل بتو خرسندم تو بوئے کسے داری

قطع نظر اس سے کہ اس انتخاب کے اکثر حصہ کی بھی یہی وجہ ہے کہ اس کا تعلق براہ راست اور دیکھئے کی نسبت سب سے قوی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کی جو جو نسبتیں ہیں ایک مسلمان کی فریفتگی کے لئے وہ کیا کم ہیں۔ مگر اس سے بھی قطع نظر کی جائے تو خود کلام پاک ہی میں غور کیجئے کہ کون سی خوبی دنیا میں ایسی ہے جو کسی چیز میں پائی جاتی ہو اور کلام پاک میں نہ ہو ع

دامان نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار
گلچین بہار تو ز داماں گلہ دارد

فدا ہو آپ کی کس کس ادا پر
ادائیں لاکھ اور بیتاب دل ایک

احادیث سابقہ کو غور سے پڑھنے والوں پر مخفی نہیں کہ کون کون سی چیز دنیا میں ایسی ہے جس کی طرف ان احادیث میں متوجہ نہ کر دیا ہو۔ اور اسباب محبت، نظائر پائے جاتے ہیں نوع بنوع ذکر بھی ایسے ہیں کہ اس باب میں کلام اللہ شریف کی فضیلت و برتری نوع میں کمال درجہ کی نہ بتلا دی گئی ہو۔ مثلاً کسی اور احمال یا بہتری جزو یا کسی چیز سے جمال و کمال اس میں داخل ہے سب سے پہلی حدیث میں ہے کہ ان کی فضیلت اور برتری بتلا دی۔ محبت کی کوئی نوع لے لیجئے کسی شخص کو اسباب محبت میں سے کسی وجہ سے کوئی پسند آئے۔ قرآن شریف ان کی افضلیت میں اس سے افضل ہے۔ اس کے بعد بالعموم جو اسباب تعلق و محبت ہوا کرتے ہیں جزئیات و تمثیل کے طور سے ان سب پر قرآن شریف کی فضیلت بتلا دی گئی کسی کو لذات اور منافع کی وجہ سے کسی سے محبت ہوتی ہے تو حدیث کی رو سے کہہ یہ نفع دلانے والا ہے بتلا دیا گیا۔ حدیث ۲۰ اگر کسی کو ذاتی فضیلت ذاتی جوہر ذاتی کمال سے کوئی محبت ہے تو اللہ جل شانہ نے بتلا دیا کہ دنیا کی ہر بات پر قرآن کی فضیلت

ذاتی فضیلت ہے جتنی خالق کو مخلوق پر، آقا کو بندوں پر، مالک کو مملوک پر۔ حدیث (۳)
اگر کوئی مال و متاع، حشم و خدم اور جانوروں کا گرویدہ ہے اور کسی نوع کے جانور بہت پسند
دل کو بھلے معلوم ہوتے ہیں تو جانوروں کے بے مشقت حاصل کرنے سے بہتر کلام پاک کی
تعلیم میں مشغول رہنا ہے۔ حدیث (۴) اگر کوئی صوفی منش تقدس و تقوے کا بھوکا ہے۔ اس
کی بھی مہیا ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ قرآن کے ماہر کے ساتھ فرشتے ہیں جن
کی پاکیزگی کا اندازہ مشکل ہے کہ ایک آن کی غفلت ان سے نہیں گذار سکتے۔ حدیث
(۵) اگر کوئی شخص دوہرے حصہ سے خوش ہوتا ہے۔ اپنی ترقی اس میں سمجھتا ہے کہ اس
کی محنت دوسروں کے برابر شمار کی جاوے تو اٹکنے والے کے لیے دوہرا اجر ہے
حدیث (۶) اگر کوئی حسد اور خلقیوں کا متوالا ہے۔ دنیا میں حسد ہی کا خوگر ہو چکا ہو
اس کی زندگی حسد سے نہیں ہٹتی تو حضورؐ نے بتا دیا کہ اس قابل جس کے کمال
پر واقعی حسد ہو سکتا ہے وہ حافظ قرآن ہے۔ حدیث (۷) اگر کوئی فواکہ کا دلدادہ ہے
ترنج پر جان دیتا ہے بغیر اس کو چین نہیں پڑتا تو قرآن شریف ترنج کی مشابہت
رکھتا ہے۔ حدیث (۸) اگر کوئی میٹھے کا شوقین ہے مٹھائی بغیر اس کا گذر نہیں تو
قرآن شریف کھجور سے بھی میٹھا ہے۔ اگر کوئی شخص عزت و وقار کا دلدادہ ہے
ممبری و کونسل بغیر اس سے نہیں رہا جاتا تو قرآن شریف دنیا اور آخرت میں رفعت
و رفعت کا ذریعہ ہے۔ حدیث (۹) اگر کوئی شخص معین و مددگار چاہتا ہے۔ ایسا
جان نثار چاہتا ہے کہ ہر مقدمہ میں اپنے ساتھی کی طرف سے لڑنے کو تیار رہے تو
قرآن شریف سلطان السلاطین، مالک الملک شہنشاہ سے اپنے ساتھی کی طرف سے
جھگڑنے کو تیار ہے۔ حدیث (۱۰) اگر کوئی مختصر باریک مضمونوں میں غور کرنا
پسند کرتا ہے۔ اس کے نزدیک ایک باریک نکتہ حاصل کر لینا بڑی لذت سے
بڑھ کر ہے تو قرآن شریف دقائق کا خزانہ ہے۔ حدیث (۱۱) اگر کوئی مخفی
رازوں کا پتہ پانا کمال سمجھتا ہے کہ اس کی نظر ہر چیز کی تہ کو پہنچتی ہے
تو قرآن شریف اسرار خفیہ پر مشتمل ہے جس کی انتہا نہیں کہ

کوئی شخص اونچے مکان بنانے پر مر رہا ہے، ساتویں منزل پر اپنا خاص کمرہ بنانا چاہتا ہے تو قرآن شریف ساتویں ہزار منزل پر پہنچاتا ہے۔ حدیث (۸)، اگر کوئی اس کا گرویدہ ہے کہ ایسی سہل تجارت کروں جس میں محنت کچھ نہ ہو اور نفع بہت سا ہو جاوے تو قرآن شریف ایک حرف پر دس نیکیاں دلاتا ہے۔ حدیث (۹)، اگر کوئی تاج و تخت کا بھوکا ہے اس کی خاطر دنیا سے لڑتا ہے تو قرآن شریف اپنے رفیق کے والدین کو بھی وہ تاج دیتا ہے جس کی چمک دمک کی دنیا میں کوئی نظیر ہی نہیں۔ حدیث (۱۰)، اگر کوئی شعبدہ بازی میں کمال پیدا کرتا ہے، آگ ہاتھ پر رکھتا ہے، جلتی دیا سلائی منہ میں رکھ لیتا ہے تو قرآن شریف جہنم تک کی آگ کو اثر کرنے سے مانع ہے۔ حدیث (۱۱)، اگر کوئی حکام رسی پر مرتا ہے، اس پر فخر ہے کہ ہمارے ایک خط سے فلاں حاکم نے اس مجرم کو چھوڑ دیا، ہم نے فلاں شخص کو سزا نہیں ہونے دی اور اتنی سی بات حاصل کرنے کے لیے جج و کلکٹر کی دعوتوں اور خوشامدوں میں جان و مال ضائع کرتا ہے، ہر وقت کسی نہ کسی حاکم کی دعوت میں سرگرداں ہے تو قرآن شریف اپنے ہر رفیق کے ذریعے ایسے دس شخصوں کو خلاصی دلاتا ہے جن کو جہنم کا حکم مل چکا ہوتا ہے۔ حدیث (۱۲)، اگر کوئی خوشبوؤں پر مرتا ہے، چمن اور پھولوں کا دلدادہ ہے تو قرآن شریف بالکل مشک ہے۔ حدیث (۱۳)، اگر کوئی عطور کا فریفتہ ہے، خس خانے و مشک ہی میں غسل دیا جاتا ہو تو یہ سراپا مشک ہے اور غور کرو گے تو معلوم ہو جاوے گا کہ اس مشک سے اس مشک کو کچھ بھی نسبت نہیں، چہ نسبت خاک را بعالم پاک۔

کاز زلفت ہست مشک افشانی اے عاشقاں
مصلحت را تہمتے بر آہوئے چیں بستہ اند

حدیث (۱۴)، اگر کوئی گھر سونے کا اتنا ڈرتا ہے کوئی کام کر سکتا ہے تو تعجب ہے کہ سینے کا سنسان ہونا تو قرآن شریف سے خالی ہونا گھر کی بربادی سے بدتر ہے۔ حدیث (۱۵)، اگر کوئی عابد ہے فضائل عبادات کی تحقیق میں رہتا ہے اور ہر کام میں اس کا متلاشی ہے کہ جس چیز میں زیادہ ثواب ہو اسی میں مشغول ہوں تو قراءت قرآن افضل العبادۃ

ہے اور حضورؐ نے بتلادیا کہ نفل نماز، روزہ، تسبیح و تہلیل وغیرہ سب سے افضل ہے۔ حدیث (۲۰) بہت سے لوگوں کو حاملہ جانوروں سے دلچسپی ہوتی ہے۔ حاملہ جانور زیادہ داموں میں خریدے جاتے ہیں حضورؐ نے متنبہ فرمادیا اور خصوصیت سے اس چیز کو مثال میں ذکر فرمایا کہ قرآن شریف اس سے بھی افضل ہے۔ حدیث (۲۱) اکثر لوگوں کو صحت کی فکر دامن گیر رہتی ہے، ورزش کرتے ہیں روزانہ غسل کرتے دوڑتے ہیں صبح تفریح کرتے ہیں۔ اسی طرح سے بعض لوگوں کو رنج و غم اور تشویش دامنگیر رہتی ہے حضورؐ نے فرمایا کہ سورۂ فاتحہ ہر بیماری کی شفا ہے۔ اور قرآن شریف دلوں کی بیماری کو دور کرنے والا ہے۔ حدیث (۲۲) لوگوں کو افتخار کے اسباب گذشتہ [illegible] کے علاوہ اور بھی بہت سے ہوتے ہیں جن کا حصر مشکل ہے۔ اکثر اپنے نسب پر افتخار ہوتا ہے۔ کسی کو اپنی عادتوں پر کسی کو بڑی بڑی ڈگریوں پر کسی کو اپنے حسن تدبیر پر۔ حضورؐ نے فرمایا کہ حقیقۃً قابل افتخار چیز ہے تو قرآن شریف ہے اور کیوں نہ ہو کہ درحقیقت ہر جمال و کمال کو جامع ہے

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

حدیث (۲۳) اکثر لوگوں کو خزانہ جمع کرنے کا شوق ہوتا ہے۔ کھانے اور پہننے میں تنگی کرتے ہیں۔ تکلیف برداشت کرتے ہیں اور زمانہ کے پھیر پھار کے لئے [illegible] سے [illegible] دشوار ہوتا ہے حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ ذخیرہ کے قابل [illegible] چاہتے ہو آدمی جمع کرے کہ اس سے بہتر کوئی خزانہ نہیں۔ حدیث (۲۴) [illegible] کو شوق ہے آج [illegible] کرتے ہیں کہ [illegible] تو قرآن شریف سے بڑھ کر [illegible] حدیث (۱) [illegible] آپ کے پاس [illegible]

سکے پاس کچھ نہیں ہوتی ہے۔ لیکن آپ کے اس پیرومرشد کی وجہ سے کہ آپ کے پاس
روزہ کچھ نذرانہ تھے تو قرآن شریف میں اسکی کمی ہو رہی ہے۔ حدیث (۲۲) اور
آپ کی غریبی کے اس لیے ہر وقت قدم چومتے ہیں کہ وہ دربار میں آپ کا ذکر کرے
گو کسی [illegible] کی بات پر خوشامد کرتے ہیں کہ وہ ڈاکٹر کے یہاں آپ کو کچھ [illegible]
دے کیا حقیقی آپ اس لیے چاپلوسی کرتے ہیں کہ محبوب کی مجلس میں آپ کا ذکر
کر دے تو قرآن شریف الحمد اللہ محبوب حقیقی کے دربار میں آپ کا ذکر [illegible]
آپ کی زبان سے کراتا ہے۔ حدیث (۲۷) اگر آپ اس کے جویاں ہیں کہ محبوب کو
سب سے زیادہ مرغوب چیز کیا ہے کہ اس کے مہیا کرنے میں پہاڑوں سے دودھ کی
نہریں بہا دے تو قرآن شریف سے بڑھ کر کوئی چیز مرغوب نہیں۔ حدیث (۲۸)
اگر آپ [illegible] میں [illegible] رہتے ہیں [illegible] سب [illegible] کے سب [illegible]
تدبر اختیار کرتے ہیں تو کلام اللہ شریف کے ذریعے [illegible] بادشاہ کے [illegible]
قیام کرتے ہیں جس کے سامنے کسی بڑے سے بڑے بادشاہ کی حقیقت نہیں
رہتی۔ حدیث (۲۹) تعجب کی بات ہے کہ لوگ کونسل کی ممبری کے لیے اور اس کی [illegible]
کے لیے کہ [illegible] میسر ہو جاوے تو آپ کوشش سے [illegible] ہیں۔ آپ کس قدر
قربانیاں کرتے ہیں، راحت و آرام [illegible] وہاں [illegible] ہیں لوگوں سے کوشش
کراتے ہیں، دین اور دنیا دونوں کو برباد کرتے ہیں، صرف اس لیے کہ آپ [illegible]
میں سے آپ کا اعزاز ہو جائے تو پھر کیا حقیقی اعزاز کے لیے حقیقی [illegible]
کی [illegible] کے لیے [illegible] آپ [illegible]
نہیں۔ آپ [illegible] لیجیے یہ خدا [illegible] تھوڑا سا حصہ [illegible]
دیجیے ذات کی خوشنودی کے لیے بھی تو خرچ کیجیے۔ اسی طرح اگر آپ [illegible]
[illegible] اور ان [illegible] آپ کو [illegible]
کہیں زیادہ دل کو [illegible] دل میں [illegible] مستغنی کے کان [illegible] طرف
متوجہ کرتے ہیں۔ حدیث (۳۰) اسی طرح اگر آپ ان کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتے

ہیں تو تلاوت کیجئے۔ حدیث ۳۱، اور آپ اسلام کے مدعی ہیں مسلم ہونے کا دعویٰ ہے تو حکم ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ قرآن شریف کی ایسی تلاوت کرو جیسا کہ اس کا حق ہے۔ اگر آپ کے نزدیک اسلام صرف زبانی جمع خرچ نہیں ہے اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری بھی آپ کے اسلام سے کوئی سروکار رکھتی ہے تو یہ اللہ کا فرمان ہے اور اس کے رسول کی طرف سے اس کی تلاوت کا حکم ہے۔ حدیث ۳۲، اگر آپ میں قومی جوش بہت زور کرتا ہے ترکی ٹوپی کے آپ صرف اس لئے دلدادہ ہیں کہ وہ آپ کے نزدیک خالص اسلامی لباس ہے، قومی شعار میں آپ بہت خاص دلچسپی رکھتے ہیں، ہر طرح اس کے پھیلانے کی آپ تدبیریں اختیار کرتے ہیں۔ اخبارات میں مضامین شائع کرتے ہیں جلسوں میں ریزولیوشن پاس کراتے ہیں تو اللہ کا رسول آپ کو حکم دیتا ہے کہ جس قدر ممکن ہو قرآن شریف کو پھیلاؤ۔

بے جا نہ ہوگا اگر میں یہاں پہنچکر ہر ہر فرد قوم کی شکایت کروں کہ قرآن پاک کی اشاعت میں آپ کی طرف سے کیا اعانت ہوئی ہے اور کچھ نہیں بلکہ خدارا ذرا غور سے تو اب دیکھئے کہ اس کے سلسلہ کو بند کرنے میں آپ کا کس قدر حصہ ہے۔ آج اس کی تعلیم کو بے کار بتلایا جاتا ہے، اضاعت عمر سمجھا جاتا ہے، اس کو بے کار دماغ سوزی اور بے نتیجہ مغز ریزی کہا جاتا ہے۔ ممکن ہے کہ آپ اس کے شائق نہ ہوں، لیکن ایک جماعت جب ہمہ تن اس میں کوشاں ہے تو کیا آپ کا سکوت اس کی اعانت نہیں ہے، مانا کہ آپ اس خیال سے بیزار ہیں مگر آپ کی اس بیزاری نے کیا فائدہ دیا۔

ہم نے مانا کہ تغافل نہ کرو گے لیکن،
خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہونے تک

آج اس کی تعلیم پر ہر طرف سے اس لئے ترک کیا جاتا ہے کہ مسجد کے ملانوں نے اپنے ٹکڑوں کے حیلے وضع کر رکھے ہیں گو یہ خیال بھی ظلم ہے جو بڑی سخت ذمہ داری ہے اور اپنے وقت پر اس کا ثبوت دینا ہوگا مگر میں نہایت ہی ادب سے

پوچھتا ہوں کہ خدارا ذرا اس پر تو غور کیجئے کہ ان خود غرض حرفوں کی ان خود غرضیوں کے ثمرات
آپ دنیا میں کیا دیکھ رہے ہیں اور آپ کی ان بے غرضانہ جذبات کے ثمرات کیا ہوں گے
اور نشر و اشاعت کلام پاک میں آپ کی ان مفید تجاویز سے کس قدر مدد ملے گی۔ یہ بیان جو حضور
کا ارشاد آپ کے لیے قرآن شریف کے چھین لینے کا ہے۔ اس سب آپ خود ہی غور
کر لیجئے کہ اس ارشاد نبوی کا کس درجہ اتصال آپ کی ذات سے ہوا اور ہو رہا ہے۔ دیکھئے
ایک دوسری بات کا بھی خیال رکھیں بہت سے لوگوں کو یہ خیال ہوتا ہے کہ جب ہم اس
خیال میں شریک نہیں تو ہم کو کیا ہم اس سے آپ الگ رہے ہیں نہیں حضرت زینب
نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا اَنَهْلِكُ وَفِيْنَا الصَّالِحُوْنَ قَالَ نَعَمْ اِذَا
كَثُرَ الْخُبْثُ (کیا ایسی حالت میں ہلاک ہو جاویں گے کہ ہم میں صلحاء موجود ہوں) تو
حضور نے ارشاد فرمایا کہ ہاں جب خباثت غالب ہو جاوے گی۔ اسی طرح ایک روایت
میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے ایک گاؤں کے الٹ دینے کا امر فرمایا، حضرت
جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اس میں فلاں بندہ ایسا ہے کہ جس نے کبھی گناہ نہیں
کیا۔ ارشاد ہوا کہ صحیح ہے مگر یہ میری نافرمانی ہوتے ہوئے دیکھتا رہا اور کبھی اس کی پیشانی
پر بل نہیں پڑا۔ درحقیقت یہی تھا کہ جس کو ہم مجبوری کرتے ہیں کہ دوسرا نہ سمجھے تو ہم کو کیا غرض
کا تھا کہ جس کو ہم اب روشن خیالی تنگ نظری سے تعبیر کرتے ہیں۔ آپ تو
اپنی اس وسعت خیالی اور وسعت اخلاق پر نازاں نہ رہیں کہ نکتہ چینی ہمارے
کے ذمہ نہیں ہر اس شخص کے ذمہ ہے جس نے ناجائز بات کا وقوع دیکھا اور اس
پر ٹوکنے کی قدرت رکھتا ہو پھر نہ ٹوکے۔ علماء نے تصریح کی ہے کہ معصیت جب
مخفی طور سے کی جاتی ہے تو اس کا وبال کرنے والے پر ہوتا ہے لیکن جب علانیہ
کی جاوے اور اس پر انکار نہ کیا جاوے تو اس کا وبال عام ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر
اب تاریخ کے دفتر میں جہاں کہیں مفقود تاریخ پہنچی ہے تو آپ کو پتہ چلے گا
اس کے بعد سفر کرتے ہیں تو قرآن شریف میں تو ایسی قوموں کا حال مذکور ہے جو
قرون سابقہ میں ہلاکت و عقوبت بیان کی گئی ہیں۔ حدیث (۴۲) اگر آپ بھی ذرا دیکھتے

کے متمنی ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو آپ کی مجلس میں بیٹھنے کی ترغیب ہونے کا حکم ہو تو یہ بات بھی صرف کلام اللہ شریف ہی سے ملے گی۔ حدیث (۳۵) اگر آپ اسقدر کاہل ہیں کہ کچھ بھی نہیں کرسکتے تو بے محنت بے مشقت اکرام بھی آپ کو صرف کلام اللہ شریف ہی سے کہ آپ [illegible] کسی مکتب میں بیٹھے بچوں کا کلام مجید سنتے جائیے اور مفت کا ثواب لیجیے حدیث (۳۶) اگر آپ مختلف الوان کے گرویدہ ہیں ایک نوع سے اکتا جاتے ہیں تو قرآن شریف کے معنی میں تنوع، الوان مختلف مضامین حاصل کیجئے کہیں رغبت کہیں ترہیب کہیں قصے کہیں احکام اور کیفیت تلاوت میں کبھی پکار کر پڑھیں اور کبھی آہستہ۔ حدیث (۳۷) اگر آپ کی سیہ کاریاں حد سے متجاوز ہیں اور مرنے کا آپ کو یقین بھی ہے تو پھر تلاوت کلام پاک میں ذرا بھی کوتاہی نہ کیجئے کہ اس درجہ کا سفارشی نہ ملے گا اور پھر ایسا کہ جس کی سفارش کے قبول ہونے کا یقین بھی ہو۔ حدیث (۳۸) اسی طرح اگر آپ اس قدر بودے واقع ہوئے ہیں کہ جھگڑے سے گھبراتے ہیں لوگوں سے جھگڑنے کے ڈر سے آپ بہت سی قربانیاں کر جاتے ہیں تو قرآن شریف کے مطالبہ سے ڈریئے کہ اس جیسا جھگڑالو آپ کو نہ ملے گا۔ فریقین کے جھگڑے میں ہر شخص کا کوئی نہ کوئی طرفدار ہوتا ہے مگر اس کے جھگڑنے میں اس کی تصدیق کی جاتی ہے اور ہر شخص اسی کو سچا سمجھے گا اور آپ کا کوئی طرفدار نہ ہوگا۔ حدیث (۳۹) اگر آپ کو ایسا رہبر درکار ہے اور ایسا رہبر آپ ڈھونڈتے ہیں جو محبوب کے گھر تک پہنچا دے تو تلاوت کیجئے اور اگر آپ اس سے ڈرتے ہیں کہ کہیں جیل خانہ نہ ہو جائے تو ہر حالت میں قرآن شریف کی تلاوت بغیر چارہ نہیں۔ حدیث (۴۰) اگر آپ علوم نبوت حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اس کے گرویدہ اور شیدائی ہیں تو قرآن شریف پڑھئے اور جتنا چاہے کما لیجئے۔ اسی طرح اگر آپ ہنر یا اخلاق پر جان دینے کو تیار ہیں تو بھی تلاوت کی کثرت کیجئے، حدیث (۴۱) اگر آپ کا [illegible] دل جیسے شہد اور مشک کی پوٹلیاں جو ہر طرف مہک [illegible] ہوتا ہے [illegible] ہے آپ بہار کے سفر پر قربان ہیں تو قرآن پاک مشک کے [illegible] ایک وقت میں تو ضرور گراتا ہے کہ تمام عالم میں خوشبو کا مدار ہو۔

حدیث (۱) اگر آپ زاہدوں کی فہرست میں شمار چاہتے ہیں اور رات دن نوافل سے آپ کو فرصت نہیں تو کلام پاک کو سیکھنا اور سکھانا اس سے بھی بہتر ہے۔ حدیث (۲، ۳، ۱۱) اگر دنیا کے ہر جھگڑے سے آپ بچنا چاہتے ہیں اور مختصر سے آپ علیحدہ رہنے کے دلدادہ ہیں تو صرف قرآن پاک ہی میں اس سے خلاصی ہے۔ حدیث (۱۴) اگر آپ کسی طبیب کے ساتھ دلبستگی چاہتے ہیں تو سورۂ فاتحہ میں ہر بیماری کی شفا ہے۔

حدیثِ خاتمہ

(۱) اگر آپ کی بے نہایت تمنائیں پوری نہیں ہوتیں تو کیوں روزانہ سورۂ یٰسین کی تلاوت آپ نہیں کرتے۔ حدیث (۲) اگر آپ کو پیسہ کی محبت اتنی ہے کہ اس کے بغیر آپ کسی کے بھی نہیں تو کیوں روزانہ سورۂ واقعہ کی تلاوت نہیں کرتے۔ حدیث (۳) اگر آپ کو عذابِ قبر کا خوف دامنگیر ہے اور آپ اس کے متحمل نہیں تو اس کے لیے کلامِ پاک میں نجات ہے۔ حدیث (۴) اور اگر آپ کو کوئی دائمی مشغلہ درکار ہے کہ جس میں آپ کے مبارک اوقات ہمیشہ مصروف رہیں تو قرآن پاک سے بڑھ کر نہ ملے گا۔ حدیث (۵) مگر ایسا نہ ہو کہ یہ دولت حاصل ہو جانے کے بعد چھن جاوے کہ سلطنت ہاتھ آنے کے بعد پھر ہاتھ سے نکل جانا زیادہ حسرت و خرابی کا سبب ہوتا ہے اور کوئی حرکت ایسی بھی نہ کر جائیے کہ نیکی برباد گناہ لازم (۶-۷) وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ۔

مجھ سا ناکارہ قرآن پاک کی خوبیوں پر کیا متنبہ ہو سکتا ہے تاہم تبرک کے ذیل [illegible] آیات [illegible] کا استفسار [illegible] ہے کہ [illegible] محبت جنہوں [illegible] کسی کے ساتھ محبت کا ذریعہ [illegible]

چیزوں پر منحصر ہے، اوّل اپنا وجود کہ آدمی طبعاً اس کو محبوب رکھتا ہے، قرآن شریف میں حوادث سے امن ہے اس لیے وہ اپنی حیات و بقا کا سبب ہے۔ دوسرے طبعی مناسبت جس کے متعلق اس سے زیادہ وضاحت کیا کر سکتا ہوں کہ کلام صفتِ الٰہی ہے اور مالک اور مملوک، آقا اور بندہ میں جو مناسبت ہے وہ واقفوں سے مخفی نہیں ؎

ہست ربّ الناس را با جانِ ناس
اتصالِ بے تکیف و بے قیاس
سب سے ربطِ آشنائی ہے اسے
دل میں ہر اک کے رسائی ہے اسے

تیسرے جمال، چوتھے کمال، پانچویں احسان۔ ان ہر سہ امور کے متعلق احادیثِ بالا میں اگر غور فرمائیں گے تو نہ صرف اس جمال و کمال پر جس کی طرف ایک ناقص الفہم نے اشارہ کیا ہے اقتصار کریں گے بلکہ وہ خوب بے تردد اس امر تک پہنچیں گے کہ زینت، اتقاء، شوق و سکون، جمال و کمال، اکرام و احسان، لذت و راحت، مال و متاع غرض کوئی بھی ایسی چیز نہ پاویں گے جو محبت کے اسباب میں ہو سکتی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر تنبیہ فرما کر قرآن شریف کو اسی نوع میں سے اعلیٰ و افضل ارشاد نہ فرمایا ہو، البتہ حجاب میں مستور ہونا دنیا کے لوازمات میں سے ہے لیکن عقلمند شخص اس وجہ سے کہ [illegible] چھلکا دار ہے اس کے گودہ سے احتراز نہیں کرتا اور کوئی دل کھویا ہوا اپنی محبوبہ سے اس لیے نفرت نہیں کر سکتا کہ وہ اس وقت برقعہ میں ہے، پردہ کے ہٹانے کی ہر ممکن سے ممکن کوشش کرے گا اور کامیاب نہ بھی ہوگا تو اس پردہ کے اوپر ہی سے آنکھیں ٹھنڈی کرے گا کہ نصیب ہو جاوے کہ جس کی خاطر برسوں سے سرگرداں بگولا صحرائی چھید رہے تھے۔ ممکن نہیں کہ پھر اس پردہ سے نگاہ ہٹ سکے۔ اسی طرح قرآن پاک کے فضائل و مناقب اور برکات کے بعد اگر وہ کسی حجاب کی وجہ سے محسوس نہیں ہوتے تو

عاشق کا کام نہیں کہ اس سے بے توجہی اور بے پروائی کرے بلکہ اپنی غفلت اور نقصان پر افسوس کرے اور کمالِ ندامت میں ہو۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ اگر قلوب نجاست سے پاک ہو جائیں تو تلاوت کلام اللہ سے کبھی بھی سیر نہ ہوں۔ ثابت بنانی کہتے ہیں کہ بیس برس تک میں نے کلام پاک کو مشقت سے پڑھا اور بیس برس سے مجھے اس کی ٹھنڈک پہنچ رہی ہے پس جو شخص بھی صدق دل سے توبہ کرکے پڑھے گا کلام پاک کو "آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری" کا مصداق پائے گا۔ اے کاش کہ ان خوش قسمتوں کا کچھ بھی صدقہ آجاتا۔ میں ناظرین سے یہ درخواست کردوں گا کہ کہنے والے کی طرف التفات نہ فرمائیں کہ میری ناکارگی آپ کو اہم مقصود سے نہ روک دے، بات کی طرف توجہ فرمائیں اور جہاں سے یہ امور خود ہی اس کی طرف التفات چاہیے کہ میں درمیان میں صرف نقل کا واسطہ ہوں، یہاں تک پہنچنے کے بعد اللہ کی ذات سے بعید نہیں کہ وہ کسی دل میں شوقِ قرآن پاک کا ولولہ پیدا کر دے۔ پس اگر بچہ کا حفظ کرانا ہے تو اس کے لیے کسی عمل کی ضرورت نہیں کہ بچپن کی عمر خود حفظ کے لیے معین و مجرب ہے۔ البتہ اگر کوئی شخص بڑی عمر میں حفظ کرنا چاہے اور وہ کرے تو اس کے لیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فرمایا ہوا ایک مجرب عمل لکھتا ہوں جس کو ترمذی، حاکم وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضرت علیؓ حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جاویں قرآن پاک میرے سینے سے نکل جاتا ہے جو یاد کرتا ہوں وہ محفوظ نہیں رہتا۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ میں تجھے ایسی ترکیب بتلاؤں کہ جو تجھے بھی نفع دے اور جس کو تو بتلادے اس کے لیے بھی نافع ہو اور جو کچھ تو سیکھے وہ محفوظ رہے۔ حضرت علیؓ کے دریافت کرنے پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب جمعہ کی شب آئے تو اگر یہ ہو سکے کہ رات کے آخری تہائی حصہ میں اٹھے تو یہ بہت ہی اچھا ہے کہ یہ وقت ملائکہ کے نزول کا ہوتا ہے اور دعا اس وقت میں خاص طور سے قبول ہوتی ہے اسی وقت کے

آخر میں حضرت یعقوب نے اپنے بیٹوں سے کہا تھا سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ عنقریب تمہارے لیے اپنے رب سے مغفرت طلب کروں گا یعنی جمعہ کی رات آنے پر پس اگر اس وقت میں جاگنا دشوار ہو تو آدھی رات کے وقت، اور یہ بھی نہ ہو سکے تو شروع ہی رات میں کھڑا ہو اور چار رکعت نفل اس طرح پڑھے کہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ یٰسٓ شریف پڑھے اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ دخان اور تیسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۂ الم سجدہ اور چوتھی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۂ تبارک پڑھے اور جب التحیات سے فارغ ہو جائے تو اول حق تعالیٰ شانہ کی خوب حمد و ثنا کر اس کے بعد مجھ پر درود بھیج اس کے بعد تمام انبیاء پر درود بھیج اس کے بعد تمام مومنین کے لیے اور ان تمام مسلمان بھائیوں کے لیے جو تجھ سے پہلے مر چکے ہیں استغفار کر اور اس کے بعد یہ دعا پڑھ۔

فائدہ: یہ آگے آرہا ہے اس کے ذکر سے قبل [illegible] کہ حمد و ثنا و درود کا [illegible] دوسری روایات سے [illegible] شروع میں اور مناجات سے قبل [illegible] نقل کر دیا جاوے تاکہ [illegible] اپنے قبول دعا میں [illegible]

[illegible]

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ حَمْدًا	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible] اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ [illegible]	[illegible]

[illegible]

نَفْسَكَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الْهَاشِمِيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الْبَرَرَةِ الْكِرَامِ وَعَلٰى سَائِرِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَالْمَلٰئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ اِنَّكَ سَمِيْعٌ مُّجِيْبُ الدَّعَوَاتِ ۔

کے برابر ہو۔ اے اللہ میں تیری تعریف کا احاطہ نہیں کر سکتا، تو ایسا ہے جیسا کہ تو نے اپنی تعریف خود بیان کی۔ اے اللہ ہمارے سردار نبی امی ہاشمی پر درود و سلام و برکات نازل فرما اور نبیوں رسولوں اور ملائکہ مقربین پر بھی۔ اے ہمارے رب ہماری اور ہم سے پہلے مسلمانوں کی مغفرت فرما اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ پیدا نہ کر۔ اے ہمارے رب تو مہربان اور رحیم ہے۔ اے اللہ میری اور میرے والدین کی اور تمام مومنین اور مسلمانوں کی مغفرت فرما، بیشک تو دعا کو سننے والا اور قبول کرنے والا ہے۔

اس کے بعد یہ دعا پڑھے جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حفظ کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تعلیم فرمائی اور وہ یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ بِتَرْكِ الْمَعَاصِيْ اَبَدًا مَّا اَبْقَيْتَنِيْ وَارْحَمْنِيْ اَنْ اَتَكَلَّفَ مَا لَا يَعْنِيْنِيْ وَارْزُقْنِيْ حُسْنَ النَّظَرِ فِيْمَا يُرْضِيْكَ عَنِّيْ اَللّٰهُمَّ بَدِيْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِيْ لَا تُرَامُ اَسْئَلُكَ يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ

اے اللہ مجھ پر رحم فرما کہ ہمیشہ گناہوں کو چھوڑ دوں جب تک تو مجھے زندہ رکھے اور مجھ پر رحم فرما اس بات سے کہ بیکار چیزوں میں مشقت اٹھاؤں اور مجھے ان چیزوں میں خوش نظری عطا فرما جو تیری مرضیات ہیں۔ اے اللہ آسمانوں اور زمین کے بے نمونہ پیدا کرنے والے، عظمت اور بزرگی والے اور ایسے غلبہ والے جس کے حصول کا ارادہ بھی نہیں کیا جا سکتا

لہ حصن ، [illegible] الترمذی وغیرہ ۱۲

بِجَلَالِكَ وَنُورِ وَجْهِكَ أَنْ تُلْزِمَ
قَلْبِي حِفْظَ كِتَابِكَ كَمَا عَلَّمْتَنِي
وَارْزُقْنِي أَنْ أَقْرَأَهُ عَلَى النَّحْوِ
الَّذِي يُرْضِيكَ عَنِّي اَللّٰهُمَّ
بَدِيعَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ
ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ وَالْعِزَّةِ
الَّتِي لَا تُرَامُ أَسْأَلُكَ يَا أَللّٰهُ
يَا رَحْمٰنُ بِجَلَالِكَ وَنُورِ وَجْهِكَ
أَنْ تُنَوِّرَ بِكِتَابِكَ بَصَرِي
وَأَنْ تُطْلِقَ بِهِ لِسَانِي وَأَنْ
تُفَرِّجَ بِهِ عَنْ قَلْبِي وَأَنْ
تَشْرَحَ بِهِ صَدْرِي وَأَنْ
تَغْسِلَ بِهِ بَدَنِي فَإِنَّهُ
لَا يُعِينُنِي عَلَى الْحَقِّ غَيْرُكَ
وَلَا يُؤْتِيهِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا
حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ
الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ ؕ

میں تیری بزرگی اور تیری ذات کے نور کے طفیل تجھ سے مانگتا ہوں کہ جس طرح تو نے اپنی کلام پاک مجھے سکھا دی اسی طرح اس کی یاد بھی میرے دل سے چسپاں کر دے اور مجھے توفیق عطا کر کہ میں اسکو اس طریقہ پر پڑھوں جس سے تو راضی ہو جائے۔ اے اللہ زمین اور آسمانوں کے بے نمونہ پیدا کرنے والے، اے عظمت اور بزرگی والے اور اس غلبہ یا عزت کے مالک جس کے حصول کا ارادہ بھی ممکن نہیں اے اللہ اے رحمن میں تیری بزرگی اور تیری ذات کے نور کے طفیل تجھ سے مانگتا ہوں کہ تو میری نظر کو اپنی کتاب کے نور سے منور کر دے اور میری زبان کو اس پر جاری کر دے اور اس کی برکت سے میرے دل کی تنگی کو دور کر دے اور میرے سینہ کو کھول دے اور اس کی برکت سے میرے جسم کے گناہوں کا میل دھو دے کہ حق پر تیرے سوا میرا کوئی مددگار نہیں اور میری یہ تمنا تیرے سوا کوئی پوری نہیں کر سکتا اور نہیں ہے گناہ سے بچنا اور عبادت پر قدرت نہیں ہو سکتی مگر اللہ برتر و بزرگی والے کی مدد سے

پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے علی اس عمل کو تین جمعہ یا پانچ جمعہ یا سات جمعہ کر انشاء اللہ دعا ضرور قبول کی جائے گی قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے مجھے نبی بنا کر بھیجا ہے کسی مومن سے بھی قبولیت نہ چوکے گی۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ علیؓ کو پانچ یا سات ہی جمعہ گذرے ہوں گے کہ وہ حضورؐ کی مجلس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ پہلے میں تقریباً چار آیتیں پڑھتا تھا اور وہ بھی یاد نہ ہوتی تھیں

[illegible] قرآن شریف [illegible] حدیث [illegible] اور جب وہ دوسروں سے [illegible]

[illegible] حدیث [illegible]

تکملہ

[illegible] حدیث [illegible]

عن سلمان قال سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الأربعين حديثا التي قال من حفظها من أمتي دخل الجنة قلت وما هي يا رسول الله قال أن تؤمن بالله واليوم

ترجمہ: سلمانؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ وہ چالیس حدیثیں جن کے بارے میں یہ کہا ہے کہ جو ان کو یاد کر لے جنت میں داخل ہوگا وہ کیا ہیں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

۱: اللہ پر ایمان لاوے یعنی اس کی ذات و صفات پر۔ ۲: اور آخرت کے دن پر۔ ۳: اور فرشتوں کے وجود پر۔ ۴: اور پہلی کتابوں پر۔ ۵: اور تمام انبیاء پر۔ ۶: اور مرنے کے بعد دوبارہ زندگی پر۔ ۷: اور تقدیر پر کہ بھلا اور برا جو کچھ ہوتا ہے سب تقدیر کی طرف سے ہے۔ ۸: اور گواہی دے تو اس امر کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سچے رسول ہیں۔ ۹: ہر نماز کے وقت کامل وضو کر کے نماز کو قائم رکھے (کامل وضو وہ کہلاتا ہے جس میں آداب و مستحبات کی رعایت رکھی گئی ہو اور ہر نماز کے وقت اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ نیا وضو ہر نماز کے لیے کرے اگرچہ پہلے سے وضو ہو کہ یہ مستحب ہے اور نماز کے قائم کرنے سے اس کے تمام سنن اور مستحبات کا اہتمام کرنا مراد ہے۔ چنانچہ دوسری روایت میں وارد ہے اِنَّ تَسْوِیَۃَ الصُّفُوْفِ مِنْ اِقَامَۃِ الصَّلٰوۃِ یعنی جماعت میں صفوں کا برابر کرنا کہ کسی قسم کی کجی یا درمیان میں خلا نہ رہے، یہ بھی نماز قائم کرنے کے مفہوم میں داخل ہے) ۱۰: زکوٰۃ ادا کرے۔ ۱۱: اور رمضان کے روزے رکھے۔ ۱۲: اگر مال ہو تو حج کرے یعنی اگر جانے کی مقدرت و وسعت رکھتا ہو تو حج بھی کرے، چونکہ اکثر مانع مال ہی ہوتا ہے اس لیے اسی کو ذکر فرما دیا ورنہ مقصود یہ ہے کہ حج کے شرائط پائے جاتے ہوں تو حج کرے۔ ۱۳: بارہ رکعت سنت مؤکدہ روزانہ ادا کرے، اس کی تفصیل دوسری روایات میں اس طرح آئی ہے کہ صبح سے پہلے دو رکعت، ظہر سے قبل چار، ظہر کے بعد دو، مغرب کے بعد دو اور عشاء کے بعد دو رکعت۔ ۱۴: اور وتر کو کسی رات میں نہ چھوڑے، چونکہ وہ واجب ہے اور اس کا اہتمام سنتوں سے زیادہ ہے، اس لیے اس کو تاکید کی قید سے ذکر فرمایا۔ ۱۵: اور اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرے۔ ۱۶: اور والدین کی نافرمانی نہ کرے۔ ۱۷: اور ظلم سے یتیم کا مال نہ کھاوے۔ یعنی اگر کسی وجہ سے یتیم کا مال کھانا جائز ہو جیسے

کہ بعض صورتوں میں ہوتا ہے تو مضائقہ نہیں۔ ۱۸: اور شراب نہ پئے۔ ۱۹: زنا نہ کرے۔ ۲۰: جھوٹی قسم نہ کھاوے۔ ۲۱: جھوٹی گواہی نہ دے۔ ۲۲: خواہشاتِ نفسانیہ پر عمل نہ کرے۔ ۲۳: مسلمان بھائی کی غیبت نہ کرے۔ ۲۴: کسی پاک دامن عورت کو تہمت نہ لگائے اسی طرح عفیف مرد کو۔ ۲۵: اپنے مسلمان بھائی سے کینہ نہ رکھے۔ ۲۶: لہو ولعب میں مشغول نہ ہو۔ ۲۷: تماشائیوں میں شریک نہ ہو۔ ۲۸: کسی پستہ قد کو عیب کی نیت سے ٹھگنا مت کہو یعنی اگر کوئی عیب دار لفظ ایسا مشہور ہو گیا ہو کہ اس کے کہنے سے نہ عیب سمجھا جاتا ہو نہ عیب کی نیت سے کہا جاتا ہو جیسا کہ کسی کا نام ہی ٹھگنو پڑ جاوے تو مضائقہ نہیں لیکن طعن کی غرض سے کسی کو ایسا کہنا جائز نہیں۔ ۲۹: کسی کا مذاق مت اڑا۔ ۳۰: مسلمانوں کے درمیان چغل خوری نہ کر۔ ۳۱: اور ہر حال میں اللہ جل شانہ کی نعمتوں پر اس کا شکر کر۔ ۳۲: بلا اور مصیبت پر صبر کر۔ ۳۳: اور اللہ کے عذاب سے بے خوف مت ہو۔ ۳۴: اعزہ سے قطع تعلق مت کر۔ ۳۵: بلکہ ان کے ساتھ صلہ رحمی کر۔ ۳۶: اللہ کی کسی مخلوق کو لعنت مت کر۔ ۳۷: سبحان اللہ الحمد للہ لا الہ الا اللہ اللہ اکبر اکثر پڑھا کر۔ ۳۸: جمعہ اور عیدین میں حاضری مت چھوڑ۔ ۳۹: اور اس بات کا یقین رکھ کہ جو تکلیف و راحت تجھے پہنچی وہ مقدر میں تھی جو ٹلنے والی نہ تھی اور جو نہیں پہنچی وہ کسی طرح بھی پہنچنے والی نہ تھا

۴۰: اور کلام اللہ شریف کی تلاوت کسی حال میں بھی مت چھوڑ۔

سلمان کہتے ہیں میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جو شخص ان کو یاد کرے اس کو کیا اجر ملے گا حضور نے ارشاد فرمایا کہ حق سبحانہ و تقدس اس کا انبیاء اور علماء کے ساتھ حشر فرماویں گے۔

حق سبحانہ و تقدس ہماری سیئات سے درگذر فرما کر اپنے محبوب بندوں میں محض اپنے لطف سے شامل فرما لیں تو اس کی کریمی شان سے کچھ بھی بعید نہیں۔ پڑھنے والوں سے بڑی ہی لجاجت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

محمد زکریا کاندھلوی

مقیم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

۲۹ر ذی الحجہ ۱۳۴۸ھ پنجشنبہ

[illegible]

موت کا منظر

مرنے کے بعد کیا ہوگا؟

[illegible]

[illegible]

فضائل رمضان

مصنفہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا

[illegible]

[illegible]

فہرست مطبوعات خواجہ محمد اسلام

موت کا منظر مع مرنے کے بعد کیا ہوگا اردو خاص ایڈیشن
عام ایڈیشن، جیبی سائز، عربی، فارسی، انگریزی، سندھی، پشتو
جنت کا منظر اردو ۔ انسانی زیور اردو
محبوب کے حسن و جمال کا منظر ۔ اسلام کا منظر
حج کا منظر، بڑا سائز، چھوٹا سائز
حسن پرستوں کے انجام کا منظر ۔ نماز کا منظر
دعاؤں کا منظر، بڑا سائز، جیبی سائز
فریادِ آدم کا منظر ۔ نماز کا منظر جیبی

خواجہ محمد اسلام ادارہ اشاعت [illegible] لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم حامداً ومصلیاً ومسلماً

حمد و صلوٰۃ کے بعد یہ چند احادیث کا ترجمہ ہے جو رمضان المبارک کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمۃ للعالمین ذات نے مسلمانوں کے لئے ہر باب میں جس قدر فضائل اور ترغیبات ارشاد فرمائی ہیں، ان کا اصل شکریہ اور قدردانی تو یہ تھی کہ ہم ان پر مٹتے مگر ہماری کوتاہیاں اور دینی بے رغبتیاں جس قدر روز افزوں ہیں کہ ان پر عمل تو درکنار ان کی جانب التفات اور توجہ بھی نہیں رہی، حتیٰ کہ اب لوگوں کو ان کا علم بھی بہت کم ہو گیا ہے۔

ان اوراق کا مقصد یہ ہے کہ اگر مساجد کے ائمہ تراویح کے بعد اور پڑھے لکھے حضرات جن کو دین سے کسی درجہ میں بھی رغبت ہے اوائل رمضان میں اس رسالہ کو مساجد و مجامع میں سنا دیا کریں تو حق تعالیٰ کی رحمت سے کیا بعید ہے کہ اپنے محبوب کے کلام کی برکت سے ہم لوگوں کو مبارک مہینہ کی کچھ قدر اور اس کی برکات کی طرف کچھ توجہ ہو جایا کرے اور نیک اعمال کی زیادتی اور بداعمالیوں کی کمی کا ذریعہ بن جایا کرے۔ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ اگر حق تعالیٰ شانہٗ تیری وجہ سے ایک شخص کو بھی ہدایت فرما دیں تو تیرے لئے سرخ اونٹوں سے جو عمدہ مال شمار ہوتا ہے بہتر اور افضل ہے۔

رمضان المبارک کا مہینہ مسلمانوں کے لیے حق تعالیٰ شانہٗ کا بہت ہی بڑا انعام ہے مگر جب ہی کہ اس انعام کی قدر بھی کی جائے ورنہ ہم جیسے محروموں کے لئے ایک مہینہ کیا رمضان بیت جانے کے سوا کچھ بھی نہیں۔

ایک حدیث میں ہے کہ اگر لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ رمضان کیا چیز ہے تو میری امت یہ تمنا کرے کہ سارا سال رمضان ہی ہو جائے۔ ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ سال بھر کے روزے رکھنا کس قدر دشوار ہے مگر رمضان المبارک کے ثواب کے مقابلہ میں حضورؐ کا ارشاد ہے کہ لوگ اس کی تمنا کرنے لگیں۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ رمضان کا روزہ اور ہر مہینہ میں تین روزے رکھنے والے کے سینہ کی کھوٹ اور وسوسہ کو دور کرتا ہے۔ آخر کوئی تو بات ہے کہ صحابہ کرامؓ رمضان کے مہینہ میں جہاد کے سفر میں باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بار بار افطار کی اجازت فرما دینے

کے روزوں کا اہتمام فرماتے تھے حتیٰ کہ حضورؐ کو منع فرمانا پڑا۔

مسلم شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ ہم ایک مرتبہ ایک غزوہ کے سفر میں ایک منزل پر اترے گرمی نہایت سخت تھی اور غربت کی وجہ سے اس قدر کپڑا بھی سب کے پاس نہ تھا کہ دھوپ کی گرمی سے بچ سکیں بہت سے لوگ اپنے ہاتھ سے آفتاب کی شعاعوں سے بچتے تھے اس حالت میں بھی بہت سے روزہ دار ایسے تھے جن سے کھڑا بھی نہ ہوا جاتا تھا صحابہ کرام کی ایک جماعت گویا ہمیشہ تمام سال روزہ دار رہتی تھی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سینکڑوں حدیثیں رمضان المبارک کی فضیلت میں نقل کی گئی ہیں جن کا احاطہ اور بیان تو مجھ جیسے نااہل کے امکان سے خارج ہے لیکن یہ دل چاہتا ہے کہ چند حدیثیں تفصیل سے نقل ہو کر چند دوستوں تک پہنچ جائیں گے کہ اس زمانہ میں دینی امور میں جس قدر بے التفاتی ہو رہی ہے وہ کسی سے مخفی نہیں علم اور عمل دونوں میں جس قدر بے پروائی دین کے بارے میں ہو رہی ہے وہ ہر شخص اپنی ہی حالت میں غور کرنے سے معلوم کر سکتا ہے اس لئے اکیس حدیثوں پر اکتفا کرتا ہوں اور ان کو تین فصلوں پر منقسم کرتا ہوں۔

فصل اول رمضان المبارک کے فضائل میں جس میں دس احادیث مذکور ہیں۔

دوسری فصل شب قدر کے بیان میں جس میں سات حدیثیں ہیں۔

تیسری فصل میں اعتکاف کا ذکر ہے جس میں تین حدیثیں ہیں۔ اس کے بعد ایک خاتمہ میں ایک طویل حدیث پر اس رسالہ کو ختم کرتا ہوں۔ حق تعالیٰ شانہ اپنی رحمت سے اپنے مخلص بندوں کے طفیل میں اس کو قبول فرماویں اور مجھ کو بھی اس کی برکات سے مستفیض فرماویں۔ انہ جواد کریم

فصل اول۔ فضائل رمضان المبارک

عن سلمان قال خطبنا رسول الله صلی
الله علیہ وسلم فی آخر یوم من شعبان
فقال یا ایہا الناس قد اظلکم
شہر عظیم شہر مبارک
[illegible]

حضرت سلمان کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم نے شعبان کی آخر تاریخ میں ہم لوگوں کو
وعظ فرمایا کہ تمہارے اوپر ایک مہینہ آرہا ہے
جو بہت بڑا مہینہ ہے بہت مبارک مہینہ ہے

شَهْرٌ جَعَلَ اللّٰهُ صِيَامَهُ فَرِيْضَةً
وَقِيَامَ لَيْلِهِ تَطَوُّعًا مَنْ تَقَرَّبَ فِيْهِ
بِخَصْلَةٍ كَانَ كَمَنْ أَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ
وَمَنْ أَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْهِ كَانَ كَمَنْ أَدّٰى
سَبْعِيْنَ فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَهُوَ شَهْرُ
الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ
وَشَهْرٌ يُزَادُ فِيْ رِزْقِ الْمُؤْمِنِ فِيْهِ
مَنْ فَطَّرَ فِيْهِ صَائِمًا كَانَ مَغْفِرَةً لِذُنُوْبِهِ
وَعِتْقَ رَقَبَتِهِ مِنَ النَّارِ وَكَانَ لَهُ مِثْلُ
أَجْرِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَّنْتَقِصَ مِنْ أَجْرِهِ شَيْءٌ
قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَيْسَ كُلُّنَا يَجِدُ مَا
يُفَطِّرُ الصَّائِمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي اللّٰهُ هٰذَا الثَّوَابَ مَنْ
فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰى تَمْرَةٍ أَوْ شَرْبَةِ مَاءٍ
أَوْ مَذْقَةِ لَبَنٍ وَهُوَ شَهْرٌ أَوَّلُهُ رَحْمَةٌ
وَأَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ وَآخِرُهُ عِتْقٌ مِّنَ
النَّارِ مَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوْكِهِ فِيْهِ غَفَرَ
اللّٰهُ لَهُ وَأَعْتَقَهُ مِنَ النَّارِ وَاسْتَكْثِرُوْا
فِيْهِ مِنْ أَرْبَعِ خِصَالٍ خَصْلَتَيْنِ تُرْضُوْنَ
بِهِمَا رَبَّكُمْ وَخَصْلَتَيْنِ لَا غِنٰى بِكُمْ
عَنْهُمَا فَأَمَّا الْخَصْلَتَانِ اللَّتَانِ تُرْضُوْنَ بِهِمَا
رَبَّكُمْ فَشَهَادَةُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ
تَسْتَغْفِرُوْنَهُ وَأَمَّا الْخَصْلَتَانِ

ایک رات ہے (شب قدر) جو ہزار مہینوں سے
بڑھ کر ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے روزہ کو
فرض فرمایا اور اس کے رات کے قیام
(یعنی تراویح) کو ثواب کی چیز بنایا ہے جو شخص
اس مہینہ میں کسی نیکی کے ساتھ اللہ کا قرب حاصل
کرے ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں فرض ادا کیا
اور جو شخص اس مہینہ میں کسی فرض کو ادا کرے
وہ ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں ستر فرض ادا
کرے یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے
اور یہ مہینہ لوگوں کے ساتھ غمخواری کرنے کا ہے اس
مہینہ میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے جو شخص
کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے اس کے لئے گناہوں
کے معاف ہونے اور آگ سے خلاصی کا سبب
ہوگا اور روزہ دار کے ثواب کی مانند اس کو ثواب
ہوگا مگر اس روزہ دار کے ثواب سے کچھ کم نہیں
کیا جائے گا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم
میں سے ہر شخص تو اتنی وسعت نہیں رکھتا کہ روزہ
دار کو افطار کرائے تو آپ نے فرمایا کہ (پیٹ بھر
کر کھلانے پر موقوف نہیں) یہ ثواب تو اللہ جل شانہ
ایک کھجور سے کوئی افطار کرا دے یا ایک گھونٹ پانی پلا
دے یا ایک گھونٹ لسی پلا دے اس پر بھی مرحمت
فرما دیتے ہیں یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس کا اول حصہ اللہ
کی رحمت ہے اور درمیانی حصہ مغفرت ہے اور

لِلَّتَانِ لَا غِنٰی بِكُمْ عَنْهُمَا فَتَسْئَلُوْنَ اللّٰهَ الْجَنَّةَ وَتَعَوَّذُوْنَ بِهٖ مِنَ النَّارِ وَمَنْ سَقٰی صَائِمًا سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ حَوْضِیْ شَرْبَةً لَا يَظْمَأُ حَتّٰی يَدْخُلَ الْجَنَّةَ

(رواه ابن خزيمة في صحيحه وقال إن صح الخبر ورواه البيهقي ورواه أبو الشيخ بن حبان في الثواب باختصار عنهما وفي أسانيدهم علي بن زيد بن جدعان ورواه ابن خزيمة أيضا والبيهقي باختصار عنه من حديث أبي هريرة وفي إسناده كثير بن زيد كذا في الترغيب[3] قلت علي بن زيد ضعفه جماعة وقال الترمذي صدوق وصحح له حديثا في السلام وحسن له غيرما حديث وكذا كثير ضعفه النسائي وغيره وقال ابن معين ثقة وقال ابن عدي لم أر بحديثه بأسا وأخرج بحديثه ابن خزيمة في صحيحه كذا في رجال المنذري لكن قال العيني عنه منكر فتأمل -

آخری حصہ آگ سے آزادی ہے جو شخص اس مہینہ میں ہلکا کر دے اپنے غلام (و خادم) کے بوجھ کو حق تعالیٰ شانہٗ اس کی مغفرت فرماتے ہیں اور آگ سے آزادی فرماتے ہیں اور چار چیزوں کی اس میں کثرت رکھا کرو جن میں سے دو چیزیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے واسطے اور دو چیزیں ایسی ہیں کہ جن سے تمہیں چارۂ کار نہیں۔ پہلی دو چیزیں جن سے تم اپنے رب کو راضی کرو وہ کلمہ طیبہ اور استغفار کی کثرت ہے اور دوسری دو چیزیں یہ ہیں کہ جنت کی طلب کرو اور آگ سے پناہ مانگو جو شخص کسی روزہ دار کو پانی پلائے حق تعالیٰ (قیامت کے دن) میرے حوض سے اس کو ایسا پانی پلائیں گے جس کے بعد جنت میں داخل ہونے تک پیاس نہیں لگے گی۔

ف - محدثین کو اس کے بعض رواۃ میں کلام ہے، لیکن اول تو فضائل میں اس قدر کلام قابل تحمل ہے، دوسرے اس کے اکثر مضامین کی دوسری روایات مؤید ہیں۔ اس حدیث سے چند امور معلوم ہوتے ہیں۔ اول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اہتمام کہ شعبان کی اخیر تاریخ میں خاص طور سے اس کا وعظ فرمایا اور لوگوں کو تنبیہ فرمائی تاکہ رمضان المبارک کا ایک سیکنڈ بھی غفلت سے نہ گزر جائے۔ پھر اس وعظ میں تمام مہینہ کی فضیلت بیان فرمانے کے بعد چند امور کی طرف خاص طور سے متوجہ فرمایا، سب سے اول شب قدر کہ وہ حقیقت میں بہت ہی اہم رات ہے۔

کو بغیر جماعت کے نماز پڑھنے کو اہل ظواہر نے ناجائز فرمایا ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا تو ایک جگہ ارشاد ہے کہ مسجد کے قریب رہنے والوں کی تو گویا نماز بغیر مسجد کے ہوتی ہی نہیں۔

مظاہر حق میں لکھا ہے کہ جو شخص بغیر عذر کے بلا جماعت نماز پڑھتا ہے اس کے ذمہ سے فرض تو ساقط ہو جاتا ہے مگر اس کو نماز کا ثواب نہیں ملتا اسی طرح دوسری نماز مغرب کی جماعت بہتیروں کی افطار کی نذر ہو جاتی ہے اور رکعت اولیٰ یا تکبیر اولیٰ کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ بہت سے لوگ عشاء کی نماز تراویح کے احسان کی وجہ سے وقت سے پہلے ہی پڑھ لیتے ہیں یہ تو رمضان مبارک میں ہماری نماز کا حال ہے جو اہم ترین فرض ہے کہ ایمان کے بعد سب فرضوں سے مقدم ہے تین کو غنیمت کہا، یہ بھی تو اکثر ہی ورنہ ظہر کی نماز قیلولہ کی نذر اور عصر کی جماعت افطار کا سامان خریدنے کی نذر ہوتے ہوئے تو محسوس ہی کیا جاتا ہے اسی طرح اور فرائض کو بھی آپ خود غور فرما لیں کہ کتنا اہتمام رمضان المبارک میں ان کا کیا جاتا ہے اور جب فرائض کا یہ حال ہے تو نوافل کا کیا پوچھنا، اشراق اور چاشت تو رمضان المبارک میں سونے کی نذر ہو جاتے اور اوابین کا کیسے اہتمام ہو سکتا ہے جب کہ ابھی روزہ کھولا ہے اور ابھی تراویح کا اہتمام ہے اور تہجد کا وقت تو ہے ہی عین سحر کھانے کا وقت۔ پھر نوافل کی گنجائش کہاں لیکن یہ سب باتیں بے توجہی اور نہ کرنے کی ہیں کہ ع تو ہی گر نہ چاہے تو باتیں ہزار ہیں۔

کتنے اللہ کے بندے ہیں کہ جن کے لئے انہی اوقات میں سب چیزوں کی گنجائش نکل آتی ہے۔ میں نے اپنے حضرت مولانا خلیل احمد صاحب نور اللہ مرقدہ کو متعدد رمضانوں میں دیکھا ہے کہ باوجود ضعف اور پیرانہ سالی کے مغرب کے بعد نوافل میں سوا پارہ پڑھنا یا سنانا اور اس کے بعد آدھ گھنٹہ کھانا وغیرہ ضروریات کے بعد ہندوستان کے قیام میں تقریباً دو سوا دو گھنٹے تراویح میں خرچ ہوتے تھے اور مدینہ پاک کے قیام میں تقریباً تین گھنٹے میں عشاء اور تراویح سے فراغت ہوتی۔ اس کے بعد آپ حسب اختلاف موسم دو تین گھنٹے آرام فرمانے کے بعد تہجد میں تلاوت فرماتے اور صبح سے نصف گھنٹہ قبل سحر تناول فرماتے۔ اس کے بعد سے صبح کی نماز تک کبھی حفظ تلاوت فرماتے اور کبھی اوراد و وظائف میں مشغول رہتے۔ اسفار یعنی چاندنی میں صبح کی نماز پڑھ کر اشراق تک مراقب رہتے اور اشراق کے بعد تقریباً ایک گھنٹہ آرام فرماتے

اس کے بعد سے تقریباً دو بجے تک اور گرمیوں میں ایک بجے تک "بذل المجہود" تحریر فرماتے اور ڈاک وغیرہ ملاحظہ فرما کر جواب لکھاتے۔ اس کے بعد ظہر کی نماز تک آرام فرماتے اور ظہر سے عصر تک تلاوت فرماتے۔ عصر سے مغرب تک تسبیح میں مشغول رہتے اور حاضرین سے بات چیت بھی فرماتے۔ بذل المجہود ختم ہو جانے کے بعد صبح کو کچھ حصہ تلاوت میں اور کچھ کتب بینی میں "بذل المجہود" و "وفاء الوفاء" زیادہ تر اس وقت زیر نظر رہتی تھیں۔ یہ اس پر تھا کہ رمضان مبارک میں معمولات میں کوئی خاص تغیر نہ تھا کہ نوافل کا یہ معمول دائمی تھا اور نوافل مذکورہ کا تمام سال بھی اہتمام رہتا تھا۔ البتہ رکعات کے طول میں رمضان مبارک میں اضافہ ہو جاتا تھا۔ ورنہ ان اکابر کے یہاں رمضان مبارک کے خاص معمولات مستقل تھے ان کا اتباع تو درکنار ان کا تحمل بھی مشکل ہے۔

حضرت قدس مولانا شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ تراویح کے بعد سے صبح کی نماز تک نوافل میں مشغول رہتے تھے اور یکے بعد دیگرے متفرق حفاظ سے کلام مجید ہی سنتے رہتے تھے اور حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہ کے یہاں تو رمضان المبارک کا مہینہ دن و رات تلاوت ہی کا ہوتا تھا کہ اس میں ڈاک بھی بند اور ملاقات بھی ذرا گوارا نہ تھی بعض مخصوص خدام کو صرف اتنی اجازت ہوتی تھی کہ تراویح کے بعد جتنی دیر حضرت سادی چائے کے ایک دو فنجان نوش فرمائیں اتنی دیر حاضر خدمت ہو جایا کریں۔ بزرگوں کے یہ معمولات اس وجہ سے نہیں لکھے جاتے کہ سرسری نگاہ سے ان کو پڑھ لیا جائے یا کوئی تفریحی فقرہ ان پر کہہ دیا جائے بلکہ اس لئے ہیں کہ اپنی ہمت کے موافق ان کا اتباع کیا جائے اور حتی الوسع پورا کرنے کا اہتمام کیا جائے کہ ہر لائن اپنے مخصوص امتیازات میں دوسرے پر فائق ہے۔ جو لوگ دنیوی مشاغل سے مجبور نہیں ہیں کیا ہی اچھا ہو کہ گیارہ مہینے ضائع کر دینے کے بعد ایک مہینہ مرنے کی کوشش کر لیں۔ ملازمت پیشہ حضرات جو دس بجے سے چار بجے تک دفتر میں رہنے کے پابند ہیں اگر صبح سے دس بجے تک کم از کم رمضان المبارک کا مہینہ تلاوت میں خرچ کر دیں تو کیا دقت ہے۔ آخر دنیوی ضروریات کے لئے دفتر کے علاوہ اوقات میں سے وقت نکالا ہی جاتا ہے اور کھیتی کرنے والے تو کسی

؎ بذل المجہود پانچ جلدوں میں ابوداؤد شریف کی شرح ہے [illegible]

سے ذکر و تلاوت سے اتنی کون سی ایسی پابندی ہے کہ کھیتی پر بیٹھے بیٹھے تلاوت نہ کر سکیں اور تاجروں کے لیے تو اس میں کوئی دقت ہی نہیں کہ اس مبارک مہینہ میں تجارت کا وقت مختصر کر دیں یا کم از کم دکان پر ہی تجارت کے ساتھ تلاوت بھی کرتے رہا کریں کہ اس مبارک مہینہ کو کلام الٰہی کے ساتھ بہت ہی خاص مناسبت ہے۔

اسی وجہ سے عموماً اللہ جل شانہ کی تمام کتابیں اسی ماہ میں نازل ہوئی ہیں چنانچہ قرآن پاک لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر تمام کا تمام اسی ماہ میں نازل ہوا اور وہاں سے حسب موقع تھوڑا تھوڑا تئیس ۲۳ سال کے عرصہ میں نازل ہوا اس کے علاوہ حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو صحیفے اسی ماہ کی یکم یا ۳ تاریخ کو عطا ہوئے اور حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور ۱۸ یا ۱۲ رمضان کو ملی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توریت ۶ رمضان المبارک کو عطا ہوئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل ۱۲ یا ۱۳ رمضان المبارک کو ملی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ماہ کو کلام الٰہی کے ساتھ خاص مناسبت ہے اسی وجہ سے تلاوت کی کثرت اس مہینہ میں منقول ہے اور مشائخ کا معمول ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام ہر سال رمضان میں تمام قرآن شریف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سناتے تھے اور بعض روایات میں آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتے تھے۔ علماء نے ان دونوں حدیثوں کو ملانے سے قرآن پاک کے دور کرنے کا جو عام طور سے رائج ہے استحباب نکالا ہے۔ بالجملہ تلاوت کا خاص اہتمام جتنا بھی ممکن ہو سکے کرے اور جو وقت تلاوت سے بچے اس کو بھی ضائع کرنا مناسب نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی حدیث کے آخر میں چار چیزوں کی طرف خاص طور سے متوجہ فرمایا اور اس مہینہ میں ان کی کثرت کا حکم فرمایا۔ کلمہ طیبہ اور استغفار اور جنت کے حصول اور دوزخ سے بچنے کی دعا اس لیے جتنا وقت بھی مل سکے۔ ان چیزوں میں صرف کرنا سعادت سمجھے اور یہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کی قدر ہے۔ کیا دقت ہے کہ اپنے دنیوی کاروبار میں مشغول رہتے ہوئے زبان سے درود شریف یا کلمہ طیبہ کا بھی ورد رہے اور کل کو یہ کہنے کا منہ باقی رہے کہ

ہیں گو رہین ستم ہائے روزگار   لیکن تمہاری یاد سے غافل نہیں رہا

اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی چند خصوصیتیں اور آداب ارشاد فرمائے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible] یرموک کی لڑائی [illegible] پانی کا مشکیزہ [illegible]

کے ایثار کہ خود پیاسے جان دیدی اور اجنبی بھائی سے پہلے پانی پینا گوارا نہ کیا رضی اللہ عنہم وأرضاهم ورزقنا اتباعهم۔ آمین

۱ روح البیان میں سیوطیؒ کی جامع صغیر اور سخاویؒ کی مقاصد سے بروایت حضرت ابن عمرؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ میری امت میں ہر وقت پانسو برگزیدہ بندے اور چالیس ابدال رہتے ہیں جب کوئی شخص ان میں سے مرجاتا ہے فوراً دوسرا اس کی جگہ لے لیتا ہے صحابہؓ نے عرض کیا کہ ان لوگوں کے خصوصی اعمال کیا ہیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ظلم کرنے والوں سے درگذر کرتے ہیں اور برائی کا معاملہ کرنے والوں سے بھی احسان کا برتاؤ کرتے ہیں اور اللہ کے عطا فرمائے ہوئے رزق میں لوگوں کے ساتھ ہمدردی اور غمخواری کا برتاؤ کرتے ہیں۔ ایک دوسری حدیث سے نقل کیا ہے کہ جو شخص بھوکے کو روٹی کھلائے یا ننگے کو کپڑا پہنائے یا مسافر کو شب باشی کی جگہ دے حق تعالیٰ شانہٗ قیامت کے ہولوں سے اس کو پناہ دیتے ہیں۔ یحییٰ برمکی حضرت سفیان ثوریؒ پر ہر ماہ ایک ہزار درہم خرچ کرتے تھے، حضرت سفیانؒ سجدے میں ان کے لئے دعا کرتے تھے کہ یا اللہ یحییٰ نے میری دنیا کی کفایت کی تو اپنے لطف سے اس کی آخرت کی کفایت فرما۔ جب یحییٰ کا انتقال ہوا تو لوگوں نے خواب میں ان سے پوچھا کہ کیا گزری۔ انہوں نے کہا کہ سفیان کی دعا کی بدولت مغفرت ہوئی۔ اس کے بعد حضورؐ نے روزہ افطار کرانے کی فضیلت ارشاد فرمائی۔ ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ جو شخص حلال کمائی سے رمضان میں روزہ افطار کرائے اس پر رمضان کی راتوں میں فرشتے رحمت بھیجتے ہیں اور شب قدر میں جبرئیل علیہ السلام اس سے مصافحہ کرتے ہیں اور جس سے جبرئیل مصافحہ کرتے ہیں اس کی علامت یہ ہے کہ اس کے دل میں رقت پیدا ہوتی ہے اور آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں۔ حماد بن سلمہ ایک مشہور محدث ہیں روزانہ پچاس آدمیوں کے روزہ افطار کرانے کا اہتمام کرتے تھے

افطاری کی فضیلت ارشاد فرمانے کے بعد فرمایا کہ اس مہینہ کا اول حصہ رحمت ہے یعنی اللہ شانہٗ کا انعام متوجہ ہوتا ہے اور یہ رحمت عامہ سب مسلمانوں کے لئے ہوتی ہے اس کے بعد جو لوگ اس کا شکر ادا کرتے ہیں ان کے لئے اس رحمت میں اضافہ ہوتا ہے

---

۱ روح البیان

شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ اور اس کے درمیانی حصہ سے مغفرت شروع ہو جاتی ہے اس لئے روزوں کا کچھ حصہ گذر چکا ہے۔ اس کا معاوضہ اور اکرام مغفرت کے ساتھ شروع ہو جاتا ہے اور آخری حصہ تو بالکل آگ سے خلاصی ہے ہی۔

اور بھی بہت سی روایات میں ختم رمضان پر آگ سے خلاصی کی بشارتیں وارد ہوئی ہیں۔ رمضان کے تین حصے کئے گئے ہیں جیسا کہ مضمون بالا سے معلوم ہوا۔ بندۂ ناچیز کے خیال میں [illegible] رحمت اور مغفرت اور آگ سے خلاصی کے درمیان میں فرق یہ ہے کہ آدمی تین طرح کے ہیں۔ ایک وہ لوگ جن کے اوپر گناہوں کا بوجھ نہیں ان کے لئے شروع ہی سے رحمت اور انعام کی بارش ہو جاتی ہے۔ دوسرے وہ لوگ جو معمولی گنہگار ہیں ان کے لئے کچھ حصہ روزہ رکھنے کے بعد ان روزوں کی برکت اور بدلہ میں مغفرت اور گناہوں کی معافی ہوتی ہے۔ تیسرے وہ جو زیادہ گنہگار ہیں ان کے لئے زیادہ حصہ روزہ رکھنے کے بعد آگ سے خلاصی ہوتی ہے اور جن لوگوں کے لئے ابتداء ہی سے رحمت تھی اور ان کے گناہ بخشے بخشائے تھے ان کا تو پوچھنا ہی کیا، ان کے لئے رحمتوں کے کس قدر انبار ہوں گے۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم۔

اس کے بعد حضور ﷺ نے ایک اور چیز کی طرف رغبت دلائی ہے کہ آقا لوگ بھی اپنے ملازمین پر اس مہینہ میں تخفیف رکھیں اس لئے کہ آخر وہ بھی روزہ دار ہیں کام کی زیادتی سے ان کو روزہ میں دقت ہوگی۔ البتہ اگر کام زیادہ ہو تو اس میں مضائقہ نہیں کہ رمضان کے لئے ایک عارضی ملازم ایک آدھ بڑھا لے۔ مگر جب ہی کہ ملازم روزہ دار بھی ہو ورنہ اس کے لئے رمضان اور غیر رمضان برابر ہے اس ظلم و بے غیرتی کا تو ذکر ہی کیا کہ خود بے روزہ ہو کر بے چارے روزہ دار ملازموں سے کام لے اور نماز روزہ کی وجہ سے [illegible] وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ [illegible]

[illegible]

عن ابی ھریرة قال قال رسول اللّٰه صلی
اللّٰه علیه وسلم اعطیت امتی خمس خصال
فی رمضان لم تعطھن امة قبلھم خلوف
فم الصائم اطیب عند اللّٰه من ریح
المسك وتستغفر لھم الحیتان حتی
یفطروا ویزین اللّٰه عز وجل كل یوم
جنته ثم یقول یوشك عبادی الصالحون
ان یلقوا عنھم المؤنة والاذی ویصیروا الیك
وتصفد فیه مردة الشیاطین فلا
یخلصوا فیه الی ما كانوا یخلصون الیه
فی غیرہ ویغفر لھم فی اٰخر لیلة قیل
یا رسول اللّٰه اھی لیلة القدر قال لا ولكن
العامل انما یوفی اجرہ اذا قضی عمله

(رواہ احمد والبزار والبیھقی ورواہ
ابو الشیخ ابن حبان فی كتاب الثواب
الا ان عندہ وتستغفر لھم الملائكة بدل
الحیتان كذا فی الترغیب)

[illegible]

شانہ فرماتے ہیں کہ قریب ہے کہ میرے نیک

[illegible]

ہے کہ مزدور کو کام ختم ہونے کے وقت [illegible]
دے دی جاتی ہے"

[illegible]
کے حصول کی کوشش کرتے۔

اول یہ کہ روزہ دار کے منہ کی بدبو جو بھوک کی حالت میں ہو جاتی ہے حق تعالیٰ شانہٗ کے نزدیک مشک سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے۔ شراح حدیث کے اس لفظ کے مطلب میں آٹھ قول ہیں جن کو متون کی شروح میں بندہ مفصل نقل کر چکا ہے مگر بندہ کے نزدیک ان میں سے تین قول راجح ہیں۔ اول یہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ آخرت میں اس بدبو کا بدلہ اور ثواب خوشبو سے عطا فرمائیں گے۔ جو مشک سے زیادہ عمدہ اور دماغ پرور ہو گی یہ مطلب تو ظاہر ہے اور اس میں کچھ بعد بھی نہیں نیز درمنثور[1] کی ایک روایت میں اس کی تصریح بھی ہے اس لئے یہ بمنزلہ متعین کے ہے دوسرا قول یہ ہے کہ قیامت میں جب قبروں سے اٹھیں گے تو یہ علامت ہو گی کہ روزہ دار کے منہ سے ایک خوشبو جو مشک سے بھی بہتر ہو گی وہ آئے گی۔ تیسرا مطلب جو بندہ کے ناقص خیال میں سب سے اچھا ہے وہ یہ کہ دنیا ہی میں اللہ کے نزدیک اس "بو" کی قدر مشک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے اور یہ امر باب المحبت سے ہے جس کو کسی سے محبت و تعلق ہوتا ہے اس کی بدبو بھی فریفتہ کے لئے ہزاروں خوشبوؤں سے بہتر ہوا کرتی ہے۔

اے حافظِ مسکین چہ کنی مشکِ ختن را　　از گیسوئے احمد بستاں عنبرِ تر را

مقصود روزہ دار کا کمال تقرب ہے۔ کہ بمنزلہ محبوب کے بن جاتا ہے روزہ حق تعالیٰ جل شانہٗ کی محبوب ترین عبادتوں میں سے ہے۔ اسی وجہ سے ارشاد ہے کہ ہر نیکی کا بدلہ ملائکہ دیتے ہیں۔ مگر روزہ کا بدلہ میں خود عطا کرتا ہوں۔ اس لیے کہ وہ خاص میرے لئے ہے۔ بعض مشائخ سے منقول ہے کہ یہ لفظ اُجْزٰی ہے یعنی اس کے بدلہ میں میں خود اپنے کو دیتا ہوں اور محبوب کے ملنے سے زیادہ اونچا بدلہ کیا ہو سکتا ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ سارے عبادتوں کا دروازہ روزہ ہے۔ یعنی روزہ کی وجہ سے قلب منور ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے ہر عبادت کی رغبت پیدا ہوتی

---

[1] درمنثور علامہ سیوطیؒ کی عربی زبان میں بہت بہترین تفسیر ہے [illegible] سے مشہور ہے۔ چھ جلدوں میں ہے۔

ہے مگر جب ہی کہ روزہ بھی روزہ ہو۔ صرف بھوکا رہنا مراد نہیں بلکہ آداب کی رعایت رکھ کر جن کا بیان حدیث نمبر ۹ کے ذیل میں مفصل آئے گا۔

اس جگہ ایک ضروری مسئلہ قابل تنبیہ یہ ہے کہ اس منہ کی بدبو کی حدیث کی بنا پر بعض ائمہ روزہ دار کو شام کے وقت مسواک کرنے کو منع فرماتے ہیں حنفیہ کے نزدیک مسواک ہر وقت مستحب ہے۔ اس لئے کہ مسواک سے دانتوں کی بو زائل ہوتی ہے اور حدیث میں جس بو کا ذکر ہے، وہ معدہ کے خالی ہونے کی ہے نہ کہ دانتوں کی حنفیہ کے دلائل اپنے موقع پر کتب فقہ وحدیث میں موجود ہیں۔

دوسری خصوصیت مچھلیوں کے استغفار کرنے کی ہے۔ اس سے مقصود کثرت سے دعا کرنے والوں کا بیان ہے۔ متعدد روایات میں یہ مضمون وارد ہوا ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ ملائکہ اس کے لیے استغفار کرتے ہیں میرے چچا جان کا ارشاد ہے کہ مچھلیوں کی خصوصیت بظاہر اس وجہ سے ہے کہ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَھُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ترجمہ جو لوگ ایمان لائے اور اچھے اعمال کیے حق تعالیٰ شانہ ان کے لیے دنیا ہی میں محبوبیت فرمادیں گے اور حدیث پاک میں ارشاد ہے جب حق تعالیٰ شانہ کسی بندے سے محبت فرماتے ہیں تو جبرئیل علیہ السلام سے ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے فلاں شخص پسند ہے تم بھی اس سے محبت کرو۔ وہ خود محبت کرنے لگتے ہیں اور آسمان پر آواز دیتے ہیں کہ فلاں بندہ اللہ کا پسندیدہ ہے تم سب بھی اس سے محبت کرو پس سب آسمان والے اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر زمین کے لوگوں پر قبولیت رکھی جاتی ہے ورنہ عام قاعدہ کی بات ہے کہ ہر شخص کی محبت اسی کے پاس رہنے والوں کو ہوتی ہے لیکن جس کی محبت اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ اس [illegible] والوں کو پہنچ کر [illegible]

[illegible]

روایت میں آیا ہے کہ سال کے شروع سے رمضان کے لئے جنت کو آراستہ [illegible] جاتا ہے [illegible] روزہ دار کی بات ہے کہ جس شخص نے اس [illegible] [illegible] کیا جاتا ہے [illegible] سے کیا جاتا ہے۔

چوتھی چیز حدیث میں سرکش شیاطین کا قید ہو جانا ہے کہ جس کی وجہ سے معاصی کا زور کم ہو جاتا ہے، رمضان مبارک میں رحمت کے جوش اور عبادات کی کثرت کی [illegible] شیاطین بہت ہی اپنی تمام کوشش کرتے [illegible] اور گمراہی کا زور [illegible] اور اس وجہ سے معاصی کی کثرت اس مہینہ میں بھی ہو جاتی [illegible] ہے [illegible] بہت کمی ہو جاتی ہے [illegible] ہے اور اس طرح گناہ [illegible] کے ذریعے ہوتے ہیں اس [illegible] سرکش شیاطین قید کر دیے جاتے [illegible] نہیں [illegible] دوسری [illegible] نفس [illegible] شیاطین کا [illegible] نفس [illegible] کوئی [illegible] نہیں [illegible] سال بھر تک ان کے [illegible] کی وجہ سے نفس ان کے ساتھ اس درجہ مانوس اور [illegible] طبیعت [illegible] رمضان [illegible] لوگوں سے گناہ زیادہ صادر ہوتے ہیں، رمضان میں بھی ان سے زیادہ صادر ہوتے ہیں اور آدمی کا نفس چونکہ [illegible] اس کا اثر [illegible] ہوتا ہے [illegible] نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب آدمی کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے قلب میں ایک کالا نقطہ لگ جاتا ہے، اگر وہ سچی توبہ کر لیتا ہے تو وہ دھل جاتا ہے

[illegible] رمضان [illegible] رمضان مبارک [illegible]

[illegible]

حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق صاحب [illegible] شب قدر [illegible]

[illegible] شب قدر [illegible]

پانچویں خصوصیت یہ ہے کہ رمضان مبارک کی آخری رات میں سب روزہ داروں کی مغفرت کر دی جاتی ہے یہ مضمون پہلی روایت میں بھی گذر چکا ہے چونکہ رمضان مبارک کی راتوں میں شب قدر سب سے افضل رات ہے [illegible] خیال ہو سکتا [illegible] رات کے لئے [illegible]

مستقل حالات و چیزیں ہیں [illegible] آخر ختم رمضان کا ہے۔

[illegible]
قلنا يا رسول الله لقد سمعنا منك
[illegible] كنا نسمعه قال ان جبرئيل
عرض لي فقال بعد من ادرك رمضان
فلم يغفر له قلت آمين فلما رقيت الثانية
قال بعد من ذكرت عنده فلم يصل
عليك فقلت آمين فلما رقيت الثالثة
قال بعد من ادرك ابواه الكبر عنده او احد
هما فلم يدخلاه الجنة قلت آمين رواه
الحاكم وقال صحيح الاسناد كذا في
الترغيب وقال السخاوي رواه ابن حبان
في ثقاته وصححه والطبراني في الكبير
والبيهقي في مواضع [illegible] في
الشعب وغيرهم ورجاله ثقات وبسط
طرقه وروى الترمذي عن ابي هريرة
[illegible] كثيرة كذا في [illegible]

کعب بن عجرہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ منبر کے قریب ہو جاؤ ہم لوگ حاضر ہو گئے جب حضور نے منبر کے پہلے درجہ پر قدم مبارک رکھا تو فرمایا آمین جب دوسرے پر قدم مبارک رکھا تو پھر فرمایا آمین جب تیسرے پر قدم رکھا تو پھر فرمایا آمین جب آپ خطبہ سے فارغ ہو کر نیچے اترے تو ہم نے عرض کیا کہ ہم نے آج آپ سے منبر پر چڑھتے ہوئے ایسی بات سنی جو پہلے کبھی نہیں سنی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت جبرئیل علیہ السلام میرے سامنے آئے تھے جب پہلے درجہ پر میں نے قدم رکھا تو انہوں نے کہا کہ ہلاک ہو وہ شخص جس نے رمضان کا مبارک مہینہ پایا پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہوئی میں نے کہا آمین پھر جب دوسرے درجہ پر چڑھا تو انہوں نے کہا ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے آپ کا ذکر مبارک ہو اور وہ درود نہ بھیجے میں نے کہا آمین جب میں تیسرے درجہ پر چڑھا تو انہوں نے کہا ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو پاویں اور وہ اس کو جنت میں داخل نہ کرائیں میں نے کہا آمین!

[illegible] ۲ [illegible]

ف: اس حدیث میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے تین بددعائیں دی ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تینوں پر آمین فرمائی۔ اول تو حضرت جبرئیل علیہ السلام جیسے مقرب فرشتہ کی بددعا ہی کیا کم تھی اور پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی آمین نے تو جتنی سخت بددعا بنا دی وہ ظاہر ہے۔ اللہ ہی اپنے فضل سے ہم لوگوں کو ان تینوں چیزوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں اور ان برائیوں سے محفوظ رکھیں ورنہ ہلاکت میں کیا تردد ہے۔ درمنثور کی بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ خود حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور سے کہا کہ آمین کہو تو حضور نے فرمایا آمین جس سے اور بھی زیادہ اہتمام معلوم ہوتا ہے۔

اول وہ شخص کہ جس پر رمضان مبارک گذر جائے اور اس کی بخشش نہ ہو یعنی رمضان مبارک جیسا خیر و برکت کا زمانہ بھی غفلت اور معاصی میں گذر جائے کہ رمضان مبارک میں مغفرت اور اللہ جل شانہ کی رحمت بارش کی طرح برستی ہے۔ پس جس شخص پر رمضان المبارک کا مہینہ بھی اسی طرح گذر جائے کہ اس کی بداعمالیوں اور کوتاہیوں کی وجہ سے وہ مغفرت سے محروم رہے تو اس کی مغفرت کے لئے اور کونسا وقت ہوگا اور اس کی ہلاکت میں کیا تامل ہے اور مغفرت کی صورت یہ ہے کہ رمضان مبارک کے جو کام ہیں یعنی روزہ و تراویح ان کو نہایت اہتمام سے ادا کرنے کے بعد ہر وقت کثرت کے ساتھ اپنے گناہوں سے توبہ و استغفار کرے۔

دوسرا شخص جس کے لیے بددعا کی گئی وہ ہے جس کے سامنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک ہو اور وہ درود نہ پڑھے۔ اور بھی بہت روایات میں یہ مضمون وارد ہوا ہے۔ اسی وجہ سے بعض علماء کے نزدیک جب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک ہو تو ہر دفعہ درود شریف کا پڑھنا واجب ہے۔ حدیث بالا کے علاوہ اور بھی بہت سی وعیدیں اس شخص کے بارے میں وارد ہوئی ہیں جس کے سامنے حضور کا تذکرہ ہو اور وہ درود نہ بھیجے۔ بعض احادیث میں اس کو شقی اور بخیل ترین لوگوں میں شمار کیا گیا ہے۔ نیز جفاکار اور جنت کا راستہ بھول جانے والا، حتی کہ جہنم میں داخل ہونے والا اور بددین تک فرمایا ہے۔ یہ بھی وارد ہوا ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور نہ دیکھے گا۔

[illegible] کو دیکھتے ہوئے [illegible] معلوم ہوتی ہے۔ درود شریف کے فضائل [illegible] ہے۔ اس سے بڑھ کر کیا فضیلت ہوگی کہ جو شخص بھی ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ درود بھیجے حق تعالیٰ جل شانہ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجتے ہیں نیز ملائکہ اس کے لئے دعا کرتے ہیں گناہوں کا معاف ہونا، درجات کا بلند ہونا، احد پہاڑ کے برابر ثواب ملنا، شفاعت کا اس کے لیے واجب ہونا وغیرہ وغیرہ امور بھی اس پر مرتب ہوتے ہیں نیز اللہ جل جلالہ کی رضا، اس کی رحمت، اس کے غصہ سے امن، قیامت کے ہولوں سے نجات، مرنے سے پہلے جنت میں اپنے ٹھکانے کا دیکھ لینا وغیرہ بہت سے وعدے درود شریف کی خاص خاص مقداروں پر مرتب کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ درود شریف سے تنگی معیشت اور فقر دور ہوتا ہے، اللہ اور اس کے رسول کے دربار میں قرب نصیب ہوتا ہے، دشمنوں پر مدد نصیب ہوتی ہے، اور قلب کی نفاق اور زنگ سے صفائی ہوتی ہے۔ لوگوں کو اس سے محبت ہوتی ہے اور بہت سی بشارتیں ہیں جو درود شریف کی کثرت پر احادیث میں وارد ہوئی ہیں۔ فقہاء نے اس کی تصریح کی ہے کہ ایک مرتبہ عمر بھر میں درود شریف کا پڑھنا فرض ہے اور اس پر تمام مذاہب کا اتفاق ہے۔ البتہ اس میں اختلاف ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک ہو تو ہر مرتبہ درود شریف کا پڑھنا واجب ہے یا نہیں۔ بعض علماء کے نزدیک ہر مرتبہ درود شریف کا پڑھنا واجب ہے اور بعض کے نزدیک مستحب۔

تیسرے وہ شخص کہ جس کے بوڑھے والدین میں سے دونوں یا ایک موجود ہوں اور وہ ان کی اس قدر خدمت کرے کہ جس کی وجہ سے جنت کا مستحق ہو جائے۔ والدین کے حقوق کی بھی بہت سی احادیث میں تاکید آئی ہے۔ علماء نے ان کے حقوق میں لکھا ہے کہ

مباح امور میں ان کی اطاعت ضروری ہے نیز یہ بھی لکھا ہے کہ ان کی بے ادبی نہ کرے، تکبر سے پیش نہ آئے اگرچہ وہ مشرک ہوں، اپنی آواز کو ان کی آواز سے اونچی نہ کرے، ان کا نام لے کر نہ پکارے، کسی کام میں ان سے پیش قدمی نہ کرے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں نرمی کرے، اگر قبول نہ کریں تو سلوک کرتا رہے اور ہدایت کی دعا کرتا رہے، غرض ہر بات میں ان کا بہت احترام ملحوظ رکھے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جنت کے دروازوں میں سے بہترین دروازہ باپ ہے، تیرا جی چاہے اس کی حفاظت کر یا اس کو ضائع کر دے۔ ایک صحابی نے حضورؐ سے دریافت کیا کہ والدین کا کیا حق ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ تیری جنت ہیں یا جہنم یعنی ان کی رضا جنت ہے اور ناراضگی جہنم ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ مسلمان بیٹا جب والدین کی طرف محبت و شفقت سے ایک نگاہ کرے تو ایک حج مقبول کا ثواب ملتا ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ شرک کے سوا تمام گناہ ایسے ہیں کہ جس قدر دل چاہے اللہ معاف فرما دیتے ہیں مگر والدین کی نافرمانی کا مزہ مرنے سے قبل دنیا ہی میں وبال پہنچاتے ہیں۔ ایک صحابی نے عرض کیا کہ میرا جہاد میں جانے کا ارادہ ہے، حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ تیری ماں زندہ ہے، انہوں نے عرض کیا کہ ہاں، حضورؐ نے فرمایا کہ اس کی خدمت کو لازم پکڑ اس کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ اللہ کی رضا باپ کی رضا میں ہے اور اللہ کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے [illegible] ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ بعض آدمی کے والدین اس حالت میں مر جاتے ہیں کہ وہ ان کی نافرمانی کرتا تھا، پھر ان کے مرنے کے بعد ان کے لئے استغفار کرتا رہتا ہے تو فرمانبردار لکھا جاتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ بہترین نیکی باپ کے مرنے کے بعد اس کے دوستوں سے سلوک ہے۔

عن عبادة بن الصامت ان رسول الله	حضرت عبادہؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضورؐ نے
صلى الله عليه وسلم قال يوما وحضر	رمضان المبارک کے قریب ارشاد فرمایا
رمضان اتاكم رمضان شهر بركة	رمضان کا مہینہ آ گیا ہے جو بڑی برکت والا

فِيهِ فَيُنْزِلُ الرَّحْمَةَ وَيَحُطُّ الْخَطَايَا وَيَسْتَجِيبُ فِيهِ الدُّعَاءَ يَنْظُرُ اللّٰهُ تَعَالٰى إِلَى تَنَافُسِكُمْ فِيهِ وَيُبَاهِي بِكُمْ مَلَائِكَتَهُ فَأَرُوا اللّٰهَ مِنْ أَنْفُسِكُمْ خَيْرًا فَإِنَّ الشَّقِيَّ مَنْ حُرِمَ فِيهِ رَحْمَةَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (رواہ الطبرانی ورواتہ ثقات الا محمد ابن قیس لا یحضرنی فیہ جرح ولا تعدیل کذا فی الترغیب)

حق تعالیٰ شانہٗ اس میں تمہاری طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اپنی رحمت خاصہ نازل فرماتے ہیں تمہارے تنافس کو دیکھتے ہیں اور ملائکہ سے فخر کرتے ہیں پس اللہ کو اپنی نیکی دکھلاؤ بدنصیب ہے وہ شخص جو اس مہینہ میں بھی اللہ کی رحمت سے محروم رہ جاوے

ف: تنافس اس کو کہتے ہیں کہ دوسرے کی حرص میں کام کیا جائے اور مقابلہ پر دوسرے سے بڑھ چڑھ کر کام کیا جاوے [illegible] و مقابلہ والے آویں اور یہاں اپنے اپنے جوہر دکھلاویں فخر کی بات نہیں تحدیث بالنعمت کے طور پر لکھتا ہوں اپنی نااہلیت سے خود اگرچہ کچھ نہیں کر سکتا مگر اپنے گھرانہ کی عورتوں کو دیکھ کر خوش ہوتا ہوں کہ اکثروں کو اس کا اہتمام رہتا ہے۔ کہ دوسری سے تلاوت میں بڑھ جاوے خانگی کاروبار کے ساتھ پندرہ بیس پارے روزانہ بے تکلف پورے کر لیتی ہیں حق تعالیٰ شانہٗ اپنی رحمت سے قبول فرماویں اور زیادتی کی توفیق عطا فرماویں

(۵) عَنْ أَبِي سَعِيدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عُتَقَاءَ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ يَعْنِي فِي رَمَضَانَ وَإِنَّ لِكُلِّ مُسْلِمٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ دَعْوَةً مُسْتَجَابَةً (رواہ البزار کذا فی الترغیب)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ رمضان المبارک کی ہر شب و روز میں اللہ کے یہاں سے (جہنم کے) قیدی چھوڑے جاتے ہیں اور مسلمان کے لئے ہر شب و روز میں ایک دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔

ف: بہت سی روایات میں روزہ دار کی دعا کا قبول ہونا وارد ہوا ہے بعض روایات میں آیا ہے کہ افطار کے وقت دعا قبول ہوتی ہے مگر ہم لوگ اس وقت کھانے پر ایسے گرتے ہیں کہ دعا مانگنے کی کہاں فرصت [illegible]

کی دعا بھی یاد نہیں رہتی افطار کی مشہور دعا یہ ہے۔ اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ ترجمہ: اے اللہ تیرے ہی لئے روزہ رکھا اور تجھ پر ایمان لایا ہوں اور تجھی پر بھروسہ ہے تیرے ہی رزق سے افطار کرتا ہوں۔

حدیث کی کتابوں میں یہ دعا مختصر ملتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص افطار کے وقت یہ دعا کرتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ اَنْ تَغْفِرَلِیْ ترجمہ: اے اللہ وسیع رحمت کے واسطے میری مغفرت فرمادے۔ بعض کتب میں خود حضور سے یوں منقول ہے یَا وَاسِعَ الْفَضْلِ اغْفِرْلِیْ ترجمہ: اے وسیع عطا والے میری مغفرت فرما۔ اور بھی متعدد دعائیں روایات میں وارد ہوئی ہیں۔ مگر کوئی دعا مخصوص نہیں ہے اجابت دعا کا وقت ہے اپنی ضرورت کے لئے دعا فرمائیں۔ یاد آجائے تو اس سیہ کار کو بھی شامل فرمالیں کہ سائل ہوں اور سائل کا حق ہوا کرتا ہے۔

چشمہ فیض سے گر ایک اشارا ہوجائے
لطف ہو آپ کا اور کام ہمارا ہوجائے

(۶) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمْ اَلصَّائِمُ حِیْنَ یُفْطِرُ وَالْاِمَامُ الْعَادِلُ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ یَرْفَعُهَا اللّٰهُ فَوْقَ الْغَمَامِ وَیَفْتَحُ لَهَا اَبْوَابَ السَّمَاءِ وَیَقُوْلُ الرَّبُّ وَعِزَّتِیْ لَاَنْصُرَنَّكَ وَلَوْ بَعْدَ حِیْنٍ۔ رواہ احمد فی حدیث والترمذی وحسنہ وابن خزیمۃ وابن حبان فی صحیحهما کذا فی الترغیب

حضور کا ارشاد ہے کہ تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی ایک روزہ دار کی افطار کے وقت، دوسرے عادل بادشاہ کی دعا، تیسرے مظلوم کی جس کو حق تعالیٰ شانہ بادلوں سے اوپر اٹھا لیتے ہیں اور آسمان کے دروازے اس کے لئے کھول دیئے جاتے ہیں اور ارشاد ہوتا ہے کہ میں تیری ضرور مدد کروں گا گو (کسی مصلحت سے) کچھ دیر ہوجائے۔

ف: درمنثور میں حضرت عائشہ سے نقل کیا ہے کہ جب رمضان المبارک آتا تھا تو حضور کا رنگ متغیر ہوجاتا تھا اور نماز میں اضافہ ہوجاتا تھا اور دعا میں بہت ہی عاجزی فرماتے تھے اور خوف غالب ہوجاتا تھا۔ دوسری روایت میں ہے کہ رمضان ختم ہونے تک بستر پر تشریف نہیں لاتے تھے۔

بستر پر تشریف نہیں لاتے تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ رمضان میں عرش کے اٹھانے والے فرشتوں کو حکم فرما دیتے ہیں کہ اپنی اپنی عبادت چھوڑ دو اور روزہ داروں کی دعا پر آمین کہا کرو۔ بہت روایات سے رمضان کی دعا کا خصوصیت سے قبول ہونا معلوم ہوتا ہے اور یہ بے تردد بات ہے کہ جب اللہ کا وعدہ ہے اور سچے رسول کا نقل کیا ہوا ہے تو اس کے پورا ہونے میں کچھ تردد نہیں، لیکن اس کے بعد بھی بعض لوگ کسی غرض کے لئے دعا کرتے ہیں مگر وہ پورا نہیں ہوتا تو اس سے یہ نہیں سمجھ لینا چاہئے کہ وہ دعا قبول نہیں ہوئی بلکہ قبول ہونے کے معنی سمجھ لینا چاہئے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب مسلمان دعا کرتا ہے بشرطیکہ قطع رحمی یا کسی گناہ کی دعا نہ کرے تو حق تعالیٰ شانہٗ کے یہاں سے تین چیزوں میں سے ایک چیز ضرور ملتی ہے یا خود وہی چیز ملتی ہے جس کی دعا کی یا اس کے بدلہ میں کوئی برائی یا مصیبت اس سے ہٹا دی جاتی ہے یا آخرت میں اتنا ہی ثواب اس کے حصہ میں لگا دیا جاتا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے دن حق تعالیٰ شانہٗ بندہ کو بلا کر ارشاد فرمائیں گے [illegible]

[illegible]

اپنے بندوں کی مصالح پر نظر فرماتے ہیں، اگر اس کے لئے اس چیز کا عطا فرمانا مصلحت ہوتا ہے تو مرحمت فرماتے ہیں ورنہ نہیں۔ یہ بھی اللہ کا بڑا احسان ہے کہ ہم لوگ بسا اوقات اپنی ناسمجھی سے ایسی چیز مانگتے ہیں جو ہمارے مناسب نہیں ہوتی۔ اس کے ساتھ دوسری ضروری امر یہ قابل لحاظ ہے کہ بہت سے مرد و عورتیں خاص طور سے اس مرض میں مبتلا ہیں کہ بسا اوقات غصہ میں اپنی اولاد وغیرہ کو بد دعا دیتے ہیں، یاد رکھیں کہ اللہ جل شانہٗ کے دربار میں بعض اوقات ایسے خاص قبولیت کے ہوتے ہیں کہ جو مانگا جاتا ہے مل جاتا ہے، یہ احمق غصہ میں اول تو اولاد کو کوستے ہیں اور جب وہ مر جاتی ہے یا کسی مصیبت میں مبتلا ہو جاتی ہے تو پھر روتے پھرتے ہیں اور اس کا خیال بھی نہیں آتا کہ یہ مصیبت خود ہی اپنی بد دعا سے مانگی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اپنی جانوں اور اولاد کو اور مال و خدم کو بد دعا نہ دیا کرو مبادا اللہ کے کسی ایسے خاص وقت میں واقع ہو جائے جو قبولیت کا ہے بالخصوص رمضان کا مہینہ تو بہت ہی خاص وقت ہے اس میں بہت ہی احتیاط چاہئے۔

حضرت عمرؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ رمضان میں اللہ کو یاد کرنے والا شخص بخشا بخشایا ہے اور اللہ سے مانگنے والا نامراد نہیں رہتا۔

حضرت ابن مسعودؓ کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان کی ہر رات میں ایک منادی پکارتا ہے کہ اے خیر کے تلاش کرنے والے متوجہ ہو اور آگے بڑھ اور اے برائی کے طلب گار بس کر اور آنکھیں کھول، اس کے بعد وہ فرشتہ کہتا ہے کوئی مغفرت کا چاہنے والا ہے کہ اس کی مغفرت کی جائے، کوئی توبہ کرنے والا ہے کہ اس کی توبہ قبول کی جائے، کوئی دعا کرنے والا ہے کہ اس کی دعا قبول کی جائے، کوئی مانگنے والا ہے کہ اس کا سوال پورا کیا جائے۔ اس کے بعد یہ امر بھی نہایت ضروری اور قابل لحاظ ہے کہ دعا کے قبول ہونے کے لئے حلال کی [illegible] ہے [illegible] حرام [illegible] دعا قبول نہیں ہوتی [illegible] کا ارشاد ہے کہ بہت سے [illegible] آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہیں اور یا رب یا رب کرتے ہیں، مگر کھانا حرام، پینا حرام، لباس حرام، ایسی حالت میں کہاں دعا قبول ہو سکتی ہے۔

مورخین نے لکھا ہے کہ کوفہ میں مستجاب الدعا لوگوں کی ایک جماعت تھی، جب کوئی حاکم ان پر مسلط ہوتا اس کے لئے بددعا کرتے، وہ ہلاک ہو جاتا۔ حجاج ظالم کا جب وہاں تسلط ہوا تو اس نے ایک دعوت کی جس میں ان حضرات کو خاص طور سے شریک کیا اور جب کھانے سے فارغ ہو چکے تو اس نے کہا کہ میں ان لوگوں کی بددعا سے محفوظ ہو گیا کہ حرام کی روزی ان کے پیٹ میں داخل ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہمارے زمانہ کی حلال روزی پر بھی ایک نگاہ ڈالی جائے جہاں ہر وقت سود تک کے جواز کی کوششیں جاری ہوں، ملازمین رشوت کو اور تاجر دھوکہ دہی کو بہتر سمجھتے ہوں۔

۶ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی الْمُتَسَحِّرِیْنَ۔ رواہ الطبرانی فی الاوسط وابن حبان فی صحیحہ کذا فی الترغیب۔

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ شانہ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر رحمت نازل فرماتے ہیں۔

ف: کس قدر اللہ جل جلالہ کا انعام اور احسان ہے کہ روزہ کی برکت سے اس کے کھانے کو جس کو سحری کہتے ہیں امت کے لئے ثواب کی چیز بنا دیا اور اس میں مسلمانوں کو اجر دیا جاتا ہے۔ بہت سی احادیث میں سحری کھانے کی فضیلت وارد ہوئی ہے۔ علامہ عینیؒ نے سترہ صحابہؓ سے اس کی فضیلت کی احادیث نقل کی ہیں اور اس کے مستحب ہونے پر اجماع نقل کیا ہے۔ بہت سے لوگ کاہلی کی وجہ سے اس فضیلت سے محروم رہ جاتے ہیں اور بعض لوگ تراویح پڑھ کر کھا کر سو جاتے ہیں وہ بھی اس کے ثواب سے محروم رہتے ہیں، اس لئے کہ لغت میں سحر اس کھانے کو کہتے ہیں جو صبح کے قریب کھایا جائے، جیسا کہ قاموس نے لکھا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ آدھی رات سے اس کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ صاحب کشاف نے اخیر کے چھٹے حصے کو بتلایا ہے یعنی تمام رات کو چھ حصوں پر تقسیم کرکے اخیر کا حصہ، مثلاً اگر غروب آفتاب سے صبح صادق تک بارہ گھنٹے ہوں تو اخیر کے دو گھنٹے سحر کا وقت ہے اور ان میں بھی تاخیر اولیٰ ہے بشرطیکہ اتنی تاخیر نہ ہو کہ روزہ میں شک ہونے لگے۔ سحری کی فضیلت بہت سی احادیث میں آئی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہمارے اور اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کے روزہ

؎ مرقاۃ

ہم میں سحری کھانے سے فرق ہوتا ہے کہ وہ سحری نہیں کھاتے۔ ایک جگہ ارشاد ہے کہ سحری کھایا کرو کہ اس میں برکت ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہے کہ تین چیزوں میں برکت ہے، جماعت میں، ثرید میں اور سحری کھانے میں۔ اس حدیث میں جماعت سے عام مراد ہے، نماز کی جماعت اور ہر وہ کام جس کو مسلمانوں کی جماعت مل کر کرے کہ اللہ کی مدد اس کے ساتھ فرمائی گئی ہے — اور ثرید گوشت میں پکی ہوئی روٹی کہلاتی ہے، جو نہایت لذیذ کھانا ہوتا ہے۔ تیسرے سحری۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی صحابی کو اپنے ساتھ سحر کھانے کے لئے بلاتے تو ارشاد فرماتے کہ آؤ برکت کا کھانا کھا لو۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ سحری کھا کر روزہ پر قوت حاصل کرو اور دوپہر کو سو کر اخیر شب کے اٹھنے پر مدد چاہا کرو۔

حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ ایک صحابی سے نقل کرتے ہیں کہ میں حضور کی خدمت میں ایسے وقت حاضر ہوا کہ آپ سحری نوش فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ایک برکت کی چیز ہے جو اللہ نے تم کو عطا فرمائی ہے۔ اس کو مت چھوڑنا۔ حضور نے متعدد روایات میں سحور کی ترغیب فرمائی ہے حتیٰ کہ ارشاد ہے کہ اور کچھ نہ ہو تو ایک چھوارہ ہی کھا لے، یا ایک گھونٹ پانی ہی پی لے۔ اس لئے روزہ داروں کو اس میں فضل و ثواب کا خاص طور سے اہتمام کرنا چاہیئے کہ اپنی راحت اور نفع اور مفت کا ثواب۔ مگر اتنا ضروری ہے کہ افراط و تفریط ہر چیز میں مضر ہے۔ اس سے نہ اتنا کم کھاوے کہ عبادات میں ضعف محسوس ہونے لگے اور نہ اتنا زیادہ کھا لے کہ دن بھر کھٹی ڈکاریں آتی رہیں۔ خود احادیث میں بھی اس طرف اشارہ کیا گیا ہے، ایک چھوارہ ہو یا ایک گھونٹ پانی۔ دوسری احادیث میں بھی بہت کھانے کی ممانعت آئی ہے۔ حافظ ابن حجر بخاری کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ سحری کی برکات مختلف وجوہ سے ہیں۔ اتباعِ سنت، اہلِ کتاب کی مخالفت کہ وہ سحری نہیں کھاتے اور ہم لوگ حتی الوسع ان کی مخالفت کے مامور ہیں۔

نیز عبادت پر قوت، عبادت میں دل بستگی کی زیادتی، نیز شدتِ بھوک سے اکثر بدخلقی پیدا ہوتی ہے، اس کی مدافعت۔ اس وقت کوئی ضرورت مند سائل آ جائے تو اس کی خبر گیری، یا پاس میں غریب فقیر ہو اس کی مدد، یہ وقت خصوصیت سے قبولیتِ دعا کا ہے، سحری کی برکت سے دعا کی توفیق ہو جاتی ہے۔ اس وقت میں ذکر کی توفیق ہو جاتی ہے۔

وغیرہ وغیرہ۔

ابن دقیق العید کہتے ہیں کہ صوفیا کو سحری کے مسئلہ میں کلام ہے کہ یہ مقصود روزہ کے خلاف ہے۔ اس لئے کہ مقصد روزہ، پیٹ اور شرمگاہ کی شہوت کا توڑنا ہے اور سحری کھانا اس مقصد کے خلاف ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ مقدار میں اتنا کم کھانا کہ یہ مصلحت بالکل فوت ہو جائے بہتر نہیں اس کی وجہ حسب حیثیت و ضرورت مختلف ہوتا رہتا ہے۔ بندہ کے ناقص خیال میں اس بارہ میں قول فیصل یہ ہے کہ اصل [illegible] دونوں میں تقلیل ہے مگر حسب ضرورت اس [illegible] تغیر ہو جاتا ہے۔ مثلاً [illegible] کی جماعت ہے کہ ان کے لئے تقلیل [illegible] کے ساتھ تحصیل علم کی مضرت و نقصان ہے۔ اس لئے ان کے لئے بہتر یہ ہے کہ تقلیل نہ کریں [illegible] شریعت میں بہت زیادہ ہے۔ اسی طرح ذاکرین کی جماعت [illegible] جو تقلیل [illegible] کی وجہ سے کسی دینی کام میں [illegible] کے ساتھ مشغول نہ ہو سکیں [illegible] رمضان [illegible]

[illegible]

[illegible]

بزرگوں کے تجربات اس کی شہادت دیتے ہیں کہ وہ کھانے کی کمی کے ساتھ نفس کی تادیب کرتے تھے۔ مگر شرط وہی ہے کہ اس کی وجہ سے اور دینی اہم امور میں نقصان نہ ہو۔

۸۔ عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رُبَّ صَائِمٍ لَیْسَ لَہٗ مِنْ صِیَامِہٖ اِلَّا الْجُوْعُ وَرُبَّ قَائِمٍ لَیْسَ لَہٗ مِنْ قِیَامِہٖ اِلَّا السَّہَرُ رواہ ابن ماجۃ واللفظ لہ والنسائی وابن خزیمۃ فی صحیحہ والحاکم وقال صحیح علی شرط البخاری کذا فی الترغیب للمنذری مختصراً۔	حضورؐ کا ارشاد ہے کہ بہت سے روزہ رکھنے والے ایسے ہیں کہ ان کو روزہ کے ثمرات میں بجز بھوکا رہنے کے کچھ بھی حاصل نہیں اور بہت سے شب بیدار ایسے ہیں کہ ان کو رات کے جاگنے کی مشقت کے سوا کچھ بھی نہیں۔

ف: علماء کے اس حدیث کی شرح میں چند اقوال ہیں۔ اول یہ کہ اس سے وہ شخص مراد ہے جو دن بھر روزہ رکھ کر مال حرام سے افطار کرتا ہے کہ جتنا ثواب روزہ کا ہوا تھا اس سے زیادہ گناہ حرام مال کھانے کا ہو گیا اور دن بھر بھوکا رہنے کے سوا کچھ نہ ملا۔

دوسرے یہ کہ وہ شخص مراد ہے جو روزہ رکھتا ہے لیکن غیبت میں بھی مبتلا رہتا ہے جیسا کہ اگلے باب میں آرہا ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ روزہ کے اندر گناہ وغیرہ سے احتراز نہیں کرتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات جامع ہوتے ہیں۔ یہ سب صورتیں اس میں داخل ہیں۔ اسی طرح شب بیداری کا حال ہے کہ رات بھر جاگا لیکن تھوڑی سی غیبت یا کوئی اور حماقت بھی کر لی تو وہ سارا جاگنا بیکار ہو گیا۔ مثلاً صبح کی نماز ہی قضا کر دی یا محض ریا اور شہرت کے لئے جاگا تو وہ بیکار ہو گیا۔

۹۔ عَنْ اَبِیْ عُبَیْدَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَلصِّیَامُ جُنَّۃٌ مَا لَمْ یَخْرِقْہَا۔	حضورؐ کا ارشاد ہے کہ روزہ آدمی کے لئے ڈھال ہے جب تک اس کو پھاڑ نہ ڈالے۔

رواہ النسائی وابن ماجۃ وابن خزیمۃ فی صحیحہ والحاکم وصححہ علی شرط البخاری ورواہ الطبرانی فی الاوسط من حدیث ابی ہریرۃ کذا فی الترغیب۔

ف: ڈھال ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جیسے آدمی ڈھال سے اپنی حفاظت کرتا ہے اسی

طرح روزہ سے بھی اپنے دشمن یعنی شیطان سے حفاظت ہوتی ہے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ روزہ حفاظت ہے اللہ کے عذاب سے۔ دوسری روایت میں ہے کہ روزہ جہنم سے حفاظت ہے۔

ایک روایت میں وارد ہوا ہے کہ کسی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ روزہ کس چیز سے پھٹ جاتا ہے؟ حضورؐ نے فرمایا کہ جھوٹ اور غیبت سے۔ ان دونوں روایتوں میں اور اسی طرح اور بھی متعدد روایات میں روزہ میں اس قسم کے امور سے بچنے کی تاکید آتی ہے اور روزہ کا گویا خالی کر دینا اس کو قرار دیا ہے۔ ہمارے اس زمانہ میں روزہ کے کاٹنے کے لیے مشغلہ اس کو قرار دیا جاتا ہے کہ واہی تباہی ادھر ادھر کی باتیں شروع کر دی جائیں۔ بعض علماء کے نزدیک جھوٹ اور غیبت سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ یہ دونوں چیزیں ان حضرات کے نزدیک اگرچہ روزہ ٹوٹتا نہیں مگر روزہ کے برکات جاتے رہنے سے تو کسی کو بھی انکار نہیں۔

مشائخ نے روزہ کے آداب میں چھ امور تحریر فرمائے ہیں کہ روزہ دار کو ان کا اہتمام ضروری ہے۔ اوّل آنکھ کی حفاظت کہ کسی بے محل جگہ پر نہ پڑے حتیٰ کہ کہتے ہیں کہ بیوی پر بھی شہوت کی نگاہ نہ پڑے۔ پھر اجنبی کا کیا ذکر اور اسی طرح کسی لہو و لعب وغیرہ ناجائز جگہ پر۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ نگاہ ابلیس کے تیروں میں سے ایک تیر ہے جو شخص اس سے اللہ کے خوف کی وجہ سے بچتا رہے حق تعالیٰ جل شانہٗ اس کو ایسا نور ایمانی نصیب فرماتے ہیں جس کی حلاوت اور لذت قلب میں محسوس کرتا ہے۔ صوفیا نے بے محل کی تفسیر یہ کی ہے کہ ہر ایسی چیز کا دیکھنا اس میں داخل ہے جو دل کو حق تعالیٰ جل شانہٗ سے ہٹا کر کسی دوسری طرف متوجہ کر دے۔ دوسری چیز زبان کی حفاظت ہے۔ جھوٹ، چغلخوری، لغو بکواس، غیبت، بدگوئی، بدکلامی، جھگڑا وغیرہ سب چیزیں اس میں داخل ہیں۔ بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ روزہ آدمی کے لیے ڈھال ہے۔ اس لیے روزہ دار کو چاہیے کہ زبان سے کوئی فحش بات یا جہالت کی بات مثلاً تمسخر، جھگڑا وغیرہ نہ کرے اور اگر کوئی دوسرا الجھنے لگے تو کہہ دے کہ میرا روزہ ہے۔ اگر وہ بیوقوف نہ سمجھے تو اپنے دل کو سمجھا دے کہ تیرا روزہ ہے تجھے ایسی لغویات کا جواب مناسب نہیں بالخصوص

غیبت اور جھوٹ سے تو احتراز نہایت ہی ضروری ہے کہ بعض علماء کے نزدیک اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دو عورتوں نے روزہ رکھا۔ روزہ میں اس شدت سے بھوک لگی کہ ناقابل برداشت بن گئی۔ ہلاکت کے قریب پہنچ گئیں۔ صحابہ کرام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو حضور نے ایک پیالہ ان کے پاس بھیجا اور ان دونوں کو اس میں قے کرنے کا حکم فرمایا۔ دونوں نے قے کی تو اس میں گوشت کے ٹکڑے اور تازہ کھایا ہوا خون نکلا۔ لوگوں کو حیرت ہوئی تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ انہوں نے حق تعالیٰ کی حلال روزی سے تو روزہ رکھا اور حرام چیزوں کو کھایا کہ دونوں عورتیں لوگوں کی غیبت کرتی رہیں۔ اس حدیث سے ایک مضمون اور بھی معلوم ہوتا ہے کہ غیبت کرنے کی وجہ سے روزہ بہت زیادہ معلوم ہوتا ہے حتی کہ وہ دونوں عورتیں روزہ کی وجہ سے مرنے کے قریب ہو گئیں۔ اسی طرح اور بھی گناہوں کا حال ہے اور تجربہ اس کی تائید کرتا ہے کہ روزہ میں اکثر متقی لوگوں پر ذرا بھی اثر نہیں ہوتا اور فاسق لوگوں کی اکثر بری حالت ہوتی ہے۔ اس لئے اگر چاہیں کہ روزہ نہ لگے تب بھی اس کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ گناہوں میں اس حالت سے گریز کرے۔ بالخصوص غیبت سے جس کو لوگوں نے روزہ کا دل بہلاوا تجویز کر رکھا ہے۔ حق تعالیٰ شانہ نے اپنے کلام پاک میں غیبت کو اپنے بھائی کے مردار گوشت سے تعبیر فرمایا ہے اور احادیث میں بھی بکثرت اس قسم کے مضامین ارشاد فرمائے گئے ہیں جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کی غیبت کی گئی اس کا حقیقۃً گوشت کھایا جاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ چند لوگوں کو دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ دانتوں میں خلال کرو انہوں نے عرض کیا کہ ہم نے تو آج گوشت چکھا بھی نہیں۔ حضور نے فرمایا کہ فلاں شخص کا گوشت تمہارے دانتوں کو لگ رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ ان کی غیبت کی تھی۔ اللہ تعالیٰ اپنے لطف سے بچائے کہ ہم لوگ اس سے بہت ہی غافل ہیں۔ عوام تو عوام ہیں خواص بھی مبتلا ہیں۔ ان لوگوں کو چھوڑ کر جو دنیادار کہلاتے ہیں دیندار لوگوں کی مجالس بھی بالعموم اس سے خالی ہوتی ہیں۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ اس کو غیبت بھی نہیں سمجھا جاتا۔ اگر اپنے کسی کے دل میں کچھ خطرہ بھی پیدا ہو تو اس کو اظہار واقعہ کہہ کر ٹال دیا جاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے دریافت کیا کہ غیبت کیا ہے؟ حضور نے فرمایا کہ کسی کی پس پشت ایسی بات کرنا جو اسے ناگوار ہو۔ سائل

نے پوچھا کہ اگر اس میں واقعۃً وہ بات موجود ہو جو کہی گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ہی تو غیبت ہے اگر واقعۃً موجود نہ ہو تب بہتان ہے۔ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دو قبروں پر گذر ہوا تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ ان دونوں کو عذاب قبر ہو رہا ہے ایک کو لوگوں کی غیبت کرنے کی وجہ سے دوسرے کو پیشاب سے احتیاط نہ کرنے کی وجہ سے۔ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ سود کے ستر سے زیادہ باب ہیں۔ سب سے سہل اور ہلکا درجہ اپنی ماں سے زنا کرنے کے برابر ہے اور ایک درہم سود کا پینتیس زنا سے زیادہ سخت ہے اور بدترین سود اور سب سے زیادہ خبیث ترین سود مسلمان کی آبرو ریزی ہے۔ احادیث میں غیبت اور مسلمان کی آبرو ریزی پر بہت سخت سخت وعیدیں آئی ہیں میرا دل چاہتا تھا کہ ان میں سے کچھ معتد بہ روایات جمع کروں اس لئے کہ ہماری مجلسیں اس سے بہت ہی زیادہ پُر رہتی ہیں لیکن مضمون دور ہے اس لئے اسی قدر پر اکتفا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو اس سے محفوظ فرمائیں اور بزرگوں اور دوستوں کی خدمت میں درخواست ہے کہ میرے لئے بھی حفاظت کی دعا فرماویں کہ میں بھی اس مرض میں کثرت سے مبتلا ہوں۔ ؎

[illegible]
[illegible]
[illegible]

تیسری چیز جس کا روزہ دار کو اہتمام ضروری ہے وہ کان کی حفاظت ہے۔ ہر مکروہ چیز جس کا کہنا اور زبان سے نکالنا ناجائز ہے اس کی طرف کان لگانا اور سننا بھی ناجائز ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ غیبت کرنے والا اور سننے والا دونوں گناہ میں شریک ہیں۔ چوتھی چیز باقی اعضاء بدن مثلاً ہاتھ کا ناجائز چیز کے پکڑنے سے روکنا، پاؤں کا ناجائز چیز کی طرف چلنے سے روکنا اور اسی طرح باقی اعضاء بدن کا۔ اسی طرح پیٹ کا افطار کے وقت مشتبہ چیز سے محفوظ رکھنا، جو شخص روزہ رکھ کر حرام مال سے افطار کرتا ہے اس کی مثال اس شخص کی سی ہے کہ کسی مرض کے لئے دوا کرتا ہے مگر اس میں تھوڑی سی سنکھیا بھی ملا لیتا ہے کہ اس مرض کے لئے تو وہ دوا مفید ہو جائے گی مگر یہ زہر ساتھ ہی ہلاک بھی کردے گا۔

پانچویں چیز افطار کے وقت حلال مال سے بھی اتنا زیادہ نہ کھانا کہ شکم سیر ہو جائے اس لئے کہ روزہ کی غرض اس سے فوت ہو جاتی ہے۔ مقصود روزہ سے قوت شہوانیہ اور بہیمیہ کا کم کرنا ہے اور قوت نورانیہ اور ملکیہ کا بڑھانا ہے۔ گیارہ مہینہ تک بہت کچھ کھایا ہے۔ اگر ایک مہینہ اس میں کچھ کمی ہو جائے گی تو کیا جان نکل جائے گی۔ مگر ہم لوگوں کا حال یہ ہے کہ افطار کے وقت تلافی مافات میں اور سحر کے وقت حفظ ما تقدم میں اتنی زیادہ مقدار کھا لیتے ہیں کہ بغیر رمضان کے اور بغیر روزہ کی حالت کے اتنی مقدار کھانے کی نوبت بھی نہیں آتی۔ رمضان المبارک میں ہم لوگوں کے لئے خوراک کی نمائش ہو جاتا ہے۔ علامہ غزالی لکھتے ہیں کہ روزہ کی غرض یعنی قوت شہوانیہ و بہیمیہ کا توڑنا کیسے حاصل ہو سکتا ہے اگر افطار کے وقت اس مقدار [illegible]

رہتے تھے اور کپڑے پاس رکھے رہتے تھے۔ انہوں نے پوچھا کہ یہ وقت پڑھنے کا تھا۔ فرمایا کہ فقرا بہت ہیں اور مجھ میں ان کی ہمدردی کی طاقت نہیں۔ اتنی ہمدردی کرلوں کہ میں بھی ان جیسا ہو جاؤں۔ مشائخ صوفیہ نے بھی اس پر تنبیہ فرمائی ہے اور فقہاء نے بھی اس پر تصریح کی ہے۔ صاحب مراقی نے لکھا ہے کہ سحور میں زیادتی نہ کرے جیسا کہ متنعمین کی عادت ہے کہ یہ غرض کو فوت کر دیتا ہے۔ علامہ طحطاوی اس کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ غرض مقصود یہ ہے کہ بھوک کی تیزی کچھ محسوس ہو تاکہ زیادتی ثواب کا سبب ہو اور مساکین و فقراء پر ترس آئے۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ جل شانہ کو کسی برتن کا بھرنا اس قدر ناپسند نہیں ہے جتنا کہ پیٹ کا پُر ہونا ناپسند ہے۔ ایک جگہ حضور کا ارشاد ہے کہ آدمی کے لئے چند لقمے کافی ہیں جن سے کمر سیدھی رہے۔ اگر کوئی شخص بالکل ہی کھانے پر تلا ہو تو اس سے زیادہ نہیں کہ ایک تہائی پیٹ کھانے کے لئے رکھے اور ایک تہائی پینے کے لئے اور ایک تہائی خالی۔ آخر کوئی تو بات تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کئی کئی روز تک مسلسل بلا افطار روزہ رکھتے کہ درمیان میں کچھ بھی نوش نہیں فرماتے تھے۔ میں نے اپنے آقا حضرت مولانا خلیل احمد صاحب نور اللہ مرقدہ کو پورے رمضان مبارک میں دیکھا ہے کہ افطار و سحر دونوں وقت کی مقدار ملا کر ڈیڑھ چپاتی سے زیادہ نہ ہوتی تھی۔ کوئی خادم عرض بھی کرتا تو فرماتے کہ بھوک زیادہ نہیں ہوتی دوستوں کی خاطر سے ساتھ بیٹھ جاتا ہوں اور اس سے بڑھ کر حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم صاحب رائپوری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق سنا ہے کہ کئی کئی دن مسلسل ایسے گزر جاتے تھے کہ تمام شب کی افطار و سحر دونوں میں چند پیالی چائے کے سوا کچھ نوبت نہ آتی تھی۔ ایک مرتبہ حضرت کے مخلص خادم حضرت مولانا شاہ عبد القادر صاحب نور اللہ مرقدہ نے بادب عرض کیا کہ ضعف بہت ہو جائے گا۔ حضرت کچھ تناول ہی نہیں فرماتے تو حضرت نے فرمایا الحمد للہ لذت

حضرت [illegible]

[illegible]

کا لطف حاصل ہو۔ بالجملہ حق تعالیٰ ہم سیہ کاروں کو بھی ان پاک ہستیوں کا اتباع نصیب فرمادیں تو زہے نصیب۔ مولانا سعدی کہتے ہیں۔ ؎

ندارند تن پروران آگہی — کہ پر معدہ باشد ز حکمت تہی

چھٹی چیز جس کا لحاظ روزہ دار کے لئے ضروری فرماتے ہیں یہ ہے کہ روزہ کے بعد اس سے ڈرتے رہنا بھی ضروری ہے کہ نامعلوم یہ روزہ قابل قبول ہے یا نہیں اور اسی طرح ہر عبادت کے ختم پر کہ نامعلوم کوئی لغزش ایسی تو نہیں ہو گئی جس کی وجہ سے یہ منہ پر مار دیا جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بہت سے قرآن پڑھنے والے ایسے ہیں کہ قرآن پاک ان پر لعنت کرتا رہتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن اول جن لوگوں کا فیصلہ ہوگا ان میں ایک شہید ہوگا۔ اس کو بلایا جائے گا اور اللہ کی جو جو نعمتیں اس پر ہوئی تھیں وہ اس کو جتلائی جائیں گی وہ ان سب نعمتوں کا اقرار کرے گا اس کے بعد اس سے پوچھا جائے گا کہ ان نعمتوں میں کیا کارگزاری کی وہ عرض کرے گا کہ تیرے راستے میں قتال کیا حتی کہ شہید ہو گیا۔ ارشاد ہوگا کہ جھوٹ ہے بلکہ قتال اس لئے کیا تھا کہ لوگ بہادر کہیں سو کہا جا چکا۔ اس کے بعد حکم ہوگا اور منہ کے بل کھینچ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ ایسے ہی ایک عالم کو بلایا جائے گا۔ اس کو بھی اسی طرح سے اللہ کے انعامات جتلا کر پوچھا جائے گا کہ ان نعمتوں کے بدلہ میں کیا کارگزاری ہے۔ وہ عرض کرے گا کہ علم سیکھا اور دوسروں کو سکھایا اور تیری رضا کے لئے قرآن شریف کی تلاوت کی۔ ارشاد ہوگا کہ جھوٹ ہے یہ اس لئے کیا تھا کہ لوگ عالم کہیں سو کہا جا چکا ہے۔ اس کو بھی حکم ہوگا اور منہ کے بل کھینچ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ اسی طرح ایک دولت مند کو بلایا جائے گا۔ اس سے انعامات الٰہی شمار کرانے کے بعد پوچھا جائے گا کہ ان اللہ کی نعمتوں میں کیا عمل کیا۔ وہ کہے گا کہ کوئی خیر کا راستہ ایسا نہیں چھوڑا جس میں تیری رضا کے واسطے خرچ نہ کیا ہو۔ ارشاد ہوگا کہ جھوٹ ہے۔ اس لئے کیا تھا کہ لوگ سخی کہیں سو کہا جا چکا۔ اس کو بھی حکم ہوگا اور منہ کے بل کھینچ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ اللہ محفوظ رکھے۔ یہ سب بدنیتی کے ثمرات ہیں [illegible] عبادت [illegible] کی حفاظت [illegible] بھی

رہنا چاہئے اور دعا بھی کرتے رہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ شانہ اس کو اپنی رضا کا سبب بنا دیں۔ مگر ساتھ ہی یہ امر قابل لحاظ ہے کہ اپنے عمل کو قابل قبول نہ سمجھنا امر آخر ہے اور کریم آقا کے لطف پر نظر امر آخر ہے، کریموں کے لطف کے انداز بالکل نرالے ہیں معصیت پر بھی کبھی ثواب دے دیتے ہیں تو پھر کوتاہی عمل کا ذکر کیا ہے

خوبی ہمیں کرشمہ و ناز و خرام نیست بسیار شیوہ ہاست بتاں را کہ نام نیست

یہ چھ چیزیں عام صلحاء کے لئے ضروری بتلائی جاتی ہیں خواص اور مقربین کے لئے ان کے ساتھ ایک ساتویں چیز کا بھی اضافہ فرماتے ہیں کہ دل کو اللہ کے سوا کسی چیز کی طرف توجہ نہ ہونے دے حتیٰ کہ روزہ کی حالت میں اس کا خیال اور تدبیر کہ افطار کے لئے کوئی چیز ہے یا نہیں یہ بھی خطا فرماتے ہیں بعض مشائخ نے لکھا ہے کہ روزہ میں شام کو افطار کے لئے کسی چیز کے حاصل کرنے کا قصد بھی خطا ہے اس لئے کہ اللہ کے وعدہ رزق پر اعتماد کی کمی ہے شرح احیاء میں بعض مشائخ کا قصہ لکھا ہے کہ اگر افطار کے وقت سے پہلے کوئی چیز کہیں سے آجاتی تو اس کو کسی دوسرے کو دے دیتے تھے مبادا دل کو اس کی طرف التفات ہو جائے اور توکل میں کمی ہو جائے [illegible]

(۹) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من افطر یوما من رمضان من غیر رخصۃ
ولا مرض لم یقضہ صوم الدھر کلہ وان صامہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص (بلا کسی شرعی عذر کے) ایک دن بھی رمضان کے روزہ کو افطار کر دے غیر رمضان کا روزہ چاہے تمام عمر کے روزے رکھے اس کا بدلہ

يَقْضِهِ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهِ وَإِنْ صَامَهُ   نہیں ہو سکتا۔

- رواه احمد والترمذي وابو داؤد وابن ماجة والدارمي والبخاري في ترجمة باب كذا في المشكوة

وبسط الكلام على طرقه العيني في شرح البخاري ؛

ف: بعض علماء کا مذہب جن میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ وغیرہ حضرات بھی ہیں اس حدیث کی بنا پر یہ ہے کہ جس نے رمضان مبارک کا روزہ بلا وجہ کھو دیا اس کی قضا ہو ہی نہیں سکتی چاہے عمر بھر روزے رکھتا رہے مگر جمہور فقہاء کے نزدیک اگر رمضان کا روزہ رکھا ہی نہیں تو ایک روزہ کے بدلے ایک روزہ کی قضا ہو جائے گی اور اگر روزہ رکھ کر توڑ دیا تو قضا کے ایک روزہ کے علاوہ دو مہینے کے روزے کفارہ کے ادا کرنے سے فرض ذمہ سے ساقط ہو جاتا ہے البتہ وہ برکت اور فضیلت جو رمضان مبارک کی ہے ہاتھ نہیں آسکتی اور اس حدیث پاک کا مطلب یہی ہے کہ وہ برکت ہاتھ نہیں آسکتی کہ جو رمضان مبارک ہی میں روزے رکھنے سے حاصل ہوتی ہے یہ سب اس حالت میں ہے کہ بعد میں قضا بھی کرے اور اگر سرے سے رکھے ہی نہیں جیسا کہ اس زمانہ کے بعض فساق کی حالت ہے تو اس کی گمراہی کا کیا پوچھنا، روزہ ارکان دین میں سے ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر بتلائی ہے سب سے اول توحید و رسالت کا اقرار اس کے بعد اسلام کے چاروں مشہور ارکان نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج کتنے مسلمان ہیں جو مردم شماری میں مسلمان شمار ہوتے ہیں لیکن ان پانچوں میں سے ایک کے بھی کرنے والے نہیں سرکاری کاغذات میں وہ مسلمان لکھے جاتے ہیں مگر اللہ کے یہاں وہ مسلمان شمار ہوں یہ مشکل ہے حتی کہ حضرت ابن عباسؓ کی روایت میں ہے کہ اسلام کی بنیاد تین چیزوں پر ہے کلمۂ شہادت اور نماز اور روزہ جو شخص ان میں سے ایک کو بھی چھوڑ دے وہ کافر ہے اس کا خون کر دینا حلال ہے [illegible] کے انکار پر محمول فرمایا ہو یا کوئی تاویل فرمائی ہو مگر اس سے تو انکار نہیں کہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

اس حالت سے بہت سے جاہل تو اتنے ہی پر کفایت کرتے ہیں کہ روزہ نہیں رکھتے۔ اور بہت سے بد دین زبان سے بھی اس قسم کے الفاظ بک دیتے ہیں جو کفر تک پہنچا دیتے ہیں۔ مثلاً روزہ وہ رکھے جس کے گھر کھانے کو نہ ہو یا ہمیں بھوکا مارنے سے اللہ کو کیا مل جاتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس قسم کے الفاظ سے بہت ہی زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے اور بہت غور و اہتمام سے ایسے مسئلہ کو سمجھنا چاہئے کہ دین کی چھوٹی سے چھوٹی بات کا تمسخر اور مذاق اڑانا بھی کفر کا سبب ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص عمر بھر نماز نہ پڑھے کبھی بھی روزہ نہ رکھے۔ اسی طرح اور کوئی فریضہ ادا نہ کرے بشرطیکہ اس کا منکر نہ ہو تو کافر نہیں جتنے فرائض کو ادا نہیں کیا اسی قدر عذاب کا مستحق ہوگا۔ لیکن کسی ادنیٰ سے ادنیٰ بات کا تمسخر ہے جس سے عمر بھر کے نماز روزہ نیک اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔ بہت زیادہ قابل لحاظ امر ہے کہ ایسے روزہ کے متعلق بھی کوئی بے قدری اور گستاخی وغیرہ نہ کرے جب اپنے قصور کا اقرار کرے وہ تو حق ہے کہ قصور کا اقرار ہی ہے جو شخص رمضان میں علی الاعلان بلا عذر کھائے اس کو قتل کیا جاوے۔ لیکن قتل پر اگر سلطنت کی قدرت نہ ہونے کی وجہ سے قدرت نہ ہو تو یہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اس فعل سے نفرت کا اظہار کرے اس سے ملنا جلنا ترک کرے اور اس سے کہ ایسی حالت میں دنیوی کاروبار کا مشغلہ نہ رکھے اس سے نماز روزہ کی بے قدری ہوتی ہے یہ امر بہت ہی زیادہ خیال رکھنے کا ہے کہ ایسے لوگوں کی مجالس سے پرہیز کیا جاوے کہ اکثر ان کے ساتھ میل جول ان کی بد دینی کا سبب ہو جاتا ہے اور حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے وہ انہی میں شمار ہوتا ہے حق تعالیٰ شانہ اپنے لطف و کرم سے ہم سب کو اپنی مرضیات کی توفیق عطا فرماویں۔

فصل ثانی ـــــ شب قدر کے بیان میں

رمضان المبارک کی راتوں میں سے ایک رات شب قدر کہلاتی ہے جو بہت ہی برکت اور خیر کی رات ہے۔ کلام پاک میں اس کو ہزار مہینوں سے افضل بتلایا ہے ہزار مہینے کے

تراسی برس چار ماہ ہوتے ہیں۔ خوش نصیب ہے وہ شخص جس کو اس رات کی عبادت نصیب ہو جائے کہ جو شخص اس ایک رات کو عبادت میں گزار دے اس نے گویا تراسی برس چار ماہ سے زیادہ زمانہ کو عبادت میں گذار دیا اور اس زیادتی کا بھی حال معلوم نہیں کہ ہزار مہینے سے کتنے ماہ افضل ہے۔ اللہ جل شانہٗ کا حقیقت میں بہت ہی بڑا انعام ہے کہ قدر دانوں کے لئے یہ ایک بے نہایت نعمت مرحمت فرمائی۔ درمنثور میں حضرت انسؓ سے حضورؐ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ شب قدر حق تعالیٰ شانہٗ نے میری امت کو مرحمت فرمائی ہے۔ پہلی امتوں کو نہیں ملی۔ اس بارے میں مختلف روایات ہیں کہ اس انعام کا سبب کیا ہوا۔ بعض احادیث میں وارد ہوا ہے کہ نبی کریمؐ نے پہلی امتوں کی عمروں کو دیکھا کہ بہت بہت ہوئی ہیں اور آپ کی امت کی عمریں بہت تھوڑی ہیں اگر وہ نیک اعمال میں ان کی برابری بھی کرنا چاہیں تو ناممکن۔ اس سے اللہ کے لاڈلے نبی کو رنج ہوا۔ اس کی تلافی میں یہ رات مرحمت ہوئی کہ اگر کسی خوش نصیب کو دس راتیں بھی نصیب ہو جائیں اور ان کو عبادت میں گزار دے تو گویا آٹھ سو تینتیس برس چار ماہ سے بھی زیادہ زمانہ کامل عبادت میں گزار دیا۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریمؐ نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر فرمایا کہ ایک ہزار مہینہ تک اللہ کے راستہ میں جہاد کرتا رہا۔ صحابہ کو اس پر رشک آیا تو اللہ جل شانہٗ نے اس کی تلافی کے لئے اس رات کا نزول فرمایا۔ ایک روایت میں ہے کہ نبی کریمؐ نے بنی اسرائیل کے چار حضرات کا ذکر فرمایا تھا۔ حضرت ایوبؑ، حضرت زکریاؑ، حضرت حزقیلؑ، حضرت یوشعؑ کہ اسی اسی برس اللہ کی عبادت میں مشغول رہے اور پلک جھپکنے کے برابر بھی اللہ کی نافرمانی نہیں کی۔ اس پر صحابہ کو حیرت ہوئی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور سورۂ قدر سنائی۔ اس کے علاوہ اور بھی روایات ہیں۔ اس قسم کے اختلاف روایات کی اکثر وجہ یہ ہوتی ہے کہ ایک ہی زمانہ میں جب مختلف واقعات کے بعد کوئی آیت نازل ہوتی ہے تو ہر واقعہ کی طرف نسبت ہو سکتی ہے۔ بہر حال سبب نزول جو کچھ بھی ہو لیکن امت محمدیہ کے لئے یہ اللہ جل شانہٗ کا بہت ہی بڑا انعام ہے۔ یہ رات بھی اللہ ہی کا عطیہ ہے اور اس میں عمل بھی اسی کی توفیق سے میسر ہوتا ہے ورنہ

تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل ۔۔ کہ خضر از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر را

قدر قابل رشک ہیں وہ مشائخ جو فرماتے ہیں کہ بلوغ کے بعد سے مجھ سے شب قدر کی عبادت کبھی فوت نہیں ہوئی۔ البتہ اس رات کی تعیین میں علماء امت کے درمیان میں بہت ہی کچھ اختلاف ہے تقریباً پچاس کے قریب اقوال ہیں سب کا احاطہ دشوار ہے البتہ مشہور اقوال کا ذکر عنقریب آنے والا ہے کتب حدیث میں اس رات کی فضیلت مختلف نوع اور متعدد روایات سے وارد ہوئی ہے جن میں سے بعض کا ذکر آتا ہے مگر چونکہ اس رات کی فضیلت خود قرآن پاک میں بھی مذکور ہے اور مستقل ایک سورت اس کے بارے میں نازل ہوئی ہے اس لئے مناسب ہے کہ اول اس سورۂ شریفہ کی تفسیر لکھ دی جائے۔ ترجمہ حضرت اقدس حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہ کی تفسیر بیان القرآن سے ماخوذ ہے اور فوائد دوسری کتب سے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ بیشک ہم نے قرآن پاک کو شب قدر میں اتارا ہے، یعنی قرآن پاک لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر اسی رات میں اترا ہے یہی ایک بات اس رات کی فضیلت کے لئے کافی تھی کہ قرآن جیسی عظمت والی چیز اس میں نازل ہوئی چہ جائیکہ اس میں اور بھی بہت سی برکات و فضائل شامل ہو گئے ہوں۔ آگے زیادتی شوق کے لئے ارشاد فرماتے ہیں۔ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ آپ کو کچھ معلوم بھی ہے کہ شب قدر کیسی بڑی چیز ہے۔ یعنی اس رات کی بڑائی اور فضیلت کا آپ کو علم بھی ہے کہ کتنی خوبیاں اور کس قدر فضائل اس میں ہیں۔ اس کے بعد چند فضائل کا ذکر فرماتے ہیں۔ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے یعنی ہزار مہینے تک عبادت کرنے کا جس قدر ثواب ہے اس سے زیادہ شب قدر میں عبادت کرنے کا ثواب ہے اور اس زیادتی کا علم بھی نہیں کہ کتنی زیادہ ہے۔ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ اس رات میں فرشتے اترتے ہیں۔ علامہ رازی لکھتے ہیں کہ ملائکہ نے جب ابتداء میں تجھے دیکھا تھا تو تجھ سے نفرت ظاہر کی تھی اور بارگاہ عالی میں عرض کیا تھا کہ ایسی چیز کو آپ پیدا فرماتے ہیں جو دنیا میں فساد کرے اور خون بہائے۔ اس کے بعد والدین نے جب تجھے اول دیکھا تھا جب کہ تو منی کا قطرہ تھا تو تجھ سے نفرت کی تھی حتی کہ کپڑے کو لگ جاتا تو کپڑے کو دھونے کی نوبت آتی لیکن جب حق تعالیٰ شانہ نے اس قطرہ کو بہترین صورت مرحمت فرما دی تو والدین کو بھی شفقت و پیار کی نوبت آئی اور آج جب کہ توفیق الٰہی سے ترغیب پر

میں معرفت الٰہی اور عبادت ربانی میں مشغول ہے تو ملائکہ بھی اپنے اس فقرہ کی معذرت کرنے کے لئے اترتے ہیں۔ والروح فیہا اور اس رات میں روح القدس یعنی حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی نازل ہوتے ہیں، روح کے معنی میں مفسرین کے چند قول ہیں، جمہور کا یہی قول ہے جو اوپر لکھا گیا کہ اس سے حضرت جبرئیل علیہ السلام مراد ہیں۔ علامہ رازی نے لکھا ہے کہ یہی قول زیادہ صحیح ہے اور حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فضیلت کی وجہ سے ملائکہ کے ذکر کے بعد خصوصیت سے ان کا ذکر فرمایا۔ بعض کا قول ہے کہ روح سے مراد ایک بہت بڑا فرشتہ ہے کہ تمام آسمان و زمین اس کے سامنے ایک لقمہ کے بقدر ہیں۔ بعضوں کا قول ہے کہ اس سے مراد فرشتوں کی ایک مخصوص جماعت ہے جو اور فرشتوں کو بھی صرف شب قدر ہی میں نظر آتے ہیں۔ چوتھا قول یہ ہے کہ یہ اللہ کی کوئی خاص مخلوق ہے جو کھاتے پیتے ہیں مگر نہ فرشتے ہیں نہ انسان۔ پانچواں یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مراد ہیں۔ جو امت محمدیہ کے اعمال دیکھنے کے لئے ملائکہ کے ساتھ اترتے ہیں۔ چھٹا قول یہ ہے کہ یہ اللہ جل شانہ کی خاص رحمت ہے۔ یعنی اس رات میں ملائکہ نازل ہوتے ہیں اور ان کے بعد میری رحمت نازل ہوتی ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی چند اقوال ہیں۔ مگر مشہور قول پہلا ہی ہے۔ سنن بیہقی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد منقول ہے کہ شب قدر میں حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کے ایک گروہ کے ساتھ اترتے ہیں اور جس شخص کو ذکر وغیرہ میں مشغول دیکھتے ہیں اس کے لئے رحمت کی دعا کرتے ہیں۔ باذن ربہم من کل امر۔ اپنے پروردگار کے حکم سے ہر امر خیر کو لے کر زمین کی طرف اترتے ہیں۔ مظاہر حق میں لکھا ہے کہ اسی رات میں ملائکہ کی پیدائش ہوئی اور اسی رات میں آدم علیہ السلام کا مادہ جمع ہونا شروع ہوا، اسی رات میں جنت میں درخت لگائے گئے اور دعا وغیرہ کا قبول ہونا تو بکثرت روایات میں وارد ہے۔ درمنثور کی ایک روایت میں ہے کہ اسی رات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے اور اسی رات میں بنی اسرائیل کی توبہ قبول ہوئی۔ سلام ہی حتیٰ مطلع الفجر۔ یعنی ساری رات ملائکہ کی طرف سے مومنین پر سلام ہوتا رہتا ہے کہ ایک فوج آتی ہے دوسری جاتی ہے جیسا کہ

بعض روایات میں اس کی تفسیر کی ہے یہ وارد ہے کہ یہ رات سراپا سلامتی ہے شر و فساد وغیرہ سے امن ہے۔ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ وہ رات ان ہی برکات کے ساتھ (تمام رات) طلوع فجر تک رہتی ہے۔ یہ نہیں کہ رات کے کسی خاص حصہ میں یہ برکت ہو اور کسی میں نہ ہو بلکہ صبح ہونے تک ان برکات کا ظہور رہتا ہے۔ اس سورۂ شریفہ کے ذکر کے بعد کہ خود اللہ جل جلالہ کے کلام پاک میں اس رات کی نوع کی فضیلتیں ارشاد فرمائی گئی ہیں۔ حدیث کے ذکر کی ضرورت نہیں رہتی لیکن احادیث میں بھی اس کی فضیلت بکثرت وارد ہوئی ہے ان میں سے چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں۔

(۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَامَ لَیْلَۃَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِهٖ رَوَاهُ فِی التَّرْغِیْبِ عَنِ الْبُخَارِیِّ وَمُسْلِمٍ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص لیلۃ القدر میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے (عبادت کے لئے) کھڑا ہو اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

ف: کھڑا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نماز پڑھے اور اسی حکم میں یہ بھی ہے کہ کسی اور عبادت تلاوت اور ذکر وغیرہ میں مشغول ہو اور ثواب کی امید رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ ریاء وغیرہ کسی بدنیتی سے کھڑا نہ ہو بلکہ اخلاص کے ساتھ محض اللہ کی رضا اور ثواب کے حصول کی نیت سے کھڑا ہو۔ خطابی کہتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ثواب کا یقین کر کے بشاشت قلب سے کھڑا ہو بوجھ سمجھ کر بددلی کے ساتھ نہیں اور یہ ظاہر بات ہے کہ جس قدر ثواب کا یقین اور اعتقاد زیادہ ہوگا اتنا ہی عبادت میں مشقت کا برداشت کرنا سہل ہوگا یہی وجہ ہے کہ جو شخص قرب الٰہی میں جس قدر ترقی کرتا جاتا ہے عبادت میں انہماک زیادہ ہوتا جاتا ہے نیز یہ معلوم ہونا بھی ضروری ہے کہ حدیث بالا اور اس جیسی احادیث میں گناہوں سے مراد علماء کے نزدیک صغیرہ گناہ ہوتے ہیں اس لئے کہ قرآن پاک میں جہاں کبائر کا ذکر آتا ہے ان کو الا من تاب کے ساتھ ذکر کیا ہے اسی بنا پر علماء کا اجماع ہے کہ کبیرہ گناہ بدون توبہ کے معاف نہیں ہوتا۔ پس جہاں احادیث میں گناہوں کے معاف ہونے کا ذکر

[illegible]

اگر ذرا سا چسکا پڑ جائے تو پھر ایک رات کیا سینکڑوں راتیں جاگی جا سکتی ہیں۔ ؎

الفت میں برابر ہے وفا ہو کہ جفا ہو ہر چیز میں لذت ہے اگر دل میں مزا ہو

آخر کوئی تو بات تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باوجود ساری بشارتوں اور وعدوں کے جن کا آپ کو یقین تھا پھر اتنی لمبی نماز پڑھتے تھے کہ پاؤں ورم کر جاتے تھے۔ انہی کے نام لیوا اور امتی آخر ہم بھی کہلاتے ہیں۔ ہاں جن لوگوں نے ان امور کی قدر کی وہ سب کچھ کر گئے اور نمونہ بن کر امت کو دکھلا گئے اور کسی کو یہ موقع بھی نہیں رہا کہ حضور کی حرص کون کر سکتا ہے اور کس سے ہو سکتی ہے۔ دل میں سما جانے کی بات ہے کرنے والے کے لئے دن رات کی عبادت کچھ بھی مشکل نہیں ہوتی۔ مگر یہ بات کسی کی جوتیاں سیدھی کیے بغیر مشکل سے حاصل ہوتی ہے۔ ؎

تمنا درد دل کی ہے تو کر خدمت فقیروں کی نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

آخر کیا بات تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ عشاء کی نماز کے بعد گھر تشریف لے جاتے اور تمام رات نماز میں گزار دیتے تھے۔ حضرت عثمان دن بھر روزہ رکھتے اور رات بھر نماز میں رہتے صرف رات کے اول حصہ میں تھوڑا سا سوتے تھے۔ رات کی ایک ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھ لیتے تھے۔ شرح احیاء میں ابوطالب مکی سے نقل کیا ہے کہ چالیس تابعین سے بتواتر یہ بات ثابت ہے کہ وہ عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے تھے۔ حضرت شداد رات کو لیٹتے اور تمام رات کروٹیں بدل کر صبح کر دیتے اور کہتے کہ یا اللہ جہنم کی آگ نے میری نیند اڑا دی۔ اسود بن یزید رمضان میں مغرب عشاء کے درمیان تھوڑا سا سو جاتے اور بس۔ سعید بن المسیب کے متعلق منقول ہے کہ پچاس برس تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی۔ صلہ بن اشیم رات بھر نماز پڑھتے اور صبح کو یہ دعا کرتے کہ یا اللہ میں اس قابل تو نہیں ہوں کہ جنت مانگوں صرف اتنی درخواست ہے کہ آگ سے بچا دیجیو۔ حضرت قتادہ رمضان میں ہر تین رات میں ایک قرآن شریف ختم کرتے تھے اور عشرۂ اخیرہ میں ہر رات میں ایک ختم کرتے تھے۔ امام ابوحنیفہ کا چالیس سال تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھنا تو مشہور و معروف ہے کہ ساتھی اور تاریخ نے نقل کیا ہے جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ کو یہ قوت کس طرح حاصل ہوئی

ہوئی تو انہوں نے فرمایا میں نے اللہ کے ناموں کے طفیل ایک مخصوص طریق پر دعا کی تھی حضرت دوپہر کو تھوڑی دیر سوتے اور فرماتے کہ حدیث میں قیلولہ کا ارشاد ہے، گویا دوپہر کے سونے میں بھی اتباعِ سنت کا ارادہ ہوتا۔ قرآن شریف پڑھتے ہوئے اتنا روتے کہ پڑوسیوں کو ترس آتا تھا۔ ایک مرتبہ ساری رات اس آیت کو پڑھتے اور روتے گذار دی بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ سورۂ قمر رکوع ۳۔ ابراہیم بن ادہمؒ رمضان المبارک میں نہ دن کو سوتے نہ رات کو۔ امام شافعیؒ رمضان المبارک میں دن رات کی نمازوں میں ساٹھ قرآن شریف ختم کرتے اور ان کے علاوہ سینکڑوں واقعات ہیں جنہوں نے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ پر عمل کر کے بتا دیا کہ کرنے والے کے لئے کچھ مشکل نہیں۔ یہ سلف کے واقعات ہیں۔ اب بھی کرنے والے موجود ہیں۔ اس درجہ کا مجاہدہ نہ سہی لیکن اپنے زمانہ کے موافق بھی طاقت و قدرت کے موافق ان کا نمونہ اب بھی موجود ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا اتباع اس زمانہ میں اور فساد میں بھی موجود ہیں۔ راحت و آرام کسی کو عبادت سے مانع نہیں ہوتا دنیوی مشاغل سدِّ راہ ہوتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے اے ابن آدم تو میری عبادت کے لئے فارغ ہو جا میں تیرے سینہ کو غنا سے بھر دوں گا اور تیرے فقر کو بند کر دوں گا ورنہ تیرے سینہ کو مشاغل سے بھر دوں گا اور فقر زائل نہ ہوگا۔ روز مرہ کے مشاہدات اس پاک ارشاد کے شاہد عدل ہیں۔

(۱) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ الْقَدْرِ نَزَلَ جِبْرَئِيْلُ فِىْ كَبْكَبَةٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ يُصَلُّوْنَ عَلٰى كُلِّ عَبْدٍ قَائِمٍ اَوْ قَاعِدٍ يَّذْكُرُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فَاِذَا كَانَ يَوْمُ عِيْدِهِمْ يَعْنِىْ يَوْمَ فِطْرِهِمْ بَاهٰى بِهِمْ مَلٰٓئِكَتَهٗ فَقَالَ يَا مَلٰٓئِكَتِىْ مَا جَزَاءُ اَجِيْرٍ وَفّٰى عَمَلَهٗ قَالُوْا رَبَّنَا جَزَاؤُهٗ اَنْ يُّوَفّٰى اَجْرَهٗ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ شبِ قدر میں حضرت جبرئیل علیہ السلام ملائکہ کی ایک جماعت کے ساتھ آتے ہیں اور اس شخص کے لئے جو کھڑے یا بیٹھے اللہ کا ذکر کر رہا ہے اور عبادت میں مشغول ہے دعائے رحمت کرتے ہیں۔ اور جب عید الفطر کا دن ہوتا ہے تو حق تعالیٰ جل شانہ اپنے فرشتوں کے سامنے بندوں کی عبادت پر فخر فرماتے ہیں اس لئے کہ انہوں

قَالَ مَلٰئِكَتِيْ عَبِيْدِيْ وَإِمَائِيْ قَضَوْا
فَرِيْضَتِيْ عَلَيْهِمْ ثُمَّ خَرَجُوْا يَعُجُّوْنَ
إِلَى الدُّعَاءِ وَعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ وَكَرَمِيْ
وَعُلُوِّيْ وَارْتِفَاعِ مَكَانِيْ لَأُجِيْبَنَّهُمْ
فَيَقُوْلُ ارْجِعُوْا فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ
وَبَدَّلْتُ سَيِّئَاتِكُمْ حَسَنَاتٍ قَالَ
فَيَرْجِعُوْنَ مَغْفُوْرًا لَّهُمْ۔

(رواه البيهقي في شعب الإيمان كذا في المشكوة)

سے آدمیوں پر طعن کیا تھا) اور ان سے دریافت فرماتے ہیں کہ اے فرشتو اس مزدور کا جو اپنی خدمت پوری پوری ادا کر دے کیا بدلہ ہے وہ عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب اس کا بدلہ یہی ہے کہ اس کی اُجرت پوری دے دی جاوے تو ارشاد ہوتا ہے کہ فرشتو! میرے غلاموں نے اور باندیوں نے میرے فریضہ کو پورا کر دیا پھر دعا کے ساتھ چلاتے ہوئے (عیدگاہ کی طرف) نکلے ہیں میری عزت کی قسم میرے جلال کی قسم میری بخشش کی قسم میرے علوِ شان کی قسم میری بلندی مرتبہ کی قسم میں ان کی دعا ضرور قبول کروں گا پھر ان لوگوں کو خطاب فرما کر ارشاد ہوتا ہے کہ جاؤ تمہارے گناہ معاف کر دیئے ہیں اور تمہاری برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیا ہے پس یہ لوگ عیدگاہ سے ایسے حال میں لوٹتے ہیں کہ ان کے گناہ معاف ہو چکے ہوتے ہیں۔

ف: حضرت جبرئیل علیہ السلام کا فرشتوں کے ساتھ آنا خود قرآن پاک میں بھی وارد ہے جیسا کہ پہلے گذر چکا اور بہت سی احادیث میں بھی اس کی تصریح ہے رسالہ کے ختم پر جو لمبی حدیث آرہی ہے اس میں بھی یہ مضمون صاف آیا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تمام فرشتوں کو تقاضا فرماتے ہیں کہ ہر ذاکر و شاغل کے گھر جائیں اور ان سے مصافحہ کریں۔ غالیۃ المواعظ میں حضرت شیخ قدس سرہ کی غنیہ سے نقل کیا ہے کہ ابن عباسؓ کی حدیث میں ہے کہ فرشتے حضرت جبرئیل کے کہنے سے متفرق ہو جاتے ہیں اور کوئی گھر چھوٹا یا بڑا جنگل یا کشتی ایسی نہیں ہوتی جس میں کوئی مومن ہو اور وہ فرشتے مصافحہ کے لئے وہاں نہ جاتے ہوں لیکن اس گھر میں نہیں جاتے جس میں کتا یا سؤر ہو یا حرام کاری کی وجہ سے جنبی ہو یا تصویر ہو۔ مسلمانوں کے بہت سے گھرانے ایسے ہیں جن میں زینت کے طور پر تصویریں لٹکائی جاتی ہیں اور اللہ کی اتنی بڑی

نعمتِ رحمت سے چند تصویروں کی خاطر اپنے کو محروم کرتے ہیں، تصویر لٹکانے والا ایک آدھ ہوتا ہے، مگر اس گھر میں رحمت کے فرشتوں کے داخل ہونے سے روکنے کا سبب بن کر سب ہی گھر کو اپنے ساتھ محروم رکھتا ہے۔

(۲) عن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تحروا ليلة القدر في الوتر من العشر الاواخر من رمضان (مشكوة عن البخاري)

حضرت عائشہؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتی ہیں کہ لیلۃ القدر کو رمضان کے اخیر عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کیا کرو۔

ف: جمہور علماء کے نزدیک اخیر عشرہ اکیسویں رات سے شروع ہوتا ہے، عام ہے کہ مہینہ ۲۹ کا ہو یا ۳۰ کا، اس حساب سے حدیث بالا کے موافق شب قدر کی تلاش ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹ کی راتوں میں کرنا چاہئے، اگر مہینہ ۲۹ کا ہو تب بھی اخیر عشرہ یہی کہلاتا ہے، لیکن ابن حزم کی رائے ہے کہ عشرہ کے معنی دس کے ہیں، لہذا اگر تیس کا چاند رمضان مبارک کا ہو تب تو یہی ہیں، اگر ۲۹ کا چاند ہو تو اس صورت میں اخیر عشرہ بیسویں شب سے شروع ہوگا، اس حساب سے طاق راتیں یہ ہوں گی، ۲۰، ۲۲، ۲۴، ۲۶، ۲۸، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ القدر کی تلاش میں رمضان مبارک کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے وہ بالاتفاق اکیسویں شب سے شروع ہوتا تھا، اس لئے جمہور کا قول اکیسویں رات سے تلاش کی ترجیح ہی کرتا معلوم ہوتا ہے، اگرچہ احتمال دوسرا بھی ہے، اس لئے دونوں قولوں پر احتیاطاً سب ہی راتوں میں [illegible] بیسویں شب سے [illegible] تلاش کی جائے [illegible] [illegible] دس یا گیارہ راتیں [illegible] کوئی ایسی چیز نہیں [illegible] [illegible] ہے جو [illegible] ہو جاوے [illegible] [illegible] ہزار مہینوں سے [illegible]

(۳) عن عبادة بن الصامت قال خرج النبي صلى الله عليه وسلم ليخبرنا بليلة القدر فتلاحى رجلان من المسلمين

حضرت عبادہؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے باہر تشریف لائے تاکہ ہمیں شب قدر کی اطلاع فرما دیں، مگر دو

فَقَالَ خَرَجْتُ لِأُخْبِرَكُمْ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحٰى فُلَانٌ وَّفُلَانٌ فَرُفِعَتْ وَعَسٰى أَنْ يَّكُوْنَ خَيْرًا لَّكُمْ فَالْتَمِسُوْهَا فِي التَّاسِعَةِ وَالسَّابِعَةِ وَالْخَامِسَةِ (مشكوة عن البخاري)

مسلمانوں میں جھگڑا ہو رہا تھا، حضرت نے ارشاد فرمایا کہ میں اس لیے آیا تھا کہ تمہیں شبِ قدر کی خبر دوں مگر فلاں فلاں شخصوں میں جھگڑا ہو رہا تھا کہ جس کی وجہ سے اس کی تعیین اٹھا لی گئی کیا بعید ہے کہ یہ اٹھا لینا اللہ کے علم میں بہتر ہو۔ لہٰذا اب اس رات کو نویں اور ساتویں اور پانچویں رات میں تلاش کرو۔

ف: اس حدیث میں تین مضمون قابلِ غور ہیں۔ امرِ اوّل جو سب سے اہم ہے وہ جھگڑا ہے جو اس قدر سخت بری چیز ہے کہ اس کی وجہ سے ہمیشہ کے لیے شبِ قدر کی تعیین اٹھا لی گئی اور صرف یہی نہیں بلکہ جھگڑا ہمیشہ برکات سے محرومی کا سبب ہوا کرتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تمہیں نماز روزہ صدقہ وغیرہ سب سے افضل چیز بتلاؤں؟ صحابہ نے عرض کیا ضرور۔ حضور نے فرمایا کہ آپس کا سلوک سب سے افضل ہے اور آپس کی لڑائی دین کو مونڈنے والی ہے یعنی جیسے استرے سے سر کے بال ایک دم صاف ہو جاتے ہیں آپس کی لڑائی سے دین بھی اسی طرح صاف ہو جاتا ہے۔ دنیادار دین سے بے خبر لوگوں کا کیا ذکر بہت سے لمبی لمبی تسبیحیں پڑھنے والے دین کے دعویدار بھی ہر وقت آپس کی لڑائی میں مبتلا رہتے ہیں۔ اوّل حضور کے ارشاد کو غور سے دیکھیں اور پھر اپنے اس دین کی فکر کریں جس کے گھمنڈ میں صلح کے لیے جھکنے کی توفیق نہیں ہوتی۔ فصل اوّل میں روزہ کے آداب میں گذر چکا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی آبروریزی کو بدترین سود اور خبیث ترین سود ارشاد فرمایا ہے لیکن ہم لوگ لڑائی کے زور میں نہ مسلمان کی آبرو کی پروا کرتے ہیں نہ اللہ اور اس کے سچے رسول کے ارشادات کا خیال۔ خود اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا الآیہ اور نزاع مت کرو ورنہ کم ہمت ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ آج وہ لوگ جو ہر وقت دوسروں کو ذلیل کرنے کی فکر میں رہتے ہیں تنہائی میں بیٹھ کر غور کریں کہ خود

[illegible]

وہ اپنے وقار کو کتنا صدمہ پہنچا رہے ہیں اور یہی ان ناپاک اور کمینہ حرکتوں سے اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں کتنے ذلیل ہو رہے ہیں اور پھر دین کی ذلت بدنامی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ چھوٹ چھٹاؤ رکھے، اگر اس حالت میں مر گیا تو سیدھا جہنم میں جاوے گا۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ پیر و جمعرات کے دن اللہ کی حضوری میں بندوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں اور اللہ جل شانہ کی رحمت سے نیک اعمال کی بدولت مشرکوں کے علاوہ اوروں کی مغفرت ہوتی رہتی ہے۔ مگر جن دو میں جھگڑا ہوتا ہے ان کی مغفرت کے متعلق ارشاد ہوتا ہے کہ ان کو چھوڑے رکھو جب تک صلح نہ ہو۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ ہر پیر جمعرات کو اعمال کی پیشی ہوتی ہے، اس میں توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول ہوتی ہے، مگر آپس میں لڑنے والوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہے کہ شب براءت میں اللہ کی رحمت عامہ مخلوق کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور ذرا ذرا سے بہانے سے مخلوق کی مغفرت فرمائی جاتی ہے، مگر دو شخصوں کی مغفرت نہیں ہوتی، ایک کافر، دوسرے وہ شخص جو کسی سے کینہ رکھے۔ ایک جگہ ارشاد ہے کہ تین شخص ہیں جن کی نماز قبولیت کے لئے ان کے سر سے ایک بالشت بھی اوپر نہیں جاتی، جن میں آپس کے لڑنے والے بھی فرمائے ہیں۔ یہ جگہ ان روایات کے ذکر کی نہیں۔ یہ چند روایات اس لئے لکھ دی ہیں کہ ہم لوگوں میں عوام کا تو کیا ذکر خواص میں اور ان لوگوں میں جو شرفاء کہلاتے ہیں دیندار سمجھے جاتے ہیں ان کی مجالس ان کے اجتماعات ان کی تقریبات اس کمینہ حرکت سے لبریز ہیں۔ فالی اللّٰہ المشتکیٰ واللّٰہ المستعان۔ لیکن اس سب کے بعد یہ بھی معلوم ہونا ضروری ہے کہ یہ سب دنیوی دشمنی و عداوت پر ہے۔ اگر کسی شخص کے فسق کی وجہ سے یا کسی دینی امر کی حمایت کی وجہ سے ترک تعلق کرے تو جائز ہے۔ حضرت ابن عمرؓ نے ایک مرتبہ حضورؐ کا ارشاد نقل فرمایا تو ان کے بیٹے نے اس پر ایسا لفظ کہہ دیا جو ظاہراً حدیث پر اعتراض تھا۔ حضرت ابن عمرؓ مرتے دم تک ان سے نہیں بولے اور بھی اس قسم کے واقعات صحابہ کرامؓ کے ثابت ہیں۔ لیکن اللہ جل شانہ دلوں کے حال کو بھی خوب جاننے والے ہیں۔ اس سے خوب واقف ہیں کہ کونسا

ترکِ تعیین ہی کی خاص وجہ ہے اور کسی سے [illegible] اور کسرِ شان اور برائی کی وجہ سے جیسے ویسے ہر شخص پیش پیش اور بعض کو یہاں کی طرف منسوب کر ہی سکتا ہے۔ دوسرا امر جو حدیث بالا میں معلوم ہوتا ہے وہ حکمتِ الٰہی کے ساتھ رضا اور قبول و تسلیم ہے۔ باوجود اس کے کہ شبِ قدر کی تعیین کا بھلا دینا بہت ہی بڑی خیر کا اٹھ جانا تھا۔ لیکن چونکہ اللہ کی طرف سے ہے۔ اس لئے حضورؐ کا ارشاد ہے کہ شاید ہمارے لئے یہی بہتر ہو۔ نہایت عبرت اور غور کا مقام ہے۔ اللہ جل شانہٗ کی رحمت بندہ پر ہر وقت متوجہ ہے۔ اگر بندہ اپنی بداعمالی سے کسی مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے۔ تب بھی اللہ جل جلالہٗ کی طرف سے تھوڑی سی توجہ اور اقرارِ عجز کے بعد اللہ کا کرم شاملِ حال ہو جاتا ہے اور وہ مصیبت بھی کسی بڑی خیر کا سبب بن جاتی ہے اور اللہ کے لئے کوئی چیز مشکل نہیں چنانچہ علماء نے اس کے اخفا میں بھی چند مصالح ارشاد فرمائے ہیں۔ اول یہ کہ اگر تعیین باقی رہتی تو بہت سی کوتاہ طبائع ایسی ہوتیں کہ اور راتوں کا اہتمام بالکل ترک کر دیتیں اور اس صورتِ موجودہ میں اس احتمال پر کہ آج ہی شاید شبِ قدر ہو متعدد راتوں میں عبادت کی توفیق طلب والوں کو نصیب ہو جاتی ہے۔ دوسری یہ کہ بہت سے لوگ ہیں کہ معاصی کئے بغیر ان سے رہا ہی نہیں جاتا۔ تعیین کی صورت میں اگر باوجود معلوم ہونے کے اس رات میں معصیت کی جرأت کی جاتی تو سخت اندیشہ ناک تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ مسجد میں تشریف لائے تو ایک صاحب سو رہے تھے۔ آپ نے حضرت علیؓ سے ارشاد فرمایا کہ ان کو جگا دو تاکہ وضو کر لیں۔ حضرت علیؓ نے جگا تو دیا مگر حضورؐ سے دریافت کیا کہ آپ تو خیر کی طرف بہت تیزی سے چلنے والے ہیں آپ نے خود کیوں نہ جگا دیا۔ حضورؐ نے فرمایا، مبادا یہ انکار کر بیٹھتا اور میرے کہنے پر انکار کفر ہوتا۔ تیرے کہنے سے انکار کفر نہیں ہوتا تو اسی طرح حق تعالیٰ شانہٗ کی رحمت نے گوارا نہ کیا اس عظمت والی رات کے معلوم ہونے کے بعد کوئی گناہ پر جرأت کرے۔ تیسرے یہ کہ تعیین کی صورت میں اگر کسی شخص سے وہ رات چھوٹ جاتی تو آئندہ راتوں میں افسردگی وغیرہ کی وجہ سے کسی رات کا بھی جاگنا نصیب نہ ہوتا اور اب رمضان کی ایک دو رات تو کم از کم ہر شخص کو میسر ہو ہی جاتی ہیں۔ چوتھی یہ کہ جتنی راتیں طلب میں خرچ ہوتی

ان سب کا مستقل ثواب علیحدہ ہے۔ پانچویں یہ کہ رمضان کی عبادت پر حق تعالیٰ جل شانہٗ
ملائکہ پر تفاخر فرماتے ہیں جیسا کہ پہلی روایات میں معلوم ہو چکا اس صورت میں تفاخر کا زیادہ
موقع ہے کہ باوجود معلوم نہ ہونے کے محض احتمال اور خیال پر رات رات بھر
جاگتے ہیں اور عبادت میں مشغول رہتے ہیں کہ جب احتمال پر اس قدر کوشش کر رہے ہیں
اگر بتا دیا جاتا کہ یہی رات شب قدر ہے تو پھر ان کی کوشش کا کیا حال ہوتا۔ ان کے علاوہ
اور بھی مصالح ہو سکتی ہیں۔ ایسے امور کی وجہ سے عادۃ اللہ یہ جاری ہے کہ اس قسم کی اہم
چیزوں کو مخفی فرما دیتے ہیں۔ چنانچہ اسم اعظم کو مخفی فرمایا۔ اسی طرح جمعہ کے دن ایک
وقت خاص قبولیت دعا کا ہے اس کو بھی مخفی فرمایا۔ ایسے ہی اور بھی بہت سی چیزیں اس
میں شامل ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ جھگڑے کی وجہ سے اس خاص رمضان مبارک میں تعیین بھلا
دی گئی ہو اور اس کے بعد دیگر مصالح مذکورہ کی وجہ سے ہمیشہ کے لیے تعیین چھوڑ دی گئی ہو۔
تیسری بات جو اس حدیث پاک میں وارد ہے وہ شب قدر کی تلاش کے متعلق ہے۔ تین راتیں
ارشاد فرمائی ہیں۔ نویں، ساتویں، پانچویں۔ دوسری روایات کے ملانے سے اتنا تو محقق ہے کہ یہ ہندسے
اخیر عشرہ کے ہیں لیکن اس کے بعد پھر چند احتمال ہیں کہ اخیر عشرہ اگر شروع سے شمار کیا
جائے تو [illegible] ۲۵، ۲۷، ۲۹ [illegible] اور اگر اخیر سے شمار کیا جائے جیسا کہ بعض
الفاظ سے متبادر ہے تو پھر مہینہ کے پورا ہونے کی صورت میں ۲۲، ۲۴، ۲۶ [illegible]
کی صورت میں [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

کی راتوں میں تلاش کرو، حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضورؐ سے دریافت کیا کہ شب قدر نبی کے زمانہ کے ساتھ خاص رہتی ہے یا بعد میں بھی ہوتی ہے حضورؐ نے فرمایا کہ قیامت تک رہے گی، میں نے عرض کیا کہ رمضان کے کس حصہ میں ہوتی ہے، آپؐ نے فرمایا عشرۂ اول اور عشرۂ آخر میں تلاش کرو، پھر حضورؐ اور باتوں میں مشغول ہو گئے، میں نے موقعہ پا کر عرض کیا اتنا تو بتا دیجئے کہ عشرہ کے کون سے حصہ میں ہوتی ہے حضورؐ اتنے ناراض ہوئے نہ اس سے قبل مجھ پر اتنے خفا ہوئے تھے نہ بعد میں اور فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ شانہٗ کا یہ مقصود ہوتا تو بتا نہ دیتے، آخری سات راتوں میں تلاش کرو بس اس کے بعد اور کچھ نہ پوچھ، ایک صحابیؓ کو حضورؐ نے ۲۳ شب متعین طور پر ارشاد فرمائی، ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں سو رہا تھا کہ مجھے خواب میں کسی نے کہا کہ اٹھ آج شب قدر ہے، میں جلدی سے اٹھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا تو آپ نماز کی نیت باندھ رہے تھے اور وہ رات ۲۳ شب تھی، بعض روایات میں متعین طور سے ۲۴ شب کا ہونا بھی معلوم ہوتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا ارشاد ہے کہ جو شخص تمام سال راتوں کو جاگے وہ شب قدر کو پا سکتا ہے، یعنی شب قدر سال میں دائر رہتی ہے۔ کسی نے ابی بن کعبؓ سے اس کو نقل کیا تو وہ فرمانے لگے کہ ابن مسعودؓ کی غرض یہ ہے کہ لوگ ایک رات پر قناعت کر کے نہ بیٹھ جاویں، پھر قسم کھا کر یہ بتلایا کہ ۲۷ شب کو ہوتی ہے اور اسی طرح سے بہت سے صحابہؓ اور تابعینؒ کی رائے ہے کہ وہ ۲۷ شب میں ہوتی ہے۔ ابی ابن کعبؓ کی تحقیق یہی ہے ورنہ ابن مسعودؓ کی تحقیق وہی ہے کہ جو شخص سال رات جاگے وہ اس کو معلوم کر سکتا ہے اور درمنثور کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی نقل کرتے ہیں۔ ائمہ میں سے بھی امام ابوحنیفہؒ کا مشہور قول یہ ہے کہ تمام سال میں دائر رہتی ہے، دوسرا قول امام صاحب کا یہ ہے کہ تمام رمضان میں دائر رہتی ہے۔ صاحبینؒ کا قول ہے کہ تمام رمضان کی کسی ایک رات میں ہے جو متعین ہے مگر معلوم نہیں۔ شافعیہ کا راجح قول یہ ہے کہ ۲۱ شب میں ہونا اقرب ہے۔ امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کا قول یہ ہے کہ رمضان کے آخر عشرہ کی طاق راتوں میں دائر رہتی ہے کسی سال کسی رات میں اور کسی سال کسی اور رات میں۔ جمہور علماء کی رائے

یہ ہے کہ ستائیسویں رات میں زیادہ امید ہے۔ شیخ عارفین محی الدین ابن عربیؒ کہتے ہیں کہ میرے نزدیک ان لوگوں کا قول زیادہ صحیح ہے جو کہتے ہیں کہ تمام سال میں دائر رہتی ہے۔ اس لئے کہ میں نے خود دو مرتبہ اس کو شعبان میں دیکھا ہے ایک مرتبہ ۱۵ کو اور ایک مرتبہ ۱۹ کو اور دو مرتبہ رمضان کے درمیانی عشرہ میں ۱۳ کو اور ۱۸ کو اور رمضان کے آخر عشرہ کی ہر طاق رات میں دیکھا ہے اس لئے مجھے اس کا یقین ہے کہ وہ سال کی راتوں میں پھرتی رہتی ہے لیکن رمضان المبارک میں بکثرت پائی جاتی ہے۔ ہمارے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ فرماتے ہیں کہ شب قدر سال میں دو مرتبہ ہوتی ہے۔ ایک وہ رات ہے جس میں احکام خداوندی نازل ہوتے ہیں اور اسی رات میں قرآن شریف لوح محفوظ سے اترا ہے یہ رات رمضان کے ساتھ مخصوص نہیں تمام سال میں دائر رہتی ہے لیکن جس سال قرآن نازل ہوا اس سال رمضان المبارک میں تھی اور اکثر رمضان مبارک ہی میں ہوتی ہے اور دوسری شب قدر وہ ہے جس میں روحانیت کا ایک خاص انتشار ہوتا ہے اور ملائکہ کثرت سے زمین پر اترتے ہیں اور شیاطین دور رہتے ہیں دعائیں اور عبادتیں قبول ہوتی ہیں یہ ہر رمضان میں ہوتی ہے اور عشرہ اخیرہ کی وتر راتوں میں ہوتی ہے اور بدلتی رہتی ہے میرے والد صاحب نور اللہ مرقدہ بھی اسی قول کو راجح فرماتے تھے۔

بہرحال شب قدر جو بھی ہو ہر شخص کو اپنی ہمت و وسعت کے موافق تمام سال اس کی تلاش میں سعی کرنا چاہئے اگر یہ نہ ہو سکے تو رمضان بھر جستجو کرنا چاہئے۔ اگر یہ بھی مشکل ہو تو عشرہ اخیرہ کو غنیمت سمجھنا چاہئے۔ اتنا بھی نہ ہو سکے تو عشرہ اخیرہ کی طاق راتوں کو ہاتھ سے نہ جانے دینا چاہئے اور اگر خدانخواستہ یہ بھی نہ ہو سکے تو ستائیسویں شب کو تو بہرحال غنیمت بارد سمجھنا ہی چاہئے۔ اگر تائید ایزدی شامل حال ہے اور کسی خوش نصیب کو میسر ہو جائے تو پھر تمام دنیا کی نعمتیں اور راحتیں اس کے مقابلہ میں ہیچ ہیں لیکن اگر میسر نہ بھی ہو تب بھی اجر سے خالی نہیں۔ بالخصوص مغرب عشاء کی نماز جماعت سے مسجد میں ادا کرنے کا اہتمام تو ہر شخص کو بہت ہی ضروری ہے کہ اگر خوش قسمتی سے شب قدر کی رات میں یہ دو نمازیں جماعت سے میسر ہو جائیں تو کس قدر [illegible]

نمازوں کا ثواب ملے۔ اللہ کا کس قدر بڑا انعام ہے کہ کسی دینی امر میں اگر کوشش کی جائے تو کامیابی نہ ہونے کی صورت میں بھی اس کوشش کا اجر ضرور ملتا ہے، لیکن اس کے باوجود کتنے ہمت والے ہیں جو دین کے درپے ہیں، دین کے لئے مرتے ہیں، کوشش کرتے ہیں، اور اس کے بالمقابل اغراض دنیویہ میں کوشش کے بعد اگر نتیجہ مرتب نہ ہو تو وہ کوشش بیکار اور ضائع ہے، اس پر بھی کتنے لوگ ہیں کہ دنیوی غرض اور بیکار لغو امور کے حاصل کرنے کے لئے جان مال دونوں کو برباد کرتے پھرتے ہیں۔ [illegible]

عن عبادة بن الصامت انه سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ليلة القدر فقال في رمضان في العشر الاواخر فانها في ليلة وتر في احدى وعشرين او ثلث وعشرين او خمس وعشرين او سبع وعشرين او تسع وعشرين او آخر ليلة من رمضان من قامها ايمانا واحتسابا [illegible]

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شب قدر کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ رمضان کے اخیر عشرہ کی طاق راتوں میں ہے ۲۳، ۲۵، ۲۷، یا رمضان کی آخر رات۔ جو شخص ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے اس رات میں عبادت کرے اس کے پچھلے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اس رات کی منجملہ اور علامتوں کے یہ ہے کہ وہ رات کھلی ہوئی چمکدار ہوتی ہے، صاف شفاف، نہ زیادہ گرم نہ زیادہ ٹھنڈی بلکہ معتدل، گویا کہ اس میں (انوار کی کثرت کی وجہ سے) چاند کھلا ہوا ہے، اس رات میں صبح تک آسمان کے ستارے شیاطین کو نہیں مارے جاتے۔ نیز اس کی علامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس کے بعد کی صبح کو آفتاب بغیر شعاع کے طلوع ہوتا ہے۔ ایسا بالکل ہموار ٹکیہ کی طرح ہوتا ہے

جیسا کہ چودھویں رات کا چاند۔ اللہ جل شانہ نے اس دن کے آفتاب کے طلوع کے وقت شیطان کو اس کے ساتھ نکلنے سے روک دیا، بخلاف اور دنوں کے کہ طلوع آفتاب کے وقت شیطان کا ظہور ہوتا ہے۔

ف: اس حدیث کا اول مضمون تو سابقہ روایات میں ذکر ہو چکا ہے آخر میں شب قدر کی چند علامات ذکر کی ہیں جن کا مطلب صاف ہے کسی توضیح کا محتاج نہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی بعض علامات روایات سے اور ان لوگوں کے بیان سے ذکر کی گئی ہیں جن کو اس رات کی دولت نصیب ہوئی ہے۔ بالخصوص اس رات کے بعد جب صبح کو آفتاب نکلتا ہے تو بغیر شعاع کے نکلتا ہے۔ یہ علامت بہت سی روایات حدیث میں وارد ہوئی ہے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

معاف فرمادیں تو اس سے بڑھ کر اور کیا چاہیے ؎

من نگویم کہ طاعتم بپذیر — قلم عفو برگناہم کش!

حضرت سفیان ثوری کہتے ہیں کہ اس رات میں دعا کے ساتھ مشغول ہونا زیادہ بہتر ہے بہ نسبت دوسری عبادات کے۔ ابن رجبؒ کہتے ہیں کہ صرف دعا نہیں بلکہ مختلف عبادات میں جمع کرنا افضل ہے۔ مثلاً تلاوت، نماز، دعا اور مراقبہ وغیرہ اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سب امور منقول ہیں یہی قول زیادہ اقرب ہے کہ سابقہ احادیث میں نماز، ذکر وغیرہ کی چیزوں کی فضیلت گذر چکی ہے۔

فصل ثالث — اعتکاف کے بیان میں

اعتکاف کہتے ہیں مسجد میں اعتکاف کی نیت کرکے ٹھہرنے کو۔ حنفیہ کے نزدیک اس کی تین قسمیں ہیں۔ ایک واجب جو منت اور نذر کی وجہ سے ہو جیسے یہ کہے کہ اگر میرا فلاں کام ہوگیا تو اتنے دنوں کا اعتکاف کروں گا یا بغیر کسی کام پر موقوف کرنے کے یوں ہی کہہ لے کہ میں نے اتنے دنوں کا اعتکاف اپنے اوپر لازم کر لیا یہ واجب ہوتا ہے اور جتنے دنوں کی نیت کی ہے اس کا پورا کرنا ضروری ہے۔ دوسری قسم سنت ہے جو رمضان المبارک کے اخیر عشرہ کا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ ان ایام کے اعتکاف فرمانے کی تھی۔ تیسرا اعتکاف نفل ہے جس کے لئے نہ کوئی وقت نہ ایام کی مقدار، جتنے دن کا جی چاہے کرلے حتی کہ اگر کوئی شخص تمام عمر کے اعتکاف کی نیت کرلے تب بھی جائز ہے البتہ کمی میں اختلاف ہے کہ امام صاحبؒ کے نزدیک ایک دن سے کم کا جائز نہیں لیکن امام محمدؒ کے نزدیک تھوڑی دیر کا بھی جائز ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ اس لئے ہر شخص کے لئے مناسب ہے کہ جب مسجد میں داخل ہو اعتکاف کی نیت کرلیا کرے کہ اتنے نماز وغیرہ میں مشغول رہے اعتکاف کا ثواب بھی رہے۔ میں نے اپنے والد صاحب نور اللہ مرقدہ کو ہمیشہ اس کا اہتمام کرتے دیکھا کہ جب مسجد میں تشریف لے جاتے تو داہنا پاؤں اندر داخل کرتے ہی اعتکاف کی نیت فرماتے تھے اور بسا اوقات خدام کی تعلیم کی غرض سے آواز سے

بھی سب فرماتے تھے، اعتکاف کا بہت زیادہ ثواب ہے اور اس کی فضیلت اس سے زیادہ کیا ہوگی کہ ہر رمضان میں حضور ﷺ ہمیشہ اس کا اہتمام فرماتے تھے، معتکف کی مثال اس شخص کی سی ہے کہ کسی کے در پر جا پڑے کہ اتنے میری درخواست قبول نہ ہو ٹلنے کا نہیں ۔

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے ۔ یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

اگر حقیقۃً یہی حال ہو تو سخت سے سخت دل والا بھی پسیجتا ہے اور اللہ جل شانہٗ کی کریم ذات تو بخشش کے لیے بہانہ ڈھونڈتی ہے بلکہ بے بہانہ مرحمت فرماتے ہیں ۔

تو وہ داتا ہے کہ دینے کے لیے ۔ در تیری رحمت کے ہیں ہر دم کھلے
خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھئے احوال ۔ کہ آگ لینے کو جائیں پیمبری مل جائے

اس لیے جب کوئی شخص اللہ کے دروازہ پر منقطع ہو کر جا پڑے تو اس کے نوازے جانے میں کیا تامل ہو سکتا ہے، اور اللہ جل شانہٗ جس کو اکرام فرمادیں اس کے بھرپور خزانوں کا بیان کون کر سکتا ہے، اس کے آگے کہنے سے قاصر ہوں کہ نابالغ بلوغ کی کیفیت کیا بیان کر سکتا ہے، اور عنین سے کہ سکے

جس کی تو عنایت سے کہ جان ہی نہ رہا ۔ یاد آیا آئے یہ صورت ہی کی ہے

ابن قیم کہتے ہیں کہ اعتکاف کا مقصود اور اس کی روح دل کو اللہ کی پاک ذات کے ساتھ وابستہ کر لینا ہے کہ سب طرف سے ہٹ کر اسی کے ساتھ مجتمع ہو جائے اور ساری مشغولی کے بدلہ میں اسی کی پاک ذات سے مشغول ہو جائے اور اس کے غیر کی طرف سے منقطع ہو کر ایسی طرح اس میں لگ جائے کہ خیالات تفکرات سب کی جگہ اس کا پاک ذکر اس کی محبت سما جائے حتیٰ کہ مخلوق کے ساتھ انس کے بجائے اللہ کے ساتھ انس پیدا ہو جائے جو قبر کی وحشت میں کام دے کہ اس دن اللہ کی پاک ذات کے سوا نہ کوئی مونس نہ دل بہلانے والا، اگر دل اس کے ساتھ مانوس ہو چکا ہو تو کس قدر لذت سے وقت گذرے گا ۔

دل ڈھونڈتا ہے پھر وہی فرصت کے رات دن ۔ بیٹھے رہیں تصور جاناں کیے ہوئے

صاحب مراقی الفلاح کہتے ہیں کہ اعتکاف اگر اخلاص کے ساتھ ہو تو افضل ترین اعمال سے ہے، اس کی خصوصیتیں حد احصاء سے خارج ہیں کہ اس میں قلب کو دنیا و مافیہا سے یکسو

کرنا ہے اور نفس کو مولیٰ کے سپرد کر دینا اور آقا کی چوکھٹ پر پڑ جانا ہے

پھر جی میں ہے کہ در پہ کسی کے پڑے رہیں
سر زیر بار منت درباں کیے ہوئے

نیز اس میں ہر وقت عبادت کی مشغولی ہے کہ آدمی سوتے جاگتے ہر وقت عبادت میں شمار ہوتا ہے اور اللہ کے ساتھ تقرب ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص میری طرف ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے میں اس سے دو ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور جو میری طرف آہستہ چلتا ہے میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔ نیز اس میں اللہ کے گھر پڑ جانا ہے اور کریم میزبان ہمیشہ گھر آنے والے کا اکرام کرتا ہے۔ نیز اللہ کے قلعہ میں محفوظ ہونا ہے کہ دشمن کی رسائی وہاں تک نہیں وغیرہ وغیرہ بہت سے فضائل اور خواص اس اہم عبادت کے ہیں۔

مسئلہ: مردوں کے لیے سب سے افضل جگہ مسجد مکہ ہے پھر مسجد مدینہ منورہ پھر بیت المقدس اس کے بعد جامع مسجد پھر اپنی مسجد۔ امام صاحب کے نزدیک یہ بھی شرط ہے کہ جس مسجد میں اعتکاف کرے اس میں پانچوں وقت کی جماعت ہوتی ہو۔ صاحبین کے نزدیک شرعی مسجد ہونا کافی ہے گو جماعت نہ ہوتی ہو۔ عورت کے لیے اپنے گھر کی مسجد میں اعتکاف کرنا چاہیے۔ اگر گھر میں کوئی جگہ مسجد کے نام سے متعین نہ ہو تو کسی کونے کو اس کے لیے مخصوص کر لے۔ عورتوں کے لیے اعتکاف بہ نسبت مردوں کے زیادہ سہل ہے کہ گھر میں بیٹھے بیٹھے کاروبار بھی گھر کی لڑکیوں وغیرہ سے لیتی رہیں اور مفت کا ثواب حاصل کرتی رہیں۔ مگر اس کے باوجود عورتیں اس سنت سے گویا بالکل ہی محروم رہتی ہیں۔

(۱) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْأَوَّلَ مِنْ رَمَضَانَ ثُمَّ اعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ فِي قُبَّةٍ تُرْكِيَّةٍ ثُمَّ أَطْلَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ إِنِّي اعْتَكَفْتُ الْعَشْرَ الْأَوَّلَ أَلْتَمِسُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ اعْتَكَفْتُ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ ثُمَّ أُتِيتُ فَقِيلَ لِي

(۱) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے پہلے عشرہ **میں اعتکاف فرمایا اور پھر دوسرے عشرہ** میں بھی پھر ترکی خیمہ میں جس میں اعتکاف فرما رہے تھے سر باہر نکال کر ارشاد فرمایا کہ میں نے پہلے عشرہ کا اعتکاف شب قدر کی تلاش اور اہتمام کی وجہ سے کیا تھا پھر اسی کی وجہ سے دوسرے عشرہ میں کیا

[illegible] فمن كان اعتكف
معي فليعتكف العشر الأواخر وقد
أريت هذه الليلة ثم أنسيتها وقد
رأيتني أسجد في ماء وطين من صبيحتها
فالتمسوها في العشر الأواخر والتمسوها
في كل وتر فمطرت السماء تلك
الليلة وكان المسجد على عريش
[illegible]

[illegible]

نہیں رہتی تھی، رات کو خود بھی جاگتے اور گھر کے لوگوں کو بھی جگانے کا اہتمام فرماتے تھے۔ بخاری مسلم کی متعدد روایات سے یہ مضمون ثابت ہے۔ بخاری شریف کی ایک روایت میں حضرت عائشہ فرماتی ہیں، اخیر عشرہ میں حضور لنگی مضبوط باندھ لیتے اور راتوں کا احیاء فرماتے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے۔ لنگی مضبوط باندھنے سے کوشش میں اہتمام کی زیادتی بھی مراد ہوسکتی ہے اور بیویوں سے بالکلیہ احتراز بھی مراد ہوسکتا ہے۔

(۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی المعتکف ھو یعکف الذنوب ویجری لہ من الحسنات کعامل الحسنات کلہا۔ (مشکوۃ عن ابن ماجۃ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ معتکف گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اور اس کے لئے نیکیاں اتنی ہی لکھی جاتی ہیں جتنی کہ کرنے والے کے لئے۔

ف: دو مخصوص نفع اعتکاف کے اس حدیث میں ارشاد فرمائے گئے ہیں۔ ایک یہ کہ اعتکاف کی وجہ سے گناہوں سے حفاظت ہو جاتی ہے ورنہ بسا اوقات کوتاہی اور لغزش سے کچھ اسباب ایسے پیدا ہو ہی جاتے ہیں کہ اس میں آدمی گناہ میں مبتلا ہو ہی جاتا ہے اور ایسے متبرک وقت میں معصیت کا ہو جانا کس قدر ظلم ہے۔ اعتکاف کی وجہ سے ان سے امن رہتی ہے۔ دوسرے یہ کہ بہت سے نیک کام، مثلاً جنازہ کی نماز، مریض کی عیادت وغیرہ ایسے امور ہیں کہ اعتکاف میں بیٹھ جانے کی وجہ سے معتکف ان کو نہیں کر سکتا، اس لئے اعتکاف کی وجہ سے جن عبادتوں سے رکا رہا ان کا اجر بغیر کئے بھی ملتا رہتا ہے۔ کس قدر رحمت اور فیاضی ہے کہ ایک عبادت آدمی کرے اور دس بیس عبادتوں کا ثواب مل جائے۔ درحقیقت اللہ کی رحمت بہانہ ڈھونڈتی ہے، ذرا سی توجہ اور مانگ سے دھواں دھار برستی ہے تو بہانہ نہیں تا بہانہ، اگر کچھ قدر دان ہو تو سب کچھ ہے، ہم کو قدر ہی نہیں، ضرورت ہی نہیں، تو کیا ہو، وہاں سے تو ہر وقت دینے کا ارادہ ہی ہے، ہم ہی طالب نہیں۔

اس کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر
تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

(٣) عن ابن عباس أنه كان معتكفا في مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم فأتاه رجل فسلم عليه ثم جلس فقال له ابن عباس يا فلان أراك مكتئبا حزينا قال نعم يا ابن عم رسول الله لفلان علي حق ولاء وحرمة صاحب هذا القبر ما أقدر عليه قال ابن عباس فلا أكلمه فيك قال إن أحببت قال فانتعل ابن عباس ثم خرج من المسجد فقال له الرجل أنسيت ما كنت فيه قال لا ولكني سمعت صاحب هذا القبر صلى الله عليه وسلم والعهد به قريب فدمعت عيناه وهو يقول من مشى في حاجة أخيه وبلغ فيها كان خيرا له من اعتكاف عشر سنين ومن اعتكف يوما ابتغاء وجه الله جعل الله بينه وبين النار ثلث خنادق أبعد مما بين الخافقين رواه الطبراني في الأوسط والبيهقي واللفظ له والحاكم مختصرا وقال صحيح الإسناد كذا في الترغيب

وقال السيوطي في الدر صححه الحاكم

حضرت ابن عباسؓ ایک مرتبہ مسجد نبوی

علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں معتکف تھے آپ کے پاس ایک شخص آیا اور سلام کر کے (چپ چاپ) بیٹھ گیا۔ حضرت ابن عباسؓ نے اس سے فرمایا کہ میں تمہیں غمزدہ اور پریشان دیکھ رہا ہوں کیا بات ہے۔ اس نے کہا اے رسول اللہ کے چچا کے بیٹے میں بے شک پریشان ہوں کہ فلاں کا مجھ پر حق ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اس قبر والے کی عزت کی قسم میں اس حق کے ادا کرنے پر قادر نہیں۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اچھا کیا میں اس سے تیری سفارش کروں۔ اس نے عرض کیا جیسے آپ مناسب سمجھیں۔ ابن عباسؓ یہ سن کر جوتا پہن کر مسجد سے باہر تشریف لائے۔ اس شخص نے عرض کیا کہ آپ اپنا اعتکاف بھول گئے۔ فرمایا بھولا نہیں ہوں بلکہ میں نے اس قبر والے صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اور ابھی زمانہ کچھ زیادہ نہیں گذرا۔ یہ لفظ کہتے ہوئے ابن عباسؓ کی آنکھوں سے آنسو بہنے

هكذا في النسخة التي بأيدينا بلفظ حرف النفي والظاهر الصواب عندي بوجوده ووقع في بعض النسخ بسقوطه بالهمزة في أوله وهو تصحيف عندي من الكاتب وعليه قرائن [illegible]

وضعفہ البیہقی

لگے کہ حضورؐ فرمارہے تھے کہ جو شخص اپنے بھائی کے کسی کام میں چلے پھرے اور کوشش کرے اس کے لیے دس برس کے اعتکاف سے افضل ہے اور جو شخص ایک دن کا بھی اعتکاف اللہ کی رضا کے واسطے کرتا ہے تو حق تعالیٰ شانہ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں آڑ فرما دیتے ہیں جن کی مسافت آسمان اور زمین کی درمیانی مسافت سے بھی زیادہ چوڑی ہے۔ اور جب ایک دن کے اعتکاف کی یہ فضیلت ہے اور دس برس کے اعتکاف کی کیا کچھ مقدار ہوگی۔

ف: اس حدیث سے دو مضمون معلوم ہوئے، اول یہ کہ ایک دن کے اعتکاف کا ثواب یہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں حائل فرما دیتے ہیں۔ اور ہر خندق اتنی بڑی ہے جتنا سارا آسمان و زمین بلکہ اس سے زیادہ جس قدر زیادہ دنوں کا اعتکاف ہوگا اتنا ہی اجر زیادہ ہوگا۔ علامہ شعرانیؒ نے کشف الغمہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص عشرۂ رمضان کا اعتکاف کرے اس کو دو حج اور دو عمروں کا اجر ہے اور جو شخص مسجد جماعت میں مغرب سے عشاء تک کا اعتکاف کرے کہ نماز قرآن کے سوا کسی سے بات نہ کرے حق تعالیٰ شانہ اس کے لئے جنت میں ایک محل بناتے ہیں دوسرا مضمون جو اس سے بھی زیادہ اہم ہے وہ مسلمانوں کی حاجت روائی کہ دس برس کے اعتکاف سے افضل ارشاد فرمایا ہے، اسی وجہ سے ابن عباسؓ نے اپنے اعتکاف کی پرواہ نہیں فرمائی کہ اس کی تلافی پھر بھی ہو سکتی ہے اور اس کی قضا ممکن ہے، اسی وجہ سے صوفیہ کا مقولہ ہے کہ اللہ جل شانہ کے یہاں ٹوٹے ہوئے دل کی جتنی قدر ہے اتنی کسی چیز کی نہیں، یہی وجہ ہے کہ مظلوم کی بددعا سے حدیث میں بہت ڈرایا ہے۔ حضورؐ جب کسی شخص کو حاکم بنا کر بھیجتے تھے دوسری نصائح کے ساتھ یہ بھی ارشاد فرماتے تھے کہ مظلوم کی بددعا سے بچیو۔

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگامِ دعا کردن

اجابت از درِ حق بہرِ استقبال می آید

اس جگہ ایک مسئلہ کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ کسی مسلمان کی عیادت وغیرہ کے لیے بھی مسجد سے نکلنے سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے اور اگر اعتکاف واجب ہو تو اس کی قضا واجب ہوتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ضرورت بشری کے علاوہ کسی ضرورت سے بھی مسجد سے باہر تشریف نہیں لاتے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ ایثار کہ دوسرے کی وجہ سے اپنا اعتکاف توڑ دیا ایسے ہی لوگوں کے لیے مناسب ہے جو اسلام کی خاطر پیاسے تڑپ تڑپ کر جان دیدیں مگر پانی کا آخری قطرہ اس لیے نہ پئیں کہ دوسرا زخمی جو پاس پڑا ہوا ہے وہ پیاسا ہے زیادہ مستحق ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت ابن عباسؓ کا یہ اعتکاف نفلی اعتکاف ہو اس صورت میں کوئی اشکال ہی نہیں۔ خاتمہ میں ایک طویل حدیث جس میں رمضان کے فضائل ذکر کئے گئے ہیں ذکر کر کے اس رسالہ کو ختم کیا جاتا ہے۔

عن ابن عباس رضي الله عنهما أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول إن الجنة لتبخر وتزين من الحول إلى الحول لدخول شهر رمضان فإذا كانت أول ليلة من شهر رمضان هبت ريح من تحت العرش يقال لها المثيرة فتصفق ورق أشجار الجنان وحلق المصاريع فيسمع لذلك طنين لم يسمع السامعون أحسن منه فتبرز الحور العين حتى يقفن بين شرف الجنة فينادين هل من خاطب إلى الله فيزوجه ثم يقلن الحور العين يا رضوان الجنة ما هذه الليلة فيجيبهن بالتلبية ثم يقول هذه

ابن عباسؓ کی روایت میں ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جنت کو رمضان شریف کے لیے خوشبوؤں کی دھونی دی جاتی ہے اور شروع سال سے آخر سال تک رمضان کی خاطر آراستہ کیا جاتا ہے۔ پس جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو عرش کے نیچے سے ایک ہوا چلتی ہے جس کا نام مثیرہ ہے جس کے جھونکوں کی وجہ سے جنت کے درختوں کے پتے اور کواڑوں کے حلقے بجنے لگتے ہیں جس سے ایسی دلآویز سریلی آواز نکلتی ہے کہ سننے والوں نے اس سے اچھی آواز کبھی نہیں سنی۔ پس خوشنما آنکھوں والی حوریں اپنے مکانوں سے نکل کر جنت

مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ فُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ عَلَى الصَّائِمِيْنَ مِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَيَقُوْلُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ يَا رِضْوَانُ افْتَحْ أَبْوَابَ الْجِنَانِ وَيَا مَالِكُ أَغْلِقْ أَبْوَابَ الْجَحِيْمِ عَنِ الصَّائِمِيْنَ مِنْ أُمَّةِ أَحْمَدَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَا جِبْرَئِيْلُ اهْبِطْ إِلَى الْأَرْضِ فَاصْفِدْ مَرَدَةَ الشَّيَاطِيْنِ وَغُلَّهُمْ بِالْأَغْلَالِ ثُمَّ اقْذِفْهُمْ فِي الْبِحَارِ حَتَّى لَا يُفْسِدُوْا عَلَى أُمَّةِ مُحَمَّدٍ حَبِيْبِيْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صِيَامَهُمْ قَالَ وَيَقُوْلُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ لِمُنَادٍ يُنَادِيْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ هَلْ مِنْ سَائِلٍ فَأُعْطِيَهُ سُؤْلَهُ هَلْ مِنْ تَائِبٍ فَأَتُوْبَ عَلَيْهِ هَلْ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ فَأَغْفِرَ لَهُ مَنْ يُقْرِضُ الْمَلِيَّ غَيْرَ الْعَدُوْمِ وَالْوَفِيَّ غَيْرَ الظَّلُوْمِ قَالَ وَلِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ عِنْدَ الْإِفْطَارِ أَلْفُ أَلْفِ عَتِيْقٍ مِنَ النَّارِ كُلُّهُمْ قَدِ اسْتَوْجَبُوا النَّارَ فَإِذَا كَانَ آخِرُ يَوْمٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ أَعْتَقَ اللهُ فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ بِقَدْرِ مَا أَعْتَقَ مِنْ أَوَّلِ الشَّهْرِ إِلَى آخِرِهِ وَإِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ الْقَدْرِ يَأْمُرُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ جِبْرَئِيْلَ

کے بالا خانوں کے درمیان کھڑے ہو کر آواز دیتی ہیں کہ کوئی ہے جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہم سے منگنی کرنے والا کہ حق تعالیٰ شانہ اس کو ہم سے جوڑ دیں۔ پھر وہی حوریں جنت کے داروغہ رضوان سے پوچھتی ہیں کہ یہ کیسی رات ہے وہ لبیک کہہ کر **جواب دیتے ہیں کہ رمضان المبارک کی پہلی رات ہے۔ جنت کے دروازے** محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لیے آج کھول دیئے گئے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہ رضوان سے فرما دیتے ہیں کہ جنت کے دروازے کھول دے اور مالک جہنم کے داروغہ سے فرما دیتے ہیں کہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے روزہ داروں پر جہنم کے **دروازے** بند کر دے اور جبرئیل کو حکم ہوتا ہے کہ زمین پر جاؤ اور سرکش شیاطین کو قید کرو اور گلے میں طوق ڈال کر دریا میں پھینک دو کہ میرے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے روزوں کو خراب نہ کریں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہ رمضان کی ہر رات میں ایک منادی کو حکم فرماتے ہیں کہ تین مرتبہ

فيهبط في كبكبة من الملائكة و
معهم لواء أخضر فيركز اللواء
على ظهر الكعبة وله مائة جناح
منها جناحان لا ينشرهما إلا في تلك
الليلة فينشرهما في تلك الليلة
فيجاوزان المشرق والمغرب فيبث
جبرئيل عليه السلام الملائكة
في هذه الليلة فيسلمون على كل
قائم وقاعد ومصل وذاكر يصافحو
نهم ويؤمنون على دعائهم حتى
يطلع الفجر فإذا طلع الفجر ينادي
جبرئيل معاشر الملائكة الرحيل
الرحيل فيقولون يا جبرئيل فما
صنع الله في حوائج المؤمنين من أمة
أحمد صلى الله عليه وسلم فيقول
نظر الله إليهم في هذه الليلة فعفا
عنهم وغفر لهم إلا أربعة فقلنا يا رسول
الله من هم قال رجل مدمن خمر وعاق
لوالديه وقاطع رحم ومشاحن
قلنا يا رسول الله ما المشاحن قال
هو المصارم فإذا كانت ليلة الفطر
سميت تلك الليلة ليلة الجائزة فإذا
كانت غداة الفطر بعث الله

یہ اعلان ہوتا ہے کہ ہے کوئی مانگنے والا جس کو
میں عطا کروں ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ
اس کی توبہ قبول کروں کوئی ہے
مغفرت چاہنے والا کہ اس کی مغفرت
کروں کون ہے جو غنی کو قرض دے ایسا
غنی جو نادار نہیں ایسا پورا پورا ادا کرنے
والا جو ذرا بھی کمی نہیں کرتا حضور ﷺ نے فرمایا کہ
حق تعالیٰ شانہ رمضان شریف میں روزانہ
افطار کے وقت ایسے دس لاکھ آدمیوں کو
جہنم سے خلاصی مرحمت فرماتے ہیں جو جہنم
کے مستحق ہو چکے تھے اور جب رمضان
کا آخری دن ہوتا ہے تو یکم رمضان سے
آج تک جس قدر لوگ جہنم سے آزاد کئے
گئے تھے ان کے برابر اس ایک دن میں آزاد
فرماتے ہیں اور جس رات شب قدر ہوتی ہے تو حق
تعالیٰ شانہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم
فرماتے ہیں وہ فرشتوں کے ایک بڑے لشکر کے
ساتھ زمین پر اترتے ہیں ان کے ساتھ ایک سبز
جھنڈا ہوتا ہے جس کو کعبہ کے اوپر کھڑا
کرتے ہیں اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کے
سو بازو ہیں جن میں سے دو بازو صرف اسی
رات میں کھولتے ہیں جن کو مشرق سے مغرب تک پھیلا دیتے ہیں پھر

عَزَّ وَجَلَّ الْمَلٰٓئِكَةَ فِيْ كُلِّ بِلَادٍ فَيَهْبِطُوْنَ إِلَى الْأَرْضِ فَيَقُوْمُوْنَ عَلٰى أَفْوَاهِ السِّكَكِ فَيُنَادُوْنَ بِصَوْتٍ يُسْمِعُ مَنْ خَلَقَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا الْجِنَّ وَالْإِنْسَ فَيَقُوْلُوْنَ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ اخْرُجُوْا إِلٰى رَبٍّ كَرِيْمٍ يُعْطِي الْجَزِيْلَ وَيَغْفِرُ الْعَظِيْمَ فَإِذَا بَرَزُوْا إِلٰى مُصَلَّاهُمْ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِلْمَلٰٓئِكَةِ مَا جَزَاءُ الْأَجِيْرِ إِذَا عَمِلَ عَمَلَهُ قَالَ فَتَقُوْلُ الْمَلٰٓئِكَةُ إِلٰهَنَا وَسَيِّدَنَا جَزَاؤُهُ أَنْ تُوَفِّيَهُ أَجْرَهُ قَالَ فَيَقُوْلُ فَإِنِّيْ أُشْهِدُكُمْ يَا مَلٰٓئِكَتِيْ أَنِّيْ قَدْ جَعَلْتُ ثَوَابَهُمْ مِنْ صِيَامِهِمْ شَهْرَ رَمَضَانَ وَقِيَامِهِمْ رِضَايَ وَمَغْفِرَتِيْ وَيَقُوْلُ يَا عِبَادِيْ سَلُوْنِيْ فَوَعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ لَا تَسْأَلُوْنِي الْيَوْمَ شَيْئًا فِيْ جَمْعِكُمْ لِآخِرَتِكُمْ إِلَّا أَعْطَيْتُكُمْ وَلَا لِدُنْيَاكُمْ إِلَّا نَظَرْتُ لَكُمْ فَوَعِزَّتِيْ لَأَسْتُرَنَّ عَلَيْكُمْ عَثَرَاتِكُمْ مَا رَاقَبْتُمُوْنِيْ وَعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ لَا أُخْزِيْكُمْ وَلَا أَفْضَحُكُمْ بَيْنَ أَصْحَابِ الْحُدُوْدِ انْصَرِفُوْا مَغْفُوْرًا لَّكُمْ قَدْ أَرْضَيْتُمُوْنِيْ وَرَضِيْتُ عَنْكُمْ فَتَفْرَحُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَتَسْتَبْشِرُ بِمَا يُعْطِي اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ هٰذِهِ الْأُمَّةَ إِذَا أَفْطَرُوْا مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ

ہیں۔ پھر حضرت جبرئیل فرشتوں کو تقاضا فرماتے ہیں کہ جو مسلمان آج کی رات میں کھڑا ہو یا بیٹھا ہو نماز پڑھ رہا ہو یا ذکر کر رہا ہو اس کو سلام کریں اور مصافحہ کریں اور ان کی دعاؤں پر آمین کہیں صبح تک یہی حالت رہتی ہے۔ جب صبح ہو جاتی ہے تو جبرئیل آواز دیتے ہیں کہ اے فرشتوں کی جماعت اب کوچ کرو اور چلو۔ فرشتے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے **محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے مومنوں کی** حاجتوں اور ضرورتوں میں کیا معاملہ فرمایا۔ وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر توجہ فرمائی اور چار شخصوں کے علاوہ سب کو معاف فرما دیا۔ صحابہ نے پوچھا کہ وہ چار شخص کون ہیں؟ ارشاد ہوا کہ ایک وہ شخص جو شراب کا عادی ہو دوسرا وہ شخص جو والدین کی نافرمانی کرنے والا ہو تیسرا وہ شخص جو قطع رحمی کرنے والا اور ناطہ توڑنے والا ہو چوتھا وہ شخص جو کینہ رکھنے والا ہو اور آپس میں قطع تعلق کرنے والا ہو۔ پھر جب عید الفطر کی رات ہوتی ہے تو اس کا نام (آسمانوں پر) لیلۃ الجائزہ (انعام کی رات) سے لیا جاتا ہے اور جب عید کی صبح ہوتی ہے تو حق تعالیٰ شانہ

كذا في الترغيب وقال رواه ابو الشيخ ابن حبان في كتاب الثواب والبيهقي واللفظ له وليس في اسناده من اجمع على ضعفه قلت قال السيوطي في التدريب قد التزم البيهقي ان لا يخرج في تصانيفه حديثا يعلمه موضوعا وذكر القاري في المرقاة [illegible] [illegible]

فرشتوں کو تمام شہروں میں بھیجتے ہیں وہ زمین پر اتر کر تمام گلیوں، راستوں کے سروں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور ایسی آواز سے جس کو جنات اور انسان کے سوا ہر مخلوق سنتی ہے پکارتے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اس کریم رب کی درگاہ کی طرف چلو جو بہت زیادہ عطا فرمانے والا ہے اور بڑے سے بڑے قصور کو معاف کرنے [illegible]

[illegible]

[illegible]

سے بھی مستثنیٰ تھے جیسا کہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے اور عید کی اس مغفرت عامہ سے بھی مستثنیٰ کر دیئے گئے ہیں جن میں سے آپس کے لڑنے والے اور والدین کی نافرمانی کرنے والے بھی ہیں۔ ان سے کوئی پوچھے کہ تم نے اللہ کو ناراض کر کے اپنے لیے کون سا ٹھکانہ ڈھونڈ رکھا ہے۔ افسوس تم پر بھی اور تمہاری اس عزت پر بھی جس کے خیال کرنے کے خاطر تم صلح نہیں کرتے اصرار نہ ہو، لعنتیں برداشت کر رہے ہو، جبرئیل کی بددعائیں لے رہے ہو اور اللہ کی رحمت و مغفرت عامہ سے بھی نکالے جا رہے ہو۔ میں پوچھتا ہوں کہ تم نے اپنے مقابل کو زک دے ہی دی، اپنی مونچھ اونچی کر ہی لی، وہ کتنے دن تمہارے ساتھ رہ سکتی ہے، بلکہ تمہارا یہ زعم تمہارے اوپر لعنت کر رہا ہے۔ اللہ کا مقرب فرشتہ نبی کی بات پر بددعا دے رہا ہے۔ اللہ جل شانہ تمہیں اپنی مغفرت و رحمت سے نکال رہے ہیں۔ خدا کے لئے سوچو اور بس کرو [illegible] آج تو وقت ہے ذرا ذلت اور کل جب [illegible] جہاں نہ عزت، نہ دولت بلکہ عمل کی پوچھ ہوگی وہاں [illegible] ہر حرکت کسی کا حق مارنے کی [illegible] اللہ جل شانہ اپنے حقوق میں درگذر فرماتے ہیں مگر بندوں کے آپس کے حقوق میں بغیر بدلہ نہیں چھوڑتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مفلس میری امت میں وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نیک اعمال کے ساتھ آوے اور نماز روزہ صدقہ سب ہی کچھ لاوے لیکن کسی کو گالی دے رکھی تھی، کسی کو تہمت لگا دی تھی، کسی کو مار پیٹ کی تھی، یہ سب لوگ آویں گے اور اس کی نیکیاں لے لیں گے، ان حرکتوں کا بدلہ وصول کریں گے اور جب اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو ان کی برائیاں ان حرکتوں کے بدلہ میں اس پر ڈال دی جائیں گی اور پھر اس بیچارے کو جہنم رسید ہونا پڑے گا، اور یہ حسرت [illegible] جو حسرت و یاس کا عالم ہوگا وہ محتاج بیان نہیں ہے

وہ جو پس [illegible] کیوں نہ سوئے منزل پہنچے
کہ جو منزل بمنزل [illegible]

دوسرا [illegible] فرماتا ہے کہ [illegible] چند [illegible]

اس کے علاوہ بھی بہت سے امور ایسے ہیں کہ وہ مغفرت کا سبب ہوتے ہیں اور گناہ ان سے معاف ہو جاتے ہیں۔ اس پر ایک اشکال ہوتا ہے وہ یہ کہ جب ایک مرتبہ گناہ معاف ہو چکے تو اس کے بعد دوسری مرتبہ معافی کے کیا معنی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مغفرت کا قاعدہ یہ ہے کہ جب وہ بندہ کی طرف متوجہ ہوتی ہے اگر اس پر کوئی گناہ ہوتا ہے تو اس کو مٹاتی ہے اور اگر اس کے اوپر کوئی گناہ نہیں ہوتا تو اس کے بقدر اس پر رحمت اور انعام کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ تیسرا امر یہ ہے کہ اس حدیث میں بھی بعض جگہ اور اس حدیث میں بھی حق تعالیٰ شانہٗ نے اپنی مغفرت فرمانے پر فرشتوں کو گواہ بنایا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قیامت کی عدالت کے معاملات ضابطہ پر رکھے گئے ہیں۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ان کی تبلیغ کے بارے میں بھی گواہ طلب کئے جاویں گے۔ چنانچہ احادیث کی کتابوں میں بہت سے مواقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ قیامت میں میرے بارے میں سوال ہوگا لہٰذا تم گواہ رہو کہ میں نے پہنچا دیا۔ چنانچہ بخاری میں روایت ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام قیامت کے دن بلائے جاویں گے۔ ان سے دریافت کیا جاوے گا کہ تم نے رسالت کا حق ادا کیا ہمارے احکام پہنچا دئیے۔ وہ عرض کریں گے پہنچا دئیے تھے۔ پھر ان کی امت سے پوچھا جاوے گا کہ تمہیں بھی احکام پہنچے تھے وہ کہیں گے مَا جَآءَنَا مِنْ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ ہمارے پاس نہ کوئی بشارت دینے والا آیا نہ ڈرانے والا۔ تو حضرت نوح علیہ السلام سے پوچھا جاوے گا کہ اپنے گواہ پیش کرو وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت کو پیش کریں گے۔ امت محمدیہ بلائی جاوے گی اور گواہی دے گی۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ ان سے جرح کی جاوے گی کہ تم کو کیا خبر کہ نوح نے اپنی امت کو احکام پہنچائے۔ یہ عرض کریں گے کہ ہمارے رسول نے خبر دی۔ ہمارے رسول پر جو سچی کتاب اتری اس میں خبر دی گئی۔ اسی طرح اور انبیاء کی امتوں کے ساتھ بھی پیش آئے گا اسی کے متعلق ارشاد خداوندی ہے وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ۔

امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں کہ یہ امت [illegible] ہوں گی۔ [illegible] کی حجت کے متعلق آیات ذیل میں مذکور ہے کہ [illegible]

وَمَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ۔ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ دوسری گواہی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ہوگی جس کے متعلق ارشاد ہے وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۔ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا تیسری امت محمدیہ کی گواہی ہوگی جس کے متعلق ارشاد ہے وَجِيْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ ۔ چوتھی آدمی کی اپنے اعضاء کی گواہی جس کے متعلق ارشاد ہے يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ [illegible] اور اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ [illegible] آیات کا ترجمہ نہیں [illegible] [illegible] لکھ دیا گیا [illegible] ارشاد [illegible] [illegible] [illegible] کی جاتی ہے۔

[illegible] نقل کرتے ہیں کہ قیامت کے دن حق تعالیٰ شانہ ایک مومن کو [illegible] قریب [illegible] پردہ [illegible] کوئی دوسرا نہ دیکھے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

کہ نامۂ اعمال نحوست کا دفتر بن کر ہلاکت کا سبب نہیں، اللہ جل شانہ اپنے لطف سے ہم سب سے درگذر فرمادیں۔

پانچواں امر قابلِ غور یہ ہے کہ حدیثِ بالا میں عید کی رات کو انعام کی رات سے پکارا گیا، اس رات حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے اپنے بندوں کو انعام دیا جاتا ہے، اس لئے بندوں کو بھی اس رات کی بے حد قدر کرنا چاہئے، بہت سے لوگ عوام کا تو پوچھنا ہی کیا خواص بھی رمضان کے تھکے ماندے اس رات میں میٹھی نیند سوتے ہیں، حالانکہ یہ رات بھی خصوصیت سے عبادت میں مشغول رہنے کی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص ثواب کی نیت کرکے دونوں عیدوں میں جاگے (اور عبادت میں مشغول رہے) اس کا دل اس دن نہ مرے گا جس دن سب کے دل مرجاویں گے، یعنی فتنہ و فساد کے وقت جب لوگوں کے قلوب پر مردنی چھاتی ہے، اس کا دل زندہ رہے گا، اور ممکن ہے کہ صور پھونکے جانے کا دن مراد ہو کہ اس کی روح بے ہوش نہ ہوگی۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جو شخص پانچ راتوں میں عبادت کے لئے جاگے اس کے واسطے جنت واجب ہوجاوے گی، لیلۃ الترویہ آٹھ ذی الحجہ کی رات، لیلۃ العرفہ نویں ذی الحجہ کی رات، لیلۃ النحر دسویں ذی الحجہ کی رات، عید فطر کی رات، شبِ برأت یعنی پندرھویں شعبان کی رات۔

فقہاء نے عیدین کی راتوں میں جاگنا مستحب لکھا ہے، ما ثبت بالسنۃ میں امام شافعیؒ سے نقل کیا ہے کہ پانچ راتیں دعا کی قبولیت کی ہیں، جمعہ کی رات، عیدین کی راتیں، غرۂ رجب کی رات، نصف شعبان کی رات۔

[illegible]

اوقات میں جب آپ اپنے لیے دعا فرمائیں تو ایک سیہ کار کو بھی شامل فرمائیں، کیا بعید ہے کہ کریم آقا تمہاری مخلصانہ دعا سے اس کو بھی اپنی رضا و محبت سے نوازیں۔

گرچہ میں بدکار و نالائق ہوں اے شاہِ جہاں   پر ترے در کو اب چھوڑ کر جاؤں کہاں
کون ہے تیرے سوا مجھ بینوا کے واسطے

کشمکش سے ناامیدی کی ہوا ہوں میں تباہ   دیکھ مت میرے عمل کر لطف پر اپنے نگاہ
یا رب اپنے رحم و احسان و عطا کے واسطے

چرخِ عصیاں سر پہ ہے زیرِ قدم بحرِ الم   چار سو ہے فوجِ غم کر جلد اب بہرِ کرم
کچھ رہائی کا سبب اس مبتلا کے واسطے

ہے عبادت کا سہارا عابدوں کے واسطے   اور تکیہ زہد کا ہے زاہدوں کے واسطے
ہے عصائے آہ مجھ بے دست و پا کے واسطے

نے فقیری چاہتا ہوں نے امیری کی طلب   نے عبادت نے ورع نے خواہشِ علم و ادب
دردِ دل، پر چاہیے مجھ کو خدا کے واسطے

عقل و ہوش و فکر اور نعمائے دنیا بے شمار   کی عطا تو نے مجھے پر اتنا اے پروردگار
بخش وہ نعمت جو کام آئے سدا کے واسطے

حد سے ابتر ہو گیا ہے حال مجھ ناشاد کا!   کر مری امداد اللہ وقت ہے امداد کا
اپنے لطف و رحمتِ بے انتہا کے واسطے

گو میں ہوں کیسا ہی بندہ خاطی و پر قصور   جرم میرا حوصلہ ہے نام ہے تیرا غفور
تیرا کہتا ہوں تب ہی جیسا ہوں اے ربِ شکور   أَنْتَ شَافٍ أَنْتَ كَافٍ فِي مُهِمَّاتِ الْأُمُور
أَنْتَ حَسْبِي أَنْتَ رَبِّي أَنْتَ لِي نِعْمَ الْوَكِيل

مؤلفہ

محمد زکریا کاندھلوی مقیم مظاہر علوم سہارنپور

وارد حال حضرت نظام الدین دہلی ۲۷ شب رمضان المبارک ۱۳۴۹ھ

[illegible]

فضائل درود شریف

مصنفہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب

رحمۃ اللہ علیہ

ناشر: مجلس اسلام لاہور پاکستان

فہرست مضامین فضائل درود شریف

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۵	تمہید	
	پہلی فصل	
۶	[illegible]	
۷	[illegible]	
۸	[illegible]	۲
۹	[illegible]	۳
[illegible]	من صلی علی واحدة صلی اللہ علیہ عشراً	۴
[illegible]	[illegible]	۵
۱۵	من صلی علی واحدة حط عنہ عشر سیئات	۶
۱۶	[illegible] وسلم کی انتہائی مسرت اور طویل سجدہ شکر	۷
۱۷	[illegible]	۸
۱۸	[illegible]	۹
۲۰	ان للہ ملٰئکة سیاحین الخ	۱۰
۲۱	ان اللہ وکل بقبری ملکاً	۱۱
۲۲	من صلی علی عند قبری سمعتہ	۱۲
[illegible]	[illegible]	۱۳
[illegible]	[illegible]	۱۴

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
[illegible]	[illegible]	۱۵
۳۰	[illegible] پڑھے اس پر میری شفاعت اتر پڑتی ہے	۱۶
[illegible]	[illegible] جو اس کو اللہ کی پاک بارگاہ میں لے جاتا ہے	۱۷
۳۳	درود کا ایک پرچہ اعمال کے پلڑے کو [illegible]	۱۸
۳۴	جس کے پاس کوئی چیز صدقہ کو نہ ہو وہ [illegible]	۱۹
۳۵	[illegible] شریف کے فضائل کی اجمالی فہرست	۲۰
	دوسری فصل	
	[illegible]	
۳۹	[illegible] الصلوٰة علیکم اہل البیت	۱
[illegible]	[illegible]	۲
[illegible]	[illegible]	۳
[illegible]	[illegible]	۴

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
[illegible]	[illegible]	[illegible]

تیسری فصل

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
[illegible]	[illegible]	[illegible]

چوتھی فصل

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
[illegible]	[illegible]	[illegible]

پانچویں فصل

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
[illegible]	[illegible]	[illegible]

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

حَامِدًا وَّمُصَلِّیًا وَّمُسَلِّمًا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِہٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْبَرِیَّاتِ الَّذِیْ قَالَ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ وَلَا فَخْرَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَتَابِعِیْہِ فِیْ یَوْمِ الْحَشْرِ۔

اَمَّا بَعْدُ! اللہ جل شانہٗ وعم نوالہٗ کے لطف وانعام اور محض اس کے فضل واحسان اور اس کے نیک بندوں کی شفقت اور توجہات سے اس ناکارہ دنیا کے سیاہ کار سے مختلف فضائل کے سلسلہ میں متعدد رسالے لکھے گئے جو جماعت تبلیغ کے سلسلہ کے نصاب میں بھی داخل ہیں اور احباب کے سینکڑوں خطوط سے ان کا بہت زیادہ نفع ہونا معلوم ہوتا رہا۔ اس ناکارہ کا اس میں کوئی دخل نہیں اول محض اللہ جل شانہٗ کا انعام ثانیاً اس پاک رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت جس کے تراجم ان رسائل میں پیش کیے گئے ثالثاً ان بزرگوں کی برکت جن کے ارشادات سے یہ رسائل لکھے گئے ہیں۔ یہ اللہ کا محض لطف وکرم ہے کہ ان سب کی برکات میں اس ناپاک کی گندگی حائل نہ ہوئی۔ فَلَکَ الْحَمْدُ کُلُّہٗ وَلَکَ الشُّکْرُ کُلُّہٗ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ۔

اس سلسلہ کا سب سے پہلا رسالہ ۱۳۴۸ھ میں فضائل قرآن کے نام سے حضرت اقدس شاہ محمد یٰسین صاحب نگینوی خلیفہ قطب عالم شیخ المشائخ حضرت گنگوہی قدس سرہٗ

عہ حضرت شاہ صاحب کی وفات ۲۲ شوال ۱۳۶۰ھ میں ہوئی۔ اس ناکارہ سے دس سال عمر میں بڑے اور نہایت بزرگ نہایت متواضع نہایت کم گو صاحب کشف اور صاحب تصرفات بزرگ تھے۔ اس ناکارہ پر بہت ہی شفقت فرماتے تھے حضرت ممدوح مدرسہ کے سالانہ جلسوں میں نہایت پابندی سے تشریف لاتے اور جلسہ سے فراغ پر کئی دن اس ناکارہ کے پاس قیام فرماتے بڑے اہتمام سے اس ناکارہ کے حجرہ میں بیٹھتے ←

کی تعمیل حکم میں لکھا گیا تھا جیسا کہ اس رسالہ کے شروع میں تفصیل سے لکھا گیا ہے۔ حضرت شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ کا وصال ۳۰ر شوال ۱۳۶۳ھ شب پنجشنبہ میں ہوا تھا۔ نور اللہ مرقدہٗ

اعلی اللہ مراتبہ۔

حضرت نے اپنے وصال کے وقت اپنے اجل خلیفہ مولانا الحاج عبدالعزیز دعاجو کے ذریعہ بار بار وصیت بھیجی کہ جس طرح فضائل قرآن لکھا گیا ہے میری خواہش ہے کہ اسی طرح فضائل درود بھی لکھ دے۔ حضرت شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ کے وصال کے بعد مولانا عبدالعزیز صاحب بار بار اس وصیت کی یاددہانی اور تکمیل پر اصرار کرتے رہے اور یہ ناکارہ اپنی نااہلیت کے باوجود دل سے خواہش کرتا رہا کہ یہ سعادت میسر ہو جائے۔ شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ کے علاوہ اور بھی بہت سے حضرات کا اصرار رہا مگر اس ناکارہ پر سید الکونین فخر رسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جلالت شان کا کچھ ایسا رعب طاری رہا کہ جب بھی اس کا ارادہ کیا یہ خوف طاری ہوا کہ مبادا کوئی چیز شان عالی کے خلاف نہ لکھی جائے۔ [illegible] میں گزشتہ سال عزیزی مولانا محمد یوسف صاحب کے اصرار پر تیسری مرتبہ حجاز کی حاضری نصیب ہوئی اور محض اللہ کے فضل سے چوتھے حج کی سعادت حاصل ہوئی۔ حج سے فراغ پر جب مدینہ پاک حاضری ہوئی تو وہاں پہنچ کر بار بار دل میں یہ سوال پیدا ہوتا تھا کہ فضائل درود نہ لکھنے کا کیا جواب ہے۔ ہر چند کہ میں اپنے اعذار سے [illegible] لیکن بار بار یہی سوال [illegible] پختہ ارادہ کر کے آیا تھا کہ حجاز سے واپسی پر انشاء اللہ اس مبارک رسالہ کی تکمیل کی کوشش کروں گا۔ مگر حسب عادت بہانہ بنیاد یہاں واپسی پر بھی روز و فردا ہوتا رہا۔ [illegible]

[illegible] تشریف فرما ہوتے [illegible]

[illegible] ارادہ [illegible] آج [illegible] رمضان المبارک آخری جمعہ کو جمعہ کی نماز کے بعد حضرت کے [illegible] سے ابتدا تو کر رہا ہوں، حق تعالیٰ شانہٗ اپنے فضل و کرم سے تکمیل کی توفیق عطا فرمائے، اور اس [illegible] میں اور اس سے پہلے جتنے رسالے لکھے گئے ہیں یا ان کی تالیف میں کوئی بھی اعانت [illegible] فرمائی ہو ان سب کو محض اپنے لطف و کرم سے قبول فرمائیں۔

اس رسالہ کو پانچ فصلوں اور ایک خاتمہ پر منقسم کیا ہے۔ پہلی فصل میں فضائل [illegible] دوسری فصل میں خاص خاص درود شریف کے فضائل، تیسری فصل میں [illegible] درود شریف نہ پڑھنے پر وعیدیں، چوتھی فصل فوائد متفرقہ میں، پانچویں فصل حکایات میں [illegible] [illegible] درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا [illegible] [illegible] درود شریف [illegible] دولت سے [illegible] کتنی بڑی سعادت سے محروم ہیں۔

فصل اوّل

درود شریف کے فضائل میں سب سے اہم اور سب سے مقدم تو اللہ جل شانہٗ کا [illegible] جو [illegible] قرآن پاک میں [illegible] ہے۔

۱- اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۔
بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں ان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر، اے ایمان والو تم بھی آپ پر رحمت بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو۔

ف: حق تعالیٰ شانہٗ نے قرآن پاک میں بہت سے احکامات ارشاد فرمائے [illegible] بہت سے [illegible] فرمائے [illegible] حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا کیا تو فرشتوں کو [illegible] [illegible] لیکن کسی [illegible] یہ نہیں فرمایا کہ [illegible] یہ اعزاز صرف سید الکونین فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے [illegible]

نے حضور کی نسبت اول اپنی طرف اس کے بعد اپنے پاک فرشتوں کی طرف کرنے کے بعد مسلمانوں کو حکم فرمایا کہ اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اے مومنو تم بھی درود بھیجو۔ اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہو گی کہ اس عمل میں اللہ اور اس کے فرشتوں کے ساتھ مومنین کی شرکت ہے۔ پھر عربی داں حضرات جانتے ہیں کہ آیت شریفہ کو لفظ اِنَّ کے ساتھ شروع فرمایا جو نہایت تاکید پر دلالت کرتا ہے اور صیغہ مضارع کے ساتھ ذکر فرمایا جو استمرار و دوام پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی یہ قطعی چیز ہے کہ اللہ اور اس کے فرشتے ہمیشہ درود بھیجتے رہتے ہیں پر۔ علامہ سخاوی لکھتے ہیں کہ آیت شریفہ مضارع کے صیغہ کے ساتھ دلالت کرنے والی ہے استمرار اور دوام پر دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ اللہ اور اس کے فرشتے ہمیشہ نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ صاحب روح البیان لکھتے ہیں بعض علماء نے کہا ہے کہ اللہ کے درود بھیجنے کا مطلب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام محمود تک پہنچانا ہے اور وہ مقام شفاعت ہے اور ملائکہ کے درود کا مطلب ان کی دعا کرنا ہے حضور کی زیادتی مرتبہ کے لیے اور حضور کی امت کے لیے استغفار، اور مومنین کے درود کا مطلب حضور کا اتباع اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت اور حضور کے اوصاف جمیلہ کا تذکرہ اور تعریف کرنا ہے۔ یہ اعزاز و اکرام جو اللہ جل شانہ نے حضور کو عطا فرمایا ہے اس اعزاز سے بہت بڑھا ہوا ہے جو حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں سے سجدہ کرا کر عطا فرمایا تھا اس لیے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اعزاز و اکرام میں حق تعالیٰ شانہ خود بھی شریک ہیں بخلاف حضرت آدم کے اعزاز کے کہ وہاں صرف فرشتوں کو حکم فرمایا۔

حق درود خویش میداند کہ تسبیح جہاں
تا درود پاک خود پیغمبر یافت

[illegible] بعد [illegible]

[illegible] ہے کہ آیت شریفہ میں حضور کو نبی کے لفظ سے تعبیر کیا گیا [illegible] جیسے عہدہ کے ساتھ ذکر فرمایا ہے [illegible] کی عظمت اور زیادت شرف کی وجہ سے ہے۔ اور ایک جگہ سے حضور [illegible]

ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ آیا تو ان کو تو نام کے ساتھ ذکر کیا اور آپ کو نبی کے لفظ سے جیسا کہ اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاِبْرٰھِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْہُ وَھٰذَا النَّبِیُّ میں ہے اور جہاں کہیں نام لیا گیا ہے وہ خصوصی مصلحت کی وجہ سے لیا گیا ہے۔ علامہ سخاوی نے اس مضمون کو تفصیل سے لکھا ہے۔

یہاں ایک بات قابل غور یہ ہے کہ صلوٰۃ کا لفظ جو آیت شریفہ میں وارد ہوا ہے اور اس کی نسبت اللہ جل شانہ کی طرف اور اس کے فرشتوں کی طرف اور مؤمنین کی طرف کی گئی ہے وہ ایک مشترک لفظ ہے جو کئی معنی میں مستعمل ہوتا ہے اور کئی مقاصد اس سے حاصل ہوتے ہیں۔ جیسا کہ صاحب روح البیان کے کلام میں بھی گزر چکا۔ علماء نے اس جگہ صلوٰۃ کے بہت سے معنی لکھے ہیں۔ مگر یہ معنی اللہ جل شانہ اور فرشتوں اور مؤمنین کے حال کے مناسب ہوں گے دور دور کے۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ صلوٰۃ علی النبی کا مطلب نبی کی ثنا و تعظیم رحمت و عطوفت کے ساتھ ہے۔ پھر جس کی طرف یہ صلوٰۃ منسوب ہوگی اسی کے شان و مرتبہ کی ثنا و تعظیم مراد لی جائے گی جیسا کہتے ہیں کہ باپ بیٹے پر، بیٹا باپ پر، بھائی بھائی پر مہربان ہے تو ظاہر ہے کہ جس طرح کی مہربانی باپ کی بیٹے پر ہے اس نوع کی بیٹے کی باپ پر نہیں اور بھائی کی بھائی پر دونوں سے جدا ہے۔ اسی طرح جب اللہ جل شانہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجتا ہے یعنی رحمت و شفقت کے ساتھ آپ کی ثنا و اعزاز و اکرام کرتا ہے اور فرشتے بھی بھیجتے ہیں مگر ہر ایک کی صلوٰۃ اور رحمت و تکریم اپنی شان و مرتبہ کے موافق ہوگی۔ آگے مؤمنین کو حکم ہے کہ تم بھی صلوٰۃ و رحمت بھیجو۔ امام بخاری نے ابو العالیہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ کے درود کا مطلب اس کا آپ کی تعریف کرنا ہے فرشتوں کے سامنے اور فرشتوں کا درود ان کا دعا کرنا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے یُصَلُّوْنَ کی تفسیر یُبَرِّکُوْنَ نقل کی گئی ہے یعنی برکت کی دعا کرتے ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں یہ قول ابو العالیہ کے موافق ہے البتہ اس سے خاص ہے۔ حافظؒ نے دوسری جگہ صلوٰۃ کے کئی معنی لکھ کر لکھا ہے کہ بہترین قول میرے نزدیک ابو العالیہ کا ہی ہے کہ اللہ کی صلوٰۃ سے مراد اللہ کی تعریف ہے نبی پر اور دوسروں کی صلوٰۃ اس کی اللہ سے طلب ہے اور طلب سے مراد زیادتی کی طلب ہے

بزار نقل کی ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہؓ نے عرض کیا۔
یا رسول اللہ سلام کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہو چکا یعنی التحیات میں جو پڑھا جاتا ہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ
اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ صلوٰۃ کا طریقہ بھی ارشاد فرما دیجیے۔ آپ نے یہ درود شریف
ارشاد فرمایا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ فصل ثانی کی حدیث ۱ پر یہ
درود مفصل آرہا ہے۔ یعنی اللہ جل شانہٗ نے مومنین کو حکم دیا تھا کہ تم بھی نبی پر صلوٰۃ بھیجو، انہوں نے
اس کا طریقہ پوچھا تو یہ بتا دیا کہ تمہارا بھیجنا یہی ہے کہ تم اللہ ہی سے درخواست کرو کہ وہ اپنی بیش از بیش
رحمتیں اپنے پاک نبی پر نازل فرماتا رہے کیونکہ اس کی رحمتوں کی کوئی حد و نہایت نہیں۔
یہ بھی اللہ کی رحمت ہے کہ اس درخواست پر جو مزید رحمتیں نازل فرمائے وہ ہم عاجز ناچیز بندوں
کی طرف منسوب کر دی جائیں گویا ہم نے بھیجی ہیں حالانکہ ہر زمان میں رحمت بھیجنے والا وہی کریم
ہے۔ کسی بندے کی کیا طاقت تھی کہ سید الانبیاء کی بارگاہ میں ان کے رتبے کے لائق تحفہ پیش
کر سکتا۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب نور اللہ مرقدہٗ لکھتے ہیں کہ اللہ سے رحمت مانگنی اپنے پیغمبر پر
اور ان کے ساتھ ان کے گھرانے پر بڑی قبولیت رکھتی ہے۔ ان پر ان کے لائق رحمت اترتی ہے اور
ایک دفعہ مانگنے سے دس رحمتیں اترتی ہیں مانگنے والے پر۔ اب جس کا جتنا جی چاہے اتنا
حاصل کر لے۔ اھ مختصراً یہ حدیث جس کی طرف شاہ صاحب نے اشارہ فرمایا عنقریب ۳ پر
آرہی ہے۔ اس مضمون سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ بعض جاہلوں کا یہ اعتراض کہ آیت شریفہ میں
مسلمانوں کو خود درود بھیجنے کا حکم ہے اور اس پر مسلمانوں کا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ
کہنے سے تو درخواست ہے کہ اللہ درود بھیجے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر، مضحکہ خیز ہے۔ یعنی جس چیز کا حکم دیا تھا اللہ نے
بندوں کو وہی چیز اللہ تعالیٰ شانہٗ کی طرف لوٹا دی بندوں نے۔ چونکہ اول تو خود حضور اقدس صلی اللہ
علیہ وسلم نے آیت شریفہ کے نازل ہونے پر جب صحابہؓ نے اس کی تعمیل کی صورت دریافت
کی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی تعلیم فرمایا جیسا کہ اوپر گزرا۔ نیز جیسا کہ فصل ثانی کی حدیث
۱ پر مفصل آرہا ہے۔ دوسرے اس وجہ سے کہ ہمارا یہ درخواست کرنا اللہ جل شانہٗ سے کہ تو
اپنی رحمت کاملہ نازل کر یہ اس سے بہت ہی زیادہ اونچا ہے کہ ہم اپنی طرف سے کوئی ہدیہ
حضور کی خدمت میں بھیجیں۔ علامہ سخاویؒ قول بدیع میں تحریر فرماتے ہیں۔ [illegible]

[illegible] حکمت [illegible]

حکم فرمایا [illegible] کہ اللّٰھم صلّ علی محمّد [illegible]

[illegible] اللّٰھم صلّ علی محمّد [illegible]

کا جواب یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات میں کوئی عیب نہیں [illegible]

عیوب و نقائص میں [illegible] جس شخص میں جتنے عیب ہوں وہ ایسے شخص کی [illegible]

سے اس لیے ہم اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

کی طرف سے [illegible] ایسے ہی [illegible]

[illegible] صلّیت علی محمّد [illegible]

[illegible] اس لیے [illegible] سوال [illegible]

[illegible] رحمت [illegible] اللہ جل شانہ [illegible]

[illegible] کی نسبت [illegible]

[illegible] کہ جب اللہ جل شانہ نے ہمیں [illegible]

[illegible] اس لیے ہم نے [illegible] اللہ جل شانہ [illegible]

[illegible]

[illegible] لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک [illegible]

آپ کی تعریف کرنے سے قاصر ہوں آپ ایسے ہی ہیں جیسا کہ آپ نے اپنی خود تعریف کی [illegible]

ہے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

علامہ قسطلانی شارح بخاری مواہب میں نقل کرتے ہیں کہ مقصود درود شریف سے اللہ جل شانہٗ کی بارگاہ میں اس کے امتثال حکم سے تقرب حاصل کرنا ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق جو ہم پر ہیں ان میں سے کچھ کی ادائیگی ہے۔ حافظ عز الدین ابن عبدالسلام کہتے ہیں کہ ہمارا درود حضور کے لیے سفارش نہیں ہے اس لیے کہ ہم جیسا حضور کی سفارش کیا کر سکتا ہے لیکن بات یہ ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے ہم کو محسن کے احسان کے بدلہ دینے کا حکم دیا ہے اور حضور سے بڑھ کر کوئی محسن ہے نہیں۔ ہم چونکہ حضور کے احسانات کے بدلہ سے عاجز تھے اللہ جل شانہٗ نے ہمارا عجز دیکھ کر ہم کو اس کی مکافات کا طریقہ بتایا کہ درود پڑھا کرو اور چونکہ ہم اس سے بھی عاجز تھے اس لیے ہم نے اللہ جل شانہٗ سے درخواست کی کہ تو اپنی شان کے مناسب بدلہ عطا فرما۔ انتہی مختصرًا

چونکہ قرآن پاک کی آیت میں درود شریف کا حکم ہے اس لیے علماء نے درود شریف پڑھنے کو واجب کہا ہے جس کی تفصیل چوتھی فصل کے فائدہ میں آرہی ہے۔

یہاں ایک اشکال پیش آتا ہے [illegible] تشبیہ [illegible] [illegible] انتہی مختصرًا

[illegible]

ہے، لوگوں نے بتایا یہ شخص بڑی اچھی آواز سے قرآن پڑھنے والا تھا۔ قرآن پڑھتے ہوئے جب اس آیت پر پہنچا تو یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ کے بجائے یُصَلُّوْنَ عَلٰی عَلِیِّ النَّبِیِّ پڑھ دیا، جس کا ترجمہ یہ ہوا کہ اللہ اور اس کے فرشتے حضرت علیؓ پر درود بھیجتے ہیں جو نبی ہیں۔ غالباً پڑھنے والا رافضی ہوگا، اس کے پڑھتے ہی گونگا ہو گیا، برص اور جذام یعنی کوڑھ کی بیماری میں مبتلا ہو گیا اور اندھا اور اپاہج ہو گیا اھ۔ بڑی عبرت کا مقام ہے اللہ جل شانہ کے اپنی پاک بارگاہ میں اور اپنے پاک کلام اور پاک رسولوں کی شان میں بے ادبی سے ہم لوگ اپنی جہالت اور بے پروائی سے اس کی بالکل پروا نہیں کرتے کہ ہماری زبان سے کیا نکل رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی اپنی مرحمت سے محفوظ رکھے۔

(۲) قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔

آپ کہیے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے سزاوار ہیں اور اس کے ان بندوں پر سلام ہو جن کو اس نے منتخب فرمایا ہے۔ (پ ۲۰، ع ۱) سورۂ نمل

ف: علماء نے کہا ہے کہ یہ آیت شریفہ اگلے مضمون کے لیے بطور خطبہ کے ارشاد ہے۔ اس آیت شریفہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کی تعریف اور اللہ کے منتخب بندوں پر سلام کا حکم کیا گیا ہے۔ حافظ ابن کثیرؒ اپنی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ نے اپنے رسول کو حکم فرمایا ہے کہ سلام بھیجیں اللہ کے مختار بندوں پر اور وہ اس کے رسول اور انبیاء کرام ہیں جیسا کہ عبد الرحمن بن زید بن اسلمؒ سے نقل کیا گیا ہے کہ عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی سے مراد انبیاء ہیں جیسا کہ دوسری جگہ اللہ کے پاک ارشاد سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ میں ارشاد ہے۔ اور امام ثوری وسدیؒ وغیرہ سے یہ نقل کیا گیا ہے کہ اس سے مراد صحابہ کرامؓ ہیں اور ابن عباسؓ سے بھی یہ قول نقل کیا ہے اور ان دونوں میں کوئی منافات نہیں کہ اگر صحابہ کرامؓ اس کے مصداق ہیں تو انبیاء کرام اس میں بطریق اولیٰ داخل ہیں اھ

(۳) عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلَاةً وَاحِدَةً

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا۔ رواہ مسلم وابوداؤد وابن حبان فی صحیحہ وغیرھم کذا فی الترغیب۔

اللہ جل شانہ اس پر دس دفعہ صلوٰۃ بھیجتے ہیں۔

ف: اللہ جل شانہ کی طرف سے تو ایک ہی درود اور ایک ہی رحمت ساری دنیا کے لئے کافی ہے چہ جائیکہ ایک دفعہ درود پڑھنے پر اللہ جل شانہ کی طرف سے دس رحمتیں نازل ہوں اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت درود شریف کی ہوگی کہ اس کے ایک دفعہ درود پڑھنے پر اللہ جل شانہ کی طرف سے دس دفعہ رحمتیں نازل ہوں کتنے خوش قسمت ہیں وہ اکابر ہیں جن کے معمولات میں روزانہ سوا لاکھ درود شریف کا معمول ہو جیسا کہ میں نے اپنے بعض خاندانی اکابر کے متعلق سنا ہے۔

علامہ سخاوی نے عامر بن ربیعہ سے حضور کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجتا ہے اللہ جل شانہ اس پر دس دفعہ درود بھیجتا ہے تمہیں اختیار ہے کہ چاہے کم بھیجو چاہے زیادہ اور یہی مضمون عبد اللہ بن عمرو سے بھی نقل کیا گیا اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ اللہ اور اس کے فرشتے ستر دفعہ درود بھیجتے ہیں اور بھی متعدد صحابہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مضمون نقل کیا ہے اور ایک جگہ لکھتے ہیں کہ جب اللہ جل شانہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نام کو اپنے پاک نام کے ساتھ کلمہ شہادت میں شریک کیا اور آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت، آپ کی محبت کو اپنی محبت قرار دیا ایسے ہی آپ پر درود کو اپنے درود کے ساتھ شریک فرمایا، پس جیسا کہ اپنے ذکر کے متعلق فرمایا اُذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ ایسے ہی درود کے بارے میں ارشاد فرمایا جو آپ پر ایک دفعہ درود بھیجتا ہے اللہ اس پر دس دفعہ درود بھیجتا ہے۔

ترغیب کی ایک روایت میں حضرت عبد اللہ بن عمرو سے نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص حضور پر ایک دفعہ درود بھیجے اللہ جل شانہ اور اس کے فرشتے اس پر ستر دفعہ درود (رحمت) بھیجتے ہیں۔ یہاں یہ بات سمجھ لینا چاہئے کہ کسی عمل کے متعلق اجر و ثواب کے متعلق کمی زیادتی ہو جیسا کہ یہاں ایک حدیث میں دس کا اور دوسری میں ستر کا آیا ہے تو اس کے متعلق بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ اوّل کم عدد ہو اور پھر اللہ کے احسانات امت پر روز افزوں ہوتے رہے اس لئے

جن روایتوں میں ثواب کی زیادتی ہے وہ بعد کی ہیں گویا اول حق تعالیٰ نے دس کا وعدہ فرمایا بعد میں ستر کا اور بعض علماء نے لکھا ہے کہ اشخاص اور احوال اور اوقات کے اعتبار سے کمی بیشی ہوتی ہے۔ فضائل نماز میں جماعت کی نماز میں پچیس کے اور ستائیس کے اختلاف کے بارے میں یہ مضمون گذر چکا ہے۔ ملا علی قاریؒ نے ستر والی روایت کے متعلق لکھا کہ شاید یہ جمعہ کے دن کے ساتھ مخصوص ہے اس لیے کہ دوسری حدیث میں آیا ہے کہ نیکیوں کا ثواب جمعہ کے دن ستر گنا ہوتا ہے۔

(۴) وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلْيُصَلِّ عَلَيَّ وَمَنْ صَلّٰى عَلَيَّ مَرَّةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا وَفِيْ رِوَايَةٍ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلٰوةً وَّاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَّحَطَّ عَنْهُ عَشْرَ سَيِّئٰتٍ وَّرَفَعَهٗ بِهَا عَشْرَ دَرَجٰتٍ رواه احمد والنسائي واللفظ له وابن حبان في صحيحه كذا في الترغيب۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس کے سامنے میرا ذکر آوے اس کو چاہئے کہ مجھ پر درود بھیجے اور جو مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے گا حق تعالیٰ شانہ اس پر دس دفعہ درود بھیجے گا اور اس کی دس خطائیں معاف کرے گا اور اس کے دس درجے بلند کرے گا۔

ف: علامہ منذریؒ نے ترغیب میں حضرت براءؓ کی روایت سے بھی یہی مضمون نقل کیا ہے اور اس میں اتنا اضافہ ہے کہ یہ اس کے لیے دس غلام آزاد کرنے کے بقدر ہوگا اور طبرانی کی روایت سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ جو مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجتا ہے اللہ جل شانہ اس پر دس دفعہ درود بھیجتا ہے اور جو مجھ پر دس دفعہ درود بھیجتا ہے اللہ جل شانہ اس پر سو مرتبہ درود بھیجتے ہیں اور جو مجھ پر سو دفعہ درود بھیجتا ہے اللہ جل شانہ اس کی پیشانی پر بَرَاءَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ وَبَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ لکھ دیتے ہیں یعنی یہ شخص نفاق سے بھی بری ہے اور جہنم سے بھی بری ہے اور قیامت کے دن اس کا حشر شہیدوں کے ساتھ فرمائیں گے۔ ترغیب کے حاشیہ پر مشکوٰۃ حضرت ابوہریرہؓ سے حضور کا یہ ارشاد نقل کیا ہے جو مجھ پر دس دفعہ درود بھیجے گا حق تعالیٰ شانہ اس پر سو دفعہ درود بھیجیں گے اور جو مجھ پر سو دفعہ درود بھیجے گا حق تعالیٰ شانہ اس پر ہزار دفعہ درود

بھیجیں گے اور جو عشق و شوق میں اس پر زیادتی کرے گا میں اس کے لیے قیامت کے دن سفارشی ہوں گا اور گواہ۔ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ سے مختلف الفاظ کے ساتھ یہ مضمون نقل کیا گیا ہے کہ ہم چار پانچ آدمیوں میں سے کوئی نہ کوئی شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتا تھا تاکہ کوئی ضرورت اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش آئے تو اس کی تعمیل کی جائے۔ ایک دفعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کسی باغ میں تشریف لے گئے میں بھی پیچھے پیچھے حاضر ہو گیا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں جا کر نماز پڑھی اور اتنا طویل سجدہ کیا کہ مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پرواز کر گئی میں اس تصور سے رونے لگا، حضور کے قریب جا کر حضور کو دیکھا۔ حضورؐ نے سجدہ سے فارغ ہو کر دریافت فرمایا عبدالرحمن کیا بات ہے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے اتنا طویل سجدہ کیا کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں خدانخواستہ آپؐ کی روح تو پرواز نہیں کر گئی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ نے میری امت کے بارے میں مجھ پر ایک انعام فرمایا ہے اس کے شکریہ میں اتنا طویل سجدہ کیا۔ وہ انعام یہ ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے یوں فرمایا کہ جو تجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے اللہ جل شانہٗ اس کے لیے دس نیکیاں لکھیں گے اور دس گناہ معاف فرمادیں گے۔ ایک روایت میں اسی قصہ میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ عبدالرحمن کیا بات ہے میں نے اپنا اندیشہ ظاہر کیا، حضورؐ نے فرمایا ابھی جبرئیل میرے پاس آئے تھے اور مجھ سے یوں کہا کہ کیا آپ کو اس سے خوشی نہیں ہوگی کہ اللہ جل شانہٗ نے یوں ارشاد فرمایا ہے کہ جو آپ پر درود بھیجے گا میں اس پر درود بھیجوں گا اور جو آپ پر سلام بھیجے گا میں اس پر سلام بھیجوں گا۔ کنز میں بروایت ترغیب حضرت عامرؓ سے اور حضرت عمرؓ سے بھی اسی قسم کا مضمون نقل کیا ہے۔

حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نہایت ہی بشاش تشریف لائے، چہرۂ انور پر بشاشت کے اثرات تھے، لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آج تو چہرۂ انور پر بہت ہی بشاشت ظاہر ہو رہی ہے، حضورؐ نے فرمایا صحیح ہے، میرے پاس میرے رب کا پیام آیا ہے جس میں اللہ تعالیٰ شانہٗ نے یوں فرمایا

ت کہ تیری امت میں سے جو شخص ایک دفعہ درود بھیجے گا اللہ جل شانہ اس کے لیے دس نیکیاں لکھیں گے اور دس سیئات اس سے مٹائیں گے اور دس درجے اس کے بلند کریں گے ایک روایت میں اسی قصہ میں ہے کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور بشاشت سے بہت ہی چمک رہا تھا اور خوشی کے انوار چہرۂ انور پر بہت ہی محسوس ہو رہے تھے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ جتنی خوشی آج چہرۂ انور پر محسوس ہو رہی ہے اتنی تو پہلے محسوس نہیں ہوتی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے کیوں نہ خوشی ہو ابھی جبرئیل میرے پاس سے گئے ہیں اور وہ یوں کہتے تھے کہ آپ کی امت میں سے جو شخص ایک دفعہ بھی درود پڑھے گا اللہ جل شانہ اس کی وجہ سے دس نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں لکھیں گے اور دس گناہ معاف فرمائیں گے اور دس درجے بلند کریں گے اور ایک فرشتہ اس سے وہی کہے گا جو اس نے کہا۔ حضور فرماتے ہیں میں نے جبرئیل سے پوچھا یہ فرشتہ کیسا؟ تو جبرئیل نے کہا کہ اللہ جل شانہ نے ایک فرشتہ کو قیامت تک کے لیے مقرر کر دیا ہے کہ جو آپ پر درود بھیجے وہ اس کے لیے وَأَنْتَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ کی دعا کرے (کنز، ترغیب)۔ علامہ سخاوی نے ایک اشکال کیا ہے کہ جب قرآن پاک کی آیت مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا کی بنا پر ہر نیکی کا ثواب دس گنا ملتا ہے تو پھر درود شریف کی کیا خصوصیت رہی۔ بندہ کے نزدیک تو اس کا جواب آسان ہے اور وہ یہ ہے کہ حسب ضابطہ اس کی دس نیکیاں علیحدہ ہیں اور اللہ جل شانہ کا دس دفعہ درود بھیجنا مستقل مزید انعام ہے۔ اور خود علامہ سخاوی نے اس کا جواب یہ نقل کیا ہے کہ اول تو اللہ جل شانہ کا دس دفعہ درود بھیجنا اس کی اپنی نیکی کے دس گنا ثواب سے کہیں زیادہ ہے اس کے علاوہ دس مرتبہ درود کے ساتھ دس درجوں کا بلند ہونا، دس گناہوں کا معاف کرنا، دس نیکیوں کا اس کے نامۂ اعمال میں لکھنا اور دس غلاموں کے آزاد کرنے کے بقدر ثواب ملنا مزید برآں ہے۔ حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ نے زاد السعید میں تحریر فرمایا ہے کہ جس طرح حدیث شریف کی تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک بار درود پڑھنے سے دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں اسی طرح قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایک گستاخی کرنے سے نعوذ باللہ اس شخص پر اللہ تعالیٰ کی دس لعنتیں نازل ہوتی ہیں چنانچہ ولید بن مغیرہ کے

ان میں اللہ تعالیٰ نے اس استہزاء پر دس کلمات ارشاد فرمائے حَلَّافٍ مَّهِينٍ هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ عُتُلٍّ زَنِيمٍ مُكَذِّبٍ بِالْآيَاتِ بدلالة قوله تعالى إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا قَالَ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ فقط۔ یہ الفاظ حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ نے تحریر فرمائے ہیں یہ سب کے سب انتیسویں پارے میں سورۂ ن کی اس آیت میں وارد ہوئے ہیں وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ عُتُلٍّ بَعْدَ ذَٰلِكَ زَنِيمٍ أَن كَانَ ذَا مَالٍ وَبَنِينَ إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا قَالَ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ۔ ترجمہ: اور آپ کسی ایسے شخص کا کہنا نہ مانیں جو بہت قسمیں کھانے والا ہو بے وقعت ہو طعنے دینے والا ہو چغلیاں لگاتا پھرتا ہو نیک کام سے روکنے والا ہو حد سے گزرنے والا ہو گناہوں کا کرنے والا ہو سخت مزاج ہو اس کے علاوہ حرام زادہ ہو اس سبب سے کہ وہ مال و اولاد والا ہو جب ہماری آیتیں اس کے سامنے پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ کہتا ہے کہ یہ بے سند باتیں ہیں جو اگلوں سے منقول چلی آرہی ہیں۔

(۵) عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلَى النَّاسِ بِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً رواه الترمذي وحسنه وابن حبان في صحيحه كلاهما من رواية موسى بن يعقوب كذا في الترغيب وبسط السخاوي في تخريجه

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بلاشک قیامت میں لوگوں میں سب سے زیادہ مجھ سے قریب وہ شخص ہوگا جو سب سے زیادہ مجھ پر درود بھیجے۔

الکلام علی تخریجہ۔

ف: [illegible] نے قول بدیع میں [illegible] کثرت سے [illegible] سب سے زیادہ قریب [illegible] کثرت سے [illegible] ۲۲ [illegible] حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

دوسری حدیث میں نقل کیا ہے کہ مجھ پر درود بھیجنا قیامت کے دن پل صراط کے اندھیرے میں نور ہے اور جو یہ چاہے کہ اس کے اعمال بہت بڑی ترازو میں تلیں اس کو چاہیے کہ مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرے۔ ایک اور حدیث میں حضرت انس سے نقل کیا ہے سب سے زیادہ نجات والا قیامت کے دن اس کے ہولوں سے اور اس کے مقامات سے وہ شخص ہے جو دنیا میں سب سے زیادہ مجھ پر درود بھیجتا ہو۔ زاد السعید میں حضرت انس سے روایت نقل کی ہے کہ حضور نے فرمایا کہ جو مجھ پر درود کی کثرت کرے گا وہ عرش کے سایہ میں ہوگا۔ علامہ سخاوی نے ایک حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ تین آدمی قیامت کے دن اللہ کے عرش کے سایہ میں ہوں گے جس دن اس کے سایہ کے علاوہ کسی چیز کا سایہ نہ ہوگا۔ ایک وہ شخص جو کسی مصیبت زدہ کی مصیبت ہٹائے دوسرا وہ جو میری سنت کو زندہ کرے تیسرا وہ جو مجھ پر کثرت سے درود بھیجے۔ ایک اور حدیث میں علامہ سخاوی نے حضرت ابن عمرؓ کے واسطے سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ اپنی مجالس کو درود شریف کے ساتھ مزین کیا کرو اس لیے کہ مجھ پر درود پڑھنا تمہارے لیے قیامت میں نور ہے۔ علامہ سخاوی نے قوت القلوب سے نقل کیا ہے کہ کثرت کی کم سے کم مقدار تین سو مرتبہ ہے اور حضرت اقدس گنگوہی قدس سرہ اپنے مریدوں کو تین سو مرتبہ بتلایا کرتے تھے۔ جیسا کہ تتمہ فصل سوم حدیث ۳ پر آرہا ہے۔ علامہ سخاوی نے حدیث بالا اَوْلَی النَّاسِ کے ذیل میں لکھا ہے کہ ابن حبان نے اپنی صحیح میں حدیث بالا کے بعد لکھا ہے کہ اس حدیث میں واضح دلیل ہے اس بات پر کہ قیامت کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب سب سے زیادہ حضرات محدثین ہوں گے اس لیے کہ یہ سب سے زیادہ درود پڑھنے والے ہیں۔ اسی طرح [illegible] نے بھی لکھا ہے کہ [illegible] کے ساتھ حضرات محدثین مخصوص ہیں اس لیے کہ جب وہ [illegible] لکھتے ہیں تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ درود شریف [illegible] خطیب نے ابو نعیم سے نقل کیا ہے کہ یہ فضیلت محدثین کے ساتھ مخصوص ہے [illegible] اس کی وجہ سے کہ [illegible] حدیث [illegible] نقل کرتے ہیں [illegible]

میں تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نام کے ساتھ کثرت سے درود لکھنے یا پڑھنے کی نوبت آتی ہے۔ محدثین سے مراد اس موقع میں آئمہ حدیث نہیں ہیں بلکہ وہ سب حضرات اس میں داخل ہیں جو حدیث پاک کی کتابیں پڑھتے یا پڑھاتے ہوں چاہے عربی میں ہوں یا اردو میں۔ زاد السعید میں طبرانی سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص مجھ پر درود بھیجے کسی کتاب میں لکھے گا ہمیشہ فرشتے اس پر درود بھیجتے رہیں گے جب تک میرا نام اس کتاب میں رہے گا۔ اور طبرانی ہی سے حضور کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص صبح کو مجھ پر دس بار درود بھیجے اور شام کو دس بار قیامت کے دن اس کے لئے میری شفاعت ہوگی اور امام مستغفری سے حضور کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو کوئی ہر روز سو بار مجھ پر درود بھیجے اس کی سو حاجتیں پوری کی جائیں گی تیس دنیا کی باقی آخرت کی

٦ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ لِلّٰہِ مَلٰئِکَۃً سَیَّاحِیْنَ یُبَلِّغُوْنِیْ عَنْ اُمَّتِی السَّلَامَ رواہ النسائی وابن حبان فی صحیحہ کذا فی الترغیب وزاد فی القول البدیع احمد والحاکم وغیرھما وقال الحاکم صحیح الاسناد۔	ابن مسعودؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اللہ جل شانہ کے بہت سے فرشتے ایسے ہیں جو زمین میں پھرتے رہتے ہیں اور میری امت کی طرف سے مجھے سلام پہنچاتے ہیں۔

ف: اور بھی متعدد صحابہ کرامؓ سے یہ مضمون نقل کیا گیا ہے۔ علامہ سخاوی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایت سے بھی یہی مضمون نقل کیا ہے کہ اللہ جل شانہ کے کچھ فرشتے زمین میں پھرتے رہتے ہیں جو میری امت کا درود مجھ تک پہنچاتے رہتے ہیں۔ ترغیب میں حضرت حسنؓ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ تم جہاں کہیں ہو مجھ پر درود پڑھتے رہا کرو بیشک تمہارا درود مجھے پہنچتا رہتا ہے۔ حضرت انسؓ کی حدیث سے حضور کا یہ ارشاد نقل کیا ہے جو کوئی مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ درود مجھ تک پہنچ جاتا ہے اور میں اس کے بدلہ میں اس پر درود بھیجتا ہوں اور اس کے علاوہ اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ مشکوۃ میں حضرت [illegible] سے [illegible] حضور اقدس کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ مجھ پر درود پڑھا کرو اس لیے کہ تمہارا درود مجھ تک پہنچتا ہے

۔ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ وَكَّلَ بِقَبْرِيْ مَلَكًا اَعْطَاهُ اَسْمَاعَ الْخَلَائِقِ فَلَا يُصَلِّيْ عَلَيَّ اَحَدٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اِلَّا بَلَّغَنِيْ بِاسْمِهٖ وَاسْمِ اَبِيْهِ هٰذَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ قَدْ صَلّٰى عَلَيْكَ رَوَاهُ الْبَزَّارُ كَذَا فِي التَّرْغِيْبِ وَذَكَرَ تَخْرِيْجَهُ السَّخَاوِيُّ فِي الْقَوْلِ الْبَدِيْعِ۔

حضرت عمار بن یاسرؓ نے حضورؐ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ اللہ جل شانہ نے ایک فرشتہ میری قبر پر مقرر کر رکھا ہے جس کو ساری مخلوق کی باتیں سننے کی قدرت عطا فرما رکھی ہے پس جو شخص مجھ پر قیامت تک درود بھیجتا رہے گا وہ فرشتہ مجھ کو اس کا اور اس کے باپ کا نام لے کر درود پہنچاتا ہے کہ فلاں شخص جو فلاں کا بیٹا ہے اس نے آپ پر درود بھیجا ہے۔

ف: علامہ سخاوی نے کئی طریقوں سے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ اور ان میں یہ اضافہ ہے کہ فلاں شخص جو فلاں کا بیٹا ہے اس نے آپ پر درود بھیجا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ پھر اللہ جل شانہ اس کے ہر درود کے بدلہ میں اس پر دس مرتبہ درود (رحمت) بھیجتا ہے۔ ایک اور حدیث سے یہ مضمون نقل کیا ہے کہ اللہ جل شانہ نے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کو ساری مخلوق کی بات سننے کی قوت عطا فرمائی ہے وہ قیامت تک میری قبر پر متعین رہے گا۔ جب کوئی شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ فرشتہ اس شخص کا اور اس کے باپ کا نام لے کر مجھ سے کہتا ہے کہ فلاں نے جو فلاں کا بیٹا ہے آپ پر درود بھیجا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ شانہ نے مجھ سے یہ ذمہ لیا ہے کہ جو مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے گا اللہ جل شانہ اس پر دس دفعہ درود بھیجیں گے۔ ایک اور حدیث سے یہی فرشتہ والا مضمون نقل کیا ہے اور اس کے آخر میں یہ مضمون ہے کہ میں نے اپنے رب سے یہ درخواست کی کہ جو مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے اللہ جل شانہ اس پر دس دفعہ درود بھیجیں۔ حق تعالیٰ شانہ نے میری درخواست قبول فرمالی۔ حضرت ابوبکرؓ کے واسطے سے بھی حضورؐ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجتا ہے اللہ جل شانہ اس پر دس دفعہ درود (رحمت) بھیجتے ہیں۔ اور ایک فرشتہ اس پر مقرر ہے کہ اس درود کو مجھ تک پہنچا دے۔ ایک جگہ حضرت انسؓ کی حدیث سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص میرے اوپر جمعہ کے دن یا

جمعہ کی شب میں درود بھیجے اللہ جل شانہٗ اس کی سو حاجتیں پوری کرتے ہیں اور اس پر ایک فرشتہ مقرر کردیتے ہیں جو اس کو میری قبر میں مجھ تک اسی طرح پہنچاتا ہے جیسے تم لوگوں کے پاس ہدایا بھیجے جاتے ہیں۔

اس حدیث پر یہ اشکال نہ کیا جائے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک فرشتہ متعین ہے جو ساری دنیا کے صلوٰۃ و سلام حضور تک پہنچاتا رہتا ہے۔ اور اس سے پہلی حدیث میں آیا ہے کہ اللہ کے بہت سے فرشتے زمین میں پھرتے رہتے ہیں جو حضور تک امت کا سلام پہنچاتے رہتے ہیں۔ اس لیے کہ جو فرشتہ قبر اطہر پر متعین ہے اس کا اہم ترین کام یہی ہے کہ حضور تک امت کا سلام پہنچاتا رہے۔ اور یہ فرشتے جو سیاحین ہیں یہ ذکر کے حلقوں کی تلاش کرتے رہتے ہیں اور جہاں کہیں درود سنتے ہیں اس کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے ہیں اور یہ عام مشاہدہ ہے کہ کسی بڑے کی خدمت میں اگر کوئی ہدیہ پیش کیا جاتا ہے اور مجمع میں اس کا ذکر کیا جاتا ہے تو ہر شخص اس میں فخر اور تقرب سمجھتا ہے کہ وہ پیام پہنچائے۔ اپنے اکابر و بزرگوں کے یہاں ہر شخص نے بارہا اس کی نوبت آئی ہوگی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ تو بہت اونچی ہے۔ اس لیے جتنے بھی فرشتے پہنچائیں برمحل ہے۔

۵- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُہٗ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ نَائِیًا اُبْلِغْتُہٗ۔ رواہ البیہقی فی شعب الایمان کذا فی المشکوۃ وبسط السخاوی فی تخریجہ۔

حضرت ابوہریرہؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص میری قبر کے قریب درود پڑھتا ہے میں اس کو خود سنتا ہوں اور جو دور سے مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ مجھ کو پہنچا دیا جاتا ہے۔

ف۔ علامہ سخاویؒ نے قول بدیع میں متعدد روایات سے یہ مضمون نقل کیا ہے کہ جو شخص دور سے درود بھیجے فرشتہ اس پر متعین ہے کہ حضور تک پہنچائے۔ اور جو قبر کے قریب پڑھتا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس کو خود سنتے ہیں۔ جو شخص دور سے پڑھتا ہے اس کے متعلق تو روایات پہلی فصل میں گزر چکی ہیں کہ فرشتے پہنچاتے ہیں مگر

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر جو شخص درود بھیجے اس کو حضورؐ تک پہنچا دیں۔ اس حدیث پاک میں دوسرا مضمون کہ جو قبر اطہر کے قریب درود پڑھے اس کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس خود سنتے ہیں بہت ہی قابل فخر قابل عزت اور قابل لذت چیز ہے۔ علامہ سخاویؒ نے قول بدیع میں سلیمان بن سحیم سے نقل کیا ہے کہ میں نے خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ میں نے دریافت کیا یا رسول اللہ یہ جو لوگ حاضر ہوتے ہیں اور آپ پر سلام کرتے ہیں آپ اس کو سمجھتے ہیں؟ حضورؐ نے ارشاد فرمایا ہاں سمجھتا ہوں اور ان کے سلام کا جواب بھی دیتا ہوں۔ ابراہیمؒ بن شیبان کہتے ہیں کہ میں حج سے فراغت پر مدینہ منورہ حاضر ہوا اور میں نے قبر شریف کے پاس جا کر سلام عرض کیا تو میں نے حجرہ شریفہ کے اندر سے وَعَلَیْکَ السَّلَامُ کی آواز سنی۔ ملا علی قاریؒ کہتے ہیں کہ اس میں شک نہیں کہ درود شریف قبر اطہر کے قریب پڑھنا افضل ہے دور سے پڑھنے سے۔ اس لیے کہ قرب میں جو خشوع و حضور قلب حاصل ہوتا ہے وہ دوری میں نہیں ہوتا۔ صاحب مظاہر حق اس حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں یعنی پاس والے کا درود خود سنتا ہوں بلا واسطہ اور دور والے کا درود ملائکہ پہنچاتے ہیں۔ اور جواب سلام کا ہر صورت میں دیتا ہوں۔ اس سے معلوم کیا چاہیئے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجنے کی کیا بزرگی ہے۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجنے والے کو سعادت بخشنے والے کو کیا شرف حاصل ہوتا ہے۔ اگر تمام عمر کے سلاموں کا ایک جواب آئے سعادت ہے چہ جائیکہ ہر سلام کا جواب آئے ع

بہر سلام مکن رنجہ در جواب آں لب
کہ صد سلام مرا بس یکے جواب از تو

اس مضمون کو علامہ سخاویؒ نے اس طرح ذکر کیا ہے کہ کسی بندے کی شرافت کے لیے یہی کافی ہے کہ اس کا نام خیر کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آ جائے۔ اسی ذیل میں یہ شعر کہا گیا ہے

وَمَنْ خَطَرَتْ مِنْهُ بِبَالِكَ خَطْرَةً
حَقِيْقٌ بِأَنْ يَّسْمُوْ وَأَنْ يَّتَقَدَّمَا

ترجمہ: جس خوش قسمت کا خیال بھی تیرے دل میں گزر جائے وہ اس کا مستحق ہے کہ جتنا بھی چاہے فخر کرے اور پیش قدمی کرے (اچھل کود کرے)۔ شعر

ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اس محفل میں ہے

اس روایت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خود سننے میں کوئی اشکال نہیں اس لئے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ علامہ سخاویؒ نے قول بدیع میں لکھا ہے کہ ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں اپنی قبر شریف میں اور آپ کے بدن اطہر کو زمین نہیں کھا سکتی اور اس پر اجماع ہے۔ امام بیہقیؒ نے انبیاء کی حیات میں ایک مستقل رسالہ تصنیف فرمایا ہے۔ اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ یُصَلُّوْنَ کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں، علامہ مناویؒ نے اس کی مختلف طرق سے تخریج کی ہے اور امام مسلمؒ نے حضرت انسؓ ہی کی روایت سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ میں شبِ معراج میں حضرت موسیٰ کے پاس سے گزرا وہ اپنی قبر میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔ نیز مسلم ہی کی روایت سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ میں نے حضرات انبیاء کی ایک جماعت کے ساتھ اپنے آپ کو دیکھا تو میں نے حضرت عیسیٰ اور حضرت ابراہیم علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام کو کھڑے ہوئے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب نعش مبارک کے قریب حاضر ہوئے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کو [illegible] حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کرتے ہوئے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان اللہ جل شانہ آپ پر دو موتیں جمع نہیں فرمائیں گے۔ ایک موت جو آپ کے لئے مقدر تھی وہ آپ پر آچکی [illegible] مستقل [illegible] تصنیف فرمایا ہے اور [illegible] کی ایک بڑی مستقل تصنیف [illegible] ہے [illegible] کہ انبیاء [illegible] کہ جب مدینہ منورہ [illegible]

تو درود شریف کثرت سے پڑھے اور جتنا قریب ہوتا جائے اتنا ہی درود شریف میں منہمک ہو جائے اس لیے کہ یہ مواقع وحی اور قرآن پاک کے نزول سے معمور ہیں۔ حضرت جبرئیلؑ، حضرت میکائیلؑ کی بار بار یہاں آمد ہوئی ہے اور اس کی مٹی سید البشرؐ پر مشتمل ہے۔ اسی جگہ سے اللہ کے دین اور اس کے پاک رسول کی سنتوں کی اشاعت ہوئی ہے یہ فضائل اور خیرات کے مناظر ہیں۔ یہاں پہنچ کر اپنے قلب کو نہایت ہیبت اور تعظیم سے معمور کر لے۔ گویا کہ حضورؐ کی زیارت کر رہا ہے اور یہ تو حقیقت ہے کہ حضورؐ اس کا سلام سن رہے ہیں۔ آپس کے جھگڑے اور فضول باتوں سے احتراز رکھے اس کے بعد قبلہ کی جانب سے قبر شریف پر حاضر ہو اور بقدر چار ہاتھ دور کھڑا ہو اور نیچی نگاہ رکھتے ہوئے نہایت خشوع خضوع اور ادب و احترام کے ساتھ یہ پڑھے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خِيْرَةَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ خَلْقِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا قَائِدَ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَشِيْرُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَذِيْرُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰى اَهْلِ بَيْتِكَ الطَّاهِرِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰى اَزْوَاجِكَ الطَّاهِرَاتِ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰى اَصْحَابِكَ اَجْمَعِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰى سَائِرِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ

آپ پر سلام اے اللہ کے رسول، آپ پر سلام اے اللہ کے نبی، آپ پر سلام اے اللہ کی برگزیدہ ہستی، آپ پر سلام اے اللہ کی مخلوق میں سب سے بہتر ذات، آپ پر سلام اے اللہ کے حبیب، آپ پر سلام اے رسولوں کے سردار، آپ پر سلام اے خاتم النبیین، آپ پر سلام اے رب العالمین کے رسول، آپ پر سلام اے سردار ان کے جو قیامت میں روشن چہرے والے اور روشن ہاتھ پاؤں والے ہوں گے (یہ امت محمدیہ کی خاص علامت ہے کہ دنیا میں جن اعضاء کو وضو میں دھوتے ہیں وہ قیامت کے دن نہایت روشن ہوں گے) آپ پر سلام اے جنت کی بشارت دینے والے

وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ
جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
أَفْضَلَ مَا جَزٰى نَبِيًّا عَنْ
قَوْمِهٖ وَرَسُوْلًا عَنْ أُمَّتِهٖ وَ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ كُلَّمَا
ذَكَرَكَ الذَّاكِرُوْنَ وَكُلَّمَا غَفَلَ
عَنْ ذِكْرِكَ الْغَافِلُوْنَ وَ
صَلّٰى عَلَيْكَ فِي الْأَوَّلِيْنَ
وَصَلّٰى عَلَيْكَ فِي الْآخِرِيْنَ
أَفْضَلَ وَأَكْمَلَ وَأَطْيَبَ مَا
صَلّٰى عَلٰى أَحَدٍ مِّنَ الْخَلْقِ
أَجْمَعِيْنَ كَمَا اسْتَنْقَذَنَا بِكَ
مِنَ الضَّلَالَةِ وَبَصَّرَنَا بِكَ
مِنَ الْعَمٰى وَالْجَهَالَةِ
أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ
وَأَشْهَدُ أَنَّكَ عَبْدُهٗ وَ
رَسُوْلُهٗ وَأَمِيْنُهٗ وَخِيَرَتُهٗ
مِنْ خَلْقِهٖ وَأَشْهَدُ
أَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ
وَأَدَّيْتَ الْأَمَانَةَ وَنَصَحْتَ
الْأُمَّةَ وَجَاهَدْتَ فِي
اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ
[illegible] بِهٖ نِهَايَةَ

آپ پر سلام اے جہنم سے ڈرانے والے آپ پر اور آپ کے اہل بیت پر سلام جو طاہر ہیں۔ سلام آپ پر اور آپ کی ازواج مطہرات پر جو سارے مومنوں کی مائیں ہیں سلام آپ پر اور آپ کے تمام صحابہ کرام پر سلام آپ پر اور تمام نبیوں پر اور تمام اللہ کے نیک بندوں پر یا رسول اللہ اللہ جل شانہ آپ کو ہم لوگوں کی طرف سے ان سب سے بڑھ کر جزائے خیر عطا فرمائے جتنی کہ کسی نبی کو اس کی قوم کی طرف سے اور کسی رسول کو اس کی امت کی طرف سے عطا فرمائی ہو اور حق تعالیٰ آپ پر درود بھیجے جب بھی ذکر کرنے والے آپ کا ذکر کریں اور جب بھی کہ غافل لوگ آپ کے ذکر سے غافل ہوں اللہ جل شانہ آپ پر اولین میں درود بھیجے اللہ جل شانہ آپ پر آخرین میں درود بھیجے اس سب سے افضل و اکمل اور پاکیزہ جو حق تعالیٰ شانہ نے ساری مخلوق میں سے کسی پر بھی بھیجا ہو جیسا کہ اس نے نجات دی ہم کو آپ کی برکت سے گمراہی سے اور آپ کی وجہ سے جہالت اور اندھے پن سے بصیرت عطا فرمائی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی

مما ينبغي أن [illegible] مَلَّهُ لَا يَمَلُّوْنَ۔ قلت وذكر النووي في مناسكه بأكثر منه۔

[illegible] دیتا ہوں اس بات کی کہ آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور اس کے امین ہیں اور ساری مخلوق میں سے اس کی برگزیدہ ذات ہیں اور اس کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے اللہ کی رسالت کو پہنچا دیا اس کی امانت کو ادا کر دیا امت کے ساتھ پوری پوری خیرخواہی فرمائی۔ اور اللہ کے بارے میں کوشش کا حق ادا فرما دیا۔ یا اللہ آپ کو اس سے زیادہ عطا فرما جس کی امید کرنے والے امید کر سکتے ہیں۔ (ایضاح کے سلام کا ترجمہ ہوا)

اس کے بعد اپنے نفس کے لیے اور سارے مومنین اور مومنات کے لیے دعا کرے پھر اس کے بعد حضرات شیخین حضرت ابوبکر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر سلام پڑھے اور ان کے لیے بھی دعا کرے۔ اور اللہ سے اس کی بھی دعا کرے کہ اللہ جل شانہ ان دونوں کو بھی ان کی مساعی جمیلہ جو انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد میں خرچ کی ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حق ادائیگی میں خرچ کی ہیں ان پر بہتر سے بہتر بدلہ عطا فرمائے۔ اور یہ سمجھنا چاہیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر کے پاس کھڑے ہو کر سلام پڑھنا درود پڑھنے سے زیادہ افضل ہے یعنی السلام علیک یا رسول اللہ افضل ہے الصلوۃ علیک یا رسول اللہ سے۔ علامہ باجی کی رائے یہ ہے کہ درود افضل ہے۔ علامہ سخاوی کہتے ہیں کہ پہلا ہی قول زیادہ صحیح ہے جیسا کہ علامہ مجد الدین صاحب قاموس کی رائے ہے۔ اس لیے کہ حدیث میں مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ [illegible] انتہی۔ علامہ سخاوی کا اشارہ اس حدیث پاک کی طرف ہے جو ابوداؤد شریف وغیرہ میں حضرت ابوہریرہؓ سے نقل کی گئی ہے کہ جب کوئی شخص مجھ پر سلام کرتا ہے تو حق تعالیٰ شانہ مجھ پر میری [illegible]

دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں لیکن اس ناکارہ کے نزدیک صلوٰۃ کا لفظ یعنی درود اس کثرت سے روایات میں ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ اسی روایت میں جو ابوہریرہؓ کی ابھی گزری ہے۔ اس میں یہ ہے کہ جو شخص میری قبر کے قریب درود پڑھتا ہے میں اس کو سنتا ہوں۔ اسی طرح بہت سی روایات میں یہ مضمون آیا ہے۔ اس لیے بندہ کے نزدیک اگر ہر جگہ درود و سلام دونوں کو جمع کیا جائے تو زیادہ بہتر ہے یعنی بجائے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وغیرہ کے اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اسی طرح آخر تک السلام کے ساتھ الصلوٰۃ کا لفظ بھی بڑھا دے تو زیادہ اچھا ہے۔ اس صورت میں علامہ باجیؒ اور علامہ سخاویؒ دونوں کے قول پر عمل ہو جائے گا۔ وفاء الوفاء میں لکھا ہے کہ ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ ابن الحسین سامری حنبلیؒ اپنی کتاب مستوعب میں زیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے باب میں آداب زیارت ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں پھر قبر شریف کے قریب آئے اور قبر شریف کی طرف منہ کرکے اور منبر کو اپنی بائیں طرف کرکے کھڑا ہو۔ اور اس کے بعد علامہ سامری حنبلیؒ نے سلام اور دعا کی کیفیت لکھی ہے۔ منجملہ اس کے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ قُلْتَ فِيْ كِتَابِكَ لِنَبِيِّكَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا وَاِنِّيْ قَدْ اَتَيْتُ نَبِيَّكَ مُسْتَغْفِرًا فَاَسْئَلُكَ اَنْ تُوْجِبَ لِيَ الْمَغْفِرَةَ كَمَا اَوْجَبْتَهَا لِمَنْ اَتَاهُ فِيْ حَيَاتِهٖ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ ترجمہ: اے اللہ تو نے اپنے پاک کلام میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں ارشاد فرمایا کہ اگر وہ لوگ جب انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے اور پھر اللہ جل شانہ سے معافی چاہتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو توبہ کا قبول کرنے والا رحمت کرنے والا پاتے۔ اور میں تیرے نبی کے پاس حاضر ہوا ہوں اس حال میں کہ استغفار کرنے والا ہوں۔ تجھ سے یہ مانگتا ہوں کہ تو میرے لیے مغفرت کو واجب کر دے جیسا کہ تو نے مغفرت واجب

کی (یعنی) اس شخص کے بیٹے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ان کی زندگی میں آیا ہو۔ اے اللہ میں تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے (اس کے بعد اور بھی جو بڑی دعائیں ذکر کیں)۔

۹ عن ابی بن کعبؓ قال قلت یا رسول اللہ انی اکثر الصلوٰۃ علیک فکم اجعل لک من صلاتی فقال ما شئت قلت الربع قال ما شئت فان زدت فھو خیر لک قلت النصف قال ما شئت فان زدت فھو خیر قلت فالثلثین قال ما شئت فان زدت فھو خیر لک قلت اجعل لک صلاتی کلھا قال اذا تکفی ھمک ویغفر لک ذنبک رواہ الترمذی وزاد المنذری فی الترغیب احمد والحاکم وقال صحیح وبسط السخاوی فی تخریجہ۔

حضرت ابی بن کعبؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں آپ پر درود کثرت سے بھیجنا چاہتا ہوں تو اس کی مقدار اپنے اوقات دعا میں سے کتنی مقرر کروں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جتنا تیرا جی چاہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ایک چوتھائی۔ حضورؐ نے فرمایا تجھے اختیار ہے اور اگر اس پر بڑھا دے تو تیرے لیے بہتر ہے۔ تو میں نے عرض کیا کہ نصف کر دوں۔ حضورؐ نے فرمایا تجھے اختیار ہے اور اگر بڑھا دے تو تیرے لیے زیادہ بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا تو دو تہائی کر دوں۔ حضورؐ نے فرمایا تجھے اختیار ہے اور اگر اس سے بڑھا دے تو تیرے لیے زیادہ بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ پھر میں اپنے سارے وقت کو آپ کے درود کے لیے مقرر کرتا ہوں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اس صورت میں تیرے سارے فکروں کی کفایت کی جائے گی اور تیرے گناہ بھی معاف کر دیئے جائیں گے۔

ف: مطلب یہ ہے کہ کثرت سے دعا کرنے کا میں نے ایک وقت اپنے لیے دعاؤں کا مقرر کر رکھا ہے میں چاہتا ہوں کہ درود کثرت سے پڑھا کروں تو اس میں سے کتنا وقت

میں سے درود شریف کے لیے کتنا وقت تجویز کروں۔ مثلاً میں نے اپنے اوراد و وظائف کے لیے دو گھنٹے مقرر کر رکھے ہیں تو اس میں سے کتنا وقت درود شریف کے لیے تجویز کروں منذری نے امام احمد کی ایک روایت سے یہ نقل کیا ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر میں اپنے سارے وقت کو آپ پر درود کے لیے مقرر کر دوں تو کیسا ہے؟ حضور نے فرمایا ایسی صورت میں حق تعالیٰ شانہٗ تیرے دنیا اور آخرت کے سارے فکروں کی کفایت فرمائے گا۔ علامہ سخاویؒ نے متعدد صحابہؓ سے اسی قسم کا مضمون نقل کیا ہے۔ اس میں کوئی اشکال نہیں کہ متعدد صحابہ کرامؓ نے اس قسم کی درخواستیں کی ہوں۔ علامہ سخاوی کہتے ہیں کہ درود شریف چونکہ اللہ کے ذکر پر اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم پر مشتمل ہے تو حقیقت میں یہ ایسا ہی ہے جیسا دوسری حدیث میں اللہ جل شانہٗ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جس کو میرا ذکر مجھ سے دعا مانگنے میں مانع ہو یعنی کثرتِ ذکر کی وجہ سے دعا کا وقت نہ ملے تو میں اس کو مانگنے والوں سے زیادہ دوں گا۔ صاحب مظاہر حق نے لکھا ہے کہ سبب اس کا یہ ہے کہ جب بندہ اپنی طلب و رغبت کو اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ چیزوں کی طلب اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم رکھتا ہے اپنے مطلب پر تو وہ کفایت کرتا ہے اس کے سب مہمات کی مَنْ کَانَ لِلّٰهِ کَانَ اللّٰهُ لَهٗ یعنی جو اللہ کا ہو رہتا ہے وہ کفایت کرتا ہے اس کو جیسے شیخ عبدالوہاب متقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس مسکین کو یعنی شیخ عبدالحق کو وقت زیارت مدینہ منورہ کی رخصت کیا فرمایا کہ جان اور آگاہ رہ کہ نہیں ہے اس راہ میں کوئی عبادت بعد ادائے فرائض کے مانند درود کے اوپر سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ چاہیے کہ تمام اوقات اپنے کو اسی میں صرف کرنا اور چیز میں مشغول نہ ہونا۔ عرض کیا گیا کہ اس کے لیے کچھ عدد معین ہو۔ فرمایا یہاں معین کرنا عدد کا شرط نہیں اتنا پڑھ کہ ساتھ اس کے رطب اللسان ہو اور اس کے رنگ میں رنگین ہو اور مستغرق ہو اس میں۔ انتہیٰ۔ [illegible] مشغول نہ ہو جائے کہ اس حدیث پاک سے یہ معلوم ہوا کہ درود شریف سب اوراد و وظائف کے بجائے پڑھنا زیادہ مفید ہے اور ایک قول تو خود اس حدیث پاک کے درمیان میں ارشاد ہے کہ انہوں نے جو اپنی ذات کے لیے دعاؤں کا مقرر کر رکھا تھا اس وجہ سے درود شریف کے لیے

مقرر کرنے کا ارادہ فرما رہے تھے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ چیز لوگوں کے احوال کے اعتبار سے مختلف ہوا کرتی ہے جیسا کہ فضائل ذکر کے باب دوم حدیث ۲ کے ذیل میں گزر چکا کہ بعض روایات میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کو افضل الدعاء کہا گیا ہے اور بعض روایات میں استغفار کو افضل الدعاء کہا گیا ہے اسی طرح سے اور اعمال کے درمیان میں بھی مختلف احادیث میں مختلف اعمال کو سب سے افضل قرار دیا گیا ہے۔ یہ اختلاف لوگوں کے حالات کے اختلاف کے اعتبار سے اور اوقات کے اعتبار سے ہوا کرتا ہے۔ جیسا کہ اکابر حق سے نقل کیا گیا ہے کہ شیخ عبدالحق محدث نور اللہ مرقدہٗ کو ان کے شیخ نے مدینہ پاک کے سفر میں یہ وصیت کی کہ تمام اوقات درود شریف ہی میں خرچ کریں۔ اپنے اکابر کا بھی یہی معمول سنا کہ وہ مدینہ پاک کے سفر میں درود شریف کی بہت تاکید کرتے ہیں۔

علامہ منذریؒ نے ترغیب میں حضرت اُبیؓ کی حدیث بالا میں ان کے سوال سے پہلے ایک مضمون اور بھی نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ جب چوتھائی رات گزر جاتی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو جاتے اور ارشاد فرماتے اے لوگو اللہ کا ذکر کرو اے لوگو اللہ کا ذکر کرو یعنی بار بار فرماتے، راجفہ آگئی اور رادفہ آرہی ہے موت ان سب چیزوں کے ساتھ جو اس کے ساتھ متعلق ہیں آرہی ہے۔ اس کو بھی دو مرتبہ فرماتے۔ راجفہ اور رادفہ قرآن پاک کی آیت جو سورۂ والنازعات میں ہے کی طرف اشارہ ہے جس میں اللہ پاک کا ارشاد ہے یَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ جس کا ترجمہ اور مطلب یہ ہے کہ اوپر چند چیزوں کی قسم کھا کر حق تعالیٰ کا ارشاد ہے قیامت ضرور آئے گی جس دن ہلا دینے والی چیز سب کو ہلا ڈالے گی اس سے مراد پہلا صور ہے اس کے بعد ایک پیچھے آنے والی چیز آئے گی اس سے مراد دوسرا صور ہے بہت سے دل اس روز خوف کے مارے دھڑک رہے ہوں گے شرم کی وجہ سے ان کی آنکھیں جھک رہی ہوں گی۔ (بیان القرآن مع زیادۃ)

۱۰۔ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ حِیْنَ	حضرت ابو الدرداءؓ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص

يُصْبِحُ عَشْرًا وَحِيْنَ يُمْسِيْ عَشْرًا اَدْرَكَتْهُ
شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ
بِاِسْنَادَيْنِ اَحَدُهُمَا جَيِّدٌ لٰكِنْ فِيْهِ
اِنْقِطَاعٌ كَذَا فِي الْقَوْلِ الْبَدِيْعِ۔

و شام مجھ پر دس دس مرتبہ درود شریف
پڑھے اس کو قیامت کے دن میری شفاعت
پہنچ کر رہے گی

ف: علامہ سخاوی نے متعدد احادیث سے درود شریف پڑھنے والے کو حضور کی شفاعت حاصل ہونے کو نقل کیا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے حضور کا یہ ارشاد نقل کیا ہے جو مجھ پر درود پڑھے قیامت کے دن میں اس کا سفارشی ہوں گا۔ اس حدیث پاک میں کسی مقدار کی بھی قید نہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ کی ایک اور حدیث سے درود کے بعد بھی یہ نقل کیا ہے کہ میں قیامت کے دن اس کی گواہی دوں گا اور سفارش کروں گا۔ حضرت رویفع بن ثابتؓ کی روایت سے حضور کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص یہ درود شریف پڑھے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اس کے لئے میری شفاعت واجب ہے۔ علامہ سخاوی نے حضرت ابوہریرہؓ کی روایت سے نقل کیا ہے کہ جو شخص میری قبر کے پاس درود پڑھتا ہے میں اس کو سنتا ہوں اور جو شخص دور سے مجھ پر درود پڑھتا ہے تو اللہ جل شانہ اس کے لئے ایک فرشتہ مقرر کر دیتے ہیں جو مجھ تک درود کو پہنچاتا ہے اور اس کے دنیا اور آخرت کے کاموں کی کفایت کر دی جاتی ہے اور میں قیامت کے دن اس کا گواہ یا سفارشی بنوں گا۔ [illegible] ہے کہ بعض کے لیے سفارشی اور بعض کے لیے گواہ مثلاً مدینہ کے رہنے والوں کے لیے گواہ اور دوسروں کے لیے سفارشی یا فرمانبرداروں کے لیے گواہ اور گنہگاروں کے لیے سفارشی وغیرہ وغیرہ کذا فی المناوی۔

١١- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ عَبْدٍ صَلّٰى
عَلَيَّ صَلٰوةً اِلَّا عَرَجَ بِهَا مَلَكٌ
حَتّٰى يَجِيْءَ بِهَا وَجْهَ الرَّحْمٰنِ

حضرت عائشہؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
کا ارشاد نقل کرتی ہیں کہ جو شخص مجھ پر درود
بھیجتا ہے تو ایک فرشتہ اس درود کو
لے کر اللہ جل شانہ کی پاک بارگاہ میں پیش

يَقُوْلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالىٰ اِذْهَبُوْا بِهَا
اِلىٰ قَبْرِ عَبْدِيْ تَسْتَغْفِرُ لَهٗ وَتَقَرُّ بِهٖ
عَيْنُهٗ اخرجه ابو علي بن البناء والديلمي في
مسند الفردوس وفي سنده عمر بن حبيب
ضعفه النسائي وغيره كذا في القول البديع۔

کرتا ہے وہاں سے ارشاد عالی ہوتا ہے
کہ اس درود کو میرے بندہ کی قبر پر
لے جاؤ یہ اس کے لئے استغفار کرے گا
اور اس کی وجہ سے آنکھ ٹھنڈی ہوگی۔

ف: زاد السعید میں مواہب لدنیہ سے نقل کیا ہے کہ قیامت میں کسی مومن کی نیکیاں کم ہو جائیں گی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک پرچہ سر انگشت کی برابر نکال کر میزان میں رکھ دیں گے جس سے نیکیوں کا پلڑا وزنی ہو جائے گا وہ مومن کہے گا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں آپ کون ہیں آپ کی صورت و سیرت کیسی اچھی ہے؟ وہ فرمائیں گے میں تیرا نبی ہوں اور یہ درود ہے جو تو نے مجھ پر پڑھا تھا میری حاجت کے وقت میں نے اس کو ادا کر دیا۔ اس پر یہ اشکال نہ کیا جائے کہ ایک پرچہ سر انگشت کے برابر میزان کے پلڑے کو کیسے جھکا دے گا اس لئے کہ اللہ جل شانہ کے یہاں اخلاص کی قدر ہے اور جتنا بھی اخلاص زیادہ ہوگا اتنا ہی وزن زیادہ ہوگا۔ حدیث بطاقہ میں ایک کاغذ کا پرچہ جس پر کلمہ شہادت لکھا ہوا تھا وہ ننانوے دفتروں کے مقابلہ میں اور ہر دفتر اتنا بڑا کہ منتہائے نظر تک ڈھیر لگا ہوا تھا غالب آگیا۔ یہ حدیث مفصل اس ناکارہ کے رسالہ فضائل ذکر باب دوم فصل سوم کی نمبر ۱۴ پر گزر چکی ہے جس کا جی چاہے مفصل وہاں دیکھے اور اس میں یہ بھی ہے کہ اللہ کے نام کے مقابلہ میں کوئی چیز بھاری نہیں ہو سکتی۔ اور اس رسالہ میں متعدد روایات اسی مضمون کی گزر چکی ہیں کہ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے یہاں وزن اخلاص کا ہے۔ فصل پنجم حکایات کے ذیل میں حکایت نمبر ۴۰ پر بھی اس کے متعلق ایک مضمون آ رہا ہے۔

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَيُّمَا رَجُلٍ
مُسْلِمٍ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهٗ صَدَقَةٌ فَلْيَقُلْ فِيْ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جس
کے پاس صدقہ کرنے کو کچھ نہ ہو وہ یوں دعا

دُعَائِهٖ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ فَاِنَّهَا زَكٰوةٌ وَقَالَ لَا يَشْبَعُ الْمُؤْمِنُ خَيْرًا حَتّٰى يَكُوْنَ مُنْتَهَاهُ الْجَنَّةُ

رواه ابن حبان في صحيحه كذا في الترغيب وبسط السخاوي في تخريجه وعزاه السيوطي في الدر الى الادب المفرد للبخاري۔

کرے اَللّٰهُمَّ صَلِّ سے اخیر تک اے اللہ درود بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تیرے بندے ہیں اور تیرے رسول ہیں اور رحمت بھیج مومن مردوں اور مومن عورتوں پر اور مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں پر پس یہ دعا اس کے لیے زکوٰۃ یعنی صدقہ ہونے کے قائم مقام ہے اور مومن کا پیٹ کسی خیر سے کبھی نہیں بھرتا یہاں تک کہ وہ جنت میں پہنچ جاوے۔

ف: علامہ سخاویؒ نے لکھا ہے کہ حافظ ابن حبان نے اس حدیث پر یہ فصل باندھی ہے اس چیز کا بیان کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا صدقہ نہ ہونے کی صورت میں صدقہ کے قائم مقام ہو جاتا ہے۔ علماء میں اس بات میں اختلاف ہے کہ صدقہ افضل ہے یا حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ حضور پر درود صدقہ سے بھی افضل ہے اس لیے کہ صدقہ صرف ایک ایسا فریضہ ہے جو بندوں پر ہے اور درود شریف ایسا فریضہ ہے جو بندوں پر فرض ہونے کے علاوہ حق تعالیٰ شانہ اور اس کے فرشتے بھی اس عمل کو کرتے ہیں، اگرچہ علامہ سخاویؒ خود اس کے موافق نہیں ہیں۔ علامہ سخاویؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے حضور کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ مجھ پر درود بھیجا کرو اس لیے کہ مجھ پر درود بھیجنا تمہارے لیے زکوٰۃ (صدقہ) کے حکم میں ہے۔ ایک اور حدیث سے نقل کیا ہے کہ مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو کہ وہ تمہارے لیے زکوٰۃ (صدقہ) ہے۔ حضرت علیؓ کی حدیث سے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ تمہارا مجھ پر درود بھیجنا تمہاری دعاؤں کو محفوظ کرنے والا ہے۔ تمہارے رب کی رضا کا سبب ہے اور تمہارے اعمال کی زکوٰۃ ہے، اعمال کو بڑھانے والا اور [illegible] ہے۔ حضرت انسؓ کی حدیث سے حضور کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ مجھ پر درود بھیجا کرو [illegible] کفارہ ہے اور زکوٰۃ یعنی صدقہ ہے [illegible]

ہیں پھر تو اس کو [illegible] سے گو صدقہ فضائل علم میں نقل کیا ہے اور جماعت مرقات وغیرہ نے
خیر سے علم مراد لیا ہے۔ اگرچہ خیر کا لفظ عام ہے اور ہر خیر کی چیز اور ہر نیکی کو شامل ہے اور
مطلب ظاہر ہے کہ مومن کامل کا پیٹ نیکیاں کمانے سے کبھی نہیں بھرتا۔ وہ ہر وقت اس
کوشش میں رہتا ہے کہ جو نیکی جس طرح اس کو مل جائے وہ حاصل ہو جائے۔ اگر یہ
حدیث صدقہ میں ہے تو درود شریف ہی سے صدقہ کی فضیلت حاصل کرے سخاوی
کے نزدیک خیر کا لفظ علی العموم ہی زیادہ بہتر ہے کہ وہ علم اور دوسری چیزوں کو شامل
ہے لیکن جماعت محدثین نے بھی صاحب مرقات وغیرہ کے اتباع میں خیر سے علم
مراد لیا ہے اس لیے وہ تحریر فرماتے ہیں ہرگز نہیں سیر ہوتا مومن خیر سے یعنی علم سے یعنی
ہمیشہ طلب علم میں رہتا ہے اور اس کی برکت سے جنت میں جا پہنچتا ہے۔ اس حدیث
میں تو خیر کی [illegible] جو لوگ دنیا [illegible] ہوتا ہے شہرت ہوتی ہے اور اس وجہ کو حاصل کرے [illegible]
اس [illegible] مشغول ہوتے ہیں [illegible] حاصل کرنے سے [illegible] اور کہتے ہیں کہ خیر
ہو سکتا ہے کہ [illegible] فضیلت کے [illegible] جنت میں [illegible] مگر نہیں اس کی [illegible]

تکملہ: اس فصل کو قرآن پاک کی دو آیتوں اور دس احادیث شریفہ پر ختم
کرتا ہوں کہ اس کی روایات بہت کثرت سے ہیں جن کا احصا بھی اس مختصر رسالہ میں دشوار
ہے اور سعادت کی بات یہ ہے کہ اگر ایک بھی فضیلت نہ ہوتی تب بھی حضور اقدس صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم کے احسانات امت پر اس قدر ہیں کہ ان کا شمار
ہو سکتا ہے نہ ان کی حق ادائیگی ہو سکتی ہے اس بنا پر جتنا بھی زیادہ وقت زیادہ آدمی درود
پاک میں رطب اللسان رہتا وہ کم تھا چہ جائیکہ اللہ جل شانہ نے اپنے لطف وکرم سے
حق ادائیگی کے اوپر بھی سینکڑوں اجر وثواب اور انعامات فرما دیے۔ حافظ سخاوی نے
بعض ان انعامات کی طرف اشارہ کیا ہے جو درود شریف پر مرتب ہوتے ہیں۔ وہ لکھتے
ہیں باب ثانی درود شریف کے ثواب میں اللہ جل شانہ کا بندہ پر درود بھیجنا اس
کے فرشتوں کا درود بھیجنا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا خود اس پر درود بھیجنا۔ درود
درود پڑھنے والوں کی خطاؤں کا کفارہ ہونا اور ان کے عمل کو پاکیزہ بنا دینا اور ان کے

درجات کا بلند ہونا اور گناہوں کا معاف ہونا اور خود درود کا مغفرت طلب کرنا درود پڑھنے والے کے لیے اور اس کے نامۂ اعمال میں ایک قیراط کے برابر ثواب کا لکھا جانا اور قیراط بھی وہ جو احد پہاڑ کے برابر ہو اور اس کے اعمال کا بہت بڑی ترازو میں تلنا اور جو شخص اپنی ساری دعاؤں کو درود بنادے اس کے دنیا و آخرت کے سارے کاموں کی کفایت جیسا کہ نمبر ۹ پر حضرت ابیؓ کی حدیث میں گزر چکا اور خطاؤں کو مٹا دینا اور اس کے ثواب کا غلاموں کے آزاد کرنے سے زیادہ ہونا اور اس کی وجہ سے خطرات سے نجات پانا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قیامت کے دن اس کے لیے شاہد و گواہ بننا اور آپ کی شفاعت کا واجب ہونا اور اللہ کی رضا اور اس کی رحمت کا نازل ہونا اور اس کی ناراضگی سے امن کا حاصل ہونا اور قیامت کے دن عرش کے سایہ میں داخل ہونا اور اعمال کے تلنے کے وقت نیک اعمال کے پلڑے کا جھکنا اور حوض کوثر پر حاضری کا نصیب ہونا اور قیامت کے دن کی پیاس سے امن نصیب ہونا اور جہنم کی آگ سے خلاصی کا نصیب ہونا اور پل صراط پر سہولت سے گزر جانا اور مرنے سے پہلے اپنا مقرب ٹھکانہ جنت میں دیکھ لینا اور جنت میں بہت ساری بیبیوں کا ملنا اور اس کے ثواب کا بیس جہادوں سے زیادہ ہونا اور نادار کے لیے صدقہ کے قائم مقام ہونا اور درود شریف زکوٰۃ ہے اور طہارت ہے اور اس کی وجہ سے مال میں برکت ہوتی ہے اور اس کی برکت سے سو بلکہ اس سے بھی زیادہ حاجتیں پوری ہوتی ہیں اور یہ عبادت تو ہے ہی اور اعمال میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہے اور مجالس کے لیے زینت ہے اور فقر کو اور تنگیٔ معیشت کو دور کرتا ہے اور اس کے ذریعہ سے اسباب خیر تلاش کیے جاتے ہیں اور یہ کہ درود پڑھنے والا قیامت کے دن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ قریب ہوگا اور اس کی برکات سے خود درود پڑھنے والا اور اس کے بیٹے اور پوتے نفع اٹھاتے ہیں اور وہ بھی منتفع ہوتا ہے جس کو درود شریف کا ایصال ثواب کیا جائے اور اللہ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں تقرب حاصل ہوتا ہے اور وہ بیشک نور ہے اور دشمنوں پر غلبہ حاصل ہونے کا ذریعہ ہے اور دلوں کو نفاق سے اور زنگ سے پاک

کرتا ہے اور لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا ہونے کا ذریعہ ہے اور خواب میں حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا ذریعہ ہے اور اس کا پڑھنے والا اس سے محفوظ رہتا ہے کہ لوگ اس کی غیبت کریں۔ درود شریف بہت بابرکت اعمال میں سے ہے اور افضل ترین اعمال میں سے ہے اور دین و دنیا دونوں میں سب سے زیادہ نفع دینے والا ہے اور اس کے علاوہ بہت سے ثواب جو سمجھدار کے لیے اس میں رغبت پیدا کرنے والے ہیں ایسا سمجھدار جو اعمال کے ذخیروں کے جمع کرنے پر حریص ہو اور اعمال کے ثمرات حاصل کرنا چاہتا ہو۔ علامہ سخاویؒ نے باب کے شروع میں یہ اجمالی مضمون ذکر کرنے کے بعد پھر ان مضامین کی روایات کو تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ جن میں سے بعض فصل اول میں گزر چکی ہیں اور بعض فصل ثانی میں آ رہی ہیں۔ اور ان روایات کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ ان احادیث میں اس عبادت کی شرافت پر بڑی دلیل ہے کہ اللہ جل شانہ کا درود، درود پڑھنے والے پر المضاعف (یعنی دس گنا) ہوتا ہے۔ اور اس کی نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے، گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے، درجات بلند ہوتے ہیں [illegible] ہو سکتا ہو سید السادات اور معدن السعادات پر درود کی کثرت کیا کرو۔ اس لیے کہ وہ وسیلہ ہے مسرتوں کے حصول کا اور ذریعہ ہے بہترین عطاؤں کا اور ذریعہ ہے مضرات سے حفاظت کا اور تیرے لیے ہر ایک درود کے بدلہ میں جو تو پڑھے دس درودیں ہیں جبار ارضین والسموات کی طرف سے اور درود ہے اس کے شکر کی طرف سے [illegible] ایک اور جگہ اقلیشی کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ کون سا وسیلہ زیادہ شفاعت والا اور کون سا عمل زیادہ نفع والا ہو سکتا ہے اس ذات اقدس پر درود کے مقابلہ میں جس پر اللہ جل شانہ درود بھیجتے ہیں اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اور اللہ جل شانہ نے اس کو قرب و محبت میں اپنی ذات کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے۔ [illegible] پس جہاں تک ہو سکے درود شریف پڑھا کر [illegible] تیرے اعمال صاف ستھرے ہو جائیں گے [illegible] تیرا قلب منور

ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ شانہ کی رضا حاصل ہوگی۔ قیامت کے سخت ترین وحشت ناک دن میں امن نصیب ہوگا۔

دوسری فصل

خاص خاص درود کے خاص خاص فضائل کے بیان میں

۱- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ لَيْلٰى قَالَ لَقِيَنِيْ كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ فَقَالَ أَلَا أُهْدِيْ لَكَ هَدِيَّةً سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ بَلٰى فَأَهْدِهَا لِيْ فَقَالَ سَأَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ الصَّلٰوةُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ عَلَّمَنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

[illegible]

[illegible]

حضرت عبد الرحمٰن کہتے ہیں کہ مجھے حضرت کعبؓ کی ملاقات ہوئی وہ فرمانے لگے کہ میں تجھے ایک ایسا ہدیہ دوں جو میں نے حضورؐ سے سنا ہے میں نے عرض کیا ضرور مرحمت فرمائیے انہوں نے فرمایا کہ ہم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ آپ پر درود کن الفاظ سے پڑھا جائے یہ تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتا دیا کہ آپ پر سلام کس طرح بھیجیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس طرح درود پڑھا کرو۔ اللّٰھم صل سے آخر تک یعنی اے اللہ درود بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی آل پر جیسا کہ آپ نے درود بھیجا حضرت ابراہیم پر اور ان کی آل پر بیشک تو ستودہ صفات ہے بزرگ ہے [illegible] اے اللہ برکت نازل فرما محمد پر اور ان کی آل پر جیسا کہ برکت نازل کی تو نے حضرت ابراہیم پر اور ان کی آل پر [illegible]

جعلتہا علی ابراہیم وعلی آلِ ابراہیم ... بے شک آپ ستودہ صفات

فی الموضعین) بزرگ ہیں.

ف۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ان حضرات کے ہاں یعنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں مدنوں اور دوستوں کے لیے ہدیہ کھانے پینے کی چیزوں کے بہترین تحائف اور بہترین ہدیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر شریف حضور کی احادیث حضور کے حالات ان چیزوں کی قدر ان حضرات کے ہاں مادی چیزوں سے کہیں زیادہ تھی جیسا کہ ان کے حالات اس کے شاہد عدل ہیں۔ اسی بنا پر حضرت کعب نے اس کو ہدیہ تعبیر کیا۔ یہ حدیث نہایت مشہور ہے۔ حدیث کی سب کتابوں میں بہت کثرت سے ذکر کی گئی ہے۔ روایت سے معلوم ہوا کہ مختصر اور مفصل الفاظ میں نقل کی گئی ہے۔ متعدد صحابہ سے روایت میں اس کے بہت سے طرق اور مختلف الفاظ نقل کیے ہیں۔ ایک حدیث میں حضرت حسن بصری سے مرسلاً نقل کرتے ہیں کہ جب آیت شریفہ اِنَّ اللہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ الخ نازل ہوئی تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ سلام کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہے کہ سلام کس طرح کریں اب یہ ارشاد فرمائیے کہ درود شریف کس طرح پڑھیں تو حضور نے فرمایا کہ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَبَرَكَاتِكَ ... پڑھا کرو۔ دوسری حدیث میں ابو مسعود انصاری سے نقل کیا ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ کی مجلس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ حضرت بشیر بن سعد نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کو اللہ جل شانہ نے حکم دیا ہے کہ آپ پر درود بھیجا کریں۔ پس ارشاد فرمائیے کہ کس طرح آپ پر درود بھیجا کریں۔ حضور نے سکوت فرمایا یہاں تک کہ ہم تمنا کرنے لگے کہ وہ شخص سوال ہی نہ کرتا۔ پھر حضور نے ارشاد فرمایا یوں کہا کرو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ الخ (مسلم، ابوداؤد وغیرہ) نے ... اس کا مطلب کہ ہم اس کی تمنا کرنے لگے یہ ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سمجھ کہ حضور ... کہیں ... اس بات کے جواب میں ... کوئی وحی ... فرمایا ... سے کسی کی ناگواری ہوئی ہے۔ ... حضرت ... کی روایت سے یہ نقل کیا ...

تو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا یہاں تک کہ حضور پر وحی نازل ہوئی۔ مسند احمد و ابن حبان وغیرہ میں ایک اور روایت سے نقل کیا ہے کہ ایک صحابی حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور کے سامنے بیٹھ گئے۔ ہم لوگ مجلس میں حاضر تھے انہوں نے سوال کیا یا رسول اللہ سلام کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہو گیا جب ہم نماز پڑھا کریں تو اس میں آپ پر درود کیسے پڑھا کریں۔ حضور نے اتنا سکوت فرمایا کہ ہم لوگوں کو یہ خواہش ہونے لگی کہ یہ شخص سوال ہی نہ کرتا۔ اس کے بعد حضور نے فرمایا کہ جب نماز پڑھا کرو تو یہ درود پڑھا کرو۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ الخ

ایک اور روایت میں عبد الرحمن بن بشیر سے نقل کیا ہے۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ اللہ جل شانہ نے ہمیں صلوٰۃ و سلام کا حکم دیا ہے سلام تو ہمیں معلوم ہو گیا آپ پر درود کیسے پڑھا کریں تو حضور نے فرمایا یوں پڑھا کرو۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ مسند احمد ترمذی بیہقی وغیرہ کی روایات میں ذکر کیا گیا ہے کہ جب آیت شریفہ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ الاٰیۃ نازل ہوئی تو ایک صاحب نے عرض کیا یا رسول اللہ سلام تو ہمیں معلوم ہو گیا۔ آپ پر درود کیسے پڑھا کریں تو حضور نے ان کو درود تعلیم فرمایا اور بھی بہت سی روایات میں اس قسم کے مضمون ذکر کیے گئے ہیں۔ ان روایات کی بنا پر اختلاف ہو گیا ہے جو اختلاف روایات میں نقل کرتے ہیں کہ مختلف وجوہ بیان کی ہیں اس جگہ ظاہر یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف دعا کو مختلف اوقات میں فرمایا تاکہ کوئی لفظ خاص ضروری واجب نہ بن جائے۔ اگرچہ نفس درود شریف واجب ہے جیسا کہ فصل رابع میں آ رہا ہے اور درود شریف کے کسی خاص لفظ کا وجوب نہیں ہے کوئی سا لفظ واجب نہیں۔ یہ درود شریف جو اس فصل کے شروع میں لکھا جا چکا ہے۔ یہ بخاری شریف کی روایت ہے جو سب سے زیادہ صحیح ہے اور حنفیہ کے نزدیک نماز میں اسی کا پڑھنا اولیٰ ہے جیسا کہ علامہ شامی نے لکھا ہے کہ حضرت امام محمد سے کسی نے دریافت کیا کہ درود شریف کن الفاظ سے پڑھے تو انہوں نے یہی درود شریف پڑھ کر بتایا جو اس فصل کے شروع میں لکھا گیا اور یہ درود موافق ہے ان کے تمام [illegible]

ذخیرہ میں ہے۔ علامہ شامیؒ نے یہ عبارت شرح منیہ سے نقل کی ہے۔ شرح منیہ کی عبارت یہ ہے کہ یہ درود موافق ہے اس کے جو صحیحین میں کعب بن عجرہؓ سے نقل کیا گیا ہے اور کعب بن عجرہؓ کی بھی روایت ہے جو اوپر گزری۔ علامہ سخاویؒ کہتے ہیں کہ حضرت کعبؓ کی حدیث سے ان الفاظ کی تعیین ہوتی ہے جو حضورؐ نے اپنے صحابہؓ کو آیت شریفہ کے امر میں سکھائے تھے۔ اور بھی بہت سے اکابر سے اس کا افضل ہونا نقل کیا گیا ہے۔ ایک جگہ علامہ سخاویؒ لکھتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کے اس سوال پر کہ ہم درود کس طرح پڑھیں اللہ جل شانہ نے صلوٰۃ وسلام کا حکم دیا ہے تو کونسا درود پڑھیں حضورؐ نے یہ تعلیم فرمایا، جس سے معلوم ہوا کہ یہ سب سے افضل ہے۔ امام نوویؒ نے اپنی کتاب روضہ میں تو یہاں تک لکھ دیا ہے کہ اگر کوئی شخص یہ قسم کھا بیٹھے کہ میں سب سے افضل درود پڑھوں گا تو اسی درود کے پڑھنے سے قسم پوری ہو جائے گی۔ [illegible] بر محققین سے نقل ہے کہ یہ درود شریف سب سے زیادہ صحیح ہے اور سب سے زیادہ افضل ہے نماز میں اور غیر نماز میں اسی کا اہتمام کرنا چاہئے۔ یہاں ایک بات قابل تنبیہ یہ ہے کہ درمختار کے بعض نسخوں میں کاتب کی غلطی سے محققین کی یہ عبارت بجائے اس درود شریف کے ایک دوسرے درود کے ضمیمہ پر لکھ دی گئی اس کا لحاظ رہے۔ اس کے بعد اس حدیث شریف میں چند فوائد قابل ذکر ہیں۔ اوّل یہ کہ صحابہ کرامؓ کا یہ عرض کرنا کہ سلام تو ہم جان چکے ہیں اس سے مراد التحیات کے اندر اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ ہے۔ علامہ سخاویؒ کہتے ہیں کہ ہمارے شیخ یعنی حافظ ابن حجرؒ کے نزدیک یہی مطلب راجح ہے۔ اور یہی امام بیہقیؒ سے بھی نقل کیا گیا ہے۔

اور اس کے علاوہ اور بھی متعدد مطالب ہیں جن کو [illegible] نقل کیا ہے۔ ۲۔ ایک [illegible] کیا [illegible] کہ جب کسی چیز کے ساتھ تشبیہ دی جاتی ہے [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

ہوتا ہے۔ اس کے بھی اوجز میں کئی جواب دیئے گئے ہیں اور حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں دس جواب دیئے ہیں۔ کوئی عالم ہو تو خود دیکھ لے، غیر عالم ہو تو کسی عالم سے زبانی دریافت کر لے۔ سب سے آسان جواب یہ ہے کہ قاعدہ اکثریہ تو یہی ہے جو اوپر گزرا لیکن بسا اوقات بعض مصالح سے اس کا الٹا ہوتا ہے جیسے قرآن پاک کے درمیان میں اللہ جل شانہ کے نور کے متعلق ارشاد ہے مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ الآیۃ ترجمہ اس کے نور کی مثال اس طاق کی سی ہے جس میں چراغ ہو۔ اخیر آیت تک۔ حالانکہ اللہ جل شانہ کے نور کو چراغوں کے نور کے ساتھ کیا مناسبت۔ ۲۔ یہ بھی مشہور اشکال ہے کہ حضرات انبیاء کرام علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام میں حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی کے درود کو کیوں ذکر کیا۔ اس کے بھی اوجز میں کئی جواب دیئے گئے ہیں۔ حضرت اقدس تھانوی نور اللہ مرقدہ نے بھی زاد السعید میں کئی جواب ارشاد فرمائے ہیں۔ بندے کے نزدیک تو زیادہ پسندیدہ جواب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ جل شانہ نے اپنا خلیل قرار دیا ہے جیسا کہ ارشاد ہے وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا۔ لہٰذا جو درود اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ہوگا وہ محبت کی لائن کا ہوگا اور محبت کی لائن کی ساری چیزیں سب سے اونچی ہوتی ہیں۔ لہٰذا جو درود محبت کی لائن کا ہوگا وہ یقیناً سب سے زیادہ لذیذ اور اونچا ہوگا۔ چنانچہ ہمارے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ جل شانہ نے اپنا حبیب قرار دیا۔ حبیب بنایا، اسی لیے دونوں کا درود ایک دوسرے کے مشابہ ہوا۔ مشکوٰۃ میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے قصہ نقل کیا گیا ہے کہ صحابہؓ کی ایک جماعت انبیاء کا تذکرہ کر رہی تھی کہ حق تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو خلیل بنایا اور حضرت موسیٰؑ سے کلام کیا حضرت عیسیٰؑ اللہ کا کلمہ اور روح ہیں اور حضرت آدمؑ کو حق تعالیٰ نے صفی قرار دیا۔ اتنے میں حضور تشریف لے آئے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا میں نے تمہاری گفتگو سنی۔ بیشک ابراہیمؑ خلیل اللہ ہیں اور موسیٰؑ نجی اللہ ہیں (یعنی ہمکلام) بے شک ہیں اور عیسیٰؑ روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں اور آدمؑ صفی اللہ ہیں لیکن بات یوں ہے غور سے سنو کہ میں اللہ کا حبیب ہوں اور اس پر کوئی فخر نہیں اور قیامت کے دن حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا اور اس پر فخر نہیں

کے نیچے آدمؑ اور سارے انبیاء ہوں گے اور اس پر فخر نہیں کرتا، اور قیامت کے دن سب سے پہلے میں شفاعت کرنے والا ہوں گا اور سب سے پہلے جس کی شفاعت قبول کی جائے گی وہ میں ہوں گا اور اس پر بھی میں کوئی فخر نہیں کرتا، اور سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھلوانے والا میں ہوں گا اور سب سے پہلے جنت میں میں اور میری امت کے فقراء داخل ہوں گے اور اس پر بھی کوئی فخر نہیں کرتا، اور میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ مکرم ہوں اولین اور آخرین میں اور کوئی فخر نہیں کرتا۔ اور بھی متعدد روایات سے حضورؐ کا حبیب اللہ ہونا معلوم ہوتا ہے۔ خلت اور محبت میں جو مناسبت ہے وہ ظاہر ہے اسی لئے ایک کے درود کو دوسرے کے درود کے ساتھ تشبیہ دی اور چونکہ حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء میں ہیں اس لئے بھی مَنْ اَشْبَهَ اَبَاهُ فَمَا ظَلَمَ آباء و اجداد کے ساتھ مشابہت بہتر ہے۔ مشکوٰۃ کے حاشیہ پر لمعات سے اس میں ایک نکتہ یہ بھی لکھا ہے وہ یہ کہ حبیب کا رتبہ سب سے اونچا ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ حبیب اللہ کا لفظ جامع ہے خلت کو اور کلیم اللہ ہونے کو بھی اور صفی اللہ ہونے کو بھی بلکہ ان سے زائد چیزوں کو بھی جو دوسروں کے لئے ثابت نہیں اور وہ اللہ کا محبوب ہونا ہے ایک خاص محبت کے ساتھ جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ساتھ مخصوص ہے۔

۲۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ یَّکْتَالَ بِالْمِکْیَالِ الْاَوْفٰی اِذَا صَلّٰی عَلَیْنَا اَهْلَ الْبَیْتِ فَلْیَقُلْ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِهٖ وَاَهْلِ بَیْتِهٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ	حضرت ابوہریرہؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص یہ چاہتا ہو کہ جب وہ درود پڑھے ہم سب گھر والوں پر تو اس کو خوب بہت بڑے پیمانہ میں بھر کر ملے تو وہ ان الفاظ سے درود پڑھا کرے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ اخیر تک ترجمہ اے اللہ درود بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو نبی اُمّی ہیں اور ان کی بیبیوں پر جو سارے مسلمانوں کی مائیں ہیں اور آپ کی

مَّجِيدٌ. رواه ابو داؤد وذكره السخاوى بطرق عديدة)

آل اولاد پر اور آپ کے گھرانے پر جیسا کہ درود بھیجا آپ نے آل ابراہیم پر بیشک آپ ہی سزاوار حمد ہیں بزرگ ہیں۔

ف: نبی امّی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص لقب ہے اور یہ لقب آپ کا تورات انجیل اور تمام کتابوں میں جو آسمان سے اتریں ذکر کیا گیا ہے (کذا فی المظاہر)

آپ کو نبی امّی کیوں کہا جاتا ہے؟ اس میں علماء کے بہت سے اقوال ہیں جن کو شروح حدیث مرقات وغیرہ میں تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے مشہور قول یہ ہے کہ امّی ان پڑھ کو کہتے ہیں کہ جو پڑھنا لکھنا نہ جانتا ہو اور یہ چونکہ اہم ترین معجزہ ہے کہ جو شخص پڑھنا لکھنا نہ جانتا ہو وہ ایسا فصیح و بلیغ قرآن پاک لوگوں کو پڑھا جائے۔ لہٰذا اسی معجزہ کی وجہ سے کتب سابقہ میں اسی لقب کو ذکر کیا گیا ہے۔

یتیمے کہ ناکردہ قرآں درست کتب خانۂ چند ملت بشست

"وہ یتیم کہ اس نے پڑھنا بھی نہ سیکھا اس نے کتنے ہی مذہبوں کے کتب خانے دھو دیئے یعنی منسوخ کر دیئے"

نگارِ من کہ بمکتب نرفت و خط ننوشت بغمزہ مسئلہ آموز صد مدرس شد

"میرا محبوب جو کبھی مکتب میں بھی نہیں گیا لکھنا بھی نہیں سیکھا وہ غمزہ اشارہ سے سینکڑوں مدرسوں کا معلم ہو گیا"

حضرت اقدس شیخ المشائخ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب حرزِ ثمین میں تحریر فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے ان الفاظ کے ساتھ درود شریف کا حکم فرمایا تھا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ میں نے خواب میں اس درود شریف کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پڑھا تو حضورؐ نے اس کو پسند فرمایا۔ اس کا مطلب کہ پیمانہ سے بھر کر ناپا جائے یہ ہے کہ عرب میں کھجور غلہ وغیرہ چیزیں ناپ کر بکتی تھیں جیسا کہ ہمارے شہروں میں یہ چیزیں وزن سے بکتی ہیں تو جتنے بڑے پیمانہ کا ملے گویا جتنی بڑی ترازو ہوا اور گویا حدیث پاک کا مطلب یہ ہوا کہ جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اس کے درود کا ثواب بہت بڑی ترازو میں تولا جائے اور ظاہر ہے کہ بہت بڑی ترازو میں وہی چیز تولی جائے گی جس کی مقدار بہت زیادہ ہوگی، تھوڑی مقدار بڑی ترازو میں

تولی بھی نہیں جا سکتی۔ جن ترازوؤں میں حکام کے اکثر تولے جاتے ہیں ان میں اگر [illegible] میں بھی نہیں آ سکتی یا سنگ میں رہ جائے گی۔ ملا علی قاریؒ نے اور اس سے قبل علامہ سخاویؒ نے یہ لکھا ہے کہ جو چیزیں تھوڑی مقدار میں ہوا کرتی ہیں وہ ترازو میں تولی جاتی ہیں اور جو زیادہ مقدار میں ہوا کرتی ہیں وہ تمام صورت پیمانوں ہی میں ناپی جاتی ہیں کہ ترازو میں ان کا آنا مشکل ہوتا ہے۔ علامہ سخاویؒ نے حضرت ابو مسعودؓ سے بھی حضور کا یہی ارشاد نقل کیا ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حدیث سے بھی یہی نقل کیا ہے کہ جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اس کا درود بہت بڑے پیمانے سے ناپا جائے جب وہ ہم اہل بیت پر درود بھیجے تو یوں پڑھے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ امام حسن بصریؒ سے یہ نقل کیا ہے کہ جو شخص یہ چاہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض سے بھر پور پیالہ پیے وہ یہ درود پڑھا کرے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَوْلَادِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ وَاَصْهَارِهٖ وَاَنْصَارِهٖ وَاَشْيَاعِهٖ وَمُحِبِّيْهِ وَاُمَّتِهٖ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ اَجْمَعِيْنَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔ اس حدیث کو قاضی عیاضؒ نے بھی شفا میں نقل کیا ہے ؎

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

۱۳۔ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْثِرُوا الصَّلٰوةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاِنَّهٗ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ تَشْهَدُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَاِنَّ اَحَدًا لَّنْ يُّصَلِّيَ عَلَيَّ اِلَّا عُرِضَتْ عَلَيَّ صَلٰوتُهٗ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهَا قَالَ قُلْتُ

حضرت ابو الدرداءؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ میرے اوپر جمعہ کے دن کثرت سے درود بھیجا کرو اس لیے کہ یہ ایسا مبارک دن ہے کہ ملائکہ اس میں حاضر ہوتے ہیں اور جب کوئی شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے تو وہ درود اس کے فارغ ہوتے ہی مجھ پر پیش کیا جاتا ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ

وَبَعْدَ الْمَوْتِ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ۔

رواہ ابن ماجۃ باسناد جید کذا فی الترغیب زاد السخاوی فی آخر الحدیث فنبی اللہ حی یرزق

کے انتقال کے بعد بھی؟ حضور نے ارشاد فرمایا ہاں انتقال کے بعد بھی۔ اللہ جل شانہ نے زمین پر یہ بات حرام کر دی ہے کہ وہ انبیاء کے بدنوں کو کھائے پس اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے رزق دیا جاتا ہے۔

وبسط فی تخریجہ وتخریج معناہ عن عدۃ من الصحابۃ وقال [illegible] مختلفۃ،

ف: ملا علی قاری کہتے ہیں کہ اللہ جل شانہ نے انبیاء کے اجساد کو زمین پر حرام کر دیا۔ پس کوئی فرق نہیں ہے ان کے لیے دونوں حالتوں یعنی زندگی اور موت میں۔ اور اس حدیث پاک میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ درود روح مبارک اور بدن مبارک دونوں پر پیش ہوتا ہے اور حضور کا یہ ارشاد کہ اللہ کا نبی زندہ ہے رزق دیا جاتا ہے اس سے مراد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات ہو سکتی ہے اور ظاہر یہ ہے کہ اس سے ہر نبی مراد ہے۔ اس لیے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قبر میں کھڑے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا اور اسی طرح حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی دیکھا جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث میں ہے اور یہ حدیث کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں نماز پڑھتے ہیں صحیح ہے اور رزق سے رزق معنوی بھی ہو سکتا ہے اور اس میں بھی کوئی مانع نہیں کہ رزق حسی مراد ہو [illegible] اور متبادر [illegible]۔ علامہ سخاوی نے یہ حدیث بہت سے طرق سے نقل کی ہے حضرت [illegible] سے حضور کا ارشاد نقل کیا ہے [illegible] اس دن میں حضرت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حضور نے ارشاد فرمایا کہ اللہ جل شانہ نے زمین پر یہ بات حرام کر دی ہے کہ وہ انبیاء کے بدنوں کو کھائے۔ حضرت ابو امامہ کی حدیث سے بھی حضور کا یہ ارشاد

ترغیب ہے کہ میرے اوپر جمعہ کے دن کثرت سے درود بھیجا کرو اس لیے کہ ہر جمعہ
کو تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے پس جو شخص سب سے زیادہ مجھ پر درود
زیادہ بھیجنے والا ہوگا وہ درجہ میں سب سے زیادہ قریب ہوگا۔ [illegible]
[illegible] جمعہ کے دن [illegible] قریب ہوگا [illegible]
ہوں گے۔ حضرت ابو مسعود انصاریؓ کی حدیث سے بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد
نقل کیا ہے کہ جمعہ کے دن میرے اوپر کثرت سے درود بھیجا کرو اس لیے کہ جو شخص بھی
جمعہ کے دن مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ مجھ پر فوراً پیش ہوتا ہے۔ حضرت عمرؓ کی حدیث
میں حضورؐ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ میرے اوپر روشن رات یعنی جمعہ کی رات اور روشن دن (یعنی
جمعہ کے دن) میں کثرت سے درود بھیجا کرو اس لیے کہ تمہارا درود مجھ پر پیش ہوتا ہے
تو میں تمہارے لیے دعا اور استغفار کرتا ہوں۔ اسی طرح حضرت ابن عمرؓ، حضرت انسؓ،
حضرت خالد بن معدانؓ وغیرہ سے حضورؐ کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے
درود بھیجا کرو۔ سلیمان بن سحیمؒ کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی
زیارت کی، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! جو لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور آپ
کی خدمت میں سلام کرتے ہیں کیا آپ کو اس کا پتہ چلتا ہے؟ حضورؐ نے فرمایا ہاں، اور میں ان
کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ ابراہیم بن شیبانؒ کہتے ہیں کہ میں نے حج کیا اور مدینہ
پاک حاضری ہوئی اور میں نے قبر اطہر کی طرف بڑھ کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں سلام عرض کیا تو میں نے روضۂ مطہرہ سے وعلیک السلام کی آواز سنی۔ جوہر منظم
میں حافظ ابن حجرؒ سے یہ نقل کیا گیا ہے کہ جمعہ کے دن درود شریف کی زیادہ فضیلت کی وجہ
یہ ہے کہ جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تمام
مخلوق کی سردار ہے اس لیے اس دن کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کے ساتھ
ایک خاص خصوصیت ہے جو اور دنوں کو نہیں۔ اور بعض لوگوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضور
اقدس صلی اللہ علیہ وسلم باپ کی پشت سے اپنی ماں کے پیٹ میں اسی دن تشریف
لائے تھے۔

علامہ سخاوی کہتے ہیں کہ جمعہ کے درود شریف کی فضیلت [illegible] ابو امامہ، ابو الدرداء، ابو مسعود، حضرت عمر اور [illegible] روایات [illegible] سے نقل کی گئی ہیں [illegible] کی روایت [illegible]

[illegible]

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةُ
عَلَيَّ نُوْرٌ عَلَى الصِّرَاطِ وَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ
يَوْمَ الْجُمُعَةِ ثَمَانِيْنَ مَرَّةً غُفِرَتْ لَهُ
ذُنُوْبُ ثَمَانِيْنَ عَامًا۔

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ مجھ پر درود پڑھنا پل صراط پر گزرنے کے وقت نور ہے اور جو شخص جمعہ کے دن اسی دفعہ مجھ پر درود بھیجے اس کے اسی سال کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

(ذکرہ السخاوی من عدۃ روایات ضعیفۃ بالفاظ مختلفۃ)

ف: علامہ سخاوی نے قول بدیع میں اس حدیث کو متعدد روایات سے جن میں بعض کا [illegible] کیا، اور صاحب اتحاف نے بھی شرح احیاء میں اس حدیث کو مختلف طرق سے نقل کیا ہے [illegible] جامع الصغیر میں ابو ہریرہ کی [illegible] حدیث [illegible] شرح میں جامع صغیر کے [illegible] حدیث [illegible] کہتے ہیں کہ یہ حدیث [illegible]

[illegible]

صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ۔ اور یہ پڑھ کر ایک گرہ کرے انگلی بند کرنے کا مطلب یہ ہے کہ انگلیوں پر شمار کیا جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے انگلیوں پر گننے کی ترغیب وارد ہوئی ہے اور ارشاد ہوا کہ انگلیوں پر گنا کرو اس لیے کہ قیامت میں ان کو گویائی دی جائے گی اور ان سے پوچھا جائے گا جیسا کہ فضائل ذکر فصل دوم کی حدیث ۱۸ میں یہ مضمون تفصیل سے ذکر کیا جا چکا۔ ہم لوگ اپنے ہاتھوں سے کتنے گناہ کرتے ہیں جب قیامت کے دن پیشی کے وقت میں ہاتھ اور انگلیاں وہ جرائم گنوائیں گی جو ان سے کیے گئے ہیں ان کے ساتھ نیکیاں بھی گنوائیں جو ان سے کی گئی ہیں۔ دارقطنی کی اس روایت کو حافظ سخاوی نے حسن بتایا ہے۔ حضرت انس سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن سو مرتبہ درود شریف پڑھے اس کے ساتھ قیامت کے دن ایک ایسی روشنی آئے گی کہ اگر اس روشنی کو ساری مخلوق میں تقسیم کیا جائے تو سب کو کافی ہو جائے۔ حضرت سہل بن عبداللہ سے نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلِّمْ اسّی دفعہ پڑھے اس کے اسّی سال کے گناہ معاف ہوں گے۔ [illegible] دوسری جگہ حضرت انس کی حدیث سے حضور کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے اور وہ قبول ہو جائے تو اس کے اسّی سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] بعض صوفیہ سے نقل کیا ہے۔

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

(۵) عَنْ رُوَيْفِعِ بْنِ ثَابِتٍ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حضرت رویفع حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص ان الفاظ سے

مَنْ قَالَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْهُ
الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ
الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اس کے لیے
میری شفاعت واجب ہو جاتی ہے۔

رواہ البزار والطبرانی فی الاوسط وبعض اسانیدھم حسن کذا فی الترغیب

ف: درود شریف کے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے اے اللہ! آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجئے اور ان کو قیامت کے دن ایسے مبارک ٹھکانے پر پہنچائیے جو آپ کے نزدیک مقرب ہو۔ مقعد مقرب یعنی مقرب ٹھکانے میں مختلف اقوال ہیں۔ علامہ سخاوی لکھتے ہیں کہ احتمال ہے کہ اس سے وسیلہ مراد ہو یا مقام محمود، یا آپ کا عرش پر تشریف رکھنا ہے یا وہ مقام عالی جو سب سے اعلیٰ وارفع ہے۔ حرز ثمین میں لکھا ہے کہ مقعد کو مقرب کے ساتھ اس لیے موصوف کیا ہے کہ جو شخص اس میں ہوتا ہے وہ مقرب ہوتا ہے۔ اس وجہ سے اس مقعد ہی کو مقرب قرار دیا اور اس کے مصداق میں علماء کے دو قول ہیں، ایک یہ ہے کہ کرسی پر تشریف فرما ہونا مراد ہے۔ ملا علی قاری کہتے ہیں کہ معنی قریب مقام محمود ہے اس لیے کہ روایت میں یوم القیامۃ کا لفظ ذکر کیا ہے۔ اور بعض نے کہا ہے مقرب عندک فی الجنۃ وارد آیا ہے یعنی وہ ٹھکانا جو جنت میں مقرب ہو اس سے مراد درجہ وسیلہ ہے جو جنت کے درجات میں سب سے اعلیٰ درجہ ہے۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دو مقام علیحدہ علیحدہ ہیں۔ ایک مقام تو وہ ہے جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو شفاعت کے میدان میں حق تعالیٰ کی دائیں جانب ملے گا جس پر اولین و آخرین سب کو رشک ہوگا اور دوسرا آپ کا مقام جنت میں جس سے اونچا کوئی درجہ نہیں۔ درود شریف کی ایک بہت طویل حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بہت لمبا خواب جس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخ، جنت وغیرہ اور بہت سے لوگوں کے ٹھکانے دیکھے، اس کے اخیر میں ہے کہ وہ دونوں فرشتے مجھے لے کر ایک مکان میں گئے جس سے زیادہ حسین اور بہتر مکان میں نے نہیں دیکھا تھا، اس میں بہت سے بوڑھے اور جوان اور عورتیں اور بچے تھے اس کے بعد وہاں سے نکال کر مجھے وہ ایک درخت پر

ہی یہ حمد ہے جو تیری شان کے مناسب ہے پس تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج جو تیری شان کے مناسب ہے اور ہمارے ساتھ بھی وہ معاملہ کر جو تیری شایان شان ہو بیشک تو ہی اس کا مستحق ہے کہ تجھ سے ڈرا جائے اور مغفرت کرنے والا ہے۔ ابو الفضل فرماتے ہیں کہ ایک شخص خراسان سے میرے پاس آیا اور اس نے یہ بیان کیا کہ میں مدینہ پاک میں تھا میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی۔ تو حضور نے مجھ سے یہ ارشاد فرمایا جب تو ہمدان جائے تو ابو الفضل بن زیرک کو میری طرف سے سلام کہہ دینا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کیا بات ہے؟ تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ وہ مجھ پر روزانہ سو مرتبہ یا اس سے زیادہ یہ درود پڑھا کرتا ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ جَزَى اللّٰهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنَّا مَا هُوَ أَهْلُهٗ ابو الفضل کہتے ہیں کہ اس شخص نے قسم کھائی کہ وہ مجھے یا میرے نام کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب دیکھنے سے پہلے نہیں جانتا تھا۔ ابو الفضل کہتے ہیں کہ میں نے اس کو کچھ غلہ دینا چاہا تو اس نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو بیچتا نہیں (یعنی اس کا کوئی معاوضہ نہیں لیتا) ابو الفضل کہتے ہیں کہ اس کے بعد پھر میں نے اس شخص کو نہیں دیکھا۔ اسی نوع کا ایک دوسرا قصہ حکایت میں ۳۵ پر آرہا ہے۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

(۷) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَيَّ فَإِنَّهٗ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِيْ إِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ اللّٰهِ

حضرت عبد اللہ بن عمرو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جب تم اذان سنا کرو جو الفاظ مؤذن کہے وہی تم بھی کہا کرو اس کے بعد مجھ پر درود بھیجا کرو اس لیے کہ جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجتا ہے اللہ جل شانہ اس پر دس دفعہ درود بھیجتے ہیں پھر حق تعالیٰ شانہ سے میرے لیے وسیلہ کی دعا کیا کرو وسیلہ جنت کا ایک درجہ ہے جو صرف ایک ہی شخص کو ملے گا اللہ کے بندوں میں سے

اَکُوْنَ اَنَا هُوَ فَمَنْ سَأَلَ لِیَ الْوَسِیْلَةَ حَلَّتْ عَلَیْهِ الشَّفَاعَةُ۔ (رواہ مسلم و ابو داؤد و الترمذی کذا فی الترغیب)

کہ وہ ایک شخص میں ہی ہوں پس جو شخص میرے لیے اللہ سے وسیلہ کی دعا کرے گا اس پر میری شفاعت اتر پڑے گی۔

ف: اتر پڑے گی کا مطلب یہ ہے کہ محقق ہو جائے گی۔ اس لیے کہ بعض روایات میں اس کی جگہ یہ لفظ ہے کہ اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو جائے گی۔ بخاری شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص اذان سنے اور یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَةَ وَالْفَضِیْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَا الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ اس کے لیے میری شفاعت اتر جاتی ہے۔ حضرت ابو الدرداءؓ سے نقل کیا گیا ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اذان سنتے تو خود بھی یہ دعا پڑھتے۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰتِهٖ سُؤْلَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اور حضور اتنی آواز سے پڑھا کرتے تھے کہ پاس والے اس کو سنتے تھے۔ متعدد احادیث سے علامہ سخاوی نے یہ مضمون نقل کیا ہے اور حضرت ابوہریرہؓ سے حضور کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جب مجھ پر درود پڑھا کرو تو میرے لیے وسیلہ بھی مانگا کرو۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ! وسیلہ کیا چیز ہے؟ حضور نے فرمایا کہ جنت کا اعلیٰ درجہ ہے جو صرف ایک ہی شخص کو ملے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ شخص میں ہی ہوں گا۔ علامہ سخاوی کہتے ہیں کہ وسیلہ کے اصل معنی لغت میں تو وہ چیز ہے کہ جس کی وجہ سے کسی بادشاہ یا کسی بڑے آدمی کی بارگاہ میں تقرب حاصل کیا جائے۔ لیکن اس جگہ ایک عالی درجہ مراد ہے جیسا کہ خود حدیث میں وارد ہے کہ وہ جنت کا ایک درجہ ہے۔ قرآن پاک کی آیت وَابْتَغُوْٓا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ کی تفسیر میں دو قول ہیں ایک تو یہ کہ اس سے وہی تقرب مراد ہے جو اوپر گزرا۔ حضرت ابن عباسؓ، مجاہد، عطاء وغیرہ سے یہی قول نقل کیا گیا ہے۔ قتادہ کہتے ہیں کہ اللہ کی طرف تقرب حاصل کرو اس چیز کے ساتھ جو اس کو راضی کر دے۔ واحدی، بغوی، زمخشری سے بھی یہی نقل کیا ہے کہ وسیلہ ہر وہ چیز ہے جس سے تقرب حاصل کیا جائے قرابت ہو یا کوئی عمل۔ دوسرا قول یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے توسل حاصل کرنا بھی اسی میں داخل ہے۔ حضرت عمرؓ نے

[illegible]

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ
لْيَقُلِ اللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ
فَضْلِكَ. رَوَاهُ اَبُوْ عَوَانَةَ فِيْ صَحِيْحِهٖ

بھیجا کرے اور یوں کہا کرے اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ
اَبْوَابَ فَضْلِکَ اے اللہ میرے لئے اپنے
فضل یعنی روزی کے دروازے کھول دے۔

وَاَبُوْ دَاؤدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَابْنُ حِبَّانَ فِيْ صَحِيْحَيْهِمَا كَذَا فِي التَّرْغِيْبِ

ف: مسجد میں جانے کے وقت رحمت کے دروازے کھلنے کی وجہ یہ ہے کہ مسجد میں جاتا ہے وہ اللہ کی عبادت میں مشغول ہونے کے لئے جاتا ہے وہ اللہ کی رحمت کا زیادہ محتاج ہے کہ وہ اپنی رحمت سے عبادت کی توفیق عطا فرمائے اور اس کو قبول فرمائے بعض علماء نے لکھا ہے دروازے رحمت کے کھولنا بسبب برکت اس مکان شریف کے ہے یا بسبب توفیق دینے نماز کی اس میں یا بسبب کھولنے متعلق نماز کے اور فضل سے خیال ہے کہ بعد نکلنے کے نماز سے اس کی طلب کو جاتا ہے اور اس میں قرآن پاک کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے جو سورۂ جمعہ میں وارد ہے فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ. حصن حصین میں حضرت فاطمہؓ کی حدیث سے نقل کیا ہے کہ جب مسجد میں داخل ہوا کرو تو حضور پر درود بھیجا کرو اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تو درود وسلام بھیجتے تھے یعنی خود اپنے اوپر اور یوں فرماتے رَبِّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اور جب مسجد سے نکلتے تب بھی اپنے اوپر درود وسلام بھیجتے اور فرماتے رَبِّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ. حضرت انسؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تو یوں پڑھا کرتے بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ اور جب باہر تشریف لاتے تب بھی یہ پڑھا کرتے بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ. حضرت ابن عمرؓ سے نقل کیا گیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نواسے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ سکھلایا تھا کہ جب وہ مسجد میں داخل ہو کریں تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا کریں اور یہ دعا پڑھا کریں اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَافْتَحْ لَنَا اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ

واپس ہوا کریں جب بھی یہی دعا پڑھا کریں اور اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ کی جگہ اَبْوَابَ فَضْلِکَ
حضرت ابوہریرہؓ سے حضور کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جب کوئی شخص تم میں سے مسجد میں جایا
کرے تو حضور پر سلام پڑھا کرے اور یوں کہا کرے اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ
اور جب مسجد سے نکلا کرے تو حضور پر سلام پڑھا کرے اور یوں کہا کرے اَللّٰھُمَّ اعْصِمْنِیْ
مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ حضرت کعبؓ نے حضرت ابوہریرہؓ سے کہا کہ میں تجھے دو باتیں
بتاتا ہوں ان کو بھولنا مت۔ ایک یہ کہ جب مسجد میں جائے تو حضور پر درود بھیجے اور یہ دعا پڑھے
اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ اور جب باہر نکلے مسجد سے تو یہ دعا پڑھا کرے
اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَاحْفَظْنِیْ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ اور بھی بہت سے صحابہ اور
تابعین سے یہ مضمون نقل کیا گیا ہے۔ صاحب حصن حصین نے مسجد میں جانے کی اور
مسجد سے نکلنے کی متعدد دعائیں مختلف روایات سے نقل کی ہیں۔ ابوداؤد شریف کی روایت
سے مسجد میں داخل ہونے کے وقت یہ دعا نقل کی ہے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِوَجْھِہِ
الْکَرِیْمِ وَسُلْطَانِہِ الْقَدِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ [illegible]
[illegible]

[illegible]

اور مسجد میں داخل ہونے کے بعد اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ پڑھے اور
جب مسجد سے نکلے جب بھی [illegible]
[illegible] ایک حدیث میں [illegible]
[illegible] مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ہے۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ وَعَلٰی جَسَدِهٖ فِی الْاَجْسَادِ وَعَلٰی قَبْرِهٖ فِی الْقُبُوْرِ [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر [illegible] اور آپ کے جسم [illegible] کی قبر پر [illegible] درود [illegible] وہ مجھے خواب میں دیکھے گا اور جو مجھے خواب میں دیکھے گا وہ قیامت میں دیکھے گا اور جو قیامت میں دیکھے گا میں اس کی سفارش کروں گا اور جس کی میں سفارش کروں گا وہ میرے حوض سے پانی پیئے گا اور اللہ جل شانہ اس کے بدن کو جہنم پر حرام فرما دیں گے۔ سخاوی کہتے ہیں کہ [illegible] حدیث نقل کی ہے مجھے اب تک اس کی اصل نہیں ملی۔ دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ جو شخص یہ ارادہ کرے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھے وہ یہ درود پڑھے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا اَمَرْتَنَا اَنْ نُّصَلِّیَ عَلَیْهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا هُوَ اَهْلُهٗ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی۔ جو شخص اس درود شریف کو طاق عدد میں پڑھے وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھے گا اور اس کے ساتھ اس کا اضافہ کرے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی جَسَدِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَجْسَادِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی قَبْرِ مُحَمَّدٍ فِی الْقُبُوْرِ حضرت تھانوی نے زاد السعید میں تحریر فرمایا ہے [illegible] نصیب ہوتی ہے [illegible] شرط یہ ہے کہ [illegible] شوق [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا بہت زیادہ ہو [illegible] درودوں [illegible]

[illegible]

مرتبہ سورۂ فاتحہ اور تین مرتبہ قل ہو اللہ پڑھتا رہا کرے عشاء کے بعد بھی بغیر بات کیے اٹھ کر چلا جاوے اور وہاں جا کر دو رکعت نفل پڑھے ہر رکعت میں ایک دفعہ سورۂ فاتحہ اور سات مرتبہ قل ہو اللہ، نماز کا سلام پھیرنے کے بعد ایک سجدہ کرے جس میں سات دفعہ استغفار سات مرتبہ درود شریف اور سات مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ پھر سجدہ سے سر اٹھا کر دعا کے لئے ہاتھ اٹھاوے اور یہ دعا پڑھے یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِکْرَامِ یَا إِلٰهَ الْأَوَّلِیْنَ وَالْآخِرِیْنَ یَا رَحْمٰنَ الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ وَرَحِیْمَهُمَا یَا رَبِّ یَا رَبِّ یَا رَبِّ یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ۔ پھر اس دعا کو پڑھتے ہوئے کھڑا ہو اور کھڑے ہو کر بھی یہی دعا پڑھے پھر داہنی کروٹ پر قبلہ کی طرف منہ کر کے لیٹ جاوے اور سونے تک درود شریف پڑھتا رہے۔ جو شخص یقین اور نیک نیتی کے ساتھ اس پر مداومت کرے گا مرنے سے پہلے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھے گا۔ بعض لوگوں نے اس کا تجربہ کیا انہوں نے دیکھا کہ وہ جنت میں گئے۔ وہاں انبیاء کرام اور سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور ان سے بات کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ اس عمل کے بہت سے فضائل لکھے ہیں جن کو میں نے اختصاراً چھوڑ دیا۔ اور یہی مضمون [illegible] [illegible] سے نقل کیے ہیں۔ علامہ دمیری نے حیاۃ الحیوان میں لکھا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن جمعہ کی نماز کے بعد باوضو ایک پرچہ پر محمد رسول اللہ احمد رسول اللہ پینتیس مرتبہ لکھے اور اس پرچہ کو اپنے ساتھ رکھے تو اللہ جل شانہ اس کو طاعت پر قوت عطا فرماتے ہیں اور اس کی برکت سے مدد فرماتے ہیں اور شیاطین کے وساوس سے حفاظت فرماتے ہیں اور اگر اس پرچہ کو روزانہ طلوع آفتاب کے وقت درود شریف پڑھتے ہوئے غور سے دیکھتا رہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت خواب میں کثرت سے ہوا کرے۔

تنبیہ

خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بہت بڑی سعادت ہے لیکن دو امر قابل لحاظ ہیں۔ اول وہ یہ کہ حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ نے نشر الطیب میں تحریر فرمایا ہے۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں جاننا چاہیے کہ جس کو میسر نہ ہو اس میں یہ تمنا

نصیب نہیں ہوا اس کے لیے بجائے اس کے خواب میں زیارت سے مشرف ہو جانا سرمایۂ تسلی اور فخر انبساط ایک نعمت عظمیٰ دولت کبریٰ ہے اور اس سعادت میں اکتساب کو دخل نہیں محض موہوب ہے ونعم ما قیل ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ترجمہ: کسی نے کیا ہی اچھا کہا کہ یہ سعادت قوت بازو سے حاصل نہیں ہوتی جب تک اللہ جل شانہ کی طرف سے عطا اور بخشش نہ ہو۔

ہزار دل کی تمنائیں اس حسرت میں ختم ہو گئیں۔ البتہ غالب یہ ہے کہ کثرت درود شریف و اتباع سنت و غلبۂ محبت پر اس کا ترتب ہوتا ہے لیکن چونکہ لازمی امر نہیں اس لیے اس کے نہ ہونے سے مغموم و محزون نہ ہونا چاہیے کہ اس کے لیے بہت سی حکمتیں ہیں عاشق کو رضائے محبوب سے کام اگر وصل ہو تب ہجر ہو تب ولله در من قال ؎

اُرِيْدُ وِصَالَهٗ وَيُرِيْدُ هَجْرِيْ فَاَتْرُكُ مَا اُرِيْدُ لِمَا يُرِيْدُ

ترجمہ: میں اس کے وصال کا طالب ہوں اور وہ میری جدائی چاہتا ہے اور وہ مجھ سے فراق چاہتا ہے میں اپنی خواہش اس کی خواہش کی وجہ سے ترک کرتا ہوں۔

قال العارف الشیرازی ؎

فراق و وصل چہ باشد رضائے دوست طلب کہ حیف باشد ازو غیر او تمنائے

ترجمہ: عارف شیرازی فرماتے ہیں کہ فراق و وصل کیا چیز ہے تو محبوب کی رضا ڈھونڈ۔ محبوب سے اس کی رضا کے سوا تمنا کرنا حیف ہے۔

اس جگہ یہ بھی سمجھ لینا ضروری ہے کہ اگر زیارت ہو گئی مگر کسی بات سے خلاف شرع [illegible] کوئی حکم کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں کہ جو شریعت مطہرہ [illegible] محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کے خلاف ہو [illegible] حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے [illegible] حضور اقدس [illegible]

علیہ وسلم کی ہر وقت زیارت ہوتی تھی لیکن اپنے کفر ونفاق کی وجہ سے جہنمی رہے اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور تابعی ہیں، اکابر صوفیہ میں ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسلمان ہو چکے تھے لیکن اپنی والدہ کی خدمت کی وجہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکے، لیکن اس کے باوجود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے ان کا ذکر فرمایا اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جو تم میں سے اُن سے ملے وہ ان سے اپنے لئے دعائے مغفرت کرائے۔ ایک روایت میں حضرت عمرؓ سے نقل کیا گیا کہ حضورؐ نے ان سے حضرت اویس کے متعلق فرمایا کہ اگر وہ کسی بات پر قسم کھا بیٹھیں تو اللہ اس کو ضرور پورا کرے، تم ان سے اپنے لئے مغفرت کرانا (اصابہ) ؎

گو تھے اویس دور مگر ہو گئے قریب
بوجہل تھا قریب مگر دور ہو گیا

دوسرا اشکال جس کا جواب یہ ہے کہ جس شخص نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اس نے یقیناً حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی زیارت کی، روایات حدیث سے یہ بات ثابت ہے اور محقق ہے کہ شیطان کو اللہ تعالیٰ نے یہ قدرت نہیں عطا فرمائی کہ وہ خواب میں کسی طرح اپنے آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنا کر ظاہر کرے۔ مشکل یہ ہے کہ ہم جیسے جو یا خواب دیکھنے والے شیطان کو نعوذ باللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ بیٹھیں ایسا ہرگز تو ہو ہی نہیں سکتا، لیکن اس کے باوجود اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اصلی ہیئت پر نہ دیکھے یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی ہیئت اور حلیہ میں دیکھے جو شانِ نبوت کے مناسب نہ ہو تو وہ دیکھنے والے کا قصور ہے جیسا کہ کسی شخص کی آنکھ پر سرخ یا سبز یا نیلی عینک لگی ہوئی ہو تو جس رنگ کی آنکھ پر عینک ہوگی اسی رنگ کی سب چیزیں نظر آئیں گی۔ اسی طرح بھینگے کو ایک کے دو نظر آتے ہیں۔ اور جیسے آئینہ میں کجی ہو تو کوئی شخص اپنا چہرہ دیکھے تو اس میں نظر آنے کا قصور نہیں، بلکہ آئینہ کی کجی کا [illegible] نظر آئے گا [illegible] اپنے چہرہ پر [illegible] جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت [illegible]

محتاجِ تعبیر ہے، شریعت کے خلاف اس پر عمل کرنا جائز نہیں، چاہے کتنے ہی بڑے شیخ اور متقی کا خواب ہو۔ مثلاً کوئی شخص دیکھے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ناجائز کام کرنے کی اجازت یا حکم دیا تو وہ درحقیقت حکم نہیں بلکہ ڈانٹ ہے۔ جیسے کوئی شخص اپنی اولاد کو کسی برے کام کو روکے اور وہ نہ مانتا ہو تو اس کو تنبیہ کے طور پر کہا جاتا ہے کہ کر اور کر لیکن اس کا مزہ چکھاؤں گا۔ اور اسی طرح سے حکم کے سبب کا سمجھنا جس کو تعبیر کہا جاتا ہے یہ بھی ایک دقیق فن ہے۔ تعبیر الانام فی تعبیر المنام میں لکھا ہے۔ ایک شخص نے خواب میں یہ دیکھا کہ اس سے ایک فرشتہ نے کہا کہ تیری بیوی تیرے فلاں دوست کے ذریعہ تجھے زہر پلانا چاہتی ہے۔ ایک صاحب نے اس کی تعبیر دی اور وہ صحیح تھی کہ تیری بیوی اس دوست سے زنا کرتی ہے۔ اسی طرح اور بہت سے واقعات اس قسم کے فنِ تعبیر کی کتابوں میں لکھے ہیں۔ مظاہرِ حق میں لکھا ہے کہ امام نووی نے لکھا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ جس نے حضور کو خواب میں دیکھا اس نے آنحضرت ہی کو دیکھا خواہ آپ کی صفت معروفہ پر دیکھا ہو یا اس کے علاوہ اور اختلاف اور تفاوت صورتوں کا باعتبار کمال و نقصان کے دیکھنے والے کے ہے جس نے آنحضرت کو اچھی صورت میں دیکھا بسبب کمال دین اپنے کے دیکھا اور جس نے برخلاف اس کے دیکھا بسبب نقصان اپنے دین کے دیکھا۔ اسی طرح ایک نے [illegible]

[illegible]

کیا کہ حقیقت حال کیا ہے۔ ہر ایک عالم نے مختلف اور نئی دلیل اس کی بیان کی۔ ایک عالم تھے مدینہ میں نہایت متبع سنت ان کا نام شیخ محمد [illegible] تھا جب وہ استفتاء ان کی نظر سے گزرا فرمایا یوں نہیں جس طرح اس نے سنا ہے۔ آنحضرتؐ نے اس کو فرمایا کہ لا تشرب خمر یعنی شراب نہ پیا کر اس نے لا تشرب کو اشرب سنا۔ حضرت شیخ عبد الحقؒ نے اس قصہ کو تفصیل سے لکھا ہے اور میں نے مختصر اتنی مختصر تغییر جیسا کہ حضرت شیخؒ نے لا تشرب کو اشرب سن لیا نقل ہے لیکن جیسا میں نے اوپر کہا اگر شرب خمر ہی فرمایا ہو یعنی شراب تو یہ دونوں بھی ہو سکتی ہے جیسا کہ لہجے کے فرق سے اس قسم کی چیزوں میں فرق ہو جایا کرتا ہے۔ سہارنپور سے دہلی جانے والی لائن پر ایک اسٹیشن [illegible] یاد ہے کہ بچپن میں جب میں ابتدائی صرف و نحو پڑھتا تھا اس اسٹیشن پر گزرتا تھا تو اس کے خفیف معانی بہت دیر تک دل میں سوچا کرتے تھے۔ یہ مضمون مختصر طور پر رسالہ [illegible] خصائل ترمذی کے ترجمہ خصائل میں بھی گزر چکا ہے۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا　　عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّہِمِ

(۱) حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ نے زاد السعید میں درود و سلام کی ایک عجیب حدیث تحریر فرمائی ہے وہ یہ ہے ترغیب میں بھی یہ حدیث کچھ حذف کے ساتھ نقل فرمائی ہے اس کو میں رسالہ میں ترجمہ کے اضافہ کے ساتھ نقل کیا جاتا ہے کہ وہ بہت ہی عجیب جو حضرت نے تحریر فرمائی ہے۔ زاد السعید میں حضرت نے تحریر فرمایا ہے کہ یوں تو سارا [illegible] اس کے مشتاق ہیں۔ دلائل الخیرات کا ایک نسخہ ہے کہ اس میں [illegible] حدیث مرفوعہ [illegible] ان میں سے [illegible] ہوتے ہیں جب حدیث [illegible] ہیں [illegible] بشارت آئی ہے کہ جو شخص [illegible] کے متعلق حدیثیں میری امت کو پہنچا دے اس کو [illegible] گے [illegible] درود شریف [illegible] ثواب [illegible]

کی توقع ہے۔ ان احادیث سے قبل دو صیغے قرآن مجید سے تبرکاً لکھے جاتے ہیں جو اپنے عموم شمولیت سے صلوٰۃ نبویہ کو بھی شامل ہیں۔ اگر کوئی شخص ان سب صیغوں کو روزانہ پڑھ لیا کرے تو تمام فضائل و برکات جو جدا جدا ہر صیغے کے متعلق ہیں، بتمامہا اس شخص کو حاصل ہو جاتی ہیں۔

صیغہ قرآنی

۱۔ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔	"سلام نازل ہو اللہ کے برگزیدہ بندوں پر"
۲۔ سَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ۔	"سلام ہو رسولوں پر"

چہل حدیث

— مشتمل —

بر صلوٰۃ و سلام (با اضافہ ترجمہ) صیغہ صلوٰۃ

۱۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ۔	اے اللہ سیدنا محمد اور آل محمد پر درود نازل فرما اور آپ کو اپنے نزدیک مقرب مقام پر پہنچا
۲۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّارْضَ عَنِّیْ رِضًا لَّا سَخَطَ بَعْدَهٗ اَبَدًا۔	اے اللہ اس دعوت تامہ اور قائم ہونے والی نماز کے مالک، درود نازل فرما سیدنا محمد پر اور مجھ سے ایسا راضی ہو جا کہ اس کے بعد کبھی ناراض نہ ہو۔
۳۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ۔	اے اللہ درود نازل فرما سیدنا محمد پر جو تیرے بندے اور رسول ہیں، اور درود نازل فرما سارے مومنین و مومنات اور مسلمین و مسلمات پر۔
۴۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا	اے اللہ درود نازل فرما سیدنا محمد و آل سیدنا محمد پر اور برکت نازل فرما سیدنا محمد و آل سیدنا محمد پر اور رحمت نازل فرما سیدنا محمد و آل سیدنا محمد پر

وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَرَحِمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

جیسا کہ تونے درود و برکت و رحمت سیدنا ابراہیمؑ وآلِ سیدنا ابراہیمؑ پر نازل فرمایا۔ بے شک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔

۵ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اے اللہ درود نازل فرما سیدنا محمدؐ اور آلِ سیدنا محمدؐ پر جس طرح تونے درود نازل فرمایا آلِ سیدنا ابراہیمؑ پر بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے اے اللہ برکت نازل فرما سیدنا محمدؐ اور آلِ سیدنا محمدؐ پر جس طرح تونے سیدنا ابراہیمؑ کی اولاد پر برکت نازل فرمائی بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔

۶ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ[لہ]

اے اللہ درود نازل فرما سیدنا محمدؐ اور آلِ سیدنا محمدؐ پر جیسا کہ تونے درود نازل فرمایا آلِ سیدنا ابراہیمؑ پر بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے اور برکت نازل فرما سیدنا محمدؐ اور آلِ سیدنا محمدؐ پر جیسا کہ تونے برکت نازل فرمائی سیدنا ابراہیمؑ کی اولاد پر بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔

۷ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

اے اللہ درود نازل فرما سیدنا محمدؐ اور آلِ سیدنا محمدؐ پر جس طرح تونے درود نازل فرمایا سیدنا ابراہیمؑ پر بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔ اے اللہ برکت نازل فرما سیدنا محمدؐ اور آلِ سیدنا محمدؐ پر جس طرح تونے سیدنا ابراہیمؑ پر برکت نازل فرمائی بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔

۸ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ

اے اللہ درود نازل فرما سیدنا محمدؐ اور آلِ سیدنا

[لہ] [illegible]

	اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَّبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔	محمد پر جیسا کہ تو نے درود نازل فرمایا سیدنا ابراہیم اور آل سیدنا ابراہیم پر بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے اور برکت نازل فرما سیدنا محمد اور آل سیدنا محمد پر جیسا کہ تو نے برکت نازل فرمائی سیدنا ابراہیم پر بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔
۹۔	اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔	اے اللہ درود نازل فرما سیدنا محمد اور آل سیدنا محمد پر جس طرح تو نے درود نازل فرمایا سیدنا ابراہیم پر اور برکت نازل فرما سیدنا محمد اور آل سیدنا محمد پر جس طرح تو نے سیدنا ابراہیم پر برکت نازل فرمائی بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔
۱۰۔	اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔	اے اللہ درود نازل فرما سیدنا محمد اور آل سیدنا محمد پر جیسا کہ تو نے درود نازل فرمایا سیدنا ابراہیم پر بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔ اے اللہ برکت نازل فرما سیدنا محمد اور آل سیدنا محمد پر جیسا کہ تو نے سیدنا ابراہیم کی آل پر برکت نازل فرمائی بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔
۱۱۔	اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعٰلَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔	اے اللہ درود نازل فرما سیدنا محمد اور آل سیدنا محمد پر جس طرح تو نے سیدنا ابراہیم پر درود نازل فرمایا اور برکت نازل فرما سیدنا محمد اور آل سیدنا محمد پر جس طرح تو نے سیدنا ابراہیم کی آل پر برکت نازل فرمائی تمام جہانوں میں بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔
۱۲۔	اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ	اے اللہ درود نازل فرما سیدنا محمد اور آپ کی

أَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔	ازواجِ مطہرات اور ذریات پر جس طرح تو نے سیدنا ابراہیمؑ کی آل پر درود نازل فرمایا اور برکت نازل فرما سیدنا محمدؐ اور آپ کی ازواجِ مطہرات اور ذریات پر جس طرح تو نے سیدنا ابراہیمؑ کی آل پر برکت نازل فرمائی بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔
١٣۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔	اے اللہ درود نازل فرما سیدنا محمدؐ اور آپ کی ازواجِ مطہرات اور آپ کی ذریات پر جیسا تو نے درود نازل فرمایا آلِ ابراہیمؑ پر اور برکت نازل فرما سیدنا محمدؐ اور آپ کی ازواجِ مطہرات اور آپ کی ذریات پر جیسا کہ تو نے آلِ ابراہیمؑ پر برکت نازل فرمائی بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔
١٤۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔	اے اللہ درود نازل فرما نبی اکرم سیدنا محمدؐ پر اور آپ کی ازواجِ مطہرات پر جو سارے مسلمانوں کی مائیں ہیں اور آپ کی ذریات اور آپ کے اہلِ بیت پر جیسا تو نے سیدنا ابراہیمؑ پر درود نازل فرمایا بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔
١٥۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَتَرَحَّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ	اے اللہ درود نازل فرما سیدنا محمدؐ اور آلِ سیدنا محمدؐ پر جس طرح تو نے درود نازل فرمایا سیدنا ابراہیمؑ اور آلِ سیدنا ابراہیمؑ پر اور برکت نازل فرما سیدنا محمدؐ اور آلِ سیدنا محمدؐ پر جس طرح تو نے برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیمؑ پر اور رحمت بھیج سیدنا محمدؐ اور آلِ سیدنا محمدؐ پر جس طرح تو نے رحمت بھیجی سیدنا ابراہیمؑ پر اور

عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ۔
۱۶۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى
اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى
اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ اَللّٰهُمَّ
بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ
مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ
وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ
مَّجِيْدٌ۔ اَللّٰهُمَّ تَرَحَّمْ عَلٰى
مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
تَرَحَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى
اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔
اَللّٰهُمَّ تَحَنَّنْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى
اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَحَنَّنْتَ عَلٰى
اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ
حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ
عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا سَلَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى
اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔
۱۷۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى
اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلٰى
مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ
مُحَمَّدًا وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا

سیدنا ابراہیمؑ کی اولاد پر۔
اے اللہ سیدنا محمدؐ اور آل سیدنا محمدؐ پر درود نازل
فرما جس طرح تو نے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت
ابراہیمؑ کی اولاد پر درود نازل فرمایا بے شک تو
ستودہ صفات بزرگ ہے۔ اے اللہ سیدنا محمدؐ
اور سیدنا محمدؐ کی اولاد پر برکت نازل فرما جس طرح
تو نے سیدنا ابراہیمؑ اور سیدنا ابراہیمؑ کی اولاد
پر برکت نازل فرمائی بے شک تو ستودہ صفات
بزرگ ہے۔ اے اللہ رحمت بھیج سیدنا محمدؐ اور
سیدنا محمدؐ کی اولاد پر جس طرح تو نے سیدنا
ابراہیمؑ اور سیدنا ابراہیمؑ کی اولاد پر رحمت بھیجی۔
بے شک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔ اے اللہ
سیدنا محمدؐ اور سیدنا محمدؐ کی اولاد پر محبت آمیز شفقت
فرما جس طرح تو نے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت
ابراہیمؑ کی اولاد پر محبت آمیز شفقت فرمائی بے
شک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔ اے اللہ سلام
بھیج سیدنا محمدؐ اور سیدنا محمدؐ کی اولاد پر جس طرح تو نے
حضرت ابراہیمؑ اور حضرت ابراہیمؑ کی اولاد پر سلام
بھیجا بے شک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔
اے اللہ درود نازل فرما سیدنا محمدؐ اور سیدنا محمدؐ
کی آل پر اور برکت و سلام بھیج سیدنا محمدؐ
اور سیدنا محمدؐ کی اولاد پر اور رحمت فرما سیدنا محمدؐ
اور سیدنا محمدؐ کی اولاد پر جیسا تو نے درود و برکت

صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَتَرَحَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعٰلَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

اور رحمت نازل فرمائی سیدنا ابراہیمؑ اور آل سیدنا ابراہیمؑ پر سارے جہانوں میں بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔

۹۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

اے اللہ سیدنا محمدؐ اور سیدنا محمدؐ کی اولاد پر درود نازل فرما جس طرح تو نے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت ابراہیمؑ کی اولاد پر درود نازل فرمایا بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔ اے اللہ سیدنا محمدؐ اور سیدنا محمدؐ کی اولاد پر برکت نازل فرما جس طرح تو نے سیدنا ابراہیمؑ اور سیدنا ابراہیمؑ کی اولاد پر برکت نازل فرمائی بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔

یہ نماز والا مشہور درود ہے فصل ثانی کی حدیث نمبر ۱ کے ذیل میں گزر چکا ہے۔ زاد السعید میں لکھا ہے کہ یہ سب صیغوں سے بڑھ کر صحیح ہے۔ ایک ضروری بات قابل تنبیہ یہ ہے کہ زاد السعید کے حوالوں میں کاتب کی غلطی سے تقدم تاخر ہو گیا اس کا لحاظ رہے۔

۱۰۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ۔

اے اللہ اپنے بندے اور رسول سیدنا محمدؐ پر درود نازل فرما جیسا کہ تو نے حضرت ابراہیمؑ کی اولاد پر درود نازل فرمایا اور سیدنا محمدؐ اور سیدنا محمدؐ پر برکت نازل فرما جس طرح تو نے حضرت ابراہیمؑ کی اولاد پر برکت نازل فرمائی۔

۱۱۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ نِالنَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدِ نِالنَّبِيِّ الْاُمِّيِّ كَمَا

اے اللہ درود نازل فرما نبی امی سیدنا محمدؐ اور سیدنا محمدؐ کی اولاد پر جس طرح تو نے حضرت ابراہیمؑ پر درود نازل فرمایا اور برکت نازل فرما نبی امی سیدنا محمدؐ پر جس طرح تو نے حضرت

لہ [illegible]

بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ
حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

ابراہیمؑ پر برکت نازل فرمائی بے شک تو ستودہ
صفات بزرگ ہے۔

۲۰۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ
وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلٰى
اٰلِ مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى
مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوةً
تَكُوْنُ لَكَ رِضًى وَّلَهٗ جَزَاءً
وَّلِحَقِّهٖ اَدَاءً وَّاَعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ
وَالْفَضِيْلَةَ وَالْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ
الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ وَاجْزِهٖ عَنَّا
مَا هُوَ اَهْلُهٗ وَاجْزِهٖ اَفْضَلَ
مَا جَازَيْتَ نَبِيًّا عَنْ قَوْمِهٖ وَ
رَسُوْلًا عَنْ اُمَّتِهٖ وَصَلِّ عَلٰى
جَمِيْعِ اِخْوَانِهٖ مِنَ
النَّبِيِّيْنَ وَالصّٰلِحِيْنَ
يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ۔

اے اللہ اپنے (برگزیدہ) بندے اور اپنے رسول
نبی امی سیدنا محمدؐ پر اور سیدنا محمدؐ کی آل پر درود
نازل فرما۔ اے اللہ سیدنا محمدؐ اور سیدنا محمدؐ کی آل
پر ایسا درود نازل فرما جو تیری رضا کا ذریعہ ہو
اور حضورؐ کے لیے پورا بدلہ ہو اور آپؐ کے حق
کی ادائیگی ہو اور آپؐ کو وسیلہ اور فضیلت اور مقام
محمود جس کا تو نے وعدہ کیا ہے عطا فرما اور حضورؐ کو
ہماری جانب سے ایسا بدلہ عطا فرما جو حضورؐ کو
ہماری طرف سے ایسا بدلہ عطا فرما جو آپؐ کی شان
کے لائق ہو اور آپ کو ان سب سے افضل بدلہ عطا
فرما جو تو نے کسی نبی کو اس کی قوم کی طرف سے اور
کسی رسول کو اس کی امت کی طرف سے عطا فرمایا
اور حضورؐ کے تمام برادران انبیاء اور صالحین پر بھی
اے ارحم الراحمین درود نازل فرما۔

۲۱۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ
الْأُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ
اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ
النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى
اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

اے اللہ درود نازل فرما نبی امی سیدنا محمدؐ پر اور
سیدنا محمدؐ کی آل پر جیسا کہ تو نے درود نازل فرمایا
حضرت ابراہیمؑ پر اور حضرت ابراہیمؑ کی آل پر اور
برکت نازل فرما نبی امی سیدنا محمدؐ پر اور سیدنا محمدؐ کی
آل پر جیسا کہ تو نے برکت نازل فرمائی حضرت
ابراہیمؑ اور حضرت ابراہیمؑ کی آل پر بے شک تو
ستودہ صفات بزرگ ہے۔

۲۳	اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْنَا مَعَهُمْ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَيْنَا مَعَهُمْ صَلٰوةُ اللّٰهِ وَصَلَوَاتُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ۔	اے اللہ درود نازل فرما سیدنا محمدؐ پر اور آپ کے گھر والوں پر جیسا تو نے حضرت ابراہیمؑ پر نازل فرمایا بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔ اے اللہ اور ان کے ساتھ درود نازل فرما ہم پر اے اللہ برکت نازل فرما سیدنا محمدؐ پر اور آپ کے گھر والوں پر جیسا تو نے برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیمؑ پر بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔ اے اللہ ہمارے اوپر ان کے ساتھ برکت نازل فرما۔ اللہ کی طرف سے درود اور مؤمنین کی طرف سے درود نبی امی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوں۔
۲۴	اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوٰتِكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا جَعَلْتَهَا عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔	اے اللہ اپنے درود اور اپنی رحمت اور اپنی برکتیں سیدنا محمدؐ اور سیدنا محمدؐ کی اولاد پر نازل فرما جیسا تو نے حضرت ابراہیمؑ کی اولاد پر نازل کیں بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے اور برکت فرما سیدنا محمدؐ اور سیدنا محمدؐ کی اولاد پر جیسا تو نے برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیمؑ اور حضرت ابراہیمؑ کی اولاد پر بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔
۲۵	وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ	اور اللہ تعالیٰ درود نازل فرمائیں نبی امی پر۔

صِيَغُ السَّلَامِ

۲۶	اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ	تمام عبادات قولیہ و عبادات بدنیہ و مالیہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں سلام ہو آپ پر

النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ
السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ
الصَّالِحِيْنَ أَشْهَدُ أَنْ
لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ
مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ۔

نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں آپ پر نازل ہوں۔ سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ بجز اللہ کے کوئی معبود نہیں اور شہادت دیتا ہوں کہ بیشک سیدنا محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

۲۔ اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوٰتُ لِلّٰهِ
سَلَامٌ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَ
رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ
عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ
أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ
أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ۔

ساری عبادات زبانیہ طیبات بدنیہ و مالیہ خدا ہی کے لیے ہیں۔ سلام آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ بیشک محمد جو ہمارے سردار ہیں اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

۳۔ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوٰتُ
لِلّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا
النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ
السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ
الصَّالِحِيْنَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ
إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ
أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ۔

تمام عبادات زبانیہ اور بدنیہ اور مالیہ اللہ ہی کے لیے ہیں سلام آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے کوئی اس کا شریک نہیں ہے اور شہادت دیتا ہوں کہ بیشک محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

۴۔ اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوٰتُ
الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ سَلَامٌ عَلَيْكَ
أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ
سَلَامٌ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ

ساری برکت والی عبادات قولیہ اور بدنیہ اور مالیہ اللہ ہی کے لیے ہیں سلام ہو آپ پر اے نبی اور آپ پر اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر میں گواہی دیتا

الصّالحین اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمّدًا عبدہٗ ورسولہٗ۔	ہوں کہ بیشک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ بیشک سیدنا محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔
۳۰ بسم اللہ وباللہ التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ السلام علینا وعلٰی عباد اللہ الصالحین اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمدًا عبدہٗ ورسولہٗ اسأل اللہ الجنۃ واعوذ باللہ من النار۔	اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اور اللہ کی مدد سے شروع کرتا ہوں ساری بہترین عبادتیں بدنیہ عبادات مالیہ اللہ کے لیے ہیں سلام ہو آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور شہادت دیتا ہوں کہ بیشک محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں میں اللہ تعالیٰ سے جنت کی درخواست کرتا ہوں اور جہنم سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔
۳۱ التحیات الزاکیات للہ الطیبات الصلوات للہ السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ السلام علینا وعلٰی عباد اللہ الصالحین اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمدًا عبدہٗ ورسولہٗ۔	پاکیزہ عبادات زاکیہ عبادات اور بدنیہ اللہ کے لیے ہیں سلام ہو آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر میں شہادت دیتا ہوں کہ بیشک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور شہادت دیتا ہوں کہ بیشک سیدنا محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔
۳۲ بسم اللہ وباللہ خیر الاسماء التحیات الطیبات الصلوات للہ اشھد ان لا الٰہ [illegible]	اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اور اللہ کے ساتھ جو بہترین نام ہے [illegible] ساری [illegible]

وحدہٗ لا شریک لہٗ واشہد ان محمدا عبدہٗ ورسولہٗ ارسلہٗ بالحق بشیرا ونذیرا وان الساعۃ اٰتیۃ لا ریب فیہا السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ السلام علینا وعلٰی عباد اللہ الصالحین اللہم اغفر لی واہدنی۔

اللہ کے لیے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ بجز اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ بلاشک سیدنا محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ آپ کو حق کے ساتھ فرمانبرداروں کے لیے خوشخبری دینے والا اور نافرمانوں کے لیے ڈرانے والا بنا کر بھیجا اور اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ قیامت آنے والی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ سلام ہو آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں نازل ہوں۔ سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔ اے اللہ میری مغفرت فرما اور مجھ کو ہدایت دے۔

۳۳۔ التحیات الطیبات والصلوات والملک للہ السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

ساری تحیات اور پاکیزہ تحیات اور صلوات اور ملک اللہ کے لیے ہے سلام ہو آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں ہوں۔

۳۴۔ بسم اللہ التحیات للہ الصلوات للہ الزاکیات للہ السلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ السلام علینا وعلٰی عباد اللہ الصالحین۔ شہدت ان لا الٰہ الا اللہ شہدت ان محمدا رسول اللہ۔

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں ساری تحیات اللہ کے لیے ہیں ساری عبادات اللہ کے لیے ہیں ساری پاکیزہ چیزیں اللہ کے لیے ہیں سلام ہو نبی پر اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر میں نے گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں نے گواہی دی کہ بلاشک سیدنا محمد اللہ کے رسول ہیں۔

۳۵۔ التحیات الطیبات الصلوات

ساری تحیات پاکیزہ صلوات

اَلزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ۔

(اور) ساری پاکیزگیاں اللہ کے لیے ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ بجز اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور بیشک محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ سلام ہو تجھ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔ سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔

۳۶- اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوٰتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ۔

سارے مبارک تحفے پاکیزہ دعائیں اور عبادتیں اور ساری پاکیزگیاں اللہ کے لیے ہیں میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور شہادت دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ سلام ہو تجھ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔ سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔

۳۷- اَلتَّحِيَّاتُ الصَّلَوٰتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ۔

تمام عبادتیں قولیہ اور فعلیہ اللہ کے لیے ہیں۔ سلام ہو تجھ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔ سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔

۳۸- اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الصَّلَوٰتُ الطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

تمام عبادات قولیہ اور فعلیہ اور مالیہ اللہ کے لیے ہیں۔ سلام ہو آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت، سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

۳۹- اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوٰتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ سَلَامٌ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ سَلَامٌ

ساری بابرکت عبادتیں اور نمازیں اور پاکیزہ دعائیں اللہ کے لیے ہیں۔ سلام ہو آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔ سلام ہو ہم پر۔

عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔	اللہ کے نیک بندوں پر میں شہادت دیتا ہوں کہ بے شبہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور شہادت دیتا ہوں کہ بے شک سیدنا محمد اللہ کے رسول ہیں۔
۴۔ بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ۔	اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اور سلام ہو اللہ کے رسول پر۔

تکملہ

علامہ سخاوی نے قول بدیع میں مستقل ایک باب ان درودوں کے بارے میں تحریر فرمایا ہے جو اوقات مخصوصہ میں پڑھے جاتے ہیں اس میں بہت سے موقع گنوائے ہیں۔ وضو اور تیمم سے فراغت پر اور غسل جنابت اور غسل حیض سے فراغت پر نماز کے اندر اور نماز سے فراغت پر اور نماز قائم ہونے کے وقت اور اس کا مؤکد ہونا صبح کی نماز کے بعد اور مغرب کے بعد اور التحیات کے بعد اور قنوت میں تہجد کے لئے کھڑے ہونے کے وقت اور اس کے بعد اور مساجد پر گزرنے کے وقت اور مساجد کو دیکھ کر اور مسجد میں داخل ہونے کے وقت اور مساجد سے باہر آنے کے وقت اور اذان کے جواب کے بعد اور جمعہ کے دن میں اور جمعہ کی رات میں اور شنبہ کو اتوار کو پیر کو اور خطبہ میں جمعہ کے اور دونوں عیدوں کے خطبوں میں اور استسقاء کی نماز کے اور کسوف کے اور خسوف کے خطبوں میں اور عیدین اور جنازہ کی تکبیرات کے درمیان میں اور میت کے قبر میں داخل کرنے کے وقت اور شعبان کے مہینہ میں اور کعبہ پر نظر پڑنے کے وقت اور حج میں صفا مروہ پر چڑھنے کے وقت اور لبیک سے فراغت پر اور حجر اسود کے بوسہ کے وقت اور ملتزم سے چمٹنے کے وقت اور عرفہ کی شام کو اور منیٰ کی مسجد میں مدینہ منورہ پر نظر پڑنے کے وقت اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر کی زیارت کے وقت اور رخصت کے وقت اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار متبرکہ و مزارات بدر وغیرہ پر گزرنے کے وقت اور جانور کو ذبح کرنے کے وقت اور تجارت کے وقت اور وصیت لکھنے کے وقت نکاح کے خطبہ میں دن کے اول آخر میں، سونے کے وقت اور سفر کے وقت اور سواری پر سوار ہوتے

کے وقت اور جس کو نیند نہ آتی ہو اس کے لیے اور بازار جانے کے وقت اور دعوت میں جانے کے وقت اور گھر میں داخل ہونے کے وقت اور رسالے شروع کرنے کے وقت اور بسم اللہ کے بعد اور غم کے وقت بے چینی کے وقت مصیبتوں کے وقت اور فقر کی حالت میں اور ڈوبنے کے موقع پر طاعون کے زمانہ میں اور دعا کے اول اور آخر اور درمیان میں اور کان بجنے کے وقت اور پاؤں سن ہونے کے وقت چھینک آنے کے وقت اور کسی چیز کو رکھ کر بھول جانے کے وقت اور کسی چیز کے اچھا لگنے کے وقت اور مولی کھانے کے وقت اور گدھے کے بولنے کے وقت اور گناہ سے توبہ کے وقت اور جب ضرورتیں پیش آئیں اور ہر حال میں اور اس شخص کے لیے جس کو تہمت لگائی جائے اور وہ اس سے بری ہو اور دوستوں سے ملاقات کے وقت اور لوگوں کے اجتماع کے وقت اور علیحدہ ہونے کے وقت اور قرآن پاک کے ختم کے وقت اور قرآن کے حفظ کرنے کی دعا میں اور مجلس سے اٹھنے کے وقت اور ہر اس جگہ جہاں اللہ کے ذکر کے لیے جمع ہوا جاوے اور ہر کام کے شروع میں اور جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جاوے [illegible] کے وقت حدیث پاک کی قرأت کے وقت فتویٰ لکھنے کے وقت اور وعظ کے وقت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اور یہ سب مواقع تو ایسے ہیں جہاں مستحب ہیں [illegible] نزدیک بعض مواقع میں مستحب نہیں بلکہ مکروہ ہے [illegible] شامی لکھتے ہیں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] تعجب کے وقت اور دعا مانگنے کے شروع [illegible]

سے فراغت کے بعد اور اذان اور اقامت کے وقت، وضو کے وقت، کان کے بجنے کے وقت اور کسی چیز کے بھول جانے کے وقت، وعظ کے وقت، علوم کی اشاعت کے وقت، حدیث کی قرات کے ابتداء میں اور انتہاء میں، استفتاء و فتویٰ کی کتابت کے وقت اور ہر تصنیف اور پڑھنے پڑھانے والے کے لیے، اور خطیب کے لیے اور منگنی کرنے والے کے لیے، اپنا نکاح کرنے والے کے لیے اور دوسرے کا نکاح کرنے والے کے لیے، اور [illegible] میں اور تمام امور کے شروع کے وقت، [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

تیسری فصل

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ثَالِثَۃً فَقَالَ اٰمِیْن فَلَمَّا نَزَلَ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ سَمِعْنَا مِنْکَ الْیَوْمَ شَیْئًا مَا کُنَّا نَسْمَعُہٗ فَقَالَ اِنَّ جِبْرِیْلَ عَرَضَ لِیْ فَقَالَ بَعُدَ مَنْ اَدْرَکَ رَمَضَانَ فَلَمْ یُغْفَرْ لَہٗ قُلْتُ اٰمِیْن فَلَمَّا رَقِیْتُ الثَّانِیَۃَ قَالَ بَعُدَ مَنْ ذُکِرْتَ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیْکَ فَقُلْتُ اٰمِیْن فَلَمَّا رَقِیْتُ الثَّالِثَۃَ قَالَ بَعُدَ مَنْ اَدْرَکَ اَبَوَاہُ الْکِبَرَ عِنْدَہٗ اَوْ اَحَدُہُمَا فَلَمْ یُدْخِلَاہُ الْجَنَّۃَ قُلْتُ اٰمِیْن۔

(رواہ الحاکم وقال صحیح الاسناد والبخاری فی بر الوالدین وابن حبان فی صحیحہ وغیرہم کذا فی الدر)

پھر فرمایا آمین۔ جب آپ خطبہ سے فارغ ہو کر نیچے اترے تو ہم نے عرض کیا کہ ہم نے آج آپ سے منبر پر چڑھتے ہوئے ایسی بات سنی جو پہلے کبھی نہیں سنی تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت جبرئیل علیہ السلام میرے سامنے آئے تھے جب پہلے درجہ پر میں نے قدم رکھا تو انہوں نے کہا ہلاک ہو جیو وہ شخص جس نے رمضان کا مبارک مہینہ پایا پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہوئی میں نے کہا آمین۔ پھر جب میں دوسرے درجہ پر چڑھا تو انہوں نے کہا ہلاک ہو جیو وہ شخص جس کے سامنے آپ کا ذکر مبارک ہو اور وہ درود نہ بھیجے میں نے کہا آمین۔ جب میں تیسرے درجہ پر چڑھا تو انہوں نے کہا ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو پاویں اور وہ اس کو جنت میں داخل نہ کرائیں میں نے کہا آمین۔

ف۔ یہ روایت فضائل رمضان میں گزر چکی ہے۔ اس میں یہ گزر چکا ہے کہ اس حدیث پاک میں حضرت جبرئیل نے تین بددعائیں دی ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تینوں پر آمین فرمائی۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام جیسے مقرب فرشتے کی بددعا ہی کیا کم تھی اور پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی آمین نے تو جتنی سخت بددعا بنادی وہ ظاہر ہے۔ حق تعالیٰ ہی اپنے فضل سے ہم لوگوں کو ان تینوں چیزوں سے بچنے کی توفیق عطا فرماویں اور ان برائیوں سے محفوظ رکھیں ورنہ ہلاکت میں کیا تردد ہے۔ در منثور کی بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ خود حضرت جبرئیل نے حضور سے کہا کہ آمین کہو تو حضور نے آمین فرمایا جس سے اور بھی زیادہ اہتمام معلوم ہوتا ہے۔ علامہ سخاوی نے اس مضمون کی متعدد روایتیں ذکر کی ہیں۔ حضرت مالک بن حویرث سے

ایک روایت نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ منبر پر چڑھتے جب پہلے درجہ پر قدم رکھا تو فرمایا آمین پھر دوسرے درجہ پر قدم رکھا تو فرمایا آمین پھر تیسرے پر قدم رکھا تو فرمایا آمین پھر ارشاد فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل آئے تھے انہوں نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو شخص رمضان کو پاوے اور اس کی مغفرت نہ کی جاوے اللہ جل شانہ اس کو ہلاک کرے میں نے کہا آمین اور وہ شخص کہ جس نے ماں باپ یا ان میں سے ایک کا زمانہ پایا ہو پھر بھی جہنم میں داخل ہو گیا ہو یعنی ان کی نافرمانی کی وجہ سے اللہ اس کو ہلاک کرے میں نے کہا آمین اور جس کے سامنے آپ کا ذکر مبارک آوے اور وہ درود نہ پڑھے اللہ اس کو ہلاک کرے میں نے کہا آمین۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی یہ مضمون نقل کیا گیا ہے وہ ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر کے ایک درجہ پر چڑھے اور فرمایا آمین پھر دوسرے درجہ پر چڑھ کر فرمایا آمین پھر تیسرے پر چڑھ کر فرمایا آمین صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے آمین کس بات پر فرمائی تھی حضور نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل آئے تھے اور انہوں نے کہا زمین پر ناک رگڑے وہ شخص جس نے اپنے والدین یا ان میں سے ایک کا زمانہ پایا ہو اور انہوں نے اس کو جنت میں داخل نہ کرایا ہو میں نے کہا آمین اور ناک رگڑے وہ شخص یعنی ذلیل ہو جس نے رمضان کا مہینہ پایا ہو اور اس کی مغفرت نہ کی گئی ہو میں نے کہا آمین اور ناک رگڑے وہ شخص جس کے سامنے تیرا ذکر کیا جاوے اور وہ آپ پر درود نہ بھیجے میں نے کہا آمین۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی یہ قصہ نقل کیا گیا ہے اس میں بھی حضور کا تین مرتبہ آمین کہنے کے بعد صحابہ کے سوال پر حضور نے یہ ارشاد فرمایا کہ جب میں پہلے درجہ پر چڑھا تو میرے پاس جبرئیل آئے اور کہا کہ بدبخت ہے وہ شخص جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور وہ مہینہ ختم ہو گیا اور اس کی مغفرت نہ ہوئی میں نے کہا آمین پھر انہوں نے کہا بدبخت ہے وہ شخص جس نے اپنے والدین کو یا ان میں سے کسی ایک کو پایا ہو اور ان کے سبب جنت میں داخل نہ ہوا ہو میں نے کہا آمین پھر کہا بدبخت ہے وہ شخص جس کے سامنے آپ کا ذکر کیا جائے اور وہ آپ پر درود نہ بھیجے میں نے کہا آمین۔ حضرت عمار بن یاسر سے بھی یہ قصہ نقل کیا گیا ہے اور اس میں جبرئیل کی ہر بات کے بعد یہ نقل ہے کہ جبرئیل نے مجھ سے کہا آمین کہو۔ حضرت ابن مسعود سے بھی

یہ حدیث نقل کی گئی۔ حضرت ابن عباسؓ سے بھی یہ مضمون اختصار سے نقل کیا ہے اور اس میں دو مضمون اور ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا جبرئیلؑ میرے پاس آئے تھے اور انہوں نے یہ کہا جس شخص کے سامنے آپ کا ذکر کیا جائے اور وہ آپ پر درود نہ بھیجے وہ جہنم میں داخل ہو، حق تعالیٰ اس کو ہلاک کرے اور اس کو [illegible] کر دے میں نے کہا آمین۔ اسی طرح والدین اور رمضان کے متعلق بھی نقل کیا۔ حضرت [illegible] حضرت بریدہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی [illegible] روایتیں ذکر کی گئی ہیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت میں بھی یہ مضمون ہے کہ ہر مرتبہ پر [illegible] جبرئیلؑ نے کہا کہو آمین جس پر میں نے آمین کہی۔ حضرت جابر بن سمرہؓ سے بھی یہ [illegible] سے نیز عبد اللہ بن الحارثؓ سے بھی یہ حدیث نقل کی گئی ہے جس میں [illegible] میں [illegible] ہے کہ جس کے سامنے آپ کا ذکر کیا جاوے اور اس نے درود نہ بھیجا [illegible] کو ہلاک کرے پھر ہلاک کرے۔ حضرت جابرؓ نے ایک دوسری حدیث میں حضورؐ کا [illegible] [illegible] نقل کیا ہے کہ جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے وہ بدبخت ہے [illegible] [illegible] وعیدیں کثرت سے ذکر کی گئی ہیں۔ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کے [illegible] [illegible] [illegible] درود [illegible] [illegible] [illegible] وہ سکتے ہیں کہ ایسے شخص پر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] داخل ہونے کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ذکر کی ہیں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے [illegible] [illegible] [illegible] کا اس کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کی بابت ذکر کی ہیں۔

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

(۲) عن جعفر بن محمد عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ذکرت عندہ فنسی الصلوۃ علیّ خطئ طریق الجنۃ [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

(رواہ النسائی والبخاری فی تاریخه والترمذی وغیرهم بسط طرقه السخاوی)

ف: یہ مضمون کسی نے کیا ہی خوب شعر میں کہا ہے۔

مَنْ لَّمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ اِنْ ذُكِرَ اسْمُهٗ   فَهُوَ الْبَخِيْلُ وَزِدْهُ وَصْفَ جَبَانٍ

ترجمہ: جو شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجے اس وقت کہ حضور کا پاک نام ذکر کیا جاوے پس وہ بخیل ہے اور اتنا اضافہ کر کہ اس پر وہ بزدل بھی ہے۔

حدیث بالا کا مضمون بھی بہت سی احادیث میں بہت سے صحابہ کرام سے نقل کیا گیا ہے۔ حضرت امام حسن کی روایت سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ آدمی کے بخیل ہونے کے لئے یہ کافی ہے کہ میرا ذکر اس کے سامنے کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔ [illegible]

عرض کیا ضرور حضور نے فرمایا کہ جس شخص کے سامنے میرا ذکر کیا جاوے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے وہ شخص سب سے زیادہ بخیل ہے۔

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ۔ عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

۳۔ عَنْ قَتَادَةَ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْجَفَاءِ اَنْ اُذْكَرَ عِنْدَ رَجُلٍ فَلَا يُصَلِّيْ عَلَيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (اخرجه النميري ورواته ثقات قاله السخاوي)

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ یہ بات ظلم ہے کہ کسی آدمی کے سامنے میرا ذکر کیا جاوے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

ف۔ یعنی اس شخص نے ظلم کیا اور بے مروتی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے الطاف [illegible] پر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھے۔ حضرت گنگوہی قدس سرہ کی سوانح تذکرۃ الرشید میں لکھا ہے کہ حضرت اکثر متوسلین کو درود شریف پڑھنے کی تعلیم فرماتے تھے کہ [illegible] درود پڑھا جائے اور اتنا نہ ہو سکے تو ایک تسبیح ہی [illegible] ۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے پھر آپ پر درود بھیجنے میں بخل بڑی بے مروتی کی بات ہے۔ درود شریف میں زیادہ تر پسند وہ تھا جو نماز میں پڑھا جاتا ہے اور وہ صلوٰۃ وسلام جو حدیث میں منقول ہیں۔ باقی دوسروں کے بنائے ہوئے [illegible] شوق سے پسند نہ تھے [illegible] دوسرے حرف کا ترجمہ ہونے کے سبب [illegible] [illegible] کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت [illegible] اس کا خیال رکھنا ہے۔

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ۔ عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

۴۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ تَعَالٰى فِيْهِ وَلَمْ يُصَلُّوْا عَلٰى نَبِيِّهِمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ تِرَةً فَاِنْ

حضرت ابوہریرہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھیں جس میں اللہ کا ذکر اور اس کے نبی پر درود نہ ہو تو وہ ان پر قیامت کے دن ایک وبال ہوگی پھر اللہ جل شانہ کو اختیار ہے کہ ان کو معاف کردے

شَاءَ عَذَّبَهُمْ وَاِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُمْ۔ عذاب دے۔

(رواہ ابوداؤد واحمد وغیرہما بسط السخاوی)

ف۔ ایک اور حدیث میں حضرت ابوہریرہؓ سے یہ الفاظ نقل کیے گئے ہیں کہ جو قوم کسی مجلس میں بیٹھی ہے پھر وہ اللہ کے ذکر اور نبی پر درود سے پہلے مجلس برخاست کر دیں تو ان پر قیامت تک حسرت رہے گی۔ ایک اور حدیث میں ان الفاظ سے نقل کیا گیا ہے کہ جو قوم کسی مجلس میں بیٹھتی ہے اور اس مجلس میں حضور پر درود نہ ہو تو وہ مجلس ان پر وبال ہوتی ہے۔ حضرت ابو امامہؓ سے بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ لوگ کسی مجلس میں بیٹھیں پھر اللہ کے ذکر اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود سے پہلے اٹھ جائیں تو وہ مجلس قیامت کے دن ان پر وبال ہوگی۔ حضرت ابوسعید خدریؓ سے بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے بغیر برخاست ہو جائیں تو ان پر حسرت ہوگی چاہے وہ جنت میں اپنے اعمال کی وجہ سے داخل بھی ہو جائیں اس ثواب کی وجہ سے جس کو وہ دیکھیں گے یعنی اگر وہ اپنے دوسرے اعمال کی وجہ سے جنت میں داخل بھی ہو گئے تب بھی ان کو درود شریف کا ثواب دیکھ کر اس کی حسرت ہوگی کہ ہم نے اس مجلس میں درود کیوں نہ پڑھا۔ حضرت جابرؓ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جب لوگ کسی مجلس سے بغیر اللہ کے ذکر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کے اٹھیں تو ایسا ہے جیسا کسی سڑے ہوئے مردار پر سے اٹھے ہوں یعنی ان کی مجلس ایسی ہوئی جیسے کسی سڑے ہوئے مردار کے پاس بیٹھ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔

[illegible]

(۵) عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ اِذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰى فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجِلْتَ اَيُّهَا الْمُصَلِّيْ اِذَا صَلَّيْتَ فَقَعَدْتَ فَاحْمَدِ

حضرت فضالہؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے کہ ایک صاحب آئے انہوں نے نماز پڑھی اور نماز کے بعد یہ دعا کی اللّٰھم اغفر لی وارحمنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے نمازی تو نے جلدی کی جب تو نماز پڑھ کر بیٹھے تو اللہ کی حمد کر جیسا کہ اس کی شان کے مناسب ہے

بِمَا هُوَ أَهْلُهُ وَصَلِّ عَلَيَّ ثُمَّ ادْعُهُ
قَالَ ثُمَّ صَلَّى رَجُلٌ آخَرُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَحَمِدَ
اللّٰهَ وَصَلَّى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَيُّهَا الْمُصَلِّي ادْعُ تُجَبْ۔

[illegible] پر درود پڑھو پھر دعا مانگو۔ حضرت فضالہؓ
کہتے ہیں کہ ایک اور صاحب آئے انہوں نے نماز
پڑھی اللہ جل شانہ کی حمد کی حضور اقدس ﷺ
پر درود بھیجا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا
اے نمازی دعا کر قبول کی جائے گی۔

رواه الترمذي وروى ابو داؤد والنسائي نحوه كذا في المشكوة۔

ف۔ یہ مضمون بھی کثرت روایات میں ذکر کیا گیا ہے [illegible] درود کے اول میں درمیان میں اور اخیر میں ہونا چاہئے [illegible] نقل کیا ہے کہ دعا کی ابتدا حق تعالیٰ شانہ کی حمد وثنا [illegible] ہونی چاہئے [illegible]

کی قبولیت کی امید ہے جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور اس کے بعد دعا مانگے نہایت اقرب ہے جب کہ دعا کیا جب درود شریف ... حضرت عبداللہ بن بسر سے حضور کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ دعائیں ساری کی ساری رکی رہتی ہیں یہاں تک کہ اس کی ابتداء اللہ کی تعریف اور حضور پر درود سے نہ ہو۔ اگر ان دونوں کے بعد دعا کرے گا تو اس کی دعا قبول کی جائے گی۔ حضرت انس سے بھی حضور کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ ہر دعا کی رکاوٹ رہتی ہے یہاں تک کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ تمہارا مجھ پر درود پڑھنا تمہاری دعاؤں کی حفاظت کرنے والا ہے تمہارے رب کی رضا کا سبب ہے۔ حضرت عمر فرماتے ہیں مجھ سے یہ کہا گیا ہے کہ دعا آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتی ہے اوپر نہیں چڑھتی یہاں تک کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے۔ ایک دوسری حدیث میں [illegible] سے نقل کیا گیا ہے کہ دعا آسمان پر پہنچنے سے رکی رہتی ہے اور کوئی دعا آسمان تک نہیں پہنچتی جب تک کہ حضور پر درود نہ بھیجا جائے۔ جب حضور پر درود بھیجا جاتا ہے تب وہ اوپر پہنچتی ہے۔ [illegible]

[illegible]

لگی رہتی ہے جب تک کہ حضور پر درود نہ بھیجے۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور باہر تشریف لائے اور یوں ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو کوئی حاجت اللہ تعالیٰ شانہ سے یا کسی بندے سے پیش آجائے تو اس کو چاہیے کہ اچھی طرح وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے پھر اللہ جل شانہ پر حمد و ثنا کرے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے پھر یہ دعا پڑھے:

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ أَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهُ وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَّجْتَهُ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا إِلَّا قَضَيْتَهَا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

نہیں کوئی معبود بجز اللہ کے جو بڑے حلم والے کریم ہیں پاک ہے اللہ جو رب ہے عرش عظیم کا تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو رب ہے سارے جہانوں کا اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں ان چیزوں کا جو تیری رحمت کو واجب کرنے والی ہوں اور مانگتا ہوں تیری مغفرت کے موکدات کو یعنی ایسے اعمال کا جن سے تیری مغفرت ضروری ہو جائے اور مانگتا ہوں حصہ ہر نیکی سے اور سلامتی ہر گناہ سے میرے لیے کوئی گناہ نہ چھوڑ مگر یہ کہ تو اس کی مغفرت کر دے اور نہ کوئی فکر مگر یہ کہ تو اس کو زائل کر دے اور نہ کوئی ایسی حاجت جو تیری مرضی کے موافق ہو مگر یہ کہ اس کو پورا کر دے اے ارحم الراحمین

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا ۔۔ عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

چوتھی فصل

فوائد متفرقہ کے بیان میں

فصل اول میں حق جل شانہ کا ارشاد درود کے بارے میں گذر چکا کہ حق تعالیٰ شانہ اور اس کے فرشتے حضور پر درود بھیجتے ہیں ایک درود شریف کا معاملہ کرتے ہیں ایک مرتبہ پڑھنے پر

علماء نے اس پر اجماع نقل کیا ہے لیکن تیسری فصل میں جو وعیدیں اس مضمون کی گزری ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نام آنے پر درود نہ پڑھنے والا بخیل ہے، ظالم ہے، بدبخت ہے، اس پر حضور کی اور حضرت جبرئیل کی طرف سے ہلاکت کی بددعائیں ہیں وغیرہ وغیرہ۔ ان کی بنا پر بعض علماء کا مذہب یہ ہے کہ جب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی آئے اس وقت ہر مرتبہ درود پڑھنا واجب ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں اس مسئلہ میں دس مذہب نقل کئے ہیں اور اوجز المسالک میں زیادہ بحث تفصیل سے ہو گئی ہے۔ [illegible] لکھا ہے کہ بعض علماء نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ ہر مسلمان پر عمر بھر میں کم سے کم ایک مرتبہ پڑھنا فرض ہے اور اس کے بعد میں اختلاف ہے۔ خود حنفیہ کے ہاں بھی اس میں دو قول ہیں۔ امام طحاوی وغیرہ کی رائے یہ ہے کہ جب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی آئے تو درود شریف پڑھنا واجب ہے ان روایات کی بنا پر جو تیسری فصل میں گزریں۔ امام کرخیؒ وغیرہ کی رائے یہ ہے کہ فرض کا درجہ ایک ہی مرتبہ ہے اور ہر مرتبہ استحباب کا درجہ ہے۔

دوم: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی کے شروع میں "سیدنا" کا لفظ بڑھا دینا مستحب ہے۔ درمختار میں لکھا ہے کہ سیدنا کا بڑھانا مستحب ہے اس لئے کہ اصل چیز ادب کی زیادتی جو واقع میں موجود ہے جیسا کہ رملی شافعی وغیرہ نے کہا ہے۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سید ہونا واقعی ہے لہذا اس کے بڑھانے میں کوئی اشکال کی بات نہیں بلکہ ادب یہی ہے۔ لیکن بعض لوگ اس سے منع کرتے ہیں۔ غالباً ان کو حضور کی ایک حدیث سے اشتباہ ہو رہا ہے۔ ابو داؤد شریف میں ایک صحابی ابو مطرفؓ سے نقل کیا گیا ہے کہ میں ایک وفد کے ساتھ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا، ہم نے حضور سے عرض کیا اَنْتَ سَیِّدُنَا آپ ہمارے سردار ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلسَّیِّدُ اللّٰہُ حقیقی سید تو اللہ ہی ہے۔ اس ارشاد عالی کی توجیہ ظاہر ہے کہ حقیقی سیادت اللہ جل شانہ ہی کے لئے ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ حضور کے نام پر سیدنا بڑھانا ناجائز ہے۔ بالخصوص جبکہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد جیسا کہ مشکوٰۃ شریف میں بخاری و مسلم کی روایت سے حضرت ابوہریرہؓ سے نقل کیا گیا ہے اَنَا سَیِّدُ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ کہ میں لوگوں کا سردار ہوں گا قیامت کے دن۔ دوسری حدیث میں مسلم کی روایت سے نقل

کیا ہے اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ میں قیامت کے دن اولاد آدم کا سردار ہوں۔ نیز ترمذی میں حضرت ابو سعید خدری کی حدیث سے حضور کا ارشاد نقل کیا گیا ہے اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَا فَخْرَ میں قیامت کے دن اولاد آدم کا سردار ہوں [illegible]

[illegible]

وَاَعْتَقَ سَیِّدَنَا یَعْنِیْ بِلَالًا۔ ابوبکرؓ ہمارے سردار ہیں اور ہمارے سردار یعنی بلالؓ کو آزاد کیا۔ علامہ عینیؒ شرح بخاری میں لکھتے ہیں کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو حضرت سعدؓ کے بارے میں قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ یعنی اپنے سردار کے لیے کھڑے ہو جاؤ، کہا تو اس سے استدلال کیا جاتا ہے اس بات پر کہ اگر کوئی شخص سیّدی اور مولائی کہے تو اس کو نہیں روکا جائے گا، اس لیے کہ سیادت کا مرجع اور مآل اپنے ماتحتوں پر بڑائی ہے اور ان کے لیے حسنِ تدبیر۔ اسی لیے خاوند کو سید کہا جاتا ہے، جیسا قرآن پاک میں وَاَلْفَیَا سَیِّدَهَا فرمایا۔ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی شخص نے پوچھا کہ کیا کوئی شخص مدینہ منورہ میں اس کو مکروہ سمجھتا ہے کہ اپنے سردار کو یا سیدی کہے؟ انہوں نے فرمایا کوئی نہیں۔ الخ امام بخاریؒ نے اس کے جواز پر حضور کے ارشاد وَمَنْ سَیِّدُکُمْ سے بھی استدلال کیا ہے جو ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جس کو خود امام بخاریؒ نے ادب المفرد میں ذکر کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو سلمہ سے پوچھا مَنْ سَیِّدُکُمْ کہ تمہارا سردار کون ہے؟ انہوں نے عرض کیا جد بن قیس۔ حضورؐ نے فرمایا بَلْ سَیِّدُکُمْ عَمْرُو بْنُ الْجَمُوْحِ بلکہ تمہارا سردار عمرو بن جموح ہے۔ نیز اِذَا نَصَحَ الْعَبْدُ سَیِّدَهٗ مشہور حدیث ہے جو متعدد کتب حدیث کی اکثر کتابوں بخاری شریف وغیرہ میں مذکور ہے۔ نیز حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث سے بخاری شریف میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ کوئی شخص اَطْعِمْ رَبَّکَ وَضِّیْ رَبَّکَ نہ کہے یعنی اپنے آقا کو رب کے لفظ سے تعبیر نہ کرے وَلْیَقُلْ سَیِّدِیْ وَمَوْلَایَ بلکہ یوں کہے کہ میرا سید اور میرا مولیٰ۔ یہ تو سید اور مولیٰ کہنے کا حکم ثابت ہے۔

دوم: اسی طرح سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نام پر مولانا کا لفظ بعض لوگ پسند نہیں کرتے۔ ممانعت کی کوئی دلیل باوجود تلاش کے اس ناکارہ کو اب تک نہیں ملی۔ البتہ غزوۂ احد کے قصہ میں ابوسفیان کا جواب نقل کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اَللّٰهُ مَوْلٰنَا وَلَا مَوْلٰی لَکُمْ وارد ہے اور قرآن پاک میں سورۂ محمد میں ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْکٰفِرِیْنَ لَا مَوْلٰی لَهُمْ وارد ہوا ہے۔ لیکن اس سے غیر اللہ کے لیے مولیٰ کی نفی ثابت نہیں ہوتی ہے بلکہ کمال ولایت مراد ہے کہ حقیقی مولیٰ وہی پاک ذات ہے جیسا کہ سورۂ سجدہ میں ارشاد ہے مَا لَکُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا شَفِیْعٍ تمہارے لیے اس کے سوا کوئی ولی نہیں

لفظ مولیٰ کا دوسری جگہ ارشاد ہے وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ اور بخاری شریف میں حضور کا ارشاد ہے مَنْ تَرَكَ كَلًّا أَوْ ضَيَاعًا فَأَنَا وَلِيُّهُ یہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو ولی بتایا ہے۔ اسی بخاری شریف کی حدیث سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد وَلْيَقُلْ سَيِّدِيْ وَمَوْلَايَ گزر چکا ہے کہ اپنے آقا کو سیدی و مولائی کہا کرے۔ حضور کا پاک ارشاد مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْ أَنْفُسِهِمْ مشہور ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ [illegible] اور حدیث کی کتب مختلف روایات [illegible] سے پُر ہیں۔ مشکوٰۃ شریف میں بروایت شیخین حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد حضرت زید بن حارثہ کے متعلق أَنْتَ أَخُوْنَا وَمَوْلَانَا وارد ہے۔ نیز بروایت مسند احمد و ترمذی حضرت زید بن ارقم سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ یعنی جس کا میں مولیٰ ہوں علی اس کے مولیٰ ہیں۔ یہ حدیث مشہور ہے [illegible] صحابہ کرام سے نقل کی گئی ملا علی قاری اس حدیث کی شرح میں [illegible] کہتے ہیں کہ مولیٰ کا لفظ بہت سے معنی پر آتا ہے جیسے رب، مالک، سید، منعم، احسان کرنے والا، معتق، آزاد کرنے والا، ناصر، مددگار، محب، تابع، پڑوسی، چچازاد بھائی، حلیف وغیرہ وغیرہ بہت سے معنی آتے ہیں یہ ہر ایک کے مناسب معنی مراد ہوں گے جہاں [illegible] وہاں رب کے معنی ہیں [illegible] اور حضور کے نام مبارک پر آتا ہے جیسا کہ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ میں مددگار کے معنی ہیں۔ ملا علی قاری نے اس حدیث [illegible] کیا ہے [illegible] حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] حضور نے ارشاد فرمایا [illegible] حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

ف [illegible]

نام مبارک میں بھی لفظ مولیٰ کو شمار کیا ہے۔ علامہ زرقانی لکھتے ہیں مولیٰ یعنی سید منعم ناصر محب اور یہ حق تعالیٰ شانہ کے ناموں میں سے ہے اور عنقریب مصنف یعنی علامہ قسطلانی کا استدلال اس نام پر أنا أولى بكل مؤمن سے آرہا ہے۔ اس کے بعد علامہ زرقانی علامہ قسطلانی کے کلام کی شرح کرتے ہوئے حضور کے ناموں کی شرح میں کہتے ہیں کہ ولی اور مولیٰ یہ اللہ کے ناموں میں سے ہیں اور ان دونوں کے معنی مددگار کے ہیں۔ اور حضور اقدس کا ارشاد ہے جیسا کہ بخاری نے حضرت ابوہریرہؓ سے نقل کیا ہے أنا ولي كل مؤمن اور بخاری ہی میں حضورؐ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ کوئی مومن ایسا نہیں کہ میں اس کے ساتھ دنیا و آخرت میں اولیٰ نہ ہوں پس جس نے مال چھوڑا ہو وہ اس کے ورثہ کو دیا جائے اور جس نے قرضہ یا ضائع ہونے والی چیزیں چھوڑی ہوں وہ میرے پاس آئے میں اس کا مولیٰ ہوں۔ نیز حضورؐ نے فرمایا جس کا میں مولیٰ ہوں علیؓ اس کا مولیٰ ہے۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور اس کو حسن بتایا ہے۔ انتہیٰ

علامہ زرقانی سورۂ محمد کی آیت شریفہ وَأَنَّ الْكَافِرِينَ لَا مَوْلَىٰ لَهُمْ کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں کہ اگر یہ اشکال کیا جائے کہ آیت بالا اور دوسری آیت شریفہ ثُمَّ رُدُّوا إِلَى اللَّهِ مَوْلَاهُمُ الْحَقِّ میں کس طرح جمع کیا جائے تو یہ کہا جائے گا کہ مولیٰ کے کئی معنی آتے ہیں۔ مالک و رب کے اور مددگار کے پس جس جگہ یہ کہا گیا ہے کہ کوئی مولیٰ نہیں ہے وہاں یہ مطلب ہے کوئی مددگار نہیں اور جس جگہ مَوْلَاهُمُ الْحَقِّ کہا گیا ہے وہاں ان کا رب یا مالک مراد ہے۔ انتہیٰ

صاحب جلالین نے سورۂ انعام کی آیت مَوْلَاهُمُ الْحَقِّ کی تفسیر مالکهم سے کی ہے۔ اس پر صاحب جمل کہتے ہیں کہ مالک کے ساتھ تفسیر اس لئے کی ہے کہ آیت شریفہ مومن و کافر دونوں کے بارے میں وارد ہوئی ہے اور دوسری آیت یعنی سورۂ محمد میں وَأَنَّ الْكَافِرِينَ لَا مَوْلَىٰ لَهُمْ وارد ہوا ہے۔ ان دونوں میں تطبیق کی توجیہ یہ ہے کہ پہلی آیت میں مالک حقیقی و رب مراد ہے اور دوسری آیت میں مددگار لہٰذا کوئی تعارض نہیں رہا۔ [illegible] کے [illegible] آیت [illegible] ہے [illegible] کہ رب اور مالک کے معنی میں [illegible] وہ مخصوص ہے اللہ جل شانہ کے ساتھ لیکن جب مددگار کے معنی میں [illegible] دوسرے کے لئے بھی مستعمل ہوتا

اس کا مصرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بلکہ ہر بڑے پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس سے پہلے نمبر میں حضورؐ کا ارشاد غلاموں کے بارے میں گزر چکا ہے کہ وہ اپنے آقا کو سیدی و مولائی کے الفاظ سے پکارا کریں۔ ملا علی قاری نے بروایت احمد حضرت رباحؓ سے نقل کیا ہے کہ ایک جماعت حضرت علیؓ کے پاس کوفہ میں آئی۔ انہوں نے آکر عرض کیا۔ السلام علیک یا مولانا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا میں تمہارا مولیٰ کیسے ہوں تم عرب ہو۔ انہوں نے عرض کیا۔ ہم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ یعنی جس کا مولیٰ ہوں علی اس کے مولیٰ ہیں۔ جب وہ جماعت جانے لگی تو میں ان کے پیچھے لگ گیا اور میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں تو مجھے بتایا گیا کہ یہ انصار کی جماعت ہے جس میں حضرت ابو ایوب انصاریؓ بھی ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ فتح الباری میں اس سلسلہ میں بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مولیٰ کا اطلاق سید کے بہ نسبت اقرب الی عدم کراہت ہے اس لیے کہ سید کا لفظ تو اعلیٰ ہی پر بولا جاتا ہے لیکن لفظ مولیٰ تو اعلیٰ و اسفل دونوں پر بولا جاتا ہے۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا　　عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّہِمٖ

چہارم: آداب میں سے یہ ہے کہ اگر کسی تحریر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک نام گزرے تو وہاں بھی درود شریف لکھنا چاہیے۔ محدثین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے یہاں تو مسئلہ میں انتہائی تشدد ہے۔ حدیث پاک لکھنے میں کوئی ایسا لفظ نہ لکھا جائے جو استاذ سے نہ سنا ہو حتی کہ اگر کوئی لفظ استاذ سے غلط سنا ہو تو اس کو بھی یہ حضرات نقل میں جیسا ہے اسی طرح لکھنا ضروری سمجھتے ہیں جس طرح استاذ سے سنا ہے۔ اس کو تصحیح کرکے لکھنے کی اجازت نہیں دیتے اسی طرح اگر تحریر کے طور پر کسی لفظ کی غلطی دیکھتے ہیں تو اس کو استاذ کے نام سے نقل کرنے کو پسند نہیں کرتے ہیں کہ یہ شبہ ہو کہ یہ لفظ بھی استاذ کے الفاظ تھے۔ اس سب کے باوجود بھی محدثین اس کی تصریح کرتے ہیں کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک آئے تو درود شریف لکھنا چاہیے اگرچہ استاذ کی کتاب میں نہ لکھا ہو۔ امام نوویؒ نے شرح مسلم شریف کے مقدمہ میں اس کی تصریح کی ہے۔ اسی طرح امام نوویؒ تقریب میں اور علامہ سیوطیؒ اس کی شرح میں لکھتے ہیں ضروری ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر مبارک کے وقت زبان اور انگلیوں کو درود شریف کے ساتھ جمع کرے یعنی زبان سے درود شریف پڑھے اور انگلیوں سے لکھے بھی اور اس میں اصل کتاب کا

اتباع ترک کرے اگرچہ بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ اصل کا اتباع کرے۔ انتہی۔ بہت سی روایات حدیث بھی اس سلسلہ میں وارد ہوئی ہیں۔ اگرچہ وہ متکلم فیہ بلکہ بعض کے اوپر موضوع ہونے کا بھی حکم لگایا گیا ہے لیکن کئی روایات میں قدر مشترک مضمون کی وارد ہونے پر اور جملہ علماء کا اس پر اتفاق اور اس پر عمل اس بات کی دلیل ہے کہ ان احادیث کی کچھ اصل ضرور ہے۔ علامہ سخاوی قول بدیع میں لکھتے ہیں کہ جیسا کہ تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی لیتے وقت زبان سے درود پڑھتا ہے اسی طرح نام مبارک لکھتے ہوئے اپنی انگلیوں سے بھی درود شریف لکھا کر کہ تیرے لئے اس میں بہت بڑا ثواب ہے اور یہ ایک ایسی فضیلت ہے جس کے ساتھ تم حدیث لکھنے والے کامیاب ہوتے ہیں۔ علماء نے اس بات کو مستحب بتایا ہے کہ اگر تحریر میں بار بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک نام آئے تو بار بار درود شریف لکھے اور پورا درود لکھے اور کاہلوں اور جاہلوں کی طرح سے صلعم وغیرہ الفاظ کے ساتھ اشارہ پر قناعت نہ کرے۔ اس کے بعد علامہ سخاوی نے اس سلسلہ میں چند حدیثیں بھی نقل کی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص کسی کتاب میں میرا نام لکھے فرشتے اس وقت تک لکھنے والے پر درود بھیجتے رہتے ہیں جب تک میرا نام اس کتاب میں رہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص مجھ سے کوئی علمی چیز لکھے اور اس کے ساتھ درود شریف بھی لکھے اس کو اس وقت تک ثواب ملتا رہے گا جب تک وہ کتاب پڑھی جائے۔ حضرت ابن عباس سے بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص مجھ پر کسی کتاب میں درود لکھے اس وقت تک اس کو ثواب ملتا رہے گا جب تک میرا نام اس کتاب میں رہے۔ علامہ سخاوی نے متعدد روایات سے یہ مضمون بھی نقل کیا ہے کہ قیامت کے دن علماء حدیث حاضر ہوں گے اور ان کے ہاتھوں میں دواتیں ہوں گی ان سے وہ حدیث لکھتے تھے، اللہ جل شانہ حضرت جبرئیل سے فرمائیں گے کہ ان سے پوچھو یہ کون ہیں اور کیا چاہتے ہیں؟ وہ عرض کریں گے کہ ہم حدیث پڑھنے لکھنے والے ہیں۔ وہاں سے ارشاد ہوگا کہ جاؤ جنت میں داخل ہو جاؤ تم میرے نبی پر کثرت سے درود بھیجتے تھے۔ علامہ نووی تقریب میں اور سیوطی اس کی شرح میں لکھتے ہیں کہ یہ ضروری ہے کہ درود شریف کی کتابت کا اہتمام کیا جائے جب بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک نام گزرے اور اس کے بار بار لکھنے سے

کتابت کرتے تھے اس وقت کہ اس میں بہت ہی زیادہ فوائد ہیں اور جس نے اس میں تساہل کیا بہت بڑی خیر سے محروم رہ گیا۔ علماء کہتے ہیں کہ حدیث پاک اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ۵ فصل اول میں گزر چکی ہے اس کے مصداق محدثین ہی ہیں کہ وہ بہت کثرت سے درود شریف پڑھتے رہتے ہیں اور علماء نے اس مسئلہ میں اس حدیث کو بھی ذکر کیا ہے جس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد وارد ہوا ہے جو شخص میرے اوپر کسی کتاب میں درود لکھے ملائکہ اس کے لیے اس وقت تک استغفار کرتے رہتے ہیں جب تک میرا نام اس کتاب میں رہے اور یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے لیکن اس جگہ اس کو ذکر کرنا مناسب ہے اور اس کی طرف التفات نہ کیا جائے کہ ابن جوزی نے اس کو موضوعات میں ذکر کر دیا اس لیے کہ اس کے بہت سے طرق ہیں جو اس کو موضوع ہونے سے خارج کر دیتے ہیں اور اس کے مقتضی ہیں کہ اس حدیث کی اصل ضرور ہے۔ چنانچہ طبرانی نے اس کو ابوہریرہؓ کی حدیث سے نقل کیا ہے اور ابن عدی نے حضرت ابوبکرؓ کی حدیث سے اور اصبہانی نے ابن عباسؓ کی حدیث سے اور ابونعیم نے حضرت عائشہؓ کی حدیث سے نقل کیا ہے۔ اتحاف میں صاحب اتحاف نے طرق ابو حفص کی اس کے طرق پر کلام کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت جعفر کا کہنا ہے کہ یہ حدیث جعفر صادق کی حدیث سے موقوفاً نقل کی گئی ہے۔ ابن قیم کہتے ہیں کہ یہ زیادہ قریب ہے۔ صاحب اتحاف کہتے ہیں کہ حدیث کی کتابت اور حدیث بازی کی وجہ سے درود شریف پڑھنے والا جو ہم نے لکھا ہے اس میں بہت مبارک خواب دیکھے ہیں۔ اس سلسلہ میں بہت لوگوں نے بہت سے خواب کے بارے میں نقل کیے ہیں۔ حضرت سفیان بن عیینہؒ سے نقل کیا گیا ہے کہ میرا ایک دوست تھا وہ مر گیا میں نے اس کو خواب میں دیکھا میں نے اس سے پوچھا کیا معاملہ گزرا؟ اس نے کہا کہ اللہ نے میری مغفرت فرما دی۔ میں نے پوچھا کس عمل پر؟ اس نے کہا کہ میں حدیث پاک لکھا کرتا تھا جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک آتا تو صلی اللہ علیہ وسلم لکھا کرتا تھا اس پر میری مغفرت ہو گئی۔ ابوالحسن میمونیؒ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے استاد ابو علی کو خواب میں دیکھا ان کی انگلیوں پر کوئی چیز سونے یا زعفران کے رنگ سے لکھی ہوئی تھی میں نے ان سے پوچھا یہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں حدیث پاک کے اوپر صلی اللہ علیہ وسلم لکھا کرتا تھا۔ حسن بن محمدؒ کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبلؒ کو خواب میں دیکھا فرمانے لگے کہ اگر تو دیکھتا کہ ہمارا صلی اللہ علیہ وسلم کتابوں میں لکھنا کیسا ہمارے سامنے

روشن اور منور ہو رہا ہے۔ انہوں نے اور بھی متعدد خوابات اس قسم کے ذکر کیے ہیں فصل حکایات میں اس قسم کی چیزیں کثرت سے گذر گئی ہیں۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

پنجم حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ نے زاد السعید میں ایک مستقل فصل آداب میں لکھی ہے اگرچہ اس کے متفرق مضامین پہلے گذر چکے ہیں اہمیت کی وجہ سے ان کو بعینہٖ ذکر کیا جاتا ہے وہ ارشاد فرماتے ہیں (۱) جب نام مبارک لکھے صلوٰۃ و سلام بھی لکھے یعنی صلی اللہ علیہ وسلم پورا لکھے اس میں کوتاہی نہ کرے صرف صلعم یا ص پر اکتفا نہ کرے (۲) ایک شخص حدیث شریف لکھا کرتا اور بسبب بخل نام مبارک کے ساتھ درود شریف نہ لکھتا تھا اس کے سیدھے ہاتھ کو مرض آکلہ ہو گیا یعنی اس کا ہاتھ گل گیا (۳) شیخ ابن حجر مکی نے نقل کیا ہے کہ ایک شخص صرف صلی اللہ علیہ لکھا کرتا تھا وسلم نہ لکھتا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خواب میں ارشاد فرمایا تو اپنے کو چالیس نیکیوں سے کیوں محروم رکھتا ہے یعنی وسلم میں چار حرف ہیں ہر حرف پر ایک نیکی دس نیکیوں کے برابر ثواب ملتا ہے تو چالیس نیکیاں ہوئیں فصل حکایات میں نمبر ۲۷ پر یہ قصہ گذر چکا ہے (۴) درود شریف پڑھنے والے کو مناسب ہے کہ بدن و کپڑے پاک و صاف رکھے (۵) نام مبارک سے پہلے لفظ سیدنا بڑھا دینا مستحب اور افضل ہے۔ حق تعالیٰ اس کی توفیق دے [illegible] نیکیوں والے قصہ کو حضرت تھانوی نے نزہۃ البساتین میں ذکر کیا ہے۔ اسی طرح حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ نے درود شریف سے متعلق ایک مستقل فصل مسائل کے بارے میں تحریر فرمائی ہے۔ اس فصل کا بھی نقل کرنا مناسب ہے۔ حضرت تحریر فرماتے ہیں:

مسئلہ: (۱) عمر میں ایک بار درود شریف پڑھنا فرض ہے بوجہ امر صلوا کے جو شعبان ۲ھ میں نازل ہوا ہے۔ (۲) اگر ایک مجلس میں کئی بار آپ کا نام مبارک ذکر کیا جاوے تو امام طحاوی کے نزدیک ہر بار ذکر کرنے والے اور سننے والے پر درود پڑھنا واجب ہے اور مفتی بہ یہ ہے کہ ایک بار پڑھنا واجب ہے پھر مستحب ہے۔ (۳) نماز کے قعدہ اخیرہ کے سوا اور مقامات میں درود شریف پڑھنا مکروہ ہے مثلاً (۱) جب خطیب خطبہ میں نام مبارک لے یا جب یہ آیت پڑھے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا تو اپنے دل میں

بوجہ تنگی زبان سے صلی اللہ علیہ وسلم کہہ لے (درمختار) (۵) بے وضو درود شریف پڑھنا جائز ہے اور باوضو نور علی نور ہے (۶) بجز حضرات انبیاء و ملائکہ علیہم السلام کے کسی اور پر مستقلاً درود شریف نہ پڑھے البتہ تبعاً مضائقہ نہیں مثلاً یوں نہ کہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ بلکہ یوں کہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ (درمختار) (۷) درمختار میں ہے کہ اسباب تجارت کھولنے کے وقت یا ایسے ہی کسی موقع پر جہاں درود شریف پڑھنا مقصود نہ ہو بلکہ کسی دنیوی غرض کا اس کو ذریعہ بنایا جائے درود شریف پڑھنا ممنوع ہے (۸) درمختار میں ہے کہ درود شریف پڑھتے وقت اعضاء کو حرکت دینا اور بلند آواز کرنا جہل ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض جگہ جو رسم ہے کہ نمازوں کے بعد حلقہ باندھ کر بہت چیخ چیخ کر درود شریف پڑھتے ہیں قابل ترک ہے۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

پانچویں فصل

درود شریف کے متعلق حکایات میں

درود شریف کے بارے میں مقدس آیات و احادیث کے بعد اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک ارشادات کے بعد حکایات کی کچھ زیادہ حاجت نہیں رہتی لیکن بزرگوں کی عادت ہمیشہ رہی ہے کہ بزرگوں کے حالات سے ترغیب زیادہ ہوتی ہے۔ اسی بنا پر اختصار کے ساتھ چند حکایات لکھی جاتی ہیں۔ حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ نے ایک فصل زاد السعید میں مستقل حکایات کی لکھی ہے اسے بعینہ نقل کرتا ہوں۔ اس کے بعد چند دوسری حکایات بھی نقل کی جائیں گی اور اس سلسلہ کی بہت سی حکایات اس ناکارہ کے رسالہ فضائل حج میں بھی گزر چکی ہیں۔

حضرت تھانوی زاد السعید میں تحریر فرماتے ہیں حکایات واقعیہ مقتضیہ ترغیب کے بیان میں

(۱) مواہب لدنیہ میں تفسیر قشیری سے نقل کیا ہے کہ قیامت میں کسی مومن کی نیکیاں کم وزن ہو جائیں گی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک پرچہ سرانگشت کے برابر نکال کر میزان میں رکھ دیں

کہ جس سے نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔ وہ مومن کہے گا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں آپ کون ہیں؟ آپ کی صورت اور سیرت کیسی اچھی ہے۔ آپ فرمائیں گے میں تیرا نبی ہوں یہ درود شریف ہے جو تو نے مجھ پر پڑھا تھا میں نے تیری حاجت کے وقت اس کو ادا کر دیا۔ یہ قصہ فصل اول کی حدیث نمبر [illegible] میں بھی گذرا اور اس جگہ اس کے متعلق کچھ کلام بھی گذرا۔

۲۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مشہور تابعی ہیں اور خلیفہ راشد ہیں، شام سے مدینہ منورہ کو خاص قاصد بھیجتے تھے کہ ان کی طرف سے روضہ شریفہ پر حاضر ہو کر سلام عرض کرے۔ [illegible]

۳۔ روضۃ الاحباب میں اسمٰعیل بن ابراہیم مزنی سے جو امام شافعیؒ کے بڑے شاگردوں میں ہیں نقل کیا ہے کہ میں نے امام شافعیؒ کو انتقال کے بعد خواب میں دیکھا دریافت کیا حق تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا، فرمایا مجھے بخش دیا اور حکم فرمایا کہ مجھ کو عزت و احترام کے ساتھ جنت میں لے جایا جائے اور یہ سب برکت ایک درود کی ہے جس کو میں پڑھا کرتا تھا میں نے پوچھا وہ کون سا ہے فرمایا یہ ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کُلَّمَا ذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ۔ [illegible]

۴۔ مطالع المسرات میں ابن فاکہانی کی کتاب فجر منیر سے نقل کیا ہے کہ ایک بزرگ شیخ صالح موسیٰ ضریر تھے انھوں نے اپنا گذرا ہوا قصہ مجھ سے نقل کیا کہ ایک جہاز ڈوبنے لگا اور میں اس میں موجود تھا اس وقت مجھ کو غنودگی سی ہوئی اس حالت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو یہ درود تعلیم فرما کر ارشاد فرمایا کہ جہاز والے اس کو ہزار مرتبہ پڑھیں ابھی تین سو مرتبہ پڑھنے کی نوبت آئی تھی کہ جہاز نے نجات پائی وہ درود شریف یہ ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تُنْجِیْنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَھْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِیْ لَنَا بِھَا جَمِیْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَھِّرُنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ السَّیِّئَاتِ وَتَرْفَعُنَا بِھَا عِنْدَکَ اَعْلَی الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِھَا اَقْصَی الْغَایَاتِ مِنْ جَمِیْعِ الْخَیْرَاتِ فِی الْحَیٰوۃِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ۔ [illegible] انتہی۔

۱۹- بعض رسائل میں عبید اللہ بن عمر قواریری سے نقل کیا ہے کہ ایک کاتب میرا ہمسایہ تھا وہ مرگیا میں نے اس کو خواب میں دیکھا اور پوچھا اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ کہا مجھے بخش دیا میں نے سبب پوچھا کہا میری عادت تھی جب نام پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کتاب میں لکھتا تو صلی اللہ علیہ وسلم بھی لکھتا، حق تعالیٰ نے یہ دیکھ کر مجھے وہ کچھ دیا جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا نہ کسی دل پر گزرا۔ (نزہتہ)

۲۰- دلائل الخیرات کی وجہ تالیف مشہور ہے کہ مؤلف کو سفر میں وضو کے لیے پانی کی ضرورت تھی اور ڈول رسی کے نہ ہونے کی وجہ سے پریشان تھے۔ ایک لڑکی نے یہ حال دیکھ کر دریافت کیا اور کنویں کے اندر تھوک دیا، پانی کنارے تک ابل آیا۔ مؤلف نے حیران ہو کر وجہ پوچھی، اس نے کہا یہ برکت ہے درود شریف کی جس کے بعد انہوں نے یہ کتاب دلائل الخیرات تالیف کی۔

۲۱- شیخ زروق رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ مؤلف دلائل الخیرات کی قبر سے خوشبو مشک و عنبر کی آتی ہے اور یہ سب برکت درود شریف کی ہے۔

۲۲- [illegible]

۲۳- [illegible]

۲۴- [illegible]

درجہ میں داخل۔ زاد السعید میں یہ قصہ اسی طرح نقل کیا ہے۔ بندہ کے خیال میں کاتب سے غلطی ہوئی صحیح یہ ہے کہ ابوزرعہ کو ایک شخص نے خواب میں دیکھا جیسا کہ حکایات میں ۳۵ پر گزر چکا ہے۔

۱۱۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک اور حکایت ہے کہ ان کو بعد انتقال کے کسی نے خواب میں دیکھا اور مغفرت کی وجہ پوچھی۔ انہوں نے فرمایا یہ پانچ درود شریف جمعہ کی رات کو میں پڑھا کرتا تھا۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ صَلّٰى عَلَيْهِ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ لَّمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا اَمَرْتَ بِالصَّلٰوةِ عَلَيْهِ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ اَنْ يُّصَلّٰى عَلَيْهِ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا يَنْبَغِيْ اَنْ تُصَلّٰى عَلَيْهِ۔ اس درود کو درودِ خمسہ کہتے ہیں۔ امام شافعی کے متعلق اور بھی حکایات نقل کی گئی ہیں جو نمبر ۳ پر گزر چکی ہیں۔

۱۲۔ شیخ ابن حجر مکی نے نقل کیا ہے کہ ایک صالح آدمی نے خواب میں دیکھا، اس سے حال پوچھا۔ اس نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر رحم کیا اور مجھے بخش دیا اور جنت میں داخل کیا۔ سبب پوچھا گیا تو اس نے کہا فرشتوں نے میرے گناہ اور میرے درود کو شمار کیا۔ سو درود کا شمار زیادہ نکلا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا: اتنا بس ہے اس کا حساب مت کرو اور اس کو جنت میں لے جاؤ۔ (اتحاف) یہ قصہ نمبر ۳ پر قول بدیع سے بھی گزر چکا ہے۔

۱۳۔ شیخ ابن حجر مکی نے لکھا ہے کہ ایک صالح سے منقول ہے فرماتے تھے کہ میں ہر رات کو سوتے وقت درود ایک معین مقدار پڑھا کرتا تھا۔ ایک رات خواب میں دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور تمام گھر میرا روشن ہو گیا۔ آپ نے فرمایا وہ منہ لاؤ جو درود پڑھتا ہے تاکہ بوسہ دوں۔ اس شخص نے شرم کی وجہ سے رخسارہ سامنے کر دیا۔ آپ نے اس رخسارہ پر بوسہ دیا۔ جب اس کی آنکھ کھلی تو سارے گھر میں مشک کی خوشبو مہک رہی تھی۔ (اتحاف) یہ قصہ فصل ۲ میں تفصیل سے گزر چکا ہے۔

۱۴۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ جب حضرت حوا علیہا السلام پیدا ہوئیں، حضرت آدم نے ان کی طرف ہاتھ بڑھانا چاہا۔ ملائکہ نے منع کیا کہ جب تک مہر ادا نہ کرو۔ انہوں نے پوچھا کہ مہر کیا ہے۔ فرشتوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تین بار درود شریف پڑھنا، اور ایک روایت میں بیس بار آیا ہے۔ فقط ...

زاد السعید میں نقل کیے ہیں۔ ان میں سے بعض کو دوسرے حضرات نے بھی نقل کیا ہے اور ان کے علاوہ بھی بہت سے واقعات اور بہت سے خواب درود شریف کے سلسلہ میں مشائخ نے لکھے ہیں جن میں سے بعض کا ذکر اس رسالہ میں کیا جاتا ہے جو زاد السعید کے قصوں پر زائد ہے۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ۔ عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

۱۵۔ علامہ سخاویؒ لکھتے ہیں کہ رشید عطار نے بیان کیا کہ ہمارے یہاں مصر میں ایک بزرگ تھے جن کا نام ابو سعید خیاط تھا۔ وہ بہت یکسو رہتے تھے، لوگوں سے میل جول بالکل نہیں رکھتے تھے اس کے بعد انہوں نے ابن رشیق کی مجلس میں بہت کثرت سے جانا شروع کر دیا، وہ بہت اہتمام سے جایا کرتے۔ لوگوں کو اس پر تعجب ہوا۔ لوگوں نے ان سے دریافت کیا تو انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت بتائی اور کہا کہ حضورؐ نے مجھ سے خواب میں ارشاد فرمایا کہ ان کی مجلس میں جایا کر اس لیے کہ یہ اپنی مجلس میں مجھ پر کثرت سے درود پڑھتے ہیں۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ۔ عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

۱۶۔ ابو العباس احمد بن منصورؒ جب انتقال ہو گیا تو اہل شیراز میں سے ایک شخص نے ان کو خواب میں دیکھا کہ وہ شیراز کی جامع مسجد میں محراب میں کھڑے ہیں اور ان پر ایک جوڑا ہے اور سر پر ایک تاج ہے جو جواہر اور موتیوں سے مرصع ہے۔ خواب دیکھنے والے نے ان سے پوچھا، انہوں نے کہا اللہ جل شانہ نے میری مغفرت فرما دی اور میرا بہت اکرام فرمایا اور مجھے تاج عطا فرمایا۔ اور یہ سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت درود کی وجہ سے ہوا ہے۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ۔ عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

۱۷۔ صوفیاء میں سے ایک بزرگ نقل کرتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو جس کا نام مسطح تھا، اور وہ اپنی زندگی میں دین کے اعتبار سے بہت ہی بے پروا و بیباک تھا، گناہوں کی پروا نہیں کرتا تھا، مرنے کے بعد خواب میں دیکھا، میں نے اس سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے کیا معاملہ کیا۔ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے میری مغفرت فرما دی۔ میں نے پوچھا کس عمل سے ہوئی۔ اس نے کہا کہ میں ایک محدث کی خدمت میں حدیث نقل کر رہا تھا۔ استاد نے درود شریف پڑھا، میں نے بھی ان کے ساتھ بہت زور سے درود پڑھا، میری آواز سن کر سب مجلس والوں نے

درود پڑھا حق تعالیٰ شانہٗ نے اس وقت ساری مجلس والوں کی مغفرت فرمادی۔ قول بدیع میں نزہۃ میں بھی اسی قسم کا ایک اور قصہ نقل کیا ہے کہ ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میرا ایک پڑوسی تھا بہت گنہگار تھا۔ میں اس کو بار بار توبہ کی تاکید کرتا تھا مگر وہ نہیں کرتا تھا۔ جب وہ مرگیا تو میں نے اسے جنت میں دیکھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تو اس مرتبہ پر کیسے پہنچ گیا تو اس نے کہا میں ایک محدث کی مجلس میں تھا۔ انہوں نے یہ کہا کہ جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر زور سے درود پڑھے اس کے لیے جنت واجب ہے۔ میں نے آواز سے درود پڑھا اور اس پر اور لوگوں نے بھی پڑھا اس پر ہم سب کی مغفرت ہوگئی۔ یہی قصہ روض الفائق میں بھی ذرا تغیر سے ذکر کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ صوفیا میں سے ایک بزرگ نے کہا کہ میرا ایک پڑوسی تھا بہت گنہگار ہر وقت شراب کے نشہ میں مدہوش رہتا تھا۔ اس کو دن رات کی بھی خبر نہ رہتی تھی۔ میں اس کو نصیحت کرتا تو سنتا نہیں تھا۔ میں توبہ کو کہتا تو وہ مانتا نہیں تھا۔ جب وہ مرگیا تو میں نے اس کو خواب میں بہت اونچے مقام پر اور جنت کے بہترین لباس میں دیکھا۔ بڑے اعزاز و اکرام میں تھا۔ میں نے اس سے پوچھا تو اس نے وہی قصہ محدث کا ذکر کیا۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا   عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

(۱۹) ابوالحسن بغدادی دارمی کہتے ہیں کہ انہوں نے ابوعبداللہ بن حامد کو مرنے کے بعد کئی دفعہ خواب میں دیکھا۔ ان سے پوچھا کہ کیا گزری؟ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرمادی اور مجھ پر رحم فرمایا۔ انہوں نے ان سے یہ پوچھا کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتا جس سے میں سیدھا جنت میں داخل ہوجاؤں۔ انہوں نے بتایا کہ ایک ہزار رکعت نفل پڑھ اور ہر رکعت میں ایک ہزار دفعہ قل ہو اللہ پڑھ۔ انہوں نے کہا یہ تو بہت مشکل عمل ہے تو انہوں نے کہا کہ پھر تو ہر شب میں ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھا کر۔ دارمی کہتے ہیں کہ میں نے اپنا معمول بنالیا (بدیع)۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا   عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

(۲۰) ایک صاحب نے ابوحفص کاغذی کو ان کے مرنے کے بعد خواب میں دیکھا۔ ان سے پوچھا کہ کیا معاملہ گزرا؟ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ نے مجھ پر رحم فرمایا، میری مغفرت فرمادی، مجھے جنت میں داخل کرنے کا حکم دے دیا۔ انہوں نے کہا یہ کیسے ہوا؟ انہوں نے بتایا کہ جب میں

پیشی ہوئی تو مجھ کو حکم دیا گیا۔ انہوں نے میرے گناہ اور میرے درود شریف کو شمار کیا تو میرا درود شریف گناہوں پر بڑھ گیا تو میرے مولیٰ جل جلالہ نے ارشاد فرمایا کہ اے فرشتو! بس بس آگے حساب نہ کرو اور اس کو میری جنت میں لے جاؤ (بدیع) یہ قصہ ۲۸ پر ابن حجرؒ سے مختصر گزر چکا ہے

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

[illegible] صاحب نزہۃ بعض تواریخ سے نقل کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص بہت گنہگار تھا جب وہ مرا تو لوگوں نے اس کو ویسے ہی زمین پر پھینک دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی بھیجی کہ اس کو غسل دے کر اس پر نماز جنازہ پڑھیں میں نے اس شخص کی مغفرت کردی۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا یا اللہ یہ کیسے ہوگیا؟ اللہ جل شانہٗ نے فرمایا اس نے ایک دفعہ تورات کھولی تھی اس میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دیکھا تھا تو اس نے ان پر درود پڑھا تھا تو میں نے اس کی وجہ سے اس کی مغفرت کردی ہے۔

اس قسم کے واقعات میں کوئی اشکال کی بات نہیں، نہ تو اس وجہ سے ہے کہ ایک دفعہ درود شریف پڑھ لینے سے سارے گناہ کبیرہ و حقوق عباد وغیرہ سب معاف ہو جاتے ہیں اور نہ اس قسم کے واقعات میں کوئی مبالغہ یا جھوٹ وغیرہ ہے بلکہ مالک کے قبول کر لینے پر ہے وہ کسی شخص کی معمولی سی عبادت ایک دفعہ کا کلمہ بھی قبول کرلے جیسا کہ فضائل ذکر میں حدیث بطاقہ میں گزر چکا ہے تو اس کی برکت سے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ البتہ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ الآیۃ قرآن پاک کا ارشاد ہے۔ ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ شانہٗ اس کی مغفرت نہیں فرماتے کہ ان کے ساتھ کسی کو شریک کیا جاوے (یعنی شرک و کفر کی مغفرت نہیں) اس کے علاوہ جس کو چاہیں گے بخش دیں گے۔ اس لئے ان قصوں میں اور اس قسم کے دوسرے قصوں میں کوئی اشکال نہیں ہے کہ اللہ جل شانہٗ اگر کسی کا ایک دفعہ درود پڑھنا پسند آجائے تو اس کی وجہ سے سارے گناہ معاف کردے تو کیا بعید ہے۔ ایک شخص کے اس کے نوکر سے ہزاروں قصور ہوتے ہیں اور اس کی کسی بات پر جو دیکھنے والے کو پسند آگئی ہو وہ اس کی وجہ سے سارے قصور معاف کردے تو کسی کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ اسی طرح اللہ جل شانہٗ اگر کسی کو محض اپنے فضل و رحمت سے بخش دے تو کس

میں کیا مشکل کی بات ہے۔ ان قصوں سے اتنا تو معلوم ہو گیا ہے کہ درود شریف کو اللہ کی خوشنودی میں بہت زیادہ دخل ہے اس لیے بہت ہی کثرت سے پڑھتے رہنا چاہیے، نہ معلوم کس وقت کا پڑھا ہوا اور کس محبت کا پڑھا ہوا پسند آجائے۔ ایک دفعہ کا بھی پسند آجانا تو بیڑا پار ہے ؎

بس ہے اپنا ایک ہی نالہ اگر پہنچے وہاں
گرچہ کرتے ہیں بہت سے نالہ و فریاد ہم

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

۲۱۔ ایک بزرگ نے خواب میں ایک بہت ہی بری ہیئت کی صورت دیکھی، انہوں نے اس سے پوچھا کہ تو کیا بلا ہے؟ اس نے کہا کہ میں تیرے برے اعمال ہوں۔ انہوں نے پوچھا کہ تجھ سے نجات کی کیا صورت ہے؟ اس نے کہا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کی کثرت۔ (بدیع) ہم میں سے کون سا شخص ایسا ہے جو ان بداعمالیوں میں مبتلا نہیں ہے، اس کے بعد تو سب سے زیادہ ضروری چیز یہی ہو جاتی ہے کہ جتنا بھی ہو سکے درود شریف کی کثرت کی جائے۔

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

۲۲۔ شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا گیا ہے کہ میرے پڑوس میں ایک شخص مر گیا، میں نے اس کو خواب میں دیکھا، میں نے اس سے پوچھا کیا گزری؟ اس نے کہا شبلی بڑی سخت سخت پریشانیاں گزریں، منکر نکیر کے سوال کے وقت گڑبڑ ہونے لگی، میں نے دل میں سوچا یا اللہ یہ مصیبت کہاں سے آرہی ہے، کیا میں اسلام پر نہیں مرا، ایک آواز آئی کہ یہ دنیا میں تیری زبان کی بے احتیاطی کی سزا ہے۔ جب ان دونوں فرشتوں نے عذاب کا ارادہ کیا تو فوراً ایک نہایت حسین شخص میرے اور ان کے درمیان حائل ہو گیا، جس میں سے نہایت ہی بہترین خوشبو آرہی تھی، اس نے مجھ کو فرشتوں کے جواب بتا دیے، میں نے فوراً جواب دیے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے آپ کون صاحب ہیں؟ انہوں نے کہا کہ میں ایک شخص ہوں جو تیرے کثرت درود سے پیدا ہوا ہوں، مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں ہر مصیبت میں تیری مدد کروں۔ (بدیع) [illegible]

حکایات نقل ہوتے ہیں ان میں حضرات [illegible] وغیرہ مُردوں کے جو احوال تفصیل سے ذکر کیے گئے ہیں اس میں تفصیل سے یہ ذکر کیا ہے کہ میت کی نعش جب قبر میں رکھی جاتی ہے تو نماز اس کی دائیں طرف روزہ بائیں طرف اور قرآن پاک کی تلاوت اور صدقہ کا ذکر سر کی طرف وغیرہ وغیرہ کھڑے ہو جاتے ہیں اور اس جانب سے عذاب آتا ہے اس کو دفع کرتے ہیں۔ اسی طرح سے بُرے اعمال خبیث صورتوں میں آکر ڈراتے ہیں اور ذکر کرنے کی صورت میں قرآن پاک اور حدیث میں گزشتہ ہے یہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ [illegible] زبان پر اس کے [illegible] کا شوق پیدا ہوتا ہے [illegible]

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

۲۳۔ حضرت عبد الرحمن بن سمرہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ میں نے رات کو ایک عجیب منظر دیکھا کہ ایک شخص پل صراط پر کبھی گھسٹ کر چلتا ہے کبھی گھٹنوں کے بل چلتا ہے کبھی کسی چیز میں اٹک جاتا ہے اتنے میں مجھ پر درود پڑھنا اس شخص کا پہنچا اور اس نے اس کو کھڑا کر دیا یہاں تک کہ وہ پل صراط سے گزر گیا۔ یہ حدیث حافظ عراقی وغیرہ نے [illegible] ہے

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

۲۴۔ حضرت سفیان بن عیینہؒ حضرت خلف سے نقل کرتے ہیں کہ میرا ایک دوست تھا جو میرے ساتھ حدیث پڑھا کرتا تھا اس کا انتقال ہو گیا میں نے اس کو خواب میں دیکھا کہ نئے سبز کپڑوں میں دوڑا پھر رہا ہے میں نے اس سے کہا کہ تو میرے ساتھ حدیث پڑھتا تھا تو یہ اعزاز و اکرام کس بات پر ہوا اس نے کہا کہ حدیث تو میں تمہارے ساتھ ہی لکھا کرتا تھا لیکن جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک نام حدیث میں آتا میں اس کے نیچے صلی اللہ علیہ وسلم لکھ دیتا۔ اللہ جل شانہ نے اس کے بدلہ میں میرا یہ اکرام فرمایا جو تم دیکھ رہے ہو۔ (بدیع)

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

۲۵۔ ابو سلیمان محمد بن حسین حرانی کہتے ہیں کہ میرے پڑوس میں ایک شخص تھا جس کا نام فضل تھا، بہت کثرت سے نماز روزہ میں مشغول رہتا تھا۔ اس نے مجھ سے بیان کیا کہ میں حدیث لکھا کرتا تھا لیکن اس پر درود شریف نہیں لکھتا تھا۔ میں نے خواب میں حضور اقدس

[illegible]

مولای صل وسلم دائما ابدا علی حبیبک خیر الخلق کلهم

[illegible]

مولای صل وسلم دائما ابدا علی حبیبک خیر الخلق کلهم

[illegible]

مولای صل وسلم دائما ابدا علی حبیبک خیر الخلق کلهم

[illegible]

مولای صل وسلم دائما ابدا علی حبیبک خیر الخلق کلهم

[illegible]

آسمان پر ہیں اور فرشتوں کی امت نمازیں کرتے ہیں میں نے پوچھا یہ کس مرتبہ کس چیز سے پایا [illegible]
انھوں نے کہا کہ میں نے اپنے رب سے [illegible] دس لاکھ [illegible] کی ہیں اور جب حضور اقدس صلی اللہ
علیہ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کی امت سب [illegible] ایک [illegible]

[illegible]

[illegible]

(صلی اللہ علیہ وسلم) امام شافعیؒ نے جو اپنے رسالہ میں درود لکھا ہے صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ كُلَّمَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ آپ کی طرف سے ان کو اس کا کیا بدلہ دیا گیا ہے؟ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ میری طرف سے یہ بدلہ دیا گیا ہے کہ وہ حساب کے لیے نہیں روکے جائیں گے۔ ابن بنان اصبہانی کہتے ہیں کہ میں نے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ! محمد بن ادریس یعنی امام شافعیؒ آپ کے چچا کی اولاد میں (چچا کی اولاد اس وجہ سے کہا کہ آپ کے دادا ہاشم پر جا کر ان کا نسب مل جاتا ہے وہ عبد یزید بن ہاشم کی اولاد میں ہیں) آپ نے کوئی خصوصی اکرام ان کے لیے فرمایا ہے؟ حضورؐ نے ارشاد فرمایا ہاں میں نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی ہے کہ قیامت میں ان کا حساب نہ لیا جائے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ اکرام ان پر کس عمل کی وجہ سے ہوا؟ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا میرے اوپر درود ایسے الفاظ کے ساتھ پڑھا کرتا تھا جن الفاظ کے ساتھ کسی اور نے نہیں پڑھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کیا الفاظ ہیں؟ حضورؐ نے ارشاد فرمایا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كُلَّمَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ (بدیع)۔

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

۳۔ ابو القاسم مروزی کہتے ہیں کہ میں اور میرے والد رحمہ اللہ تعالیٰ رات میں حدیث کی کتاب کا مقابلہ کیا کرتے تھے۔ خواب میں یہ دیکھا گیا کہ جس جگہ ہم مقابلہ کیا کرتے تھے اس جگہ ایک نور کا ستون ہے جو اتنا اونچا ہے کہ آسمان تک پہنچ گیا۔ کسی نے پوچھا یہ ستون کیسا ہے؟ تو یہ بتایا گیا یہ درود شریف ہے جس کو یہ دونوں کتاب کے مقابلہ کے وقت پڑھا کرتے تھے صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّفَ وَكَرَّمَ (بدیع)۔

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

۴۔ ابو اسحاق نہشل کہتے ہیں کہ میں حدیث کی کتاب لکھا کرتا تھا جس میں حضورِ پاک کا نام اس طرح لکھا کرتا تھا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری لکھی ہوئی کتاب ملاحظہ فرمائی اور ملاحظہ فرما کر ارشاد فرمایا کہ یہ عمدہ ہے (یعنی لفظ تسلیماً کے بڑھانے کی طرف اشارہ ہے) علامہ سخاویؒ نے اور بھی بہت سے

حضرات کے خواب اس قسم کے لکھے ہیں کہ ان کو مرنے کے بعد بہت اچھی حالت میں دیکھا گیا اور ان سے پوچھا گیا کہ یہ اعزاز کس وجہ سے ہے تو انہوں نے بتایا کہ ہر حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نام پر درود شریف لکھنے کی وجہ سے۔ (بدیع)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ۔ عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

۲۳۔ حسن بن موسیٰ الحضرمی جو ابن عجینہ کے نام سے مشہور ہیں کہتے ہیں کہ میں حدیث پاک نقل کیا کرتا تھا اور جلدی کے خیال سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تو حدیث لکھتا ہے تو مجھ پر درود کیوں نہیں لکھتا جیسا کہ ابو طاہر لکھتے ہیں۔ میری آنکھ کھلی تو مجھ پر بڑی گھبراہٹ سوار تھی، میں نے اسی وقت عہد کر لیا کہ اب سے جب کوئی حدیث لکھوں گا تو صلی اللہ علیہ وسلم ضرور لکھوں گا۔ (بدیع)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ۔ عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

۲۴۔ ابو علی حسن بن علی عطار کہتے ہیں کہ مجھے ابو طاہر نے حدیث پاک کے چند اجزاء عطا کر دیے، میں نے ان میں دیکھا کہ جہاں بھی کہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک نام آیا وہ حضور کے پاک نام کے بعد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا لکھا کرتے تھے۔ میں نے پوچھا کہ اس طرح کیوں لکھتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ میں اپنی نوعمری میں حدیث پاک لکھا کرتا تھا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نام پر درود نہیں لکھا کرتا تھا۔ میں نے ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی۔ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے سلام عرض کیا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ پھیر لیا۔ میں نے دوسری جانب حاضر ہو کر سلام عرض کیا، حضور نے ادھر سے بھی منہ پھیر لیا۔ میں تیسری دفعہ چہرۂ انور کی طرف حاضر ہوا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھ سے روگردانی کیوں فرماتے ہیں؟ حضور نے ارشاد فرمایا کہ اس لئے کہ جب تو اپنی کتاب میں میرا نام لکھتا ہے تو مجھ پر درود نہیں بھیجتا۔ اس وقت سے میرا یہ دستور ہو گیا کہ جب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک نام لکھتا ہوں تو صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا لکھتا ہوں۔ (بدیع)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ۔ عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

۲۵۔ ابو حفص سمرقندی اپنی کتاب رونق المجالس میں لکھتے ہیں کہ بلخ میں ایک تاجر تھا بہت زیادہ مالدار تھا اس کا انتقال ہوا۔ اس کے دو بیٹے تھے۔ میراث میں اس کا مال آدھا آدھا تقسیم ہو گیا لیکن ترکہ میں تین بال بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے موجود تھے۔ ایک ایک دونوں نے لے لیا۔ تیسرے بال کے متعلق بڑے بھائی نے کہا کہ اس کو آدھا آدھا کر لیں۔ چھوٹے بھائی نے کہا ہرگز نہیں۔ خدا کی قسم حضور کا موئے مبارک نہیں کاٹا جا سکتا۔ بڑے بھائی نے کہا کیا تو اس پر راضی ہے کہ یہ تینوں بال تو لے لے اور یہ سارا مال میرے حصہ میں لگ جائے۔ چھوٹا بھائی خوشی سے راضی ہو گیا۔ بڑے بھائی نے سارا مال لے لیا اور چھوٹے بھائی نے تینوں موئے مبارک لے لئے۔ وہ ان کو اپنی جیب میں ہر وقت رکھتا اور بار بار نکالتا ان کی زیارت کرتا اور درود شریف پڑھتا۔ تھوڑا ہی زمانہ گزرا تھا کہ بڑے بھائی کا سارا مال ختم ہو گیا اور چھوٹا بھائی بہت زیادہ مالدار ہو گیا۔ جب اس چھوٹے بھائی کی وفات ہوئی تو صلحاء میں سے بعض نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ جس کسی کو کوئی ضرورت ہو وہ اس کی قبر کے پاس بیٹھ کر اللہ تعالیٰ شانہ سے دعا کیا کرے۔ ابن حجر نے نزہۃ المجالس میں بھی یہ قصہ مختصر نقل کیا ہے لیکن اس میں یہ ہے کہ بڑے بھائی نے جس نے سارا مال لے لیا تھا، بعد میں فقیر ہو گیا تو اس نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی اور حضور سے اپنے فقر و فاقہ کی شکایت کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں فرمایا، او محروم تو نے میرے بالوں میں بے رغبتی کی اور تیرے بھائی نے ان کو لے لیا اور وہ جب ان کو دیکھتا ہے مجھ پر درود بھیجتا ہے اللہ جل شانہ نے اس کو دنیا و آخرت میں سعید بنا دیا۔ جب اس کی آنکھ کھلی تو آکر چھوٹے بھائی کے خادموں میں داخل ہو گیا۔ فقط

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ، عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

۲۶۔ ایک عورت حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئی اور عرض کیا کہ میری لڑکی کا انتقال ہو گیا۔ میری یہ تمنا ہے کہ میں اس کو خواب میں دیکھوں۔ حضرت حسن بصری نے فرمایا کہ عشاء کی نماز پڑھ کر چار رکعت نفل نماز پڑھ اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ پڑھ اور اس کے بعد لیٹ جا اور سونے تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتی رہ۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ اس نے لڑکی کو خواب میں دیکھا کہ نہایت ہی سخت عذاب میں ہے۔ تارکول کا لباس

اس پر ہے، دونوں ہاتھ اس کے جکڑے ہوئے ہیں اور اس کے پاؤں آگ کی زنجیروں میں بندھے ہوئے ہیں۔ میں صبح کو اٹھ کر پھر حضرت حسن بصریؒ کے پاس گئی۔ حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ اس کی طرف سے صدقہ کر شاید اللہ جل شانہٗ اس کی وجہ سے تیری لڑکی کو معاف فرما دے۔ اگلے دن حضرت حسنؒ نے خواب میں دیکھا کہ جنت کا ایک باغ ہے اور اس میں ایک بہت اونچا تخت ہے اور اس پر ایک بہت نہایت حسین جمیل خوبصورت لڑکی بیٹھی ہوئی ہے۔ اس کے سر پر ایک نور کا تاج ہے۔ وہ کہنے لگی حسنؒ تم نے مجھے بھی پہچانا۔ میں نے کہا نہیں میں نے تو نہیں پہچانا۔ کہنے لگی میں وہی لڑکی ہوں جس کی ماں کو تم نے درود شریف پڑھنے کا حکم دیا تھا (یعنی عشاء کے بعد سونے تک)۔ حضرت حسنؒ نے فرمایا کہ تیری ماں نے تو تیرا حال اس کے بالکل برعکس بتایا تھا جو میں دیکھ رہا ہوں اس نے کہا کہ میری حالت وہی تھی جو ماں نے بیان کی تھی۔ میں نے پوچھا پھر یہ مرتبہ کیسے حاصل ہو گیا۔ اس نے کہا کہ ہم ستر ہزار آدمی اسی عذاب میں مبتلا تھے جو میری ماں نے آپ سے بیان کیا۔ صلحاء میں سے ایک بزرگ کا گزر ہمارے قبرستان پر ہوا۔ انہوں نے ایک دفعہ درود شریف پڑھ کر اس کا ثواب ہم سب کو پہنچا دیا۔ ان کا درود اللہ تعالیٰ کے یہاں ایسا قبول ہوا کہ اس کی برکت سے ہم سب اس عذاب سے آزاد کر دیے گئے اور ان بزرگ کی برکت سے یہ مرتبہ نصیب ہوا۔ بدیع

روض الفائق میں اسی نوع کا ایک دوسرا قصہ لکھا ہے کہ ایک عورت تھی اس کا بیٹا بہت ہی گناہگار تھا اس کی ماں اس کو بار بار نصیحت کرتی مگر وہ بالکل نہیں مانتا تھا۔ اسی حال میں وہ مر گیا۔ اس کی ماں کو بہت ہی رنج تھا کہ وہ بغیر توبہ کے مرا۔ اس کو بڑی تمنا تھی کہ کسی طرح اس کو خواب میں دیکھے۔ اس کو خواب میں دیکھا تو وہ عذاب میں مبتلا تھا۔ اس کی وجہ سے اس کی ماں کو اور بھی زیادہ صدمہ ہوا۔ ایک زمانہ کے بعد اس نے دوبارہ خواب میں دیکھا تو بہت اچھی حالت میں تھا۔ نہایت خوش و خرم۔ ماں نے پوچھا کہ یہ کیا ہو گیا۔ اس نے کہا کہ ایک بہت بڑا گناہگار شخص اس قبرستان پر گزرا، قبروں کو دیکھ کر اس کو کچھ عبرت ہوئی وہ اپنی حالت پر رونے لگا اور سچے دل سے توبہ کی اور کچھ قرآن شریف پڑھا اور بیس مرتبہ درود شریف پڑھ کر اس قبرستان والوں کو بخش دیا جن میں میں بھی تھا۔ اس میں سے جو حصہ مجھے ملا اس کا یہ اثر ہے جو تم دیکھ رہی ہو۔ میری ماں! حضورؐ پر درود دل کا نور ہے، گناہوں کا کفارہ ہے اور زندہ اور مردہ دونوں کے لیے رحمت ہے

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

۳۰۔ حضرت کعب احبارؓ جو تورات کے بہت بڑے عالم ہیں وہ کہتے ہیں کہ اللہ جل شانہٗ نے حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس وحی بھیجی کہ اے موسیٰ اگر زمین پر ایسے لوگ نہ ہوں جو میری حمد وثنا کرتے رہتے ہیں تو آسمان سے ایک قطرہ پانی کا نہ گراؤں اور زمین سے ایک دانہ نہ اگاؤں اور بھی بہت سی چیزوں کا ذکر کیا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا اے موسیٰ اگر تو یہ چاہتا ہے کہ میں تجھ سے اس سے بھی زیادہ قریب ہو جاؤں جتنا تیری زبان سے تیرا کلام اور جتنا تیرے دل سے اس کے خطرات اور تیرے بدن سے اس کی روح اور تیری آنکھ سے اس کی روشنی۔ حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا ضرور بتائیں۔ ارشاد ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود پڑھا کر۔ بدیع

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

۳۱۔ حضرت سعید بن عاصم جو نیک لوگوں میں سے ایک بزرگ تھے۔ کہتے ہیں کہ میں نے یہ معمول بنا رکھا تھا کہ رات کو جب سونے کے واسطے لیٹتا تو ایک مقدار معین درود شریف کی پڑھا کرتا تھا۔ ایک رات کو میں بستر پر اپنا معمول پورا کر کے سویا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم باہر کے دروازہ سے اندر تشریف لائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے سارا مکان روشن ہو گیا۔ حضور میری طرف کو تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ اس منہ کو جس سے تو کثرت سے مجھ پر درود پڑھتا ہے میں اس کو چوم لوں۔ مجھے اس سے شرم آئی کہ میں دہن مبارک کی طرف منہ کروں تو میں نے ادھر سے اپنے منہ کو پھیر لیا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے رخسار پر پیار کیا۔ میری گھبرا کر ایک دم آنکھ کھل گئی میری بیوی جو میرے پاس سوئی ہوئی تھی اس کی بھی ایک دم آنکھ کھل گئی تو سارا مکان مشک کی خوشبو سے مہک رہا تھا اور مشک کی خوشبو میرے رخسار میں سے آٹھ دن تک آتی رہی۔ بدیع

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

۳۲۔ محمد بن مالک کہتے ہیں کہ میں بغداد گیا تاکہ قاری ابوبکر بن مجاہد کے پاس کچھ پڑھوں۔

ہماری ایک جماعت ان کی خدمت میں حدیث کی قرأت ہو رہی تھی۔ اتنے میں ایک بڑے میاں ان کی مجلس میں آئے جن کے سر پر بہت ہی پرانا عمامہ تھا۔ ایک پرانا کرتا تھا۔ ایک پرانی سی چادر تھی۔ ابوبکر ان کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور ان کو اپنی جگہ بٹھایا اور ان سے ان کے گھر والوں کی اہل و عیال کی خیریت پوچھی۔ ان بڑے میاں نے کہا رات میرے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ گھر والوں نے مجھ سے گھی اور شہد کی فرمائش کی۔ شیخ ابوبکر کہتے ہیں کہ میں ان کا حال سن کر بہت ہی رنجیدہ ہوا اور اسی رنج و غم کی حالت میں میری آنکھ لگ گئی تو میں نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اتنا رنج کیوں ہے۔ علی بن عیسیٰ وزیر کے پاس جا اور اس کو میری طرف سے سلام کہنا اور یہ علامت بتانا کہ تو ہر جمعہ کی رات کو اس وقت تک نہیں سوتا جب تک کہ مجھ پر ایک ہزار مرتبہ درود نہ پڑھ لے اور اس جمعہ کی رات میں تو نے سات سو مرتبہ پڑھا تھا کہ تیرے پاس بادشاہ کا آدمی بلانے آگیا تو وہاں چلا گیا اور وہاں سے آنے کے بعد تو نے اس مقدار کو پورا کیا۔ یہ علامت بتانے کے بعد اس سے کہنا کہ اس نومولود کے والد کو سو دینار اشرفیاں دے دے تاکہ یہ اپنی ضروریات میں خرچ کر لے۔ قاری ابوبکر اٹھے اور ان بڑے میاں نومولود کے والد کو ساتھ لیا اور دونوں وزیر کے پاس پہنچے۔ قاری ابوبکر نے وزیر سے کہا ان بڑے میاں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ وزیر کھڑے ہو گئے اور ان کو اپنی جگہ بٹھایا اور ان سے قصہ پوچھا۔ شیخ ابوبکر نے سارا قصہ سنایا جس سے وزیر کو بہت ہی خوشی ہوئی اور اپنے غلام کو حکم کیا کہ ایک توڑا نکال کر لائے (توڑا ہمیانی تھیلی جس میں دس ہزار کی مقدار ہوتی ہے) اس میں سے سو دینار اس نومولود کے والد کو دیے۔ اس کے بعد سو اور نکالے تاکہ شیخ ابوبکر کو دے۔ شیخ نے ان کے لینے سے انکار کیا۔ وزیر نے اصرار کیا کہ ان کو لے لیجئے اس لئے کہ یہ اس بشارت کی وجہ سے ہے جو آپ نے مجھے اس واقعہ کے متعلق سنائی۔ اس لئے کہ یہ وظیفہ ایک راز ہے جس کو میرے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر سو دینار اور نکالے اور یہ کہا کہ یہ اس خوشخبری کے بدلے میں ہیں کہ تم نے مجھے اس کی بشارت سنائی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے درود شریف پڑھنے کی اطلاع ہے۔ پھر سو دینار اور نکالے اور یہ کہا یہ اس مشقت کے بدلے میں ہے جو تم کو یہاں آنے میں ہوئی اور اسی طرح سو سو دینار نکالتے

رہے یہاں تک کہ ایک ہزار اشرفیاں نکالیں مگر انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میں اس تین سو دینار سے زائد نہیں لیں گے جن کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا۔ (بدیع)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا   عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

۴۰۔ عبدالرحیم بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ ایک دفعہ غسل خانے میں گرنے کی وجہ سے میرے ہاتھ میں بہت ہی سخت چوٹ لگ گئی جس کی وجہ سے ہاتھ پر ورم ہو گیا۔ میں نے رات بہت بے چینی میں گزاری۔ میری آنکھ لگ گئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی۔ میں نے اتنا ہی عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ! حضور نے ارشاد فرمایا کہ تیری کثرتِ درود نے مجھے گھبرا دیا۔ میری آنکھ کھلی تو تکلیف بالکل جاتی رہی تھی اور ورم بھی جاتا رہا تھا۔ (بدیع)

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا   عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

۴۱۔ علامہ سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھ سے شیخ احمد بن رضوان نے کہ شاگردوں میں سے ایک معتبر شخص نے کہا کہ ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ کتاب قول بدیع فی الصلوٰۃ علی الحبیب الشفیع پیش کی گئی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود ہی کے بیان میں علامہ سخاوی کی مشہور تالیف ہے اور اس رسالہ کے اکثر مضامین اسی سے لیے گئے ہیں۔ حضور کی خدمت میں یہ کتاب پیش کی گئی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قبول فرمایا۔ بہت طویل خواب ہے جس کی وجہ سے مجھے انتہائی مسرت ہوئی اور میں اللہ کے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے اس کی قبولیت کی امید رکھتا ہوں اور اللہ تعالیٰ جل شانہٗ سے زیادہ سے زیادہ ثواب کا امیدوار ہوں۔ میں تم کو اور مخاطب اپنے کو بھی تاکید ضروری کے ساتھ کہتا رہا کرو دل اور زبان سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجتا رہا کر۔ اس لیے کہ تیرا درود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضور کی قبر اطہر میں پہنچتا ہے اور تیرا نام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا کُلَّمَا ذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَکُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا   عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

۴۲۔ علامہ سخاویؒ ابوبکر بن محمدؒ سے نقل کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکر بن مجاہدؒ کے پاس تھا کہ اتنے میں شیخ المشائخ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ آئے۔ ان کو دیکھ کر ابوبکر بن مجاہد کھڑے ہو گئے ان سے معانقہ کیا، ان کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ میرے سردار آپ شبلی کے ساتھ یہ معاملہ کرتے ہیں حالانکہ آپ اور سارے علماء بغداد یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ پاگل ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے وہی کیا جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا۔ پھر انہوں نے اپنا خواب بتایا کہ مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی کہ حضورؐ کی خدمت میں شبلی حاضر ہوئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور ان کی پیشانی کو بوسہ دیا اور میرے استفسار پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ ہر نماز کے بعد لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ آخر سورۃ تک پڑھتا ہے اور اس کے بعد مجھ پر درود پڑھتا ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جب بھی فرض نماز پڑھتا ہے اس کے بعد یہ آیت شریفہ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ پڑھتا ہے اور اس کے بعد تین مرتبہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ پڑھتا ہے۔ ابوبکر کہتے ہیں کہ اس خواب کے بعد شبلی آئے تو میں نے ان سے پوچھا کہ نماز کے بعد کیا درود پڑھتے ہو تو انہوں نے یہی بتایا۔ ایک اور صاحب سے اسی نوع کا ایک قصہ نقل کیا گیا ہے۔ ابوالقاسم خفاف کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت شبلیؒ ابوبکر بن مجاہد کی مسجد میں گئے۔ ابوبکرؒ ان کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے۔ ابوبکرؒ کے شاگردوں میں اس کا چرچا ہوا۔ انہوں نے استاذ سے عرض کیا کہ آپ کی خدمت میں وزیر اعظم آئے ان کے لئے تو آپ کھڑے ہوئے نہیں شبلی کے لئے آپ کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں ایسے شخص کے لئے کیوں نہ کھڑا ہوں جس کی تعظیم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خود کرتے ہوں۔ اس کے بعد استاذ نے اپنا ایک خواب بیان کیا اور یہ کہا۔ رات میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی تھی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں ارشاد فرمایا تھا کہ کل کو تیرے پاس ایک جنتی شخص آئے گا۔ جب وہ آئے تو اس کا اکرام کرنا۔ ابوبکر کہتے ہیں کہ اس کے دو ایک دن کے بعد مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں ارشاد فرمایا کہ اے ابوبکر اللہ تعالیٰ تیرا ایسا ہی اکرام فرمائے جیسا کہ

تو نے ایک جنتی آدمی کا اکرام کیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! شبلی کا یہ اعزاز آپ کے ہاں کس وجہ سے ہے؟ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ یہ پانچوں نمازوں کے بعد یہ آیت پڑھتا ہے لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ الآیۃ اور اسّی برس سے اس کا یہ معمول ہے۔ (بدیع) اھ

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

۴۴۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں عبدالواحد بن زید بصری سے نقل کیا ہے کہ میں حج کو جا رہا تھا، ایک شخص میرا رفیق سفر ہو گیا۔ وہ ہر وقت چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا کرتا تھا۔ میں نے اس سے اس کثرت درود کا سبب پوچھا۔ اس نے کہا کہ جب میں سب سے پہلے حج کے لیے روانہ ہوا تو میرے باپ بھی ساتھ تھے۔ جب ہم لوٹنے لگے تو ہم ایک منزل پر سو گئے۔ میں نے خواب میں دیکھا مجھ سے کوئی شخص کہہ رہا ہے کہ اٹھ تیرا باپ مر گیا اور اس کا منہ کالا ہو گیا۔ میں گھبرایا ہوا اٹھا تو اپنے باپ کے منہ پر سے کپڑا اٹھا کر دیکھا تو واقعی میرے باپ کا انتقال ہو چکا تھا اور اس کا منہ کالا ہو رہا تھا۔ مجھ پر اس واقعہ سے اتنا غم سوار ہوا کہ میں اس کی وجہ سے بہت ہی مرعوب ہو رہا تھا۔ اتنے میں میری آنکھ لگ گئی۔ میں نے دوبارہ خواب میں دیکھا کہ میرے باپ کے سر پر چار حبشی کالے بھجنگ ہاتھوں میں لوہے کے بڑے ڈنڈے لیے مسلط ہیں۔ اتنے میں ایک بزرگ نہایت حسین چہرہ دو سبز کپڑے پہنے ہوئے تشریف لائے اور انہوں نے ان حبشیوں کو ہٹا دیا اور اپنے دست مبارک کو میرے باپ کے منہ پر پھیرا اور مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اٹھ اللہ تعالیٰ نے تیرے باپ کے چہرے کو سفید کر دیا۔ میں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا نام محمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس کے بعد سے میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کبھی نہیں چھوڑا۔ نزہۃ المجالس میں ایک اور قصہ اسی نوع کا ابو حامد قزوینی کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص اور اس کا بیٹا دونوں سفر کر رہے تھے۔ راستہ میں باپ کا انتقال ہو گیا اور اس کا منہ وغیرہ سؤر جیسا ہو گیا۔ وہ بیٹا بہت رویا اور اللہ جل شانہ کی بارگاہ میں دعا اور زاری کی۔ اتنے میں اس کی آنکھ لگ گئی تو خواب میں دیکھا کوئی شخص کہہ رہا ہے کہ تیرا باپ سود کھایا کرتا تھا اس لیے یہ صورت بدل گئی لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے

اس لیے کہ جب یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک سنتا تو درود بھیجا کرتا تھا۔ آپ کی شفاعت سے اس کو اس کی اپنی اصلی صورت پر لوٹا دیا گیا۔

روض الفائق میں اسی نوع کا ایک اور قصہ نقل کیا ہے۔ وہ حضرت سفیان ثوری سے نقل کرتے ہیں کہ میں طواف کر رہا تھا۔ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ہر قدم پر درود ہی پڑھتا ہے اور کوئی چیز تسبیح تہلیل وغیرہ نہیں پڑھتا۔ میں نے اس سے پوچھا اس کی کیا وجہ ہے؟ اس نے پوچھا تو کون ہے؟ میں نے کہا کہ میں سفیان ثوری ہوں۔ اس نے کہا کہ اگر تو اپنے زمانہ کا یگانہ نہ ہوتا تو میں نہ بتاتا اور اپنا راز نہ کھولتا۔ پھر اس نے کہا کہ میں اور میرے والد حج کو جا رہے تھے۔ ایک جگہ پہنچ کر میرا باپ بیمار ہو گیا۔ میں علاج کا اہتمام کرتا رہا کہ ایک دم ان کا انتقال ہو گیا اور منہ کالا ہو گیا۔ میں یہ دیکھ کر بہت ہی رنجیدہ ہوا اور انا للہ پڑھی اور کپڑے سے ان کا منہ ڈھک دیا۔ اتنے میں میری آنکھ لگ گئی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک صاحب جن سے زیادہ حسین میں نے کسی کو نہیں دیکھا اور ان سے زیادہ صاف ستھرا لباس کسی کا نہیں دیکھا اور ان سے زیادہ بہترین خوشبو میں نے کہیں نہیں دیکھی، تیزی سے قدم بڑھائے چلے آ رہے ہیں۔ انہوں نے میرے باپ کے منہ پر سے کپڑا اٹھایا اور اس کے چہرہ پر ہاتھ پھیرا تو اس کا چہرہ سفید ہو گیا۔ وہ واپس جانے لگے تو میں نے جلدی سے ان کا کپڑا پکڑ لیا اور میں نے کہا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے آپ کون ہیں کہ آپ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے میرے باپ پر مسافرت میں احسان فرمایا۔ وہ کہنے لگے کہ تو مجھے نہیں پہچانتا۔ میں محمد بن عبداللہ صاحب قرآن ہوں صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ تیرا باپ بڑا گنہگار تھا لیکن مجھ پر کثرت سے درود بھیجتا تھا۔ جب اس پر یہ مصیبت نازل ہوئی تو میں اس کی فریاد کو پہنچا اور میں ہر اس شخص کی فریاد کو پہنچتا ہوں جو مجھ پر کثرت سے درود بھیجے۔

۱۔ يَا مَنْ يُجِيْبُ دُعَاءَ الْمُضْطَرِّ فِي الظُّلَمِ — يَا كَاشِفَ الضُّرِّ وَالْبَلْوٰى مَعَ السَّقَمِ
۲۔ شَفِّعْ نَبِيَّكَ فِيْ ذُلِّيْ وَمَسْكَنَتِيْ — وَاسْتُرْ فَإِنَّكَ ذُوْ فَضْلٍ وَّذُوْ كَرَمِ
۳۔ وَاغْفِرْ ذُنُوْبِيْ وَسَامِحْنِيْ بِهَا كَرَمًا — تَفَضُّلًا مِّنْكَ يَا ذَا الْفَضْلِ وَالنِّعَمِ
۴۔ ثُمَّ تَفَضَّلْ بِعَفْوٍ مِّنْكَ يَا رَبِّيْ — وَ[illegible] مِنْكَ يَا ذَا النِّعَمِ
۵۔ يَا رَبِّ صَلِّ عَلَى الْمُخْتَارِ مِنْ مُّضَرٍ — زَكِي الْخَلَائِقِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

۶۔ يَا رَبِّ صَلِّ عَلَى الْهَادِي الْبَشِيرِ وَمَنْ   لَهُ الشَّفَاعَةُ فِي الْعَاصِي زَلِّ الْقَدَمِ
۷۔ يَا رَبِّ صَلِّ عَلَى خَيْرِ الْأَنَامِ وَمَنْ   سَادَ الْقَبَائِلَ فِي الْأَنْسَابِ وَالشِّيَمِ
۸۔ صَلَّى عَلَيْهِ الَّذِي أَعْطَاهُ مَنْزِلَةً   عُلْيَاءَ إِذْ كَانَ حَقًّا أَفْضَلَ الْأُمَمِ
۹۔ صَلَّى عَلَيْهِ الَّذِي أَعْلَاهُ مَرْتَبَةً   ثُمَّ اصْطَفَاهُ حَبِيبًا بَارِئُ النَّسَمِ
۱۰۔ صَلَّى عَلَيْهِ صَلَوٰةً أَنْتَ قَائِلُهَا   مَوْلَاهُ ثُمَّ عَلَى صَحْبٍ وَذُرِّيَةٍ

ترجمہ: ۱۔ اے وہ پاک ذات جو مضطر کی التجاؤں کی دعائیں قبول کرتا ہے اے وہ پاک ذات جو ضرورتوں کو دینے والوں کو، بلاؤں کو زائل کرنے والا ہے۔ ۲۔ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت میری ذلت اور عاجزی میں قبول فرمالے اور میرے گناہوں کی پردہ پوشی فرمالے کہ تو احسان اور کرم والا ہے۔ ۳۔ میرے گناہوں کو معاف فرما اور ان سے مسامحت فرما بے شک تو ان کی وجہ سے اے احسان والے اور اے نعمتوں والے۔ ۴۔ اے میری امید گاہ اگر تو اپنے نفس سے عدو نہیں فرمائے گا تو مجھے کتنی خجالت ہوگی کتنی مجھ سے شرم آئے گی اور کتنی ندامت ہوگی۔ ۵۔ اے رب درود بھیج اس شخص پر جو ہدایت میں سب سے زیادہ برگزیدہ ہے اور ساری مخلوق میں عرب کی جو دنیا میں سب سے افضل ہے۔ ۶۔ اے میرے رب درود بھیج ہادی بشیر پر اس ذات پر جس کے لیے شفاعت ہے گنہگار اور ندامت والے کے حق میں۔ ۷۔ اے میرے رب درود بھیج ساری مخلوق سے افضل پر اور اس شخص پر جو قبائل کا سردار بن گیا ہے نسب کے اعتبار سے بھی اور اخلاق کے اعتبار سے بھی۔ ۸۔ جس پاک ذات نے اس کو اعلیٰ مرتبہ عطا فرمایا ہے وہی اس پر درود بھیجے بے شک وہ اس درجہ کا مستحق بھی ہے اور ساری مخلوق سے افضل۔ ۹۔ وہی پاک ذات اس پر درود بھیجے جس نے اس کو اعلیٰ مرتبہ عطا فرمایا پھر اس کو اپنا حبیب بنانے کے لیے چن لیا، وہ پاک ذات جو مخلوق کو پیدا کرنے والی ہے۔ ۱۰۔ اس کا مولا اس پر ایسا درود بھیجے جس کو تو پسند کرتا ہو۔ اس کے بعد اس کے صحابہ پر درود بھیجے اور اس کے رشتہ داروں پر اور اولاد پر۔ ع

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا   عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

ف۔ نزہۃ البساتین میں لکھا ہے کہ ایک صاحب کسی بیمار کے پاس گئے اس کی نزع کی حالت تھی، ان سے پوچھا کہ موت کی کڑواہٹ کیسی معلوم ہو رہی ہے؟ انہوں نے کہا کہ مجھے کچھ پتہ نہیں

معلوم ہوتا ہے اس لیے کہ میں نے علماء سے سنا ہے کہ جو شخص کثرت سے درود شریف پڑھتا ہے وہ موت کی تلخی سے محفوظ رہتا ہے۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

(۴۵) نزہۃ المجالس میں لکھا ہے کہ بعض صلحاء میں سے ایک صاحب کو بول بند ہو گیا، انہوں نے خواب میں عارف باللہ حضرت شیخ شہاب الدین بن رسلان کو جو بڑے زاہد و عالم تھے دیکھا، ان سے اپنے مرض کی شکایت کی، انہوں نے فرمایا تو تریاق مجرب سے کہاں غافل ہے، یہ درود پڑھا کر: اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى رُوْحِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِي الْاَرْوَاحِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى قَلْبِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِي الْقُلُوْبِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى جَسَدِ مُحَمَّدٍ فِي الْاَجْسَادِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى قَبْرِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِي الْقُبُوْرِ۔ خواب سے اٹھنے کے بعد ان صاحب نے اس درود کو کثرت سے پڑھا اور ان کا مرض زائل ہو گیا۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

(۴۶) حافظ ابو نعیم حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ باہر جا رہا تھا میں نے ایک جوان کو دیکھا کہ جب وہ قدم اٹھاتا ہے یا رکھتا ہے تو یوں کہتا ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ میں نے اس سے پوچھا کہ کسی علمی دلیل سے تیرا یہ عمل ہے؟ (یا محض اپنی رائے سے) اس نے پوچھا تم کون ہو؟ میں نے کہا سفیان ثوری۔ اس نے کہا عراق والے سفیان؟ میں نے کہا ہاں۔ کہنے لگا تجھے اللہ کی معرفت حاصل ہے؟ میں نے کہا ہاں ہے۔ اس نے پوچھا کس طرح معرفت حاصل ہے؟ میں نے کہا کہ رات سے دن نکالتا ہے، دن سے رات نکالتا ہے، ماں کے پیٹ میں بچے کی صورت پیدا کرتا ہے۔ اس نے کہا کچھ نہیں پہچانا۔ میں نے کہا کہ پھر تو کس طرح پہچانتا ہے؟ اس نے کہا کسی کام کا پختہ ارادہ کرتا ہوں اس کو فسخ کرنا پڑتا ہے اور کسی کام کے کرنے کی ٹھان لیتا ہوں مگر نہیں کر سکتا، اس سے میں نے پہچان لیا کہ کوئی دوسری ہستی ہے جو میرے کاموں کو انجام دیتی ہے۔ میں نے پوچھا تیرا یہ درود کیا چیز ہے؟ اس نے کہا میں اپنی ماں کے ساتھ حج کو گیا تھا میری ماں وہیں رہ گئی (یعنی مر گئی) اس کا منہ کالا ہو گیا اور اس کا پیٹ پھول گیا جس سے مجھے یہ اندازہ ہوا کہ کوئی بہت بڑا

سخت گناہ ہوا ہے۔ اس سے میں نے اللہ جل شانہ کی طرف دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو میں نے دیکھا کہ تہامہ حجاز سے ایک ابر آیا، اس سے ایک آدمی ظاہر ہوا۔ اس نے اپنا مبارک ہاتھ میری ماں کے منہ پر پھیرا جس سے وہ بالکل روشن ہو گیا اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا تو ورم بالکل جاتا رہا۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ آپ کون ہیں کہ میری اور میری ماں کی مصیبت کو آپ نے دور کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ میں تیرا نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ میں نے عرض کیا مجھے کوئی وصیت کیجئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی قدم رکھا کرے یا اٹھایا کرے تو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ پڑھا کر۔ (نزہۃ) سے

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا   عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

۴۲۔ صاحب اتحاف نے لکھا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو رہے تھے اور یوں کہہ رہے تھے کہ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان، ایک کھجور کا تنہ جس پر سہارا لگا کر آپ منبر بننے سے پہلے خطبہ پڑھا کرتے تھے پھر جب منبر بن گیا اور آپ اس پر تشریف لے گئے تو وہ کھجور کا تنا آپ کے فراق سے رونے لگا، یہاں تک کہ آپ نے اپنا دست مبارک اس پر رکھا جس سے اس کو سکون ہوا (یہ حدیث کا مشہور قصہ ہے) یا رسول اللہ آپ کی امت آپ کے فراق سے رونے کی زیادہ مستحق ہے بہ نسبت اس تنے کے یعنی امت اپنے سکون کے لیے توجہ کی زیادہ محتاج ہے۔ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ کا علو مرتبہ اللہ کے نزدیک اس قدر اونچا ہوا کہ اس نے آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ "جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی" یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ کی فضیلت اللہ کے نزدیک یہاں تک پہنچی ہوئی کہ آپ سے مطالبہ سے پہلے معافی کی خبر دے دی۔ چنانچہ ارشاد فرمایا عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ "اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کرے تم نے ان منافقوں کو جانے کی اجازت کیوں دی" یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ کا علو شان اللہ کے نزدیک ایسا ہے کہ آپ گرچہ زمانہ کے اعتبار سے آخر میں آئے لیکن انبیاء کے میثاق میں آپ کو سب سے پہلے ذکر کیا۔ چنانچہ ارشاد ہے

نُوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ الآیۃ ۔ یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ کی فضیلت کا اللہ کے یہاں یہ حال ہے کہ کافر جہنم میں پڑے ہوئے اس کی تمنا کریں گے کہ کاش آپ کی اطاعت کرتے اور کہیں گے یٰلَیْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰہَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ۔ یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان اگر حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ جل شانہٗ نے یہ معجزہ عطا فرمایا ہے کہ پتھر سے نہریں نکال دیں تو یہ اس سے زیادہ عجیب نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی انگلیوں سے پانی جاری کر دیا (کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ مشہور ہے) یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان کہ اگر حضرت سلیمان علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہوا ان کو صبح کے وقت میں ایک مہینہ کا راستہ طے کرا دے اور شام کے وقت میں ایک مہینہ کا طے کرا دے تو یہ اس سے زیادہ عجیب نہیں کہ آپ کا براق رات کے وقت میں آپ کو ساتویں آسمان سے بھی پرے لے جائے اور صبح کے وقت آپ مکہ مکرمہ واپس آ جائیں صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ اللہ تعالیٰ ہی آپ پر درود بھیجے۔ یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان اگر حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ معجزہ عطا فرمایا کہ وہ مردوں کو زندہ فرما دیں تو یہ اس سے زیادہ عجیب نہیں کہ ایک بکری جس کے گوشت کے ٹکڑے آگ میں بھون دیے گئے ہوں وہ آپ سے یہ درخواست کرے کہ آپ مجھے نہ کھائیں اس لیے کہ مجھ میں زہر ملا دیا گیا ہے۔ یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان حضرت نوح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم کے لیے یہ ارشاد فرمایا۔ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ دَیَّارًا ۔ "اے رب کافروں میں سے زمین پر بسنے والا کوئی نہ چھوڑ" اگر آپ بھی ہمارے لیے بددعا کر دیتے تو ہم میں سے ایک بھی باقی نہ رہتا۔ بے شک کافروں نے آپ کی پشت مبارک کو روندا کہ جب آپ نماز میں سجدہ میں تھے آپ کی پشت مبارک پر اونٹ کا بچہ دان رکھ دیا تھا اور غزوۂ احد میں آپ کے چہرۂ مبارک کو خون آلود کیا آپ کے دندان مبارک کو شہید کیا، اور آپ نے بجائے بددعا کے یوں ارشاد فرمایا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۔ اے اللہ میری قوم کو معاف فرما کہ یہ لوگ جانتے نہیں ہیں۔ یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ کی عمر کے بہت تھوڑے سے حصے میں (کہ نبوت کے تئیس ہی سال رہے) اتنا مجمع آپ پر ایمان لایا کہ حضرت نوح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ

والسلام کی طویل عمر ایک ہزار برس میں اتنے آدمی مسلمان نہ ہوئے اور حجۃ الوداع میں ایک لاکھ چوبیس ہزار تو صحابہؓ تھے اور جو لوگ غائبانہ مسلمان ہوئے حاضر نہ ہو سکے ان کی تعداد تو اللہ ہی کو معلوم ہے) آپ پر ایمان لانے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے (بخاری کی مشہور حدیث عرضت علی الامم میں ہے رَأَیْتُ سَوَادًا کَثِیْرًا سَدَّ الْاُفُقَ حضور ﷺ نے اپنی امت کو اتنی کثیر مقدار میں دیکھا کہ جس نے سارے جہان کو گھیر رکھا تھا) اور حضرت نوح علیہ السلام پر ایمان لانے والے بہت تھوڑے ہیں (قرآن پاک میں ہے وَمَآ اٰمَنَ مَعَہٗٓ اِلَّا قَلِیْلٌ) یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان اگر آپ اپنے ہم جنسوں ہی کے ساتھ نشست و برخاست فرماتے تو آپ ہمارے پاس کبھی نہ بیٹھتے اور اگر آپ نکاح نہ کرتے مگر اپنے ہی ہم مرتبہ سے تو ہمارے میں سے کسی کے ساتھ بھی آپ کا نکاح نہ ہو سکتا تھا اور اگر آپ اپنے ساتھ کھانا کسی کو نہ کھلاتے مگر اپنے ہی ہمسروں کو تو ہم میں سے کسی کو اپنے ساتھ نہ کھلاتے۔ بیشک آپ نے ہمیں اپنے پاس بٹھایا، ہماری عورتوں سے نکاح کیا، ہمیں اپنے ساتھ کھلایا، بالوں کے کپڑے پہنے، عربی گدھے پر سواری فرمائی اور اپنے پیچھے دوسرے کو بٹھایا اور زمین پر دستر خوان بچھا کر کھانا کھایا اور کھانے کے بعد اپنی انگلیوں کو زبان سے چاٹا اور یہ سب چیزیں آپ نے تواضع کے طور پر اختیار فرمائیں۔ صلی اللہ علیک وسلم اللہ تعالیٰ آپ پر بہت درود و سلام بھیجے۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا ٭ عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

۴۰۔ نزہۃ المجالس میں حضرت ابو بکر شبلیؒ سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سفر میں [illegible] پیاس سے بے ہوش ہو کر گر پڑا کسی نے میرے منہ پر پانی چھڑکا میں نے آنکھیں کھولیں تو ایک مرد حسین تھے جو گھوڑے پر سوار تھے انہوں نے مجھے پانی پلایا اور کہا میرے ساتھ چلو تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ اس جوان نے مجھ سے کہا تم کیا دیکھتے ہو میں نے کہا یہ مدینہ ہے اس نے کہا اتر جاؤ میرا سلام حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنا اور عرض کرنا کہ آپ کا بھائی خضر آپ کو سلام کہتا ہے۔ شیخ ابو بکر شبلیؒ فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں [illegible] دن وہاں ٹھہرا [illegible] کو ذوق و شوق حاصل نہ [illegible]

کے پاس حاضر ہوا، حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کو سلام کیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ آج میں آپ کا مہمان ہوں۔ پھر وہاں سے ہٹ کر منبر کے پیچھے سو رہا، خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، حضرت ابوبکرؓ آپ کی داہنی جانب اور حضرت عمرؓ آپ کی بائیں جانب تھے، حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ آپ کے آگے تھے۔ حضرت علیؓ نے مجھے حرکت دی اور فرمایا کہ اٹھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں۔ میں اٹھا اور حضور کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روٹی مجھ کو عطا فرمائی، میں نے آدھی کھائی [illegible] میرے ہاتھ میں تھی۔ [illegible]

[illegible]

تھی کہ [illegible] سے کرتا [illegible] اور جب [illegible] فنا کی توجہات [illegible] ختم ہو گیا تو پھر سید المرسلین و سید الکونین صلے اللہ علیہ وسلم کی توجہ کا کیا پوچھنا۔ حضرت شاہ صاحبؒ [illegible] تحریر فرماتے ہیں کہ میرے والد نے مجھ سے بتایا کہ وہ ایک دفعہ بیمار ہوئے تو خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرے بیٹے کیسی طبیعت ہے۔ اس کے بعد شفا کی بشارت عطا فرمائی اور اپنی داڑھی مبارک میں سے دو بال مرحمت فرمائے۔ میں اسی وقت اچھا ہو گیا اور جب میری آنکھ کھلی تو وہ دونوں بال میرے ہاتھ میں تھے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ والد صاحب نور اللہ مرقدہ نے ان دو بالوں میں سے ایک مجھے مرحمت فرمایا تھا۔ اسی طرح شاہ صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد صاحب نے ارشاد فرمایا کہ ابتدائے طالب علمی میں مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ میں ہمیشہ روزہ رکھا کروں مگر علماء کے اختلاف کی وجہ سے تردد تھا کہ ایسا کروں یا نہ کروں۔ میں نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خواب میں ایک روٹی مرحمت فرمائی۔ حضرات شیخین بھی تشریف فرما تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا الہدایا مشترکۃ۔ میں نے وہ روٹی ان کے سامنے کر دی۔ انہوں نے ایک ٹکڑا توڑ لیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے [illegible] الہدایا مشترکۃ۔ میں نے وہ روٹی ان کے سامنے کر دی۔ انہوں نے بھی ایک ٹکڑا توڑ لیا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا الہدایا مشترکۃ۔ میں نے عرض کیا کہ اگر یہی ہدیہ مشترکہ ہے تو یہ روٹی سب میں تقسیم ہو جائے گی مجھ غریب کے پاس کیا بچے گا۔ در ثمین میں تو یہ قصہ اتنا ہی ہے لیکن حضرت کی دوسری کتاب "انفاس العارفین" میں کچھ اور بھی تفصیل ہے۔ وہ یہ کہ میں نے [illegible] کے بعد اس پر غور کیا کہ اس کی کیا وجہ کہ حضرات شیخین کے کہنے پر تو میں نے روٹی ان کے سامنے کر دی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فرمانے پر انکار کر دیا۔ میرے ذہن میں اس کی وجہ یہ آئی کہ میری نسبت نقشبندیہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملتی ہے اور میرا سلسلۂ نسب حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے اس لیے ان دونوں حضرات کے سامنے تو [illegible] اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے میرا تو [illegible] کوئی تعلق نہ تھا اس لئے سلسلۂ نسب [illegible] جذبہ کی [illegible] ہو گئی تھی۔ یہ حدیث الہدایا مشترکۃ والی محدثین کے نزدیک تو ضعیف ہے۔

سے متعلق میرے رسالہ فضائل حج کے ختم پر بھی دو قصے ایک قصہ ایک بزرگ کا اور دوسرا قصہ حضرت امام ابو یوسف فقیہ الامت کا ذکر کر چکا ہوں۔ اس جگہ اس حدیث سے تعرض نہیں کرنا تھا اس جگہ تو یہ بیان کرنا تھا کہ اَجْوَدُ النَّاسِ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالتَّسْلِیْمِ کی امت پر جاری برکات بھی روز افزوں ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ اپنے رسالہ حرزِ ثمین میں ۱۹ پر تحریر فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے ارشاد فرمایا کہ وہ رمضان المبارک میں سفر کر رہے تھے۔ نہایت شدید گرمی تھی جس کی وجہ سے بہت ہی مشقت اٹھانی پڑی۔ اسی حالت میں مجھے اونگھ آگئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت ہی لذیذ کھانا جس میں چاول اور گھی، زعفران اور شکر خوب تھا نہایت لذیذ زردہ مرحمت فرمایا جس کو خوب سیر ہو کر کھایا، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی مرحمت فرمایا جس کو خوب سیر ہو کر پیا جس سے بھوک پیاس سب جاتی رہی اور جب آنکھ کھلی تو میرے ہاتھوں میں سے زعفران کی خوشبو آرہی تھی اھ۔ ان قصوں میں کچھ تردد نہ کرنا چاہیئے اس لیے کہ احادیث صوم وصال میں ہے اِنِّیْ یُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَیَسْقِیْنِیْ مجھے میرا رب کھلاتا پلاتا ہے۔ یہ ان چیزوں کی صحت اور اصل موجود ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اِنِّیْ لَسْتُ کَہَیْئَتِکُمْ میں تم جیسا نہیں ہوں، اس کا اشارہ ہے۔ اگر کسی خوش نصیب پر یہ کرامت کے طور پر ظاہر ہو جائے تو کوئی بعید نہیں۔ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ کرامات اولیاء حق ہیں۔ قرآن پاک میں حضرت مریم علیہا السلام کے قصہ میں کُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْہَا زَکَرِیَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَہَا رِزْقًا الخ وارد ہے یعنی جب بھی حضرت زکریا ان کے پاس تشریف لے جاتے تو ان کے پاس کھانے پینے کی چیزیں پاتے۔ وہ ان سے دریافت فرماتے کہ اے مریم یہ چیزیں تمہارے پاس کہاں سے آئیں۔ وہ کہتیں کہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے آتی ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں بے استحقاق رزق عطا فرماتے ہیں۔ تفسیر کی روایات میں رزق کی تفصیل وارد ہوئی ہیں کہ بغیر موسم کے انگوروں کی زنبیل بھری ہوئی ہوتی تھی اور گرمی کے زمانہ میں سردی کے پھل اور سردی کے زمانہ میں گرمی کے پھل ہوتے

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ۔ عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّہِمٖ

(۴۹) نزہۃ المجالس میں ایک عجیب قصہ لکھا ہے کہ رات اور دن میں آپس میں مناظرہ ہوا کہ ہم میں سے کون سا افضل ہے۔ دن نے اپنی فضیلت کے لیے کہا کہ میرے میں تین فرض نمازیں ہیں اور تیرے میں دو، اور مجھ میں جمعہ کے دن ایک ساعت اجابت ہے جس میں آدمی جو مانگتا ہے وہ ملتا ہے، یہ صحیح اور مشہور حدیث ہے، اور میرے اندر رمضان المبارک کے روزے رکھے جاتے ہیں تو لوگوں کے لیے سونے اور غفلت کا زمانہ ہے اور میرے ساتھ [illegible] کا [illegible] اور مجھ میں حرکت ہے اور حرکت میں برکت ہے اور میرے میں آفتاب نکلتا ہے جو ساری دنیا کو روشن کرتا ہے۔ رات نے کہا کہ اگر تو اپنے آفتاب پر فخر کرتا ہے تو میرے آفتاب اللہ والوں کے قلوب ہیں۔ اہل تہجد اور اللہ کی حکمتوں میں غور کرنے والوں کے قلوب ہیں۔ تو میرے [illegible] کے شراب تک کہاں پہنچ سکتا ہے جو خلوت کے وقت میں میرے ساتھ ہوتے ہیں، تو شب معراج کی رات کا کیا مقابلہ کر سکتا ہے، تو غور نہیں کرتا کہ اللہ جل شانہ نے اپنے پاک رسول سے فرمایا وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ کہ رات کو تہجد پڑھا کیجئے [illegible] ہے۔ آپ نے کہا کہ اللہ جل شانہ نے مجھ کو تجھ سے پہلے پیدا کیا ہے اور میرے ہی اندر لیلۃ القدر ہے [illegible] اللہ جل شانہ [illegible] ارشاد فرماتا ہے کہ ہے کوئی سائل جس کو دوں، کوئی ہے توبہ کرنے والا جس کی توبہ قبول کروں۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ اس پاک اللہ کی خبر نہیں [illegible] اللہ کے اس ارشاد کی خبر نہیں جس میں اللہ نے ارشاد فرمایا سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا پاک ہے وہ ذات جو لے گیا اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک [illegible] معراج کا قصہ بھی ایک بڑی اہمیت اور بڑی خصوصیت رکھتا ہے [illegible] شرح میں فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل میں معراج کی بڑی اہمیت ہے اور بہت سے فضائل کو متضمن ہے۔ اللہ جل شانہٗ سے سرگوشی، جنت کی زیارت، انبیاء کرام کی امامت اور سدرۃ المنتہیٰ تک تشریف بری وغیرہ وغیرہ [illegible] اس جگہ اللہ تعالیٰ شانہٗ کی بڑی بڑی نشانیوں کی سیر [illegible]

صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے۔ لہٰذا اس قصیدہ کا [illegible] جن پر قرآن پاک اور احادیث شریفہ میں روشنی ڈالی گئی ہے [illegible] حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات [illegible] [illegible] نشر الطیب میں ذکر کیا ہے۔ اس سے یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

متن القصیدہ

۱۔ سَرَیْتَ مِنْ حَرَمٍ لَیْلاً اِلٰی حَرَمٍ کَمَا سَرَی الْبَدْرُ فِیْ دَاجٍ مِنَ الظُّلَمِ

آپ ایک شب میں [illegible]

۲۔ وَبِتَّ تَرْقٰی اِلٰی اَنْ نِلْتَ مَنْزِلَۃً مِنْ قَابِ قَوْسَیْنِ لَمْ تُدْرَکْ وَلَمْ تُرَمِ

[illegible]

۳۔ وَقَدَّمَتْکَ جَمِیْعُ الْاَنْبِیَاءِ بِہَا وَالرُّسْلِ تَقْدِیْمَ مَخْدُوْمٍ عَلٰی خَدَمِ

[illegible]

۴۔ وَاَنْتَ تَخْتَرِقُ السَّبْعَ الطِّبَاقَ بِہِمْ فِیْ مَوْکِبٍ کُنْتَ فِیْہِ صَاحِبَ الْعَلَمِ

[illegible]

۵۔ حَتّٰی اِذَا لَمْ تَدَعْ شَأْوًا لِّمُسْتَبِقٍ مِنَ الدُّنُوِّ وَلَا مَرْقًی لِّمُسْتَنِمِ

"آپ رتبہ عالی کی طرف برابر ترقی کرتے رہے اور آسمانوں کو پار کرتے رہے، یہاں تک کہ جب آگے بڑھنے والے کی قرب و منزلت کی نہایت نہ رہی اور کسی طالب رفعت کے لیے کوئی موقع ترقی نہ رہا"

٤٢ - خَفَضْتَ كُلَّ مَقَامٍ بِالْإِضَافَةِ إِذْ نُودِيتَ بِالرَّفْعِ مِثْلَ الْمُفْرَدِ الْعَلَمِ

"جس وقت آپ کی ترقیات نہایت درجہ کو پہنچ گئیں تو آپ نے ہر مقام انبیاء کرام یا ہر مقام کو بہ نسبت اپنے مرتبہ کے جو خداوند تعالیٰ سے عنایت ہوا پست کر دیا جبکہ آپ ادن (یعنی قریب آجا) کہہ کر واسطے ترقی مرتبہ کے مثل یکتا و مشہور شخص کے پکارے گئے۔"

٤٣ - كَيْمَا تَفُوزَ بِوَصْلٍ أَيِّ مُسْتَتِرٍ عَنِ الْعُيُونِ وَسِرٍّ أَيِّ مُكْتَتَمِ

"یہ ندا پکار اس لیے تھی تاکہ آپ کو وہ وصل حاصل ہو جو نہایت درجہ آنکھوں سے پوشیدہ تھا اور کوئی مخلوق اس کو دیکھ نہیں سکتی اور تاکہ آپ کامیاب ہوں اس اسرار سے جو نہایت مرتبہ پوشیدہ ہے" (عطر الوردہ)

یہاں تک تو حضرت نے قصیدہ بردہ سے معراج کا قصہ نقل فرمایا، عطر الوردہ جو قصیدہ بردہ کی اردو شرح حضرت شیخ الہند مولانا الحاج محمود الحسن صاحب دیوبندی قدس سرہ کے والد ماجد حضرت مولانا ذوالفقار علی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے، اس سے ترجمہ نقل کیا۔ اس کے بعد آخری شعر يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ، تحریر فرما کر اپنی طرف سے عبارت ذیل کا اضافہ کیا ہے:

وَاخْصُصْ مُحَمَّدًا ذَا الرُّقِيِّ وَنِعْمَ رَسُولًا بِصَلَوَاتٍ مِنْ سَيِّدِ أَهْلِ الصَّفَا

وَآلِهِ وَصَحْبِهِ مِنْ نُجَبَاءَ مَا دَامَتِ الْأَرْضُ وَالسَّمَاءُ

جس کا ترجمہ یہ ہے: "اے اللہ تو معراج والے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو درود شریف کے ساتھ مخصوص فرما جو سردار ہیں سارے برگزیدہ لوگوں کے اور ان کے آل و اصحاب پر جو منتخب ہستیاں ہیں جب تک کہ آسمان و زمین قائم رہیں"۔

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

٥٠ - اس سیہ کار کو ان فضائل کے رسائل لکھنے کے زمانہ میں بعض مرتبہ خود کو اور بعض مرتبہ بعض دوسرے احباب کو کچھ منامات اور مبشرات بھی آئے۔ اس رسالہ فضائل درود شریف کے لکھنے کے زمانہ میں ایک رات خواب میں یہ دیکھا کہ گویا یہ کہا جا رہا ہے کہ اس رسالہ میں قصیدہ

گئی ہو لیکن قصیدہ کی تعیین نہیں معلوم ہو سکی۔ البتہ خود اس ناکارہ کے ذہن میں خواب ہی میں یا جاگتے وقت دونوں کے درمیان میں اس لیے کہ اسی وقت دوبارہ بھی اسی قسم کا خواب دیکھا تھا یہ خیال آیا کہ اس کا مصداق مولانا جامی نور اللہ مرقدہ کی وہ مشہور نعت ہے جو یوسف زلیخا کے شروع میں ہے جب اس ناکارہ کی عمر تقریباً دس گیارہ سال کی تھی گنگوہ میں اپنے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے یہ کتاب پڑھی تھی۔ اسی وقت ان کی زبانی اس کے متعلق ایک قصہ بھی سنا تھا اور وہ قصہ ہی خواب میں اس کی طرف ذہن کے منتقل ہونے کا داعیہ بنا۔ قصہ یہ سنا تھا کہ مولانا جامی نور اللہ مرقدہ واعلی اللہ مراتبہ یہ نعت کہنے کے بعد جب ایک مرتبہ حج کے لیے تشریف لے گئے تو ان کا ارادہ یہ تھا کہ روضۂ اقدس کے پاس کھڑے ہو کر اس نظم کو پڑھیں گے۔ جب حج کے بعد مدینہ منورہ کی حاضری کا ارادہ کیا تو امیر مکہ نے خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں ان کو یہ ارشاد فرمایا کہ اس کو (جامی کو) مدینہ نہ آنے دیں۔ امیر مکہ نے ممانعت کر دی مگر ان پر جذب و شوق اس قدر غالب تھا کہ یہ چھپ کر مدینہ منورہ کی طرف چل دیئے۔ امیر مکہ نے دوبارہ خواب دیکھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ آ رہا ہے اس کو یہاں نہ آنے دو۔ امیر نے آدمی دوڑائے اور ان کو راستہ سے پکڑوا کر بلایا۔ ان پر سختی کی اور جیل خانہ میں ڈال دیا۔ اس پر امیر کو تیسری مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ کوئی مجرم نہیں بلکہ اس نے کچھ اشعار کہے ہیں جن کو یہاں آکر میری قبر پر کھڑے ہو کر پڑھنے کا ارادہ کر رہا ہے۔ اگر ایسا ہوا تو قبر سے مصافحہ کے لیے ہاتھ نکلے گا جس میں فتنہ ہوگا۔ اس پر ان کو جیل سے نکالا اور بہت اعزاز و اکرام کیا گیا۔ اس قصہ کے [illegible] تو اس ناکارہ کو یاد نہیں۔ لیکن اس وقت اپنے ضعف بینائی اور امراض کی وجہ سے مراجعت کتب سے معذوری ہے۔ ناظرین میں سے کسی کو کسی کتاب میں اس کا حوالہ اس ناکارہ کی زندگی میں ملے تو اس ناکارہ کو بھی مطلع فرما دیں اور مرنے کے بعد رسالہ کے حاشیہ پر اضافہ فرما دیں۔ اس قصہ ہی کی وجہ سے اس ناکارہ کا خیال اس نعت کی طرف گیا تھا اور اب تک یہی ذہن میں ہے اور اس میں کوئی استبعاد بھی نہیں۔ سید احمد رفاعی مشہور بزرگ اکابر صوفیہ میں سے ہیں ان کا قصہ مشہور ہے کہ جب ۵۵۵ھ میں وہ زیارت کے لیے حاضر ہوئے اور قبر اطہر کے قریب کھڑے ہو کر دو شعر

پڑھتے تو دست مبارک باہر نکلا اور انہوں نے اس کو چوما۔ اس تذکرہ کے [illegible] زیارت مدینہ کے سلسلہ میں ۲۳ پر یہ قصہ مفصل علامہ سیوطی کی کتاب الحاوی سے گزر چکا ہے۔ [illegible] مقصود قصے اس وقت روضہ اقدس سے سلام کا جواب سننے کا ذکر کرنا تھا۔ [illegible] خیال ہوا کہ میرے خواب کا مصداق قصیدہ بردہ ہے اسی لیے اس سے [illegible] اشعار اس سے لیکر بسلسلہ سوال نقل کر دیئے اور بعض دوستوں کی رائے یہ ہے کہ [illegible] نعت [illegible] کے نسخہ میں سے کوئی قصیدہ مراد ہے۔ اس لیے خیال ہے کہ [illegible] کہ حضرت اقدس مولانا [illegible] قدس سرہ کے [illegible] اور [illegible] پر اس رسالہ کو ختم کر دوں۔ [illegible] مولانا [illegible] ساتھ [illegible] اشعار [illegible] مناسبت رکھتے ہیں اور حضرت [illegible] نعت [illegible] شریف [illegible] جس کی وجہ [illegible] مولانا [illegible] سے وجاہت کی [illegible] وقت کی [illegible] مولانا نے اس کو قبول فرمایا۔ اس [illegible] اور اس کے [illegible] ہیں

نعت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ

۱۔ ز مہجوری برآمد جان عالم　　ترحم یا نبی اللہ ترحم
۲۔ نہ آخر رحمۃ للعالمینی　　ز محروماں چرا غافل نشینی
۳۔ ز خاک اے لالہ سیراب برخیز　　چو نرگس خواب چند از خواب برخیز
۴۔ بروں آور سر از برد یمانی　　کہ روئے تست صبح زندگانی
۵۔ شب اندوہ ما را روز گرداں　　ز رویت روز ما فیروز گرداں
۶۔ بتن در پوش عنبر بوئے جامہ　　بسر بربند کافوری عمامہ

۷۔ فرو آویز از سر گیسوان را   فگن سایه بپا سرو روان را
۸۔ ادیم طائفی نعلین پا کن   شراک از رشتۂ جانهای ما کن
۹۔ جهانے دیده کرده فرش ره اند   چو فرش اقبال پابوس تو خواهند
۱۰۔ ز حجره پای در صحن حرم نه   بفرق خاک ره بوسان قدم نه
۱۱۔ بده دستی ز پا افتادگان را   بکن دلداری [illegible] را
۱۲۔ اگرچه غرق دریای گناهیم   فتاده خشک لب بر خاک راهیم
۱۳۔ تو ابر رحمتی آن به که گاهے   کنی بر حال لب خشکان نگاهے
۱۴۔ خوشا کز گرد ره سویت رسیدیم   بدیده گرد از کویت کشیدیم
۱۵۔ بمسجد [illegible] شکرانه [illegible]   [illegible]
۱۶۔ [illegible]   [illegible]
۱۷۔ [illegible]   حریم آستان روضه ات آب
۱۸۔ [illegible]   [illegible]
۱۹۔ ازان نور سواد دیده دادیم   وزیں پر ریش دل مرہم نہادیم
۲۰۔ بسوے منبرت ره برگرفتیم   [illegible]
۲۱۔ [illegible]   قدم گاهت بخون دیده شستیم
۲۲۔ [illegible]   [illegible]
۲۳۔ [illegible]   [illegible]
۲۴۔ [illegible]   [illegible]
۲۵۔ [illegible]   ببیں درماندۂ چندیں بہ بخشاے
۲۶۔ اگر نبود چو لطفت دست یارے   ز دست ما نیاید ہیچ کارے
۲۷۔ قضا می افگند از راه ما را   خدا را از خدا درخواه ما را
۲۸۔ [illegible]   دہد آنگہ بکار دیں ثباتے
۲۹۔ [illegible]   [illegible]

۳۰. کند با ایں ہمہ گمراہی ما — ز اذن شفاعت خواہی ما

۳۱. چو چوگاں سر فگندہ آوری روئے — بمیدان شفاعت امتی گوئے

۳۲. بحسن اہتمامت کار جامی — طفیل دیگراں یابد تمامی

ترجمہ از حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب ناظم مدرسہ مظاہر علوم خلیفہ مجاز بیعت حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہ

۱. آپ کے فراق سے کائنات عالم کا ذرہ ذرہ جاں بلب ہے اور دم توڑ رہا ہے۔ اے رسول خدا نظر کرم فرمائیے، اے ختم المرسلین رحم فرمائیے۔

۲. آپ یقیناً رحمۃ للعالمین ہیں، ہم حرماں نصیبوں اور ناکامان قسمت سے آپ کیسے تغافل فرما سکتے ہیں۔

۳. اے لالہ خوش رنگ اپنی شادابی و سیرابی سے عالم کو مستفید فرمائیے اور خواب نرگسیں سے بیدار ہو کر ہم مشتاقان ہدایت کے قلب کو منور فرمائیے ؎

اے بسرا پردہ یثرب بخواب
خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب

۴. چہرہ مبارک کو یمنی چادروں کے کفن سے باہر نکالئے کیونکہ آپ کا روئے انور صبح زندگی ہے۔

۵. ہماری غمناک رات کو دن بنا دیجئے اور اپنے جمال جہاں آرا سے ہمارے دن کو فیروزمندی و کامیابی عطا کر دیجئے۔

۶. جسم اطہر پر حسب عادت عنبر بیز لباس آراستہ فرمائیے اور کافوری عمامہ زیب سر فرمائیے۔

۷. اپنی عنبریں زلفوں کو سر مبارک سے لٹکا دیجئے تاکہ ان کا سایہ آپ کے برگزیدہ قدموں پر پڑے کیونکہ مشہور ہے کہ قامت اطہر کا سایہ نہ تھا مگر گیسوئے عنبریں کا سایہ تو ہے۔

۸. حسب دستور طائف کے عمدہ چمڑے کی مبارک نعلین پاپوش پہنئے اور ان کے تسمے و پیٹیاں ہمارے رشتۂ جاں سے بنائیے۔

۹. تمام عالم اپنے دیدہ و دل کو فرش راہ کئے ہوئے ہے اور آپ کی مسجد کے فرش زمین کی طرح آپ کی قدم بوسی کا فخر حاصل کرنا چاہتا ہے۔

۹۔ حجرۂ شریف یعنی گنبدِ خضرا سے باہر آ کر صحنِ حرم میں تشریف رکھیے، راہِ مبارک کی خاک بوسوں کے سر پر قدم رکھیے۔

۱۰۔ بے چاروں کی دستگیری بیکسوں کی مدد فرمائیے اور مخلص عشاق کی دلجوئی و دلداری کیجیے۔

۱۱۔ اگرچہ ہم گناہوں کے دریا میں از سر تا پا غرق ہیں لیکن آپ کی راہِ مبارک پر تشنہ و ناکام لب پڑے ہیں۔

۱۲۔ آپ ابرِ رحمت ہیں، شایانِ شانِ گرامی ہے کہ پیاسوں اور تشنہ لبوں پر ایک نگاہِ کرم بار ڈالی جائے۔

اب اگلے اشعار کے ترجمہ سے پہلے یہ عرض کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ظاہر عبارت کا تو یوں ہے کہ حضرت جامی یہاں سے زمانۂ گزشتہ کی زیارتِ مقدسہ کا حال بیان فرماتے ہیں اور بعض کلام سے مفہوم ہوتا ہے کہ آئندہ کے لیے تمنائے زیارت ہیں، مترجم حضرت شیخ الحدیث صاحب کا رجحان اسی طرف ہے اس لیے اب ترجمہ میں اس کی رعایت کی جاوے گی۔

۱۳۔ وہ وقت کیسا مبارک ہوتا کہ ہم مدینہ آتے، آپ کی خدمت میں حاضری دیتے اور آنکھوں میں آپ کے کوچۂ مبارک کی خاک کا سرمہ لگاتے۔

وہ دن خدا کرے کہ مدینہ کو جائیں ہم
خاکِ درِ رسول کا سرمہ لگائیں ہم

۱۴۔ مسجدِ نبوی میں دوگانۂ شکر ادا کرتے، پھر اٹھ کر روضۂ قدسیہ کی شمعِ روشن کا اپنی جان و دل کو پروانہ بناتے۔

۱۵۔ آپ کے روضۂ اطہر کے گرد اس حال میں مستانہ وار پھرتے کہ دل دعائے عشق اور ذوق و شوق سے اشک پاشی کرتا ہو۔

۱۶۔ حرمِ قدس اور روضۂ پاک کے ستونوں کو ہم اپنے آنسوؤں کے آب سے دھو ڈالتے۔

۱۷۔ کبھی صحنِ حرم میں جھاڑو دیتے اور کبھی صاف کرتے اور کبھی آنکھوں سے خس و خاشاک کو دور کرنے کی سعادت حاصل کرتے۔

۱۹۔ گو گرد و غبار سے آنکھوں کو نقصان پہنچتا ہے مگر ہم اس سے مرض چشم کے لیے دوائی [illegible] تیار کرتے اور گو خس و خاشاک زخموں کے لیے مضر ہے مگر ہم اس کی [illegible]

۲۰۔ آپ کے منبر شریف کے پاس جاتے اور اس کے پائے مبارک کو اپنے ہاتھ سے [illegible] سے مل کر [illegible] بنا لیتے۔

۲۱۔ آپ کے مصلے مبارک محراب شریف میں نماز پڑھ پڑھ کر [illegible] کرتے اور [illegible] مقصد میں کامیاب ہوتے اور [illegible] جس جائے مقدس پر آپ کے [illegible] تھا اس کو شوق کے آنسوؤں سے دھوتے۔

۲۲۔ آپ کی مسجد اطہر کے ستون کے پاس ادب سے بیٹھ کر [illegible] کے [illegible] درخواست درج کرتے۔

۲۳۔ آپ کی بارگاہ [illegible] کے زخموں اور [illegible] آرزوؤں کی [illegible] والے [illegible] کے ساتھ [illegible] قندیل کو روشن کرتے۔

۲۴۔ اب [illegible] روح وہیں ہے۔

۲۵۔ [illegible] کی جانب [illegible] اور بخشش کی [illegible]

۲۶۔ اگر آپ کے [illegible] اور [illegible] کوئی [illegible] نہ پا سکتا۔

۲۷۔ [illegible] قدوس سے دعا فرمائیے۔

۲۸۔ [illegible] مکمل استقلال اور [illegible]

۲۹۔ جب قیامت کی [illegible] کو دوزخ سے بچا کر [illegible] جنت [illegible]

۴۰۔ اور ہماری مغفرت اور [illegible] کبیرہ گناہوں کے [illegible] آپ کو ہماری شفاعت کے لیے اجازت مرحمت فرمائے کیونکہ بغیر اس کی اجازت شفاعت نہیں ہو سکتی ہے۔

۴۱۔ [illegible]

۴۲۔ آپ کے [illegible] مقبول [illegible] جامی کا بھی کام بن جائے گا ؎

شنیدم کہ در روز امید و بیم
بدان را بہ نیکان ببخشد کریم

اے اللہ حضرت [illegible]

صبح ۲۶ ذیقعدہ سنہ ۵۱ھ

[illegible]

[illegible] اندازہ ہوتا ہے۔

[illegible]

اسی لیے چمنستان میں رنگ منہ تکتے — کیا ظہور و قیامت نے سبزہ ہا نو بہار
پہنچ سکے شجر طور کو کہیں طوبیٰ — مقام یار کو کب پہنچے مسکن اغیار
زمین و چرخ میں ہو کیوں نہ فرق چرخ و زمین — یہ سب کی جا اٹھاتے وہ سب کے سر پر بار
کرے ہے ذرہ کو [illegible] سے تجلی — فلک کے شمس و قمر کو زمیں کے لیل و نہار
فلک پہ عیسیٰ و ادریس ہیں تو خیر سہی — زمیں پہ جلوہ نما ہیں محمد مختار
فلک پہ سب سہی پر ہے نہ ثانیٔ احمد — زمیں پہ کچھ نہ ہو پر ہے محمدی سرکار
ثنا کر اس کی فقط قاسم اور سب کو چھوڑ — کہاں کا سبزہ کہاں کا چمن کہاں کی بہار
الٰہی کس سے بیاں ہو سکے ثنا اس کی — کہ جس پہ ایسا تری ذات خاص کو ہو پیار
جو تو اسے نہ بناتا تو سارے عالم کو — نصیب ہوتی نہ دولت وجود کی زنہار
کہاں وہ رتبہ کہاں عقل نارسا اپنی — کہاں وہ نور خدا اور کہاں یہ دیدۂ زار
چراغ عقل ہے گل اس کے نور کے آگے — زباں کا منہ نہیں جو مدح میں کرے گفتار
جہاں کہ جلتے ہوں پر عقل کل کے بھی دیکھا — لگے ہے جب نہ وہاں پہنچیں میرے افکار
مگر کرے مری روح القدس مددگاری — تو اس کی مدح میں میں بھی کروں رقم اشعار
جو جبرئیل مدد پر ہو فکر کی میرے — تو آگے بڑھ کے کہوں اے جہان کے سردار
تو فخر کون و مکاں زبدۂ زمین و زماں — امیر لشکر پیغمبراں شہ ابرار
تو بوئے گل ہے اگر مثل گل ہیں اور نبی — تو نور شمس گر اور انبیاء ہیں شمس نہار
حیات جاں ہے تو ہیں اگر وہ جان جہاں — تو نور دیدہ ہے گر ہیں وہ دیدۂ بیدار
طفیل آپ کے ہے کائنات کی ہستی — بجا ہے کہئے اگر تم کو مبدء الآثار
جلو میں تیرے سب آئے عدم سے تا بوجود — قیامت آپ کی تھی دیکھئے تو کی رفتار
جہاں کے سارے کمالات ایک تجھ میں ہیں — ترے کمال کسی میں نہیں مگر دو چار
[illegible] نہ کوئی نبی — [illegible]
جو انبیاء ہیں وہ آگے تری نبوت کے — کریں ہیں امتی ہونے کا یا نبی اقرار
لگاتا ہاتھ نہ پتلے کو بوالبشر کے خدا — اگر ظہور نہ ہوتا تمہارا آخر کار

خدا کے طالب دیدار حضرت موسیٰ
تمہارا لیجئے خود آپ طالب دیدار
کہاں بلندئ طور اور کہاں تری معراج
کہیں ہوئے ہیں زمین آسمان بھی ہموار؟
جمال کو ترے کب پہنچے حسن یوسف کا
وہ دلربائے زلیخا تو شاہد ستار
رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت
نجانا کون ہے کچھ بھی کسی نے جز ستار
سما سکے تری خلوت میں کب نبی و ملک
خدا غیور تو اس کا حبیب اور غیار
[illegible]
[illegible]
خوشا نصیب یہ نسبت کہاں نصیب مرے
تو جس قدر ہے بھلا میں برا اسی مقدار
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] خوف کی موجوں میں ہے امید کی ناؤ کہ ہو سگان مدینہ میں میرا نام شمار
جیوں تو ساتھ سگان حرم کے تیرے پھروں مروں تو کھائیں مدینہ کے مجھ کو مور و مار
اڑا کے باد مری مشت خاک کو پس مرگ کرے حضور کے روضہ کے آس پاس نثار
ولے یہ رتبہ کہاں مشت خاک قاسم کا کہ جائے کوچۂ اطہر میں تیرے بن کے غبار
غرض نہیں مجھے اس سے [illegible] [illegible]
لگے وہ تیر [illegible] عشق کا مرے دل پر [illegible]
[illegible] عشق [illegible] [illegible]
تمہارے عشق میں [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]

الٰہی اس پہ اور اس کی تمام آل پہ بھیج
وہ رحمتیں کہ عدد کر سکے نہ ان کو شمار

یہ رسالہ [illegible] شروع ہوا تھا [illegible] مشاغل کی وجہ سے [illegible] اور چند روز [illegible] اس کے بعد [illegible] اور مدرسہ کے [illegible] مشاغل کی وجہ سے [illegible] تھوڑا وقت ملتا رہا [illegible] بہت [illegible] گذشتہ [illegible] عزیز [illegible] الحاج محمد یوسف صاحب [illegible] کے حادثہ [illegible] خیال ہوا کہ اگر یہ ناکارہ بھی اسی طرح چلتے چلتے چل دیا تو یہ اوراق [illegible] ضائع ہو جائیں گے [illegible] حصہ کو اسی پر ختم کرتا ہوں [illegible] وصلی اللہ علیٰ سیدنا [illegible] زکریا

[illegible]

مسلمانوں کی موجودہ
پستی کا

واحد علاج

مصنفہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب

[illegible]

[illegible]

اظہارِ عقیدت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] اور اہمیت [illegible]

[illegible]

[illegible] اس کی [illegible]

حق تعالیٰ شانہ اپنے فضل و کرم سے [illegible]

[illegible] اپنی مقدس ہستیوں کے طفیل سے اچھے عمل [illegible]

دین [illegible] اور اپنے پسندیدہ دین کی اشاعت اور اپنے برگزیدہ رسول کی

سنت کی فرمانبرداری کی دولت سے سرفراز فرما دیں۔

[illegible]

[illegible]

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ
خَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاہِرِیْنَ

آج سے تقریباً ساڑھے تیرہ سو سال قبل جب دنیا کفر و ضلالت جہالت و سفاہت کی تاریکیوں میں گھری ہوئی تھی بطحا کی سنگلاخ پہاڑیوں سے رشد و ہدایت کا آفتاب نمودار ہوا جس نے مشرق و مغرب شمال و جنوب غرض دنیا کے ہر ہر گوشہ کو اپنے نور سے منور کیا اور ۲۳ سال کے قلیل عرصہ میں نوع انسان کو اس معراج ترقی پر پہنچا دیا کہ تاریخ عالم اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے اور رشد و ہدایت صلاح و فلاح کی وہ مشعل مسلمانوں کے ہاتھ میں دی جس کی روشنی میں وہ شاہراہ ترقی پر گامزن رہے اور صدیوں اس شان و شوکت سے دنیا پر حکومت کی کہ ہر مخالف قوت کو ان کے آگے سر جھکانا پڑا۔ یہ ایک حقیقت ہے جو ناقابل انکار ہے اور گویا ایک پارینہ داستان ہے جس کو بار بار دہرانا تحصیل حاصل ہے اور نہ کار آمد [illegible] اور زندگی [illegible] کارناموں پر ہم داد و فخر دیتے رہیں۔

مسلمانوں کی تیرہ سو سالہ زندگی کو جب تاریخ کے اوراق میں دیکھا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ عزت و عظمت شان و شوکت دبدبہ و حشمت کے لحاظ سے وہ اپنا جواب نہیں رکھتے لیکن جب موجودہ حالت پر نظر ڈالی جاتی ہے اور صورت کا مشاہدہ کیا جاتا ہے تو صاف عیاں ہوتا ہے کہ ذلت و خواری انتہائی درجہ کو پہنچ چکی ہے نہ زور و قوت ہے نہ مال و دولت ہے نہ شان و شوکت ہے نہ باہمی اتفاق و اتحاد نہ اخلاق اچھے ہیں نہ اعمال اچھے ہیں ہر برائی ہمارے اندر موجود اور ہر بھلائی سے کوسوں دور۔ دنیا ہماری اس زبوں حالی پر خوش ہیں اور ہماری کمزوری کو دیکھ کر [illegible] اسی پر بس نہیں بلکہ خود ہم میں جو جگر گوشے نئی تہذیب کے دلدادہ ہیں اسلام کے مقدس اصول کا مذاق اڑاتے ہیں اور بات بات پر تنقید کرتے ہیں [illegible] شریعت مقدسہ کو ناقابل عمل بتلاتے ہیں [illegible] آج یوں تشنہ ہے جس قوم نے دنیا کو تہذیب و تمدن

کا سبق پڑھایا، وہ آج کیوں غیر مہذب اور غیر متمدن ہے۔ جن پایاں قوم نے آج سے بہت پہلے ہماری اس حالت زار کا اندازہ لگایا اور مختلف طریقوں پر ہماری اصلاح کے لیے جدوجہد کی مگر

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

آج جب کہ حالت بد سے بدتر ہو چکی اور آنے والا زمانہ ماسبق سے بھی زیادہ پرخطر اور تاریک نظر آ رہا ہے۔ ہمارا خاموش بیٹھنا اور عملی جدوجہد نہ کرنا ایک ناقابل معافی جرم ہے۔ لیکن اس سے پہلے کہ ہم کوئی عملی قدم اٹھائیں ضروری ہے کہ ان اسباب پر غور کریں جن کے باعث ہم اس ذلت و خواری کے غار میں دھکیلے گئے ہیں۔ ہماری موجودہ پستی اور انحطاط کے مختلف اسباب بیان کیے جاتے ہیں اور ان کے ازالہ کی متعدد تدابیر تجویز کی جاتی ہیں مگر تدابیر ناموافق و ناکارہ ثابت ہوئیں جس کے باعث ہمارے رہبر بھی مایوس ہوتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ اب تک ہمارے مرض کی تشخیص صحیح طور سے نہیں ہوئی۔ جو کچھ اسباب بیان کیے جاتے ہیں اصل مرض نہیں بلکہ اس کے عوارض ہیں جن کے علاج سے اصل مرض کی جانب توجہ نہ ہوگی اور مادۂ حقیقی کی اصلاح نہ ہوگی۔

عوارض کی اصلاح ناممکن اور فضول ہے۔ پس جب تک کہ ہم اصل مرض کی صحیح تشخیص اور اس کا صحیح علاج معلوم نہ کر لیں، ہمارا اصلاح کے بارے میں اب تک سعی کرنا سخت ترین غلطی ہے۔

ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ ہماری شریعت ایک مکمل قانون الٰہی ہے جو ہماری دینی اور دنیوی فلاح و بہبود کی تا قیام قیامت ضامن ہے، پھر کوئی وجہ نہیں کہ ہم خود ہی اپنا مرض تشخیص کریں اور خود ہی اس کا علاج شروع کر دیں۔ بلکہ ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم قرآن حکیم سے اپنا اصل مرض معلوم کریں اور اسی کے زیر ہدایت اس کا علاج معلوم کر کے اس پر کاربند ہوں۔ جب قرآن حکیم قیامت تک کے لیے مکمل دستور العمل ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ اس نازک حالت میں ہماری رہبری نہ کرے۔

مالک ارض و سما کا سچا وعدہ ہے کہ روئے زمین کی بادشاہت صرف مومنین کو

مومنوں کے لیے ہے

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ
(نور ع ۷)

اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے ان لوگوں سے جو
تم میں سے ایمان لائے اور انہوں نے عمل
صالح کیے کہ ان کو ضرور روئے زمین کا خلیفہ
بنائے گا اور یہ بھی یقین دلایا ہے کہ مومن
ہمیشہ کفار پر غالب رہیں گے اور کافروں کا کوئی یار و مددگار نہ ہوگا۔

وَلَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ
ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا (فتح ع ۳)

اور اگر تم سے یہ کافر لڑتے تو ضرور پیٹھ پھیر کر
بھاگتے پھر نہ پاتے کوئی یار و مددگار۔ مومنوں
کی نصرت و مدد اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے اور وہی ہمیشہ سربلند اور سرفراز رہیں گے۔

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ
اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ
وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝
(منافقون ع ۲)

اور حق ہے ہم پر مدد ایمان والوں کی اور تم
ہمت مت ہارو اور رنج مت کرو اور
غالب تم ہی رہو گے اگر تم پورے مومن ہو
اور عزت تو اللہ کی ہے اور اس کے رسول کی
اور مسلمانوں کی۔

مذکورہ بالا ارشادات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی عزت، شوکت، سربلندی و سرفرازی اور سیادت و غلبہ اوصاف ایمانی کے ساتھ وابستہ ہے۔ اگر ان کا تعلق خدا اور رسول کے ساتھ مستحکم ہے (جو کہ ایمان کا حاصل ہے) تو سب کچھ ان کا ہے اور اگر خدانخواستہ اس رابطہ میں کمزوری پیدا ہو گئی ہے تو ہر طرح خسران و ذلت و خواری ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے صاف طور پر بتلا دیا۔

وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۝
اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝
(عصر)

قسم ہے زمانہ کی انسان بڑے خسارہ
میں ہے مگر جو لوگ کہ ایمان لائے اور انہوں
نے اچھے کام کیے اور ایک دوسرے کو حق
کی فہمائش کرتے رہے۔

ہمارے سلف عزت کے منتہا کو پہنچے ہوئے تھے اور ہم انتہائی ذلت وخواری میں۔ پس معلوم ہوا کہ وہ کمال ایمان سے متصف تھے اور ہم اس نعمت عظمیٰ سے محروم ہیں جیسا کہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے

سَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبْقَى — یعنی قریب ہی ایسا زمانہ آنے والا ہے
مِنَ الْإِسْلَامِ إِلَّا اسْمُهُ وَلَا مِنَ — کہ اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا اور قرآن
الْقُرْآنِ إِلَّا رَسْمُهُ۔ — کے صرف الفاظ رہ جائیں گے۔

اب غور طلب امر یہ ہے کہ اگر واقعی ہم حقیقی اسلام سے محروم ہو گئے ہیں جو خدا کے یہاں مطلوب ہے اور جس کے ساتھ ہماری دین و دنیا کی فلاح وبہبود وابستہ ہے تو کیا ذریعہ ہے جس سے وہ کھوئی ہوئی نعمت واپس آسکے اور وہ کیا اسباب ہیں جن کی وجہ سے روح اسلام ہم میں سے نکل گئی اور ہم جسد بے جان رہ گئے۔

جب صحف آسمانی کی تلاوت کی جاتی ہے اور احادیث نبویہ کی تفصیلات پر غور کرکے مقصد و غایت ڈھونڈھی جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس امت کو ایک اعلیٰ اور برتر کام سپرد کیا گیا تھا جس کی وجہ سے خیر الامم کا معزز خطاب اس کو عطا کیا گیا۔

دنیا کی پیدائش کا مقصد اصلی خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کی ذات وصفات کی معرفت ہے اور یہ اس وقت تک ناممکن ہے کہ جب تک بنی نوع انسان کو برائیوں اور گندگیوں سے ہٹا کر اچھائیوں اور خوبیوں کے ساتھ آراستہ نہ کیا جائے۔ اسی مقصد کے لیے انبیاء علیہم السلام دنیا میں بھیجے گئے اور آخر میں اس مقصد کی تکمیل کے لیے سید الانبیاء والمرسلین کو مبعوث فرما کر اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي فرمایا گیا۔

اب چونکہ مقصد کی تکمیل ہو چکی تھی ہر بھلائی اور برائی کو کھول کھول کر بیان کر دیا گیا تھا ایک مکمل لائحہ عمل دیا جا چکا تھا اس لیے رسالت ونبوت کے سلسلہ کو ختم کر دیا گیا اور جو کام پہلے نبی اور رسول سے لیا جاتا تھا وہ قیامت تک امت محمدیہ کے سپرد کر دیا گیا۔

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ — تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے نفع کے لیے بھیجی گئی ہو
تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ — تم

عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۔

(آل عمران ع ۱۲)

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۔

(آل عمران ع ۱۱)

باتوں کو لوگوں میں پھیلاتے ہو اور بری باتوں سے ان کو روکتے ہو اور خدا پر ایمان رکھتے ہو اور چاہیے کہ تم میں ایک جماعت ہو کہ لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھی باتوں کا حکم کرے اور بری باتوں سے منع کرے اور صرف وہی لوگ فلاح والے ہیں جو اس کام کو کرتے ہیں۔

پہلی آیت میں خیر امت ہونے کی وجہ یہ بتلائی کہ تم اچھی باتوں کو پھیلاتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو۔ دوسری آیت میں حصر کے ساتھ فرمایا کہ فلاح و بہبود صرف انہیں لوگوں کے لیے ہے جو اس کام کو انجام دیتے رہتے ہیں۔ اسی پر بس نہیں بلکہ دوسری جگہ [illegible] فرمایا ہے [illegible] کو انجام نہ دینا لعنت اور پھٹکار کا موجب ہے۔

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ عَلٰي لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۔ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۔ (مائدہ ع ۱۱)

بنی اسرائیل میں جو لوگ کافر تھے ان پر لعنت کی گئی تھی داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان سے یہ لعنت اس سبب سے ہوئی کہ انہوں نے حکم کی مخالفت کی اور حد سے نکل گئے جو برا کام انہوں نے کر رکھا تھا اس سے باز نہ آتے تھے واقعی ان کا یہ فعل بیشک برا تھا۔

اس آیت کی مزید وضاحت حدیث ذیل سے ہوتی ہے

وفی سنن ابی داود من حدیث عبد اللّٰہ بن مسعود قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان اوّل ما دخل النقص علی بنی اسرائیل کان الرجل یلقی الرجل فیقول یا ھذا اتق اللّٰہ ودع ما تصنع فانہ لا یحل لک

حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ [illegible]

وَاَكِيلَهُ وَشَارِبَهُ كَاَنَّهُ لَمْ يَرَهُ عَلَى خَطِيئَةٍ بِالْاَمْسِ فَلَمَّا رَاَى عَزَّوَجَلَّ ذٰلِكَ مِنْهُمْ ضَرَبَ بِقُلُوبِ بَعْضِهِمْ عَلَى بَعْضٍ ثُمَّ لَعَنَهُمْ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِمْ دَاوُدَ وَعِيسَى بْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنْ مُنْكَرٍ وَلَتَأْخُذُنَّ عَلَى يَدِ السَّفِيهِ وَلَتَأْطُرُنَّهُ عَلَى الْحَقِّ اَطْرًا وَلَيَضْرِبَنَّ اللّٰهُ قُلُوبَ بَعْضِكُمْ عَلَى بَعْضٍ ثُمَّ لَيَلْعَنَنَّكُمْ كَمَا لَعَنَهُمْ ۝

(۲) وفی سنن ابی داؤد ابن ماجة عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ رَجُلٍ يَكُونُ فِي قَوْمٍ يَعْمَلُ فِيهِمْ بِالْمَعَاصِي يَقْدِرُونَ عَلَى اَنْ يُغَيِّرُوا عَلَيْهِ وَلَا يُغَيِّرُونَ اِلَّا اَصَابَهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابٍ قَبْلَ اَنْ يَمُوتُوا ۔

(۳) وروی الاصبہانی عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَزَالُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تَنْفَعُ مَنْ قَالَهَا وَتَرُدُّ عَنْهُمُ الْعَذَابَ وَالنِّقْمَةَ مَا لَمْ يَسْتَخِفُّوا بِحَقِّهَا قَالُوا يَا

کرتے ہوئے دیکھا ہی نہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کا یہ برتاؤ دیکھا تو بعض کے قلوب کو بعض کے ساتھ خلط کر دیا اور ان کے نبی داؤد اور عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کی زبان سے ان پر لعنت کی۔ یہ اس سبب سے کہ انہوں نے نافرمانی کی اور حد سے تجاوز کیا۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے تم ضرور اچھی باتوں کا حکم کرو اور بری باتوں سے منع کرو اور بیوقوف کا ہاتھ پکڑو اور اس کو حق بات پر مجبور کرو ورنہ حق تعالیٰ تمہارے قلوب کو بھی خلط ملط کر دے گا اور پھر تم پر بھی لعنت ہوگی جیسا کہ ان پر لعنت ہوئی۔

(۲) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کسی جماعت اور قوم میں کوئی شخص گناہ کرتا ہے اور وہ قوم باوجود قدرت کے اس کو نہیں روکتی تو ان پر مرنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ کا عذاب بھیجتا ہے یعنی دنیا ہی میں ان کو کسی طرح کے عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے۔

(۳) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کلمہ لا الہ الا اللہ اپنے پڑھنے والے کو نفع

رسول اللہ وما الاستخفاف بحقہ قال
يُظْهَرُ الْعَمَلُ بِمَعَاصِي اللهِ فَلَا
يُنْكَرُ وَلَا يُغَيَّرُ ۔

(ترغیب)

(۴) عن عائشة رضي الله تعالى
عنها قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَفْتُ فِي
وَجْهِهِ أَنْ قَدْ حَضَرَهُ شَيْءٌ فَتَوَضَّأَ
وَمَا كَلَّمَ أَحَدًا فَلَصِقْتُ بِالْحُجْرَةِ
أَسْتَمِعُ مَا يَقُولُ فَقَعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ
فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَقَالَ يَا
أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللهَ تَعَالَى يَقُولُ لَكُمْ
مُرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَوْا عَنِ
الْمُنْكَرِ قَبْلَ أَنْ تَدْعُوا فَلَا أُجِيبَ
لَكُمْ وَتَسْأَلُونِي فَلَا أُعْطِيَكُمْ وَ
تَسْتَنْصِرُونِي فَلَا أَنْصُرَكُمْ فَمَا
زَادَ عَلَيْهِنَّ حَتَّى نَزَلَ.

(ترغیب)

(۵) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِذَا عَظَّمَتْ أُمَّتِي الدُّنْيَا
نُزِعَتْ مِنْهَا هَيْبَةُ
الْإِسْلَامِ وَإِذَا تَرَكَتِ

دیتا ہے اور اس سے عذاب و بلا دور کرتا ہے جب تک کہ اس کے حقوق کی بے پروائی نہ برتی جائے۔ صحابہؓ نے عرض کیا اس کے حقوق کی بے پروائی کیا ہے؟ حضور اقدسؐ نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ کی نافرمانی کھلے طور پر کی جائے پھر نہ ان کا انکار کیا جائے اور نہ ان کے بند کرنے کی کوشش کی جائے۔

(۴) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو میں نے چہرۂ انور پر ایک خاص اثر دیکھ کر محسوس کیا کہ کوئی اہم بات پیش آئی ہے۔ حضور اقدسؐ نے کسی سے کوئی بات نہ کی اور وضو فرما کر مسجد میں تشریف لے گئے۔ میں مسجد کی دیوار سے لگ گئی تاکہ جو ارشاد ہو اس کو سنوں۔ حضور اقدسؐ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور حمد و ثنا کے بعد فرمایا: لوگو! اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ بھلی باتوں کا حکم کرو اور بری باتوں سے منع کرو مبادا وہ وقت آجائے کہ تم دعا مانگو اور میں اس کو قبول نہ کروں اور تم مجھ سے سوال کرو اور میں اس کو پورا نہ کروں اور تم مجھ سے مدد چاہو اور میں تمہاری مدد نہ کروں۔ حضور اقدسؐ نے صرف یہ کلمات ارشاد فرمائے اور منبر سے

الْاَمْرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ النَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ حُرِمَتْ بَرَكَةَ الْوَحْيِ وَاِذَا تَسَابَّتْ اُمَّتِيْ سَقَطَتْ مِنْ عَيْنِ اللّٰهِ ۔

(کذا فی الدر عن الحکیم الترمذی)

رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب میری امت دنیا کو قابل وقعت و عظمت سمجھنے لگے گی تو اسلام کی وقعت و ہیبت اس کے قلوب سے نکل جائے گی اور جب امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو چھوڑ دے گی تو وحی کی برکات سے محروم ہو جائے گی اور جب آپس میں ایک دوسرے کو سب و شتم اختیار کرے گی تو اللہ جل شانہ کی نگاہ سے گر جائے گی۔

اس حدیث مذکورہ پر غور کرنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو چھوڑ دینا خداوند کریم کی لعنت اور غضب کا باعث ہے اور جب امت محمدیہ اس کو چھوڑ دے گی تو سخت مصائب اور ذلت و خواری میں مبتلا کر دی جائے گی اور ہر قسم کی غیبی نصرت و مدد سے محروم ہو جائے گی۔ یہ سب کچھ اس لیے ہے کہ اس نے اپنے فرض منصبی کو نہیں پہچانا اور جس کام کی انجام دہی کی ذمہ داری اس پر تھی اس سے غافل رہی۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو ایمان کا خاصہ اور جزو لازمی قرار دیا اور اس کے چھوڑنے کو ایمان کے ضعف و کمی کی علامت بتایا۔ حدیث ابو سعید خدری میں ہے۔

مَنْ رَاٰى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ ۔

یعنی تم میں سے جب کوئی شخص برائی کو دیکھے تو چاہئے کہ اپنے ہاتھوں سے اس کو بدل کر اس کو دور کرے اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ پائے تو دل سے اور یہ آخری صورت ایمان کی بڑی کمزوری کا درجہ ہے۔

جب بدی کا غلبہ [illegible] ضعف [illegible] اسی طرح پہلا درجہ [illegible] اور [illegible]
اور اس سے بھی واضح تر حدیث ابن مسعودؓ کی ہے۔

مَا مِنْ نَبِیٍّ بَعَثَهُ اللّٰهُ قَبْلِی اِلَّا کَانَ لَهُ فِی اُمَّتِهٖ حَوَارِیُّوْنَ وَاَصْحَابٌ یَاْخُذُوْنَ بِسُنَّتِهٖ وَیَقْتَدُوْنَ بِاَمْرِهٖ ثُمَّ اِنَّهَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوْفٌ یَقُوْلُوْنَ مَا لَا یَفْعَلُوْنَ وَیَفْعَلُوْنَ مَا لَا یُؤْمَرُوْنَ فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِیَدِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَیْسَ وَرَآءَ ذٰلِكَ مِنَ الْاِیْمَانِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ (مسلم) یعنی سنت الٰہیہ یہ ہے کہ ہر نبی اپنے ساتھیوں اور تربیت یافتہ یاروں کی ایک جماعت چھوڑ جاتا ہے یہ جماعت نبی کی سنت کو قائم رکھتی ہے اور ٹھیک ٹھیک اس کی پیروی کرتی ہے یعنی شریعت الٰہی کو جس حال اور جس شکل میں نبی چھوڑ گیا ہے۔ اس کو بعینہٖ محفوظ رکھتے ہیں اور اس میں ذرا بھی فرق نہیں آنے دیتے لیکن اس کے بعد شرارتوں کا دور آتا ہے اور ایسے لوگ پیدا ہو جاتے ہیں جو طریقۂ نبی سے ہٹ جاتے ہیں ان کا فعل ان کے دعوے کے خلاف ہوتا ہے اور ان کے کام ایسے ہوتے ہیں جن کے لیے شریعت نے حکم نہیں دیا۔ سو ایسے لوگوں کے خلاف جس شخص نے [illegible] حق و سنت کی راہ میں اپنے [illegible] یہ بھی نہ ہو سکا اور دل کی [illegible] اور نیت سے شرارتوں کے خلاف کام لیا تو وہ بھی مومن ہے لیکن اس آخری درجے کے بعد ایمان کا کوئی درجہ نہیں اس پر ایمان کی سرحد ختم ہو جاتی ہے حتیٰ کہ اب رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں ہو سکتا۔

اس کام کی اہمیت و ضرورت کو اللہ تعالیٰ نے مختلف طرح سے ظاہر فرمایا ہے

[illegible] معروف [illegible] منکر [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

شرافت انسانی کا خاتمہ ہے، مضمحل اور افسردہ ہو جائے گی، کاہلی و سستی عام ہو جائے گی، گمراہی اور ضلالت کی شاہراہیں کھل جائیں گی، جہالت عالمگیر ہو جائے گی، تمام کاموں میں خرابی آ جائے گی، آپس میں پھوٹ پڑ جائے گی، آبادیاں خراب ہو جائیں گی، مخلوق تباہ و برباد ہو جائے گی اور اس تباہی و بربادی کی اس وقت خبر ہوگی جب روزِ محشر کو خدائے بالا و برتر کے سامنے پیشی اور بازپرس ہوگی۔

افسوس صد افسوس! جو خطرہ تھا وہ سامنے آ گیا، جو کھٹکا تھا آنکھوں نے دیکھ لیا،

کَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا

فَاِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ

اس سرسبز ستون کے علم و عمل کے نشانات مٹ چکے ہیں، اس کی حقیقت اور اس کی برکتیں نیست و نابود ہو گئیں، لوگوں کی تحقیر و تذلیل کا سکہ دلوں پر جم گیا، خدا تعالیٰ کے ساتھ قلبی تعلق مٹ چکا ہے، نفسانی خواہشات کے اتباع میں جانوروں کی طرح بے باک ہو گئے۔ روئے زمین پر ایسے صادق مومن کا ملنا دشوار ہو گیا ہے جو اظہارِ حق کی وجہ سے کسی کی ملامت گوارا کرے۔

اگر کوئی مردِ مومن اس تباہی اور بربادی کے ازالہ میں سعی کرے اور اس سنت کے احیاء میں کوشش کرے اور اس مبارک بوجھ کو لے کر کھڑا ہو اور آستینیں چڑھا کر اس سنت کے زندہ کرنے کے لئے میدان میں آئے تو یقیناً وہ شخص تمام مخلوق میں ایک ممتاز اور نمایاں ہستی کا مالک ہوگا۔

امام غزالی نے جن الفاظ میں اس کی اہمیت اور ضرورت کو بیان کیا ہے وہ ہماری تنبیہ اور بیداری کے لئے کافی ہیں۔

ہمارے اس قدر اہم فریضہ سے غافل ہونے کی چند وجوہ معلوم ہوتی ہیں:

پہلی وجہ یہ ہے کہ ہم نے اس فریضہ کو علماء کے ساتھ مخصوص کر لیا ہے حالانکہ نصوص قرآنی عام ہیں جو امت محمدیہ کے ہر فرد کو شامل ہیں اور صحابہ کرام اور تابعین عظام کی زندگی اس کے لئے شاہد عدل ہے۔

فرائض تبلیغ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو علماء کے ساتھ مخصوص کر لینا اور ان کے بھروسہ پر اس اہم کام کو چھوڑ بیٹھنا ہماری سخت نادانی ہے۔ علماء کا کام راہ حق بتانا اور سیدھا راستہ دکھانا ہے۔ پھر اس کے مطابق عمل کرنا اور مخلوق خدا کو اس پر چلانا یہ دوسرے لوگوں کا کام ہے۔ اس کی جانب اس حدیث شریف میں تنبیہ کی گئی ہے۔

اَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ فَالْاَمِيْرُ الَّذِيْ عَلَى النَّاسِ رَاعٍ عَلَيْهِمْ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْهُمْ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰى اَهْلِ بَيْتِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْهُمْ وَالْمَرْاَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى بَيْتِ بَعْلِهَا وَوَلَدِهٖ وَهِيَ مَسْئُوْلَةٌ عَنْهُمْ وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلٰى مَالِ سَيِّدِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْهُ اَلَا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ

بیشک تم سب کے سب نگہبان ہو اور تم سب اپنی رعیت کے بارے میں سوال کیے جاؤ گے۔ پس بادشاہ لوگوں پر نگہبان ہے وہ اپنی رعیت کے بارے میں سوال کیا جاوے گا اور مرد اپنے گھر والوں پر نگہبان ہے وہ اس سے ان کے بارے میں سوال کیا جاوے گا اور عورت اپنے خاوند کے گھر اور اولاد پر نگہبان ہے وہ ان کے بارے میں سوال کی جاوے گی اور غلام اپنے آقا کے مال پر نگہبان ہے وہ اس سے اس کے بارے میں سوال کیا جاوے گا پس تم سب نگہبان ہو اور تم سب سے اپنی رعیت کے بارے میں سوال کیا جاوے گا۔

اور ایک دوسری حدیث میں اس طرح بیان فرمایا ہے

اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ قُلْنَا لِمَنْ قَالَ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ ؕ

حضور نے تین مرتبہ فرمایا دین سراسر نصیحت ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کس کے لیے۔ فرمایا اللہ کے لیے اور اس کے رسول کے لیے اور مسلمانوں کے

مسلم مقتدیوں کے لیے اور عام مسلمانوں کیلئے

اگر بفرض محال مان بھی لیا جائے کہ یہ علماء کا کام ہے تب بھی اس وقت ضرورت کا مقتضی یہی ہے کہ ہر شخص اس کام میں لگ جائے اور اعلاء کلمۃ اللہ اور خدمت دین متین کے لیے کمربستہ ہو جائے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ ہم یہ سمجھ رہے ہیں کہ اگر ہم خود اپنے ایمان میں پختہ ہیں تو دوسروں کی گمراہی ہمارے لیے نقصان دہ نہیں جیسا کہ اس آیت شریفہ کا مفہوم ہے۔

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ لَا یَضُرُّکُمْ مَنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ ۔	اے ایمان والو اپنی فکر کرو جب تم راہ پر چل رہے ہو تو جو شخص گمراہ ہے اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں۔
(مائدہ ۔ ع ۱۴)	(بیان القرآن)

لیکن درحقیقت آیت سے یہ مقصود نہیں جو ظاہر میں سمجھا جا رہا ہے اس لیے کہ یہ معنی حکمت خداوندیہ اور تعلیمات شرعیہ کے بالکل خلاف ہیں، مذہب اسلام نے اجتماعی زندگی اور اجتماعی مصالح اور اجتماعی ترقی کو اصل قرار دیا ہے اور تمام مسلمانوں کو بمنزلہ ایک جسم کے قرار دیا ہے کہ اگر ایک عضو میں درد ہو تو تمام جسم بے چین ہو جاتا ہے۔

بات دراصل یہ ہے کہ بنی نوع انسان خواہ کتنی ہی ترقی کر جائے اور کمال کو پہنچ جائے مگر ان میں ایسے لوگوں کا ہونا بھی ضروری ہے جو سیدھے راستے کو چھوڑ کر گمراہی میں مبتلا ہوں تو آیت میں مومنوں کے لیے تسلی ہے کہ جب تم ہدایت اور صراط مستقیم پر قائم ہو تو تم کو ان لوگوں سے مضرت کا اندیشہ نہیں جنہوں نے ہدایت کے سیدھے راستہ کو چھوڑ دیا۔

نیز اہتداء ہدایت یہ ہے کہ انسان شریعت مقدسہ کے تمام احکام کو قبول کرے اور منجملہ خداوندی احکام کے ایک امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی ہے۔

ہمارے اس قول کی تائید حضرت ابوبکر صدیق کے ارشاد سے ہوتی ہے

عَنْ اَبِیْ بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقِ قَالَ یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اِنَّکُمْ تَقْرَءُوْنَ ہٰذِہِ الْاٰیَۃَ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ لَا یَضُرُّکُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ النَّاسَ اِذَا رَاَوُا الْمُنْکَرَ فَلَمْ یُغَیِّرُوْہُ اَوْشَکَ اَنْ یَّعُمَّہُمُ اللّٰہُ بِعِقَابِہٖ۔

حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا۔ اے لوگو! تم یہ آیت یایہا الذین اٰمنوا علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم پڑھتے ہو اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب لوگ خلاف شرع کسی چیز کو دیکھیں اور اس میں تغیر نہ کریں تو قریب ہے کہ حق تعالیٰ ان لوگوں کو اپنے عمومی عذاب میں مبتلا فرما دے۔

علماء محققین نے بھی آیت کے یہی معنی لیے ہیں۔ امام نووی شرح مسلم میں فرماتے ہیں۔

علماء محققین کا صحیح مذہب اس آیت کے معنی میں یہ ہے کہ جب تم اس چیز کو ادا کر دو جس کا تمہیں حکم دیا گیا ہے تو تمہارے غیر کی کوتاہی تمہیں مضرت نہ پہنچائے گی جیسا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے وَلَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی اور جب ایسا ہے تو منجملہ ان اشیاء کے جن کا حکم دیا گیا امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے پس جب کسی شخص نے اس حکم کو پورا کر دیا اور مخاطب نے اس کی تعمیل نہ کی تو اب نہ تو اس پر کوئی عتاب ہے اور سرزنش نہیں ہے اس لئے کہ جو کچھ اس کے ذمہ واجب تھا امر و نہی سو اس نے اس کو ادا کر دیا۔ دوسرے کا قبول کرنا اس کے ذمے نہیں۔ واللہ اعلم۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ عوام و خواص، عالم و جاہل ہر شخص اصلاح سے مایوس ہو گیا دماغوں میں یقین ہو گیا کہ اب مسلمانوں کی ترقی اور اتحاد و رفق ناممکن اور دشوار ہے جب کسی شخص کے سامنے کوئی اصلاحی کام پیش کیا جاتا ہے تو جواب یہی ملتا ہے۔ مسلمانوں کی ترقی اب کیسے ہو سکتی ہے جبکہ ان کے پاس نہ سلطنت و حکومت ہے نہ دولت و زر اور نہ سامان حرب اور نہ مرکزی حیثیت، نہ تو قوت بازو اور نہ باہمی اتفاق و اتحاد۔

بالخصوص دیندار طبقہ تو بزعم خود یہ طے کر چکا ہے کہ اب چودھویں صدی ہے زمانہ رسالت کو بعد ہو چکا، اب اسلام اور مسلمانوں کا انحطاط ایک لازمی شے ہے، پس اس کے لیے جد و جہد کرنا عبث اور بیکار ہے۔ یہ صحیح ہے کہ جس قدر عہدِ نبوت سے بعد ہوتا جائے گا حقیقی اسلام کی شعاعیں ماند پڑتی جائیں گی لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ابقاء شریعت و حفاظت دین محمدی کے لیے جد و جہد ہی ترک کی جائے اس لیے کہ اگر ایسا ہوتا اور ہمارے اسلاف بھی خدا نخواستہ یہی سمجھ لیتے تو آج ہم تک اس دین کے پہنچنے کی کوئی سبیل نہ تھی البتہ سبب کہ زمانہ ناموافق ہے بدلتے زمانہ کو دیکھتے ہوئے زیادہ ہمت اور استقلال کے ساتھ اس کام کو کرتے رہنے کی ضرورت ہے

تعجب ہے کہ جو مذہب سراسر عمل اور جد و جہد پر مبنی تھا آج اس کے پیرو عمل سے یکسر خالی ہیں۔ حالانکہ قرآن مجید اور حدیث شریف نے جگہ جگہ عمل اور جہد کا سبق پڑھایا اور بتلایا ہے کہ ایک عبادت گزار تمام رات نفل پڑھنے والا، دن بھر روزہ رکھنے والا، اللہ اللہ کرنے والا ہرگز اس شخص کے برابر نہیں ہو سکتا جو دوسروں کی اصلاح اور ہدایت کی فکر میں منہمک ہو۔

قرآن کریم نے جگہ جگہ جہاد فی سبیل اللہ کی تاکید کی اور مجاہد کی فضیلت اور برتری کو نمایاں کیا۔

لَاتَسْتَوِی الْقَاعِدُونَ مِنَ   برابر نہیں وہ مسلمان جو بیٹھ رہے

المؤمنین غیر اولی الضرر
والمجاھدون فی سبیل
اللہ باموالھم وانفسھم
فضل اللہ المجاھدین
باموالھم وانفسھم علی
القاعدین درجۃ ط
وکلا وعد اللہ الحسنیٰ ط
وفضل اللہ المجاھدین
علی القاعدین اجرا عظیما ۵
درجٰت منہ ومغفرۃ ورحمۃ ط
وکان اللہ غفورا رحیما ۵

(النساء، ع ۱۳)

گھر بیٹھے ہیں اور وہ لوگ جو اللہ کی راہ
میں اپنے مال و جان سے جہاد کریں اللہ
تعالیٰ نے ان لوگوں کا درجہ بہت زیادہ
بلند کیا ہے جو اپنے مال و جان سے جہاد
کرتے ہیں بہ نسبت گھر بیٹھنے والوں کے
اور سب سے اللہ تعالیٰ نے اچھے گھر کا
وعدہ کر رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجاہدین
کو بمقابلہ گھر میں بیٹھنے والوں کے اجر
عظیم دیا ہے یعنی بہت سے درجے جو
خدا کی طرف سے ملیں گے اور مغفرت
اور رحمت اور اللہ بڑی مغفرت و رحمت
والے ہیں۔

اس آیت میں جہاد سے مراد کفار کے مقابلہ میں سینہ سپر ہونا ہے تاکہ اسلام کا بول بالا ہو اور کفر و شرک مغلوب و مقہور ہو لیکن اگر بدقسمتی سے آج ہم اس سعادت سے محروم ہیں تو اس مقصد کے لیے جس قدر بھی جد و جہد ہماری قدرت و استطاعت میں ہے اس میں تو ہم کو ہرگز کوتاہی نہ کرنی چاہیے۔ پھر ہماری یہی معمولی ابتدائی عمل اور جد و جہد ہمیں کشاں کشاں آگے بڑھا سکے گی۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا یعنی جو لوگ ہمارے دین کے لیے کوشش کرتے ہیں ہم ان کے لیے اپنے راستے کھول دیتے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ دین محمدی کی بقا و تحفظ کا حق تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہمارا فرض بھی ہے کہ ہم اس کے لیے جس قدر ہو سکے کوشش کریں اسی قدر ترقی کا مشاہدہ کریں گے ورنہ نصرت سے محروم رہتے۔ ہم جو ان کے نام لیوا ہیں اگر اب بھی ہم ان کے لیے قدم نہ بڑھائیں اور کوشش نہ کریں تو

اعلاء کلمۃ اللہ اور اشاعت اسلام کے لیے کمربستہ ہو جائیں تو یقیناً ہم بھی نصرت خداوندی اور امداد غیبی سے سرفراز ہوں گے۔ اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ یعنی اگر تم خدا کے دین کی مدد کے لیے کمربستہ ہو جاؤ گے تو خدا تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا۔

چوتھی وجہ یہ ہے کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جب ہم خود ان باتوں کے پابند نہیں اور اس منصب کے اہل نہیں تو دوسروں کو کس منہ سے نصیحت کریں، لیکن یہ نفس کا صریح دھوکہ ہے۔ جب ایک کام کرنے کا ہے اور حق تعالیٰ کی جانب سے ہم اس کے مامور ہیں تو پھر ہمیں اس میں پس و پیش کی گنجائش نہیں، ہمیں خدا کا حکم سمجھ کر کام شروع کر دینا چاہیے۔ پھر ان شاء اللہ یہی جدوجہد ہماری پختگی، استحکام اور استقامت کا باعث ہوگی اور اسی طرح کرتے کرتے ایک دن تقرب خداوندی کی سعادت نصیب ہو جائے گی۔ یہ ناممکن اور محال ہے کہ ہم حق تعالیٰ کے کام میں جدوجہد کریں اور وہ رحمن و رحیم ہماری طرف نظر کرم نہ فرمائے۔ میرے اس قول کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا نَأْمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ حَتّٰى نَعْمَلَ بِهٖ كُلِّهٖ وَلَا نَنْهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ حَتّٰى نَجْتَنِبَهٗ كُلَّهٗ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ مُرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَاِنْ لَّمْ تَعْمَلُوْا بِهٖ كُلِّهٖ وَانْهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَاِنْ لَّمْ تَجْتَنِبُوْهُ كُلَّهٗ۔

رواه الطبرانی فی الصغیر والاوسط

حضرت انس سے روایت ہے کہ ہم نے عرض کیا، یا رسول اللہ! ہم نیکی کا حکم نہ کریں جب تک خود تمام پر عمل نہ کریں اور برائیوں سے منع نہ کریں جب تک خود تمام برائیوں سے نہ بچ جائیں۔ حضور نے ارشاد فرمایا نہیں بلکہ تم ان باتوں کا حکم کرو اگرچہ تم خود ان سب کے پابند نہ ہو اور برائیوں سے منع کرو اگرچہ تم خود ان سب سے نہ بچ رہے ہو۔

پانچویں وجہ یہ ہے کہ ہم سمجھ رہے ہیں کہ جگہ جگہ مدارس دینیہ کا قائم ہونا، علماء کا وعظ و نصیحت کرنا، خانقاہوں کا آباد ہونا، مذہبی کتابوں کا تصنیف ہونا۔ رسالوں کا جاری ہونا، یہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے شعبے ہیں اور ان کے ذریعہ اس فریضہ کی ادائیگی ہو رہی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ان سب اداروں کا قیام اور بقا بہت ضروری ہے اور ان کی جانب اعتنا اہم امور سے ہے اس لیے کہ دین کی جو کچھ تھوڑی بہت جھلک دکھائی دے رہی ہے وہ انہی اداروں کے مبارک آثار ہیں۔ لیکن پھر بھی اگر غور سے دیکھا جائے تو ہماری موجودہ ضرورت کے لیے یہ ادارے کافی نہیں اور ان پر اکتفا کرنا ہماری کھلی غلطی ہے اس لیے کہ ان اداروں سے ہم اس وقت منتفع ہو سکتے ہیں جب ہم میں دین کا شوق اور طلب ہو اور مذہب کی وقعت اور عظمت ہو، اب سے پچاس سال پہلے ہم میں طلب اور شوق موجود تھا اور ایمانی جھلک دکھائی دیتی تھی۔ اس لیے ان اداروں کا قیام ہمارے لیے کافی تھا لیکن آج غیر اقوام کی انتھک کوششوں نے ہمارے اسلامی جذبات بالکل فنا کر دیئے اور طلب و رغبت کے بجائے آج ہم مذہب سے متنفر اور بیزار نظر آتے ہیں۔ ایسی حالت میں ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم مستقل کوئی تحریک ایسی شروع کریں جس سے عوام میں دین کے ساتھ تعلق اور شوق و رغبت پیدا ہو اور ان کے سوئے ہوئے جذبات بیدار ہوں، پھر ہم ان اداروں سے ان کی شان کے مطابق منتفع ہو سکتے ہیں ورنہ اسی طرح اگر دین سے بے رغبتی اور بے اعتنائی بڑھتی گئی تو ان اداروں سے انتفاع تو درکنار ان کی بقا بھی دشوار نظر آتی ہے۔

چھٹی وجہ یہ ہے کہ جب ہم اس کام کو لے کر دوسروں کے پاس جاتے ہیں تو وہ بری طرح پیش آتے ہیں اور سختی سے جواب دیتے ہیں اور ہماری توہین و تذلیل کرتے ہیں۔ لیکن ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ یہ کام انبیاء کرام کی نیابت ہے اور ان مصائب اور مشقتوں میں مبتلا ہونا اس کام کا خاصہ ہے اور یہ سب مصائب و تکالیف بلکہ اس سے بھی زائد انبیاء کرام نے اس راہ میں برداشت کیں حق تعالیٰ

کا ارشاد ہے۔

ہم بھیج چکے ہیں رسول تم سے پہلے	وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ
لوگوں کے گروہوں میں اور ان کے پاس	فِي شِيَعِ الْأَوَّلِينَ ۝
کوئی رسول نہیں آیا مگر یہ کہ وہ اس کی	وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا
ہنسی اڑاتے تھے۔	كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے دعوت حق کی راہ میں جس قدر مجھ کو اذیت اور تکلیف میں مبتلا کیا گیا ہے کسی نبی اور رسول کو نہیں کیا گیا۔

پس جب سید الرسل اور ہادی برحق نے ان مصائب اور تکالیف کو تحمل اور بردباری کے ساتھ برداشت کیا تو ہم بھی ان کے پیرو ہیں اور انہی کا نام لے کر کھڑے ہوئے ہیں ہمیں بھی ان مصائب سے پریشان نہ ہونا چاہیے بلکہ تحمل اور بردباری کے ساتھ ان کو برداشت کرنا چاہیے۔

اس سبق سے یہ بات بخوبی معلوم ہو گئی کہ ہمارے زوال و پستی کی وجہ در حقیقت ایمان کا ضعف اور اضمحلال ہے ہمارے ایمانی جذبات فنا ہو چکے ہماری ایمانی قوت زائل ہو چکی اور جب اصل شے میں اضمحلال آگیا اس سے متعلق تمام خوبیاں اور بھلائیاں رخصت ہو گئیں۔ اس حالت پر پہنچ کر [illegible] ضروری تھا اس ضعف اور انحطاط کا سبب اس اصل شے کا چھوڑ دینا ہے جس پر ترقی دین کا انحصار اور دارومدار ہے اور وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے ظاہر ہے کہ کوئی قوم اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتی جب تک اس کے افراد خوبیوں اور کمالات سے آراستہ نہ ہوں۔

پس ہمارا علاج صرف یہ ہے کہ ہم فریضہ تبلیغ کو اس طرح ادا کریں کہ ہم سب میں قوت ایمانی بڑھے اور ایمانی جذبات ابھریں ہم اللہ اور رسول کو پہچانیں اور احکام خداوندی کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں اور اس کے لیے ہمیں وہی طریقہ اختیار کرنا ہو گا جو انبیاء علیہم السلام نے اختیار کیا تھا

پہلے اختیار کیا تھا۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ	بیشک تمہارے لیے رسول اللہ
اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ	میں بہترین پیروی ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں لَنْ يُّصْلِحَ اٰخِرَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اِلَّا مَآ اَصْلَحَ اَوَّلَهَا یعنی اس امت محمدیہ کے آخر میں آنے والے لوگوں کی ہرگز اصلاح نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہی طریقہ اختیار نہ کیا جاوے جس نے ابتداء میں اصلاح کی ہے۔

جس وقت نبی کریم دعوت حق لے کر کھڑے ہوئے آپ تنہا تھے، کوئی آپ کا ساتھی و ہم خیال نہ تھا، کوئی دنیوی طاقت آپ کو حاصل نہ تھی، آپ کی قوم میں خود سری اور خود رائی انتہا درجہ کو پہنچی ہوئی تھی، ان میں سے کوئی حق بات سننے اور اطاعت کرنے پر آمادہ نہ تھا، بالخصوص جس پیغام حق کی آپ تبلیغ کرنے کو کھڑے ہوئے تھے اس سے تمام قوم کو طبعی تنفر، بغض و عناد تھا۔ ان حالات میں کون سی طاقت تھی جس سے ایک غریب و نادار اور بے یار و مددگار انسان نے تمام قوم کو اپنی طرف کھینچ لیا، سب مغرور جھک گئے، وہ کونسی چیز تھی جس کی طرف آپ نے دنیا کو بلایا اور جس شخص نے اس چیز کو پا لیا وہ ہمیشہ کے لیے آپ کا ہو رہا، وہ بجز اس کے کچھ نہ تھی کہ وہ صرف ایک سبق تھا جو [illegible] بھولا ہوا [illegible] تھا جس کو آپ نے لوگوں کے سامنے پیش کیا۔

اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا	بجز اللہ تعالیٰ کے ہم کسی اور کی عبادت
نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا	نہ کریں اور خدا تعالیٰ کے ساتھ کسی کو
يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا	شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے
اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ	کوئی دوسرے کو رب نہ قرار دے
(آل عمران)	خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر۔

صرف وحدہٗ لاشریک کی عبادت [illegible] نشیب و فراز [illegible] اختلاف کی [illegible] قوتوں کو ایک نقطہ عمل پر [illegible]

کر دیا اور بتلا دیا کہ اس سے ہٹ کر کسی دوسری طرف رُخ نہ کرنا۔

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ؕ (اعراف ۔ ع ۱)

تم لوگ اس کا اتباع کرو جو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے آئی ہے، اور خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے لوگوں کا اتباع مت کرو۔

یہی وہ اصل تعلیم تھی جس کی اشاعت کا آپ کو حکم دیا گیا۔

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝ (نحل ۔ ع ۱۶)

اے محمد! بلاؤ لوگوں کو اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت و نیک نصیحت سے اور ان کے ساتھ بحث کرو جس طرح بہتر ہو۔ بیشک تمہارا رب ہی خوب جانتا ہے اس شخص کو جو گمراہ ہوا اس کی راہ سے وہی خوب جانتا ہے راہ چلنے والوں کو۔

اور یہی وہ راہ تھی جو آپ اور آپ کے پیرووں کے لئے مقرر کی گئی۔

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ (یوسف ع ۱۲)

کہہ دو یہ ہے میرا راستہ، بلاتا ہوں اللہ کی طرف سمجھ بوجھ کر میں اور میرے تابع ہیں وہ بھی۔ اور اللہ پاک ہے اور میں شریک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (حم سجدہ ۔ ع ۵)

اور اس سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے جو خدا کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور کہے میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

پس اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی مخلوق کو بلانا، بھٹکے ہوؤں کو راہِ حق دکھانا، گمراہوں کو ہدایت کا راستہ دکھانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وظیفۂ حیات اور آپ کا مقصدِ اصلی تھا اور اسی مقصد کی نشوونما اور آبیاری کے لیے ہزاروں نبی اور رسول بھیجے گئے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ	اور ہم نے نہیں بھیجا تم سے پہلے کوئی
مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ	رسول مگر اس کی جانب یہی وحی بھیجتے
اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا	تھے کہ کوئی معبود نہیں بجز میرے، پس
فَاعْبُدُوْنِ ۝ (انبیاء ع ۲)	میری بندگی کرو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ اور دیگر انبیاء کرام کے مقدس لمحاتِ زندگی پر جب نظر ڈالی جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ سب کا مقصد اور نصب العین صرف ایک ہے، اور وہ اللہ رب العالمین وحدہٗ لاشریک لہٗ کی ذات و صفات کا یقین کرنا یہی ایمان اور اسلام کا مفہوم ہے اور اسی لیے انسان کو دنیا میں بھیجا گیا، وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ یعنی ہم نے جنات اور انسان کو صرف اس لیے پیدا کیا ہے کہ بندہ بن کر زندگی بسر کریں۔

اب جبکہ مقصدِ زندگی واضح ہو گیا اور اصل مرض اور اس کے اسباب کی نوعیت معلوم ہو گئی تو طریقِ علاج کی تجویز میں زیادہ دشواری پیش نہ آئے گی اور اس نظریے کے تحت جو بھی علاج کا طریقہ اختیار کیا جائے گا ان شاء اللہ نافع اور سودمند ہوگا۔

ہم نے اپنی نارسا فہم کے مطابق مسلمانوں کی صحت و بہبود کے لیے ایک نظامِ عمل تجویز کیا ہے جس کو فی الحقیقت اسلامی زندگی یا اسلاف کی زندگی کا نمونہ کہا جا سکتا ہے جس کا اجمالی نقشہ آپ کی خدمت میں پیش ہے۔

سب سے اہم اور پہلی چیز یہ ہے کہ ہر مسلمان تمام اغراض و مقاصدِ دنیوی سے قطع نظر کر کے احیاء کلمۃ اللہ اور اشاعتِ اسلام اور احکامِ خداوندی کے رواج اور سربلندی کو اپنا نصب العین بنائے اور اس بات کا پختہ عہد کرے کہ حق تعالیٰ کے

ہر حکم کو مانوں گا اور اس پر عمل کرنے کی پوری کوشش کروں گا اور کبھی خداوند تعالیٰ کی
نافرمانی نہ کروں گا اور اس نصب العین کی تکمیل کے لیے اس دستور العمل پر کاربند رہوں گا

۱۔ کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کو صحت الفاظ کے ساتھ یاد کرنا
اور اس کے معنی و مفہوم کو سمجھنا اور ذہن نشین کرنے کی کوشش کرنا اور اپنی زندگی کو اس کے مطابق بنانے کی فکر کرنا

۲۔ نماز کا پابند ہونا، اس کے آداب و شرائط کا لحاظ رکھتے ہوئے خشوع و خضوع کے ساتھ
ادا کرنا اور ہر رکن میں خداوند کریم کی عظمت و بزرگی اور اپنی بندگی و بیچارگی کا دھیان کرنا۔ غرض
اس کوشش میں لگے رہنا کہ نماز اس طرح ادا ہو جو اس رب العزت کی بارگاہ عالی
کے شایانِ شان ہو۔ اسی طرح نماز کی کوشش کرتا رہے اور حق تعالیٰ سے اس کی توفیق طلب کرتا رہے
اگر نماز کا طریقہ معلوم نہ ہو تو اس کو سیکھے اور نماز میں پڑھنے کی تمام چیزوں کو یاد کرے۔

۳۔ قرآن کریم کے ساتھ وابستگی اور دل بستگی پیدا کرنے کے دو طریقے ہیں۔

(الف) کچھ وقت روزانہ ادب و احترام کے ساتھ معنی و مفہوم میں غور کرتے ہوئے
تلاوت کرنا۔ اگر عالم نہ ہو اور معنی و مفہوم کو سمجھنے سے قاصر ہو تب بھی بے سمجھے الفاظ ہی
کی تلاوت کرے اور سمجھے کہ میری فلاح و بہبود اسی میں منحصر ہے۔ محض الفاظ کا پڑھنا بھی
سعادت عظمیٰ ہے اور موجب خیر و برکت ہے اور اگر الفاظ بھی نہ پڑھ سکتا ہو تو کچھ
وقت روزانہ قرآن مجید کی تعلیم میں صرف کرنا۔

(ب) اپنے بچوں اور محلے اور گاؤں کے لڑکوں اور لڑکیوں کی قرآنی تعلیم اور
مذہبی تعلیم کی فکر کرنا اور ہر کام پر اس کو مقدم رکھنا۔

۴۔ کچھ وقت یاد الٰہی اور ذکر و فکر میں صرف کرنا۔ پڑھنے کے لیے کوئی چیز کسی شیخ طریقت
متبع سنت سے دریافت کرے ورنہ کلمہ سوم سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا
اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ
درود و استغفار ایک ایک تسبیح صبح و شام اہتمام کے ساتھ یکسوئی سے پڑھا کرے اور
اخلاص قلب کے ساتھ پڑھے۔ حدیث شریف میں ان کی بڑی فضیلت آئی ہے۔

۵۔ ہر مسلمان کو اپنا بھائی سمجھنا، اس کے ساتھ ہمدردی و غمگساری کا برتاؤ کرنا۔

سو اسی وجہ سے میں با ادب و احترام گزارش کرتا ہوں [illegible] جو بھی مسلمان بھائی کی بہتری و ترقی کا خواہشمند ہو۔

[illegible] ان باتوں کا خود بھی پابند بنے اور کوشش کرے کہ ہر مسلمان ان کا پابند بن جائے اور بہتر طریقہ یہ ہے کہ خود بھی اپنا کچھ وقت دین کی خدمت کے لئے فارغ کرے اور دوسروں کو بھی ترغیب دے کہ دین کی خدمت اور اشاعت اسلام کے لئے اپنا وقت دیں۔ جس دین کی اشاعت کے لئے انبیاء کرام نے مشقتیں برداشت کیں طرح طرح کے مصائب میں مبتلا ہوئے۔ حضور اکرم [illegible] اور صحابہ [illegible] نے [illegible] کو اس میں صرف کیا اور اس کی خاطر اپنا [illegible] اپنی جانوں کو قربان کیا۔ اس دین کی ترقی و بقا کے لئے تھوڑا وقت نہ نکالنا بڑی بدنصیبی اور خسران ہے۔ دین کی یہی وہ اہم فریضہ ہے جس کو چھوڑ دینے کی وجہ سے آج ہم تباہ و برباد ہو رہے ہیں۔

پچھلے مسلمانوں کا [illegible] مخصوص [illegible] تھا کہ ہر [illegible] دین کی عزت و آبرو اور اشاعت اسلام [illegible] کی راہ میں صرف کرے اور جو شخص اس میں کوتاہی کرتا [illegible] سمجھا جاتا تھا۔ لیکن افسوس کہ آج ہم مسلمان کہلانے والے اور دین کی باتوں [illegible] اپنی آنکھوں سے مٹتا ہوا دیکھ رہے ہیں [illegible] دین کی ترقی اور بقا کے لئے کوشش کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ غرض یہ کہ تبلیغ و اشاعت دین ہی مسلمانوں کا مقصد زندگی [illegible] اور جس کے ساتھ [illegible] دونوں جہان کی فلاح و ترقی وابستہ تھی۔ جس کو چھوڑ کر آج ہم ذلیل و خوار ہو رہے ہیں۔ اب ہم کو بھی [illegible] اپنا مقصد زندگی بنا لینا چاہئے اور اس کام کو اپنا جزو زندگی و مشغلہ بنانا چاہئے تاکہ پھر رحمت خداوندی کی بارش ہو اور [illegible] دنیا اور آخرت کی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اس کے لیے تیار ہو جائیں تو ہفتہ میں چند گھنٹے اپنے محلے، اور مہینہ میں تین دن قرب جوار کے مواضعات میں، اور سال میں ایک چلہ دور کے مواضعات میں اس کام کو کریں اور کوشش کریں کہ ہر مسلمان امیر ہو یا غریب، تاجر ہو یا ملازم، زمیندار ہو یا کاشتکار، عالم ہو یا جاہل، اس کام میں شریک ہو جائے اور ان امور کا پابند بن جائے۔

کام کرنے کا طریقہ

کم از کم دس آدمیوں کی جماعت تبلیغ کے لئے اول اپنے میں سے ایک شخص کو امیر بنا دے، پھر سب مسجد میں جمع ہوں اور وضو کر کے دو رکعت نفل ادا کریں، اگر وقت مکروہ نہ ہو۔ بعد نماز مل کر حق تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا کریں اور نصرت و تائید خداوندی اور توفیق الٰہی کو طلب کریں اور اپنے ثبات و استقلال کی دعا کریں۔ دعا کے بعد سکون و وقار کے ساتھ آہستہ آہستہ حق تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے روانہ ہوں اور فضول بات نہ کریں۔ جب اس جگہ پہنچیں جہاں تبلیغ کرنی ہے تو سب مل کر حق تعالیٰ سے دعا مانگیں، پھر تمام محلہ یا گاؤں میں گشت کر کے لوگوں کو جمع کریں، اور ان کو نماز پڑھوائیں اور پھر ان امور کی پابندی کا عہد لیں اور اس پر کمر بستہ ہونے کے لئے آمادہ کریں، اور ان لوگوں کے ہمراہ [illegible] سے بھی نماز پڑھوائیں اور ان کو پابندی کی تاکید کریں۔

جو لوگ اس کام کو کرنے کے لئے تیار ہو جائیں ان کی ایک جماعت بنا دی جائے اور انہیں میں سے ایک شخص کو ان کا امیر مقرر کر دیا جائے اور یہی [illegible] شروع کر دیا جائے اور پھر ان سے کہا جائے کہ [illegible] کہ اپنے امیر کی اطاعت کریں، اور امیر کو چاہئے کہ اپنے ساتھیوں کی خدمت [illegible] راحت رسانی، ہمت افزائی [illegible] ہمدردی [illegible] مشورہ [illegible] سے مشورہ [illegible] کے موافق عمل کرے۔

تبلیغ کے آداب

یہ کام حق تعالیٰ کی ایک اہم عبادت اور سعادتِ عظمیٰ ہے اور انبیاء کرام کی نیابت ہے، یہ کام جس قدر بڑا ہوتا ہے اسی قدر آداب کو چاہتا ہے۔ اس کام سے مقصد دوسروں کی ہدایت نہیں بلکہ خود اپنی اصلاح اور عبدیت کا اظہار اور حکم خداوندی کی بجاآوری اور حق تعالیٰ کی رضا جوئی ہے پس چاہیے کہ امورِ مندرجہ کو اچھی طرح ذہن نشین کرے اور **ان کی پابندی کرے۔**

۱۔ اپنا تمام خرچ کھانے پینے، کرایہ وغیرہ کا حتی الوسع خود برداشت کرے اور گنجائش اور وسعت ہو تو اپنے نادار ساتھیوں پر بھی خرچ کرے۔

۲۔ اپنے ساتھیوں اور اس مقدس کام کے کرنے والوں کی خدمت گزاری اور ہمت افزائی کو اپنی سعادت سمجھے اور ان کے ادب و احترام میں کمی نہ کرے۔

۳۔ تمام مسلمانوں کے ساتھ نہایت تواضع اور انکساری کا برتاؤ رکھے، بات کرنے میں نرم لہجہ اور خوشامد کا پہلو اختیار کرے۔ کسی مسلمان کو حقارت اور نفرت کی نظر سے نہ دیکھے۔ بالخصوص علماء دین کی عزت و عظمت میں کوتاہی نہ کرے جس طرح ہم پر قرآن و حدیث کی عزت و عظمت، ادب و احترام واجب اور ضروری ہے۔ اسی طرح ان مقدس ہستیوں کی عزت و عظمت، ادب و احترام بھی ضروری ہے جن کو خدا تعالیٰ نے اپنی اس نعمتِ عظمیٰ سے سرفراز فرمایا۔ علماء حق کی توہین دین کی توہین کے مترادف ہے جو حق تعالیٰ کے غیظ و غضب کا موجب ہے۔

۴۔ خدمت کے خالی وقتوں کو بجائے جھوٹ، غیبت، لڑائی، فساد، کھیل تماشے کے مذہبی کتابوں کے پڑھنے اور مذہب کے پابند لوگوں کے پاس بیٹھنے میں گزارے جس سے خدا اور رسول کی باتیں معلوم ہوں، خصوصاً ایام تبلیغ میں فضول باتوں اور فضول کاموں سے بچے اور اپنے فارغ اوقات کو یادِ الٰہی اور ذکر و فکر اور درود و استغفار اور تعلیم و تعلم میں گزارے۔

۵۔ جائز طریقوں سے حلال روزی حاصل کرے اور کفایت شعاری کے ساتھ اس کو خرچ کرے اور اپنے اہل و عیال اور دیگر اقارب کے شرعی حقوق ادا کرے۔

۶۔ کسی نزاعی مسئلہ اور فروعی بات کو نہ چھیڑے، بلکہ صرف اصل توحید الٰہی کی جانب دعوت دے اور ارکان اسلام کی تبلیغ کرے۔

۷۔ اپنے تمام افعال و اقوال کو خلوص نیت کے ساتھ مزین اور آراستہ کرے۔ خلوص کے ساتھ تھوڑا عمل بھی موجب خیر و برکت اور باعث نصرت ہوتا ہے، بغیر اخلاص کے نہ دنیا ہی کوئی ثمرہ نکلتا ہے نہ آخرت میں جزا و ثواب مرتب ہوتا ہے۔ حضرت معاذ کو جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو انہوں نے درخواست کی کہ مجھے نصیحت کیجئے، حضور نے ارشاد فرمایا کہ دین کے کاموں میں خلوص کا اہتمام رکھنا کہ اخلاص کے ساتھ تھوڑا عمل بھی کافی ہے۔

ایک اور حدیث میں ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ شانہ اعمال میں سے صرف اس عمل کو قبول فرماتے ہیں جو خالص انہیں کے لئے کیا گیا ہو۔ دوسری جگہ ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ شانہ تمہاری صورتوں اور تمہارے مالوں کو نہیں دیکھتے بلکہ تمہارے قلوب اور ارادوں کو دیکھتے ہیں۔ یہ سب سے مقدم اور اصل چیز ہے کہ ہم اپنے کاموں کو خلوص کے ساتھ کیا جائے، زیادہ نمود و نمائش نہ ہو تو ہمیں امید ہے کہ ترقی اور سرسبزی ہوگی۔ اس دستورالعمل کا خلاصہ آپ کے سامنے آ گیا اور اس کی ضرورت اور اہمیت پر بھی کافی روشنی پڑ گئی۔ یہ ظاہر ہے کہ موجودہ کشمکش و اضطراب کے زمانے میں یہی طریق ہے جس سے ہماری زندگی بہتر ہو سکتی ہے اور جہاں تک ہماری مشکلات کو دور کر سکتا ہے۔ اس کے لیے ہم کو ہمیں قرآن کریم کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔ قرآن کریم نے ہمارے اس مرض کا علاج سورہ صف میں تجارت سے تعبیر کیا ہے اور اس کی جانب رہنمائی فرمائی ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ	اے ایمان والو کیا میں تم کو ایسی تجارت
اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ	بتلاؤں جو تم کو ایک دردناک عذاب سے

مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ○ تُؤْمِنُوْنَ
بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ
فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ
وَاَنْفُسِكُمْ ط ذٰلِكُمْ
خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
تَعْلَمُوْنَ ○ يَغْفِرْ لَكُمْ
ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ
جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا
الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً
فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ط ذٰلِكَ
الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○ وَاُخْرٰی
تُحِبُّوْنَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ
وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ ط وَبَشِّرِ
الْمُؤْمِنِيْنَ ○

بچائے۔ تم لوگ اللہ اور اس کے رسول
پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں تم اپنے
مال و جان سے جہاد کرو، یہ تمہارے
لئے بہت ہی بہتر ہے اگر تم کچھ سمجھ رکھتے
ہو، اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف کر
دے گا، اور تم کو ایسے باغوں میں داخل
کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں
گی اور عمدہ مکانوں میں جو ہمیشہ رہنے
کے باغوں میں ہوں گے، یہ بڑی
کامیابی ہے، اور ایک اور بھی ہے
کہ جس کو پسند کرتے ہو، اللہ کی طرف
سے مدد اور جلد فتحیابی، اور آپ مومنوں
کو بشارت دے دیجئے۔

(صف - ع ۲)

اس آیت میں ایک تجارت کا ذکر ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ عذاب الیم سے نجات دلانے والی ہے، وہ تجارت یہ ہے کہ ہم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائیں اور جہاد کریں، اور یہ اپنے جان و مال سے ہو، یہ وہ کام ہے جو ہمارے لئے بہت بہتر ہے اگر ہم کچھ بھی عقل و فہم رکھتے ہوں، اس تجارت پر نتیجہ جو بتایا گیا ہے وہ یہ کہ ہمارے گناہ بخش دیئے جائیں گے، ہم کو بہشت میں داخل کر دیا جائے گا اور آخرت میں بڑی بڑی نعمتوں سے سرفراز کیا جائے گا، یہی بہت بڑی کامیابی اور مراد کی چیز ہے، مگر اس پر بس نہیں بلکہ ہم کو وہ چیز بھی دی جائے گی جس کو ہم دل سے چاہتے ہیں یعنی دنیاوی عزت و نصرت و کامیابی اور دشمنوں پر غلبہ و فتح نصیب ہو۔

آج ہم نے تجارت کے ہر دو نتیجوں کا مطالبہ کیا مگر جو تجارت ہے اس کے بدل

پر ایمان لاویں، دوسرے یہ کہ اپنے جان، مال سے خدا کی راہ میں جہاد کریں۔ اس کے بدلے میں ان چیزوں کی ہم سے ضمانت کی، آخرت میں جنت اور ابدی نعمتیں اور دنیا میں نصرت و کامیابی۔ پہلی چیز جو ہم سے مطلوب ہے وہ ایمان ہے۔ اور ہم نے کہا ہے کہ ہمارے اس طریق کا منشا بھی یہی ہے کہ ہمیں حقیقی ایمان کی دولت نصیب ہو۔ دوسری چیز جو ہم سے مطلوب ہے وہ جہاد ہے۔ جہاد کی اصل اگرچہ کفار سے جنگ اور مقابلہ ہے مگر درحقیقت جہاد کا منشا بھی اعلاء کلمۃ اللہ اور احکام خداوندی کا نفاذ و اجرا ہے اور یہی ہماری تحریک کا مقصد اصلی ہے۔

پس معلوم ہوا کہ جیسا کہ مرنے کے بعد کی زندگی کا خوشگوار ہونا اور جنت کی نعمتوں سے سرفراز ہونا خدا اور رسول پر ایمان لانے اور اس کی راہ میں جد و جہد کرنے پر موقوف ہے۔ ایسا ہی دنیاوی زندگی کی خوشگواری اور دنیا کی نعمتوں سے متمتع ہونا بھی اسی پر موقوف ہے کہ خدا اور رسول پر ایمان لاویں اور اپنی تمام جد و جہد کو اس کی راہ میں صرف کریں۔

اور جب ہم اس عہد کو انجام دیں گے یعنی خدا اور رسول پر ایمان لے آویں گے اور اس کی راہ میں جد و جہد کر کے اپنے آپ کو اعمال صالحہ سے آراستہ کر لیں گے تو ہم روئے زمین کی بادشاہت اور خلافت کے مستحق ہو جائیں گے اور سلطنت و حکومت ہمیں دے دی جائے گی۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	ترجمہ: جو لوگ ایمان لاویں اور نیک عمل
مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	کریں ان سے خدا کا وعدہ ہے کہ
لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا	ان کو زمین میں حکومت عطا فرمائے گا
اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ	جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں کو عطا کی
وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي	تھی اور جس دین کو ان کے لیے پسند
ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ	کیا ہے اس کو ان کے لیے قوت دے گا اور
بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ	ان کے اس خوف کے بعد امن کر دے

لَا یُشْرِكُوْنَ بِیْ شَیْئًا ط
(نور۔ ع ۷)

سے بدل دے گا بشرطیکہ میری بندگی
کرتے رہیں اور میرے ساتھ کسی کو
شریک نہ کریں۔

اس آیت میں تمام اُمت سے وعدہ ہے ایمان و عمل صالح پر حکومت دینے کا جس کا ظہور عہدِ نبوی سے شروع ہو کر خلافتِ راشدہ تک مُتصِلاً مُمتد رہا، چنانچہ جزیرۂ عرب آپ کے زمانے میں اور دیگر ممالک زمانۂ خلفاء راشدین میں فتح ہو گئے اور بعد میں بھی وقتاً فوقتاً گو اتصال نہ ہو، دوسرے صُلحاء ملوک و خلفاء کے حق میں اس وعدہ کا ظہور ہوتا رہا اور آئندہ بھی ہوتا رہے گا جیسا کہ دُوسری آیت میں ہے : اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ هُمُ الْغَالِبُوْنَ ٥ وَنَحْوُہٗ (بیان القرآن)

پس معلوم ہُوا کہ اِس دنیا میں چین و راحت اور اطمینان و سکون اور عزت و آبرو کی زندگی بسر کرنے کی اِس کے علاوہ کوئی صورت نہیں کہ ہم اِس طریق پر مضبوطی کے ساتھ کاربند ہوں اور اپنی اجتماعی اور انفرادی ہر قسم کی قوت اس مقصد کی تکمیل کے لیے وقف کریں۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا
وَّلَا تَفَرَّقُوْا۔

تم سب دین کو مضبوط پکڑو اور ٹکڑے
ٹکڑے مت بنو۔

یہ ایک مختصر "نظامِ عمل" ہے جو درحقیقت اِسلامی زندگی اور اسلاف کی زندگی کا نمونہ ہے۔

ملک میوات میں ایک عرصہ سے اس طرز پر کام کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور اس ناتمام کوشش کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ قوم روز بروز ترقی کرتی جا رہی ہے۔ اس کام کے علاوہ برکات و ثمرات اس قوم میں مشاہدہ کیے گئے جو دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اگر تمام مسلمان اجتماعی طور پر اس طریق زندگی کو اختیار کر لیں، تو حق تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ ان کی تمام مصائب اور مشکلات دور ہو جائیں گی اور وہ عزت و آبرو اور اطمینان و سکون کی زندگی پائیں گے اور اپنے کھوئے ہوئے دبدبے اور وقار کو

پھر حاصل کرلیں گے۔ وَ لِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَ لِرَسُوْلِہٖ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ۔

ہرچند کہ میں نے اپنے مقصد کو سلجھانے کی کوشش کی لیکن یہ چند تجاویز کا مجموعہ نہیں، بلکہ ایک عملی نظام کا خاکہ ہے جس کو اللہ کا ایک برگزیدہ بندہ (سیّدی و مولائی مخدومی و مخدوم العالم حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ) لے کر کھڑا ہوا اور اپنی زندگی کو اس مقدس کام کے لیے وقف کیا۔ اس لیے آپ کے لیے ضروری ہے کہ آپ ان بے ربط سطور کے پڑھنے اور سمجھنے پر ہرگز اکتفا نہ کریں، بلکہ اس کام کو سیکھیں اور اس نظام کا عملی نمونہ دیکھ کر اس سے سبق حاصل کریں اور اپنی زندگی کو اس سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کریں۔ اسی جانب متوجہ کرنا میرا مقصود ہے ورنہ

میری قسمت سے الٰہی پائیں یہ رنگ قبول
پھول کچھ میں نے چنے ہیں انکے دامن کیلیے

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ط

خاکپائے بزرگان دین

محمد احتشام الحسن

مدرسہ کاشف العلوم بستی نظام الدین اولیا

دھلی

خواجہ محمد اسلام
ادارۂ اشاعت دینیات
انار کلی ○ لاہور ○ پاکستان

Masood Faisal Jhandir Library

نیکوں کی رُوح پرور زندگی سے رشوت خوروں، سُود خوروں، شرابیوں اور
زانیوں کے خوفناک انجام سے باخبر ہونے کے لیے عبرت آموز کتاب

موت کا منظر
مع
مرنے کے بعد کیا ہوگا؟

۱۵/- ۳۰/- ۹۰/- ۵۰/-
اردو - عربی - فارسی - انگلش ایڈیشن

مؤلف خواجہ محمدؐ اسلام کی دیگر مقبولِ عام کتابیں

۱۔ جنت کا منظر ۳۰ روپے ۲۔ محبوبؐ کے حُسن و جمال کا منظر ۳۰ روپے
۳۔ حُسن پرستوں کے انجام کا منظر ۱۸ روپے ۴۔ محبوبِ خدا کی دعائیں ۳۲ روپے

THE SPECTACLE OF DEATH
INCLUDING
GLIMPSES OF LIFE BEYOND THE GRAVE
BY
KHAWAJA MUHAMMAD ISLAM

خواجہ محمدؐ اسلام اِدارۂ اشاعتِ دینیات انارکلی لاہور پاکستان